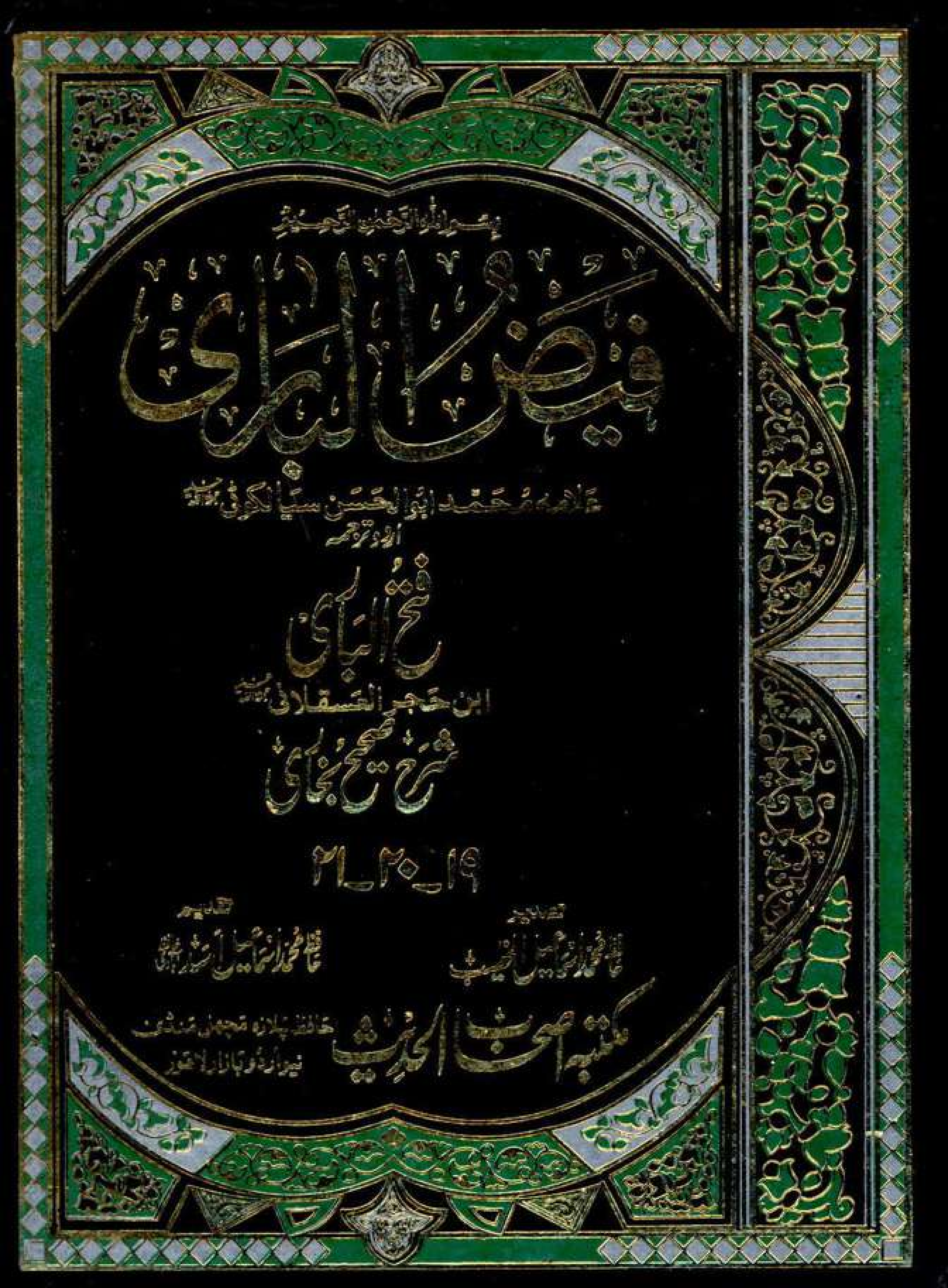
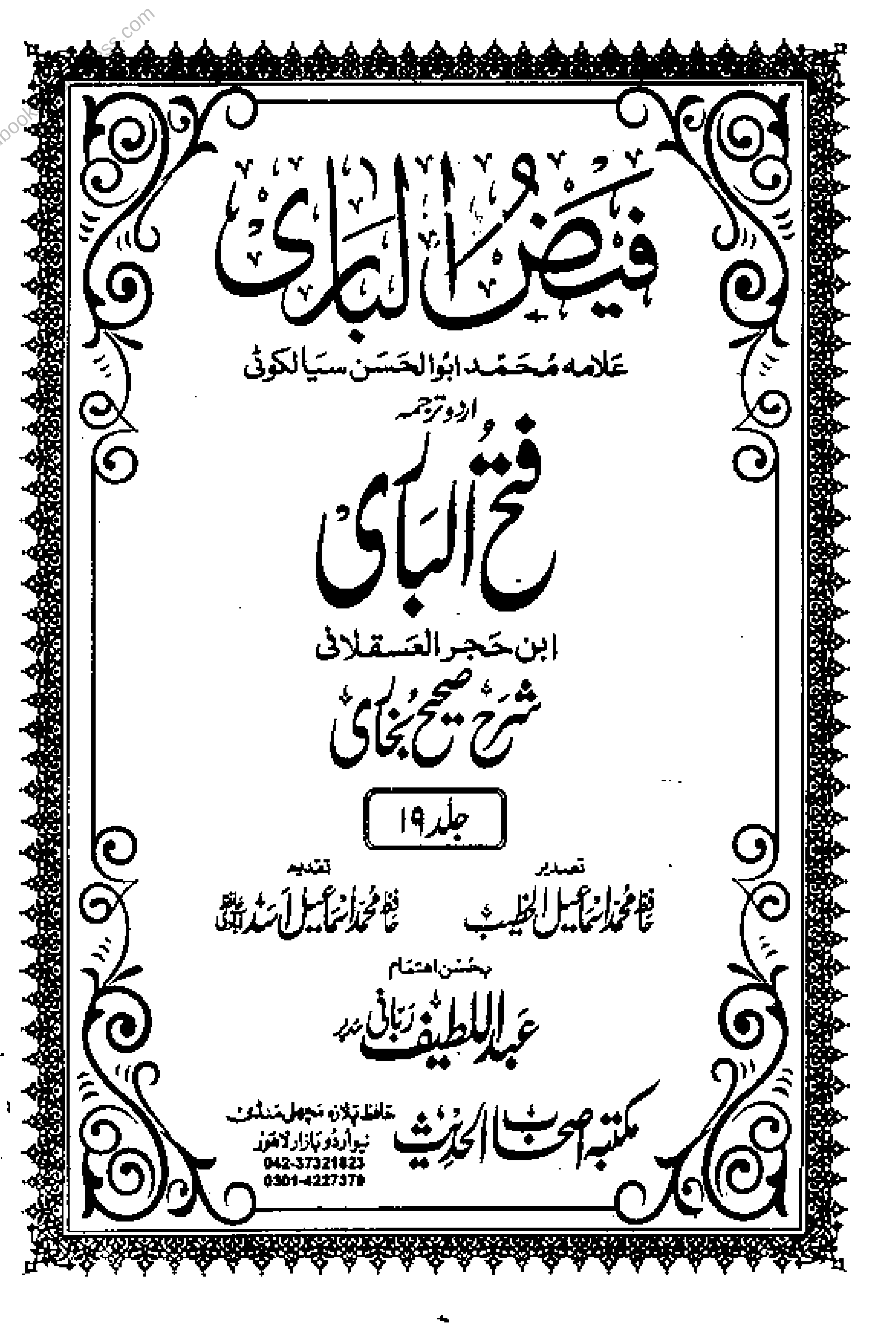

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فیض الباری
علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی
اردو ترجمہ
فتح الباری
ابن حجر العسقلانی
شرح صحیح بخاری
۱۹-۲۰-۲۱
مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور



فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۹

تصدیر
فضیلۃ الشیخ حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
فضیلۃ الشیخ حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

بحسن اهتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد ہفتم



مصنف	علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ
دوسرا ایڈیشن	اگست 2009ء
ناشر	مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ	10000
کمپوزنگ وڈیزائننگ	حافظ عبدالوہاب 0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301 4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَھٰذِہٖ تَرْجَمَۃُ لِلْجُزْءِ التَّاسِعِ عَشَرَ مِنْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَفَّقَنَا اللّٰہُ لِانْتِھَآئِہٖ کَمَا وَفَّقَنَا لِابْتِدَآئِہٖ.

سُوْرَۃُ بَرَآءَۃَ سورہ برأت کی تفسیر کا بیان

فائدہ: یہ سورہ توبہ ہے اور یہ اس کا مشہور تر نام ہے اور اس کے سوا اس کے اور نام بھی ہیں جو دس سے زیادہ ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے اول میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی سو بعض لکھتے ہیں اس واسطے کہ وہ تلوار کے ساتھ اتری اور بسم اللہ امان ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے قرآن کو جمع کیا تو ان کو شک ہوا کہ کیا یہ سورت اور انفال دونوں ایک سورت ہے یا دو سورتیں ہیں جدا جدا سو انہوں نے دونوں کے درمیان فرق کیا ساتھ اس طور کے کہ دونوں کے درمیان ایک سطر خالی چھوڑی نہ اس میں بسم اللہ لکھی اور نہ کچھ اور لکھا روایت کی ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اور یہی معتمد ہے اور روایت کیا ہے اس کو احمد اور حاکم اور بعض اہل سنن نے۔ (فتح)

﴿وَلِیْجَۃً﴾ کُلُّ شَیْءٍ اَدْخَلْتَہٗ فِیْ شَیْءٍ. ولیجۃ کے معنی ہیں ہر چیز کہ داخل کرے تو اس کو ایک چیز میں یعنی راز دان۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ﴾ یعنی نہیں پکڑا انہوں نے اللہ کے اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے علاوہ کسی کو راز دان۔

﴿الشُّقَّۃُ﴾ السَّفَرُ. یعنی اور شقہ کے معنی ہیں سفر بعید یعنی اس آیت میں ﴿ولکن بعدت علیھم الشقۃ﴾ اور بعض کہتے ہیں شقہ وہ زمین ہے جس میں چلنا مشکل ہو۔

اَلْخَبَالُ اَلْفَسَادُ. یعنی خبال کے معنی ہیں فساد۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا﴾۔

وَالْخَبَالُ الْمَوْتُ. یعنی اور خبال کے معنی ہیں موت۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ صواب موتہ ہے اور وہ ایک قسم ہے جنون کی۔

﴿وَلَا تَفْتِنِّي﴾ لَا تُوَبِّخْنِيْ. کے معنی ہیں مجھ کو نہ جھڑک اور نہ ڈانٹ اور قتادہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ مجھ کو گناہ میں نہ ڈال

﴿كَرْهًا﴾ وَ ﴿كُرْهًا﴾ وَاحِدٌ. یعنی کَرھا اور کُرھا کے ایک معنی ہیں یعنی ناخوشی۔

فائدہ: اس اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قل انفقوا طوعا او کرھا﴾۔

﴿مُدَّخَلًا﴾ يَدَّخِلُوْنَ فِيْهِ. یعنی مدخلا کے معنی ہیں گھسنے کی جگہ کہ اس میں گھسیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لو یجدون ملجأ او مغارات او مدخلا﴾۔

﴿يَجْمَحُوْنَ﴾ يُسْرِعُوْنَ. یعنی یجمحون کے معنی ہیں جلدی کرتے ہیں یعنی اس آیت میں ﴿لولوا الیه وھم یجمحون﴾۔

﴿وَالْمُؤْتَفِكَاتِ﴾ اِئْتَفَكَتِ انْقَلَبَتْ بِهَا الْأَرْضُ. یعنی لفظ موتفکات کہ آیت ﴿والمؤتفکات اتتھم رسلھم بالبینات﴾ میں واقع ہے اس قول سے مشتق ہے کہ کہتے ہیں ائتفکت یعنی الٹ گئی ساتھ اس کے زمین۔

فائدہ: مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں۔

﴿أَهْوٰى﴾ أَلْقَاهُ فِيْ هُوَّةٍ. یعنی اھوی کے معنی ہیں ڈالا اس کو یعنی الٹا بستی کو گہرے مکان میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿والمؤتفکة اھوی﴾ اور نہیں واقع ہوا ہے یہ کلمہ سورۂ برأت میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سورۂ نجم میں ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت موتفکات کے۔

﴿عَدْنٍ﴾ خُلْدٍ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَيْ أَقَمْتُ وَ مِنْهُ مَعْدِنٌ وَ يُقَالُ فِيْ مَعْدِنِ صِدْقٍ فِيْ مَنْبَتِ صِدْقٍ. یعنی لفظ عدن کے معنی آیت ﴿جنات عدن﴾ میں ہمیشگی اور دوام کے ہیں کہا جاتا ہے عدنت بارض یعنی میں اس میں ٹھہرا اور اسی سے مشتق ہے معدن یعنی کہان اور کہا جاتا ہے فی معدن صدق یعنی بیج اگنے کی جگہ میں۔

اَلْخَوَالِفُ الْخَالِفُ الَّذِيْ خَلَفَنِيْ فَقَعَدَ بَعْدِيْ وَمِنْهُ يَخْلُفُهُ فِي الْغَابِرِيْنَ وَيَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ النِّسَآءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَإِنْ كَانَ جَمْعَ الذُّكُوْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يُوْجَدْ عَلٰى تَقْدِيْرِ جَمْعِهِ إِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَ یعنی خوالف جو آیت ﴿رضوا بان یکونوا مع الخوالف﴾ میں واقع ہوا ہے جمع خالف کی ہے اور خالف وہ ہے جو میرے پیچھے رہے اور جائز ہے کہ مراد خوالف سے عورتیں ہوں یعنی خوالف جمع خالفه کی ہو اور اگر جمع مذکر ہو تو نہیں پائے گئے بر تقدیر جمع ہونے کو

فَوَارِسُ وَهَالِكٌ وَ هَوَالِكُ. اس کی کے مگر دو لفظ یعنی فواعل جمع فاعل کے وزن پر عرب کی کلام میں صرف دو ہی لفظ پائے گئے ہیں فوارس جمع فارس کی اور هوالك جمع هالك کی یعنی تو خوالف جمع مذکر نہیں بلکہ جمع مؤنث ہے۔

فائدہ: اور یہ حصر توڑا گیا ہے ساتھ شواہق جمع شاہق کے اور نواکس جمع ناکس وجوائح جمع جائح کے اور مراد ساتھ خوالف کے آیت میں عورتیں اور مرد عاجز ہیں اور لڑکے اور جمع کرنا اس کا جمع مؤنث کے لفظ پر واسطے تغلیب کے ہے اس واسطے کہ عورتیں اپنے غیروں سے زیادہ تھیں اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا مع الخالفین تو جمع کیا گیا ہے یہ لفظ اوپر وزن لفظ جمع مذکر کے واسطے تغلیب کے اس واسطے کہ وہی اصل ہے۔ (فتح)

﴿اَلْخَيْرَاتُ﴾ وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاضِلُ. یعنی خیرات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد خیرۃ ہے اور اس کے معنی ہیں نیکیاں اور بھلائیاں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واولئك لهم الخيرات﴾ ۔

﴿مُرْجَوْنَ﴾ مُؤَخَّرُوْنَ. اور دوسروں کا کام ڈھیل میں ہے یعنی اس آیت کی تفسیر ﴿وآخرون مرجون لامر الله﴾ ۔

﴿اَلشَّفَا﴾ شَفِيْرٌ وَّهُوَ حَدُّهٗ. یعنی شفا کے معنی ہیں شفیر اور وہ حد اس کی ہے یعنی نہایت کنارہ اس کا۔

وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُوْلِ وَالْاَوْدِيَةِ. اور جرف وہ زمین ہے جو پانی کے بہاؤ سے گرتی ہے

فائدہ: اور ابو عبیدہ نے کہا کہ جرف کچے گڑھے کو کہتے ہیں اور یہ آیت بطور تمثیل کے ہے اس واسطے کہ جو کفر پر بنا کرے اس نے گرنے والی زمین کے کنارے پر بنا کی اور وہ زمین ایسی ہے جو گرتی ہے بہاؤ سے اور نہیں قائم رہتی بنا اوپر اس کے۔ (فتح الباری)

﴿هَارٍ﴾ هَائِرٍ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَ مِثْلُهٗ. یعنی اور هار کے معنی ہیں هائر یعنی گرنے والی کہا جاتا ہے تهورت البئر جب کہ گر پڑے اور انهار کے بھی یہی معنی ہیں۔

﴿لَأَوَّاهٌ﴾ شَفَقًا وَّ فَرَقًا وَّقَالَ الشَّاعِرُ إِذَا مَا قُمْتُ أَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ تَأَوَّهُ آهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِيْنِ. یعنی آیت ﴿ان ابراهيم لاواه حليم﴾ میں اواہ کے معنی ہیں بڑا نرم دل آہ مارنے والا واسطے خوف کے اپنے رب سے اور کہا شاعر نے جب میں کھڑا ہوتا ہوں کہ رات میں

اونٹنی کو کسوں تو آہ مارتی ہے مثل آہ مرد غمناک کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جواب اور بیزاری ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے ان مشرکوں کو جن سے تم نے عہد کیا تھا۔

﴿أَذَانٌ﴾ إِعْلَامٌ.

اذان کے معنی ہیں خبر پہنچانا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُذُنٌ﴾ يُصَدِّقُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿ویقولون هو اذن﴾ کے یعنی وہ ہر ایک کا کلام سنتا ہے اللہ نے فرمایا ﴿قل اذن خير لكم يؤمن بالله﴾ یعنی تو کہہ کان (کا کچا) بہتر ہے تمہارے لیے کہ یقین لاتا ہے اللہ پر یعنی تصدیق کرتا ہے ساتھ اللہ کے۔

﴿تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ وَنَحْوُهَا كَثِيْرٌ وَّالزَّكَاةُ الطَّاعَةُ وَالْإِخْلَاصُ.

یعنی یہ دونوں لفظ اور مانند اس کی یعنی وہ لفظ کہ مادے میں مختلف اور معنی میں ایک ہوں قرآن میں بہت ہیں اور زکوۃ کے معنی ہیں بندگی اور اخلاص۔

﴿لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ﴾ لَا يَشْهَدُوْنَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لا یؤتون الزکاة﴾ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گواہی دیتے اس کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو زکوۃ کی بندگی اور توحید کے ساتھ تفسیر کی ہے تو اس میں رد ہے واسطے حجت اس شخص کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے۔ (فتح)

﴿يُضَاهُوْنَ﴾ يُشَبِّهُوْنَ.

یعنی اور یضاھئون کے معنی ہیں مشابہت کرتے ہیں کافروں کے قول سے یعنی اس آیت میں ﴿یضاھئون قول الذی کفروا﴾۔

٤٢٨٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي

۴۲۸۷۔ ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ قرآن کی اخیر آیت جو پیچھے اتری آیت ﴿یستفتونك قل اللّٰه یفتیکم فی الکلالة﴾ ہے اور اخیر سورہ جو اتری سورہ برأت ہے۔

الْكَلَالَةِ﴾ وَآخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ بَرَآءَةٌ.

فائدہ: لیکن آیت پس پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سورہ بقرہ کے بیان میں اور یہ کہ اخیر آیت جو اتری سود کی آیت ہے اور تطبیق یہ ہے کہ دونوں نے اس کو نقل نہیں کیا بلکہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو استقراء سے باعتبار اس چیز کے کہ اطلاع پائی انہوں نے اوپر اس کے اور اولی اس سے یہ ہے کہ مراد ہر ایک کی دونوں میں سے آخریت مخصوصہ ہے اور لیکن سورہ پس مراد بعض اس کا ہے یا اکثر اس کا نہیں تو اس میں بہت آیتیں ایسی ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سال سے پہلے اتریں اور واضح تر اس سے یہ ہے کہ اول برأت کا اترا پیچھے فتح مکہ کے نویں سال میں جس سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور البتہ اتری آیت ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ اور حالانکہ وہ سورہ مائدہ میں ہے دسویں سال میں پس ظاہر یہ ہے کہ مراد اکثر حصہ اس کا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس کا اکثر حصہ جنگ تبوک میں اترا اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پچھلی جنگ ہے اور آئندہ آئے گا کہ سب سے پیچھے سورۂ ﴿اذا جآء نصر اللہ﴾ اتری اور اس کی وجہ تطبیق بھی آئندہ آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور البتہ کہا گیا ہے بیچ آخریت اترنے برأت کے کہ مراد بعض اس کا ہے سو بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿فان تابوا واقاموا الصلوۃ﴾ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ﴿لقد جآءکم رسول من انفسکم﴾ اور اصح قول بیچ آخریت نزول آیت کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ﴾ جیسا کہ سورہ بقرہ میں پہلے گزر چکا ہے اور نقل کیا ہے ابن عبدالسلام نے کہ اخیر آیت کہ اتری کلالہ کی آیت ہے پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچاس دن زندہ رہے پھر سورہ بقرہ کی آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَسِيْحُوْا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَأَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكَافِرِيْنَ﴾ سِيْحُوْا سِيْرُوْا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو پھرو زمین میں چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ عاجز کر سکو گے اللہ کو اور یہ کہ اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور سیحوا کے معنی ہیں چلو۔

۴۲۸۸ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فِيْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِيْ مُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ

۴۲۸۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اس حج میں یعنی جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حاجیوں کا سردار بنا کر کے مکے میں بھیجا پہلے حجۃ الوداع سے موذنوں کی جماعت میں کہ بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ حکم سنائیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی کہا حمید بن

الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَّأَمَرَهُ أَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَآءَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ أَهْلِ مِنًى بِبَرَآءَةَ وَأَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اٰذَانُهُمْ أَعْلَمَهُمْ.

عبدالرحمن نے کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ برأت کا حکم پہنچادیں، کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن منیٰ والوں میں ساتھ بیزاری کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

کہا ابو عبداللہ یعنی بخاری رحمہ اللہ نے کہ اذانھم کے معنی ہیں خبر پہنچائی ان کو۔

فائدہ: کہا طحاوی نے مشکل الآثار میں کہ یہ حدیث مشکل ہے اس واسطے کہ حدیثیں اس قصے میں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو برأت کے ساتھ بھیجا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ حکم پہنچائیں پس کس طرح بھیجا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے ساتھیوں کو ساتھ حکم پہنچانے کے باوجود پھیرنے حکم کے ان سے علی کی طرف پھر جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے سردار لوگوں پر اس حج میں بغیر خلاف کے اور علی رضی اللہ عنہ برأت کا حکم پہنچانے کے ساتھ مامور تھے اور شاید علی رضی اللہ عنہ تنہا برأت کا حکم لوگوں کو نہ پہنچا سکتے تھے اور محتاج ہوئے اس شخص کے جو ان کی اس پر مدد کرے سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو ان کے ساتھ بھیجا تا کہ علی رضی اللہ عنہ کی اس پر مدد کریں پس حاصل یہ ہے کہ مباشرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی واسطے اس کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے تھی اور تھے پکارتے ساتھ اس چیز کے کہ علی رضی اللہ عنہ ان کو سکھاتے اس چیز سے جس کے پہنچانے کا ان کو حکم تھا اور یہ جو حمید نے کہا کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو برأت کی خبر پہنچا دیں تو یہ قدر حدیث سے مرسل ہے اس واسطے کہ حمید نے اس واقع کو نہیں پایا اور نہ تصریح کی اس نے ساتھ سننے اس کے کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لیکن ثابت ہو چکا ہے بھیجنا علی رضی اللہ عنہ کا کئی طریقوں سے پس روایت کی ہے طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا بھیجا حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ برأت کے اہل مکہ کی طرف اور ان کو حاجیوں کا سردار بنایا پھر مجھ کو اس کے پیچھے بھیجا سو میں ان کو جا ملا تو میں نے ان سے برأت کو لیا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا حال ہے میرا؟ فرمایا بہتر تو میرا ساتھی ہے غار میں اور میرا ساتھی ہے حوض کوثر پر لیکن بات یوں ہے کہ نہ پہنچائے گا میری طرف سے کوئی سوائے میرے یا کوئی مرد مجھ سے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے برأت کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا پھر علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور برأت پہنچانے کا حکم ان کو دیا اور فرمایا کہ نہیں لائق ہے کسی کو کہ پہنچائے یہ حکم مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے اور یہ واضح کرتا

ہے حضرت مَثَاثِیْمِ کے قول کو جو دوسری حدیث میں ہے کہ نہ پہنچائے میری طرف سے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خصوص قصے مذکورہ کا ہے نہ مطلق تبلیغ یعنی اس واسطے کہ مطلق تبلیغ احکام شرع کی ہر ایک شخص کو جائز ہے پس نہی تبلیغ کی علی رٹائٹنڈ کے غیر کو خاص اس قصے تبلیغ برأت میں ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور اور ترمذی وغیرہ نے زید بن یثیع سے کہا میں نے علی رٹائٹنڈ سے پوچھا کہ حضرت مَثَاثِیْمِ نے تجھ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا تھا؟ کہا ساتھ اس کے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر ایماندار آدمی اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی اور نہ جمع ہو مسلمان ساتھ مشرک کے حج میں بعد اس برس کے اور جس کے ساتھ عہد ہو تو اس کا کیا عہد اپنی مدت تک ہے اور جس کے ساتھ کوئی عہد درمیان نہ ہو تو اس کے واسطے چار مہینے کی مہلت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کلام اخیر کے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فسیحوا فی الارض اربعة اشهر﴾ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جس کے واسطے مطلق کوئی عہد نہ تھا یا عہد تھا پر اس میں کوئی مدت معین نہ تھی مثلا چار مہینے یا کم وبیش اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد تھا کسی مدت معین تک تو اس کا عہد اپنی مدت تک ہی قائم ہے پس روایت کی ہے طبری نے ابن اسحاق کے طریق سے کہا کہ وہ دو قسم کے لوگ تھے ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد چار مہینے سے کم تھا سو ان کو چار مہینے کے تمام ہونے تک مہلت دی گئی اور ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد تھا بغیر مدت معین کے سو چھوٹی کی گئی وہ مدت چار مہینے تک اور نیز روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رٹائٹنہا سے کہ چار مہینے اس شخص کے واسطے مدت ہے جس کے ساتھ عہد مقرر تھا بقدر چار مہینے کے یا اس سے زیادہ اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرنا ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فاذا انسلخ اشهر الحرم فاقتلوا المشركين﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت مَثَاثِیْمِ نے مکے کے چند مشرکوں سے عہد کیا ہوا تھا سو سورہ برأت اتری سو ڈالا گیا طرف ہر ایک کی عہد اس کا اور ان کو چار مہینے کی مہلت دی اور جس کے ساتھ کچھ عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرنا ہے اور زہری سے روایت ہے کہ تھا اول چار مہینے کا نزدیک اترنے برأت کے شوال میں سو تھا اخیر ان کا اخیر محرم کا اور ساتھ اس کے تطبیق دی جاتی ہے درمیان ذکر چار مہینے کے اور درمیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشركين﴾ اور بعید جانا ہے اس کو طبری نے اس اعتبار سے کہ ان کو خبر تو اس وقت پہنچی تھی جب کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے ندا ذی الحجہ میں پس کیونکر کہا جائے گا کہ پھر لو چار مہینے اور حالانکہ نہیں باقی رہا تھا اس سے مگر کم دو مہینے سے اور یہ جو فرمایا کہ اس برس کے بعد یعنی بعد اس زمانے کے جس میں برأت کا حکم پہنچانا واقع ہوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللهَ بَرِيْءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے اور حکم سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول سو اگر تم

خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ﴾ آذَنَهُمْ أَعْلَمَهُمْ.

توبہ کرو تو تمہارے لیے بھلا ہے اور اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ تم عاجز نہ کرسکو گے اللہ کو اور خوشخبری دے منکروں کو دکھ والی مار کی۔

٤٢٨٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى أَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ ثُمَّ أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَآءَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِيْ أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَآئَةَ وَأَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

۴۲۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیچ اس حج کے پکارنے والوں کی جماعت میں بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ پکاریں منیٰ میں یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔ کہا حمید نے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو ان کو حکم دیا کہ برأت کی خبر پہنچائیں۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے منیٰ والوں یعنی حاجیوں میں قربانی کے دن ساتھ برأت کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن الخ تو کرمانی نے کہا کہ اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ صرف اس بات کے ساتھ مامور تھے کہ برأت کا حکم پہنچائیں پس کیونکر حکم سنائیں گے ساتھ اس کے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شریک کرنے والا پھر جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے برأت کا حکم سنایا اور منجملہ اس چیز سے کہ شامل ہے اس پر برأت یہ ہے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک اور یہ حکم ماخوذ ہے اس آیت سے ﴿انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ اور احتمال ہے کہ دونوں چیز کے پہنچانے کا ان کو حکم ہوا ہو برأت کا بھی اور اس چیز کا بھی جس کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ مامور کر کے بھیجے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں اور یہ جو کہا یوذن ببراءة تو اس میں مجاز ہے اس واسطے کہ ان کو حکم تھا کہ سورۂ برأت کی چند اور تیس آیتیں پہنچائیں انتہا ان کے نزدیک اس آیت کی ہے ﴿ولو كره المشركون﴾ جیسا کہ طبری نے محمد بن کعب وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نویں سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا سردار بنا کر کے مکہ میں بھیجا اور علی رضی اللہ عنہ کو تیس یا چالیس آیات کے ساتھ بھیجا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ عرفات

میں آئے اور خطبہ پڑھا پھر کہا کہ اے علی! اٹھ کھڑے ہو اور حضرت ﷺ کا پیغام پہنچاؤ سو میں نے کھڑے ہو کر سورۃ برأت کی اول سے چالیس آیتیں پڑھیں پھر ہم پھرے یہاں تک کہ ہم نے جمرہ کو کنکر مارے سو میں خیمہ تلاش کرنے لگا تا کہ ان پر برأت پڑھوں اس واسطے کہ خطبے میں سب لوگ حاضر نہ تھے اور یہ جو کہا کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک تو یہ قول نکالا گیا ہے اس آیت سے ﴿فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا﴾ اور یہ آیت صریح ہے اس میں کہ مشرکوں کو مسجد حرام میں داخل ہونا منع ہے اگرچہ حج کا قصد نہ رکھتے ہوں لیکن چونکہ حج مقصود اعظم تھا اور اس سے ان کو صریح منع ہوا تو جو اس کے سوا ہے وہ بطریق اولیٰ منع ہوگا اور مراد ساتھ مسجد حرام کے اس جگہ سب حرم ہے اور دارمی اور نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے پہلے برأت کو ساتویں ذی الحجہ کے دن پڑھا پھر اس کو قربانی کے دن پڑھا پھر اس کو کوچ کے دن پڑھا تو اس میں تطبیق یوں ہے کہ ان تین جگہوں میں تو علی رضی اللہ عنہ نے ساری سورت پڑھی اور لیکن ان کے سوا باقی وقتوں میں سو تھے پکارتے ساتھ احکام مذکورہ کے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک الخ اور تھے مدد لیتے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس پکارنے میں اور واقع ہوا ہے یعلی کی حدیث میں نزدیک احمد کے جب سورہ برأت کی دس آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو مکہ والوں پر پڑھیں یعنی سو جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو فرمایا کہ نہ پہنچائے اس کو مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے پھر مجھ کو بلایا سو فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جا ملو سو جس جگہ کہ تم ان کو جا ملو اس سے برأت لے لینا سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پلٹ آئے سو عرض کیا کہ یا حضرت! کیا میرے حق میں کوئی چیز اتری؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہرگز نہ پہنچائے آپ ﷺ کی طرف سے مگر آپ یا کوئی مرد آپ کا کہا عماد بن کثیر نے کہ نہیں ہے یہ مراد کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی وقت فوراً راہ سے پلٹ آئے بلکہ مراد یہ ہے کہ حج کر کے پلٹ آئے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ ظاہر پر محمول ہو یعنی اسی وقت پلٹ آئے واسطے قریب ہونے مسافت راہ کے اور یہ جو کہا کہ دس آیتیں تو مراد اول اس کا ﴿انما المشرکون نجس﴾ ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا۔

٤٢٩٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ

۴۲۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھیجا ان کو اس حج میں جس پر ان کو حضرت ﷺ نے سردار بنایا حجۃ الوداع سے پہلے ایک جماعت میں کہ لوگوں میں پکاریں یہ کہ بیشک نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی، سو حمید راوی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُوْنَ فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُوْلُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

کہتا تھا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے بسبب دلیل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے تو مدرج کیا ہے اس زیادتی کو شعیب نے زہری سے کما تقدم فی الجزیۃ اور اس کا لفظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پکارنے والوں میں دن قربانی کے منی میں نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو اکبر کہا گیا بسبب کہنے لوگوں کے عمرے کو حج اصغر یعنی حج چھوٹا سو پھینکا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے طرف لوگوں کے اس برس میں عہد ان کا سو نہ حج کیا سال حجۃ الوداع کے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا کسی مشرک نے انتہی۔ اور یہ جو اس نے کہا کہ حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے تو استنباط کیا ہے اس کو حمید نے اس آیت سے ﴿واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر﴾ اور پکارنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سے ساتھ اس کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قربانی کے دن پس دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ دن حج اکبر کے قربانی کا دن ہے اور شعیب کی روایت کے سیاق سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود اس کو لوگوں میں پکارا اور حالانکہ اس طرح نہیں پس تحقیق اتفاق ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کا اس پر کہ جو چیز کہ تھے پکارتے ساتھ اس کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو چیزیں تھیں ایک مشرک کو حج سے منع کرنا دوسرا ننگے کو طواف سے منع کرنا اور علی رضی اللہ عنہ بھی ان دو چیزوں کے ساتھ پکارتے تھے اور اتنا زیادہ کرتے تھے کہ جس کے واسطے عہد ہو تو اس کا عہد اس کی مدت تک ہے اور یہ کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر مسلمان اور گویا کہ یہ اخیر جملہ مانند توطیہ کی ہے واسطے اس قول کے کہ نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی مشرک اور لیکن جو حکم کہ اس سے پہلے ہے تو وہ حکم وہ ہے کہ خاص کیے گئے ساتھ پہنچانے اس کے کی علی رضی اللہ عنہ اور اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ حکمت بیچ بھیجنے علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ عادت عرب کی جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے عہد کو مگر جس نے عہد کیا ہو یا جو اس کے اہل بیت سے ہو سو جاری رکھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ان کی عادت پر اور اسی واسطے کہا کہ نہ پہنچائے میری طرف سے مگر میں یا کوئی مرد میرے اہل بیت سے اور روایت کی ہے احمد اور نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کے ساتھ مکے کی طرف بھیجا سو ہم پکارتے تھے

کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر نفس مسلمان اور نہ طواف کرے گرد خانے کعبے کے کوئی ننگا آدمی اور جو شخص کہ اس کے اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد ہو تو اس کی مدت چار مہینے ہے اور جب چار مہینے گزر جائیں تو اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی اور نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک سو میں پکارتا تھا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی اور یہ جو کہا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا ہے اکبر الخ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک ابوداؤد کے مرفوع اس طور سے ہے کہ یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قربانی کا دن ہے، فرمایا یہ دن حج اکبر کا ہے اور اختلاف ہے کہ حج اصغر یعنی چھوٹے حج سے کیا مراد ہے؟ جمہور اس پر ہیں کہ مراد عمرہ ہے موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے عبداللہ بن شداد کے طریق سے جو ایک بڑا تابعی ہے اور موصول کیا ہے اس کو طبری نے ایک جماعت سے ان میں ہے عطاء اور شعبی اور مجاہد سے روایت ہے کہ مراد حج اکبر سے قران ہے اور مراد اصغر سے افراد ہے اور دن حج اکبر کا قربانی کا دن ہے اس واسطے کہ اس میں کامل ہوتی ہیں باقی عبادتیں حج کی اور ثوری سے روایت ہے کہ حج کے دنوں کا نام حج اکبر رکھا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے دن فتح کا اور تائید کی ہے اس کی سہیلی نے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ساتھ اس کے سب دنوں میں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل جاہلیت عرفات میں کھڑے ہوتے تھے اور جب قربانی کے دن کی صبح ہوتی تو سب لوگ مزدلفہ میں کھڑے ہوتے سو اس کو اکبر کہا گیا اس واسطے کہ اس میں سب لوگ جمع ہوتے تھے اور حسن سے روایت ہے کہ نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے اتفاق حج تمام اہل ادیان کے بیچ اس کے اور روایت کی ہے طبری نے ابو جحیفہ کے طریق سے کہ حج اکبر کا دن عرفہ کا دن ہے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ وہ قربانی کا دن ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نواں دن اور وہ عرفہ کا دن ہے جب گزر جائے پہلے وقوف عرفات سے تو نہیں فوت ہوتا ہے حج برخلاف دسویں دن کے اس واسطے کہ جب وقوف سے پہلے رات گزر جائے تو حج فوت ہو جاتا ہے اور ترمذی میں علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف روایت ہے کہ حج اکبر قربانی کا دن ہے اور راجح موقوف ہونا اس کا ہے اور یہ جو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کی طرف اس کا عہد پھینکا تو یہ بھی مرسل ہے حمید کے قول سے اور مراد یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حکم کھول کر پہنچایا اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ اقتصار کیا حضرت ﷺ نے اوپر پہنچانے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آپ کی طرف سے ساتھ برأت کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدح کو سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غیر سے سنواریں اور یہ غفلت ہے اس کے قائل سے اس کا باعث یہ ہے کہ اس نے گمان کیا کہ مراد پہنچانا ساری برأت کا ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس کے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کو تو صرف اس کے اول کے پہنچانے کا حکم تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذی الحجہ میں تھا برخلاف اس چیز کے جو منقول ہے مجاہد وغیرہ سے اور میں نے مغازی میں ان کے

قول نقل کیے ہیں اور وجہ دلالت کی اس پر کہ ان کا حج ذی الحجہ میں تھا یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حج میں قربانی کے دن اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ قول مجاھد کا اگر ثابت نہ ہو تو مراد ساتھ دن نحر کے وہ وقوف کے دن کی صبح ہے برابر ہے کہ وقوف ذی قعدہ میں واقع ہوا ہو یا ذی الحجہ میں ہاں عمرو بن شعیب کے طریق سے روایت ہے کہا کہ کسی سال میں ایک مہینہ ٹھہراتے تھے اور کسی سال میں دو مہینے یعنی حج کرتے تھے ایک مہینے میں دو بار دو برسوں میں پھر تیسرے سال اس کے سوا اور مہینے میں حج کرتے تھے کہا پس نہیں واقع ہوتا ہے حج حج کے دنوں میں مگر ہر چھبیس سال میں سو جب حج ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہوا تو موافق پڑا اس سال حج کے مہینے کو پس نام رکھا اس کا حج اکبر اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حج نویں سال میں تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَقَاتِلُوْا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو کفر کے سرداروں سے کہ البتہ ان کا کوئی عہد و پیمان نہیں۔

٤٢٩١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هٰذِهِ الْآيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ وَّلَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ إِنَّكُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُوْنَا لَا نَدْرِيْ فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَبْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ أَعْلَاقَنَا قَالَ أُولٰٓئِكَ الْفُسَّاقُ أَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهُ.

۴۲۹۱۔ زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ نہیں باقی رہا اس آیت والوں میں سے کوئی مگر تین آدمی اور نہ منافقوں میں سے مگر چار آدمی تو ایک گنوار نے کہا کہ بیشک تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہو ہم کو خبر دو ہم نہیں جانتے سو کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے گھروں میں نقب زنی کرتے ہیں اور ہمارے عمدہ مال چراتے ہیں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ گنہگار ہیں یعنی یہ لوگ نہ کافر ہیں اور نہ منافق ہاں نہیں باقی رہے ان میں سے مگر چار آدمی ایک ان میں بہت بوڑھا ہے اگر ٹھنڈا پانی پیے تو اس کی ٹھنڈک نہ پائے یعنی واسطے دور اور باطل ہونے خواہش اس کی کے اور فاسد ہونے معدے اس کے کی سو نہیں فرق کر سکتا درمیان رنگوں کے اور نہ ذائقوں کے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس حدیث میں مبہم یعنی ان تینوں کا نام معلوم نہیں اور کہا اسماعیلی نے کہ لائق یہ تھا کہ یہ حدیث سورہ ممتحنہ میں نقل کی جاتی اور شاید جس نے اس کو سورہ برأت میں بیان کیا ہے اس کی سند وہ حدیث ہے جو طبری نے زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿فقاتلوا ائمة الكفر﴾ کہا کہ نہیں لڑائی ہوئی اس آیت والوں سے اور مراد ساتھ اس کے کہ نہیں لڑائی ہوئی ان سے یہ ہے کہ

نہیں واقع ہوئی لڑائی ساتھ ان کے واسطے نہ واقع ہونے شرط کے اس واسطے کہ آیت کا لفظ یہ ہے ﴿وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا﴾ یعنی اگر اپنے قول قرار کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو لڑو کفر کے سرداروں سے سو جب نہ واقع ہوا ان سے توڑنا قسموں کا اور نہ طعن تو نہ لڑائی کی گئی ساتھ ان کے اور روایت کی ہے طبری نے سدی کے طریق سے کہا کہ مراد ساتھ اماموں کفر کے کفار قریش ہیں اور ضحاک سے ہے کہ مراد ساتھ ائمہ کفر کے مشرکین مکہ کے سردار ہیں اور مراد ساتھ تین کے ابوسفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو ہے اور چاروں منافقوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی۔

٤٢٩٢ ـ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ.

۴۲۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا۔

فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے ساتھ اختصار کے اور وہ نزدیک ابو نعیم کے مستخرج میں اور طریق سے ہے ابوالیمان سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا مالک اس سے بھاگتا پھرے گا اور وہ اس کے پیچھے پڑے گا کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں سو ہمیشہ اس کے پیچھے رہے گا یہاں تک کہ اس کو نگل جائے گا اور اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٢٩٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى أَبِيْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ مَا أَنْزَلَكَ بِهٰذِهِ الْأَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۴۲۹۳۔ حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ پر ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے نزدیک مدینہ کے) میں گزرا میں نے کہا کس چیز نے تجھ کو اس زمین میں اتارا؟ یعنی تم نے کس سبب سے اس جگہ رہنا اختیار کیا؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم شام میں تھے سو میں نے یہ آیت پڑھی جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ قَالَ مُعَاوِيَةُ مَا هٰذِهٖ فِيْنَا مَا هٰذِهٖ إِلَّا فِيْ أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ إِنَّهَا لَفِيْنَا وَفِيْهِمْ.

میں سو خوشخبری سنا ان کو دکھ کی مار کی سو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یعنی اور حالانکہ وہ اس وقت شام میں حاکم تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے حق میں نہیں یہ تو صرف یہود اور نصاریٰ کے حق میں ہے میں نے کہا کہ بیشک ہمارے اور ان کے دونوں گروہوں کے حق میں ہے یعنی عام ہے کسی گروہ کے ساتھ خاص نہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے جس دن آگ دہکا دیں گے اس مال پر دوزخ میں پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں کہا جائے گا یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ.

خالد بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے سو اس نے کہا یہ وعید زکوٰۃ کے نازل ہونے سے پہلے تھی سو جب زکوٰۃ اتاری گئی یعنی فرض ہوئی تو ٹھہرایا اس کو اللہ نے سبب پاکی کا واسطے مالوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ هُوَ الْقَائِمُ.

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن پیدا کیے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ادب کے ہیں یہی ہے سیدھا دین یعنی ان چار مہینوں کا حرام ہونا یہی ہے سیدھا دین جو ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور قیم کے معنی قائم یعنی مستقیم۔

فائدہ: یعنی جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تو سال بارہ مہینے کا ٹھہرایا۔

٤٢٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ

۴۲۹۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر دیسا ہو گیا

عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ.

جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں، تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کھیئتہ یعنی گھوما گھومنا مثل حالت اپنی کے اور لفظ زمان کا بولا جاتا ہے تھوڑے وقت پر بھی اور بہت وقت پر بھی اور مراد ساتھ گھومنے اس کے واقع ہونا نویں ذی الحجہ کا ہے اس وقت میں کہ داخل ہو اس میں سورج برج حمل میں جس جگہ کہ برابر ہوتے ہیں رات اور دن اور یہ جو کہا کہ برس بارہ مہینے کا ہے یعنی برس عربی قمری اور ذکر کیا ہے طبری نے اس کے سبب میں ابو مالک سے کہا کہ کافر برس تیرہ مہینے کا ٹھہراتے تھے پس گھوتے تھے دن اور مہینے اسی طرح اور جو کہا کہ تین مہینے برابر لگے ہوئے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف باطل کرنے اس چیز کے کہ تھے کرتے اس کو لوگ جاہلیت کے زمانے میں مؤخر کرنے بعض حرام کے مہینوں سے سو کہتے ہیں کہ محرم کا نام صفر رکھتے تھے اور صفر کا نام محرم رکھتے تھے تاکہ نہ جمع ہوں ان پر تین مہینے پے در پے کہ ان میں لڑنے کا موقع نہ پائیں پس اسی واسطے کہا کہ تین مہینے پے در پے اور جاہلیت کے زمانے میں لوگ کئی قسم تھے بعض محرم کا نام صفر رکھتے تھے پس حلال جانتے تھے اس میں لڑائی کو اور حرام ہوتی لڑائی صفر میں اور نام رکھتے اس کا محرم اور بعض ایک سال اس طرح کرتے تھے اور ایک سال اس طرح کرتے تھے اور بعض دو سال اس طرح کرتے تھے اور دو سال اس طرح کرتے تھے اور بعض پیچھے ہٹاتے تھے صفر کو ربیع الاول تک اور ربیع کو طرف اس چیز کی کہ اس کے متصل ہے اور اسی طرح لگا تار یہاں تک کہ ہوتا شوال ذی قعدہ اور ذی قعدہ ذی الحجہ پھر پھرتا پس دوہراتا عدد کو اصل پر اور یہ جو کہا کہ رجب مضر کا تو عرب میں مضر ایک قوم کا نام تھا وہ رجب کو بہت مانتے تھے اس واسطے رجب کو ان کی طرف نسبت کیا برخلاف ان کے غیر کے پس کہا جاتا ہے کہ ربیعہ کی قوم اس کے بدلے رمضان کو مانتے تھے اور عرب میں بعض وہ لوگ تھے جو ٹھہراتے تھے رجب اور شعبان میں جو ذکر کیا گیا ہے محرم اور صفر میں پس حلال جانتے تھے لڑنا رجب میں اور حرام جانتے تھے شعبان میں اور جاہلیت کے وقت لوگ حرام کے بعض مہینوں کو پیچھے ہٹاتے تھے پس حلال کرتے تھے حرام کے مہینے کو اور حرام کرتے تھے بدلے اس کے اور مہینے کو یہاں تک کہ چھوڑی گئی تخصیص چار مہینوں کی ساتھ تحریم کے احیانا اور واقع ہوئی تحریم مطلقا چار مہینوں کی برس سے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مہینے پلٹ آئے طرف اس چیز کی کہ تھے اوپر اس کے اور باطل ہوئی نسی یعنی

پیچھے ہٹا دینا مہینے کا اپنے وقت سے اور کہا خطابی نے کہ جاہلیت کے زمانے میں مخالفت کرتے تھے کافر سال کے مہینوں میں ساتھ حرام کرنے کے اور حلال کرنے کے اور آگے کرنے کے اور پیچھے ہٹانے کے واسطے اُن اسباب کے کہ پیش آتے ان کو ایک سبب ان میں سے جلدی کرنا ہے لڑائی میں پس حرام مہینے کو حلال جانتے تھے اور اس کے عوض اور مہینے کو حرام کرتے تھے پس بدل جاتے تھے اس میں مہینے سال کے سو جب کئی سال اسی طرح گزر جاتے تو زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر پھر آ جاتا سو جس سال حضرت مَلَّاتِیْمُ نے حجۃ الوداع کیا تو اتفاق سے ذی الحجہ کا مہینہ دونوں حساب سے ٹھیک پڑا اصل کے حساب سے بھی اور کافروں کے حساب سے بھی تو حضرت مَلَّاتِیْمُ نے فرمایا کہ اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہو گیا ہے اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾ أَيْ نَاصِرُنَا السَّكِيْنَةُ فَعِيْلَةٌ مِّنَ السُّكُوْنِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی دوسرا دو کا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور معنی معنا کے یہ ہیں کہ یہ ہمارا مدد گار اور سکینہ فعیلہ ہے سکون سے یعنی چین اور تسکین۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف ان دو آیتوں کے ﴿ان اللہ معنا﴾ اور ﴿فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ﴾۔

٤٢٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِيْنَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا قَالَ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا.

۴۲۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا میں ساتھ حضرت مَلَّاتِیْمُ کے غار میں سو میں نے مشرکوں کے قدم دیکھے میں نے کہا یا حضرت! اگر کوئی ان میں سے اپنا قدم اٹھائے تو ہم کو دیکھ لے حضرت مَلَّاتِیْمُ نے فرمایا کہ کیا گمان ہے تیرا ساتھ ان دو کے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

٤٢٩٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ حِيْنَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ أَبُوْهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ وَجَدُّهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ إِسْنَادُهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ

۴۲۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے کہا جب کہ اس کے اور ابن زبیر کے درمیان گفتگو واقع ہوئی میں نے کہا کہ اس کا باپ زبیر ہے اور اس کی ماں اسماء ہے اور اس کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور اس کا نانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور اس کی دادی صفیہ رضی اللہ عنہا ہے، عبداللہ بن محمد کہتا ہے سو میں نے سفیان سے کہا کہ اس کی اسناد کیا ہے؟ اس نے کہا حدثنا پھر مشغول کیا اس کو ایک آدمی نے اور نہ کہا اس نے ابن جریج۔

وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ جُرَيْجٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی یعنی بسبب بیعت کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ یزید بن معاویہ کی بیعت سے باز رہے یعنی انھوں نے نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور اس پر بہت اصرار کیا یہاں تک کہ یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر مدینہ پر بھیجا پس واقع ہوئی لڑائی حرہ کی یعنی مدینے سے باہر پتھریلی زمین میں لڑائی واقع ہوئی پھر یزید کا لشکر مکے کی طرف متوجہ ہوا سو ان کا امیر مسلم مر گیا پھر شامی لشکر کا سردار حصین بن نمیر ہوا سو اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مکے میں گھیرا اور منجنیق سے خانے کعبے میں آگ پھینکی یہاں تک کہ خانہ کعبہ جل گیا پھر اچانک ان کو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو وہ لشکر شام کی طرف پلٹ گیا اور قائم ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کعبے کے بنانے میں پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلایا سو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اہل حجاز اور مصر اور عراق اور خراسان اور اکثر اہل شام نے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پھر غالب ہوا مروان شام پر سو قتل کیا اس نے ضحاک بن قیس سردار کو جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مرج راہط میں حاکم تھا اور گزرا مروان طرف مصر کی اور غالب ہوا اوپر اس کے اور یہ سب واقعہ ۶۴ھ میں ہوا اور کامل ہوئی بنا کعبے کی ۶۵ھ میں پھر ۶۵ھ میں مروان مر گیا اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا اور غالب ہوا مختار بن ابی عبید کوفے پر سو بھاگا وہاں سے جو شخص کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا اور محمد بن علی بن ابی طالب معروف ابن حنفیہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دونوں مکے میں مقیم تھے جب سے حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے اپنی بیعت طلب کی وہ دونوں بیعت سے باز رہے اور کہا کہ ہم بیعت نہیں کرتے یہاں تک کہ جمع ہوں لوگ ایک خلیفے پر اور ایک جماعت نے اس امر میں ان دونوں کی پیروی کی سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر سختی کی اور ان کو قید کیا یہ خبر مختار کو پہنچی اس نے ان کی طرف ایک لشکر تیار کر کے بھیجا سو لشکر نے دونوں کو مکے سے نکالا اور ان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑنے کی اجازت مانگی سو دونوں اجازت دینے سے باز رہے اور طائف کی طرف نکلے اور وہاں رہے یہاں تک کہ ۶۹ھ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فوت ہوئے اور ابن حنفیہ نے ان کے بعد رضویٰ کی طرف کوچ کیا جو نام ہے ایک پہاڑ کا ینبع میں اور وہاں رہے پھر شام میں داخل ہونے کا ارادہ کیا سو ایلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ۷۱ھ میں فوت ہوئے اور یہ واقعہ پیچھے قتل ہونے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہے صحیح قول پر اور گمان کیا ہے فرقہ کیسانیہ نے کہ ابن حنفیہ زندہ ہے اور بیشک وہی ہے مہدی اور یہ کہ وہ نہ مرے گا یہاں تک کہ ساری زمین کا مالک ہو گا اور اسی قسم کی ان کی اور بہت خرافات ہیں نہیں ہے یہ جگہ ان کے بیان کرنے کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھانٹا ہے میں نے اس کو طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری وغیرہ سے واسطے بیان کرنے مراد کے ساتھ قول ابن ابی ملیکہ کے جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی۔ اور واسطے قول اس کے دوسرے

طریق میں سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑے اور واسطے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لوگوں نے کہا یعنی جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر میں نے کہا اور کہاں ہے یہ امر خلافت کا دور اس سے یعنی وہ اس کا مستحق ہیں واسطے اس چیز کے کہ ان کے واسطے ہے مناقب مذکورہ سے لیکن باز رہا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیعت سے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے ذکر کی اور روایت کی ہے فاکہی نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ دونوں مدینہ میں تھے پھر مکے میں آرہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت چاہی سو دونوں نے نہ مانا یہاں تک کہ جمع ہوں کسی خلیفے پر تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر تنگی کی تو دونوں نے عراق کی طرف ایلچی بھیجا تو چار ہزار آدمیوں کا ایک لشکر ان کی طرف آیا سو لشکر نے دونوں کو قیدی پایا سو ان کو چھڑا کر طائف میں لائے اور یہ جو کہا کہ نہیں کہا سفیان نے ابن جریج تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس کے واسطے تحدیث کے ساتھ تصریح کی لیکن چونکہ نہ کہا ابن جریج تو احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو کہ ان کے درمیان کوئی واسطہ داخل کرے اور احتمال ہے کہ واسطہ نہ داخل کرے اور اسی واسطے مدد لی ہے بخاری نے ساتھ نکالنے حدیث کے اور وجہ سے ابن جریج سے۔ (فتح)

۴۲۹۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَتُرِيْدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللهِ إِنَّ اللهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَ بَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّيْنَ وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَأَيْنَ بِهٰذَا الْأَمْرِ عَنْهُ أَمَّا أَبُوْهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ الزُّبَيْرَ وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيْدُ أَبَا بَكْرٍ وَأُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيْدُ أَسْمَاءَ وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

۴۲۹۷۔ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا سو میں نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑو؟ یعنی اس واسطے کہ تو اس سے بیعت نہیں کرتا سو تو حلال کرے لڑنا اللہ کے حرم میں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اس کام سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں بیشک اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اور بنو امیہ کو حلال کرنے والے یعنی وہ حرم مکہ میں لڑنے کو جائز جانتے تھے اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس کو کبھی نہیں حلال کروں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگ کہتے تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرو سو میں نے کہا اور یہ خلافت اس سے بعید نہیں یعنی وہ اس کے مستحق ہیں یعنی اس واسطے کہ ان کا باپ تو حضرت ﷺ کا خالص مددگار ہے یعنی زبیر رضی اللہ عنہ اور اسی طرح نانا اس کا سو صاحب غار ہے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ماں اس کی تو ذات النطاق

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ خَدِيْجَةَ وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ يُرِيْدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيْفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِّلْقُرْاٰنِ وَاللّٰهِ إِنْ وَصَلُوْنِيْ وَصَلُوْنِيْ مِنْ قَرِيْبٍ وَإِنْ رَبُّوْنِيْ رَبَّنِيْ أَكْفَاءٌ كِرَامٌ فَاٰثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيْدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ بَنِيْ تُوَيْتٍ وَّ بَنِيْ أُسَامَةَ وَ بَنِيْ أَسَدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ يَعْنِيْ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَإِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ۔

ہے یعنی اسماء رضی اللہ عنہا اور اسی طرح خالہ اس کی سو ایا نعداروں کی ماں ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح پھوپھی اس کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے یعنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی سو اس کی دادی ہے یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا پھر وہ عفیف ہے اسلام میں قاری ہے قرآن کا قسم ہے اللہ کی اگر بنو امیہ مجھ سے سلوک کریں تو بسبب قرابت کے سلوک کریں اور اگر میری پرورش کریں تو میری پرورش کریں بزرگ خاندان یعنی حسب میں سو مقدم کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر تویتات کو اور اسامات کو اور حمیدات کو مراد ان کی چند بطن ہیں بنی اسد کے تویت سے اور بنی اسامہ سے اور بنی اسد سے بیشک بنو ابن ابی العاص یعنی عبدالملک بن مروان بن حکم ظاہر ہوا اس حال میں کہ چلتا تھا ناز اور نخرے سے اور اسی یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی دم مروڑی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو الخ تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا گیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف اگرچہ امیہ کی اولاد ہی نے پہلے پہل اس کے ساتھ لڑائی شروع کی تھی اور اس کو گھیرا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے پہل لڑائی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شروع ہوئی کہ اس نے ان کو اپنی جان سے ہٹایا اس واسطے کہ اس کے بعد اللہ نے ان کو اس سے روکیا گھیرا اس نے بنی ہاشم کو تا کہ اس سے بیعت کریں پس شروع کیا اس نے اس چیز میں کہ خبر دیتی ہے ساتھ مباح ہونے لڑائی کے حرم میں اور شاید کہ بعض لوگ اسی وجہ سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو حرم میں لڑائی حلال کرنے والا کہتے ہیں اور یہ جو کہا انا لا احل ابدا یعنی میں لڑائی کو کبھی اس میں مباح نہ کروں گا اور یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ نہ لڑائی کی جائے حرم میں اگرچہ اس سے اس میں مقابلہ کیا جائے اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اپنے کے اگر مجھ سے جوڑیں تو بسبب قرابت کے جوڑیں بنی امیہ ہیں جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کلام ابی مخنف اخباری کی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو موت حاضر ہوئی تو اپنے بیٹوں کو جمع کیا سو کہا کہ اے بیٹو! جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بیعت لی تو میں نے اس کی کمر کو مضبوط کیا اور میں نے لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا بنی امیہ سے کہ اگر ہم کو قبول کریں تو قبول کریں امثال اور اگر ہم کو پرورش کریں تو پرورش کریں بزرگ اور یہ جو کہا بسبب

قرابت کے تو یہ اس واسطے ہے کہ بنی امیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چچیرے بھائی ہیں اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے اور امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف ہے اور عبدالمطلب چچیرا بھائی امیہ کا ہے جو جد ہے مروان بن حکم بن ابی العاص کا اور ہاشم اور عبدشمس دونوں بھائی تھے اور اس کا بیان ایک روایت میں صریح آ چکا ہے جیسے کہ روایت کی ہے ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں حدیث مذکور میں اس واسطے کہ بیشک اس نے کہا بعد اس قول کے عفیف فی الاسلام قاری للقرآن اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا اگر مجھ سے سلوک کریں تو سلوک کریں بسبب قرابت کے یعنی باوجود اس کے کہ وہ مجھ سے قرابت کے سبب سلوک کرتے ہیں میں نے ان کو چھوڑ کر اس کے ساتھ اعتقاد کیا لیکن پھر بھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے میری قدر شناسی نہ کی اور غیر کو مجھ پر مقدم کیا اور باوجود اس کے کہ میں نے اپنے چچیرے بھائیوں بنی امیہ کو چھوڑ دیا پھر بھی وہ قرابت کے سبب مجھ سے سلوک کرتے ہیں اور ساتھ اس کے مستقیم ہوگی کلام اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کا بازو مضبوط کیا سو اس نے غیر کو مجھ پر مقدم کیا تو میں ذلت کے ساتھ راضی نہ ہوا اور لیکن تو یتات پس نسبت ہے طرف بنی تویت بن اسد کی اور اسی طرح اسامات پس نسبت ہے طرف بنی اسامہ بن اسد کی اور رہے حمیدات پس منسوب ہے طرف بنی حمید بن زبیر بن حارث کی کہا ازرقی نے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو بلاتا تھا اذن میں تو بنی اسد کو بنی ہاشم وغیرہ سے پہلے بلاتا تھا پس یہ معنی ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے کہ اس نے مجھ پر تو یتات وغیرہ کو مقدم کیا تو جب عبدالملک بن مروان حاکم ہوا تو اس نے بنی عبدشمس کو مقدم کیا پھر بنی ہاشم اور بنی مطلب اور بنی نوافل کو پھر دیا بنی حارث کو پہلے بنی اسد کے اور کہا کہ البتہ میں مقدم کروں گا ان پر بعید تر بطن قریش کے پس تھا کرتا وہ اس کو واسطے مبالغہ کے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں اور یہ جو کہا یمشی القدمیة تو خطابی وغیرہ نے کہا کہ معنی اس کے تبختر ہیں اور وہ مثال ہے مراد یہ ہے کہ وہ طلب کرتا ہے بڑے کاموں کو اور سبقت چاہتا ہے، کہا ابن اثیر نے کہ قدمیہ کے معنی ہیں مقدم ہونا بزرگی اور فضیلت میں اور یہ جو کہا کہ ابن زبیر نے اپنی دم مروڑی تو مراد اس کی ساتھ اس کے متاخر ہونا اور پیچھے رہنا اس کا ہے بڑے کاموں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے بزدلی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹتا ہے اور یہی ہے مناسب واسطے قول اس کے کے عبدالملک کے حق میں یمشی القدمیه یعنی آگے بڑھتا ہے اور جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس واسطے کہ عبدالملک ہمیشہ اپنے کام میں بڑھتا گیا اور دن بدن اس کے کام میں ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے عراق چھین لیا اور اس کے بھائی مصعب کو مار ڈالا پھر کے میں ابن زبیر کی طرف لشکر تیار کیا اور ہوا جو ہوا اور ہمیشہ رہا کام ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا تنزل اور پستی میں یہاں تک کہ شہید ہوا اللہ ان پر رحم کرے۔ (فتح)

٤٢٩٨ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ

۴۲۹۸۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابن

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَلَا تَعْجَبُوْنَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِيْ أَمْرِهِ هٰذَا فَقُلْتُ لَأُحَاسِبَنَّ نَفْسِيْ لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِيْ بَكْرٍ وَّلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا أَوْلٰى بِكُلِّ خَيْرٍ مِّنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَّابْنُ أَخِيْ خَدِيْجَةَ وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلّٰى عَنِّيْ وَلَا يُرِيْدُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّيْ أَعْرِضُ هٰذَا مِنْ نَّفْسِيْ فَيَدَعُهُ وَمَا أُرَاهُ يُرِيْدُ خَيْرًا وَّإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَأَنْ يَّرُبَّنِيْ بَنُوْ عَمِّيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَّرُبَّنِيْ غَيْرُهُمْ.

عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اندر داخل ہوئے تو اس نے کہا کہ کیا تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے تعجب نہیں کرتے کہ اپنے اس کام یعنی خلافت میں کھڑا ہوا یعنی لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لیتا ہے سو میں نے کہا کہ البتہ میں اس کے واسطے اپنے نفس سے جھگڑوں گا نہیں جھگڑا کیا میں نے اس کے واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور نہ واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اور البتہ وہ دونوں لائق تر تھے ساتھ ہر ایک نیکی کے اس سے اور میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور زبیر کا بیٹا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھانجا ہے سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے اونچا ہوتا ہے اور نہیں چاہتا کہ میں اس کے خاص دوستوں سے ہوں سو میں نے کہا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ میں (اس کے واسطے) اپنے نفس سے عاجزی ظاہر کروں اور وہ مجھ سے اس کے ساتھ راضی نہ ہو اور نہیں گمان کرتا میں اس کو کہ وہ میرے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہو یعنی اس کا یہ ارادہ نہیں کہ میرے ساتھ بھلا کرے اگرچہ اس سے کوئی چارہ نہیں البتہ میرے چچیرے بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا زیادہ تر پیارا ہے مجھ کو اس سے کہ ان کا غیر مجھ پر سردار ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اپنے نفس سے جھگڑا کروں گا یعنی اس کی خیر خواہی میں نہایت کوشش کروں گا اور اس سے ایذا دور کرنے میں نہایت کوشش کروں گا اور کہا داؤدی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ البتہ ذکر کروں گا میں مناقب اس کے سے وہ چیز جو نہیں ذکر کی میں نے مناقب شیخین سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کام واسطے مشترک ہونے لوگوں کے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں برخلاف ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے کہ اس کے مناقب ان کے مناقب کی طرح مشہور نہ تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو لوگوں کے واسطے ظاہر کیا واسطے انصاف کرنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس کے لیے سو جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے انصاف نہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا اور یہ جو کہا کہ میرے چچیرے بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے ان کے غیر کے مجھ پر سردار ہونے سے تو تیمی

نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میرا بنی امیہ کی فرمانبرداری میں ہونا بہت پیارا ہے مجھ کو میرے بنی اسد کے فرمانبرداری میں ہونے سے اس واسطے کہ بنی امیہ قریب تر ہیں طرف بنی ہاشم کی بنی اسد سے کیا تقدم، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جن کے دل کو الفت دلائی جاتی ہے اور کہا مجاہد نے کہ الفت کرتے ان سے ساتھ بخشش کے۔

٤٢٩٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَتَأَلَّفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ.

۴۲۹۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی چیز حضرت ﷺ کی طرف بھیجی گئی سو حضرت ﷺ نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کیا اور فرمایا کہ میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں تو ایک مرد نے کہا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہو گی وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو بخاری نے ساتھ نہایت اختصار کے اور مبہم چھوڑا گیا ہے اس میں باعث اور مبعوث اور نام چار آدمیوں کا اور جنگ حنین میں ان سب کا ذکر گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ ﴿يَلْمِزُوْنَ﴾ يَعِيْبُوْنَ وَ ﴿جُهْدَهُمْ﴾ وَجَهْدَهُمْ طَاقَتَهُمْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں رغبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت اور یلمزون کے معنی ہیں عیب دیتے ہیں اور جھدھم اور جُھدھم کے معنی ہیں اپنی طاقت۔

٤٣٠٠ ـ حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُوْ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ أَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ

۴۳۰۰۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کو خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم میں سے بعض آدمی بعض کے واسطے اجرت سے بوجھ اٹھاتا تھا سو ابو عقیل آدھا صاع کھجور لایا اور دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو منافقوں نے کہا کہ بیشک اللہ اس کے صدقے سے بے پرواہ ہے اور اس دوسرے نے تو یہ کام دکھلانے کے واسطے کیا سو اتری یہ آیت کہ جو لوگ

عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ إِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ الْاٰيَةَ.

طعن کرتے ہیں محبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اوران کو جونہیں پاتے مگر اپنی طاقت۔

فائدہ: یہ جو کہا نتحامل تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوۃ میں اس لفظ سے تحامل یعنی مزدور ٹھہراتے تھے ہم اپنے نفسوں کو بوجھ اٹھانے میں اور یہ جو کہا کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوۃ میں اس لفظ سے کہ ایک مرد بہت چیز لایا اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کرو میں چاہتا ہوں کہ ایک لشکر بھیجوں سو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرے پاس چار ہزار ہے سو میں دو ہزار اپنے اللہ کو قرض دیتا ہوں اور دو ہزار اپنی بیوی لڑکے کے واسطے رکھ لیتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے اس میں جو تو نے دیا اور جو اپنے پاس رکھا اور ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک میں لوگوں کو خیرات کی رغبت دلائی سو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار لائے سو کہا کہ یا حضرت! میرے پاس آٹھ ہزار مال ہے میں چار ہزار آپ کے پاس لایا ہوں اور چار ہزار اپنے پاس رکھ لیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے تیرے واسطے اس چیز میں کہ تو نے دی اور جو تو نے رکھی اور عاصم بن عدی نے اس دن سو وسق کھجور خیرات کی اور ایک روایت میں ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ چار سو اوقیہ سونے کا لایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس دن نو سو اونٹ لایا اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار اشرفی لایا اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار درہم لایا اور یہ سخت اختلاف ہے اس مقدار میں جس کو عبدالرحمن لایا اور زیادہ صحیح طریق یہ ہے کہ وہ آٹھ ہزار درہم تھے۔ اور مطوعین وہ لوگ ہیں جو جہاد کرتے ہیں بغیر استعانت رزق کے، بادشاہ سے یا اس کے غیر سے اور والذین لا یجدون معطوف ہے مطوعین پر۔ (فتح)

۴۳۰۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتّٰى يَجِيْءَ بِالْمُدِّ وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهٗ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهٖ.

۴۳۰۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خیرات کرنے کا حکم کرتے تھے سو ہم میں سے کوئی اپنے آپ کو بوجھ اٹھانے میں مزدور ٹھہراتا یہاں تک کہ ایک مد اناج لاتا اور بیشک آج ان میں سے ایک کے پاس لاکھ ہے گویا کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو مراد رکھتا ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کیا اس نے تمیز لاکھ کا پس احتمال ہے کہ درہم ہوں یا دینار یا مد اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اعمش نے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بہت مالدار ہو گئے تھے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے میں خیرات کرتے تھے جو پاتے تھے یعنی تنگدستی کی حالت میں اور یہ لوگ مالدار ہیں اور خیرات نہیں کرتے اور یہ معنی بعید ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ باوجود کم ہونے چیز کے خیرات کرتے تھے اور اس میں تکلف کرتے تھے پھر اللہ نے ان پر فراخی کی پس خیرات کرنے لگے فراخی سے اور باوجود نہ خوف ہونے تنگی کے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ حرص کرنا خیرات پر اب واسطے آسان ہونے ماخذ اس کے کی ساتھ فراخی کے کہ اللہ نے ان پر کی اولیٰ ہے حرص کرنے سے اوپر اس کے باوجود تکلیف اٹھانے ان کے کی یا مراد اس کی اشارہ ہے طرف تنگ ہونے گزران کی حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یہ واسطے کم ہونے فتوح اور غنیموں کے ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اشارہ ہے طرف کشادہ ہونے گزران ان کی کے حضرت ﷺ کے بعد واسطے بہت ہونے فتح اور غنیموں کے آپ کے بعد۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔

٤٣٠٢ - حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيْصَهُ يُكَفِّنُ فِيْهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۴۳۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی منافق مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے حضرت ﷺ سے آپ کا کرتا مانگا کہ اس میں اپنے باپ کو کفنائے حضرت ﷺ نے اس کو کرتا دیا پھر اس نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ اس پر نماز پڑھیں سو حضرت ﷺ اس کا جنازہ پڑھنے کو اٹھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا کپڑا پکڑا سو کہا کہ یا حضرت! آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے سو فرمایا کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار

وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللَّهُ فَقَالَ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً﴾ وَسَأَزِيْدُهُ عَلَى السَّبْعِيْنَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾.

بخشش مانگے تو بھی ان کو اللہ ہرگز نہ بخشے گا اور میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ منافق ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہوگی تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو بخشش مانگنے اور نہ مانگنے پر اختیار دیا ہے یعنی آیت میں صاف منع نہیں کیا آیت میں تو اللہ نے یہی فرمایا ہے کہ ستر بار بخشش مانگنے سے مغفرت نہ ہوگی میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اگر اس کی مغفرت جانوں اور یہ جو کہا کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو ذکر کیا ہے حاکم نے اکلیل میں کہ وہ جنگ تبوک سے پھرنے کے بعد مرا تھا نویں سال ماہ ذی قعدہ میں اور وہ بیس دن بیمار رہا ابتدا اس کی بیماری کی شوال کے اخیر میں تھی کہتے ہیں کہ وہ اور اس کے تابعدار جنگ تبوک سے پیچھے رہے تھے اور انہیں لوگوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا﴾ اور یہ تقریر رد کرتی ہے ابن تین کے قول کو کہ یہ قصہ ابتدائے اسلام میں تھا پہلے قرار پانے اسلام کے ہے اور یہ جو کہا کہ اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو یہ عبداللہ کا بیٹا اس کا فضلائے اصحاب میں ہے جنگ بدر وغیرہ میں موجود تھا اور شہید ہوا جنگ یمامہ کے دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور منجملہ اس کے مناقب سے یہ ہے کہ اس کے باپ کی بعض باتیں اس کو پہنچیں سو اس نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مار ڈالنے کی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی طرح سے اس کی صحبت کر اور شاید کہ وہ اپنے باپ کو ظاہر میں مسلمان جانتا تھا پس اسی واسطے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی کہ اس کے پاس حاضر ہوں اور اس کا جنازہ پڑھیں اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ یہ کام اس نے اپنے باپ کی وصیت سے کیا تھا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو عبدالرزاق اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن ابی نے مرتے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اندر گئے تو فرمایا کہ ہلاک کیا تجھ کو یہود کی محبت نے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واسطے بلایا ہے کہ آپ میرے واسطے مغفرت مانگیں میں نے آپ کو اس واسطے نہیں بلایا کہ مجھ کو جھڑکیں پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا کرتا مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سوال قبول کیا اور یہ حدیث مرسل ہے باوجود معتبر

ہونے اس کے راویوں کے اور قوی کرتی ہے اس کو وہ چیز جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بیمار ہوا تو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں نے سمجھا جو آپ نے کہا سو آپ مجھ پر احسان کیجئے اور مجھ کو اپنے کرتے میں کفن دیجیے اور مجھ پر نماز پڑھیے حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا اور شاید مراد عبداللہ بن ابی کی ساتھ اس کے ہٹانا عار کا تھا اپنی اولاد اور قرابتیوں سے اس کے مرنے کے بعد سو ظاہر کی اس نے رغبت بیچ نماز حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور حضرت ﷺ نے اس کے ظاہر حال سے اس کا سوال قبول کیا یہاں تک کہ اللہ نے اس سے پردہ اٹھایا اور کھول کر بیان فرمایا کما سیاتی اور یہ خوب تر جواب ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس قصے کے اور یہ جو کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت ﷺ کا کپڑا پکڑا تو ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کی طرف اٹھ کھڑا ہوا سو میں نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا؟ اشارہ کیا انہوں نے اس کے قول کی طرف ﴿لا تنفقوا على من عند رسول الله حتى ينفضوا﴾ اور اس کے اس قول کی طرف کہ ﴿ليخرجن الاعز منها الاذل﴾ وسياتی بيانه فی تفسير سورة المنافقين اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے تو اس طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں مطلق ہونا نہی کا نماز سے یعنی اس میں نماز کی ممانعت ہے اور یہ نہایت مشکل ہے اشکال یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہاں سے سمجھ کر کہی کہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو بعض نے کہا کہ یہ بعض راویوں سے وہم ہے اور کہا قرطبی نے کہ شاید یہ واقع ہوا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں پس ہوگا الہام کے قبیل سے اور احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز کا منع ہونا اس آیت سے سمجھا ہو ﴿ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين﴾ میں کہتا ہوں دوسرا احتمال یعنی جو قرطبی نے کہا قریب تر ہے پہلے احتمال سے اس واسطے کہ منافقوں پر نماز پڑھنے سے پہلے نہی نہیں گزری اس دلیل سے کہ اس نے اس حدیث کے اخیر میں کہا کہ پھر اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿ولا تصل على احد منهم﴾ اور ظاہر یہ ہے کہ باب کی روایت میں مجاز ہے بیان کیا ہے اس کو اس روایت نے جو اس سے پہلے باب میں عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ساتھ اس لفظ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو ان کے واسطے بخشش مانگنے سے منع کیا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس سے طبری وغیرہ نے پس شاید کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت سے سمجھا جو اکثر اور غالب ہے عرب کی زبان سے کہ حرف او تخییر کے واسطے نہیں بلکہ واسطے برابر کرنے کے ہے عدم وصف مذکور میں یعنی ان کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا برابر ہے اور یہ مانند اس آیت کے ہے ﴿سواء عليهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم﴾ لیکن دوسرا صریح تر ہے اور اس واسطے وارد ہوا ہے کہ یہ آیت اس قصے کے بعد اتری اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿سبعين مرة﴾ سے سمجھا کہ وہ

مبالغہ کے واسطے ہے اور عدد معین کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ مراد نفی مغفرت کی ہے واسطے ان کے یعنی ان کی مغفرت نہیں ہوگی اگرچہ بہت ہو مانگنا بخشش کا پس حاصل ہوگی اس سے نہی بخشش مانگنے سے پس مطلق کہا اس نے اس کو اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ مقصود اعظم مردے پر نماز پڑھنے سے مانگنا مغفرت کا ہے واسطے مردے کے اور شفاعت کرنا واسطے اس کے پس اس واسطے لازم پکڑا اس نے نہی مغفرت مانگنے کی سے نماز کے نہ پڑھنے کو پس اسی واسطے آیا ہے اس سے اس روایت میں مطلق ہونا نہی کا نماز سے اور انہیں امروں کے واسطے انکار کرنا چاہا اس نے عبداللہ بن ابی پر نماز پڑھنے سے یہ تقریر ہے اس چیز کی جو صادر ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سے باوجود اس چیز کے جو پہچانی گئی ہے سخت ہونے ان کے سے واسطے کفار اور منافقوں کے اور کہا زین بن منیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے حرص کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور واسطے مشورہ کے نہ واسطے لازم کرنے آپ کے کی اور نہیں بعید ہے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسی باتوں میں اجازت دی ہوئی ہو پس نہیں مستلزم ہے جو واقع ہوا عمر رضی اللہ عنہ سے اس بات سے کہ اس نے اجتہاد کیا اس نے باوجود نص کے جیسا کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے اس کے جائز ہونے میں اور بے شک اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے فقط اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کپڑا کھینچنے اور خطاب کرنے میں کچھ نہ کہا بلکہ اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اس باب میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹ مجھ سے اے عمر! سو جب میں نے آپ سے بہت بار کہا تو فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نے جس جگہ آیت مذکورہ کو ذکر کیا ہے اور قول آپ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ مغفرت مانگوں گا تو اس کی مغفرت ہو تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جازم ہے ساتھ قصے زیادہ کے اور زیادہ تر تاکید کرنے والی اس سے وہ چیز ہے جو قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا اور یہ زیادتی دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز کی حالت میں بہت دیر تک اس کے واسطے بخشش مانگتے رہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر اس کے سو واقدی نے ذکر کیا ہے کہ مجمع نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کبھی کسی کے جنازے میں درازی کی ہو جو عبداللہ بن ابی کے جنازے میں یعنی بہت دیر تک اس کے جنازے میں کھڑے رہے اور طبری نے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز اللہ ان کو نہ بخشے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں ان کے واسطے بخشش مانگتا ہوں ستر

بار اور ستر بار اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس قصے کے جس نے عدد کے مفہوم کو حجت ٹھہرایا ہے اور اسی طرح مفہوم صفت کو بطریق اولی اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے سمجھا کہ جو ستر بار سے زیادہ ہو وہ ستر کے برخلاف ہے سو فرمایا کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اور جس نے مفہوم کو حجت نہیں ٹھہرایا اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باقی قصے میں اور یہ حجت کو رد نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر قائم ہو دلیل اس پر کہ مقصود ساتھ ستر بار کے مبالغہ ہے تو البتہ ہوگا استدلال ساتھ مفہوم کے باقی اور جزم کرنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس کے کہ وہ منافق ہے جاری ہوا ہے اس چیز کی بنا پر کہ تھے اطلاع پاتے اس کے حالات پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کے قول کو نہ لیا واسطے جاری کرنے اس کے کی ظاہر اسلام پر کما تقدم تقریرہ اور واسطے استصحاب کے ساتھ ظاہر حکم کے اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اکرام اس کے بیٹے کے سے جس کی صلاحیت ثابت ہو چکی ہے اور واسطے الفت دلانے اس کی قوم کے اور دور کرنے فساد کے اور حضرت ﷺ ابتدا امر میں مشرکوں کی تکلیف پر صبر کرتے تھے اور معاف اور درگزر کرتے تھے پھر حضرت ﷺ کو مشرکوں سے لڑنے کا حکم ہوا سو یہ بدستور رہا آپ کا درگزر کرنا اور معاف کرنا اس شخص سے جو بظاہر مسلمان ہو اگرچہ وہ باطن سے مسلمان نہ ہو واسطے مصلحت الفت دینے کے اور نہ نفرت دلانے کے آپ سے اور اسی واسطے فرمایا کہ نہ چرچا کریں لوگ کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو مار ڈالتا ہے پھر جب فتح حاصل ہوئی اور مشرکین اسلام میں داخل ہوئے اور کافر کم ہوئے اور ذلیل ہوئے تو حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے منافقوں کے اور محمول کرنے ان کے کی اوپر حکم حق تلخ کے خاص کر اور البتہ تھا یہ پہلے نازل ہونے نہی صریح کے منافقوں پر نماز پڑھنے سے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے ان کے کی اور ساتھ اس تقریر کے دور ہو گا اشکال اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں ساتھ حمد اللہ کے اور کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت ﷺ نے جو کیا ساتھ عبداللہ بن ابی کے واسطے کمال شفقت آپ کی کے واسطے اس شخص کے جو متعلق ہوا ساتھ طرف دین کے اور واسطے خوش کرنے دل اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جو نیک مرد تھا اور واسطے الفت دینے قوم اس کی کے خزرج سے واسطے رئیس ہونے اس کے کی بیچ ان کے پس اگر اس کے بیٹے کا سوال قبول نہ کرتے اور اس پر نماز نہ پڑھتے تو اس کے بیٹے پر شرمساری ہوتی اور اس کی قوم پر عار ہوتی سو استعمال کیا اچھا کام ریاست میں یہاں تک کہ آپ کو ممانعت ہوئی اور بعض اہل حدیث نے مائل کی ہے طرف صحیح کرنے اسلام عبداللہ بن ابی کے واسطے نماز پڑھنے حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور غفلت کی ہے انہوں نے آیتوں اور حدیثوں سے جو تصریح کرنے والی ہیں بیچ حق اس کے کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کے منافی ہے اور نہیں واقف ہوا اس میں کسی جواب شافی پر سو اس نے دلاوری کی ہے اوپر دعوے مذکور کے اور وہ مخرج ہے ساتھ اجماع پہلوں کے برخلاف اس کے قول کے اور ان کے اتفاق کے اوپر ترک کرنے ذکر اس کے کی اصحاب کی کتابوں میں باوجود

مشہور ہوتے اس کے اور ذکر کرنے اس شخص کے کی جو کئی گنا اس سے کم ہے اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ سے اس قصے میں کہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر کہا سو ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا کرتہ اس سے اللہ کا عذاب کچھ نہ ہٹا سکے گا اور میں امید وار ہوں کہ اس سبب سے اس کی قوم سے ہزار آدمی مسلمان ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی تو حضرت ﷺ نے اس کے بعد کبھی کسی منافق پر نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی۔ (فتح الباری)

٤٣٠٢ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا﴾ إِلٰى

٤٣٠٢۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو حضرت ﷺ اس کے واسطے بلائے گئے تا کہ اس پر نماز جنازہ پڑھیں سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف اٹھا سو میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلانے دن ایسا ایسا کہا تھا؟ میں آپ پر ابن ابی کا قول گننے لگا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹا مجھ سے اپنی کلام کو اے عمر! (یعنی مجھ سے کلام مت کر) سو جب میں نے آپ کو بہت کہا تو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو میں نے اختیار کیا ایک طرف کو اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہو گی تو البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگتا کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر پھرے سو نہ ٹھہرے مگر تھوڑا یہاں تک کہ براءت کی دونوں آیتیں اتریں کہ نہ نماز پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر اللہ کے قول فاسقون تک، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں نے تعجب کیا اس کے بعد اپنی دلیری سے حضرت ﷺ پر اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔

قَوْلِهٖ ﴿وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْاَتِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ.

فائدہ: اخر عنی یا عمر یعنی پیچھے ہٹا مجھ سے اپنی کلام کو اور مشکل جانا ہے داؤدی نے حضرت ﷺ کے اس حالت میں ہنسنے کو باوجود اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کا ضحک تبسم تھا اور جنازے کے حاضر ہونے کے وقت ایسا نہ کرتے تھے اور جواب اس کا یہ ہے کہ روای نے کھلے چہرے کو اس کے ساتھ تعبیر کیا واسطے لگاؤ دلانے عمر رضی اللہ عنہ کے اور خوش کرنے دل اس کے کو مانند عذر کرنے والے کی ترک قبول کلام اس کے سے اور مشورے اس کے سے اور یہ جو کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی حضرت ﷺ نے جو اس پر نماز جنازہ پڑھی تو اس کی حکمت اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے مجھ کو معلوم نہیں میں نے ناحق ایسی دلیری کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور نہ نماز پڑھو کسی پر ان میں سے جو مر جائے اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ظاہر آیت کا یہ ہے کہ وہ سب منافقوں کے حق میں اتری لیکن وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ وہ ان میں سے ایک عدد معین کے حق میں اتری کہا واقدی نے خبر دی ہم کو معمر نے زہری سے اس نے روایت کی حذیفہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بھید کہتا ہوں سو اس کو کسی سے ذکر نہ کرنا مجھ کو منع ہوا نماز پڑھنے سے فلانے فلانے پر منافقوں کی ایک جماعت میں کہا پس اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کسی کے جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ جاتے تو ان کے ساتھ چلتے نہیں تو اس پر نماز نہ پڑھتے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بارہ مرد تھے اور عنقریب گزر چکی ہے حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں باقی رہا ان میں سے مگر ایک مرد اور شاید حکمت بیچ خاص ہونے مذکورین کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ کفر پر مریں گے برخلاف ان لوگوں کے جو ان کے سوا تھے کہ انہوں نے توبہ کی۔ (فتح)

٤٣٠٤ ـ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ جَآءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُ قَمِیْصَهٗ وَاَمَرَهٗ اَنْ یُّکَفِّنَهٗ فِیْهِ

۴۳۰۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو اس میں کفنائے پھر اس پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا پکڑا پس کہا کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ وہ منافق ہے اور البتہ اللہ نے آپ

ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهٖ فَقَالَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَّقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ إِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ أَوْ أَخْبَرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ فَقَالَ سَأَزِيْدُهٗ عَلٰى سَبْعِيْنَ قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾.

کو منع کیا ہے ان کی بخشش مانگنے سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو کہا کہ منافقوں کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے اللہ ان کو، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری اور نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر بیشک وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مرے بے حکم۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور مشکل جانا گیا ہے سمجھنا اختیار کا اس آیت سے یعنی مراد اس آیت میں ستر بار سے مبالغہ ہے حضرت ﷺ نے اس سے اختیار کس طرح سمجھا یہاں تک کہ اکابر علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کی صحت میں طعن کیا ہے باوجود اس کے کہ اس کے طریقے بہت ہیں اور شیخین وغیرہ صحیح کے تخریج کرنے والوں کا اس کی تصحیح پر اتفاق ہے اور یہ اتفاق اہل حدیث کا اس کی تصحیح پر پکارتا ہے کہ جو لوگ اس کی صحت کے منکر ہیں ان کو حدیث کی پہچان نہیں اور حدیث کے کئی طریقوں پر اطلاع نہیں ہے کہا ابن منیر نے کہ آیت کے معنی میں لوگوں کے قدم پھسل گئے ہیں یہاں تک کہ قاضی ابو بکر نے اس کی صحت سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ قبول کی جائے یہ حدیث اور نہیں صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسی بات کہیں اور اسی طرح کہا ہے امام الحرمین اور غزالی وغیرہ نے اور سبب بیچ انکار کرنے ان کے کی اس کی صحت سے وہ چیز ہے کہ قرار پا چکی ہے نزدیک ان کے اس قسم سے کہ پہلے بیان کیا ہے ہم نے اور وہی ہے جس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حرف او کا واسطے برابر کرنے کے ہے واسطے اس چیز کے کہ چاہتا ہے اس کو سیاق قصے کا اور عدد ستر کا محمول ہے مبالغہ پر کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے نزدیک اہل بیان کے تردد اس میں کہ خاص کرنا عدد کا اس سیاق میں مراد نہیں اور نیز پس شرط قول کی ساتھ مفہوم صفت کے اور اسی طرح عدد کی نزدیک ان کے ہم مثل ہونا منطوق کا ہے واسطے مسکوت کے اور نہ ہونے اور فائدے کے اور اس جگہ واسطے مبالغہ کے فائدہ واضحہ ہے پس مشکل ہے قول حضرت ﷺ کا کہ میں ستر بار

سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ حکم اس کا اور زیادہ کا ایک ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو حضرت ﷺ نے یہ واسطے استصحاب حال کے اس واسطے کہ جائز ہونا مغفرت کا ساتھ زیادت کے تھا ثابت پہلے آنے آیت کے پس جائز ہے کہ ہو باقی اپنے اصل پر جائز ہونے میں اور یہ جواب خوب ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ عمل ساتھ باقی رہنے کے حکم پر باوجود سمجھنے مبالغہ کے دونوں منافی نہیں پس گویا کہ جائز رکھا آپ نے یہ کہ حاصل ہو مغفرت ساتھ زیادتی کے ستر سے نہ یہ کہ آپ نے اس کے ساتھ جزم کیا اور نہیں پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اس میں ہے اور بعض متاخرین نے اس سے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا تو یہ آپ نے اس کے قرابتیوں کے دل کو الفت دینے کے واسطے فرمایا نہ یہ کہ آپ نے ارادہ کیا کہ اگر ستر بار سے زیادہ مانگیں گے تو اس کی مغفرت ہوگی لیکن ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ ثابت ہو چکی ہے روایت ساتھ قول آپ کے کہ ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اور آپ کا وعدہ سچا ہے خاص کر ثابت ہو چکا ہے قول آپ کا لازیدن ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ استغفار بجائے دعا کے ہے اور جب بندہ اپنے رب سے اپنی حاجت مانگے تو یہ سوال کرنا اس کا رب سے بجائے ذکر کے ہوتا ہے لیکن وہ باعتبار طلب تعجیل مطلوب کے نہیں ہے عبادت پس جب اس طرح ہوا اور مغفرت اپنے نفس میں ممکن ہے اور تعلق پکڑا ہے علم نے ساتھ نہ ہونے نفع اس کے نہ ساتھ غیر اس کے پس ہوگی طلب اس کی نہ واسطے غرض حاصل ہونے اس کے بلکہ واسطے تعظیم مانگی گئی کے سو جب مغفرت دشوار ہو تو دعا کرنے والے کو اس کے بدلے ثواب ملتا ہے جو اس کے لائق ہو یا بدی دفع ہوتی ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں اور کبھی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے تخفیف ان لوگوں سے جن کے واسطے دعا مانگی گئی جیسا کہ ابو طالب کے قصے میں ہے یہ معنی ہیں ابن منیر کی کلام کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے طلب مغفرت کے مشروع ہونے کو واسطے اس شخص کے کہ محال ہے واسطے اس کے مغفرت شرعا اور البتہ وارد ہو چکا ہے انکار اس کا اس آیت میں کہ نہیں جائز ہے واسطے پیغمبر کے اور ایمانداروں کے کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اور اس قصے کی اصل میں ایک اور اشکال واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مطلق فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں ساتھ اس آیت کے کہ ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اور لیا ساتھ مفہوم عدد ستر کے اور فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ بہت مدت اس سے پہلے یہ آیت اتر چکی تھی ﴿ما کان للنبی والذی آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی﴾ اس واسطے کہ یہ آیت ابو طالب کے قصے میں اتری جب کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگوں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری اور ابو طالب کی وفات مکے میں تھی ہجرت سے پہلے بالاتفاق اور عبداللہ بن ابی کا یہ قصہ نویں سال ہجری میں تھا کما تقدم پس کس طرح جائز ہوگا باوجود اس کے کہ استغفار واسطے منافقوں کے باوجود

جزم کرنے کے ساتھ کفران کے کی نفس آیت میں اور جواب دیا ہے بعض نے اس سے کہ منع وہ استغفار ہے جس کی اجازت کی امید کی جائے یہاں تک کہ ہو مقصود اس کا حاصل کرنا مغفرت کا واسطے ان کے جیسا کہ ابو طالب کے قصے میں ہے برخلاف استغفار کے عبداللہ بن ابی جیسے کے حق میں اس واسطے کہ وہ استغفار ہے واسطے قصد خوش کرنے دل ان لوگوں کے جو ان سے باقی رہے اور یہ جواب میرے نزدیک پسند نہیں اور مثل اس جواب کی ہے قول زمخشری کا یعنی وہ بھی میرے نزدیک پسند نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اگر تو سوال کرے کہ کس طرح پوشیدہ رہا اوپر زیادہ ترفصیح خلق کے اور زیادہ ترخبر دار ان کے کی ساتھ اسلوبوں کلام کے اور تمثیلوں اس کی کے کہ مراد ساتھ اس عدد کے یہ ہے کہ استغفار اگرچہ بہت ہو فائدہ نہیں دیتا خاص کر اور یہ آیت اس کے ساتھ متصل ہے ﴿ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله﴾ پس بیان کیا اس آیت نے صارف کو ان کی مغفرت سے، میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت ﷺ پر پوشیدہ نہیں رہا لیکن کیا آپ نے جو کیا اور فرمایا جو فرمایا واسطے ظاہر کرنے نہایت رحمت اور نرم دلی کے امت پر اور وہ مانند قول ابراہیم علیہ السلام کے ہے ﴿ومن عصانی فانك غفور رحيم﴾ اور بیچ ظاہر کرنے حضرت ﷺ کی رحمت مذکورہ کے لطف ہے ساتھ امت اپنی کے اور باعث ہے اوپر رحمت کرنے بعض کے واسطے بعض کے انتہی۔

اور البتہ تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر وغیرہ نے اور کہا نہیں جائز ہے نسبت کرنا اس چیز کی کہ کہی اس نے طرف رسول ﷺ کی اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی ہے کہ وہ کافروں کو نہیں بخشتا اور جب کہ ان کو نہیں بخشتا تو ان کے واسطے مغفرت مانگنا محال ہے اور طلب کرنا محال کی نہیں واقع ہوتی حضرت ﷺ سے اور بعض کہتے ہیں کہ مشرک کے واسطے بخشش مانگنے کی نہی نہیں مستلزم ہے نہی کو استغفار سے واسطے اس شخص کے کہ مرے اس حالت میں کہ ظاہر کرنے والا ہو اسلام کو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کا اعتقاد صحیح ہو اور یہ جواب خالص ہے اور اس آیت کی بحث کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور ترجیح اس کو ہے کہ اس آیت کا نازل ہونا ابو طالب کے قصے سے نہایت پیچھے ہے اور یہ کہ جو اس کے قصے میں اترا وہ یہ قول اللہ کا ہے ﴿انك لا تهدى من احببت﴾ اور میں نے اس کی دلیل وہاں لکھی ہے مگر یہ کہ اس آیت کے بقیہ میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور یہ تصریح دلالت کرتی ہے کہ نازل ہونا اس آیت کا قصے سے پیچھے ہے اور شاید جو آیت پہلے اتری اور جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے تمسک کیا ہے ﴿استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم﴾ خاص کر اس جگہ تک اور اسی واسطے اقتصار کیا عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں تخییر پر اور سبعین کے ذکر پر پھر جب واقع ہوا قصہ مذکورہ تو اللہ نے ان کا پردہ اٹھا دیا اور خلقت میں ان کو رسوا کیا اور ان پر پکارا کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور شاید یہی بھید ہے اس میں کہ اقتصار کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اس آیت سے اس قدر پر اس قول تک ﴿فلن يغفر الله لهم﴾ اور اس کتاب کے کسی نسخے میں پوری آیت واقع نہیں ہوئی جیسے کہ

جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت مختلف ہونے راویوں کی جو اس سے روایت کرتے ہیں اور جب کوئی منصف غور کرنے والا غور کرے تو معلوم کرے گا کہ جو اس حدیث کو رد کرتا ہے یا اس کی تاویل میں تعسف کرتا ہے اس کو اس پر باعث یہ بات ہوئی کہ اس نے گمان کیا کہ اللہ کا قول ﴿ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله﴾ اترا ساتھ قول اس کے ﴿استغفر لهم﴾ یعنی اس کا گمان یہ ہے کہ یہ ساری آیت ایک ہی بار اتری اس واسطے کہ اگر فرض کیا جائے کہ یہ آیت ساری ایک ہی بار اتری تو البتہ قرین ہوگی ساتھ نہی کے علت اور یہ صریح ہے اس میں کہ تھوڑا استغفار اور بہت نہیں فائدہ دیتا نہیں تو جب فرض کیا جائے جو میں نے لکھا کہ قدر یعنی ﴿ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله﴾ آیت کے اول سے پیچھے اترا تو دور ہوگا اشکال اور جب امر اس طرح ہوا تو حجت تمسک کرنے والے کی قصے سے ساتھ مفہوم عدد کے صحیح ہے اور واقع ہونا اس امر کا حضرت ﷺ سے بطور تمسک کے ساتھ ظاہر کے اس چیز کی بنا پر کہ مشروع ہے احکام میں یہاں تک کہ قائم ہو دلیل صارف اس سے نہیں ہے کوئی اشکال بیچ اس کے سو واسطے اللہ کے ہے سب تعریف اس چیز پر کہ الہام کی اور سکھلائی اور حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء والے نے اس میں ایک جز لکھی ہے اس میں اس نے اس حدیث کے سب طریق جمع کیے ہیں اور اس کے متنوں پر کلام کیا ہے سو میں نے اس کو چھانٹا ہے سو اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے کہا کہ واقع ہوا ہے ابو اسامہ وغیرہ کی روایت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور نہیں بیان کیا عمر رضی اللہ عنہ نے محل نہی کا کہ اللہ نے یہ کس جگہ فرمایا ہے سو واقع ہوا ہے بیان اس کا ابوضمرہ کی روایت میں عمری سے اور وہ یہ ہے کہ مراد اس کی ان پر نماز پڑھنے سے استغفار کرنا یعنی بخشش مانگنا ہے واسطے ان کے اور اس کا لفظ یہ ہے وقد نهاك الله ان تستغفر لهم کہا اور بیچ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے چھوڑ کر حضرت ﷺ کی پیروی کی اور تنبیہ کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس قصے کو حضرت ﷺ سے بلا واسطہ اٹھایا ہے برخلاف ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ اس نے اس قصے کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اٹھایا وہ وہاں حاضر نہیں تھے کہا ابونعیم نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گواہی دینا مرد پر ساتھ اس چیز کے کہ ہو وہ اوپر اس کے زندگی کی حالت میں اور مرنے کی حالت میں واسطے دلیل قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کہ عبداللہ منافق ہے اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور لیا جاتا ہے اس سے کہ مردوں کو برا کہنا وہ منع ہے جس کے ساتھ مقصود گالی دینا ہو نہ تعریف اور یہ کہ جاری ہوتے ہیں منافق پر احکام ظاہر اسلام کے اور یہ کہ مردے کے مرنے کی خبر دینا مجرد نہیں داخل ہے نعی منہی عنہ میں یعنی اس موت کی خبر دینے میں جو منع ہے اور اس میں جواز سوال کرنا مالدار کا ہے اس شخص کو جس کی برکت کی امید کی جاتی ہو کچھ چیز مال اس کے سے واسطے ضرورت دینی کے اور یہ کہ جائز ہے رعایت زندہ آدمی کی جو فرمانبردار ہو ساتھ احسان کرنے کے طرف مردے گنہگار کی اور یہ کہ جائز

ہے کفنانا ساتھ کپڑے سلے ہوئے کے اور جائز ہونا تاخیر بیان کا وقت نزول سے حاجت کے وقت تک اور عمل کرنا ساتھ ظاہر کے جب کہ نص میں احتمال ہو اور یہ کہ جائز ہے تنبیہ کرنا مفضول کی فاضل کو اس چیز پر کہ وہ گمان کرے کہ وہ اس سے بھول گیا اور تنبیہ کرنا فاضل کی مفضول کو اس چیز پر کہ اس کو مشکل ہو اور یہ کہ جائز ہے استفسار سائل کا مسئول سے اور عکس اس کا اس چیز سے کہ احتمال رکھے جو ان کے درمیان دائر ہوا اور یہ کہ جائز ہے تبسم کرنا وقت حاضر ہونے جنازے کے نزدیک موجود ہونے اس چیز کے کہ اس کو چاہے اور البتہ مستحب جانا ہے اہل علم نے نہ ہنسنے کو بہ سبب تمام ہونے خشوع کے پس مستثنیٰ ہوگا اس سے جس کی حاجت ہو اور اللہ کے ساتھ ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوْا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے پاس جب پھر آؤ گے تم ان کی طرف تا کہ ان سے درگزر کرو سو درگزر کرو ان سے وہ لوگ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ایک ٹکڑا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دراز ہے اس کی توبہ کے قصے میں جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے۔ (فتح)

٤٣٠٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِيْ أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلٰى قَوْلِهِ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

۴۳۰۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہ وہ جنگ تبوک سے پیچھے رہے قسم ہے اللہ کی نہیں عنایت کی اللہ نے مجھ پر کوئی نعمت اس کے بعد کہ اللہ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت کی بہت بڑی اس سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سچ بولا جھوٹ نہ بولا پس اگر میں جھوٹ بولتا تو ہلاک ہوتا جیسے ہلاک ہوئے جھوٹ بولنے والے جب کہ وحی اتاری گئی اب قسمیں کھائیں گے تمہارے پاس اللہ کی جب کہ تم پھر آؤ گے ان کی طرف فاسقین تک۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ قسمیں کھائیں تمہارے پاس کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں سے۔

فائدہ: یہ باب ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بغیر ترجمہ کے ہے اور دوسرے لوگوں کی روایت میں یہ باب نہیں اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ وہ فاسقوں کے حق میں اتری۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَآخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے یعنی بعض دوسروں نے مان لیا اپنا گناہ ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ معاف کرے ان کو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔

٤٣٠٦ ـ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا أَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ فَابْتَعَثَانِيْ فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَدِيْنَةٍ مَّبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ وَّشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَآءٍ قَالَا لَهُمُ اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِيْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

۴۳۰۶۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ آج رات دو مرد میرے پاس آئے سو انہوں نے مجھ کو اٹھایا (اور مجھ کو لے چلے) سو ہم ایک شہر کی طرف پہنچے جو بنایا گیا تھا سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ سے سو ہم کو بہت مرد آگے آ ملے کہ ان کا آدھا بدن جیسے تو نہایت خوب صورت آدمی دیکھے اور آدھا بدن جیسے تو نہایت بدصورت آدمی دیکھے ان دونوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس دریا میں گر پڑو سو وہ اس میں گر پڑے پھر ہماری طرف پھرے اس حال میں کہ یہ بدی ان سے دور ہوئی سو وہ نہایت خوب صورت ہو گئے دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے یعنی بہشت ہے ہمیشہ رہنے والا اور یہ ہے جگہ تیری دونوں نے کہا کہ چنانچہ جن لوگوں کا آدھا بدن خوب صورت اور آدھا بدن بدصورت تھا سو بیشک انہوں نے ملایا ایک نیک کام اور دوسرا بد درگزر کی اللہ نے ان سے اور معاف کیے ان کے گناہ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تعبیر میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہیں جائز پیغمبر کو اور ایمانداروں کو یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے۔

٤٣٠٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾.

۴۳۰۷۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کو وفات حاضر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اندر گئے اور اس کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا کہہ لا الہ الا اللہ کہ میں اللہ کے نزدیک اس کلمہ کہنے سے تیرے واسطے جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشواؤں گا سو ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب! کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک کہ مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری کہ پیغمبر اور ایمانداروں کو لائق نہیں کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اگرچہ قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان کو کہ مشرک دوزخی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ اللہ مہربان ہوا پیغمبر پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے پیغمبر کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جائیں بعض کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا ہے۔

٤٣٠٨ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح قَالَ أَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

۴۳۰۸۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب کا اس کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے ہو گئے تھے کہا سنا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کی حدیث میں اور تین شخص پر جو موقوف رکھے گئے کہا اپنی حدیث کے

بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ قَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ.

اخیر میں ہے کہ میری توبہ کے شکریہ سے ہے کہ میں اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول کے واسطے صدقہ کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے واسطے بہتر ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور تین شخص جو موقوف رکھے گئے توبہ سے یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے اپنے کے اور تنگ ہوئی ان پر اپنی جان اور جانا انہوں نے کہ کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا اوپر ان کے کہ وہ پھر آئیں اللہ ہی ہے مہربان رحم والا۔

٤٣٠٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهٗ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَّهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ أَنَّهٗ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ قَالَ فَأَجْمَعْتُ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى وَّكَانَ قَلَّمَا يَقْدَمُ

۴۳۰۹۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اس نے کہ میں نے اپنے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ہے تین شخصوں سے جن کی توبہ قبول ہوئی کہ بیشک وہ کبھی کسی جنگ میں حضرت ﷺ سے پیچھے نہیں رہے سوائے دو جنگوں کے یعنی جنگ تبوک اور جنگ بدر سو میں نے پکی نیت کی کہ سچ کہوں گا نزدیک حضرت ﷺ کے مگر سچ، چاشت کے وقت یعنی حضرت ﷺ چاشت کے وقت اس سفر سے آئے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ سفر سے کم آتے مگر چاشت کے وقت اور پہلے مسجد میں آتے تھے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے اور حضرت ﷺ نے منع کیا لوگوں کو میرے اور میرے دونوں ساتھیوں سے کلام کرنے سے اور ہمارے سوا کسی پیچھے رہنے

مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا ضُحًى وَ كَانَ يَبْدَأُ
بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَ نَهَى النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِيْ وَكَلَامِ
صَاحِبَيَّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ
الْمُتَخَلِّفِيْنَ غَيْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا
فَلَبِثْتُ كَذٰلِكَ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ وَمَا
مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوْتَ فَلَا يُصَلِّيْ
عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ
يَمُوْتَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَكُوْنَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا
يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ وَلَا يُصَلِّيْ وَلَا يُسَلِّمُ
عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَوْبَتَنَا عَلٰى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ
اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِيْ
شَأْنِيْ مَعْنِيَّةً فِيْ أَمْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ تِيْبَ
عَلٰى كَعْبٍ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ
قَالَ إِذًا يَحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ
النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ حَتّٰى إِذَا صَلَّى رَسُوْلُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ
آذَنَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَكَانَ إِذَا اسْتَبْشَرَ
اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْقَمَرِ
وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا عَنِ الْأَمْرِ
الَّذِيْ قُبِلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اعْتَذَرُوْا حِيْنَ

والے کے کلام سے منع نہ کیا سو لوگوں نے ہماری کلام سے
کنارہ کیا۔ سو میں اسی طرح ٹھہرا یعنی کوئی ہمارے ساتھ کلام
نہ کرتا تھا یہاں تک کہ دراز ہوا مجھ پر کام اور مجھ کو اس سے
زیادہ کسی چیز کا فکر نہ تھا کہ میں اسی حالت میں مر جاؤں اور
حضرت ﷺ مجھ پر نماز نہ پڑھیں یا حضرت ﷺ فوت ہوں
اور میں لوگوں سے اسی حالت میں رہوں سو نہ کوئی مجھ سے کلام
کرے اور نہ مجھ پر نماز پڑھے سو اللہ نے ہماری توبہ اپنے
پیغمبر ﷺ پر اتاری جب کہ تہائی رات باقی رہی اور ام
سلمہ رضی اللہ عنہا میری خیر خواہ تھیں اور میرے کام میں مدد کرنے والی
تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ! کعب رضی اللہ عنہ پر
توبہ ہوئی یعنی اس کی توبہ قبول ہوئی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا
میں اس کو کہلا نہ بھیجوں اور اس کو خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا کہ
اب لوگ تم پر ہجوم کریں گے اور تم کو تمام رات سونے سے باز
رکھیں گے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی
تو ہماری توبہ کی خبر دی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب
بشارت پاتے تو آپ ﷺ کا چہرہ روشن ہوتا یہاں تک کہ
جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور تھے خاص ہم تینوں کہ پیچھے ڈالے
گئے ہم اس امر سے کہ قبول کیا حضرت ﷺ نے ان لوگوں
سے جنہوں نے عذر کیا جب کہ اللہ نے ہماری توبہ اتاری سو
جب ذکر کیے گئے وہ لوگ جنہوں نے حضرت ﷺ کے پاس
جھوٹ کہا پیچھے رہنے والوں سے اور جھوٹا عذر کیا تو ذکر کیے
گئے ساتھ بدتر اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ساتھ اس کے کوئی اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ عذر کریں گے تمہارے پاس جب تم ان کی
طرف پھر آؤ گے تو کہہ نہ عذر کرو ہرگز اعتبار نہیں کریں گے ہم
تمہاری بات کا خبردار کر دیا ہے ہم کو اللہ نے تمہارے احوال

أَنْزَلَ اللّٰهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَاعْتَذَرُوْا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوْا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهٖ أَحَدٌ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ ﴿يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ﴾ الْاٰيَةَ.

ہے اور دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم تینوں پیچھے ڈالے گئے یعنی مراد اس آیت میں ﴿وعلی الثلاثة الذین خلفوا﴾ پیچھے رہنے سے پیچھے رہنا توبہ سے ہے نہ پیچھے رہنا جنگ سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔

۴۲۱۰ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

۴۳۱۰ ـ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس نے کہا کہ سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے کہ حدیث بیان کرتے تھے زمانے تخلف اپنے کی جنگ تبوک کے قصے سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں کسی کو کہ اللہ نے اس کو سچی بات میں آزمایا ہو بہتر اس چیز سے کہ مجھ کو آزمایا جس دن سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سچ کہا اس دن سے آج تک میں نے جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا سو اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اتاری کہ البتہ مہربان ہوا اللہ پیغمبر پر اور مہاجرین پر اس قول تک کہ ہو ساتھ سچوں کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ مِنَ الرَّأْفَةِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم میں سے بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان اور رؤوف مشتق ہے رافۃ سے اور اس کے معنی ہیں نہایت رحمت اور نرم دلی۔

۴۳۱۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوْهُ وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيْهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِذٰلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ

۴۳۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ ان لوگوں میں سے جو وحی کو لکھتے تھے کہا اس نے کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا اور ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ بیشک جنگ یمامہ کے دن بہت مسلمان مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ جنگوں میں بہت قاری مارے جائیں اور بہت قرآن ضائع ہو مگر یہ کہ تم قرآن کو جمع کرو اور البتہ میں مناسب جانتا ہوں کہ قرآن جمع کیا جائے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ کس طرح کروں میں وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے میرا سینہ کھولا اور مناسب جانا میں نے جو عمر رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے تھے کلام نہ کرتے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک تو جوان مرد ہے عاقل ہے اور ہم تجھ کو کسی بری بات کی تہمت نہیں لگاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھتا تھا سو تلاش کر قرآن کو اور جمع کر اس کو سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ کے اٹھالے جانے کی تکلیف دیتے تو نہ تھا مجھ پر زیادہ بھاری اس چیز سے کہ حکم کیا انہوں نے مجھ کو ساتھ اس کے جمع کرنے

الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهٗ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهٗ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ أَجْمَعُهٗ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُّ مِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ اٰيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ إِلٰى اٰخِرِهِمَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِيْ جُمِعَ فِيْهَا الْقُرْاٰنُ عِنْدَ أَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عُمْرٍو وَاللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّقَالَ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوْسٰى عَنْ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهٗ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ وَقَالَ أَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِيْ خُزَيْمَةَ.

قرآن کے سے میں نے کہا کہ تم دونوں کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی کہ وہ بہتر ہے سو میں اس سے ہمیشہ تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولا واسطے اس چیز کے کہ اللہ نے اس کے واسطے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا سو میں اس کام کے واسطے مستعد ہوا سو میں نے قرآن کو تلاش کیا اس حال میں کہ جمع کرتا ہوں میں اس کو چمڑے اور کاغذ کے ٹکڑوں سے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور کھجور کی چھڑیوں سے اور مردوں کے سینے سے یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائیں کہ میں نے ان دونوں کو اس کے سوا کسی کے پاس نہ پایا کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے کہ بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ اور حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان پھر اگر وہ پھر جائیں تو تو کہہ کہ بس کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی ہے صاحب بڑے تخت کا۔ اور جن کاغذوں میں قرآن جمع کیا گیا وہ کاغذ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوئے پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے پاس رہے متابعت کی ہے اس کی عثمان بن عمرو اور لیث نے یونس سے اس نے روایت کی ہے ابن شہاب سے اور کہا لیث نے حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے ابن شہاب سے اور کہا ساتھ ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے اور کہا ابراہیم نے ساتھ خزیمہ یا ابوخزیمہ کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت تو مراد یہ ہے کہ بعد لڑائی اصحاب کے مسیلمہ کذاب سے گیارہویں سال میں بسبب اس کے کہ اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور عرب کے بہت لوگ مرتد ہو گئے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لشکر بھیجا سو مسیلمہ کذاب کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی اس لڑائی میں بہت اصحاب حافظ قرآن شہید ہوئے تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر قرآن کو جمع کروایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آیت اس کی ضائع ہو جائے اور یہ جو کہا کہ قال اللیث .....الخ تو مراد یہ ہے کہ ابراہیم بن سعد کے ساتھی مختلف ہیں بعض نے تو ابو خزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے خزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے اس میں شک کیا اور تحقیق یہ ہے کہ سورہ توبہ کی آیت تو ابو خزیمہ کے پاس ملی اور احزاب کی آیت خزیمہ کے پاس ملی اور توبہ کی آیت کو تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس وقت پایا جب کہ قرآن کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع کیا اور آیت احزاب کو اس وقت پایا جب کہ اس کو عثمان کی خلافت میں نقل کیا۔ (فتح) اس حدیث سے بھی اور دیگر بہت سی حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور یہ جو عام لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع کیا تو یہ اس سبب سے ہے کہ جمع کرنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قرآن کو عرب کی سب لغتوں پر تھا یعنی عرب کی سب لغتوں کے الفاظ اس میں رہے عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں دو شخصوں نے اختلاف کیا ایک نے ایک آیت کو کسی طرح پڑھا اور دوسرے نے اسی آیت کو کسی اور طرح پڑھا اور ایک دوسرے کو خطا کی طرف منسوب کیا اس واسطے عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوا کر خالص کروایا اور اہل حجاز کی لغت پر لکھوایا اور چار قرآن لکھوا کر ملکوں میں بھیجے اور باقی قرآنوں کو جلایا یا دھلوایا۔ (ت)

سُوْرَةُ يُوْنُسَ

سورہ یونس کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ﴾ فَنَبَتَ بِالْمَآءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿انما مثل الحيوة الدنيا كما انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض﴾ کے کہ ملا ساتھ اس کے سبزہ زمین کا یعنی پس اگا ساتھ پانی کے ہر رنگ سے اس قسم سے کہ کھاتے ہیں لوگ مانند جو اور گندم اور باقی اناج زمین کے۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ﴾.

یعنی اور کہا انہوں نے کہ ٹھہرائی ہے اللہ نے اولاد پاک ہے وہ بے پرواہ ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ خالی ہے حدیث سے اور میں نہیں دیکھتا اس آیت میں کوئی حدیث مسند اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہوگا کہ نکالے اس میں کوئی طریق اس حدیث کا جو توحید میں ہے اس قسم سے جو اس کو گمان کرتا ہے سو اس

کے واسطے بیاض چھوڑا۔ (فتح)

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ ﴿أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ.

یعنی اور کہا زید بن اسلم نے بیچ تفسیر ﴿وبشر الذين آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم﴾ کے کہ مراد قدم صدق سے محمد ﷺ ہیں اور کہا مجاہد نے کہ مراد قدم صدق سے خیر ہے۔

فائدہ: اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ ان کے واسطے شفیع ہوں گے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد قدم صدق سے ثواب ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ قدم صدق سے مراد نماز ان کی اور روزہ ان کا اور صدقہ ان کا اور تسبیح ان کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿تِلْكَ آيَاتُ﴾ يَعْنِي هٰذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ ﴿حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ اَلْمَعْنٰى بِكُمْ.

یعنی کہا جاتا ہے ﴿تلك آيات﴾ کے معنی میں کہ یہ قرآن کی نشانیاں ہیں یعنی تلك اسم اشارہ ہے ساتھ معنی هذه کے ہے جو غائب کے لیے ہے اور مثل اس کی ہے یعنی ﴿تلك آيات﴾ کی یہ آیت ﴿حتى اذا كنتم﴾ کہ اس آیت میں بهم کے معنی ہیں بكم۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ پھیری گئی ہے کلام اس آیت میں خطاب سے طرف غائب کی جیسے کہ پھیرا گیا ہے اسم اشارہ پہلی آیت میں غائب سے طرف حاضر کی یعنی اپنی آیت میں هذه آيات چاہیے تھا اس کے بدلے ﴿تلك آيات﴾ بولا گیا اور دوسری آیت میں بكم چاہیے تھا اس کے بدلے میں بهم بولا گیا اور جامع دونوں کے درمیان یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک میں پھیرا گیا ہے خطاب غائب سے طرف حاضر کی اور عکس اس کا اور فائدہ صرف کلام کا خطاب سے طرف غائب کے مبالغہ ہے جیسے وہ ذکر کرتا ہے واسطے غیر ان کے کی حال ان کا تاکہ تعجب میں ڈالے ان کو اس سے اور استدعا کرتا ہے ان سے انکار اور تقبیح کو۔ (ق)

يُقَالُ ﴿دَعْوَاهُمْ﴾ دُعَاؤُهُمْ.

یعنی اور معنی دعواهم کے آیت ﴿دعواهم فيها سبحانك اللهم﴾ میں دعا مانگنے اور پکارنے کے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ثوری کے طریق سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿دعواهم فيها﴾ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے اللهم سو اللہ ان کو دے گا جو مانگیں گے اور اسی طرح روایت ہے ابن جریج سے اور یہ سب تائید کرتی ہے اس کی کہ دعواھم کے معنی دعا کے ہیں اس واسطے کہ معنی اللهم کے ہیں یا اللہ یا معنی دعویٰ کے عبادت ہیں یعنی بہشت میں ان کی کلام بعینہ یہ لفظ ہوگی۔

﴿أُحِيطَ بِهِمْ﴾ دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ ﴿أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ﴾.

یعنی احیط بھم کے معنی ہیں کہ ہلاکت سے نزدیک ہوئے اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ کیا۔

فائدہ: کہا جاتا ہے احیط بہ یعنی وہ ہلاک ہونے والا ہے اور گویا کہ وہ از قسم احاطہ کرنے دشمن کے ہے ساتھ قوم کے اس واسطے کہ یہ اکثر اوقات ہلاک کا سبب ہوتا ہے تو اس سے کنایت ٹھہرائی گئی اور اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ اس کے پیچھے یہ قول لایا ہے ﴿احاطت به خطيئته﴾ واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف۔ (فتح)

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وظنوا انهم احيط بهم﴾۔

فَاتَّبَعَهُمْ وَأَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ.

یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں ان کے پیچھے پڑا۔

﴿عَدْوًا﴾ مِنَ الْعُدْوَانِ.

یعنی عدوا مشتق ہے عدوان سے یعنی تعدی اور زیادتی سے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فاتبعهم فرعون وجنوده بغيا وعدوا﴾ اور یہ دونوں لفظیں ہیں منصوب اس بنا پر کہ وہ مصدر ہیں یا اس بنا پر کہ وہ حال ہے یعنی سرکشی کرنے والے حد سے نکل جانے والے اور جائز ہے کہ دونوں مفعول ہوں یعنی سبب بغی اور عدوان کے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ﴾ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لِوَلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ اللَّهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيهِ وَالْعَنْهُ ﴿لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ﴾ لَأَهْلَكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَأَمَاتَهُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ اگر جلدی لاتا اللہ لوگوں پر برائی جیسے جلدی مانگتے ہیں بھلائی تو پوری کی جاتی ان کی عمر یعنی ہلاک ہوتا جس پر بد دعا کی گئی اور اس کو مارتا یہ کہنا آدمی کا ہے واسطے اولاد اپنی اور مال اپنے کے جب کہ غضبناک ہو کہ الٰہی! اس میں برکت نہ کر اس کو لعنت کر۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ لفظ مختصر کے کہ اگر اللہ ان کی دعا اس میں جلدی قبول کرتا جیسے کہ بھلائی میں قبول کرتا ہے تو البتہ ان کو ہلاک کرتا اور البتہ وارد ہوئی ہے اس کے منع ہونے میں حدیث مرفوع روایت کیا ہے اس کو مسلم نے درمیان حدیث دراز کے اور جدا روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بد دعا دو اپنے آپ کو اور نہ اپنی اولاد کو اور نہ اپنے مال کو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا اس گھڑی کے موافق پڑ جائے جس میں اللہ سے انعام مانگا جاتا ہے اور تمہاری دعا قبول ہو۔ (فتح)

لو یعجل اللہ متضمن ہے معنی نفی تعجیل کو اس واسطے کہ لو واسطے معلق کرنے اس چیز کے ہے کہ غیر کے سبب سے منع

ہو یعنی نہ تعجیل ہے اور نہ قضا عذاب کا پس لازم آئے گا اس سے حاصل ہونا مہلت کا اور یہ لطف ہے اللہ کا اپنے بندوں کے واسطے اور رحمت اس کی۔ (فتح)

﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى﴾ مِثْلُهَا حُسْنٰى ﴿وَزِيَادَةٌ﴾ مَغْفِرَةٌ وَّرِضْوَانٌ وَّقَالَ غَيْرُهٗ اَلنَّظَرُ إِلٰى وَجْهِهٖ.

یعنی جنہوں نے کی بھلائی ان کو ہے بھلائی یعنی مثل اس کی ثواب ہے اور مراد زیادتی سے مغفرت ہے اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ مراد زیادۃ سے اللہ کا دیدار ہے۔

فائدہ: شاید مراد غیر سے قتادہ ہے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد حسنیٰ سے بہشت ہے اور مراد زیادتی سے اللہ کا دیدار ہے اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع بھی آ چکی ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے حبیب سے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو پکارا جائے گا کہ بیشک تمہارے واسطے اللہ کے پاس ایک وعدہ ہے تو وہ کہیں گے کہ کیا اللہ نے ہمارے منہ سفید اور روشن نہیں کیے اور ہم کو آگ سے دور نہیں رکھا اور ہم کو بہشت میں داخل نہیں کیا سو پردہ اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ کی طرف دیکھیں گے سو قسم ہے اللہ کی نہیں دی اللہ نے ان کو کوئی چیز زیادہ پیاری اس سے یعنی ان کو اللہ کے دیدار سے کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں ملی پھر پڑھی یہ آیت ﴿للذين احسنوا الحسنٰى وزيادة﴾ اور حسن سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے دوگنا ثواب ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے محل ہے موتی کا کہ اس کے واسطے چار دروازے ہیں روایت کیا ہے ان سب کو طبری نے اور اشارہ کیا ہے اس نے کہ نہیں ہے ان اقوال کے درمیان تعارض اس واسطے کہ زیادۃ ان میں سے ہر ایک کا احتمال رکھتی ہے۔ (فتح)

﴿اَلْكِبْرِيَآءُ﴾ اَلْمُلْكُ.

یعنی مراد کبریاء سے ملک اور بادشاہی ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وتكون لكما الكبرياء في الارض﴾ یعنی تا کہ زمین میں تمہاری بادشاہی ہو۔

بَابٌ ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى إِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا إِسْرَآئِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی سے یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر ڈوبنا کہا یقین جانا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں۔

فائدہ: مراد دریا سے دریائے قلزم ہے ساتھ ضمہ قاف کے اور ابن سمعانی نے حکایت کی ہے کہ وہ مکے اور مصر کے درمیان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قلزم شہر کا نام ہے بحر یمن کے کنارے پر مصر کی طرف اس دریا کو اس کی طرف نسبت

کرتے ہیں اور نام اس فرعون کا ولید بن مصعب بن ریان ہے اور ثعلبی نے کہا کہ عمالقہ میں سے ہے سام بن نوح کی اولاد سے اور اس کو قبطی بھی کہتے ہیں اور سدی سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو اس وقت ان کے ساتھ بنی اسرائیل میں سے چھ لاکھ اور بیس ہزار مرد لڑنے والے تھے جو بیس برس سے کم نہ تھے اور ساٹھ برس سے زیادہ نہ تھے سوائے عورتوں اور لڑکوں کے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ فرعون کے ساتھ ستر سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ ستر ہزار مرد تھے۔ نقله العيني في شرح (تیسیر القاری)

﴿نُنَجِّيكَ﴾ نُلْقِيكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْأَرْضِ وَهُوَ النَّشَزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ.

یعنی ننجیك کے معنی یہ ہیں کہ ہم تجھ کو یعنی تیری لاش کو زمین کی اونچی جگہ پر ڈالیں گے اور نجوہ کے معنی ہیں مکان بلند یعنی ٹیلہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فاليوم ننجيك ببدنك﴾ یعنی آج ہم تیری لاش کو ٹیلے پر ڈالیں گے تا کہ ہو جائے تو اپنے پچھلوں کے لیے نشانی اور نہیں قولہ اس کا ننجیك مشتق نجات سے ساتھ معنی سلامت کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی بھی سلامتی کے ہیں اور مراد نجات دینا اس چیز سے ہے کہ واقع ہوئی ہے اس میں قوم تیری گہرائی سمندر کی سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے جیم کی جگہ ح پڑھی ہے یعنی ہم تجھ کو ایک کنارے ڈالیں گے اور وارد ہوا ہے سبب اس کا یعنی سبب پھینکنے سمندر کا فرعون کو بیچ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے قیس بن عباد سے یا اس کے غیر سے کہ بنی اسرائیل نے کہا کہ فرعون نہیں مرا سو اللہ نے اس کی لاش کو ان کی طرف نکالا مانند بیل سرخ کی اس کو سامنے دیکھتے تھے اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تو ایک گروہ کو اس کا یقین نہ آیا سو اللہ نے اس کی لاش کو نکالا تا کہ ان کے واسطے نصیحت اور نشانی ہو اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سمندر سے نکلے تو فرعون کی قوم سے جو لوگ پیچھے رہے تھے انہوں نے کہا کہ فرعون غرق نہیں ہوا لیکن وہ اور اس کا لشکر دریا کے جزیروں سے شکار کرتے ہیں سو اللہ نے سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کو ننگا کر کے باہر پھینک دے سمندر نے اس کو ننگا کر کے باہر پھینک دیا۔ (فتح)

۴۳۱۲۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۴۳۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم یہود سے موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے کے زیادہ لائق ہو سو تم بھی روزہ رکھو۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور ترجمہ کے مطابق یہ قول اس کا ہے جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا۔ (فتح)

سُوْرَةُ هُوْدٍ — سورہ ہود کی تفسیر کے بیان میں

وَقَالَ أَبُوْ مَيْسَرَةَ الْأَوَّاهُ الرَّحِيْمُ بِالْحَبَشِيَّةِ. — یعنی کہا ابو میسرہ نے کہ اواہ کے معنی ہیں رحم والا نرم دل۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان ابراهيم لحليم اواه منيب﴾ یعنی بیشک ابراہیم علیہ السلام تحمل والا نرم دل ہے رجوع کرنے والا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَادِئَ الرَّأْيِ﴾ مَا ظَهَرَ لَنَا. — یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بادی الرای کے معنی ہیں جو ہم کو ظاہر ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادی الرای﴾ یعنی ہم نہیں دیکھتے کوئی تیرا تابع ہوا مگر جو ہم میں نیچی قوم ہیں اوپر کی عقل سے یعنی ظاہر بینی سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْجُوْدِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ. — یعنی اور کہا مجاہد نے کہ جودی ایک پہاڑ ہے جزیرے میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واستوت على الجودی﴾ یعنی اور ٹھہری کشتی جودی پہاڑ پر۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ﴾ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهٖ. — اور کہا حسن نے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک تو ہے بڑا تحمل والا نیک چال کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ شعیب علیہ السلام کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے اور ان کو چڑاتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَقْلِعِيْ﴾ أَمْسِكِيْ. — یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿ویاسما اقلعی﴾ کے کہ اے آسمان! تھم جا۔

﴿عَصِيْبٌ﴾ شَدِيْدٌ. — اور عصیب کے معنی ہیں سخت یعنی اس آیت میں ﴿هذا يوم عصيب﴾ یعنی کہا شعیب علیہ السلام نے کہ یہ دن بڑا سخت ہے۔

﴿لَا جَرَمَ﴾ بَلٰى. — یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لا جرم ان الله﴾ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیوں نہیں بیشک اللہ

جانتا ہے۔

فائدہ: اور کہا طبری نے کہ جرم کے معنی ہیں گناہ کمایا پھر بہت ہوا استعمال اس کا بیچ جگہ لابد کے مانند قول ان کے کی کہ لا جرم انك ذاهب یعنی کوئی چارہ نہیں کہ تو جانے والا ہے اور کبھی مستعمل ہوتا ہے بیچ جگہ حقًا کے مانند قول تیرے کے لاجرم لتقومن یعنی تحقیق تو کھڑا ہوگا۔

﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ نَبَعَ الْمَآءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الْأَرْضِ.

یعنی فار التنور کے معنی ہیں جوش مارا پانی نے اور کہا عکرمہ نے کہ تنور کے معنی ہیں روئے زمین یعنی جوش مارا روئے زمین نے ساتھ پانی کے۔

فائدہ: اور اس تنور کی جگہ میں اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ کوفے کے کنارے میں تھا اور کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے کشتی کوفے کی مسجد میں بنائی تھی اور وہ تنور بھی اسی مسجد میں تھا اور مقاتل نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا تنور شام میں اس جگہ تھا جس کا نام عین وردہ ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ ہند میں تھا۔ (ت)

بَابٌ ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ أَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ إِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ خبردار ہو وہ دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے کہ پردہ کریں اس سے خبردار ہو جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں وہ جاننے والا ہے سینے کے رازوں کو۔

فائدہ: یہ باب اکثر رواتیوں میں نہیں ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿وَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿يَحِيْقُ﴾ يَنْزِلُ.

اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ حاق کے معنی ہیں اترا اور یحیق کے معنی ہیں اترتا ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وحاق بهم ما كانوا به يستهزؤون﴾ یعنی اترا ان پر جس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں۔

يَئُوْسٌ فَعُوْلٌ مِّنْ يَئِسْتُ.

یعنی یؤس مبالغہ ہے مشتق ہے ئیست سے یعنی ناامید ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انه ليئوس كفور﴾ یعنی البتہ وہ ناامید ناشکر ہو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَبْتَئِسْ﴾ تَحْزَنْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ لا تبتئس کے معنی ہیں نہ غم کھا۔

﴿يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ﴾ شَكٌّ وَّامْتِرَآءٌ فِي

یعنی یثنون صدورهم کے معنی یہ ہیں کہ حق میں شک

الْحَقِّ ﴿لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ﴾ مِنَ اللّٰهِ إِنِ اسْتَطَاعُوْا.

کرتے ہیں تا کہ پردہ کریں اللہ سے اگر کر سکیں یعنی اور باوجود اس کے اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں۔

٤٢١٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ أُنَاسٌ كَانُوْا يَسْتَحْيُوْنَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَآءِ وَأَنْ يُجَامِعُوْا نِسَآئَهُمْ فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَآءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ.

۴۲۱۳۔ محمد بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا پڑھتے تھے یہ آیت اس طرح ہے اَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ محمد بن عباد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا شان نزول پوچھا سو اس نے کہا کہ کچھ لوگ تھے کہ ننگے پاخانے پھرنے اور اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کرنے سے شرماتے تھے پس پاخانے اور جماع کے وقت اپنے اوپر کپڑے اوڑھتے تھے تا کہ اللہ سے پردہ کریں سو یہ آیت ان کے حق میں اتری۔

٤٢١٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قُلْتُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحِيْ أَوْ يَتَخَلّٰى فَيَسْتَحِيْ فَنَزَلَتْ أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ.

۴۲۱۴۔ محمد بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اس طرح پڑھی اَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ یعنی ہوش سے سنو نہایت پیچیدہ ہوتے ہیں سینے ان کے میں نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ کیا ہوا (اور یہ کس موقع پر نازل ہوئی) کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بعض مرد تھا کہ اپنی عورت سے ننگے صحبت کرتا سو شرماتا یا پاخانے پھرتا پس شرماتا یعنی پس پاخانے اور جماع کے وقت اپنے اوپر کپڑے اوڑھتا تا کہ اللہ سے پردہ کرے سو یہ آیت اتری اَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ یعنی بیشک (شرم کے مارے) ان کے سینے پیچ وتاب کھاتے ہیں اور کپڑا اوڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پردہ کرنا چاہتے ہیں (لیکن) جان لو کہ کپڑا اوڑھنے کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر اور باطن کے سب حالات جانتا ہے یعنی یہ نہ سمجھو کہ کپڑا اوڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے پردہ ہو گیا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کا مطلب ہے اور قرأت مشہورہ اور اس کی تفسیر پہلے ترجمۃ الباب میں مذکور ہو چکی ہے۔

۴۳۱۵ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ﴾ وَ قَالَ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يَسْتَغْشُونَ﴾ يُغَطُّونَ رُؤُوسَهُمْ.

۴۳۱۵۔ عمرو رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت خبردار ہو بیشک وہ البتہ دوہرے کرتے ہیں مجھ سے اپنے سینے جس وقت اپنے کپڑے اوڑھتے ہیں اور عمرو رضی اللہ عنہ کے غیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یستغشون کے معنی ہیں کہ اپنے سر ڈھانکتے ہیں۔

﴿سِيءَ بِهِمْ﴾ سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ ﴿وَضَاقَ بِهِمْ﴾ بِأَضْيَافِهِ.

یعنی سیئ بھم کے معنی ہیں کہ اپنی قوم سے بدظن ہوا اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے یعنی ان کے ٹھہرنے سے غمناک ہوا اس سبب سے کہ ان کو بہت خوبصورت دیکھا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولما جآءت رسلنا لوطا سیء بھم وضاق بھم ذرعا﴾ یعنی جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط علیہ السلام کے پاس تو بدظن ہوا اپنی قوم سے اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے غرض یہ ہے کہ ضمیر سیء بھم میں لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف راجع ہے اور ضمیر ضاق بھم میں اس کے مہمانوں کی طرف راجع ہے یعنی فرشتوں کی طرف جو بصورت مہمان ان کے پاس آئے تھے اور لازم آتا ہے اس سے مختلف ہونا ضمیر کا اور اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ دونوں ضمیر مہمانوں کی طرف راجع ہیں۔ (فتح)

﴿بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ﴾ بِسَوَادٍ.

یعنی بقطع من اللیل کے معنی رات کے اندھیرے میں یعنی اس آیت میں ﴿فاسر باھلك بقطع من اللیل﴾ یعنی نکل اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ أَرْجِعُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انیب کے معنی ہیں کہ اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں میں یعنی اس آیت میں ﴿علیه توکلت والیه انیب﴾۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا

۴۳۱۶ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

۴۳۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کے اے آدم کے بیٹے مال کو

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا اور فرمایا کہ اللہ کا دایاں ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب وروز نعمتوں کو بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلا جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اتنے خرچ نے اس کے دائیں ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور اللہ کے (دوسرے) ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو اٹھاتا ہے اور کسی کو جھکاتا ہے یعنی کشائش اور تنگی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد تقسیم کرنا اس کا ہے درمیان خلقت کے کہ بعض کے رزق میں کشائش کرتا ہے اور بعض کے رزق کو تنگ کرتا ہے اور مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ایسی آیتوں اور حدیثوں کے ساتھ ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت سے زبان کو بند کرنا چاہیے۔ (ت) اور فتح الباری میں کہا کہ مراد میزان سے عدل ہے اور اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی۔

﴿اِعْتَرَاكَ﴾ اِفْتَعَلَكَ مِنْ عَرَوْتُهٗ أَيْ أَصَبْتُهٗ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَاعْتَرَانِيْ.

یعنی اعتراك باب افتعال سے ہے مشتق ہے عروته سے ساتھ معنی اصبته کے یعنی میں اس کو پہنچا اور اسی اصل سے ہے یعروه یعنی وہ اس کو پہنچا اور واعترانی وہ مجھ کو پہنچا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان نقول الا اعتراك بعض آلهتنا بسوء﴾ یعنی ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی پیر نے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی چونکہ تو ان کو برا کہتا ہے تو اس وجہ سے کسی نے ان میں سے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی جنون۔

﴿اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا﴾ أَيْ فِيْ مِلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ.

یعنی آخذ بناصیتها کے معنی ہیں کہ سب اس کی قدرت اور حکم میں ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما من دابة الا هو آخذ بناصيتها﴾ یعنی کوئی پاؤں چلنے والا نہیں مگر کہ اس کے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی۔

عَنِيْدٌ وَعَنُوْدٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ هُوَ تَأْكِيْدُ

یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں یعنی حق سے پھرنے

التَّجَبُّرِ. والا اور وہ تاکید ہے تجبر کی یعنی آیت ﴿واتبعوا امر کل جبار عنید﴾ میں۔

﴿اسْتَعْمَرَكُمْ﴾ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى جَعَلْتُهَا لَهُ. یعنی اور استعمر کے معنی ہیں کہ ٹھہرایا تم کو آباد کرنے والے بیچ اس کے تو کہتا ہے اعمرته الدار فهي عمری یعنی میں نے اس کو گھر ہبہ کیا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿هو انشأكم من الارض واستعمركم فيها﴾ یعنی اس نے تم کو زمین سے بنایا اور تم کو اس میں بسایا۔

﴿نَكِرَهُمْ﴾ وَأَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ. یعنی ثلاثی مجرد اور افعال اور استفعال تینوں کے ایک معنی ہیں یعنی ان کو نہ پہچانا یعنی اس آیت میں ﴿فلما رای ایدیهم لا تصل الیه نکرهم﴾۔

﴿حَمِيدٌ مَجِيدٌ﴾ كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ. یعنی مجید فعیل ہے ماجد سے ساتھ معنی اسم فاعل کے اور حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے حمد سے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور ابوعبیدہ کی کلام میں یعنی اس طرح ہے حمید مجید ای محمود ماجد اور یہی ہے ٹھیک اور حمید فعیل ہے حمد سے پس وہ حامد ہے یعنی حمد کرتا ہے اس کو جو اس کا فرمانبردار ہو یا حمید ساتھ معنی محمود کے ہے اور مجید فعیل ہے مجد سے ساتھ ضمہ جیم کے اور اس کا اصل بلندی ہے۔

سِجِّيلٌ الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ سِجِّيلٌ وَسِجِّينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ أُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيمُ بْنُ مُقْبِلٍ وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ضَرْبًا تَوَاصٰى بِهِ الْأَبْطَالُ سِجِّينَا. یعنی سجیل کے معنی ہیں بہت سخت اور یہ لفظ دونوں طرح آیا ہے سجیل بھی اور سجین بھی اور لام اور نون دونوں بہنیں ہیں یعنی ایک دوسرے سے بدل ہو جاتی ہے اور کہا تمیم بن مقبل نے بہت پیادے ہیں کہ مارتے ہیں خود کو یعنی سر کو مارنا سخت کہ وصیت کرتے ہیں ساتھ اس کے پہلوان ایک دوسرے کو کہ ایسا مارنا چاہیے۔

فائدہ: سجینا صفت ہے ضربا کی اور سجیل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک نام ہے پہلے آسمان کا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک دریا ہے معلق درمیان آسمان اور زمین کے اس سے پتھر اترتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک پہاڑ ہے آسمان میں۔ (فتح)

اور اس شعر سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ سجیل اور سجین دونوں کے ایک معنی ہیں بلکہ لغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا

ہے کہ جبل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور سجین کے معنی ہیں مطلق سخت خواہ کوئی چیز ہو۔ (ت)

﴿وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ أَيْ إِلَى أَهْلِ مَدْيَنَ لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ وَاسْأَلِ الْعِيرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَصْحَابَ الْعِيرِ.

یعنی مراد اس آیت میں مدین سے مدین والے ہیں اس واسطے کہ مدین شہر کا نام ہے اور مثل اس کی ہے کہ پوچھ گاؤں سے اور قافلے سے یعنی گاؤں والوں اور قافلے والوں سے۔

﴿وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ يَقُولُ لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ وَيُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ هَا هُنَا أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ.

یعنی آیت ﴿واتخذتموہ ورآءکم ظھریا﴾ میں وراءکم ظھریا کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے اس کی طرف التفات کیا اور جب کوئی مرد کسی کی حاجت پوری نہ کرے تو کہا جاتا ہے کہ تو نے میری حاجت کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور تو نے مجھ کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور باقی کلام بعض روایتوں میں ساقط ہے اور یہی ٹھیک ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ تم نے اللہ کو پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔

﴿أَرَاذِلُنَا﴾ سُقَّاطُنَا.

اور اراذل کے معنی ہیں ردی لوگ یعنی کمینے اور نیچ قوم۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادی الرای﴾ یعنی نہیں دیکھتے ہم کوئی تابع ہوا تیرا مگر جو ہم میں نیچ قوم ہیں۔

﴿إِجْرَامِي﴾ هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرَمْتُ.

یعنی اجرامی مصدر ہے اجرمت سے اور بعض کہتے ہیں کہ ثلاثی مجرد کا مصدر ہے یعنی جرمت کا اور اجرمت ثلاثی مزید فیہ ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قل ان افتريته فعلی اجرامی﴾ یعنی کہتے ہیں کہ بنا لایا قرآن کو تو کہہ اگر میں بنا لایا ہوں تو مجھ پر ہے میرا گناہ۔

﴿الْفُلْكُ﴾ وَالْفَلَكُ وَاحِدٌ وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ.

اور فُلك اور فَلك کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: عیاض نے کہا کہ فلک دونوں جگہ میں ساتھ پیش کے ہے ف اور جزم لام کے ہے اور یہی ٹھیک بات ہے اور مراد یہ ہے کہ جمع اور واحد ساتھ ایک لفظ کے ہیں اور البتہ وارد ہوا ہے قرآن میں سو کہا واحد میں ﴿فی الفلك المشحون﴾ اور کہا جمع میں ﴿حتی اذا کنتم فی الفلك وجرين بهم﴾ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ فلک واحد اور جمع

ہے اور وہ ایک کشتی اور بہت کشتیاں ہیں اور یہ واضح تر ہے مراد میں۔ (فتح)

﴿مُجْرَاهَا﴾ مَدْفَعُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ وَأَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمَجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ وَمُجْرِيهَا وَ مُرْسِيهَا مِنْ فُعِلَ بِهَا.

یعنی اور مُجراها کے معنی ہیں کشتی کا چلنا اور وہ مصدر ہے اجریت کا اور ارسیت کے معنی ہیں میں نے روکا اور پڑھا جاتا ہے بعض قراتوں میں مَرساها یعنی ساتھ زبر میم کے ماخوذ ہے رست ھی سے جس کے معنی ہیں کہ کشتی ٹھہر گئی اور مجراها ماخوذ ہے جرت ھی سے یعنی جاری ہوئی کشتی اور مجریها و مرسها ساتھ لفظ اسم فاعل کے یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا ماخوذ ہے فعل بها سے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا بعض شروح میں مدفعها کے عوض موقفها واقع ہے لیکن وہ تصحیف ہے میں نے کسی نسخہ میں اس طرح نہیں دیکھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن تین نے شیخ ابوالحسن قابسی سے حکایت کر کے کہا کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ اس کا معنی بالکل فاسد ہے۔ (فتح الباری) مراد اس سے آیت کی تفسیر ہے ﴿بسم الله مجريها و مرسها﴾ کہا ابو عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ مجراها کے معنی ہیں اس کا چلنا اور وہ ماخوذ ہے جرت بهم سے اور جو اس کو پیش میم کے ساتھ پڑھتا ہے تو وہ ماخوذ ہے اجريها انا سے یعنی میں نے اس کو چلایا اور مرساها ماخوذ ہے ارسيتها انا سے یعنی میں نے اس کو ٹھہرایا اور ایک روایت میں ساتھ پیش میم کے ہے دونوں لفظ میں اور ساتھ زیر را اور سین کے یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا اور جمہور کی قرأت پیش میم کا ہے مجراها میں اور کوفے والے وغیرہ اس کو زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور مرساها میں مشہور سب کے نزدیک پیش میم کا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی زبر بھی آ چکی ہے۔

رَاسِيَاتٌ ثَابِتَاتٌ.

یعنی آیت ﴿وقدور راسيات﴾ میں راسیات کے معنی ہیں ثقال ثابتات عظام یعنی دیگیں بڑی بھاری جمی ہوئیں چولہوں پر۔

فائدہ: اور یہ کلمہ سورہ سبا میں ہے شاید ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے استطراد واسطے مناسبت مرساها کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہیں گے گواہی دینے والے یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر اور اشہاد جمع

وَاحِدُهُ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ.

کا لفظ ہے اس کا واحد شاہد ہے مثل صاحب اور اصحاب کے کہ اصحاب جمع ہے اور اس کا واحد صاحب ہے۔

٤٢١٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ وَقَالَ هِشَامٌ يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُولُ أَعْرِفُ يَقُولُ رَبِّ أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُولُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوٰى صَحِيفَةُ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْآخَرُونَ أَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ ﴿هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلٰى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ.

۴۲۱۷۔ حضرت صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ کا طواف کرتے تھے کہ اچانک ایک مرد ان کے سامنے آیا سو اس نے کہا کہ اے ابن عمر! کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے بیان میں کچھ سنا ہے یعنی سرگوشی کہ قیامت کے دن اللہ اور مسلمان بندے کے درمیان واقع ہوگی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایمان دار اپنے رب سے نزدیک کیا جائے گا اور کہا ہشام راوی نے کہ ایماندار اپنے رب سے قریب ہوگا یعنی قیامت کے دن یہاں تک کہ اس کو اپنی رحمت کے سائے سے چھپائے گا یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہ قبول کرائے گا فرمائے گا تو اپنا فلاں گناہ پہچانتا ہے ایماندار کہے گا کہ اے میرے رب! ہاں پہچانتا ہوں پہچانتا ہوں دو بار کہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے اور آج بھی ہم ان کو بخشتے ہیں پھر اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ لپیٹا جائے گا یعنی اس کا حساب کتاب ختم ہوگا اور لیکن اور لوگ یا فرمایا کافر لوگ سو پکارا جائے گا روبرو گواہی دینے والوں کے کہ یہی لوگ ہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے اور کہا شیبان نے قتادہ سے حدیث بیان کی ہم سے صفوان نے یعنی قتادہ کا سماع صفوان سے ثابت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کر رہے ہیں بیشک اس کی پکڑ سخت دکھ دینے والی ہے۔

فائدہ: کذلك میں کاف واسطے تشبیہ دینے پکڑ مستقبل کے ہے ساتھ پکڑ ماضی کے اور ماضی کا لفظ مضارع کی جگہ لایا گیا واسطے مبالغہ کے اس کے تحقیق ہونے میں۔

﴿اَلرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ﴾ اَلْعَوْنُ الْمُعِيْنُ رَفَدْتُهٗ أَعَنْتُهٗ.

یعنی آیت ﴿بئس الرفد المرفود﴾ کے معنی ہیں انعام جو دیا گیا کہا جاتا ہے وفدته یعنی میں نے اس کی مدد کی

فائدہ: لفظ معین یا ساتھ معنی مفعول کے ہے یا معنی ہیں ذو اعانت یعنی انعام صاحب اعانت کا۔

﴿تَرْكَنُوْا﴾ تَمِيْلُوْا.

یعنی آیت ﴿ولا ترکنوا الی الذین ظلموا﴾ میں ترکنوا کے معنی ہیں نہ جھکو طرف ظالموں کی۔

﴿فَلَوْلَا كَانَ﴾ فَهَلَّا كَانَ.

یعنی فلولا کان کے معنی ہیں کیوں نہ ہوئے۔

فائدہ: یعنی آیت ﴿فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة﴾۔

﴿أُتْرِفُوْا﴾ أُهْلِكُوْا.

یعنی اترفوا کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے۔

فائدہ: یعنی آیت ﴿واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه﴾ یعنی جو جبر اور تکبر کیا حکم اللہ کے سے اور اس سے روکا یہ تفسیر لازم کے ساتھ ہے یعنی تھا ترف سبب واسطے ہلاک ہونے ان کے کی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ﴾ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَّصَوْتٌ ضَعِيْفٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ زفیر اور شهیق کے معنی ہیں آواز سخت اور آواز ضعیف یعنی اس آیت میں ﴿لهم فیها زفیر وشهیق﴾ یعنی بدبختوں کے واسطے آگ میں آواز سخت اور آواز ضعیف ہے۔

۴۳۱۸ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾.

۴۳۱۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ ظالم کو فرصت اور ڈھیل دیا کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیت پڑھی یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب ظالم بستیوں کے لوگوں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ سخت درد دینے والی ہے۔

فائدہ: نہیں چھوڑتا یعنی جب اس کو ہلاک کرتا ہے تو ہلاکت کو اس سے دور نہیں کرتا اور یہ معنی اس بنا پر ہیں کہ تفسیر ظلم کی مطلق شرک کے ساتھ کی جائے اور اگر تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ وہ عام تر ہے تو محمول کیا جائے گا ظلم اس

چیز پر کہ وہ اس کے لائق ہے یعنی جیسا چاہیے تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کھڑی کر نماز دن کے دونوں سروں میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کو۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ دن کی دونوں طرف سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ صبح اور مغرب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صبح اور عصر ہے اور مالک اور ابن حبیب سے روایت ہے کہ صبح ایک طرف ہے اور ظہر اور عصر ایک طرف ہے۔

وَزُلَفًا سَاعَاتٌ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ الزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَأَمَّا ﴿زُلْفٰى﴾ فَمَصْدَرٌ مِّنَ الْقُرْبٰى اِزْدَلَفُوْا اِجْتَمَعُوْا ﴿أَزْلَفْنَا﴾ جَمَعْنَا.

اور زلفی کے معنی ہیں چند گھڑیاں بعد چند گھڑیوں کے اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے مزدلفہ یعنی اس واسطے کہ منزل بمنزل وہاں آتے ہیں اور لیکن زلفی مصدر ہے مانند قربی کے یعنی دونوں کے معنی ایک ہیں اور ازدلفوا کے معنی ہیں جمع ہوئے اور ازلفنا کے معنی ہیں ہم نے جمع کیا۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿زلفا من اللیل﴾ ساعات یعنی رات کی چند گھڑیوں میں اور زلفا جمع ہے اس کا واحد زلفۃ ہے یعنی اس کے معنی ہیں ساعت اور منزل اور قربت اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے مزدلفہ اور کہا اس نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وازلفنا الجنۃ للمتقین﴾ قربت یعنی نزدیک کی گئی اور بیچ قول اس کے ولہ عندی زلفی یعنی قربت اور اختلاف ہے اس میں کہ زلف سے کیا مراد ہے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ مغرب اور عشاء ہے اور استنباط کیا ہے اس سے بعض حنفیوں نے واجب ہونا وتر کا اس واسطے کہ زلفا جمع ہے اور اقل درجہ جمع کا تین ہیں پس منسوب ہوگا طرف مغرب اور عشاء اور وتر کی اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس میں ہے اعتراض سے اور کہا قتادہ نے کہ ﴿طرفی النہار﴾ یعنی دن کے دو طرف سے مراد ہے صبح اور عصر کی نماز ہے اور ﴿زلفا من اللیل﴾ سے مراد مغرب اور عشاء ہے۔

٤٣١٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ

۴۳۱۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کا بوسہ لیا سو اس نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت اتری کہ کھڑی کر نمازوں کو دونوں طرف میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کو تو اس مرد نے کہا

فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ﴾ قَالَ الرَّجُلُ أَلِيَ هٰذِهٖ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِيْ.

کیا یہ آیت میرے ساتھ خاص ہے یا سب لوگوں کے واسطے عام ہے فرمایا واسطے ہر شخص کے کہ میری امت سے اس پر عمل کرے یعنی میری سب امت کے واسطے عام ہے۔

فائدہ: حضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا یعنی جیسے اس کا کفارہ پوچھتا ہے اور اصحاب سنن نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے باغ میں ایک عورت پائی سو میں نے اس کے ساتھ ہر چیز کی یعنی اس کا بوسہ لیا اور اس کو گلے سے لگایا لیکن میں نے اس سے جماع نہیں کیا سو آپ میرے ساتھ کریں جو چاہیں اور ترمذی اور نسائی وغیرہ نے ابوالیسر سے روایت کی ہے کہ اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس کے خاوند کو حضرت ﷺ نے جہاد میں بھیجا تھا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے ایک درہم کی کھجوریں خریدنا چاہتی ہوں ایک درہم لے اور اس کے بدلے کھجوریں دے ابوالیسر کہتا ہے وہ عورت مجھ کو خوش لگی سو میں نے اس سے کہا یعنی واسطے فریب دینے کے کہ گھر کے اندر اس سے عمدہ کھجوریں ہیں یعنی میرے ساتھ گھر کے اندر چل سو اس کو اس حیلے سے گھر کے اندر لے گیا سو اس کو گلے سے لگایا اور چوما پھر گھبرایا اور باہر نکلا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس کو خبر دی سو فرمایا کہ توبہ کر اور پھر ایسا نہ کرنا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پس یہ آیت اتری اور ثعلبی وغیرہ نے نبہان تمار سے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا ہے سو اگر وہ ثابت ہو تو محمول ہے اور واقعہ پر اور احمد وغیرہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں حد کو پہنچا یعنی میں نے ایسا کام کیا جو موجب حد ہے سو مجھ پر حد قائم کیجیے سو حضرت ﷺ تین بار اس سے چپ رہے سو نماز کی تکبیر ہوئی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس مرد کو بلایا تو فرمایا کہ بھلا بتا تو سہی کہ جب تو گھر سے نکلا تھا تو تو نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا؟ اس نے کہا کیوں نہیں! فرمایا پھر تو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہوا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا البتہ اللہ نے تیرا گناہ بخش دیا اور یہ آیت پڑھی سو یہ قصہ اور ہے اور اس کے ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متاخر ہے آیت کے اترنے سے اور شاید اس مرد نے گمان کیا تھا کہ ہر گناہ میں حد ہے اس واسطے اس نے اپنے اس کام کو موجب حد کہا اور یہ جو اس نے کہا کہ کیا خاص ہے میرے ساتھ؟ یعنی ساتھ اس کے کہ میری نماز میرے گناہ کو دور کرنے والی ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصے والا خود ہی اس کا سائل ہے اور دارقطنی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یہ مسئلہ حضرت ﷺ سے پوچھا اور یہ محمول ہے اوپر متعدد ہونے سائلین کے اور یہ جو اللہ نے فرمایا کہ ﴿ان الحسنات يذهبن السيئات﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس آیت کے مرجیہ

نے سو کہا انہوں نے کہ نیکیاں ہر گناہ کو دور کر ڈالتی ہیں خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ مطلق محمول ہے مقید پر جو صحیح حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک کفارہ ہے واسطے اس گناہ کے کہ دونوں کے درمیان ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا رہے سو ایک گروہ نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے تو نیکیاں صغیرہ گناہوں کو اتار ڈالتی ہیں اور اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیاں کسی صغیرہ کو نہیں اتارتیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیوں سے کوئی گناہ معاف نہیں ہوتا اور صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نیکیاں گناہ چھوڑنے کا سبب ہوتی ہیں مانند اس آیت کے ﴿ان الصلوة تنهى عن الفحشآء والمنكر﴾ یعنی نماز سبب ہے باز رہنے کا بے حیائی سے نہ یہ کہ درحقیقت وہ کسی گناہ کو اتار ڈالتی ہے اور یہ قول بعض معتزلہ کا ہے، کہا عبدالبر نے کہ بعض اہل عصر کا یہ مذہب ہے کہ نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتی ہیں اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اور غیر اس کے کی آیتوں اور حدیثوں سے جو ظاہر ہیں بیچ اس کے اور وارد ہوتا ہے اس پر رغبت دلانا توبہ پر ہر کبیرہ گناہ میں پس اگر نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتیں تو نہ حاجت ہوتی طرف توبہ کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر نہ واجب ہونے حد کے بوسہ لینے اور چھونے میں اور مانند ان کی میں اور اوپر ساقط ہونے تعزیر کے اس شخص سے جو کوئی چیز ان میں سے کرے اور اگر توبہ کرے اور پچھتائے اور استنباط کیا ہے اس سے ابن منذر نے یہ کہ نہیں حد ہے اس شخص پر جو پایا جائے ساتھ عورت اجنبی کے ایک کپڑے میں یعنی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس نے اس سے زنا نہ کیا ہو بلکہ صرف بوسہ اور لمس اور مانند ان کی پر کفایت کی ہو۔ (فتح)

سُوْرَةُ يُوْسُفَ — سورہ یوسف کی تفسیر کا بیان

فائدہ: کہا عینی نے کہ ابوالعباس نے مقامات تنزیل میں لکھا ہے کہ سورہ یوسف اول سے آخر تک مکی ہے اور سبب نزول اس سورہ کا سوال کرنا یہود کا ہے یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے احوال سے انتہی اور پوشیدہ نہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ سوال یہود کا مدینے میں ہوگا اور یہ سب سورہ یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے احوال میں ہے پس اس سورہ کا مکی ہونا اس شان نزول کے مخالف ہے۔ (ت)

وَقَالَ فُضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿مُتَّكَأً﴾ الْأُتْرُجُّ قَالَ فُضَيْلٌ الْأُتْرُجُّ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتْكًا قَالَ كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّيْنِ.

اور کہا فضیل نے حصین سے اس نے روایت کی مجاہد سے کہ متکا کے معنی ترنج ہیں یعنی آیت واعتدت لهن متكا میں اور کہا فضیل نے کہ ترنج کو حبش کی زبان میں متکا کہتے ہیں اور کہا ابن عیینہ نے ایک مرد سے اس نے روایت کی ہے مجاہد سے کہ متکا ہر چیز ہے کہ چھری سے

کاٹی جائے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ﴾ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ.

یعنی اور کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وانه لذو علم لما علمناه﴾ کے کہ لذو علم کے معنی ہیں عمل کرنے والا ساتھ اس چیز کے کہ جانے۔

وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ ﴿صُوَاعَ الْمَلِكِ﴾ مَكُّوْكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِيْ يَلْتَقِيْ طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ.

یعنی اور کہا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صواع کہتے ہیں مکوک یعنی پیانہ فارسی کو جس کی دونوں طرف مل جاتی ہیں، عجمی لوگ اس کے ساتھ پانی پیا کرتے تھے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قالوا نفقد صواع الملك﴾ یعنی انہوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کا پیانہ نہیں پاتے اور مکوک ایک پیانہ ہے معروف واسطے اہل عراق کے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تُفَنِّدُوْنِ﴾ تُجَهِّلُوْنِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تفندون کے معنی ہیں کہ اگر مجھ کو جاہل نہ کہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لولا ان تفندون﴾ یعنی اگر نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ غَيَابَةٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ غیابہ کے معنی ہیں ہر چیز کہ تجھ سے کسی چیز کو غائب کرے تو وہ غیابہ ہے یعنی غیابۃ الجب میں۔

وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِيْ لَمْ تُطْوَ.

اور جب کچے کنوئیں کو کہتے ہیں لم تطو کے معنی ہیں کہ گول نہ ہو۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ کنواں بیت المقدس کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اردن کی زمین میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کے گھر سے تین فرسخ پر ہے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واجمعوا ان يجعلوه في غيابة الجب﴾ یعنی متفق ہوئے کہ اس کو اندھیرے کنوئیں میں ڈالیں یعنی جس میں کچھ نظر نہ آئے۔

﴿بِمُؤْمِنٍ لَّنَا﴾ بِمُصَدِّقٍ لَّنَا.

یعنی اور بمؤمن لنا کے معنی ہیں کہ تو ہماری بات کو سچا نہ جانے گا یعنی اس آیت میں ﴿وما انت بمؤمن لنا﴾۔

﴿أَشُدَّهُ﴾ قَبْلَ أَنْ يَّأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوْا أَشُدَّهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدُهَا شَدٌّ.

یعنی آیت ﴿فلما بلغ اشده﴾ میں اشدہ کے معنی ہیں پہلے اس سے کہ شروع ہو نقصان میں کہا جاتا ہے پہنچا اپنی نہایت قوت کو اور پہنچے اپنی نہایت قوت کو اور کہا بعض

نے واحد اس کا شدٌ ہے۔

وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيْثٍ أَوْ لِطَعَامٍ وَأَبْطَلَ الَّذِيْ قَالَ الْأُتْرُجُّ وَلَيْسَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُّ فَلَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَمَارِقَ فَرُّوْا إِلٰى شَرٍّ مِنْهُ فَقَالُوْا إِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّاءِ وَإِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ ذٰلِكَ قِيْلَ لَهَا مَتْكَاءُ وَابْنُ الْمَتْكَاءِ فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَإِ.

اور متکا یعنی ساتھ تشدید کے وہ چیز ہے کہ تکیہ کرے تو اوپر اس کے واسطے پانی پینے کے یا واسطے بات کرنے کے یا واسطے کھانا کھانے کے اور باطل ہے جو مجاہد نے کہا کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں اور نہیں عرب کی کلام میں تفسیر متکا کی ساتھ ترنج کے اور جب حجت لائی گئی اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ متکا کے معنی تکیہ ہیں یعنی ثابت ہوا کہ متکا مراد تکیہ سے ہے نہ ترنج سے تو بھاگے اس چیز کی طرف کہ وہ اس سے بدتر ہے سو کہا انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ متک ہے ساتھ ت ساکن کے یعنی وہ مخفف ہے مشدد نہیں یعنی اور متک مخفف کے معنی ترنج کے ہیں اور یہ باطل ہے اس واسطے کہ متک ساتھ ت ساکن کے عورت کی شرمگاہ کا کنارہ ہے جس جگہ اس کو ختنہ کرتے ہیں اور اسی سبب سے کہا گیا ہے واسطے عورت کے متکا اور بیٹا متکا کا اور اگر وہاں ترنج ہو تو وہ بعد تکیہ دینے کے ہے۔

فائدہ: کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿واعتدت لهن متكا﴾ کے یعنی تیار کیا واسطے ان کے تکیہ کہ تکیہ کیا جائے اوپر اس کے اور گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں یعنی میٹھا لیمو اور یہ تفسیر زیادہ باطل ہے لیکن امید ہے کہ تکیہ کے ساتھ ترنج ہو کہ اس کو کھائیں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ تیار کیا تھا زلیخا نے واسطے ان کے بطیخ یعنی تربوز اور موز اور بعض کہتے ہیں کہ ترنج کے ساتھ شہد تھا اور بعض کہتے ہیں کہ تخم مرغ اور گوشت سے کھانا تیار کیا ہوا تھا لیکن بخاری نے ابوعبیدہ کی پیروی کر کے جس چیز کی نفی کی ہے اس کو اس کے سوا اور لوگوں نے ثابت کیا ہے اور عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ متکا کو مخفف پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ترنج ہے اور البتہ حکایت کیا ہے اس کو فراء نے اور پیروی کی ہے اس کی اخفش نے اور ابوحنیفہ دینوری اور ابن فارس اور صاحب محکم اور جامع اور صحاح نے اور کہا جوہری نے کہ متکا وہ چیز ہے جس کو باقی چھوڑتی ہے ختنہ کرنے والی عورت بعد ختنہ کرنے کے عورت سے اور متکا وہ عورت ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور سوس کو بھی متکا کہتے ہیں پھر نہیں مانع ہے یہ

کہ محکا لفظا ترنج اور طرف فرج کے درمیان مشترک ہو یعنی اس کے دونوں معنی ہوں ترنج کو بھی محکا کہتے ہوں اور عورت کی شرمگاہ کی طرف کو بھی کہتے ہوں اور بظر عورت کی ختنہ کی جگہ کو کہتے ہیں اور دراصل بظر بولا جاتا ہے اس چیز پر کہ اس کے واسطے بدن سے طرف ہے مانند پستان کی۔ (فتح)

﴿شَغَفَهَا﴾ يُقَالُ بَلَغَ شِغَافَهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا وَأَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوفِ.

یعنی جگہ کی ہے اس نے اس کے دل میں از روئے دوستی کے کہا جاتا ہے کہ اس کی شغاف کو پہنچا اور شغاف اس کے دل کا غلاف ہے یعنی مشغاف کے معنی غلاف ہے یعنی پہنچی محبت اس کے دل کے غلاف میں اور لیکن شعفها یعنی ساتھ عین مہملہ کے تو وہ ماخوذ ہے مشعوف سے یعنی فریفتہ شدہ۔

فائدہ: مشعوف کے معنی ہیں محبت کہا جاتا ہے شعفہ الحب یعنی محبت نے اس کے دل کو جلایا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قد شغفها حبا﴾۔

﴿أَصْبُ﴾ أَمِيلُ صَبَا مَالَ.

یعنی اگر تو دور نہ کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں گا ان کی طرف۔

فائدہ: اَمِيلُ یعنی اصب کے معنی ہیں میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا مراد اس آیت کی تفسیر ہے: ﴿وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ﴾۔

﴿أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ﴾ مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ.

یعنی اضغاث احلام کے معنی ہیں وہ خواب جس کی کوئی تاویل نہ ہو یعنی واقع میں اس کا کوئی اصل نہ ہو۔

وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا أَشْبَهَهُ وَمِنْهُ ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ لَا مِنْ قَوْلِهِ ﴿أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ﴾ وَاحِدُهَا ضِغْثٌ.

یعنی اور ضغث کے معنی ہیں پر کرنا ہاتھ کا گھاس سے اور جو اس کی مانند ہو اور اسی سے ماخوذ ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ لے اپنے ہاتھ سے مٹھا گھاس کا نہ اضغاث احلام سے اس کا واحد ضغث ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ ضغث اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وخذ بيدك ضغثا﴾ ساتھ معنی پر کرنے ہاتھ کے ہے گھاس سے اور جو اس کی مانند ہے نہ ساتھ معنی اس خواب کے جس کی تاویل نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اضغاث احلام جھوٹی خوابیں ہیں۔ (فتح)

﴿نَمِيرُ﴾ مِنَ الْمِيرَةِ ﴿وَنَزْدَادُ كَيْلَ

یعنی نمیر بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ونمير اهلنا﴾ میرۃ سے

بَعِیرٍ ﴿ مَا یَحْمِلُ بَعِیرٌ. ہے یعنی ہم ان کے پاس آئیں اور ان کے واسطے اناج خرید لائیں اور زیادہ لائیں پیمانہ ایک اونٹ کا یعنی جو اونٹ اٹھائے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے یعنی گدھے کا بوجھ اور مقاتل نے زبور سے نقل کیا ہے کہ عبرانی زبان میں ہر چیز بوجھ اٹھانے والی کو بعیر کہتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان کی زمین سے تھے اور وہاں کوئی اونٹ نہ تھا۔ (فتح)

اٰوٰی اِلَیْهِ ضَمَّ اِلَیْهِ. یعنی اوی الیه کے معنی ہیں اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملایا اور جوڑا یعنی اس آیت میں ﴿فلما دخلوا علی یوسف آوی الیه اخاه﴾ یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف علیہ السلام پر داخل ہوئے تو اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور اس کو اپنے ساتھ جوڑا۔

اَلسِّقَایَةُ مِکْیَالٌ. یعنی سقایہ کے معنی ہیں پیمانہ۔

فائدہ: اور وہ پیمانہ وہ برتن تھا جس کے ساتھ بادشاہ پانی پیا کرتا تھا بعض کہتے ہیں یوسف علیہ السلام نے اس کو پیمانہ ٹھہرایا کہ نہ ناپا جائے اناج ساتھ غیر اس کے کے پس ظلم کیے جائیں۔

﴿تَفْتَأُ﴾ لَا تَزَالُ ﴿حَرَضًا﴾ مُحْرَضًا یُذِیْبُكَ الْهَمُّ. یعنی تفتأ کے معنی ہیں ہمیشہ یعنی اس آیت میں ﴿قالوا تاللہ تفتأ یوسف حتی تکون حرضا﴾ یعنی کہنے لگے قسم ہے اللہ کی کہ تو ہمیشہ یاد کرتا ہے یوسف علیہ السلام کو یہاں تک کہ ہو جائے گا تو گل گیا یعنی گلا دے تجھ کو غم یوسف علیہ السلام کا یا ہو جائے گا تو مردہ۔

تَحَسَّسُوْا تَخَبَّرُوْا. یعنی تحسسوا کے معنی ہیں کہ تلاش کرو خبر یوسف علیہ السلام سے اور اس کے بھائی سے یعنی اس آیت میں ﴿یا بنی اذهبوا فتحسسوا من یوسف واخیه﴾۔

﴿مُزْجَاةٍ﴾ قَلِیْلَةٍ. اور مزجاۃ کے معنی ہیں تھوڑے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وجئنا ببضاعة مزجاة﴾ یعنی اور لائے ہم پونجی تھوڑی اور بعض کہتے ہیں کہ ردی اور بعض کہتے ہیں کہ فاسد اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تھوڑی اور اس میں اختلاف ہے کہ ان کی پونجی کیا چیز تھی

سو بعض کہتے ہیں کہ اون اور مانند اس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ردی درہم تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بالوں کے رسے اور مشک اور چمڑہ تھی۔ (فتح)

﴿غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ﴾ عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ. یعنی غاشیۃ کے معنی ہیں آفت عام اللہ کے عذاب سے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿افامنوا ان تاتیھم غاشیۃ من عذاب اللہ﴾ یعنی کیا نڈر ہوئے ہیں کہ آ ڈھانکے ان کو آفت اللہ کے عذاب سے یعنی آفت عالم گیر کہ سب کو گھیر لے کسی کو نہ چھوڑے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحَاقَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں پر جیسا پورا کیا ہے تیرے دو باپ دادوں پر پہلے سے ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر۔

۴۳۲۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ.

۴۳۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خود کریم ہو اس کا باپ بھی کریم ہو اس کا دادا بھی کریم ہو اس کا پردادا بھی کریم ہو سو حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے حاکم نے مانند اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت خاص کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے یوسف علیہ السلام کے اس میں ان کو کوئی شریک نہیں یعنی یہ خاندانی بزرگی اور شرافت نسبی کہ جس کی چار نسب سے برابر پیغمبر ہوتے آئے ہوں حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکرم الناس یعنی نسب کی جہت سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اپنے غیر سے مطلق افضل ہوں یعنی یہ فضیلت جزئی ہے کلی نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيَاتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے البتہ یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کے لیے۔

فائدہ: ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام روبیل، شمعون، لاوی، یہوذا، ریالون،

ینج، دان، نیال، جاد، اشر اور بنیامین ہیں اور ان میں بڑا پہلا ہے۔ (فتح)

۴۲۲۱ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ قَالَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

۴۳۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ لوگوں میں سے زیادہ بزرگ کون آدمی ہے؟ فرمایا کہ زیادہ تر بزرگ ان میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تر پرہیز گار ہو، اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں سے بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر ہیں پیغمبر کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے خلیل اللہ علیہ السلام کے پڑپوتے، اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے عرب کی کانوں کا حال پوچھتے ہو؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں! فرمایا کہ جو ان میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہ لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ احکام شرع کو خوب سمجھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور یہ جو یعقوب علیہ السلام نے کہا ﴿وكذلك يجتبيك ربك﴾ اور ﴿اخاف ان ياكله الذئب﴾ تو ان دونوں قول کی تطبیق میں اشکال ہے اس واسطے کہ جزم کیا یعقوب علیہ السلام نے اول ساتھ اس کے کہ تیرا اللہ تجھ کو نوازے گا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ آئندہ زمانہ میں ہوگا یعنی اللہ تجھ کو آئندہ زمانہ میں نوازے گا پس کس طرح خوف کیا جائے گا یوسف علیہ السلام پر کہ اس سے پہلے ہلاک ہوں یعنی یعقوب علیہ السلام نے یہ کیوں کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور اس کا جواب کئی طرح سے ہے ایک جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا بھیڑیے کے کھانے کے جواز سے کھانا اس کے سارے بدن کا ساتھ اس طور کے کہ مر جائیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے ہٹانا ان کے بھائیوں کا ہے ان کے ساتھ لے جانے سے سو خطاب کیا ان کو باعتبار عادت ان کے کی نہ اس چیز کی بنا پر کہ ان کے اعتقاد میں تھی اور تیسرا جواب یہ ہے کہ قول یعقوب علیہ السلام کا یجتبیك لفظ خبر کا ہے اور اس کے معنی دعا ہیں جیسے کہا جاتا ہے فلاں پر رحمہ اللہ یعنی اللہ فلانے کو رحمت کرے پس اگر ان کا ہلاک ہونا اس سے پہلے واقع ہوتو یہ اس کے مخالف نہیں اور چوتھا جواب یہ ہے کہ جس برگزیدگی کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ذکر کیا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کو حاصل ہوگی وہ حاصل ہو چکی تھی یوسف علیہ السلام کو پہلے اس سے کہ سوال کریں اس کے بھائی اپنے باپ سے یہ کہ یوسف علیہ السلام ان کے ساتھ جائے ساتھ دلیل اس آیت کے بعد

اس کے کہ انہوں نے اس کو کنوئیں میں ڈالا۔ ﴿وَاَوْحَیْنَا اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ﴾ یعنی ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ البتہ تو جتائے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے اور نہیں بعید ہے یہ بات کہ ان کو اس عمر میں پیغمبری عطا ہو اس واسطے کہ اللہ نے یحییٰ علیہ السلام کے قصے میں فرمایا کہ ہم نے اس کو لڑکپن میں پیغمبری دی اور یہ یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں پس تحقیق کہا عیسیٰ علیہ السلام نے اور حالانکہ وہ ماں کی گود میں تھے ﴿اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ اٰتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا﴾ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو پیغمبر بنایا اور جب کہ ان کو برگزیدگی موعود حاصل ہوئی تو نہیں منع ہے اس پر ہلاک ہونا اور پانچواں جواب یہ ہے کہ خبر دی یعقوب علیہ السلام نے ساتھ برگزیدہ ہونے کے وحی سے اور جائز ہے منسوخ ہونا خبر کا نزدیک ایک قوم کے سو یہ بھی اس کی مثالوں میں سے ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یعقوب علیہ السلام نے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے بطور جائز رکھنے کے نہ بطور وقوع یعنی جائز ہے کہ واقع ہو نہ یہ کہ واقع ہوگا اور قریب ہے اس سے یہ کہ حضرت ﷺ نے قیامت کی نشانیوں کی خبر دی مانند خروج دجال کے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے اور چڑھنے سورج کے کی مغرب سے اور باوجود اس کے پس تحقیق نکلے حضرت ﷺ جب کہ سورج میں گرہن پڑا اپنی چادر کھینچتے گھبرا کر اس سے کہ قیامت قائم ہو۔ (فتح) اور متابعت کی ہے عبدہ کی ابو اسامہ نے عبید اللہ سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ ﴿سَوَّلَتْ﴾ زَيَّنَتْ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ بلکہ آراستہ کی ہے تمہارے لیے تمہارے نفسوں نے ایک بات اور سولت کے معنی ہیں آراستہ کی اور اچھی کر دکھائی۔

۴۳۲۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ح وَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ

۴۳۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ تہمت کرنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا یعنی ان کو عیب لگایا سو اللہ نے ان کی پاکدامنی بیان کی ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو بے گناہ ہے تو عنقریب اللہ تیری پاک دامنی بیان کرے گا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو اللہ سے بخشش مانگ اور اس کی طرف توبہ کر؟ میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور حضرت ﷺ کے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی سو اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں بیشک جو لوگ لائے ہیں

كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ وَ إِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ قُلْتُ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ وَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ.

طوفان، آخر تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٤٣٢٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمَّى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تُحُدِّثَ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوبَ وَبَنِيهِ ﴿بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾.

۴۳۲۳۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہے کہ جس حالت میں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی تھی کہ اس کو بخار نے پکڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید یہ بخار اس کو طوفان سننے کے سبب سے ہوا؟ اس نے کہا ہاں! اور عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ بیٹھیں اور کہا کہ میری مثل اور تمہاری مثل حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کی مثل ہے بلکہ بنا دی تم کو تمہارے نفسوں نے ایک بات پس اب صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَهْ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور بہلایا اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنی جان تھامنے سے اور بند کیے دروازے اور بولی آ گے آ، کہا عکرمہ نے کہ **هیت لك** کے معنی حورانیہ میں ہیں **هلم** اور کہا ابن جبیر نے کہ اس کے معنی ہیں **تعاله** یعنی آ گے آ۔

فائدہ: نام اس عورت مشہور قول میں زلیخا ہے اور بعض کہتے ہیں راعیل ہے اور اس کے خاوند عزیز کا نام قطفیر ہے۔

(فتح) حوارنیہ منسوب ہے طرف حوران کے کہ ایک شہر ہے شام میں یا شام کی زمین کو کہتے ہیں۔

٤٣٢٤ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ قَالَ وَإِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا.

۴۳۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿قالت هيت لك﴾ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس کو پڑھتے ہیں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سکھلایا۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت دونوں طرح سے ہے زیر ت کے ساتھ بھی اور پیش ت کے ساتھ بھی اور لیکن عکرمہ سے منقول ہے کہ وہ حورانیہ میں ہے تو موافقت کی ہے اس کو اس پر کسائی اور فراء وغیرہ نے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ قبطی لغت ہے اس کے معنی ہیں آ اور حسن سے روایت ہے کہ وہ سریانی لغت ہے اور ابو زید انصاری نے کہا کہ عبرانی لغت ہے اور جمہور علماء نے کہا کہ وہ عربی لغت ہے معنی اس کے ترغیب دیتا ہے آگے آنے پر۔ (فتح)

﴿مَثْوَاهُ﴾ مُقَامُهُ.

یعنی اور مثواہ کے معنی ہیں اس کی جگہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وقال الذی اشتراہ من مصر لامراته اکرمی مثواہ﴾ یعنی اور کہا جس شخص نے خریدا اس کو مصر سے کہ باعزت رکھ اس کی جگہ کو یعنی اس کو عزت سے رکھ۔

﴿وَأَلْفَيَا﴾ وَجَدَا ﴿أَلْفَوْا آبَآءَهُمْ﴾ ﴿أَلْفَيْنَا﴾.

یعنی اور آیت ﴿والفيا سيدها لدى الباب﴾ میں الفیا کے معنی ہیں پایا دونوں نے یعنی عورت کو خاوند کے دروازے کے پاس اور الفوا آباءھم کے معنی ہیں کہ پایا انہوں نے اپنے باپ دادوں کو اور الفینا کے معنی ہیں ہم نے پایا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ﴾.

یعنی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں عجبت پیش ت کے ساتھ ہے یعنی ساتھ صیغے واحد متکلم کے یعنی بلکہ میں نے تعجب کیا۔

فائدہ: اور البتہ مشکل ہوئی ہے مناسبت وارد کرنے اس آیت کی اس جگہ میں اس واسطے کہ وہ سورہ والصافات میں ہے اور نہیں آئی سورہ یوسف میں اس کے معنی سے کچھ چیز لیکن وارد کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی کہ الٰہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا، آخر حدیث تک اور اس حدیث کی مناسبت بھی ترجمہ کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتی اور ترجمہ یہ قول اس کا ہے باب قولہ

وراودتہ التی ہو فی بیتھا اور البتہ تکلف کیا ہے واسطے اس کے عیسیٰ بن سہل نے اپنی شرح میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بخاری نے باب یہ باندھا ہے وراودتہ التی ہو فی بیتھا اور باب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث داخل کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی الحدیث اور وارد کیا ہے پہلے اس سے ترجمہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ﴿بل عجبت ویسخرون﴾ کہا اس نے پس پہنچا بخاری طرف جگہ فائدہ کی اور نہیں ذکر کیا اس کو اور وہ قول اللہ کا ہے ﴿واذا ذکروا لا یذکرون واذا راو آیۃ یستسخرون﴾ یعنی جب ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں کہا اس نے اور پکڑی جاتی ہے اس سے مناسبت ساتھ باب مذکور کے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تشبیہ دی اس نے اس چیز کو کہ پیش آئی یوسف علیہ السلام کو مع اپنے بھائیوں کے اور عورت عزیز کی ساتھ اس چیز کے کہ پیش آئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع قوم اپنی کے جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکالا جیسے کہ نکالا یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے اور بیچا ان کو اس شخص کے ہاتھ میں جس نے اس کو اپنا غلام بنایا سو نہ سختی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم پر جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا جیسے کہ نہ سختی کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں پر جب کہ کہا انہوں نے واسطے یوسف علیہ السلام کے ﴿تاللہ لقد آثرک اللہ علینا﴾ یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ پسند کیا ہے اللہ نے تجھ کو اوپر ہمارے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ کے واسطے دعا کی جب کہ ابوسفیان نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارے واسطے مینہ مانگیں جیسے کہ دعا کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے واسطے جب کہ پچھتائے اور پشیمان ہو کر ان کے پاس آئے سو کہا کہ نہیں کوئی ملامت تم پر آج اللہ تمہارا گناہ بخشے۔ کہا اس نے سو معنی آیت کے یہ ہیں بلکہ تعجب کیا تو نے میری حلم سے باوجود ٹھٹھا کرنے ان کے ساتھ تیرے اور جمے رہنے ان کے اپنی گمراہی پر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کی بنا پر ساتھ پیش ت کے معنی یہ ہیں کہ بلکہ تعجب کیا میں نے تیری نرمی سے اپنی قوم پر جب کہ آئے تیرے پاس تجھ سے دعا منگوانے کو سو تو نے ان کے واسطے دعا کی سو ان کی بلا دور ہوئی اور یہ مانند حلم یوسف علیہ السلام کی ہے اپنے بھائیوں سے جب کہ ان کے پاس محتاج ہو کر آئے اور مانند حلم اس کے عزیز کی عورت سے جب کہ اس نے اپنے خاوند کو یوسف علیہ السلام پر غیرت دلائی اور اس پر جھوٹ بولا پھر اس کو قید کیا پھر یوسف علیہ السلام نے اس کے بعد اس کا گناہ معاف کیا اور اس کو مواخذہ نہ کیا پس ظاہر ہوئی مناسبت ان دونوں آیت کے معنی میں باوجود اس کے کہ ظاہر میں دونوں کے درمیان بعد ہے کہا اس نے کہ بخاری میں اس طرح کی بہت جگہ ہیں اس قسم سے کہ عیب کیا ہے اس کو ساتھ اس کے اس شخص نے جس پر اللہ نے اس کا مطلب حل نہیں کیا اور اللہ سے ہے مدد مانگی گئی اور اس کے تتمہ سے ہے یہ بات کہ کہا جائے کہ نیز ظاہر ہوتی ہے مناسبت درمیان دونوں قصوں کے قول اللہ کے سے صافات میں کہ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے ان کے جمے رہنے کی طرف اپنے کفر اور گمراہی پر اور قول اس کے سے یوسف علیہ السلام کے قصے میں ﴿ثم بدا لھم من بعد ما راو الآیات

لیسجننه حتی حین﴾ اور کہا کرمانی نے کہ وارد کیا ہے بخاری نے اس کلمہ کو اس جگہ اگرچہ سورہ صافات میں ہے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس بات کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے جیسے کہ ہیت کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے اور اس مناسبت میں کچھ ڈر نہیں لیکن جو ابن سہل سے وجہ مناسبت کی گزر چکی ہے وہ باریک تر ہے۔ (فتح)

٤٣٢٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَئُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَآءِ فَيَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللّٰهُ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ قَالَ اللّٰهُ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ﴾ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ.

۴۳۲۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دیر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی کہ الٰہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ان پر ایسا قحط پڑا کہ ان کی ہر چیز کو فنا اور تباہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا یہاں تک کہ مرد آسمان کی طرف دیکھنے لگتا سواپنے اور اس کے درمیان دھواں سا دیکھتا اللہ نے فرمایا سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح اللہ نے فرمایا کہ ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو کیا پس دور ہوگا ان سے عذاب قیامت کے دن؟ یعنی نہیں ہوگا اور البتہ گزر چکا ہے دھواں یعنی جو کہ آیت ﴿یوم تأتی السمآء بدخان مبین﴾ میں مذکور ہے اور گزر چکا ہے بطشہ جو آیت ﴿یوم نبطش البطشة الکبریٰ﴾ میں مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب پہنچا اس کے پاس ایلچی تو کہا یوسف علیہ السلام نے پھر جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے بیشک میرا رب تو فریب ان کا سب جانتا ہے کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حال ہے تمہارا جب تم نے پھسلایا یوسف علیہ السلام کو اس کی جان

ہے؟ بولیاں پاکی ہے اللہ کو۔

وَحَاشَ وَحَاشَى تَنْزِيهٌ وَاسْتِثْنَاءٌ. یعنی حاش اور حاشا کے معنی ہیں پاکی بیان کرنا اور استثناء کرنا۔

﴿حَصْحَصَ﴾ وَضَحَ. یعنی آیت ﴿الآن حصحص الحق﴾ کے معنی ہیں کہ اب ظاہر ہوا سچ۔

فائدہ: اور کہا خلیل نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ظاہر ہوا بعد خفا کے۔ (فتح)

٤٣٢٦ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ ﴿أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾.

۴۳۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے لوط علیہ السلام پر اس نے آرزو کی تھی کہ مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا یعنی تکرار نہ کرتا اس کے ساتھ چلا جاتا اور ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ تر شک کرنے کے لائق ہیں جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھ کو دکھلا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے اللہ نے فرمایا کیا تجھ کو اس کا یقین نہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا یقین کیوں نہیں! لیکن یہ تمنا اس واسطے ہے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی باب سے اس قول میں ہے کہ اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا ان دونوں حدیثوں کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾. باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جب ناامید ہوئے رسول۔

فائدہ: استیئس استفعل ہے یاس سے ضد رجا کی اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ استفعل کے مگر خاص وزن نہیں تو سین اور ت دونوں زائد ہیں اور استیئس ساتھ معنی یئس کے ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ غایت کس چیز کے ساتھ متعلق ہے اللہ کے قول حتی سے سو اتفاق ہے اس پر کہ وہ محذوف ہے سو بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم فتراخي النصر عنهم حتي اذا الخ یعنی نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے مگر مرد کہ

وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف سو ان کی مدد میں دیر ہوئی یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے رسول الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے پس نہ عذاب ہوا ان کی امتوں کو یہاں تک الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو بلایا انہوں نے ان کو جھٹلایا پس دراز ہوا جھٹلانا ان کا یہاں تک کہ الخ۔ (فتح)

٤٢٢٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾ قَالَ قُلْتُ أَكُذِبُوْا أَمْ كُذِّبُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوْا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ أَجَلْ لَعَمْرِي لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوْهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ.

۴۳۲۷ ۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اور حالانکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھتا تھا ﴿حتی اذا استیئس الرسل﴾ عروہ کہتا ہے میں نے کہا کیا کُذِبُوْا ہے یا کُذِّبُوْا یعنی تشدید ذال کے ساتھ ہے یا بغیر تشدید کے یعنی ساتھ تخفیف کے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کذبوا ہے یعنی ساتھ تشدید ذال کے میں نے کہا سو البتہ پیغمبروں نے یقین جان لیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا پس نہیں ہے وہ ظن یعنی ظنوا میں ظن کے معنی اس جگہ صادق نہیں آ سکتے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں قسم ہے میری زندگی کی البتہ انہوں نے اس کو یقین جان لیا تھا (اس میں اشعار ہے کہ عروہ نے ظن کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا اور وہ راجح ہونا ایک طرف کا ہے دونوں طرف میں سے اور موافقت کی اس کی اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ یقین ہے) سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ تخفیف کے ساتھ ہے یعنی گمان کیا رسولوں نے کہ اُن سے جھوٹ کہا یعنی اللہ نے جو ان سے نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ خلاف تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی پناہ پیغمبروں کو اپنے رب کے ساتھ یہ گمان نہ تھا میں نے کہا سو اس آیت کے کیا معنی ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ رسولوں کے تابعدار ہیں جو ان کے رب کے ساتھ ایمان لائے اور پیغمبروں کو سچا جانا سو دراز ہوئی بلا اور دیر کی ان سے مدد نے یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے

رسول ان لوگوں سے جنہوں نے ان کو ان کی قوم سے جھٹلایا
اور گمان کیا پیغمبروں نے کہ ان کے تابعداروں نے ان کو
جھٹلایا تو ان کو اس وقت اللہ کی مدد آئی۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تخفیف کی قرأت سے انکار کیا اس بنا پر کہ ضمیر واسطے پیغمبروں کے ہے اور نہیں ہے ضمیر واسطے پیغمبروں کے اس بنا پر کہ میں نے بیان کیا اور نہیں ہے کوئی معنی انکار کرنے کا اس قرأت سے بعد ثابت ہونے اس کے کی اور شاید نہیں پہنچی ہے اس کو یہ قرأت ان لوگوں سے جن کی طرف اس باب میں رجوع کیا جاتا ہے اور البتہ پڑھا ہے اس کو ساتھ تخفیف کے کوفے کے اماموں نے قاریوں سے عاصم اور یحییٰ اور اعمش اور حمزہ اور کسائی نے اور موافقت کی ہے ان کی حجاز والوں میں سے ابو جعفر ابن قعقاع نے اور یہی ہے قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ عروہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موافق تھا پہلے اس سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھے پھر معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کیا یا نہیں اور ابن ابی حاتم نے قاسم سے روایت کی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ کذبوا تشدید کے ساتھ ہے یعنی ان کے تابعداروں نے ان کو جھٹلایا اور پہلے گزر چکا ہے سورۂ بقرہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ آیت ﴿حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انهم قد كذبوا﴾ میں کذبوا تخفیف کے ساتھ ہے پھر کہا راوی نے ذهب بها هنالك یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس آیت کے معنی اور سورہ بقرہ کی آیت کے معنی ایک ہیں اور وہ آیت یہ ہے ﴿حتى يقول الرسول والذين آمنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب﴾ یعنی اس آیت میں استفہام واسطے استبعاد اور استبطاء کے ہے پس معنی دونوں آیتوں کے دور جاننا مدد کا ہے اور دیر گمان کرنا اسکا اور اسماعیلی نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے ثم قال ابن عباس كانوا بشرا ضعفوا و ايسوا وظنوا انهم قد كذبوا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ تھا کہ قول اللہ کا متی نصر الله رسول کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ایک گروہ کا پھر علماء کو اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تمام مقول تمام کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جملہ پہلا مقول جمیع کا ہے اور اخیر اللہ کی کلام سے ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ جملہ پہلا یعنی متی نصر الله ان لوگوں کا مقول ہے جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اور اخیر جملہ یعنی الا ان نصر الله قريب رسول کا قول ہے اور مقدم کیا گیا رسول ذکر میں واسطے شریف ہونے اس کے کی اور یہ اولیٰ ہے اور پہلی وجہ کی بنا پر پس نہیں ہے قول رسول کا متی نصر الله شک بلکہ واسطے دیر گمان کرنے نصرت کے اور طلب کرنے اس کے کی اور وہ مثل قول حضرت ﷺ کی ہے دن بدر کے کہ الٰہی! پورا کر جو تو نے وعدہ کیا۔ کہا خطابی نے نہیں شک ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نہیں جائز رکھتے تھے رسولوں پر اس بات کو کہ وہ وحی کو جھوٹا جانیں اور نہیں شک کیا

جانا مخبر کے سچے ہونے میں پس محمول ہوگی کلام اس کی اس پر کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ واسطے دراز ہونے بلا کے اوپر ان کے اور دیر ہونے کے مدد میں اور تحقق وعدہ وفا چاہیے اس شخص کے جس سے انہوں نے اس کا وعدہ کیا تھا وہم کیا انہوں نے کہ جو چیز ان کو از قسم وحی آئی تھی وہ ان کے اپنے نفس کا خیال تھا اور گمان کیا انہوں نے اپنے نفس پر غلطی کرنے کا بیچ سیکھنے اس چیز کے کہ وارد ہوئی اوپر ان کے اس سے اور مراد ساتھ کذب کے غلط ہے نہ حقیقت کذب کی۔ میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے قرأت مجاہد کی کَذَبُوا ساتھ زبر اول کے مع تخفیف کے یعنی انہوں نے غلطی کی اور ظنوا کا فاعل رُسُل ہوگا اور احتمال ہے کہ اس کا فاعل ان کے تابعدار ہوں اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ کئی سندوں کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت میں کہ نا امید ہوئے رسول اپنی قوم کے ایمان سے اور گمان کیا ان کی قوم نے کہ پیغمبروں نے جھوٹ کہا اور کہا زمخشری نے کہ مراد ساتھ ظن کے خیال دل اور وسوسہ نفس کا ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں گمان کیا جاتا ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ وہ جائز رکھیں رسول پر کہ رسول کے دل میں یہ خیال گزرے کہ اللہ اپنے وعدہ کو خلاف کرے گا بلکہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ گمان کیا جاتا ہے یہ ہے کہ مراد اس کے ساتھ قول اپنے کے کانوا ابشرا الخ وہ شخص ہے جو ایمان لایا رسولوں کے تابعداروں سے نہ خود رسول اور یہ جو اس سے روایت کرنے والے راوی نے کہا ذهب به هناك یعنی طرف آسمان کی معنی اس کے یہ ہیں کہ پیغمبروں کے تابعداروں نے گمان کیا کہ جو وعدہ کیا تھا ان سے رسولوں نے فرشتے کی زبان پر وہ خلاف ہوا اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ واقع ہو یہ خیال بعض تابعداروں کے دل میں اور عجب ہے ابن انباری سے بیچ جزم کرنے اس کے کی ساتھ اس کے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح نہیں پھر زمخشری سے بیچ توقف کرنے اس کے کی صحت اس کی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ہو چکی ہے لیکن نہیں آئی ہے اس سے تصریح ساتھ اس کے کہ پیغمبروں نے گمان کیا تھا اور نہیں لازم آتا قرأت تخفیف کے سے بلکہ ضمیر ظنوا میں مرسل الیهم کی طرف عائد ہے اور کذبوا میں پیغمبروں کی طرف عائد ہے یعنی جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے انہوں نے گمان کیا کہ اللہ نے پیغمبروں سے جھوٹ کہا تھا یا سب ضمیریں واسطے پیغمبروں کے ہیں اور معنی یہ ہے کہ نا امید ہوئے رسول مدد سے اور ان کو وہم ہوا کہ ان کے نفس نے ان سے جھوٹ کہا تھا جب کہ بات کی تھی انہوں نے ان سے ساتھ قریب ہونے مدد کے یا سب ضمیریں واسطے مرسل الیهم کے ہیں یعنی نا امید ہوئے رسول ایمان ان لوگوں کے سے جن کی طرف بھیجے گئے اور مرسل الیهم نے گمان کیا کہ جھوٹ کہا تھا ان سے رسولوں نے بیچ تمام اس چیز کے کہ دعویٰ کیا اس کا پیغمبری سے اور وعدے نصرت کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری کرے اور وعدے عذاب کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری نہ کرے اور جب یہ سب محتمل ہے تو واجب ہے برأت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس بات کے جائز رکھنے سے رسولوں پر اور محمول کیا جائے گا انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اوپر ظاہر سیاق ان کی کے منقول عنہ کے مطلق

ہونے سے اور البتہ طبری نے روایت کی ہے کہ کسی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ نا امید ہوئے پیغمبر اپنی قوم سے یہ کہ ان کو سچا جانیں اور مرسل الیہم نے گمان کیا کہ رسولوں نے ان سے جھوٹ کہا تھا پس یہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اکابر اصحاب سے اس کی کلام کو خوب پہچاننے والا ہے اس نے آیت کو اخیر احتمال پر محمول کیا ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كُذِبُوا مُخَفَّفَةً قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ نَحْوَهُ.

عروہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ شاید کلمہ کذبوا کا تخفیف دال کے ساتھ ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کی۔

فائدہ: اور ظنوا میں ظن ساتھ معنی یقین کے ہے اور نقل کیا ہے اس کو نفطویہ نے اس جگہ اکثر اہل لغت سے اور کہا کہ یہ مثل قول اس کے کی ہے دوسری آیت میں ﴿وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه﴾ اور طبری نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں استعمال کرتے عرب ظن کو علم کی جگہ میں مگر اس چیز میں کہ ہو طریق اس کا بغیر مشاہدہ کے اور اسی طرح جو طریق مشاہدہ کا ہو تو نہیں۔ پس تحقیق نہیں کہا جاتا اظنی حیا بمعنی اعلمنی حیا یعنی میں اپنے آپ کو زندہ جانتا ہوں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

سورہ رعد کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ﴾ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا اٰخَرَ غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلٰى ظِلِّ خَيَالِهِ فِي الْمَآءِ مِنْ بَعِيْدٍ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَّتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿كباسط كفيه الى المآء ليبلغ فاه﴾ یعنی جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا نہیں قبول کرتے ان کی دعا کو کسی وجہ سے مگر جیسے کوئی پھیلا رہا ہے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آ پہنچے اس کے منہ تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مثل مشرک کی جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو پوجے مثل پیاسے کی ہے جو نظر کرے اپنے خیال کی طرف پانی میں دور سے اور وہ چاہتا ہے کہ پانی کو لے لے اور نہیں لے سکتا۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے پیاسا اپنا ہاتھ کنوئیں کی طرف پھیلائے تا کہ پانی اس کی طرف بلند ہو اور نہیں وہ بلند ہونے والا اس کی طرف اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو اللہ کے سوا اور معبود کو پکارے نہیں قبول کرتا وہ اس کی دعا کو کسی وجہ سے کبھی نفع یا ضرر سے یہاں تک کہ آئے اس کو موت مثل اس کی مثل اس شخص کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف پھیلائے تا کہ اس کے منہ تک آ پہنچے اور یہ پانی اس کے منہ کی طرف نہیں پہنچا

پس وہ مرتا ہے پیاس کی حالت میں۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَخَّرَ﴾ ذَلَّلَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ سخر کے معنی ہیں فرمانبردار کیا ان کو یعنی اس آیت میں ﴿وسخر الشمس والقمر﴾ یعنی فرمانبردار کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مدت معین تک۔

﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ مُتَدَانِيَاتٌ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿الْمَثُلَاتُ﴾ وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ وَقَالَ ﴿إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا﴾.

اور متجاورات کے معنی ہیں آپس میں قریب یعنی ملے ہوئے المثلات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد مثلہ ہے اور اس کے معنی ہیں اشباہ اور مثلین یعنی اس آیت میں ﴿وقد خلت من قبلهم المثلات﴾ یعنی ہو چکی ہیں ان سے پہلے کہاوتیں اور کہا مگر مثل دنوں ان لوگوں کی جو پہلے گزرے یعنی ان دونوں آیتوں کے ایک معنی ہیں۔

﴿بِمِقْدَارٍ﴾ بِقَدَرٍ.

یعنی آیت ﴿وکل شی عنده بمقدار﴾ میں بمقدار کے معنی ہیں ساتھ اندازے معین کے کہ نہ اس سے بڑھتا ہے اور نہ اس سے گھٹتا ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اللہ کے نزدیک تو احتمال ہے کہ مراد عندیت سے یہ ہو کہ خاص کیا ہے اللہ نے ہر شئ پیدا ہونے والی چیز کو ساتھ وقت معین کے اور حالت معین کے اپنی مشیت ازلی اور ارادے سرمدی سے اور حکمائے اسلام کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے چیزوں کو کلی طور پر اور امانت رکھا ہے ان میں قوی اور خواص کو اور حرکت دی ہے ان کو ساتھ اس طور کے کہ لازم آئے حرکتوں ان کی سے جو مقدر ہیں ساتھ اندازوں مخصوصہ کے احوال جزئی متعین اور مناسبات مخصوصہ مقدرہ اور داخل ہوتے ہیں اس آیت میں افعال بندوں کے اور احوال ان کے اور خیالات ان کے اور یہ بڑی دلیل ہے معتزلہ کے قول کے باطل ہونے پر۔ (ق)

يُقَالُ ﴿مُعَقِّبَاتٌ﴾ مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ تُعَقِّبُ الْأُوْلَى مِنْهَا الْأُخْرَى وَمِنْهُ قِيْلَ الْعَقِيْبُ أَيْ عَقَّبْتُ فِيْ إِثْرِهِ.

یعنی آیت ﴿له معقبات من بین یدیه﴾ میں معقبات سے مراد فرشتے ہیں نگہبانی کرنے والے ان میں دوسری جماعت پہلی کے پیچھے آتی ہے یعنی رات کے چوکیدار فرشتے دن کے چوکیدار فرشتوں کے پیچھے آتے ہیں اور دن کے چوکیدار رات کے چوکیدار ں کے پیچھے آتے

ہیں یعنی ایک دوسرے کے آگے پیچھے آتے جاتے ہیں اور اسی جگہ سے ہے عقیب یعنی جو شخص کہ پیچھے سے آئے کہا جاتا ہے کہ میں اس کے پیچھے آیا۔

فائدہ: اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿له معقبات من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ فرشتے ہیں جو نگاہ رکھتے ہیں اس کو اس کے آگے سے اور پیچھے سے اور جب اس کی تقدیر آتی ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اللہ کے حکم سے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کو جنوں سے بچاتے ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ فرشتوں کو موکل نہ چھوڑتا جو تم سے ایذا کو ہٹا دیں تمہارے کھانے میں اور پینے میں اور ستروں میں تو جن تم کو اچک لیتے اور روایت کی ہے طبری نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوکیدار فرشتوں کی تعداد پوچھی جو آدمی کے ساتھ موکل ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے ہیں رات میں اور دس دن میں ایک اس کے دائیں ہے اور ایک بائیں اور دو اس کے آگے پیچھے ہیں اور دو اس کے دونوں پہلو پر ہیں اور ایک اس کی پیشانی کو پکڑے ہے سو اگر تواضع کرے تو اس کو بلند کرتا ہے اور اگر تکبر کرے تو اس کو پست کرتا ہے اور دو اس کے دونوں لب پر ہیں نہیں نگاہ رکھتے اس پر مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور دسواں اس کو سانپ سے بچاتا ہے یہ کہ اس کے منہ داخل ہو یعنی جب کہ وہ سو جاتا ہے اور اس کی تاویل میں ایک اور قول بھی آیا ہے سو ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اللہ کے اس قول میں له معقبات کہا یہ بادشاہ ہے دنیا کے بادشاہوں سے کہ اس کے واسطے چوکیدار ہیں اور ان کے پیچھے اور چوکیدار ہیں یعنی اس کے واسطے چوکیداروں کی کئی جماعتیں ہیں آگے پیچھے۔

﴿الْمِحَالِ﴾ الْعُقُوبَةُ. یعنی آیت ﴿وهو شديد المحال﴾ میں محال کے معنی ہیں عذاب یعنی اللہ کی مار سخت ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت قوت والا اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت بدلہ لینے والا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی مکر ہیں اور بعض کہتے ہیں حیلہ۔ (فتح)

﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ﴾ لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ. یعنی معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ جو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تا کہ پانی کو پکڑے یہاں تک کہ اس کو اپنے منہ میں جگہ دے تو یہ اس کے واسطے تمام نہیں ہوتا اور نہیں جمع کرتے اس کو سر انگلیوں اس کے کی یعنی اس واسطے کہ جو پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے اس کے ہاتھ میں پانی

نہیں آتا جب تک کہ پانی کو خود ہاتھ سے نہ اٹھائے۔

﴿رَابِيًا﴾ مِنْ رَبَا يَرْبُو. اور آیت ﴿فاحتمل السيل زبدا رابيا﴾ میں رابیا ربا یربو سے ہے یعنی پھولا ہوا یعنی پس اوپر لایا پانی جاری جھاگ پھولا ہوا۔

﴿أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ﴾ اَلْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ. یعنی اس آیت میں متاع کے معنی ہیں وہ چیز کہ فائدے پائے تو اس کے ساتھ۔

﴿جُفَاءً﴾ يُقَالُ أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ إِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ فَكَذٰلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ. یعنی آیت ﴿فاما الزبد فيذهب جفاء﴾ میں جفاء کے معنی ہیں سوکھ کر کھا جاتا ہے اجفاءت القدور جب کہ جوش مارے ہانڈی سو اس کے اوپر جھاگ آئے پھر اس کا جوش مدہم ہو اور سوکھ جائے جھاگ بغیر منفعت کے پس اسی طرح جدا ہوا ہے حق باطل سے۔

﴿اَلْمِهَادُ﴾ اَلْفِرَاشُ. اور مہاد کے معنی ہیں بچھونا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وماواهم جهنم وبئس المهاد﴾ یعنی اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے اور بری جگہ ہے۔

﴿يَدْرَءُوْنَ﴾ يَدْفَعُوْنَ دَرَأْتُهُ عَنِّيْ دَفَعْتُهُ. یعنی یدرؤون کے معنی ہیں دور کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ويدرؤون بالحسنة السيئة﴾ یعنی برائی کے مقابل بھلائی کرتے ہیں۔

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾ أَيْ يَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ. یعنی سلام علیکم کے معنی ہیں کہ کہیں گے سلام علیکم

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿والملائكة يدخلون عليهم من كل باب سلام عليكم بما صبرتم﴾ یعنی اور فرشتے اندر آتے ہیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہتے ہیں سلامتی تم پر بسبب صبر کرنے تمہارے کے یعنی یقولون اس میں محذوف ہے واسطے دلالت کلام کے اور اولیٰ یہ ہے کہ محذوف حال ہے فاعل یدخلون سے اور قول اس کا بما صبرتم متعلق ہے ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے علیکم اور ما مصدریہ یعنی بہ سبب صبر تمہارے کے۔ (فتح)

﴿وَإِلَيْهِ مَتَابِ﴾ تَوْبَتِيْ. یعنی الیہ متاب کے معنی ہیں کہ اس کی طرف ہے میری توبہ یعنی میرا رجوع کرنا۔

أَفَلَمْ يَيْئَسْ أَفَلَمْ يَتَبَيَّنْ.

یعنی افلم ییئس کے معنی ہیں نہیں ظاہر ہوا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿افلم ییئس الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ لهدی الناس جمیعا﴾ یعنی کیا نہیں جانا ایمان والوں نے کہ اگر اللہ چاہے تو سب لوگوں کو ہدایت کرے۔

﴿قَارِعَةٌ﴾ دَاهِيَةٌ.

یعنی قارعة کے معنی ہیں آفت ہلاک کرنے والی۔

﴿فَأَمْلَيْتُ﴾ أَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمِلَاوَةِ وَمِنْهُ ﴿مَلِيًّا﴾ وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيلِ مِنَ الْأَرْضِ مَلًا مِنَ الْأَرْضِ.

یعنی املیت کے معنی ہیں دراز کی میں نے مہلت ماخوذ ہے ملی اور ملاوت سے یعنی دراز زمانہ اور اسی جگہ سے ہے ملیا کہ جبریل کی حدیث میں واقع ہے فلبثت ملیا یعنی میں بہت دیر ٹھہرا اور کہا جاتا ہے واسطے فراخ اور دراز زمین کے ملا من الارض یعنی بہت دراز زمین۔

﴿أَشَقُّ﴾ أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ.

یعنی آیت ﴿ولعذاب الآخرة اشق﴾ میں اشق اسم تفضیل ہے مشقت سے۔

﴿مُعَقِّبَ﴾ مُغَيِّرٌ.

یعنی آیت ﴿لا معقب لحکمه﴾ میں معقب کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بدلنے والا اس کے حکم کو اور نہیں کوئی رد کرنے والا اس کو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ طَيِّبُهَا وَخَبِيثُهَا السِّبَاخُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿وفی الارض قطع متجاورات﴾ کے متجاورات کے معنی ہیں عمدہ زمین اور شور زمین یعنی اور زمین میں قطعات ہیں مختلف بعض زمین عمدہ ہے اور بعض شور۔

﴿صِنْوَانٌ﴾ النَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِي أَصْلٍ وَاحِدٍ ﴿وَغَيْرُ صِنْوَانٍ﴾ وَحْدَهَا ﴿بِمَاءٍ وَاحِدٍ﴾ كَصَالِحِ بَنِي آدَمَ وَخَبِيثِهِمْ أَبُوهُمْ وَاحِدٌ.

یعنی آیت ﴿وجنات من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقیٰ بماء واحد﴾ میں صنوان کے معنی ہیں کہ ایک جڑ پر دو یا زیادہ کھجوریں ہوں یعنی جڑ ایک ہو اور اوپر سے کئی شاخیں ہوں اور غیر صنوان وہ ہے کہ ایک جڑ پر ایک شاخ ہو پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے مانند نیک آدمی اور بد آدمی کے کہ ان کا باپ ایک ہے یعنی آدم علیہ السلام۔

اَلسَّحَابُ الثِّقَالُ الَّذِیْ فِیْهِ الْمَآءُ. یعنی آیت ﴿وینشئ السحاب الثقال﴾ میں سحاب ثقال سے مراد وہ بدلیاں ہیں جن میں پانی ہو۔

﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَآءِ﴾ يَدْعُو الْمَآءَ بِلِسَانِهٖ وَيُشِيْرُ إِلَيْهِ بِيَدِهٖ فَلَا يَأْتِيْهِ أَبَدًا. یعنی کباسط کفیه سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی کو اپنی زبان سے بلاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے سو وہ اس کے پاس کبھی نہیں آتا۔

﴿فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا﴾ تَمْلَأُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ. یعنی بہے وادی اپنے اپنے اندازے سے یعنی خالی وادی کے اندر کو بھرتے ہیں یعنی وادی پانی سے پر ہو کر بہتی ہے

﴿زَبَدًا رَّابِيًا﴾ اَلزَّبَدُ زَبَدُ السَّيْلِ ﴿زَبَدٌ مِّثْلُهٗ﴾ خَبَثُ الْحَدِيْدِ وَالْحِلْيَةِ. اور زبدا رابیا میں زبد سے مراد میل ہے اور زبد مثله سے مراد میل لوہے اور زیور کا ہے۔

فائدہ: اور وجہ مماثلت کی بیچ قول اللہ تعالیٰ کے زبد مثلہ یہ ہے کہ ہر ایک دونوں جھاگ سے پیدا ہوتا ہے میل سے اور روایت ہے قتادہ سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے بقدرها کہا کہ چھوٹا اپنے قدر سے اور بڑا اپنے قدر سے اور بیچ قول اس کے رابیا یعنی اوپر آنے والی اور بیچ قول اس کے ابتغاء حلیة یعنی زیور سونے اور چاندی کے اور بیچ قول اس کے او متاع یعنی متاع لوہے اور پیتل کے جس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور جفاء وہ ہے جو متعلق ہو ساتھ درخت کے اور یہ تین مثالیں ہیں بیان کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک مثل میں اللہ کہتا ہے کہ جیسے یہ جھاگ مٹ کر بیکار ہو جاتی ہے کسی کام میں نہیں آتی اسی طرح مٹ جاتا باطل اپنے اہل سے اور جیسے کہ ٹھہرتا ہے یہ پانی زمین میں پس ابھرتی ہے زمین ساتھ اس کے اپنا سبزہ نکالتی ہے اسی طرح باقی رہتا ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور نظیر اس کی باقی رہنا خالص سونے کا ہے جب کہ داخل ہو آگ میں اور دور ہو میل اس کا اور باقی رہے خالص اس کا اسی طرح باقی ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور دور ہوتا ہے باطل۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ﴾ ﴿غِيْضَ﴾ نُقِصَ. باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور غیض کے معنی ہیں کم ہوا پانی یعنی آیت ﴿وغیض الماء﴾ میں۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ ہود میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے تفسیر قول اللہ کے تغیض الارحام اس واسطے کہ جب عورت کو حمل کی حالت میں حیض آئے تو بچے میں نقصان ہوتا ہے پس اگر نو مہینے سے زیادہ میں جنے تو بچے کا نقصان پورا ہو جاتا ہے اور حسن سے روایت ہے کہ غیض وہ ہے جو نو مہینے سے کم ہو اور زیادتی وہ ہے جو اس پر زیادہ ہو یعنی بچہ جننے میں۔ (فتح)

۴۲۲۸۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ.

۴۳۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا جو سکڑتے ہیں پیٹ سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا سوائے اللہ کے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ لقمان کی تفسیر میں آئے گی۔

سُوْرَةُ إِبْرَاهِيْمَ

سورہ ابراہیم کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَادٍ﴾ دَاعٍ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ہاد کے معنی ہیں بلانے والا

فائدہ: یہ کلمہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے سورہ رعد میں اس آیت میں ﴿انما انت منذر ولکل قوم هاد﴾ اور اختلاف کیا ہے اہل تاویل نے اس کی تفسیر میں ان کے اتفاق کے بعد کہ مراد ساتھ منذر کے محمد ﷺ ہیں سو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿ولکل قوم هاد﴾ یعنی بلانے والا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہادی اللہ ہے اور یہ معنی پہلے معنی کے موافق ہیں گویا اس نے لحاظ کیا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿واللہ یدعو الی دار السلام ویھدی من یشآء الی صراط مستقیم﴾ اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہادی کھینچنے والا ہے اور نیز مجاہد اور قتادہ سے روایت ہے کہ ہادی پیغمبر ہے اور یہ پہلے معنی سے خاص تر ہے اور ان اقوال کی بنا پر قوم عموم پر محمول ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ ہادی سے مراد محمد ﷺ ہیں اور یہ سب معنوں سے خاص تر ہے اور مراد ساتھ قوم کے آیت میں اس معنی کی بنا پر خصوص ہے یعنی یہ امت اور غریب ہے جو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿ولکل قوم هاد﴾ تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ میں منذر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ تو ہادی ہے تیرے سبب سے راہ پائیں گے راہ پانے والے میرے بعد سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو مراد ساتھ قوم کے اخص تر ہے پہلے معنی سے یعنی بنی ہاشم اور ابن ابی حاتم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ہادی کے ایک مرد ہے بنی ہاشم سے اس کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں اور شاید راوی نے اس کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کی سند میں شیعہ

راوی ہے اور اگر ثابت ہوتی تو اس کے راوی باہم مخالف نہ ہوتے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَّدَمٌ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿ویسقٰی من ماء صدید﴾ کے کہ صدید کے معنی ہیں پیپ اور لہو یعنی پلایا جائے گا اس کو پیپ اور لہو۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ أَيَادِيَ اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ اس آیت میں نعمت اللہ سے مراد اللہ کی نعمتیں اور اس کے دن ہیں۔

فائدہ: یعنی جن دنوں میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی قوم سے نجات دی، مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واذقال موسیٰ لقومه اذكروا نعمة الله عليكم اذ انجاكم من آل فرعون﴾ یعنی جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر جب کہ نجات دی تم کو فرعون کی قوم سے اور ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرف وحی بھیجی کہ یاد دلا ان کو اللہ کے دن۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ﴾ رَغِبْتُمْ إِلَيْهِ فِيْهِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿واتاكم من كل ما سألتموه﴾ کے یعنی دیا تم کو ہر چیز سے جو تم نے مانگی یعنی جس چیز سے تم کو رغبت ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا الیہ فیہ تو مقصود یہ ہے کہ رغبت کا صلہ الی اور فی دونوں آتے ہیں اور غرض اس تفسیر سے یہ ہے کہ اس آیت میں سوال ساتھ معنی رغبت کے ہے یعنی دی ہے تم کو وہ چیز جس سے تم کو رغبت ہے جو تم مانگتے ہو اور جو نہیں مانگتے اور کہا ضحاک نے کہ کلمہ ما واسطے نفی کے ہے اور کل ساتھ تنوین کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ دیا تم کو ہر نعمت سے جو تم نے نہیں مانگا اور کہا اس نے کہ اللہ تعالیٰ نے بیچ فرمایا کہ ہم کو وہ نعمتیں دیں جو ہم نے نہیں مانگیں اور جو ہمارے دل میں نہیں گزریں۔ (ت)

﴿يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا﴾ يَلْتَمِسُوْنَ لَهَا عِوَجًا.

یعنی ڈھونڈتے ہیں اس کے واسطے کجی یعنی شبہات سے ثابت کرتے ہیں کہ کج ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یبغون ساتھ معنی یلتمسون کے ہے۔

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ أَعْلَمَكُمْ اٰذَنَكُمْ.

یعنی تاذن کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ خبردار کیا یعنی جب خبردار کیا تیرے رب نے اور آذنکم کے بھی یہی معنی ہیں۔

فائدہ: تاذن تفعل ہے آذن سے اعلم اور یہ قول اکثر اہل لغت کا ہے کہ تاذن ایذان سے ہے اور وہ اعلام کرنا

ہے اور معنی تفعل کے یہ ہیں کہ عزم کیا عزم جازم اور اسی واسطے جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے قسم کا۔ (فتح)

﴿رَدُّوْا اَيْدِيَهُمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ﴾ هٰذَا مَثَلُ كَفُّوْا عَمَّا اُمِرُوْا بِهٖ.

یعنی قول اللہ کا ﴿ردوا ایدیھم فی افواھھم﴾ مثل ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ باز رہے اس چیز سے کہ حکم ہوا ان کو اس کا حق سے اور نہ ایمان لائے ساتھ اس کے کہا جاتا ہے رد یدہ فی فمه جب کہ باز رہے۔

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے ابو عبیدہ کی کلام کا پس کسی نے کہا کہ نہیں سنا گیا عرب سے رد یدہ فی فمه جب کہ چھوڑے اس چیز کو جس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہو اور عبد بن حمید نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور تائید کرتی ہے اس معنی کو دوسری آیت ﴿واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ﴾ یعنی جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور بعض کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ کافروں نے پیغمبروں کے ہاتھوں کو ان کے منہ میں پھیر دیا یعنی ان کی کلام کے قبول کرنے سے باز رہے یا مراد ساتھ ایدی کے نعمتیں ہیں یعنی انہوں نے اللہ کی نعمت کو پھیر دیا اور وہ ان کی نصیحتیں ہیں اوپر ان کے اس واسطے کہ جب انہوں نے ان کو جھٹلایا تو گویا کہ ان کو رد کر دیا جہاں سے آئیں۔ (فتح) اور یا یہ معنی ہیں کہ نہایت تعجب اور انکار سے انگلیاں دانتوں سے کاٹتے ہیں۔

﴿مَقَامِيْ﴾ حَيْثُ يُقِيْمُهُ اللّٰهُ بَيْنَ يَدَيْهِ.

یعنی آیت ﴿ذلك لمن خاف مقامی﴾ میں مقامی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اس کو اللہ اپنے سامنے حساب کے واسطے کھڑا کرے گا یعنی یہ وعدہ اس شخص کے واسطے ہے جو ڈرا کھڑے ہونے سے میرے سامنے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ قیام میرا اس پر ساتھ حفظ کے۔

﴿مِنْ وَّرَآئِهٖ﴾ قُدَّامَهُ جَهَنَّمُ.

یعنی آیت ﴿من ورائه جهنم﴾ میں ورائه کے معنی ہیں آگے اس کے یعنی اس کے آگے دوزخ ہے۔

﴿لَكُمْ تَبَعًا﴾ وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِّثْلُ غَيَبٍ وَّغَائِبٍ.

یعنی آیت ﴿انا کنا لکم تبعا﴾ میں تبعا جمع کا لفظ ہے اس کا واحد تابع ہے مثل غیب کی کہ اس کا واحد غائب ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کہیں گے ضعیف اپنے رئیسوں سے جن کے تابع ہوئے تھے کہ ہم تمہارے تابع

ہوئے تھے یعنی پیغمبروں کے جھٹلانے میں اور ان سے منہ پھیرنے میں۔

﴿بِمُصْرِخِكُمْ﴾ اِسْتَصْرَخَنِي اسْتَغَاثَنِي ﴿يَسْتَصْرِخُهُ﴾ مِنَ الصُّرَاخِ.

یعنی آیت ﴿ما انا بمصرخکم﴾ کے معنی ہیں نہیں میں تمہاری فریاد پر پہنچنے والا کہا جاتا ہے استصرخنی یعنی اس نے مجھ سے فریاد رسی طلب کی اور یستصرخ مشتق ہے صراخ سے ساتھ معنی فریاد کرنے کے۔

﴿وَلَا خِلَالَ﴾ مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالًا وَّيَجُوْزُ اَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَّخِلَالٍ.

یعنی آیت ﴿یوم لا بیع ولا خلال﴾ میں واقع ہے اس کا مصدر ہے خاللته خلالا یعنی اس دن کہ نہیں دوستی کسی دوست کی اور جائز ہے کہ خلال جمع خلہ کی ہو۔

فائدہ: طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ دنیا میں سودے اور دوستیاں ہیں کہ ان کے سبب سے دنیا میں محبت رکھتے ہیں سو جو اللہ سے محبت رکھے تو چاہیے کہ اس پر ہمیشہ قائم رہے نہیں تو وہ اس سے بند ہو جائے گی اور یہ موافق ہے اس شخص کے جو آیت میں خلال کو جمع خلة کی ٹھہراتا ہے۔ (فتح)

﴿اُجْتُثَّتْ﴾ اِسْتُؤْصِلَتْ.

یعنی آیت ﴿مثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض مالها من قرار﴾ میں اجتثت کے معنی ہیں اکھاڑ لیا گیا زمین کے اوپر سے۔

فائدہ: یعنی کاٹا گیا جسم اس کا کامل طور سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بیان کی ہے اللہ نے مثال درخت ناپاک کی ساتھ مثل کافر کے کہتا ہے کہ اس کا عمل نہ قبول ہوتا ہے اور نہ اوپر چڑھتا ہے سو نہ زمین میں اس کی جڑ قائم ہے اور نہ آسمان میں اس کی شاخ ہے اور ضحاک کے طریق سے روایت ہے کہ کہا بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مالها من قرار﴾ یعنی نہ اس کی جڑ ہے اور نہ شاخ اور نہ پھل اور نہ منفعت اسی طرح کافر نہ نیک کام کرتا ہے اور نہ نیک بات کہتا ہے اور نہ اللہ اس میں برکت کرتا ہے اور نہ کوئی منفعت۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کیا تو نے نہیں دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک بات ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنی آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔

۴۳۲۹۔ حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ

۴۳۲۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرُوْنِيْ بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا وَلَا وَلَا تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ يَا أَبَتَاهُ وَاللهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ قَالَ لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُوْنَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ لَأَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

کے پاس بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دو مجھ کو اس درخت سے جو مسلمان کی مثل ہے اس کے پتے نہیں جھڑتے اور نہیں اور نہیں اور نہیں (یعنی اس کی ہیں صفتیں اور ذکر کیں راوی نے ان کو بیان نہیں کیا اور اکتفا کیا ساتھ ذکر کرنے کلمے لا کے تین بار) لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے دل میں گزرا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کلام نہیں کرتے سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یعنی میں شرم سے نہ کہہ سکا سو جب حاضرین نے کچھ نہ کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پھر جب ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے باپ! قسم ہے اللہ کی البتہ میرے دل میں آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو اس نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا کلام کرنے سے؟ اس نے کہا کہ میں نے تم کو کلام کرتے نہ دیکھا سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یا کچھ چیز کہوں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ تیرا کہنا اس بات کو محبوب تر تھا نزدیک میرے ایسے ایسے سے یعنی سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور گزر چکا ہے وہاں بیان واضح ساتھ اس کے کہ مراد شجرہ سے اس آیت میں کھجور کا درخت ہے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے درخت جوز ہندی کا ہے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جوز ہندی کا درخت ہے کہ پھل سے بیکار نہیں ہوتا ہر مہینہ پھل لاتا ہے اور معنی قول اس کے ﴿طیبۃ﴾ یعنی لذیذ ہے یا خوبصورت ہے یا نفع دینے والا ہے اور قول اس کا ﴿اصلها ثابت﴾ یعنی منقطع نہیں ہوتا اور قول اس کا ﴿وفرعها في السماء﴾ یعنی وہ نہایت ہے کمال میں اس واسطے کہ جب بلند ہوا تو ہوگا دور زمین کی عفونتوں سے اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ درخت پاک کھجور کا درخت ہے اور درخت ناپاک اندرائن کا پھل ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں۔

۴۳۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾.

۴۳۳۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے سو یہی مطلب ہے اللہ کے قول کا جو قرآن میں ہے کہ ثابت رکھتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جنازے کے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ﴾ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ناشکری سے الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے مانند قول اس کے کی الم تر کیف الم تر الی الذین خرجوا یعنی جیسے الم ترکیف میں الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے اسی طرح اس آیت میں بھی الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے۔

اَلْبَوَارُ الْهَلَاكُ بَارَ يَبُوْرُ بَوْرًا ﴿قَوْمًا بُوْرًا﴾ هَالِكِيْنَ.

یعنی اور آیت ﴿واحلوا قومهم دار البوار﴾ میں بوار کے معنی ہلاک کے ہیں یعنی انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتارا اور ماضی اور مضارع اور مصدر اس اسم کے یہ ہیں بار یبور بورا اور قوما بورا کے معنی ہیں ہلاک ہونے والے۔

۴۳۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ قَالَ هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ.

۴۳۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کا احسان ناشکری سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ مکے کے کفار ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جنگ بدر کے بیان میں گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا پس کہا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو گروہ ہیں زیادہ فاجر یعنی مخزوم سے اور ابن امیہ سے میرے ماموں اور تیرے چچا سو میرے ماموں کو تو اللہ نے جنگ بدر کے دن جڑ سے اکھاڑا اور رہا تیرا چچا سو اس کو ایک وقت تک مہلت دی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد بعض ان کے ہیں نہ سب بنی امیہ اور نہ ہی مخزوم اس واسطے کہ بنی مخزوم جنگ بدر کے دن جڑ سے نہیں اکھاڑے گئے تھے بلکہ مراد بعض ان کے ہیں مانند ابو جہل کے بنی مخزوم سے اور ابو سفیان کے بنی امیہ سے۔ (فتح الباری)

سُوْرَةُ الْحِجْرِ — سورہ حجر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ﴾ اَلْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللّٰهِ وَعَلَيْهِ طَرِيْقُهُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر ﴿صراط علی مستقیم﴾ کے کہ حق پھرتا ہے اللہ کی طرف اور اس پر ہے اس کی راہ جو اس تک پہنچتی ہے یعنی حق کی راہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔

فائدہ: بیضاوی نے اس کی تفسیر میں کہا صراط علی یعنی حق ہے مجھ پر کہ میں اس کی رعایت کروں اور اخفش سے منقول ہے کہ ساتھ معنی دلالت کے ہے طرف صراط مستقیم کی اور بعض کہتے ہیں کہ علی ساتھ معنی الی کے ہے اور کسائی سے منقول ہے کہ یہ قول تہدید اور وعید ہے جیسا کہتے ہیں اس شخص کو جس سے دشمنی ہو کہ تیری راہ مجھ پر ہے۔ (ت)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَمْرُكَ﴾ لَعَيْشُكَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لعمرك کے معنی ہیں قسم ہے تیری زندگی کی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون﴾ یعنی قسم ہے تیری زندگی کی البتہ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں۔

﴿قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ أَنْكَرَهُمْ لُوْطٌ.

یعنی قوم منکرون کے معنی ہیں غیر معروف پایا ان کو لوط علیہ السلام نے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿قال انكم قوم منكرون﴾ یعنی کہا لوط علیہ السلام نے کہ تم لوگ غیر معروف ہو۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ﴾ أَجَلٌ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ کتاب سے مراد مدت ہے یعنی اس آیت میں ﴿وما اهلكنا من قرية الا ولها كتاب معلوم﴾ یعنی نہیں ہلاک کیا ہم نے کوئی گاؤں مگر کہ اس کے واسطے ایک مدت ہے معلوم یعنی

معین اور مقرر۔

﴿لَوْ مَا تَأْتِيْنَا﴾ هَلَّا تَأْتِيْنَا. یعنی ﴿لو ما تاتینا﴾ کے معنی ہیں کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو سچا ہے؟۔

شِيَعٌ أُمَمٌ وَالْأَوْلِيَاءُ أَيْضًا شِيَعٌ. یعنی آیت ﴿ولقد ارسلنا من قبلك في شيع الاولين﴾ میں شیع کے معنی امتیں ہیں یعنی البتہ بھیجے ہم نے پیغمبر تجھ سے پہلے اگلی امتوں میں اور مرد کے دوستوں کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ مُسْرِعِيْنَ. یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿یهرعون﴾ کے معنی ہیں جلدی کرتے دوڑتے۔

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں بلکہ سورت ہود میں ہے۔

﴿لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ لِلنَّاظِرِيْنَ. اور للمتوسمین کے معنی ہیں واسطے دیکھنے والوں کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ان في ذلك لآيات للمتوسمين﴾ یعنی البتہ اس قصے میں نشانیاں ہیں دیکھنے والوں کے لیے۔

﴿سُكِّرَتْ﴾ غُشِّيَتْ. کہا سکرت کے معنی ہیں ڈھانکی گئیں ہماری آنکھیں مثل مست کی۔

﴿بُرُوْجًا﴾ مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ. یعنی ٹھہرائے ہم نے آسمان میں برج منزلیں واسطے سورج اور چاند کے۔

﴿لَوَاقِحَ﴾ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً. یعنی آیت ﴿وارسلنا الرياح لواقح﴾ میں لواقح ساتھ معنی لاقحہ جمع ہے ملقحہ کی۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ تفسیر لواقح کی ساتھ ملاقح کے نادر ہے یعنی کم ہے لواقح جمع لاقحہ ساتھ معنی عورت حاملہ کے ہے اور اس ہوا کو کہ بادل پانی سے بھرا ہوا اس کے ساتھ بے تشبیہ دی ہے ساتھ مادے باردار کے جیسے کہ مقابل اس کے کو کہ مینہ نہیں لاتی عقیم کہتے ہیں اور ملقح وہ ہوا ہے کہ دوسری کو حاملہ کرے کہتے ہیں القح الفحل الناقة یعنی گابھن کیا نر نے اونٹنی کو کذا قال العینی اور قسطلانی سے معلوم ہوتا ہے کہ لواقح جمع لاقحہ کی ہے کہ اصل میں ملاقح تھا میم کو تخفیف کے واسطے حذف کر دیا پس یہ تفسیر باعتبار اصل لفظ کے ہے از قبیل اطلاق عصیر کے خمر پر اور ہو سکتا ہے کہ نادر ہونا اس کا ان معانی کو ہو کہ وہ عام نہیں نہ ان معنی سے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں۔ (ت)

﴿حَمَإٍ﴾ جَمَاعَةُ حَمَأَةٍ وَّهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ وَالْمَسْنُوْنُ الْمَصْبُوْبُ.

یعنی آیت ﴿ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمإ مسنون﴾ میں حما جمع ہے اس کا واحد حماۃ ہے اور وہ گارا ہے سیاہ اور مسنون کے معنی ہیں ڈالا گیا قالب میں تا کہ خشک ہو۔

فائدہ: گویا کہ ڈالا گارے سیاہ کو سو اس میں آدم خالی پیٹ کی صورت بنایا پھر خشک ہوا یہاں تک کہ کھنکنایا پھر اس کے بعد اس کو کئی صورتوں پر بدلا یہاں تک کہ اس کو برابر کیا اور اس میں روح پھونکی۔ (ق)

﴿تَوْجَلْ﴾ تَخَفْ.

یعنی ﴿لا توجل﴾ کے معنی ہیں نہ ڈر۔

﴿دَابِرَ﴾ اٰخِرَ.

یعنی دابر کے معنی ہیں آخر یعنی اس آیت میں ﴿ان دابر هؤلاء مقطوع مصبحين﴾ اور معنی یہ ہیں کہ ان کے آخر کی جڑ کاٹی جاتی ہے صبح ہوتے ہی یعنی اس طور سے کہ کوئی ان میں سے باقی نہ رہے۔

﴿لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ اَلْاِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهٖ.

یعنی امام ہر وہ ہے کہ تو اس کی پیروی کرے اور اس کے ساتھ راہ پائے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لبامام مبین﴾ یعنی البتہ وہ امام ہیں ظاہر۔

﴿اَلصَّيْحَةُ﴾ اَلْهَلَكَةُ.

اور صیحۃ کے معنی ہیں ہلاک یعنی اس آیت میں ﴿فاخذتهم الصيحة مشرقين﴾ یعنی پکڑا ان کو ہلاک نے سورج نکلتے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور نگاہ رکھا ہم نے برجوں کو ہر شیطان مردود سے مگر جو چوری سے سن گیا سو اس کے پیچھے پڑا انگارا چمکتا۔

۴۳۳۲ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ

۴۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں اس حال میں کہ عاجزی کرنے والے ہیں واسطے حکم اللہ کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو اور آواز مسموع مانند

كَالسِّلْسِلَةِ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا﴾ لِلَّذِيْ قَالَ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ اٰخَرَ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهٖ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَّرْمِيَ بِهَا إِلٰى صَاحِبِهٖ فَيُحْرِقَهُ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتّٰى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِيْ يَلِيْهِ إِلَى الَّذِيْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتّٰى يُلْقُوْهَا إِلَى الْأَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقٰى عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُصَدَّقُ فَيَقُوْلُوْنَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُوْنُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِيْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ.

آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی نے اور سفیان کے غیر نے کہا صفوان یعنی ساتھ زبر ف کے ، اللہ وہ آواز سب فرشتوں کو سناتا ہے سو جب ان کے دل سے ڈر دور ہوتا ہے تو کہتے ہیں یعنی مقرب فرشتوں سے مانند جبریل اور میکائیل کی کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ اوپر والے کہتے ہیں حق کہا یعنی کہا قول حق اور وہ ہے سب سے اوپر بڑا سو سنتے ہیں اس کو چوری سننے والے اور چوری سننے والے اس طرح ہیں ایک پر ایک اور بیان کیا سفیان نے اس کو اپنے ہاتھ سے اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کیں بعض کو بعض پر کھڑا کیا سو اکثر اوقات انگارہ چوری سننے والے کو پاتا ہے پہلے اس سے کہ اس کو اپنے ساتھی کی طرف ڈالے سو اس کو جلا ڈالتا ہے اور کبھی اس کو نہیں پاتا یہاں تک کہ اس کو اپنے پاس والے کی طرف ڈالے یعنی اس کی طرف جو اس سے نیچے ہے یہاں تک کہ اس کو زمین کی طرف ڈالتے ہیں اور کبھی سفیان نے کہا یہاں تک کہ زمین کی طرف پہنچے سو وہ قول کاہن کے منہ میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کیا اس نے فلاں فلاں دن خبر نہ دی تھی کہ ایسا ایسا ہوگا؟ سو ہم نے اس کو حق پایا واسطے اس کلمہ کے کہ آسمان سے سنا گیا یعنی بسبب سچ ہونے ایک بات کے جو آسمان سے سنی گئی اس کی سب جھوٹی باتوں کو سچ جانتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا یبلغ به النبی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو حضرت ﷺ تک پہنچاتے تھے تو اس کے بدلے سمعت نہیں کہا واسطے احتمال واسطہ کے یا تحمل کی کیفیت اس کو یاد نہ رہی ہو اور یہ جو فرشتوں نے کہا کہ اللہ نے حق کہا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ مقرب فرشتوں نے تعبیر کیا ہے اللہ کے قول سے اور قضا اور تقدیر سے ساتھ حق کے اور حق منصوب ہے اس بنا پر کہ وہ صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی **القول الحق** اور ہو سکتا ہے کہ مرفوع ہو یعنی **قال المجیبون قوله الحق** یعنی کہا جواب دینے والوں نے کہ اس کا قول حق ہے اسی طرح تقریر کی ہے زمخشری نے سورہ سبا کی اس آیت

میں ﴿ما انزل ربکم قالوا الحق﴾ ساتھ رفع کے اور اللہ کا یہ قول احتمال ہے کہ کلمہ کن کا ہو مقابل باطل کے اور جائز ہے کہ مراد وہ قول ہو کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے یعنی اللہ نے وہ بات فرمائی کہ لوح محفوظ میں مقرر اور ثابت ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو جلا ڈالتا ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ اس جلنے سے مرجاتا ہے یا زخمی ہو جاتا ہے حسن بصری وغیرہ کا یہ قول ہے کہ مرجاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ زخمی ہو جاتا ہے۔ (تیسیر القاری)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا قَضَى اللهُ الْأَمْرَ وَزَادَ وَالْكَاهِنِ و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا قَضَى اللهُ الْأَمْرَ وَقَالَ عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَنْتَ سَمِعْتَ عَمْرًا قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوٰى عَنْكَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِيْ سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.

یہ وہی پہلی حدیث ہے جو ابھی گزری اور سند بھی وہی ہے لیکن پہلی سند معنعن تھی اب اس سند سے یہ مقصود ہے کہ سماع سب راویوں کا ایک دوسرے سے ثابت ہے اور ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو نے عکرمہ سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ حکم کرتا ہے اور زیادہ کیا لفظ والکاہن کا کہا علی بن عبداللہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے سو اس نے کہا کہ کہا عمرو نے میں نے سنا عکرمہ سے کہا حدیث بیان کیہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ حکم کرتا ہے اور کہا کہ کاہن کے منہ پر یعنی کبھی کاہن کا لفظ زیادہ نہیں کیا، علی بن عبداللہ کہتا ہے میں نے سفیان سے کہا عمرو نے سنا میں نے عکرمہ سے اس نے کہا سنا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور مرفوع کرتا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرغ پڑھا ہے یعنی ساتھ پیش ف کے اور تشدید اور زیر ر کے اور عین مہملہ کے کہا سفیان نے کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں نہیں جانتا کہ اسی طرح اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا نہیں کہا سفیان نے اور یہی ہے قرأت ہماری۔

فائدہ: کہا سفیان نے یہی ہے قرأت ہماری کہ میں نے اپنے استاد عمرو سے سنی ہے لیکن مجھ کو تردد ہے بیچ سماع عمرو کے عکرمہ سے ہو سکتا ہے کہ اس کو عکرمہ سے پہنچی ہو کہا کرمانی نے کس طرح جائز ہے قرأت جب کہ مسموع نہ ہو اور جواب یہ ہے کہ شاید مذہب اس کا جواز قرأت ہو بغیر سماع کے جب کہ معنی صحیح ہوں اور کہا اس نے کہ تائید کرتا ہے جو

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد سے سنا کہ طعام الاثیم پڑھتا تھا تو انہوں نے کہا کہ کہہ طعام الفاجر اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ بدلنا ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ سے جائز ہے جب کہ اس کے معنی ادا ہوں پوشیدہ نہ رہے کہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرادف یعنی ہم معنی لفظ سے بدلنا درست ہے جیسا کہ لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے سمجھا ہے کہ قرآن معنی کا نام ہے اور اگر کلمہ کو ہم معنی لفظ کے ساتھ بدلیں تو کچھ ڈر نہیں اور نماز فاسد نہیں ہوتی اور متن کی عبارت سے جواب عام تر معلوم ہوتا ہے کہ فاسد نہیں ہوتی خواہ کلمہ ہم معنی ہو یا نہ ہو۔ (ت)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ البتہ حجر والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

٤٣٣٣ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

۴۳۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے جو ملک حجر یعنی قوم ثمود کے ملک میں گزرے تھے فرمایا کہ نہ جاؤ ان لوگوں کے مکانوں میں مگر وہاں خوف سے روتے ہوئے جاؤ تو مضائقہ نہیں اور اگر تم کو رونا میسر نہ ہو تو ان کے پاس مت جاؤ کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا ان پر پڑا۔

فائدہ: یعنی تم بھی زمین میں دھنسائے جاؤ جیسے وہ دھنسائے گئے اور یہ نماز کے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ ہم نے دیں تجھ کو سات آیتیں اس چیز سے کہ نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن بڑے درجے کا۔

٤٣٣٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّيْ فَدَعَانِيْ فَلَمْ

۴۳۳۴۔ حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا تو میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا آنے

اٰتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِيَ فَقُلْتُ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَقَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهٗ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ.

ہے؟ میں نے کہا میں نماز پڑھتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کہ کیا نہ سکھلاؤں میں تجھ کو ایک سورت جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ اور افضل ہے پہلے اس سے کہ مسجد سے نکلوں سو حضرت ﷺ مسجد سے نکلنے لگے سو میں نے آپ کو یاد دلایا فرمایا کہ ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ ہے یعنی سورہ فاتحہ ہے اور اسی کا نام ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم جو مجھ کو ملی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۴۳۳۵ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ.

۴۳۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ وہی ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم۔

فائدہ: اور ترمذی کی روایت میں اس وجہ سے ہے کہ الحمد للہ ام القرآن اور ام الکتاب اور سبع مثانی ہے اور البتہ گزر چکی ہے یہ حدیث فاتحہ کی تفسیر میں تمام تر اس سے اور طبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے راوی کہتا ہے سو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر فاتحہ کے سوا مجھ کو اور کچھ یاد نہ ہو تو کیا کروں؟ کہا وہ تجھ کو کفایت کرتی ہے اس کا نام ام الکتاب اور ام القرآن اور سبع مثانی ہے کہا خطابی نے کہ اس میں رد ہے ابن سیرین پر اس واسطے کہ اس نے کہا کہ سورہ فاتحہ کو ام القرآن نہیں کہا جاتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو تو فاتحہ الکتاب کہا جاتا ہے اور ابن سیرین کہتا ہے کہ ام القرآن تو لوح محفوظ ہے کہا خطابی نے اور ماں چیز کی اس کا اصل ہے اور نام رکھا گیا فاتحہ کا ام القرآن اس واسطے کہ وہ قرآن کی اصل ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ پہلے ہے گویا کہ وہ اس کی ماں ہے اور یہ جو کہا کہ السبع المثانی والقرآن العظیم تو والقرآن العظیم معطوف ہے اس کے قول ام القرآن پر اور وہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف

ہے اور یا وہ خبر ہے مبتدا محذوف کی تقدیر اس کی یہ ہے والقرآن العظیم ما عداھا یعنی قرآن عظیم ماسوائے اس کے ہے اور نہیں ہے وہ معطوف اس کے قول السبع المثانی پر اس واسطے کہ فاتحہ نہیں ہے وہ قرآن عظیم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے اطلاق قرآن کا اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ قرآن سے ہے لیکن نہیں ہے کل قرآن اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ تفسیر اپنی کے مثل اس کی لیکن ساتھ لفظ والقرآن العظیم الذی اعطیتموہ کے یعنی قرآن عظیم وہ ہے جو تم کو ملا پس ہوگی یہ خبر اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم ساتویں آیت ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے ایک جماعت تابعین سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور روایت کی ہے طریق سے ابو جعفر رازی کے اس نے روایت کی ہے ربیع بن انس سے اس نے ابو العالیہ سے کہا کہ سب مثانی سورہ فاتحہ ہے میں نے ربیع سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں سبع مثانی سبع طوال ہیں یعنی سات سورتیں دراز اس نے کہا البتہ اتاری گئی یہ آیت ﴿ولقد آتیناك سبعا من المثانی والقرآن العظیم﴾ اور حالانکہ اس وقت طوال سے کچھ چیز نہ اتری تھی اور یہ قول اور ہے مشہور سبع طوال میں البتہ مسند کیا ہے اس کو طبری اور حاکم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند قوی کے اور لفظ طبری کا یہ ہے کہ وہ سورہ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ اور انعام اور اعراف ہے اور ابن ابی حاتم کی ایک صحیح روایت میں مجاہد اور سعید بن جبیر سے ہے کہ ساتویں یونس ہے اور روایت کی طبری نے زیاد بن ابی مریم سے اس آیت کی تفسیر میں کہا حکم کر اور منع کر اور خوشخبری سنا اور ڈرا اور مثالیں بیان کر اور نعمتیں اور خبریں گن اور ترجیح دی ہے طبری نے پہلے قول کو واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے حضرت ﷺ سے پھر بیان کی اس نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ قصے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کما تقدم فی تفسیر الفاتحۃ۔ (فتح) اور یہی قول ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ اور ربیع رحمہ اللہ اور کلبی رحمہ اللہ کا کہ مراد سبع مثانی سے سورہ فاتحہ ہے اور یہ سورہ کہ سات آیتیں ہیں اس کو مثانی ثنی سے کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل آسمان اس کے ساتھ دعا کرتے ہیں جیسے اہل زمین اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ سات کلمے اس میں دو ہرے دوہرے ہیں اور وہ اللہ اور رحمٰن اور رحیم اور ایاک اور صراط اور علیھم اور غیر ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے کہ انہوں نے اس کو غیر الضالین پڑھا ہے اور حسن بن فضل کہتا ہے کہ اس کو ثنی اس واسطے کہتے ہیں کہ دو بار نازل ہوئی کہ ہر بار ستر ہزار فرشتہ اس کے ساتھ تھا ایک بار مکے میں اور دوسری بار مدینے میں اور نیز یہ سورت لفظ الحمد کے ساتھ مشروع ہوتی ہے اور الحمد پہلا کلمہ ہے کہ اس کے ساتھ آدم علیہ السلام نے کلام کیا جب کہ چھینکے اور ان کی اولاد کا اخیر کلام ہے بہشت میں جیسا کہ اشارہ کیا ہے اللہ نے اس کی طرف ساتھ اس آیت کے ﴿وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین﴾ اور نیز کسی نماز میں دو بار سے کم نہیں پڑھی جاتی اور نیز ثنی ساتھ معنی ثناء کے ہے اور

یہ سورہ مشتمل ہے اوپر اللہ تعالیٰ کی ثناء کے۔ (عینی)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾. باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جنہوں نے کیا ہے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ عضین جمع عضو کی ہے روایت کی ہے طبری نے ضحاک سے کہا اس نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿جعلوا القرآن عضین﴾ یعنی کیا انہوں نے اس کو بوٹیاں بوٹیاں مثل بوٹیوں اونٹ کی اور اسی طرح روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عطاء کے طریق سے مثل قول ضحاک کے اور اس کا لفظ یہ ہے عضوا القرآن اعضاء یعنی کیا انہوں نے قرآن کو بوٹیاں بوٹیاں سو بعض نے کہا کہ وہ جادوگر ہے اور دوسرے نے کہا کہ مجنون ہے اور تیسرے نے کہا کہ کاہن ہے سو یہی مراد ہے عضین سے اور نیز روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مثل اس کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اس نے کہ یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں اور سدی کے طریق سے کہا کہ بانٹا انہوں نے قرآن کو اور ٹھٹھا کیا ساتھ اس کے سو کہا کہ ذکر کیا ہے محمد ﷺ نے مچھر کو اور مکھی کو اور چیونٹی کو اور مکڑی کو سو بعض نے کہا کہ میں ہوں مچھر والا یعنی یہ سورہ میری ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں ہوں چیونٹی والا اور تیسرے نے کہا کہ میں ہوں مکڑی والا اور ٹھٹھا کرنے والے پانچ آدمی تھے اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبدالمطلب اور عاصی بن وائل اور حارث بن قیس اور ولید بن مغیرہ اور نیز روایت کی ہے اس نے طریق سے ربیع بن انس کے مثل اس کی اور بیان کی ہے اس نے کیفیت ہلاک ہونے ان کے کی ایک رات میں۔ (فتح) اور مجاہد سے روایت ہے کہ یہود نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا بعض کے ساتھ ایمان لاتے تھے اور بعض سے انکار کرتے تھے یعنی حضرت ﷺ کی صفت سے جو پہلی کتابوں میں درج تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کافروں نے قرآن کو تقسیم کیا تھا بعض کہتے تھے کہ جادو ہے اور بعض کہتے تھے شعر ہے اور بعض کہتے تھے اساطیر الاولین اور بعض کہتے کہ افسانہ ہے سو اللہ نے ان سب کو طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کیا اور عکرمہ سے روایت ہے کہ عضہ قریش کی زبان میں جادو کو کہتے ہیں اور یہ آیت پوری اس طور سے ہے ﴿وقل انی انا النذیر المبین کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین﴾ یعنی کہہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر ہم عذاب اتاریں گے جیسا عذاب اتارا ہم نے تقسیم کرنے والوں پر جنہوں نے ٹکڑے کیا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے مقتسمین کو قسم سے ساتھ معنی حلف کے لیے ہے۔ (ت)

﴿الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ اَلَّذِيْنَ حَلَفُوْا وَمِنْهُ ﴿لَآ اُقْسِمُ﴾ اَیْ اُقْسِمُ وَتُقْرَاُ لَاُقْسِمُ ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهٗ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقَاسَمُوْا﴾ تَحَالَفُوْا.

یعنی مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قسم کھائی تھی اور انہیں معنی سے ماخوذ ہے لا اقسم ساتھ معنی اقسم کے یعنی لا زائدہ ہے یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور پڑھا جاتا ہے لاقسم یعنی بعض کہتے ہیں کہ

کلمہ لا نافیہ نہیں بلکہ یہ لام تاکید کے واسطے ہے بغیر مد کے اور معنی قاسمهما کے ہیں قسم کھائی شیطان نے واسطے ان دونوں کے یعنی آدم اور حوا کے اور نہ قسم کھائی انہوں نے واسطے اس کے یعنی باب مفاعلہ اس جگہ اپنے اصل پر نہیں بلکہ ساتھ معنی اصل فعل کے ہے بغیر مشارکت کے یعنی اس آیت میں ﴿وقاسمهما انی لكما لمن الناصحين﴾ یعنی شیطان نے ان کے واسطے قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور کہا مجاہد نے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿تقاسموا بالله لنبيتنه﴾ کہ قسم کھائی کفار قریش نے اللہ کی کہ ہم اس پر شب خون کریں گے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ان دونوں لفظوں کی تفسیر کرنے سے یہ ہے کہ مقتسمین قسم سے مشتق ہے نہ تقسیم سے، میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ٹھہرایا ہے اس کو بخاری نے قسم سے ساتھ معنی حلف کے اور مشہور یہ ہے کہ وہ مشتق ہے تقسیم سے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے طبری وغیرہ نے اور سیاق کلام کا دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿الذين جعلوا﴾ صفت ہے مقتسمین کی اور البتہ ذکر کیا ہے ہم نے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے جس کی کلام کو اکثر بخاری نقل کرتا ہے کہ مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ تفسیر لفظ عضين کے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو تقسیم اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اور لیکن قول اس کا ومنه لا اقسم پس نہیں ہے اس طرح یعنی نہیں وہ اقسام سے بلکہ وہ ماخوذ ہے قسم سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ بخاری نے اس چیز کی بنا پر کہ اس نے اس کو اختیار کیا کہ مقتسمین قسم سے ہے اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ قول اس کے ﴿لا اقسم بيوم القيامة﴾ کے کہ معنی اس کے یہ ہیں اقسم بيوم القيامة یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور اختلاف ہے بیچ لفظ لا کے سو بعض کہتے ہیں زائدہ ہے اور اسی طرف اشارہ کرتا ہے کلام ابو عبیدہ کا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس طور کے کہ نہیں زیادہ ہوتا ہے وہ مگر درمیان کلام کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ کل قرآن ایک کلام کی مانند ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جواب ہے چیز محذوف کا اور بعض کہتے ہیں کہ نفی بحال خود قائم ہے اور معنی یہ ہیں کہ نہیں قسم کھاتا میں ساتھ فلاں چیز کے بلکہ ساتھ فلاں کے اور اسی طرح قرأت لا اقسم کی بغیر الف کے پس یہ قرأت ابن کثیر کی ہے اور اختلاف ہے بیچ لام کے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ لام قسم کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لام تاکید کا ہے اور اتفاق ہے اوپر ثابت رکھنے الف کے بیچ اس

کلمہ کے کہ اس کے بعد ہے ولا اقسم بالنفس اور اتفاق ہے اوپر ثابت رکھنے اس کے بیچ ﴿لا اقسم بھذا البلد﴾ کے واسطے رسم خط کے بیچ اس کے اور اسی طرح قول مجاہد کا تقاسموا تحالفوا پس وہ اسی طرح ہے اور روایت کی ہے فریابی نے مجاہد سے بیچ قول اللہ کے ﴿تقاسموا باللہ﴾ کہا قسم کھائی انہوں نے حضرت ﷺ کے ہلاک کرنے پر سو نہ پہنچ سکے طرف حضرت ﷺ کی یہاں تک کہ سب کے سب ہلاک ہوئے اور یہ بھی مقتسمین میں داخل نہیں مگر زید بن اسلم کی رائے پر اس واسطے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ مقتسمین کے قوم صالح علیہ السلام کی ہے جنہوں نے اس کے ہلاک پر باہم قسم کھائی تھی سو شاید بخاری نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ (فتح)

٤٣٣٦ ـ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُوْهُ أَجْزَاءً فَآمَنُوْا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهِ.

۴۳۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت میں ﴿الذین جعلوا القرآن عضین﴾ کہا اس نے کہ وہ اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سو بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کافر ہوئے۔

فائدہ: مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود اور نصاریٰ ہیں جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر کی ہے۔

٤٣٣٧ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿كَمَآ أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ قَالَ آمَنُوْا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوْا بِبَعْضٍ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى.

۴۳۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿کما انزلنا علی المقتسمین﴾ کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض سے انکار کیا یعنی یہود اور نصاریٰ نے۔

فائدہ: ظاہر ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتسمین تقسیم سے ہے نہ قسم سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ قَالَ سَالِمٌ الْيَقِيْنُ الْمَوْتُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ آئے تجھ کو یقین کہا سالم نے کہ یقین سے مراد موت ہے یعنی عبادت کر اپنے رب کی مرنے تک۔

فائدہ: اور شہادت لی ہے طبری نے واسطے اس کے ساتھ حدیث ام العلاء کے بیچ قصے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اما ھو فقد جاءہ الیقین وانی لارجوا لہ الخیر یعنی اس کو تو موت آئی یعنی مر گیا اور البتہ میں اس کے واسطے امید رکھتا ہوں بھلائی کی اور یہ حدیث مع شرح اپنی کے جنازے میں گزر چکی ہے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین

نے بخاری پر اس واسطے کہ اس نے اس حدیث کو اس جگہ نہیں نکالا اور حالانکہ اس کا ذکر کرنا اس سے لائق تر تھا میں کہتا ہوں کہ یہ بخاری پر لازم نہیں آتا اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ بہتر اس چیز کا کہ اس کے ساتھ لوگ گزران کریں وہ مرد ہے کہ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہے الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے حتی یاتیہ الیقین یعنی یہاں تک کہ اس کو موت آئے نہیں وہ لوگوں سے مگر نیکی میں پس یہ شاہد جید ہے واسطے قول سالم کے اور اس سے ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وکنا نکذب بیوم الدین حتی اتانا الیقین﴾ اور اطلاق یقین کا موت پر مجازی ہے اس واسطے کہ موت میں شک نہیں کیا جاتا۔ (فتح)

سُوْرَۃُ النَّحْلِ

سورہ نحل کی تفسیر کا بیان

﴿رُوْحُ الْقُدُسِ﴾ جِبْرِیْلُ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ﴾.

یعنی مراد روح القدس سے جبرئیل علیہ السلام ہے اترا ساتھ قرآن کے روح الامین یعنی جبرئیل علیہ السلام۔

فائدہ: بہر حال قول اس کا روح القدس جبرئیل سو روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور لیکن قول اس کا ﴿نزل به الروح الامین﴾ تو ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے واسطے شہادت لینے کے اس تاویل کے صحیح ہونے پر اس واسطے کہ روح الامین سے مراد اس آیت میں بالاتفاق جبرئیل علیہ السلام ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے اس چیز کی جو ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ روح القدس اس چیز کا نام ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

﴿فِیْ ضَیْقٍ﴾ یُقَالُ اَمْرٌ ضَیْقٌ وَّضَیِّقٌ مِثْلُ هَیْنٍ وَّهَیِّنٍ وَّلَیْنٍ وَّلَیِّنٍ وَّمَیْتٍ وَّمَیِّتٍ.

یعنی لفظ ضیق کہ آیت ﴿ولا تك فی ضیق مما یمکرون﴾ میں واقع ہے اس کو دو طرح سے پڑھنا جائز ہے ساتھ تشدید ی اور زیر اس کی کے اور دوسری ساتھ جزم ی کے مثل ان تین لفظ کی کہ ان میں دونوں لغت روا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فِیْ تَقَلُّبِهِمْ﴾ اِخْتِلَافِهِمْ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿فی تقلبهم﴾ کے معنی ہیں بیچ اختلاف ان کے کی۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿او یاخذهم فی تقلبهم﴾ یعنی یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے اور آتے جاتے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مراد تقلبهم سے سفر ان کے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِیْدُ تَکَفَّأُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم﴾ کے کہ تمید کے معنی ہیں الٹ پلٹ کرے یعنی ڈالے زمین میں بوجھ

واسطے بچاؤ کے اس سے کہ تم کو الٹ پلٹ کر دے۔

فائدہ: اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو جنبش کرنے لگی تو اللہ نے ان میں پہاڑوں کے بوجھ ڈالے۔

﴿مُفْرَطُوْنَ﴾ مَنْسِيُّوْنَ. یعنی مفرطون کے معنی ہیں بھلائے گئے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لا جرم ان لهم النار وانهم مفرطون﴾ یعنی اس میں شبہ نہیں کہ ان کے لیے آگ ہے اور وہ بھلائے جائیں گے، اور روایت کی ہے طبری نے سعید بن جبیر سے کہ مفرطون کے معنی ہیں چھوڑے گئے آگ میں بھلائے گئے بیچ اس کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ آگے بھیجے گئے ہیں دوزخ میں اور اسی سے ماخوذ ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میں ہوں ہراول اور پیشوا تمہارا حوض پر اور یہ جمہور کی قرأت کی بنا پر ہے ساتھ تخفیف را کے اور زبر اس کی کے اور پڑھا ہے اس کو نافع نے ساتھ زیر اس کی کے اور وہ افراط سے ہے اور پڑھا ہے اس کو جعفر بن قعقاع نے ساتھ زبر ف کے اور تشدید را مکسورہ کے یعنی قصور کرنے والے بیچ ادا کرنے واجب کے مبالغہ کرنے والے ہیں بیچ برائی کے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ هٰذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ وَذٰلِكَ أَنَّ الْإِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْإِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ.

یعنی اور کہا مجاہد کے غیر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فاذا قرات القرآن فاستعذ باللہ﴾ کہ اس کلام میں تقدیم اور تاخیر ہے باعتبار ظاہر کے اور اصل یوں ہے کہ جب تو اللہ سے پناہ مانگے تو قرآن کو پڑھ اور یہ اس واسطے کہ پناہ مانگنا قرأت سے پہلے ہے پہلے اللہ سے پناہ مانگے پھر قرآن پڑھے اور استعاذہ کے معنی ہیں اللہ کو مضبوط پکڑنا۔

فائدہ: بعض نے اس کی یوں تقریر کی ہے کہ حرف اذا کا صلہ ہے درمیان دونوں کلام کے اور تقدیر یہ ہے کہ جب تو قرأت میں شروع ہو تو پناہ مانگ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے اصل پر ہے لیکن اس میں اضمار ہے یعنی جب تو قرآن کو پڑھنے کا ارادہ کرے اس واسطے کہ فعل پایا جاتا ہے نزدیک قصد کے بغیر فاصل کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر آیت کے ابن سیرین نے اور منقول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ مذہب حمزہ زیات کا ہے کہ وہ قرأت کے بعد پناہ مانگتے تھے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے داؤد ظاہری۔ (فتح)

﴿شَاكِلَتِهِ﴾ نَاحِيَتِهِ. یعنی شاکلته کے معنی ہیں اپنے طریقے پر۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ بنی اسرائیل میں ہے اس کی شرح وہاں آئے گی۔

﴿قَصْدُ السَّبِيْلِ﴾ اَلْبَيَانُ. یعنی قصد السبیل کے معنی بیان ہیں۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وعلی اللہ قصد السبیل﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے معنی ہیں بیان یعنی بیان کرنا ہدایت اور گمراہی کا۔ (فتح)

اَلدِّفْئُ مَا اسْتَدْفَأْتَ. یعنی دفء وہ چیز ہے کہ جس کے ساتھ تو گرمی حاصل کرے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد دفء سے کپڑے ہیں مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولکم فیھا دفء ومنافع للناس﴾ یعنی واسطے تمہارے اس میں بچاؤ ہے سردی سے اور سوائے اس کے اور منافع واسطے لوگوں کے۔ (فتح)

﴿تُرِيْحُوْنَ﴾ بِالْعَشِيِّ وَ ﴿تَسْرَحُوْنَ﴾ بِالْغَدَاةِ. یعنی آیت ﴿ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون﴾ کے معنی یہ ہیں کہ تم کو ان میں آبرو ہے جب شام کو پھیر لاتے ہو اور جب صبح کو چرانے کے واسطے جنگل کی طرف لے جاتے ہو۔

﴿بِشِقِّ﴾ يَعْنِي الْمَشَقَّةَ. یعنی آیت ﴿لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس﴾ میں شق کے معنی مشقت ہیں یعنی اٹھاتے ہیں تمہارے بوجھ ان شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان کی مشقت سے۔

﴿عَلٰى تَخَوُّفٍ﴾ تَنَقُّصٍ. یعنی آیت ﴿او یأخذھم علی تخوف﴾ میں تخوف کے معنی ہیں نقصان یعنی پکڑ لے ان کو اوپر نقصان مالوں اور جانوں کے یہاں تک کہ ہلاک ہوں۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں علی تنقص من اعمالھم یعنی اوپر کم ہونے ان کے عملوں کے۔

﴿الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً﴾ وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ وَكَذٰلِكَ النَّعَمُ الْأَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ. یعنی آیت ﴿وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونه﴾ یعنی لفظ انعام کا مؤنث بھی آتا ہے اور مذکر بھی اور اسی طرح لفظ نعم کا بھی دونوں طرح سے آتا ہے مذکر بھی اور مؤنث بھی اور الانعام جمع کا لفظ ہے اس کا واحد نعم ہے فی بطونه میں ضمیر واحد مذکر کا انعام کی طرف پھرتا ہے پس معنی یہ ہیں کہ تم کو چوپایوں میں بوجھ کی جگہ

ہے پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں سے گوبر اور لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا۔

﴿سَرَابِيلَ﴾ قُمُصٌ ﴿تَقِيكُمُ الْحَرَّ﴾ وَأَمَّا ﴿سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ﴾ فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ.

یعنی مراد سرابیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سرابیل تقیکم الحر﴾ کرتے ہیں اور مراد سرابیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سرابیل تقیکم باسکم﴾ زرہ ہیں اور معنی ساری آیت کے یہ ہیں کہ بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی کے اور زرہیں جو بچاؤ ہیں لڑائی کے۔

﴿دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ.

یعنی آیت ﴿دخلا بینکم﴾ میں دخلا کے معنی ہیں جو چیز کہ صحیح نہیں پس وہ دخل ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿تتخذون ایمانکم دخلا بینکم﴾ یعنی ٹھہراتے ہو تم اپنی قسمیں مکر درمیان اپنے یعنی دنیا کے مال کھانے کے واسطے جھوٹی قسمیں نہ کھا اور بعض کہتے ہیں کہ دخل کے معنی خیانت ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿حَفَدَةً﴾ مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدة﴾ کے مراد حفدۃ سے مرد کی اولاد ہے یعنی بیٹا اور پوتا۔

فائدہ: اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مرد کی بیوی کی اولاد ہے اور نیز اس سے تیسرا قول مروی ہے یعنی مراد اس سے سسرال ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ حفدہ کے معنی ہیں خادم اور حسن سے روایت ہے کہ حفدہ بیٹے اور پوتے ہیں اور جو تیری مدد کرے گھر والوں یا خادم سے تو تیرا حفدہ ہے اور یہ قول سب اقوال کو جامع ہے۔ (فتح)

اَلسَّكَرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللهُ.

یعنی آیت ﴿ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکرا ورزقا حسنا﴾ میں سکر سے مراد وہ چیز ہے جو حرام ہو اس کے پھلوں سے اور رزق حسن سے مراد وہ چیز ہے جو اللہ نے حلال کی ہے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رزق حسن حلال ہے اور سکر حرام ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ حکم شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور یہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ سورہ نحل مکی ہے اور شعبی سے روایت ہے کہ سکر سے مراد شراب نہیں بلکہ سکر تو منقی کا نچوڑ ہے اور مراد رزق حسن سے کھجور اور انگور ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ ﴿أَنْكَاثًا﴾ هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَآ أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے صدقہ سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا﴾ یعنی نہ ہو مانند اس عورت کی کہ توڑا اس نے اپنا سوت کاتا محنت کیے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے کہا کہ وہ ایک عورت تھی کے میں اس کا نام خرقا تھا اس کا دستور تھا کہ اپنا سوت کات کر توڑ ڈالتی تھی۔

فائدہ: اور مقاتل کی تفسیر میں ہے کہ اس کا نام ریطہ ہے بیٹی عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ کی ہے اور اسد بن عبدالعزیٰ کی ماں ہے اور غرر التبیان میں ہے کہ اس کا دستور تھا کہ وہ اور اس کی لونڈیاں فجر سے دو پہر تک سوت کاتا کرتیں پھر ان کو حکم کرتی کہ اس کو توڑ ڈالیں یہی تھا دستور اس کا نہ کاتنے سے باز رہتی تھی اور نہ کاتا ہوا باقی چھوڑتی تھی اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ وہ مثال ہے بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس شخص کے جو اپنا عہد توڑ ڈالے۔ (فتح) اور کہتے ہیں کہ وہ عورت دیوانہ اور وہمی تھی۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيْعُ.

یعنی اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿ان ابراهيم كان امة قانتا لله﴾ کے کہ امت کے معنی ہیں نیکی سکھلانے والا اور قانت کے معنی ہیں فرمانبردار یعنی اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنے والا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کوئی تم میں سے پہنچتا ہے خوار تر عمر کو تا کہ سمجھنے کے بعد کچھ نہ سمجھے۔

٤٣٣٨ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُوْسٰى أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

۴۳۳۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ آپ دعا کیا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور بدن کی کاہلی سے اور بری اور نکمی عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور دجال کے فتنے وفساد سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں آئے گی۔ (فتح) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مراد اسفل عمر ہے اور عکرمہ

سے منقول ہے کہ جو کوئی قرآن پڑھتا ہے وہ ارذل العمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا یعنی جو کوئی شعور اور ادراک رکھتا ہے وہ ارذل عمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا اور یہ سن بہکنے کا ہے قتادہ نے کہا کہ وہ نوے سال کی عمر ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پچھتر سال کی عمر ہے، پوشیدہ نہ رہے کہ یہ تعیین بہ نسبت بعض کے ہوگی نہ کل کے اور یہ جو کہا کہ زندگی اور موت کے فتنے سے یعنی زمانے زندگی اور موت کے فتنے سے اور وہ ابتدا جان نکالنے کے سے ہے اور لگا تار اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے ان چیزوں مذکورہ سے واسطے ہٹانے کے اپنی امت سے اور تشریع کے واسطے ان کے تاکہ بیان کریں واسطے ان کے صفت ضروری دعاؤں کی جزائے اخیر دے ان کو اللہ ہماری طرف سے ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس کے لائق ہیں۔ (ق و ت)

سُوْرَةُ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ

سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر کا بیان

۴۳۳۹ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِیْ بَنِیْ إِسْرَآئِیْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْیَمَ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ.

۴۳۳۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم کے حق میں کہا کہ یہ تینوں اول قدیمی سورتوں سے ہیں یا جدت میں نہایت کو پہنچی ہیں اور وہ قدیمی محفوظ چیزوں سے ہیں۔

فائدہ: اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ وہ سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئی ہے قرآن سے اور یہ کہ واسطے ان کے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے قصوں سے اور پیغمبروں اور اگلی امتوں کی خبروں سے اور یہ حدیث فضائل قرآن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

﴿فَسَیُنْغِضُوْنَ إِلَیْكَ رُؤُوْسَهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَهُزُّوْنَ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿فسینغضون الیك رؤوسهم﴾ کی تفسیر میں کہ اپنے سر ہلاتے ہیں ٹھٹھے سے۔

فائدہ: اور کہا ابن قتیبہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اپنے سر ہلاتے ہیں بطور استبعاد کے یعنی دوسری بار زندہ ہونے کو بعید جانتے ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ غَیْرُهُ نَغَضَتْ سِنُّكَ أَیْ تَحَرَّكَتْ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ کہا جاتا ہے نغضت سنك جبکہ تیرا دانت ہلے۔

﴿وَقَضَیْنَا إِلٰی بَنِیْ إِسْرَآئِیْلَ﴾ أَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّهُمْ سَیُفْسِدُوْنَ وَالْقَضَآءُ

یعنی آیت ﴿وقضینا الی بنی اسرائیل﴾ کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو خبر دی کہ وہ فساد کریں گے۔

عَلٰى وُجُوهٍ ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ﴾ أَمَرَ رَبُّكَ وَمِنْهُ الْحُكْمُ ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ﴾ وَمِنْهُ الْخَلْقُ ﴿فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ﴾ خَلَقَهُنَّ.

فائدہ: یعنی آیت ﴿وقضينا الى بنى اسرائيل﴾ میں قضینا کے معنی ہیں اخبرنا یعنی ہم نے ان کو خبر دی اور لفظ قضا کے کئی معنی ہیں سو آیت ﴿وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه﴾ میں قضا ساتھ معنی فرمانے کے ہے یعنی تیرے اللہ نے حکم دیا اور آیت ﴿ان ربك يقضى بينهم﴾ میں قضی ساتھ معنی فیصلہ کے ہے یعنی بیشک رب تیرا فیصلہ کرے گا درمیان ان کے اور آیت ﴿فقضاهن سبع سموات﴾ میں قضی ساتھ معنی پیدا کرنے کے ہے۔

فائدہ: یہ کلام ابو عبیدہ کا ہے اور اس نے قضی کے بعض معنی بیان کیے ہیں اور اس کے اکثر معنی سے اس نے غفلت کی ہے اور بیان کیا ہے ان سب کو اسمٰعیل بن احمد نیسا پوری نے کتاب الوجوہ میں سو کہا اس نے کہ لفظ قضی کا قرآن مجید میں پندرہ وجہ سے آیا ہے یعنی پندرہ معنی میں استعمال ہوا ہے ایک فارغ ہوتا ہے ﴿فاذا قضيتم مناسككم﴾ یعنی جب تم اپنے حج کی عبادتوں سے فارغ ہو اور دوسرے معنی اس کے امر ہیں ﴿اذا قضى امرا﴾ یعنی جب کسی کام کا حکم کرتا ہے اور تیسرے معنی اس کے مدت کے ہیں ﴿فمنهم من قضى نحبه﴾ یعنی سو بعض نے ان میں سے اپنی مدت پوری کی اور چوتھے معنی اس کے فصل کے ہیں ﴿يقضى الامر بيني وبينكم﴾ یعنی البتہ میرے اور تمہارے درمیان کام فیصل کیا جائے، اور پانچویں معنی اس کے مضی کے ہیں یعنی جاری کرنا ﴿ليقضي الله امرا كان مفعولا﴾ اور چھٹے معنی اس کے ہلاک کرنے کے ہیں ﴿لقضى اليهم اجلهم﴾ اور ساتویں معنی اس کے وجوب کے ہیں ﴿لما قضى الامر﴾ اور آٹھویں معنی اس کے ابرام ہیں یعنی انجام دینا ﴿الا حاجة في نفس يعقوب قضاها﴾ اور نویں معنی اس کے خبردار کرنے کے ہیں ﴿قضينا الى بنى اسرائيل﴾ اور دسویں معنی اس کے وصیت کے ہیں ﴿وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه﴾ اور گیارہویں معنی اس کے موت کے ہیں ﴿فوكزه موسى فقضى عليه﴾ اور بارہویں معنی اس کے اترنے کے ہیں ﴿فلما قضى عليه الموت﴾ اور تیرھویں معنی اس کے خلق کے ہیں یعنی پیدا کرنا ﴿فقضاهن سبع سماوات﴾ اور چودھویں معنی اس کے فعل کے ہیں ﴿كلا لما يقض ما امره﴾ یعنی حقا لم یفعل اور پندرہویں معنی اس کے عہد کے ہیں ﴿اذ قضينا الى موسى الامر﴾ اور ذکر کیا ہے اس کے غیر نے کہ قدر مکتوب لوح محفوظ میں اور آتا ہے ساتھ معنی وجوب کے ﴿اذ قضى الامر﴾ ای وجب لهم العذاب اور انتہا کے معنی کے ساتھ بھی آتا ہے ﴿فلما قضى زيد منها وطرا﴾ اور ساتھ معنی اتمام کے ہے ﴿ثم قضى اجلا﴾ اور ساتھ معنی کتب کے ہے ﴿اذا قضى امرا﴾ اور کہا زہری نے کہ مرجع قضی کا طرف قطع ہونے چیز کے

اور تمام ہونے اس کے ہے اور ممکن ہے پھیرنا سب معنوں کا طرف اس کی اور قضی خود متعدی ہے اور ﴿وقضینا الی بنی اسرائیل﴾ میں جو حرف الی کے ساتھ متعدی ہوا ہے تو اس واسطے کہ وہ شامل ہے ﴿اوحینا﴾ کے معنی کو۔ (فتح)

﴿نَفِيْرًا﴾ مَنْ يَّنْفِرُ مَعَهٗ. یعنی نفیرا کے معنی ہیں جو اس کے ساتھ دشمن کی لڑائی میں جائے یعنی لشکر۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا کم اکثر نفیرا﴾ یعنی کیا ہم نے تم کو زیادہ باعتبار لشکر کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ باعتبار عدد اور گنتی کے۔ (فتح)

﴿وَلِيُتَبِّرُوْا﴾ يُدَمِّرُوْا ﴿مَا عَلَوْا﴾. اور تتبیرا کے معنی ہیں تدمیر یعنی ہلاک کریں جس جگہ غالب ہوں پورا ہلاک کرنا اللہ نے فرمایا ﴿ولیتبروا ما علوا تتبیرا﴾۔

﴿حَصِيْرًا﴾ مَحْبِسًا مَحْصَرًا. یعنی اور حصیرا کے معنی ہیں قید خانہ۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا جهنم للكافرين حصيرا﴾ یعنی ٹھہرایا ہے ہم نے دوزخ کو قید خانہ واسطے کافروں کے۔

﴿حَقَّ﴾ وَجَبَ. یعنی فحق کے معنی ہیں واجب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فحق علیها القول فدمرناها تدمیرا﴾ یعنی پس واجب ہوا اس گاؤں والوں پر وعدہ عذاب کا تب اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر۔

﴿مَيْسُوْرًا﴾ لَيِّنًا. یعنی میسورا کے معنی ہیں نرم۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وقل لهم قولا میسورا﴾ یعنی کہہ ان سے نرم بات۔

﴿خِطْئًا﴾ إِثْمًا. یعنی خطا کے معنی ہیں گناہ اللہ نے فرمایا ﴿ان قتلهم کان خطا کبیرا﴾ یعنی ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے۔

وَهُوَ اِسْمٌ مِّنْ خَطِئْتَ وَالْخَطَأُ مَفْتُوْحٌ مَّصْدَرُهٗ مِنَ الْإِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنٰى أَخْطَأْتُ. یعنی اور اخطأ اسم ہے باب خطئت سے اور خطا ساتھ زبر خ کے مصدر ہے ساتھ معنی گناہ کے اور خطئت ساتھ معنی اخطأت کے ہے یعنی مجرد اور مزید دونوں ایک معنی کے ساتھ ہیں۔

فائدہ: اختیار کیا ہے طبری نے اس قرأت کو جو زیر خ اور جزم ط کے ساتھ ہے پھر روایت کی ہے اس نے مجاہد سے

بیچ قول اللہ کے خطا کہا خطیہ یعنی خطا کے معنی گناہ ہیں کہا اس نے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ لوگ اپنی اولاد کو جان بوجھ کر قتل کرتے تھے نہ خطا سے یعنی نہ چوک سے سو اللہ نے ان کو اس بات سے منع کیا اور لیکن قرأت ساتھ فتح کے سو وہ قرأت ابن ذکوان کی ہے اور البتہ جواب دیا ہے علماء نے اس استبعاد سے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے ساتھ اس طور کے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ان کا قتل کرنا صواب نہ تھا کہا جاتا ہے اخطی یخطی جب کہ صواب کو نہ پہنچے اور بہرحال قول ابو عبیدہ کا جس میں بخاری نے اس کی پیروی کی ہے جس جگہ کہا کہ خطئت ساتھ معنی اخطات کے ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ معروف نزدیک اہل لغت کے یہ ہے کہ خطا کے معنی ہیں گناہ کیا اور اخطا جب کہ نہ جان بوجھ کر کرے اور جب کہ نہ صواب کو پہنچے یعنی خطاء کے معنی ہیں جان بوجھ کر کرنا اور اخطاء کے معنی ہیں نہ جان بوجھ کرنا۔ (فتح)

﴿تَخْرِقَ﴾ تَقْطَعَ.

یعنی لن تخرق کے معنی ہیں کہ تو زمین کو نہ کاٹے گا اللہ نے فرمایا ﴿انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا﴾ یعنی نہ کاٹے گا تو زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں کو لمبا ہو کر یعنی نہیں کاٹتا تو نے زمین کو تا کہ اس کے آخر کو پہنچے کہا جاتا ہے فلاں اخرق من فلاں یعنی فلاں نے فلاں سے زیادہ سفر کیا ہے۔

﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ مَصْدَرٌ مِّنْ نَّاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ.

یعنی نجویٰ مصدر ہے ناجیت فعل سے پس وصف کیا قوم کو ساتھ اس کے (یعنی نجویٰ کے) مانند قول ان کے کی ہم عذاب) اور معنی یہ ہیں کہ آپس میں سرگوشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اذ یستمعون الیك واذھم نجوی﴾ یعنی جب کان لگاتے ہیں طرف تیری اور جب وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں۔

﴿رُفَاتًا﴾ حُطَامًا.

یعنی رفاتا کے معنی ہیں حطام یعنی شکستہ اور اللہ نے فرمایا ﴿وقالوا اذا کنا عظاما ورفاتا﴾ یعنی کہا انہوں نے جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور مٹی۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے رفاتا کے معنی ہیں حطاما یعنی ہڈیاں چورا اور روایت کی ہے طبری نے مجاہد سے کہ رفاتا کے معنی ہیں مٹی۔ (فتح)

﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾ اِسْتَخِفَّ ﴿بِخَيْلِكَ﴾ الْفُرْسَانِ وَالرَّجْلُ وَالرِّجَالُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِّثْلُ صَاحِبٍ وَّصَحْبٍ وَّتَاجِرٍ وَّتَجْرٍ.

یعنی استفزز کے معنی ہیں ہلکا کر اور بخیلک کے معنی ہیں اپنے سواروں سے اور رجل اور رجالہ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد راجل ہے مانند صاحب کی کہ اس کی جمع صحب ہے اور تاجر کی کہ اس کی جمع تجر ہے اللہ نے فرمایا ﴿واستفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم بخيلك ورجلك﴾ یعنی ہلکا کر اور عقل مار دے ان میں سے جس کی عقل مار سکے اپنی آواز سے اور پکار لا ان کے ہلاک کرنے پر اپنے سوار اور پیادے۔

فائدہ: اس کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

﴿حَاصِبًا﴾ الرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ أَيْضًا مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْهُ ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ يُرْمٰى بِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ وَهُوَ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِّنَ الْحَصْبَآءِ وَالْحِجَارَةِ.

یعنی حاصبا کے معنی ہیں سخت آندھی اور حاصب وہ چیز ہے کہ پھینکے اس کو آندھی اور اسی سے ماخوذ ہے حصب جهنم کہ ڈالا جائے گا اس کو دوزخ میں اور وہ چیز کہ دوزخ میں ڈالی جائے وہ حصب اس کا ہے یعنی جو لوگ اس میں ڈالے جائیں گے وہ حصب اس کا ہے اور کہا جاتا ہے حصب في الارض یعنی زمین میں گیا اور حصب مشتق ہے حصبا سے جس کے معنی پتھر ہیں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿او یرسل علیکم حاصبا﴾ یعنی یا بھیجے تم پر آندھی اور اللہ نے فرمایا ﴿انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾ یعنی تم اور تمہارے معبود دوزخ کے پتھر ہیں اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مراد حاصبا سے پتھر ہیں آسمان کے اور سدی کے طریق سے راميا يرميهم بحجارة (فتح) اور مراد اشتقاق سے اصطلاحی اشتقاق نہیں جیسا کہ اشتقاق فعل کا ہے مصدر سے بلکہ مراد محض مناسبت ہے۔

﴿تَارَةً﴾ مَرَّةً وَّجَمَاعَتُهُ تِيَرَةٌ وَّتَارَاتٌ.

یعنی تارة کے معنی ہیں ایک بار اور یہ واحد ہے اس کی جمع تیر اور تارات ہے اللہ نے فرمایا ﴿ام آمنتم ان يعيدكم فيه تارة اخرى﴾ یعنی یا نڈر ہوئے تم یہ کہ پھیر لے جائے تم کو دریا میں دوسری بار پھر ڈبوئے تم کو بدلہ تمہاری ناشکری کا۔

﴿لَأَحْتَنِكَنَّ﴾ لَأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ يُقَالُ احْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ.

یعنی لاحتنکن کے معنی ہیں کہ ان کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا کہا جاتا ہے احتنك فلان یعنی ہلاک کیا فلاں نے جو نزدیک فلاں کے ہے علم سے یعنی اس کے نہایت کو پہنچا اللہ نے فرمایا ﴿لاحتنکن ذریته الا قلیلا﴾ یعنی البتہ میں اس کی اولاد کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا مگر تھوڑوں کی۔

﴿طَائِرَهُ﴾ حَظَّهُ.

یعنی طائرہ کے معنی ہیں نصیب اور حصہ اس کا اللہ نے فرمایا ﴿و کل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقه﴾ یعنی جو آدمی ہے جوڑ دیا ہم نے نصیب اس کا اس کی گردن میں یا مراد بری قسمت اس کی ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو لفظ سلطان کا کہ قرآن میں واقع ہے تو مراد اس سے حجت ہے۔

فائدہ: اس سورت میں لفظ قرآن کا دو جگہ واقع ہوا ہے ایک اس آیت میں ہے ﴿واجعل لنا من لدنك سلطانا نصیرا﴾ یعنی ٹھہرا واسطے میرے اپنے پاس سے حجت اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لفظ تسبیح کا قرآن میں واقع ہوا ہے پس وہ نماز ہے۔

﴿وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ﴾ لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا.

اللہ نے فرمایا ﴿ولم یکن له ولی من الذل﴾ یعنی نہیں پکڑا اس نے کسی کو دوست اور مددگار یعنی مدد لینے میں کسی کا محتاج نہیں کہ ذلت کے وقت اس سے مدد لے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات ادب والی مسجد یعنی خانے کعبے کی مسجد سے دور والی مسجد یعنی بیت المقدس تک جو شام میں ہے۔

فائدہ: اس آیت میں اشارہ ہے طرف معراج حضرت ﷺ کے کہ اس آیت سے مسجد اقصیٰ تک معلوم ہوا ہے اور بیت المقدس سے آسمان پر جانا مشہور حدیثوں سے ثابت ہوا ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ جو مکے سے بیت المقدس تک جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس واسطے کہ قرآن میں اس کا صاف بیان ہے اور جو بیت المقدس سے آسمان پر چڑھنے کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔

۴۲۴۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرِيْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

۴۳۴۰ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا بیت المقدس میں آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی طرف نظر کی سو آپ نے دودھ کا پیالہ لیا کہا جبرائیل علیہ السلام نے کہ سب تعریف ہے واسطے اللہ کے جس نے آپ کو فطری دین کی طرف راہ دکھلائی اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

فائدہ: اس کی شرح سیرۃ النبویہ میں گزر چکی ہے۔

۴۲۴۱ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ زَادَ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ حِيْنَ أُسْرِيَ بِيْ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ نَحْوَهُ ﴿قَاصِفًا﴾ رِيْحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ.

۴۳۴۱ ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب مجھ کو معراج کے مقدمے میں قریش نے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا سو اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کیا تو میں نے ان کو اس کے پتے اور نشانوں سے خبر دینا شروع کیا اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب قریش نے مجھ کو جھٹلایا جب کہ مجھ کو بیت المقدس تک معراج ہوئی مانند اس کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے اور جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھی تھیں وہ مطعم بن عدی تھا اور نسائی نے یہ قصہ دراز روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب مجھ کو مکے میں معراج کی رات کی صبح ہوئی تو مجھ کو اپنے امر کا یقین ہوا اور میں نے پہچانا کہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے سو میں غمناک ہو کر علیحدہ ہو بیٹھا سو اللہ کا دشمن ابو جہل مجھ پر گزرا اور آیا یہاں تک کہ میرے پاس بیٹھ گیا سو اس نے مجھ سے کہا جیسے ٹھٹھا کرتا ہے

کہ کیا کچھ چیز نئی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں! کہا وہ کیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھ کو معراج ہوئی، کہا کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک کہا پھر تو نے ہمارے درمیان صبح کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! ابوجہل نے آپ کو جھٹلانا مناسب نہ جانا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں قوم کو بلاؤں تو اس وقت تکذیب کی شرمندگی سے انکار ہی کر بیٹھیں، کہا کہ اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو ان سے یہ حال بیان کرے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! کہا ابوجہل نے اے گروہ بنی کعب بن لوی کے جلدی آؤ سو مجلسیں اٹھ کر ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ ان کے پاس بیٹھ گئیں۔ ابوجہل نے کہا اپنی قوم سے بیان کر جو تو نے مجھ سے بیان کیا، سو حضرت ﷺ نے ان سے وہ حال بیان کیا سو بعض تالیاں بجانے لگے اور بعض نے تعجب سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور لوگوں میں بعض وہ لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا سو انہوں نے کہا کہ کیا تو مسجد کے پتے ہم سے بیان کر سکتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں ان کے واسطے اس کے پتے بیان کرنے لگا یہاں تک کہ بعض پتے مجھ پر مل گئے سو مسجد میرے سامنے لائی گئی سو میں نے اس کی نشانیاں بیان کیں اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا سو لوگوں نے کہا کہ اس نے مسجد کے پتے تو ٹھیک بتلائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قریش کے کچھ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اپنے ساتھی سے کچھ خبر سنی وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بیت المقدس تک گیا پھر مکے کی طرف پھرا ایک رات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس نے یہ بات کہی؟ لوگوں نے کہا ہاں کہا! بیشک وہ سچا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ كَرَّمْنَا وَاَكْرَمْنَا وَاحِدٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ ہم نے عزت دی ہے آدم علیہ السلام کی اولاد کو اور کرمنا اور اکرمنا کے معنی ایک ہیں یعنی اصل میں نہیں تو تشدید واسطے مبالغہ کے ہے یعنی کرمنا میں زیادہ مبالغہ ہے کرامت میں۔

﴿ضِعْفَ الْحَيَاةِ﴾ عَذَابَ الْحَيَاةِ ﴿وَضِعْفَ الْمَمَاتِ﴾ عَذَابَ الْمَمَاتِ.

یعنی ضعف الحیاۃ کے معنی ہیں دوگنا عذاب زندگی کا اور دوگنا عذاب موت کا ﴿اذا لاذقناك ضعف الحيوة وضعف الممات ثم لا تجد لك علينا نصيرا﴾ یعنی اس وقت چکھاتے ہم تجھ کو دوگنا عذاب زندگی میں اور دوگنا عذاب مرنے میں پھر نہ پائے تو اپنے واسطے ہم پر مدد کرنے والا۔

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ مراد عذاب دنیا اور آخرت کا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ عذاب آگ کا وصف کیا جاتا ہے ساتھ دوگنا ہونے کے واسطے دلیل قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿عذابا ضعفا من النار﴾ یعنی عذاب دوگنا پس دراصل یوں تھا لاذقناك عذابا ضعفا فی الحیوۃ پھر حذف کیا گیا موصوف اور قائم کی گئی صفت مقام اس کے پھر مضاف کی گئی صفت مانند اضافت موصوف کے۔ (فتح)

﴿خِلَافَكَ﴾ وَخَلْفَكَ سَوَآءٌ. خلافك اور خلفك دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی پیچھے تیرے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿واذا لایلبثون خلافك الا قلیلا﴾ یعنی اس وقت نہ ٹھہریں گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا یعنی نہ باقی رہیں گے پیچھے نکلنے تیرے کے مکے سے مگر زمانہ تھوڑا اور اسی طرح ہوا کہ ہجرت سے ایک سال پیچھے جنگ بدر میں ہلاک ہوئے اور جمہور کی قرأت خلفک کی ہے اور ابن عامر کی قرأت خلافک ہے۔

﴿وَنَأٰی﴾ تَبَاعَدَ. یعنی نای کے معنی ہیں دور ہوا اللہ نے فرمایا ﴿ونأبجانبه﴾ یعنی دور ہوا اپنے بازو سے۔

﴿شَاكِلَتِهٖ﴾ نَاحِيَتِهٖ وَهِيَ مِنْ شَكْلِهٖ. یعنی اور شاکلته کے معنی ہیں اپنے طریقے پر اور وہ مشتق ہے شکلته سے یعنی جب کہ تو اس کو قید کرے۔

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اس کے معنی ہیں اپنی طبیعت اور پیدائش پر اور قتادہ سے روایت ہے کہ اپنی نیت پر۔ (فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مذہب اس کا ہے جو مشابہ ہے اس کے حال کو گمراہی اور ہدایت میں اور دلیل اس پر قول اللہ کا ہے۔ ﴿فربکم اعلم بمن هو اهدی سبیلا﴾ (ق) اللہ نے فرمایا ﴿قل کل یعمل علی شاکلته﴾ یعنی تو کہہ ہر کوئی عمل کرتا ہے اپنے طریقے پر۔

﴿صَرَّفْنَا﴾ وَجَّهْنَا. یعنی صرفنا کے معنی ہیں ہم نے پیش کیا اور بیان کیا اللہ نے فرمایا ﴿ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل﴾ البتہ پھیر پھیر کر ہم نے بیان کی واسطے لوگوں کے اس قرآن میں ہر مثال۔

﴿قَبِيْلًا﴾ مُعَايَنَةً وَّمُقَابَلَةً وَّقِيْلَ الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا. یعنی قبیلا کے معنی ہیں سامنے اور روبرو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او تاتی باللہ والملآئکة قبیلا﴾ یعنی لائے تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو اور بعض کہتے ہیں کہ قابلہ بھی اسی سے ماخوذ ہے یعنی جو عورت کہ حاملہ عورت کا بچہ جنواتی ہے ہے اور اس کو قابلہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ جننے والی عورت کے سامنے ہوتی ہے اور وہ اس کے بچے کے

سامنے ہوتی ہے۔

﴿خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ﴾ أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ.

یعنی انفاق سے مراد املاق ہے کہا جاتا ہے انفق الرجل یعنی فقیر ہوا مرد اور خرچ ہوا سب مال اس کا اور نفق الشیء کے معنی ہیں خرچ ہو گئی چیز اللہ نے فرمایا ﴿اذا لامسکتم خشیة الانفاق﴾ یعنی اگر اللہ کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ ہوتے تو بیشک تم بخیلی کرتے واسطے ڈر فقر کے یعنی اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور اللہ نے فرمایا ﴿ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق﴾ یعنی نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو واسطے خوف فقر کے اور سدی سے روایت ہے کہ واسطے اس ڈر کے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور تم فقیر ہو جاؤ۔

﴿قَتُورًا﴾ مُقَتِّرًا.

اور قتورا کے معنی ہیں مقترا یعنی بخل کرنے والا یعنی فعول اس جگہ ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿وکان الانسان قتورا﴾ یعنی ہے آدمی بخیلی کرنے والا۔

﴿لِلْأَذْقَانِ﴾ مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ.

یعنی اذقان جمع ہے اس کا واحد ذقن ہے اور ذقن کے معنی ہیں ہڈیاں جبڑے کی جہاں داڑھی ہوتی ہے اللہ نے فرمایا ﴿ویخرون للاذقان﴾ یعنی اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْفُورًا﴾ وَافِرًا.

یعنی اور مجاہد نے کہا موفورا کے معنی ہیں وافر یعنی اسم مفعول ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿ان جهنم جزاء کم جزاء موفورا﴾ سو دوزخ ہے تم سب کی سزا وافر یعنی پوری۔

﴿تَبِيعًا﴾ ثَائِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيرًا.

یعنی تبیعا کے معنی ہیں بدلہ لینے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد مددگار ہے اللہ نے فرمایا ﴿ثم لا تجدوا لك علینا تبیعا﴾ پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے ہم پر

ساتھ اس کے کوئی بدلہ لینے والا۔

﴿خَبَتْ﴾ طَفِئَتْ.

یعنی خبت کے معنی ہیں بجھنے لگے اللہ نے فرمایا ﴿کلما خبت زدناهم سعیرا﴾ یعنی جب دوزخ کی آگ بجھنے لگے گی تو زیادہ کریں گے ہم ان پر بھڑکاؤ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا تُبَذِّرْ﴾ لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لاتبذر کے معنی ہیں نہ خرچ کر باطل میں اللہ نے فرمایا ﴿لا تبذر تبذیرا﴾ یعنی نہ خرچ کر خرچ کرنا باطل میں۔

﴿ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ﴾ رِزْقٍ.

یعنی ابتغاء رحمة کے معنی ہیں رزق اللہ نے فرمایا ﴿واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك﴾ یعنی اور اگر کبھی تو تغافل کرے ان کی طرف سے تلاش میں رزق کے اپنے رب کی طرف سے۔

﴿مَثْبُورًا﴾ مَلْعُونًا.

یعنی مثبورا کے معنی ہیں ملعون اللہ نے فرمایا ﴿وانی لاظنك یا فرعون مثبورا﴾ یعنی بے شک میں گمان کرتا ہوں تجھ کو اے فرعون پھٹکارا گیا اور مجاہد نے کہا کہ مراد ہلاک ہونے والا ہے۔

﴿لَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ.

یعنی لا تقف کے معنی ہیں مت کہہ اللہ نے فرمایا ﴿ولا تقف ما لیس لك به علم﴾ یعنی نہ کہہ جس کا تجھ کو علم نہیں۔

﴿فَجَاسُوْا﴾ تَيَمَّمُوْا.

یعنی فجاسوا کے معنی ہیں قصد کیا انہوں نے اللہ نے فرمایا ﴿فجاسوا خلال الدیار﴾ یعنی قصد کیا انہوں نے گھروں کے بیچ کا واسطے قتل کے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ معنی اس کے ہیں چلے بیچ گھروں کے اور بعض کہتے ہیں اترے اور بعض کہتے ہیں کہ قتل کیا۔

﴿يُزْجِيْ﴾ اَلْفُلْكَ يُجْرِي الْفُلْكَ.

یعنی یزجی الفلك کے معنی ہیں جاری کرتا ہے کشتیاں، اللہ نے فرمایا ﴿ربکم الذی یزجی لکم الفلك فی

البحر﴾ یعنی تمہارا رب وہ ہے جو جاری کرتا ہے تمہارے واسطے کشتیاں سمندر میں۔

﴿يَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ﴾ لِلْوُجُوْهِ.

یعنی ﴿یخرون للاذقان﴾ کے معنی ہیں گرتے ہیں اپنے منہ پر۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب ہم نے چاہا کہ ہلاک کریں کوئی بستی تو حکم کیا ہم نے اس کے عیش کرنے والوں کو یعنی جو ہم چاہیں۔

٤٣٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَيِّ إِذَا كَثُرُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ أَمَرَ.

۴۳۴۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جاہلیت کے وقت کوئی قوم بہت ہو جاتی تھی تو ہم کہتے تھے امر بنو فلان یعنی فلاں کی اولاد بہت ہوئی۔

فائدہ: غرض عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ آیت میں امرنا کے معنی بہت کرنے کے ہیں یعنی ہم نے اس کے عیش کرنے والوں کو بہت کیا۔

بَابُ ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ إِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا﴾.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے یہ ہیں اولاد ان کی جن کو اٹھایا ہم نے ساتھ نوح علیہ السلام کے کشتی میں بیشک تھا وہ بندہ شکر کرنے والا۔

٤٣٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَشَ مِنْهَا نَهْشَةً ثُمَّ قَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ الْأَوَّلِيْنَ

۴۳۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا ہاتھ اٹھا کر دیا گیا اور وہ آپ کو خوش لگتا تھا تو آپ نے اس کا گوشت دانتوں سے نوچا پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں اور کیا تم جانتے ہو کہ یہ سردار ہونا میرا کس سبب سے ہے اس کا بیان یوں ہے کہ اللہ قیامت کے دن اگلے پچھلے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا سنائے گا ان کو بلانے والا یعنی اپنی آواز اور چیر نکلے گی ان کو آنکھ (یعنی اس

وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ
الدَّاعِيْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ
فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا
يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا
تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ
لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ
لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِاٰدَمَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ
اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ
الْمَلَآئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ
اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا
قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ
الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ
يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ نَهَانِيْ عَنِ
الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ
اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ
فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اِنَّكَ اَنْتَ
اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ
اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا
تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ عَزَّ
وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ
قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ
كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ
نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا
اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا

دن ہر ہر آدمی کو سب خلقت نظر آئے گی کوئی چیز ان کی اس پر
چھپی نہ رہے گی واسطے تیز ہونے نظر کے اور برابر اور صاف
ہونے زمین کے سو نہ ہوگی اس میں کوئی چیز کہ پردہ کرے
ساتھ اس کے کوئی دیکھنے والے سے اور کان ایسا تیز ہو جائے
گا کہ اگر کوئی بولے گا تو سب لوگ اس کی آواز کو سنیں گے)
اور قریب ہوگا آفتاب سو پہنچے گا لوگوں کو غم اور رنج سے جس کی
وہ طاقت نہیں رکھتے اور برداشت سو لوگ کہیں گے کہ کیا تم
نہیں دیکھتے جو تم کو مصیبت پہنچی کیا تم نہیں دیکھتے جو تمہاری
سفارش کرے تمہارے رب کے پاس؟ سو بعض لوگوں بعض کو
کہیں گے کہ لازم پکڑو اپنے اوپر آدم علیہ السلام کو سو آدم علیہ السلام کے
پاس آئیں گے تو ان سے یوں کہیں گے کہ تم سب آدمیوں
کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تجھ میں
اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تجھ کو سجدہ کیا
ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس
مصیبت میں ہم ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم کو مصیبت پہنچی؟ سو
آدم علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا
غضبناک ہونا کہ کبھی اس سے پہلے ایسا غضبناک نہ ہوا اور نہ
کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور البتہ اس نے مجھ کو
ایک درخت کے کھانے سے منع کیا تھا سو میں نے اس کی
نافرمانی کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں
گے میرے غیر کے پاس جاؤ، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ
لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے نوح!
بیشک تم پہلے رسول ہو زمین والوں کی طرف اور البتہ اللہ نے
تمہارا نام بندہ شکر گزار رکھا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے
پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو

إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ

نوح علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک شان یہ ہے کہ میری ایک دعا مقبول تھی کہ میں نے اس کے ساتھ اپنی قوم پر بددعا کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ تم اللہ کے پیغمبر ہو اور سب زمین والوں سے اس کے دلی دوست ہو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں ہم ہیں تو ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہو گا البتہ میں نے تین بار جھوٹ بولا تھا سو ذکر کیا ان کو ابو حیان راوی نے حدیث میں میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے اے موسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تجھ کو اپنی رسالت اور کلام سے لوگوں پر فضیلت دی ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک میں نے ایک جان کو مار ڈالا جس کے مارنے کا مجھ کو حکم نہ تھا یعنی ناحق میری جان خود شفاعت کی مستحق ہے یہ کلمہ تین بار فرمائیں گے تاکید کے واسطے میرے غیر کے پاس جاؤ، عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ

أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَآءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَأَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَآءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَقُوْلُ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِّنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَآءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى.

لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ اے عیسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو اور اس کی کلام سے پیدا ہوئے ہو جو مریم کی طرف ڈالی گئی یعنی صرف لفظ کن سے پیدا کیا گیا تھا کوئی اس کا باپ نہیں اور اس کی روح ہو اور کلام کیا تم نے ان لوگوں سے جھولے میں لڑکپن میں ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور نہیں ذکر کیا راوی نے گناہ کو (اور نسائی کی روایت میں ہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا) میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، محمد ﷺ کے پاس جاؤ، سو وہ لوگ محمد ﷺ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے محمد! تم رسول اللہ اور خاتم الانبیاء ہو اور اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا آپ نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا تو میں اپنے رب کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا پھر کھولے گا اللہ مجھ پر اپنی تعریفوں سے اور اپنی نیک ثناء سے وہ چیز جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی پھر حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے مانگ تجھ کو دیا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں کہوں گا کہ الٰہی! میری امت کو بخش، الٰہی! میری امت کو بخش، الٰہی! میری امت کو بخش، سو حکم ہوگا کہ اے محمد! داخل کر بہشت میں اپنی امت سے جن پر کچھ حساب نہیں بہشت کے دائیں دروازے سے اور وہ لوگوں کے شریک ہیں اس کے سوا اور دروازوں میں پھر فرمایا قسم ہے اس

کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک بہشت کی چوکھٹوں سے دو چوکھٹ کے درمیان فاصلہ جیسے مکہ اور حمیر یا مکے اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی اور وارد کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کہیں گے اے نوح! تو پہلا رسول ہے اہل زمین کی طرف اور اللہ نے تیرا نام بندہ شکر گزار کہا اور یہ جو کہا کہ ذکر کیا ہے ان کو ابو حیان نے حدیث میں تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابو حیان سے نیچے راوی نے اس کو مختصر کیا ہے اور ابو حیان وہ راوی اس کا ہے ابو زرعہ سے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ ضمیر اللہ کے قول انه كان عبدا شكورا میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے اور ابن حبان نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھے نوح علیہ السلام جب کھاتے یا پہنتے تو اللہ کا شکر کرتے سو اللہ نے ان کا نام شکر گزار رکھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوْرًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور۔

٤٣٤٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوُدَ الْقِرَاءَةُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَآبَّتِهِ لِتُسْرَجَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ يَعْنِي الْقُرْآنَ.

۴۳۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام پر پڑھنا (زبور کا) سو وہ اپنی سواری کے کسنے کا حکم کرتے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ قرآن کے مصدر قرأت کا ہے نہ یہ قرآن جو اس امت کے واسطے معلوم اور معہود ہے اور اس کی پوری شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهِ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کہہ پکارو تم جن کو تم اللہ گمان کرتے ہو اللہ کے سوا سو نہیں اختیار رکھتے کہ تکلیف کھول دیں تم سے اور نہ بدلا ئیں۔

٤٣٤٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﴿إِلٰى

۴۳۴۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگ تھے کہ بعض

رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِّنَ الْجِنِّ فَأَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ﴾.

جنات کو پوجتے تھے سو جنات مسلمان ہو گئے اور یہ لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جن کو تم گمان کرتے ہو اللہ۔

فائدہ: لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے یعنی بدستور رہے وہ آدمی جو دیو بھوت کو پوجتے تھے دیو، بھوت کی عبادت پر اور جنات اس کے ساتھ راضی نہ تھے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور وہی جنات تھے جو اللہ تک وسیلہ ڈھونڈنے لگے اور روایت کی طبری نے ساتھ اور وجہ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جو لوگ ان کو پوجتے تھے ان کو ان کے اسلام کی خبر نہ تھی اور یہی ہے معتمد اس آیت کی تفسیر میں اور بہر حال جو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عرب کی کئی قوم میں ایک قسم کے فرشتوں کو پوجتے تھے جن کو جنات کہا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں سو یہ آیت اتری سو اگر یہ ثابت ہو تو محمول ہو گی اس پر کہ دونوں فریق کے حق میں اتری نہیں تو سیاق دلالت کرتا ہے اس پر کہ جنات اسلام سے پہلے انسانوں کی عبادت سے راضی تھے کہ آدمی ان کو پوجیں اور یہ صفت فرشتوں کی نہیں اور اسی طرح ہے وہ چیز کہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو فرشتوں اور مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے۔

تنبیہ: مشکل جانا ہے ابن تین نے قول اس کے کو ناسا من الجن اس طور سے کہ انسان جنات کی ضد ہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اس شخص کے قول کی بنا پر ہے جو کہتا ہے کہ وہ ناس سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں حرکت کے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے تقابل کے اس واسطے کہ کہا ناس من الانس وناس من الجن اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مشرک لوگ کہتے تھے کہ ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور فرشتے خود وسیلہ چاہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ اَلْآيَةَ.

وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ، آخر آیت تک۔

٤٣٤٦ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ قَالَ كَانَ

۴۳۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں وہ اپنے رب تک وسیلہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض جنات پوجے جاتے تھے سو وہ جنات مسلمان ہو گئے۔

نَاسٌ مِنَ الْجِنِّ يُعْبَدُوْنَ فَأَسْلَمُوْا.

فائدہ: یہ وہی پہلی حدیث ہے ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور مفعول یدعون کا محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے اولئك الذين يدعونهم آلهة يبتغون الى ربهم الوسيلة اور قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تدعون ہے ساتھ مثنات فوقانیہ کے اس بنا پر کہ واسطے خطاب کفار کے ہے اور قول اس کا ایهم اقرب معنی اس کے یہ ہیں کہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ ان میں اللہ کے نزدیک تر ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو۔

٤٣٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ﴾ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

۴۳۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد رؤیا سے اس آیت میں آنکھ سے دیکھنا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں دکھایا گیا اور مراد شجرہ ملعونہ سے جو قرآن میں واقع ہے تھوہر کا درخت ہے۔

فائدہ: نہیں تصریح کی ساتھ چیز مرئی کے یعنی کیا چیز دکھلائی گئی اور سعید بن منصور نے ابو مالک سے روایت کی ہے کہ مراد وہ چیز ہے کہ بیت المقدس کے راہ میں دکھلائی گئی اور میں نے اس کو معراج کی حدیث میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس حدیث کی ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ وہ خواب میں نہ تھا بلکہ بیداری میں تھا اور اس میں ایک اور قول بھی آیا ہے جیسا کہ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکے میں داخل ہوئے سو جب کافروں نے ان کو پھیرا تو بعض کے واسطے فتنہ ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اطلاق لفظ رؤیا کے اس چیز پر کہ دیکھے آنکھ بیداری میں اور یہ جو فرمایا کہ درخت ملعون تھوہر کا درخت ہے تو یہی ہے صحیح اور ذکر کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے چند اوپر دس تابعین سے پھر روایت کی ہے اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مراد شجرہ ملعونہ سے حکم بن ابی العاص اور اس کا بیٹا ہے اور عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خبر دیتا ہے کہ آگ میں ایک درخت ہے اور حالانکہ آگ درخت کو کھا جاتی ہے سو یہ ان کے واسطے فتنہ ہوا اور زقوم فعول ہے زقم سے اور وہ سخت لقمہ ہے اور تمیم کی لغت میں جس کھانے سے قے آئے اس کو زقوم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر ثقیل کھانا زقوم ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ صَلَاةَ الْفَجْرِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ فجر کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کہا مجاہد نے کہ قرآن فجر سے مراد نماز فجر کی ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو طبری نے مجاہد سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دن رات کے فرشتے اس میں جمع ہوتے ہیں۔

٤٣٤٨ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمِيْعِ عَلٰى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ دَرَجَةً وَّتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اِقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾.

۴۳۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس درجے افضل ہے اور جمع ہوتے ہیں فرشتے رات اور دن کے فجر کی نماز میں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ شاید کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں۔

٤٣٤٩ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ اٰدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ إِنَّ النَّاسَ يَصِيْرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًى كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانُ اشْفَعْ يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ

۴۳۴۹۔ آدم بن علی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ بیشک لوگ قیامت کے دن پھریں گے گھٹنوں پر بیٹھے ہر امت اپنے پیغمبر کے ساتھ ہوگی کہیں گے اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! یہاں تک کہ سفارش کی نوبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گی پس یہ دن ہے جس میں اللہ آپ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے گا۔

اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ.

فائدہ: روایت کی ہے نسائی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لوگ قیامت کے دن ایک مقام میں جمع ہوں گے سو پہلے پہل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جائے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے لبیك وسعدیك والخیر دفی یدیك والشر لیس الیك المهدی من هدیت عبدك وابن عبدك وبك والیك ولا ملجأ ولا منجأ منك الا الیك تبارکت وتعالیت سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ شاید تیرا رب تجھ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے اور نہیں ہے مخالفت درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو باب میں ہے اس واسطے کہ یہ کلام گویا مقدمہ ہے شفاعت کا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی ہلال کے طریق سے کہ مقام محمود جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ اور جبرئیل علیہ السلام کے درمیان ہوں گے تو محشر کے لوگ آپ کے اس مقام سے رشک کریں گے اور روایت کی ہے اس نے حسین بن علی کے طریق سے کہ ایک مرد نے اہل علم میں سے مجھ کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھینچی جائے گی زمین جیسے چمڑا کھینچا جاتا ہے، الحدیث۔ اور اس میں ہے کہ پھر مجھ کو سفارش کی اجازت ہوگی تو میں کہوں گا اے رب میرے! تیرے بندوں نے تیری عبادت کی زمین کی اطراف میں کہا پس یہ ہے مقام محمود اور پہلے گزر چکا ہے زکوۃ کے بیان میں کہ مراد ساتھ مقام محمود کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کے دروازے کا حلقہ پکڑیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کو حمد کا جھنڈا ملے گا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ عرش پر بیٹھیں گے۔ (فتح) اور یہ جو کہا ان الناس یصیرون یوم القیامة جثی تو اس کے معنی ایک یہ ہیں کہ لوگ پھریں گے قیامت کے دن جماعت جماعت۔

۴۳۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَ الصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۳۵۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جب اذان سنے تو یہ دعا اللہم سے وعدتہ تک پڑھے تو اس کو قیامت میں میری شفاعت پہنچے گی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بخشائیں گے اس دعا کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! اس پوری پکار اور ہمیشہ رہنے والی نماز کے مالک دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور بڑائی اور پہنچا اس کو اس مقام پر جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابواب الاذان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ يَزْهَقُ يَهْلِكُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا اور یزھق کے معنی ہیں ہلاک ہوتا ہے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿ان الباطل كان زهوقا﴾ یعنی بھاگنے والا اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یعنی ہلاک ہوا۔

٤٢٥١ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾.

۴۳۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں داخل ہوئے اور خانے کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہاتھ کی لکڑی سے چوکنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا کہ آیا دین سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا حق سے اور نہیں ظاہر ہوتا جھوٹ اور نہیں پھرتا۔

فائدہ: صحیح مسلم اور نسائی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داخل ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کے میں فتح مکہ کے وقت تھا اول اس کا فتح مکہ کے قصے میں ہے یہاں تک کہ کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں آئے یہاں تک کہ خانے کعبے کے گرد طواف کیا پھر ان بتوں پر گزرنا شروع کیا اس حال میں کہ کمان کی لکڑی سے ان کو چوکتے تھے اور فرماتے تھے کہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ اور اس حدیث کی شرح جنگ فتح مکہ میں گزر چکی ہے اور حق سے مراد اس آیت میں قرآن ہے اور یا توحید اور یا معجزے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر دلالت کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پوچھتے ہیں تجھ سے روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے۔

فائدہ: پوچھتے ہیں تجھ کو روح سے یعنی روح کی حقیقت سے یا اس کے حدوث یعنی پیدا ہونے سے تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے کہ اس کو کلمہ کن سے پیدا کیا بغیر اس کے کہ اس کا کوئی مادہ اور اصل ہو یہ معنی پہلی تقدیر پر ہیں یا موجود ہے ساتھ ایجاد اور احداث کے یا پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کے علم سے تو کہہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کی

شان سے ہے یعنی اس کا علم خاص اللہ تعالیٰ کو ہے کسی اور کو اللہ نے اس پر اطلاع نہیں دی صاحب کشاف نے کہا کہ اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ انہوں نے حقیقت روح کے علم سے سوال کیا تھا، روایت ہے کہ یہود نے کفار قریش سے کہا تھا کہ محمد ﷺ سے اصحاب کہف اور سکندر، ذوالقرنین اور روح کا حال پوچھو اگر ان تین چیزوں کے جواب سے چپ رہے تو وہ پیغمبر نہیں اور روح کے سوا دونوں چیزوں کا جواب دے تو پیغمبر ہے اس واسطے کہ ان کو تورات سے معلوم تھا کہ روح کی حقیقت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا سو حضرت ﷺ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال بتلایا اور روح کو مبہم چھوڑا اور جاننا چاہیے کہ روح کے معنی میں بہت اقوال ہیں چند اقوال کو ذکر کیا جاتا ہے بیضاوی نے کہا کہ مراد وہ امر ہے کہ آدمی اس کے ساتھ زندہ ہے اور مدبر ہے اس کے بدن میں اور بعض کہتے ہیں کہ جسم لطیف ہے شریک ہے جسموں کو صورت ظاہر اور اعضاء ظاہرہ میں کہ اس کے ساتھ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک نور ہے اللہ کے نوروں سے اور ایک زندگی ہے اس کی زندگی سے اور یہ اشعری سے منقول ہے کہ مراد نفس سے ہے کہ باہر سے اندر جاتا ہے اور کہا واقدی نے کہ مختار یہ ہے کہ جسم لطیف ہے کہ اس کے ساتھ زندگی پائی جاتی ہے اور جاننا چاہیے کہ مذہب اہل سنت اور جماعت کا یہ ہے کہ آدمیوں کی روحیں بدنوں سے پہلے پیدا ہوئی ہیں اور تعلق ان کا ساتھ بدنوں کے نیا ہے یا بعد استعداد اور قابلیت ہر بدن کے پیدا ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ روح بھی بدن کے ساتھ مر جاتی ہے یا نہیں؟ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہ مرتی ہے اور نہ پرانی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مر جاتی ہے گویا کہ مراد اس قائل کی یہ ہے کہ حرکتیں قولی اور فعلی کہ زندگی کے وقت میں رکھتا تھا اس سے صادر نہیں ہوتیں اور بعض کہتے ہیں کہ موت کے بعد روح بدن دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور اسی طرح ثواب بھی دونوں کو ہوتا ہے اور نعمت بھی دونوں کو حاصل ہوتی ہے۔ (تیسیر القاری)

۴۳۵۲ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ وَّهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُوْدُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَالَ مَا رَابَكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالُوْا سَلُوْهُ فَسَأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَأَمْسَكَ

۴۳۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا کھیتی میں اور آپ کھجور کی چھڑی پر تکیہ کیے تھے کہ اچانک یہود گزرے سو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو تو بعض نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ پیش آئے تم کو ساتھ ایسی چیز کے جس کو تم برا جانو سو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت پوچھی تو حضرت ﷺ چپ رہے ان کو کچھ جواب نہ دیا سو میں نے جانا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو میں اپنی اس جگہ میں کھڑا رہا پھر جب وحی اتر چکی تو

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾.

آپ ﷺ نے فرمایا یعنی یہ آیت پڑھی کہ پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کی تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر تھوڑا۔

فائدہ: مارابکم بہ راب فعل ماضی ہے ریب سے ساتھ شک کے اور ایک روایت میں حموی کی راب سے ہے ساتھ معنی اصلاح کے ہے اور کہا خطابی نے کہ ٹھیک مارابکم ہے ساتھ تقدیم ہمزہ کے اور ارب کے معنی ہیں حاجت یعنی تم کو اس کی کیا حاجت ہے اور اس کے معنی ظاہر ہیں اگر روایت اس کے مطابق ہو ہاں طبری کی روایت میں اسی طرح ہے یعنی ارب ساتھ معنی حاجت کے اور علم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ واقعہ مدینے کا تھا اور یہ دلالت کرتا ہے کہ نزول اس آیت کا مدینے میں تھا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہم کو کوئی چیز بتلاؤ کہ ہم اس مرد سے پوچھیں یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکے میں تھا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ متعدد ہو نزول ساتھ محمول کرنے سکوت آپ کے اوپر توقع زیادہ بیان کے اگر یہ جائز ہو، نہیں تو جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہود آپ پر گزرے تھے اور محمول ہوگا یہ اختلاف کہ دونوں فریق راہ میں ایک دوسرے سے ملے سو ہر فریق پر صادق آئے گا کہ وہ دوسرے پر گزرا اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو توحید میں ہے کہ بعض نے کہا قسم ہے ہم اس سے پوچھیں گے سو ایک مرد ان میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ اے محمد! روح کیا چیز ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ خبر دے ہم کو روح سے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ جس روح کا اس حدیث میں ذکر ہے جس کا انہوں نے سوال کیا تھا اس روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں بہت اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ آدمی کی روح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے روح حیوان کی ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ مراد جبریل علیہ السلام ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پانچواں قول یہ ہے کہ مراد قرآن ہے، چھٹا قول یہ ہے کہ مراد وحی ہے، ساتواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے دن تنہا صف میں کھڑا ہوگا، آٹھواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے گیارہ ہزار پر اور منہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے ستر ہزار زبان ہے اور ہر زبان کے واسطے ہزار بولی ہے اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے یعنی سبحان اللہ کہتا ہے اس کی ہر تسبیح سے اللہ فرشتہ پیدا کرتا ہے جو فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین یعنی سب سے نیچے کی زمین میں ہیں اور اس کا سر عرش کے پائے کے پاس ہے، نواں قول یہ ہے کہ مراد ایک مخلوق ہے جو آدمیوں کی طرح ہے ان کو روح کہا جاتا ہے

کھاتے ہیں اور پیتے ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ آسمان سے مگر کہ اس کے ساتھ اترتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ وہ ایک قسم فرشتوں کی ہے کہ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں، انتہی۔ کلامہ ملخصا اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمع ہوا ہے کلام اہل تفسیر کی سے بیچ معنی لفظ روح کے جو قرآن میں وارد ہے خاص اس آیت میں اور قرآن میں جتنی جگہ میں یہ لفظ واقع ہوا ہے ان میں سے یہ جگہ ہیں ﴿نزل به الروح الامين﴾ ﴿وكذلك اوحينا اليك روحا من امرنا﴾ ﴿يلقى الروح من امره﴾ ﴿ايدهم بروح منه﴾ ﴿يوم يقوم الروح والملائكة صفا﴾ ﴿تنزل الملائكة والروح﴾ سو مراد اول روح سے جبریل علیہ السلام ہے اور دوسرے سے قرآن ہے اور تیسرے سے وحی اور چوتھے سے قوت اور پانچواں اور چھٹا محتمل ہے واسطے جبریل علیہ السلام کے اور غیر اس کے کی احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ہو اور احتمال ہے کہ کوئی اور ہو اور عیسیٰ علیہ السلام پر روح اللہ کا اطلاق واقع ہوا ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر بھی روح اللہ بولا گیا ہے اور روایت کی ہے ابن اسحاق نے اپنی تفسیر میں ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ روح اللہ سے ہے اور ایک مخلوق ہے اللہ کی مخلوق سے اور صورتیں ہیں جیسے آدمیوں کی صورتیں ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ مگر کہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے اور ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ روح کی تفسیر نہیں کرتے تھے یعنی نہیں معین کرتے تھے کہ مراد آیت میں یہ چیز ہے اور کہا خطابی نے کہ اس آیت میں روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں کئی اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتے سے کہ اس کے واسطے بہت زبانیں ہیں اور اکثر علماء نے کہا کہ اس روح سے پوچھا تھا جس کے ساتھ بدن میں زندگی ہوتی ہے اور کہا اہل نظر نے کہ سوال کیا تھا انہوں نے کیفیت جاری ہونے روح کے سے بدن میں اور آمیز ہونے اس کے سے ساتھ اس کے اور یہی ہے وہ چیز جو خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ راجح یہ بات ہے کہ آدمی کی روح سے پوچھا تھا اس واسطے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا نہیں مانتے اور یہ جانتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہے اور یہ کہ فرشتے روحیں ہیں اور کہا امام فخر الدین رازی نے کہ مختار یہ ہے کہ انہوں نے اس روح سے پوچھا تھا جو سبب زندگی کا ہے اور یہ کہ جواب واقع ہوا ہے احسن وجہ پر اور اس کا بیان یہ ہے کہ سوال روح سے احتمال ہے کہ اس کی ماہیت سے ہو اور یہ کہ وہ ٹھکانا پکڑنے والا ہے یا نہیں اور کیا وہ حال ہے جگہ پکڑنے والی چیز میں یا نہیں اور کیا وہ قدیم ہے یا حادث اور کیا وہ باقی رہتا ہے بعد جدا ہونے اس کے بدن سے یا فنا ہو جاتا ہے اور کیا حقیقت ہے عذاب کرنے اس کے کی اور نعمت دینے اس کے کی اور سوائے اس کے متعلقات اس کے سے کہا اس نے اور نہیں ہے سوال میں وہ چیز جو خاص کرے ایک معنی کو ان معنوں سے مگر ظاہر تر یہ ہے کہ انہوں نے اس کی ماہیت سے سوال کیا تھا اور یہ کہ روح قدیم ہے یا حادث یعنی نیا پیدا اور جواب دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود مغایر ہے واسطے طبیعتوں اور خلطوں کے اور ترکیب ان کی کے سو وہ جوہر ہے بسیط مجرد نہیں پیدا ہوتا مگر ساتھ محدث کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے

''کن،، پس گویا کہ اللہ نے کہا کہ وہ موجود ہے پیدا ہوا ہے ساتھ امر اللہ کے اور پیدا کرنے اس کے کی اور واسطے اس کے تاثیر ہے بیچ فائدہ دینے زندگی بدن کے اور نہیں لازم آتا نہ معلوم ہونے کیفیت خاص اس کی سے نہ ہونا اس کا کہا اس نے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ امر کے بیچ قول اللہ کے ﴿من امر ربی﴾ فعل مانند قول اس کے کی ﴿وما امر فرعون برشید﴾ یعنی فعل اس کا سو جواب یہ ہوگا کہ روح میرے رب کے فعل سے ہے اگر ہو سوال کہ کیا وہ قدیم ہے یا حادث تو جواب یہ ہوگا کہ وہ حادث ہے یہاں تک کہ کہا کہ البتہ چپ اختیار کی ہے اگلے لوگوں نے بحث اور غور کرنے سے ان چیزوں میں اور ایک قوم نے اس میں بحث کی ہے سو ان کے اقوال مختلف ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ نفس ہے جو اندر گھستا ہے اور باہر نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ زندگی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک جسم لطیف ہے داخل ہوتا ہے سارے بدن میں اور بعض نے کہا کہ خون ہے یہاں تک کہ اس میں سو قول تک نوبت پہنچی ہے اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے بعض کلام والوں سے کہ ہر پیغمبر کے واسطے پانچ روحیں ہیں اور ہر ایماندار کے واسطے تین روحیں ہیں اور ہر زندہ کے واسطے ایک روح ہے اور کہا ابن عربی نے کہ اختلاف ہے روح اور نفس میں سو بعض نے کہا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کا غیر ہیں اور یہی حق بات ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں ایک چیز ہیں کہا اور کبھی روح کو نفس بھی کہا جاتا ہے اور بالعکس جیسے کہ روح اور نفس کو دل کہا جاتا ہے اور بالعکس اور کبھی تفسیر کی جاتی ہے روح سے ساتھ زندگی کے یہاں تک کہ متعدی ہوتا ہے یہ طرف غیر عقلاء کی بلکہ طرف بے جان چیز کی بطور مجاز کے اور یہ جو کہا کہ میں اسی جگہ کھڑا رہا تو ایک روایت میں ہے کہ میں ادب کے واسطے آپ سے پیچھے ہٹا تا کہ میرے نزدیک ہونے سے آپ کو تشویش نہ ہو اور یہ جو کہا ﴿من امر ربی﴾ تو کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ جواب اور یہ کہ روح من جملہ امر اللہ ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بیشک خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور نہیں جائز ہے کسی کو سوال کرنا اس سے کہا ابن قیم نے کہ نہیں مراد اس جگہ ساتھ امر کے طلب باتفاق اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے مامور ہے اور امر بولا جاتا ہے مامور پر مانند خلق کے مخلوق پر اور اسی قسم سے ہے ﴿ولما جآء امر ربك﴾ اور کہا ابن بطال نے کہ حقیقت روح کی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس حدیث کی دلیل سے اور حکمت بیچ مبہم رکھنے اس کے کی آزمانا خلقت کا ہے تا کہ معلوم کروائے ان کو عاجز ہونا ان کا علم اس چیز کے سے جس کو وہ نہیں پا سکتے یہاں تک کہ بے بس ہو کر علم کو اس کی طرف رد کریں یعنی کہیں اللہ اعلم۔ کہا قرطبی نے کہ حکمت بیچ اس کے ظاہر کرنا عجز آدمی کا ہے اس واسطے کہ جب وہ اپنی ذات کی حقیقت نہیں جانتا باوجود یقین کرنے کے ساتھ وجود اپنے کے تو اللہ کی حقیقت پانے سے عاجز ہونا اس کا بطریق اولی ہوگا اور ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ جس روح سے اس آیت میں سوال ہے مراد اس سے وہ چیز ہے جو اللہ کے اس قول میں واقع ہوئی ہے ﴿یوم یقوم الروح والملائکة صفا﴾ کہا اس نے اور بہر حال آدمیوں کی روحیں سو نہیں نام رکھا گیا ہے ان کا قرآن میں مگر

نفس اور نہیں دلالت ہے اس میں اس چیز پر جس کو اس نے ترجیح دی ہے بلکہ راجح پہلا قول ہے کہ مراد روح آدمی کی ہے اس واسطے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قصے میں کہ انہوں نے روح سے سوال کیا تھا اور کس طرح عذاب ہوتا ہے روح کو جو بدن میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روح اللہ سے ہے سو یہ آیت اتری کہ پوچھتے ہیں تجھ سے روح کو اور کہا بعض نے کہ نہیں دلالت ہے آیت میں اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو روح کی حقیقت پر اطلاع نہیں دی بلکہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی ہو اور کسی کو بتلانے کی اجازت نہ دی ہو اور قیامت کے علم میں بھی انہوں نے اسی طرح کہا ہے اور جن لوگوں نے روح میں کلام کرنے سے باز رہنا مناسب جانا ان میں سے ہے استاد طائفہ کا ابوالقاسم کہ اس نے کہا کہ اولیٰ باز رہنا اس سے ہے اور ادب سیکھنا ساتھ ادب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر نقل کیا یعنی صاحب عوارق المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی **کذا فی الفتح** اس نے جنید سے کہ اس نے کہا کہ روح کی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور نہیں اطلاع دی اللہ نے اس پر کسی کو اپنی مخلوق سے سو نہیں جائز ہے عبارت بولنا اس سے زیادہ موجود سے یعنی صرف اتنا کہنا جائز ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود اس کے سوا اور کچھ کہنا جائز نہیں اور اس پر چلی ہے ایک جماعت اہل تفسیر کی اور جس نے اس میں بحث شروع کی ہے اس نے جواب دیا ہے کہ یہود نے تعجیز اور تغلیط کے واسطے سوال کیا تھا اس واسطے کہ اس کا اطلاق بہت چیزوں پر آتا ہے سو ان کے دل میں یہ بات تھی کہ جس چیز کے ساتھ جواب دے گا ہم کہیں گے کہ یہ مراد نہیں سو اللہ نے ان کے مکر کو رد کیا اور جس طرح کہ ان کا سوال مجمل تھا اسی طرح ان کو جواب بھی مجمل ہی دیا اور کہا سہروردی نے کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بحث کرنا منع ہے واسطے ختم کرنے آیت کے ساتھ قول اپنے کے ﴿**وما اوتیتم من العلم الا قلیلا**﴾ یعنی ٹھہرایا روح کے حکم کو علم کثیر سے جو تم کو نہیں ملا سو اس سے مت پوچھو اس واسطے کہ وہ رازوں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کے کی امر ربی ہونا روح کا ہے عالم امر سے جو عالم ملکوت کا ہے نہ عالم خلق کا جو عالم غیب اور شہادت کا ہے اور بعض متاخر صوفیوں نے روح سے بحث کی ہے اور تصریح کی ہے بعض نے ساتھ پہچاننے حقیقت اس کی کے اور عیب کیا ہے اس نے اس پر جو اس سے باز رہا اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے اپنی کتاب الروح میں محمد بن نصر مروزی سے جو امام ہے اطلاع پانے والا اوپر اختلاف احکام کے اصحاب کے زمانے سے فقہاء امصار کے زمانے تک کہ اس نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ روح مخلوق ہے یعنی پیدا کیا ہوا ہے اور اس کو قدیم کہنا تو صرف بعض غالی رافضیوں اور متصوفہ سے منقول ہے اور اختلاف ہے کہ کیا دنیا کے فنا ہونے کے وقت وہ بھی فنا ہو جائے گا قیامت کے قائم ہونے سے پہلے یا بدستور باقی رہے گا اس میں دو قول ہیں یعنی ایک پہلا اور ایک دوسرا، واللہ اعلم۔ اور واقع ہوا ہے بعض تفسیروں میں کہ حکمت بیچ سوال یہود کے روح سے یہ ہے کہ ان کے پاس تورات میں لکھا تھا کہ آدمی کی روح کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا سو انہوں نے کہا کہ ہم اسے پوچھتے ہیں سو اگر

اس کو بیان کرے تو وہ پیغمبر ہے اور یہی معنی ہیں ان کے اس قول کے کہ نہ لائے ایسی چیز جس کو تم برا جانو یعنی اگر اس نے اللہ کی وحی سے اس کو بیان کر دیا تو اس کا پیغمبر ہونا ثابت ہو جائے گا اور روایت کی ہے طبری نے ابراہیم سے اس قصے میں کہ یہ آیت اتری تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی ایسا ہی لکھا ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مخاطب ساتھ اس آیت کے یہود ہیں لیکن وہ شامل ہے سب خلقت کے علم کو بہ نسبت علم اللہ کے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جس کی طرف میں نے اول باب میں اشارہ کیا ہے کہ یہود نے جب یہ آیت سنی تو کہا کہ ہم کو بہت علم دیا گیا ہے ہم کو توارت ملی ہے سو یہ آیت اتری ﴿لو کان البحر مداد ا لکلمات ربی﴾ یعنی اگر سمندر سیاہی ہوں کہ لکھے تیرے رب کی باتیں تو البتہ ختم ہو جائے سمندر پہلے اس سے کہ ختم ہوں میرے رب کی باتیں، کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ جو کہا الا قلیلا تو یہ استثناء ہے علم سے یعنی مگر علم تھوڑا یا اعطا سے ہے یعنی اعطا تھوڑا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے جائز ہے سوال کرنا عالم سے اس کے کھڑے ہونے اور چلنے کی حالت میں جب کہ یہ اس پر بھاری نہ پڑے اور اس میں بیان ہے ادب اصحاب کے کا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو ظن پر اور توقف کرنا جواب دینے سے ساتھ اجتہاد کے واسطے اس شخص کے جس کو نص کی توقع ہو اور یہ کہ بعض معلومات ایسی ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور یہ کہ امر کبھی وارد ہوتا ہے واسطے غیر طلب کے، واللہ اعلم ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تو نہ پکار قرآن کو اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔

٤٣٥٣ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَآءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ

۴۳۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آتری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے یعنی اول اسلام میں جب اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو بھی برا کہتے اور اس کے اتارنے والے کو بھی اور اس کے لانے والے کو بھی سو اللہ نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی اپنی قرأت کو کہ مشرکین سن کر قرآن کو برا کہیں گے اور نہ اس کو اپنے اصحاب سے آہستہ پڑھ اس طور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَآءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾.

سے کہ تو ان کو نہ سنائے اور ڈھونڈ لے درمیان اس کے راہ۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے اور مشرکوں کو سناتے تھے تو مشرکین آپ کو تکلیف دیتے تھے اور تفسیر کیا ہے اس کو باب کی روایت میں ساتھ قول اپنے کے کہ قرآن کو برا کہتے تھے اور سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ قرآن کو پکار کر مت پڑھ کہ ہمارے معبودوں کو تکلیف پہنچتی ہے سو ہم تیرے اللہ کی ہجو کریں گے اور یہ جو کہا کہ نہ بلند کر اپنی نماز کو یعنی اپنی قرأت کو تو طبری کی روایت میں ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ بلند کر اپنی آواز کو ساتھ قرأت قرآن کے پکار نا سخت کہ مشرکین سن کر تم کو تکلیف دیں گے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی نہ پست کر اپنی آواز کو یہاں تک کہ تو خود بھی نہ سن سکے اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔ (فتح)

٤٣٥٤ ـ حَدَّثَنِيْ طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَتْ أُنْزِلَ ذٰلِكَ فِي الدُّعَآءِ.

۴۳۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کر پڑھ اور نہ اس کو آہستہ پڑھ، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت دعا کے حق میں اتری کہ نہ بہت پکار کر مانگنا چاہیے اور نہ بہت آہستہ۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور روایت کی ہے یہ حدیث طبری نے ہشام سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ تشہد میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تھے تو کہتے تھے الٰہی! روزی دے ہم کو مال اور اولاد اور ترجیح دی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کہا اس واسطے کہ وہ صحیح تر ہے پھر سند کے ساتھ عطا سے روایت کی کہا کہ ایک قوم نے کہا کہ وہ نماز کے حق میں ہے اور ایک قوم نے کہا کہ وہ دعا کے حق میں اتری، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل کی طرح تاویل آئی ہے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ دعا کے حق میں اتری اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے عطا اور مجاہد اور سعید اور مکحول سے اور نووی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ترجیح دی ہے جیسا کہ طبری نے اس کو ترجیح دی ہے لیکن احتمال ہے کہ دونوں کے درمیان تطبیق دی جائے ساتھ اس طور کے کہ وہ نماز کے اندر دعا میں اتری اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے پاس نماز پڑھتے تھے تو پکار کر دعا مانگتے تھے سو یہ آیت اتری اور اہل تفسیر سے اس باب میں اور بھی بہت قول آئے

ہیں ان میں سے ایک یہ ہے جو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ نماز پڑھ واسطے دکھانے لوگوں کے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی اس کو ان کے ڈر سے نہ چھوڑ دے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ نہ پکار کر پڑھ اپنی قرأت کو یعنی دن میں اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی رات میں اور بعض کہتے ہیں کہ آیت دعا میں ہے اور وہ منسوخ ہے ساتھ آیت ﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیه﴾ کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

سورۂ کہف کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ تَتْرُكُهُمْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ تقرضهم کے معنی ہیں چھوڑ جاتا ہے ان کو یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿تقرضهم ذات الشمال﴾ یعنی چھوڑ جاتا ہے ان کو سورج بائیں طرف۔

﴿وَكَانَ لَهُ ثُمُرٌ﴾ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ.

یعنی اللہ کے قول ﴿وکان له ثمر﴾ میں ثمر سے مراد سونا اور چاندی ہے اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ ثمر ساتھ پیش کے جمع ثمر کی ہے ساتھ دو زبر کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اس کے قول جماعة الثمر کے معنی ہیں کہ ثمرة کی جمع ثمار ہے اور ثمار کی جمع ثمر ہے یعنی ثمر ساتھ دو پیش کے جمع الجمع ہے۔ (فتح)

﴿بَاخِعٌ﴾ مُهْلِكٌ.

یعنی باخع کے معنی ہیں ہلاک کرنے والا۔

فائدہ: یہ اللہ نے فرمایا ﴿ولعلك باخع نفسك﴾ یعنی شاید تو اپنی جان کو ہلاک کرنے والا ہے۔

﴿أَسَفًا﴾ نَدَمًا.

یعنی اسفا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا﴾ میں پچھتانا ہے یعنی اگر نہ ایمان لائیں ساتھ اس بات کے پچھتا کر اور کہا قتادہ نے کہ اس کے معنی ہیں غم ہے۔

﴿الْكَهْفُ﴾ اَلْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ.

یعنی کہف کے معنی ہیں غار پہاڑ میں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ان اصحاب الکهف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا﴾ یعنی کھوہ اور سرنگ والے ہماری قدرتوں میں عجب تھے۔

وَالرَّقِيْمُ الْكِتَابُ ﴿مَرْقُوْمٌ﴾ مَكْتُوْبٌ مِنَ الرَّقْمِ.

یعنی رقیم کے معنی آیت مذکورہ میں ہیں نوشتہ اور مرقوم کے معنی ہیں لکھا ہوا مشتق ہے رقم سے ساتھ معنی لکھنے کے

فائدہ: رقیم کے معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ غار ہے پہاڑ میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نام

ہے ایک وادی کا درمیان ایلہ اور غضبان کے اور ایلہ نزدیک فلسطین کے ہے اور اصحاب کہف اس وادی میں تھے کعب نے کہا کہ ان کے گاؤں کا نام ہے۔ (ت)

﴿رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا ﴿لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا﴾.

یعنی ربطنا علی قلوبھم کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو صبر الہام کیا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وربطنا علی قلوبھم﴾ ﴿لولا ان ربطنا علی قلبها﴾ یعنی اسی مادے سے ہے اس جگہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے واسطے موافقت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ سورۂ قصص میں ہے۔

﴿شَطَطًا﴾ إِفْرَاطًا.

یعنی شططا کے معنی ہیں زیادتی۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿لقد قلنا اذا شططا﴾ یعنی البتہ کہی ہم نے بات زیادتی کی یعنی حق سے دور۔

اَلْوَصِيْدُ الْفِنَاءُ جَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيْدُ الْبَابُ ﴿مُؤْصَدَةٌ﴾ مُطْبَقَةٌ آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ.

یعنی معنی وصید کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وکلبھم باسط ذراعيه بالوصيد﴾ صحن کے ہیں اور جمع اس کی وصائد اور وصد ہے اور کہا جاتا ہے کہ وصید کے معنی دروازے کے بھی ہیں اور موصدة کے معنی ہیں دروازہ بند کیا ہوا اور کہا جاتا ہے اصد الباب واوصده یعنی بند کیا اس نے دروازے کو۔

﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾ أَحْيَيْنَاهُمْ.

یعنی بعثنا کے معنی ہیں ہم نے ان کو زندہ کیا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وکذلك بعثناهم ليتساءلوا بينهم﴾ یعنی اسی طرح ان کو زندہ کیا ہم نے تاکہ آپس میں پوچھیں اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے عکرمہ سے کہا کہ اصحاب کہف بادشاہزادے تھے گوشہ گیر ہوئے اپنی قوم سے پہاڑ کے غار میں سو جھگڑا کیا انہوں نے روح اور بدن میں کسی نے کہا کہ قیامت کے دن روح اور بدن دونوں اٹھائے جائیں گے اور کسی نے کہا کہ فقط روح ہی اٹھایا جائے گا اور بدن کو تو زمین کھا جاتی ہے سو اللہ نے ان کو مارا پھر زندہ کیا پھر اس نے باقی قصہ بیان کیا یعنی جو قرآن میں ہے۔ (فتح)

﴿أَزْكٰى﴾ أَكْثَرُ وَيُقَالُ أَحَلُّ وَيُقَالُ أَكْثَرُ رَيْعًا.

اور ازکی کے معنی ہیں اکثر یعنی جو شہر والوں کا زیادہ کھانا ہے وہ لائے اور بعض کہتے ہیں کہ ازکی کے معنی ہیں زیادہ حلال کھانا اور بعض کہتے ہیں کہ ازکی کے معنی

ہیں اکثر لطافت میں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اس کے ہیں زیادہ تر حلال اور ان کا دستور تھا کہ بتوں کے واسطے جانور ذبح کرتے تھے یعنی اس آیت میں ﴿فلینظر ایھا ازکی طعاما﴾ یعنی سوچا ہیے کہ غور کرے کہ کون سا کھانا اس شہر کا ستھرا ہے؟۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُكُلَهَا﴾ ثَمَرُهَا. یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اکلھا کے معنی ہیں پھل اس کا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کلتا الجنتین آتت اکلھا﴾ یعنی دونوں باغ لائے اپنا پھل۔

﴿وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ لَمْ تَنْقُصْ. یعنی ولم تظلم کے معنی ہیں نہ گھٹایا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ولم تظلم منه شیئا﴾ یعنی نہ گھٹایا اس میں سے کچھ۔

وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيْمُ اللَّوْحُ مِنْ رَصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَآئَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِيْ خِزَانَتِهِ. یعنی اور کہا سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رقیم کے معنی ہیں تختی قلعی کی ان کے حاکم نے ان کے نام اس پر لکھ کر اس کو اپنے خزانے میں ڈال دیا تھا۔

فائدہ: شرح میں یہ عبارت بخاری کے قول الرقیم الکتاب کے ساتھ متصل ہے شاید متن میں یہاں قلم ناسخ سے سہوا لکھی گئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رقیم کو نہ پہچانتا تھا کہ کیا ہے پھر میں نے اس سے پوچھا تو میرے واسطے کہا گیا کہ وہ اس گاؤں کا نام ہے جس سے وہ نکلے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا. یعنی اللہ نے ان کے کانوں پر پردہ ڈالا سو وہ سو گئے یعنی ﴿فضربنا علی آذانھم﴾ کے معنی ہیں کہ وہ سو گئے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ وَأَلَتْ تَئِلُ تَنْجُوْ. یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ والت تئل کے معنی ہیں نجات پائے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿لن یجدوا من دونه موئلا﴾ یعنی بلکہ ان کے واسطے ایک وعدہ ہے کہ نہ پائیں گے اس سے علاوہ خلاصی کی جگہ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْئِلًا﴾ مَحْرِزًا. یعنی اور کہا مجاہد نے کہ موئلا کے معنی ہیں جگہ پناہ کی۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ موئل مشتق ہے وال یئیل سے مثل ضرب یضرب کے اور یئل ساتھ معنی نجات پانے کے ہے پس موئل ساتھ معنی ملجا کے ہے یعنی پناہ کی جگہ اور اصل موئل کے معنی ہیں مرجع یعنی جگہ پھرنے کی۔ (ت)

﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾ لَا يَعْقِلُوْنَ. یعنی لا یستطیعون کے معنی ہیں نہیں سمجھتے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو۔

۴۳۵۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ قَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ.

۴۳۵۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رات کو اس کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تم دونوں تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مختصر ذکر کی اور مقصود باب کا ذکر نہیں یعنی جو خبر حدیث کی اس ترجمہ کے مطابق تھی اس کو ذکر نہیں کیا تو یہ اس کی عادت کی بنا پر ہے کہ مطلب کو چھپا رکھتا ہے اور اشارہ کر دیتا ہے اور یہ اکثر اس کی عادت ہے اس کتاب میں جیسے کہ ناظر پر پوشیدہ نہیں اور اس حدیث کی پوری شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے اور اس میں ذکر ہے آیت مذکورہ کا اور قول حضرت ﷺ کا اس کے آخر میں کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ زیادہ کیا ہے صغانی کے نسخے میں اور ذکر کیا ہے حدیث اور آیت کو اس قول تک اکثر شیء جدلا۔ (فتح)

﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾ لَمْ يَسْتَبِنْ.

یعنی رجما بالغیب کے معنی ہیں کہ ظاہر نہیں ہوا یعنی ان کو معلوم نہیں کہ اصحاب کہف کتنے مرد تھے بن دیکھے پتھر چلاتا ہے۔

فائدہ: اور لوگوں کو اصحاب کہف کی تعداد میں اختلاف ہے بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ تین ہیں چوتھا کتا ہے کہا گیا کہ یہ قول یہود کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نصاریٰ نجران کے سردار کا قول ہے اور کہا نصاریٰ نے کہ پانچ ہیں چھٹا کتا ہے اور ان دونوں قولوں کے پیچھے اللہ نے رجما بالغیب فرمایا اور کہا مسلمانوں نے ساتھ خبر دینے حضرت ﷺ کے کہ سات ہیں آٹھواں کتا ہے۔ (ق)

﴿فُرُطًا﴾ يُقَالُ نَدَمًا.

یعنی فرطا کے معنی ہیں پچھتانا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وکان امرہ فرطا﴾ یعنی تھا کام اس کا پچھتانا، اور کہا ابو عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ فرطا کے معنی ہیں ضائع کرنا اور بے جا خرچ کرنا۔

﴿سُرَادِقُهَا﴾ مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ

یعنی سرادق کے معنی ہیں قناتیں جیسے خیموں کی قناتیں

الَّتِیْ تُطِیْفُ بِالْفَسَاطِیْطِ. ہوتی ہیں اور وہ ایک حجرہ ہے جس کا اردگرد خیموں سے گھیرا گیا ہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انا اعتدنا للظالمین نارا احاط بهم سرادقها﴾ یعنی ہم نے تیار کی ہے واسطے ظالموں کے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اس کی قناتیں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد سرادق سے آگ کی دیوار ہے۔

﴿یُحَاوِرُهُ﴾ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ. یعنی یحاورہ مشتق ہے محاورہ سے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وهو یحاوره﴾ اور وہ اس سے گفتگو کرنے لگا اور محاورہ کے معنی ہیں گفتگو کرنا۔

﴿لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ﴾ أَیْ لٰكِنْ أَنَا ﴿هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ﴾ ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ وَأَدْغَمَ إِحْدَى النُّوْنَیْنِ فِی الْأُخْرٰی. یعنی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لكنا هو الله ربی﴾ اصل میں یوں تھا لکن انا هو الله ربی پھر حذف کیا الف کو اور ادغام کیا ایک نون دوسرے میں۔

﴿زَلَقًا﴾ لَا یَثْبُتُ فِیْهِ قَدَمٌ. اور زلقا کے معنی ہیں جس میں قدم نہ ٹھہرے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فتصبح صعیدا زلقا﴾ یعنی ہو جائے زمین میدان جس میں پاؤں نہ ٹھہرے۔

﴿هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ﴾ مَصْدَرُ الْوَلِیِّ. یعنی ولایت اللہ کے قول ﴿هنالك الولاية﴾ میں مصدر ہے ولی کا یعنی وہاں سب اختیار اللہ کا ہے۔

فائدہ: یعنی ولی مشتق ہے ولایت سے اور جمہور کی قرأت ساتھ فتح واؤ کے ہے اور بعض زیر واؤ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور انکار کیا ہے اس سے ابو عمر اور اصمعی نے اس واسطے کہ جو زیر کے ساتھ ہے اس کے معنی بادشاہی اور سرداری کے ہیں اور وہ اس جگہ ٹھیک نہیں آتے اور بعض نے کہا کہ دونوں کے ایک معنی ہیں خواہ زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے۔ (فتح)

﴿عُقُبًا﴾ عَاقِبَةٌ وَّعُقْبٰی وَعُقْبَةٌ وَّاحِدٌ وَّهِیَ الْاٰخِرَةُ. اور عقبا کے معنی ہیں عاقب یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿خیر عقبا﴾ یعنی بہتر ہے از روئے بدلہ دینے کے اور عقبیٰ اور عقبہ کے ایک معنی ہیں اور وہ آخرت ہے۔

فائدہ: یعنی ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخرت۔

﴿قِبَلًا﴾ وَقَبَلًا وَقُبُلًا اِسْتِئْنَافًا. یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں سامنے آنا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿او یاتیهم العذاب قبلا﴾ یعنی یا آئے ان کو عذاب سامنے۔

﴿لِیُدْحِضُوْا﴾ لِیُزِیْلُوْا الدَّحْضُ الزَّلَقُ. یعنی لیدحضوا کے معنی ہیں تاکہ دور کریں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿لیدحضوا به الحق﴾ یعنی تا کہ دور کریں ساتھ اس کے حق کو اور دحض کے معنی ہیں پھسلنا، کہا جاتا ہے مکان دحض یعنی مکان ہے پھسلانے والا اس میں کسی جانور کا قدم اور کھر نہیں ٹھہر سکتا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾ زَمَانًا وَّجَمْعُهُ أَحْقَابٌ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو کہ میں ہمیشہ چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤں بہت زمانہ اور حقب کی جمع احقاب ہے۔

فائدہ: مجمع البحرین کی جگہ میں اختلاف ہے روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ وہ فارس اور روم کا سمندر ہے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ دونوں کر اور رس ہیں جس جگہ سمندر میں گرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بحر اردن اور قلزم ہے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ مجمع البحرین طنجہ میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ارمینیہ کا سمندر ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ افریقہ میں ہے اور یہ سخت اختلاف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ سے کہ حقب کے معنی ہیں زمانہ اور ابن منذر نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اسی برس کا ہوتا ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ ستر برس کا ہوتا ہے۔

٤٤٥٦ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى صَاحِبَ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ مُوْسٰى قَامَ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِيْ عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِيْ بِهِ قَالَ تَأْخُذُ

۴۴۵۶۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں یعنی جو موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا وہ اور ہے اور جو موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں مشہور پیغمبر ہوئے ہیں وہ اور ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن نوف جھوٹا ہے حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو کسی نے پوچھا کہ آدمیوں میں کون بڑا عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا یعنی یوں نہ کہا، واللہ اعلم۔ چونکہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ بیشک میرا ایک بندہ ہے دو سمندروں کے سنگم کے پاس وہ

مَعَكَ حُوْتًا فَتَجْعَلُهُ فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِيْ مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ حَتّٰى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُوْسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ وَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنِ الْحُوْتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُّخْبِرَهُ بِالْحُوْتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوْسٰى ﴿لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوْسَى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَا الْمَكَانَ الَّذِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ قَالَ فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَّلِمُوْسٰى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوْسٰى ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِيْ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ قَالَ رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتّٰى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُّسَجًّى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ

تجھ سے زیادہ عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرا اور اس کا کیسے ملاپ ہو؟ اللہ نے فرمایا کہ تو اپنے ساتھ ایک بھنی ہوئی مچھلی کو لے پھر اس کو ایک زنبیل یعنی ٹوکری میں رکھ سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے چھوٹ جائے تو وہ اسی جگہ میں ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی پھر روانہ ہوئے اور اپنے خادم یوشع بن نون کو اپنے ساتھ لیا یہاں تک کہ جب سنگم کے پتھر کے پاس آئے تو دونوں سر ٹیک کر سو گئے اور مچھلی آب حیات کی تاثیر سے پھڑکی اور اس سے نکل کر سمندر میں گر پڑی اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بنا کر اور اللہ نے جہاں سے مچھلی گئی تھی پانی کا بہاؤ بند کر رکھا سو وہ طاق سا ہو گیا پھر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو ان کے ساتھی یعنی یوشع ان سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گئے سو وہ دونوں چلے جتا کہ رات اور دن باقی رہا یہاں تک کہ جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ لا ہمارے پاس ہمارا چاشت کا کھانا البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے ان کے خادم نے کہا یہ تو بتلایئے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس تو میں مچھلی کا قصہ کہنا آپ سے بھول گیا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے اور راہ لی مچھلی نے دریا میں عجیب طرح یعنی بھنی مچھلی کا زندہ ہو کر دریا میں چلا جانا اور اس کی راہ میں دریا کے پانی کا خشک ہو جانا عجیب بات ہے کہ کبھی دیکھنے سننے میں نہیں آئی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مچھلی نے تو راہ لی اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کو تعجب ہوا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے قدموں چلے حضرت ﷺ

لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ ﴿إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ يَا مُوْسٰى إِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهٗ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهٗ فَقَالَ مُوْسٰى ﴿سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا أَعْصِيْ لَكَ أَمْرًا﴾ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوْهُمْ أَنْ يَّحْمِلُوْهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِّنْ أَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ بِالْقَدُوْمِ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ قَدْ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا﴾ قَالَ ﴿أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ ﴿لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُّوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ

نے فرمایا سو وہ دونوں پھرے قدم پر قدم ڈالتے یعنی اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈھتے یہاں تک کہ سنگم کے پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کہا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں؟ یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیسے کہا؟ سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! میں تیرے پاس آیا ہوں تا کہ تو مجھ کو سکھلائے جو اللہ نے تجھ کو علم سکھلایا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا کہ بیشک تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا، اے موسیٰ! اللہ کے بے شمار علم سے مجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو اللہ نے سکھلایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور تجھ کو اللہ کے علم سے ایک علم ہے کہ تجھ کو اللہ نے سکھلایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھ کو ثابت پائے گا اور میں تیرے حکم کے برخلاف نہ کروں گا پھر خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک کہ میں اس کا ذکر نہ کروں پھر دونوں روانہ ہوئے دریا کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے سو ادھر سے ایک کشتی گزری تو کشتی والوں سے تینوں آدمیوں کے چڑھا لینے کی بات چیت کی سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو کرایہ لینے کے بغیر چڑھا لیا پھر جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو کچھ دیر نہ لگی کہ خضر علیہ السلام نے کلہاڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ تو لوگوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی

عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ وَهٰذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولَى ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ﴾ قَالَ مَائِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ.

خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ بیشک تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھولے سے کہا معاف کیجیے تنگی نہ پکڑیے، راوی نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایک چڑیا آئی سو کشتی کے کنارے پر بیٹھی پھر اس نے ایک بار سمندر میں چونچ ڈبوئی سو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں ہے میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم سے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑیا نے اس سمندر سے پانی لیا یعنی اللہ کا علم مثل سمندر کے ہے اور ہمارا اور تمہارا علم قطرے کے برابر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں اٹھایا پھر دونوں کشتی سے نکلے سو جس حال میں کہ وہ سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے کہ یکایک خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے سو خضر علیہ السلام نے اس کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑا پھر اس کا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا سو اس کو مار ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں یعنی اس نے کسی کا خون نہ کیا تھا جس کے بدلے تو اس کو مارتا البتہ تجھ سے برا کام ہوا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا بھلا میں نے تجھ سے نہ کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوسرا عتاب پہلے سے بہت کڑا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں تجھ سے کوئی بات پوچھوں اسکے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا تو نے میرا عذر بہت مانا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے ان لوگوں سے کھانا مانگا تو ان لوگوں نے ان کی مہمانی نہ کی سو دونوں نے ایک دیوار کو پایا

کہ گرنا چاہتی تھی، راوی نے کہا کہ وہ جھک رہی تھی سو خضر علیہ السلام نے اٹھ کر اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ قوم والے ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے سو انہوں نے نہ ہم کو کھانا کھلایا نہ ہماری ضیافت کی اگر تو چاہتا تو دیوار کے سیدھے کر دینے کی مزدوری لیتا، خضر علیہ السلام نے کہا اسی وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں تجھ کو بیان ان تین باتوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قصہ ان کا ہم کو معلوم ہوتا اور اللہ کے کاموں کی حکمتیں بہت لوگوں کو معلوم ہوتیں، کہا سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ﴿وورائهم ملك﴾ کی جگہ امامهم ملك پڑھتے تھے اور اس میں صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور اگلی آیت کو یوں پڑھتے تھے واما الغلام فكان كافر او كان ابواه مومنين یعنی اور قرآن میں مشہور قرأت یوں ہے ﴿واما الغلام فكان ابواه مؤمنين﴾ اور پہلی قرأت شاذ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ ﴿وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر جب پہنچے دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں تو بھول گئے اپنی مچھلی کو سو اس نے اپنی راہ لی سمندر میں سرنگ بنا کر اور سربا کے معنی ہیں جگہ جانے کی یعنی راہ اور یسرب کے معنی ہیں چلتا ہے اور اسی باب سے ہے سارب بالنهار جو سورۂ رعد میں واقع ہے یعنی چلنے والا۔

۴۳۵۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ

۴۳۵۷۔ کہا سعید نے کہ البتہ ہم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے ان کے گھر میں جب کہ کہا مجھ سے پوچھو یعنی جو

قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَّ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ بَيْتِهِ إِذْ قَالَ سَلُوْنِيْ قُلْتُ أَيْ أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ بِالْكُوْفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوْسٰى نَبِيِّ إِسْرَائِيْلَ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِيْ قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَأَمَّا يَعْلٰى فَقَالَ لِيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتّٰى إِذَا فَاضَتِ الْعُيُوْنُ وَرَقَّتِ الْقُلُوْبُ وَلّٰى فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللّٰهِ قِيْلَ بَلٰى قَالَ أَيْ رَبِّ فَأَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَيْ رَبِّ اجْعَلْ لِيْ عَلَمًا أَعْلَمُ ذٰلِكَ بِهِ فَقَالَ لِيْ عَمْرٌو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ وَقَالَ لِيْ يَعْلٰى قَالَ خُذْ نُوْنًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِيْ مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِيْ بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ قَالَ مَا كَلَّفْتَ كَثِيْرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ﴾

چاہو، میں نے کہا اے ابوالعباس! اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے، کوفہ میں ایک مرد ہے واعظ جو لوگوں پر قصے بیان کرتا ہے اس کو نوف کہا جاتا ہے یعنی اس کا نام نوف ہے وہ گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں، عمرو نے تو مجھ کو کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اور یعلی نے مجھ سے یوں کہا کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغمبر ہے ایک دن انہوں نے لوگوں کو وعظ کیا یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ دے کر چلے سو ایک مرد نے ان کو پایا سو اس نے کہا اے پیغمبر اللہ کے کیا زمین میں کوئی زیادہ تجھ سے عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! تو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ انہوں نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اللہ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! تجھ سے زیادہ عالم بھی ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! وہ کہاں ہے؟ فرمایا دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرے واسطے کوئی نشانی ٹھہرا جس سے میں اس جگہ کو جانوں، یعنی جس جگہ میں ہیں طلب کروں، ابن جریج کہتا ہے سو عمرو نے مجھ سے کہا جس جگہ مچھلی تجھ سے جدا ہو یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا اور یعلی نے مجھ سے کہا کہ اپنے ساتھ مری ہوئی مچھلی لے یعنی بھنی ہوئی مچھلی لے جس جگہ اس میں روح پھونکی جائے یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی اور اپنے خادم سے کہا کہ میں تجھ کو تکلیف نہیں دیتا مگر یہ کہ تو مجھ کو خبر کر دے اس جگہ کی جس جگہ تجھ سے مچھلی جدا ہو اس نے کہا کہ یہ کچھ بڑی بات نہیں سو یہی

يُوشَعَ بْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا
هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرْيَانَ إِذْ
تَضَرَّبَ الْحُوتُ وَمُوسٰى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ
لَا أُوقِظُهُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ
وَتَضَرَّبَ الْحُوتُ حَتّٰى دَخَلَ الْبَحْرَ
فَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتّٰى كَأَنَّ
أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ قَالَ لِي عَمْرٌو هٰكَذَا كَأَنَّ
أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ
تَلِيَانِهِمَا ﴿لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾
قَالَ قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ
هٰذِهِ عَنْ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا
خَضِرًا قَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ
عَلٰى طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلٰى كَبِدِ الْبَحْرِ.
قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ
طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ
فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسٰى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ
وَقَالَ هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ
أَنَا مُوسٰى قَالَ مُوسٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ
نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي
مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ
التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ يَا
مُوسٰى إِنَّ لِي عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ
وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ
طَائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا
عِلْمِي وَمَا عِلْمُكَ فِي جَنْبِ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا

مطلب ہے اللہ کے اس قول کا قرآن میں کہ جب کہا
موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون سے یہ زیادتی
سعید رضی اللہ عنہ سے نہیں، یعنی ابن جریج نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے
خادم کا نام سعید کی روایت میں نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو
جس حالت میں کہ وہ پتھر کے سائے میں لیٹے تھے تر جگہ میں
کہ اچانک مچھلی پھڑکی اور موسیٰ علیہ السلام سوتے تھے تو ان کے
خادم نے کہا کہ میں ان کو نہیں جگاتا یہاں تک کہ جب جاگے
تو ان کا خادم ان کو مچھلی کی خبر دینا بھول گیا اور مچھلی پھڑکی
یہاں تک کہ دریا میں داخل ہوئی سو اللہ نے اس سے پانی کا
بہاؤ بند کر رکھا یہاں تک کہ گویا نشان اس کا پتھر میں ہے، ابن
جریج کہتا ہے کہ عمرو نے مجھ سے کہا اور اس طرح جیسے نشان
اس کا پتھر میں ہے اور اپنے دونوں انگوٹھے اور ان کے پاس
والی دونوں انگلیوں کے درمیان حلقہ کیا البتہ ہم نے اس سفر
میں تکلیف پائی، یوشع نے کہا کہ اللہ نے تجھ سے تکلیف دور
کی، ابن جریج کہتا ہے کہ یہ زیادتی سعید کی روایت میں نہیں
یوشع نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی سو دونوں پھرے تو دونوں نے
خضر علیہ السلام کو پایا، ابن جریج کہتا ہے کہ عثمان نے مجھ سے کہا
کہ سبز فرش پر دریا کے بیچ میں، کہا سعید نے کپڑا لپیٹے اس کی
ایک طرف اپنے دونوں پاؤں کے نیچے کی ہے اور دوسری
طرف اپنے سر کے نیچے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا سو اس
نے اپنا منہ کھولا اور کہا کہ میری زمین میں سلام نہیں، تو کون
ہے؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں، کہا قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟
موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! کہا کیا حال ہے تیرا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا
کہ میں آیا ہوں تیرے پاس تاکہ تو مجھ کو سکھلا دے جو اللہ
نے تجھ کو سکھلایا ہے راہنمائی سے خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تجھ کو

كَمَا أَخَذَ هٰذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ إِلٰى أَهْلِ هٰذَا السَّاحِلِ الْاٰخَرِ عَرَفُوْهُ فَقَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيْدٍ خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهٗ بِأَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيْهَا وَتِدًا قَالَ مُوْسٰى ﴿أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا ﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ كَانَتِ الْأُوْلٰى نِسْيَانًا وَالْوُسْطٰى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا ﴿قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهٗ قَالَ يَعْلٰى قَالَ سَعِيْدٌ وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُوْنَ فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيْفًا فَأَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ بِالسِّكِّيْنِ ﴿قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً ﴿زَاكِيَةً﴾ مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهٗ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهٗ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾ قَالَ سَعِيْدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهٗ ﴿وَكَانَ وَرَآءَهُمْ﴾ وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُوْنَ عَنْ غَيْرِ سَعِيْدٍ أَنَّهٗ هُدَدُ بْنُ

کفایت نہیں کرتا یہ کہ تیرے ہاتھ میں توارت ہے اور تیرے پاس وحی آتی ہے، اے موسیٰ! بیشک مجھ کو ایک علم ہے کہ تجھ کو لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی وہ سب علم اور بیشک تجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو لائق نہیں کہ میں اس کو جانوں یعنی وہ سارا علم تو ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی اٹھایا اور کہا خضر علیہ السلام نے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم کے پاس مگر اس کے برابر جتنا اس پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی لیا یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے یعنی انہوں نے چھوٹی کشتیاں پائیں کہ اس کنارے والوں کو اس دوسرے کنارے والوں کی طرف چڑھا لے جاتے ہیں تو وہ خضر علیہ السلام کو پہچان گئے یعنی اس واسطے کہ وہ لوگ پہلے سے اس کو جانتے تھے کہ یہ بزرگ ہیں سو انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کا بندہ نیک ہے (راوی کہتا ہے کہ ہم نے سعید سے کہا انہوں نے کس کو نیک بندہ کہا؟ اس نے کہا کہ خضر علیہ السلام کو) ہم اس کو کرائے سے نہیں چڑھاتے یعنی بغیر کرایہ کے چڑھا لے گئے سو خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا تا کہ اس کے لوگوں کو ڈبو دے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، کہا مجاہد نے کہ امرا کے معنی ہیں منکر خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ بیشک تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا پہلا سوال بھولے سے تھا اور دوسرا شرط سے اور تیسرا جان بوجھ کر کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر میرا کام مشکل نہ بنا پھر دونوں ایک لڑکے سے ملے خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا، یعلی راوی کہتا ہے کہ سعید نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے لڑکے کھیلتے پائے سو ایک لڑکے کافر معصوم کو

بُدَدَ وَالْغُلَامُ الْمَقْتُولُ اسْمُهٗ يَزْعُمُونَ جَيْسُورُ ﴿مَلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا﴾ فَأَرَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهٖ أَنْ يَّدَعَهَا لِعَيْبِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْا أَصْلَحُوْهَا فَانْتَفَعُوْا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ سَدُّوْهَا بِقَارُوْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ بِالْقَارِ ﴿كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾ وَكَانَ كَافِرًا ﴿فَخَشِيْنَا أَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا﴾ أَنْ يَّحْمِلَهُمَا حُبُّهٗ عَلٰى أَنْ يُّتَابِعَاهُ عَلٰى دِيْنِهٖ ﴿فَأَرَدْنَا أَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا﴾ هُمَا بِهٖ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِيْ قَتَلَ خَضِرٌ وَّزَعَمَ غَيْرُ سَعِيْدٍ أَنَّهُمَا أُبْدِلَا جَارِيَةً وَّأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِيْ عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ.

پکڑ کر لٹایا پھر اس کو چھری سے ذبح کر ڈالا، کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے کہ گناہ نہیں کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو زکیۃ پڑھتے تھے یعنی ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور زاکیہ اسم فاعل کے وزن پر ساتھ معنی مسلمۃ کے ہے یعنی مسلمان جان مانند قول تیرے کے غلاما زکیا یعنی نفس کو بھی زکیہ کہتے ہیں جیسے لڑکے کو زکیہ کہتے ہیں پھر دونوں چلے سو دونوں نے ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے سو خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کر دیا، کہا سعید نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اپنا ہاتھ اٹھایا سو سیدھی ہو گئی، یعلی کہتا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ سعید نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر پھیرا تو وہ سیدھی ہو گئی اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کرنے کی مزدوری لے لیتا، کہا سعید نے مزدوری کہ ہم اس کو کھاتے اور وراءھم کے معنی ہیں کہ ان کے آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو پڑھا ہے امامھم ملك یعنی ان کے آگے ایک بادشاہ تھا گمان کرتے ہیں غیر سعید سے کہ اس بادشاہ کا نام ہدد بن بدد ہے اور جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے مارا تھا گمان کرتے ہیں کہ اس کا نام جیسور ہے ان کے آگے ایک بادشاہ ظالم تھا کہ ہر کشتی درست کو چھین لیتا تھا سو میں نے چاہا کہ جب وہ اس پر گزرے تو اس کو عیب والی ہونے کے سبب سے چھوڑ دے گا اور جب وہ اس سے آگے بڑھیں تو اس کو درست کر کے اس سے نفع اٹھائیں کہتے ہیں یعنی بدلے اصلحوا کے اس کو شیشے سے بند کر کے اس سے فائدہ اٹھائیں اور بعض کہتے ہیں کہ تارکول سے بند کر کے فائدہ اٹھائیں اس کے ماں باپ مسلمان تھے اور وہ لڑکا کافر تھا سو ہم ڈرے کہ ان کو عاجز کرے زبردستی یعنی یہ کہ اس کی

محبت ان کو باعث ہو اس پر کہ اس کے دین کی پیروی کریں سو
ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو ان کا رب اس سے بہتر ستھرائی
میں اور قریب تر محبت میں یعنی ان کو اس کے ساتھ زیادہ محبت
ہوگی پہلے لڑکے سے جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور گمان کیا
سعید راوی کے غیر نے کہ اللہ نے ان کو اس کے بدلے لڑکی
دی اور لیکن داؤد سو کہا اس نے بہت راویوں سے کہ وہ لڑکی
ہے یعنی اس نے صرف لڑکی کا نام ہی لیا بدلنے کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے پوچھو تو اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو یہ کہنا جائز ہے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ خود پسندی کا ڈر نہ ہو یا اس کی ضرورت ہو جیسے کہ علم کے بھول جانے کا خوف ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے تو اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو اس کو جائز رکھتا ہے برخلاف اس کے جو اس کو منع کرتا ہے وسياتي البحث فيه في كتاب الادب اور یہ جو راوی نے کہا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا موسیٰ نہیں تو ابن اسحاق کی روایت میں نزدیک نسائی کے ہے کہ سعید نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) نوف کعب احبار سے گمان کرتا ہے کہ جس موسیٰ نے علم کی طلب کی تھی یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ موسیٰ ابن میشا بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام ہے اور ابن اسحاق نے مبتداء میں لکھا ہے کہ موسیٰ بن میشا موسیٰ بن عمران سے پہلے بنی اسرائیل میں پیغمبر تھا اور اہل کتاب گمان کرتے ہیں کہ وہی خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا اور یہ جو کہا کہ لیکن عمرو سو اس نے مجھ سے کہا تو مراد ابن جریج کی یہ ہے کہ یہ کلمہ واقع ہوا ہے بیچ روایت عمرو بن دینار کے سوائے روایت یعلی کے اور یہ جو کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے تو یہ محمول ہے اوپر مبالغہ کے بیچ زجر اور تنبیہ کے اس گفتگو سے اور پہلے اس مسئلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر کے درمیان گفتگو ہوئی تھی اور دونوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ پھیری تو اس میں ہے کہ جب واعظ کا وعظ سے سننے والوں میں اثر پیدا ہوا اور ڈریں اور روئیں تو لائق ہے کہ تخفیف کی جائے وعظ میں تا کہ تھک نہ جائیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے اس کو پایا تو یہ چاہتا ہے کہ سائل نے یہ سوال موسیٰ علیہ السلام سے خطبے سے فارغ ہونے کے بعد کیا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ سوال خطبے کے بعد واقع ہوا تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام ابھی مجلس سے جدا نہ ہوئے تھے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس کے تنازع میں ہے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں تھے کہ اچانک ایک مرد ان کے پاس آیا الحدیث اور یہ جو کہا کہ زمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا نہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا غیر ان سے زیادہ عالم نہیں سو مساوی ہونے کا احتمال باقی

ہے اور سفیان کی روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ کہا میں اس روایت میں جزم ہے ساتھ اعلمیت کے واسطے ان کے اور دونوں روایتوں میں فرق ہے اور اکثر روایتوں میں اعلمیت کی نفی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل یہ سوال موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گزرا تھا پھر اس کو منبر پر ذکر کیا اور یہ جو راوی نے کہا کہ قال لی عمرو وقال لی یعلی تو اس کا قائل ابن جریج ہے اور یہ جو کہا کہ مچھلی لی تو مسلم میں ابو اسحاق کی روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ خرچ راہ کے واسطے نمک دار مچھلی لے اور اس روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ مچھلی بھنی ہوئی تھی اس واسطے کہ زندہ مچھلی کو کوئی نمک نہیں لگاتا اور اس سے پہچانی جاتی ہے حکمت بیچ خاص کرنے مچھلی کے سوائے اور جاندار چیزوں کے اس واسطے کہ اس کے سوا کوئی جانور مردہ نہیں کھایا جاتا اور نہیں وارد ہوتی ٹڈی اس واسطے کہ کبھی وہ نہیں ملتی خاص کر مصر میں اور یہ جو کہا لیست عن سعید تو اس کا قائل بھی ابن جریج ہے اور مراد اس کی یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا نام اس کے پاس سعید کی روایت میں نہیں اور احتمال ہے کہ اس نے صورت سیاق کی نفی کی ہے نہ نام کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیچ روایت سفیان کی عمرو بن دینار سے اور یوشع کے نسب کا بیان احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور یہ کہ وہ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں قائم ہوا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا بھانجا تھا اور پہلے قول کی بنا پر جس کو نوف نے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس قصے والا وہ عمران کا بیٹا نہیں پس نہ ہوگا خادم اس کا یوشع بن نون اور یہ جو کہا کہ مچھلی پھڑکی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ مچھلی ٹوکری میں پھڑکی اور اس سے نکل کر سمندر میں گر پڑی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ مچھلی پانی میں پھڑکی اور دونوں معنی کے درمیان کچھ مخالفت نہیں اس واسطے کہ وہ مچھلی دو بار پھڑکی پہلی بار ٹوکری میں پھڑکی پھر جب وہ سمندر میں گری تو پھر پھڑکی سو پہلی بار پھڑکنا اس کا زندہ ہونے کے ابتدا میں تھا اور دوسری بار پھڑکنا اس کا سمندر کی سیر میں تھا جب کہ اس نے دریا میں راہ لی اور اگلے باب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس پتھر کے نیچے ایک نہر ہے اس کو آب حیات کہا جاتا ہے اگر مردے کو اس کے پانی سے کچھ چیز پہنچے تو زندہ ہو جاتا ہے سو مچھلی کو اس نہر کے پانی سے کچھ تراوت پہنچی سو وہ پھڑکی اور ٹوکرے سے سرک کر سمندر میں کود پڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس پانی سے ایک قطرہ اس مچھلی پر پڑا سو وہ زندہ ہوئی اور ٹوکری سے نکل کر دریا میں گر پڑی اور گمان کیا ہے داؤدی نے کہ جس پانی میں مچھلی داخل ہوئی تھی وہ نہر آب حیات کا پانی تھا حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ حدیثیں صریح ہیں اس میں کہ آب حیات کی نہر پتھر کے پاس تھی اور وہ سمندر کا غیر ہے یعنی اور وہ نہر اور تھی اور سمندر اور تھا اور شاید نہر آب حیات کی اگر ثابت ہو نقل بیچ اس کے سند اس شخص کے ہے جو گمان کرتا ہے کہ خضر علیہ السلام نے آب حیات کی نہر سے پانی پیا اور ہمیشہ زندہ رہ گئے اور یہ مذکور ہے وہب بن منبہ وغیرہ سے جو اسرائیلی کتابوں سے نقل کرتے تھے اور ابو جعفر مناوی نے اس باب میں ایک کتاب لکھی ہے اور ثابت کی اس نے یہ بات کہ جو اسرائیلی کتابوں میں سے نقل کیا

جائے اس کا اعتبار نہیں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ جب جاگا تو بھول گیا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کی خبر دینا تو اس کلام میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جب جاگا تو چلا سو بھول گیا مچھلی کا قصہ کہنا اور اسی طرح تعالیٰ کا قول ﴿فنسیا حوتھما﴾ سو بعض کہتے ہیں کہ منسوب کیا گیا نسیان طرف دونوں کی واسطے تغلیب کے اور بھولنے والا صرف ان کا خادم تھا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گیا جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور ذکر کیا ہے ابن عطیہ نے کہ اس نے ایک مچھلی دیکھی اس کی ایک طرف میں کانٹا اور ہڈی اور پتلا چمڑا تھا اور دوسری طرف درست تھی اور اس جگہ والے ذکر کرتے تھے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی کی نسل سے ہے واسطے اشارہ کے طرف اس بات کی کہ جب اس کی ایک طرف کا گوشت کھایا گیا تو بدستور رہی اس میں یہ صفت پھر اس کی نسل میں بھی اور یہ جو کہا ﴿لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا﴾ تو اس روایت میں اختصار ہے اور سفیان کی روایت میں ہے سو دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہا تھا جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی تو داؤدی نے کہا کہ یہ روایت وہم ہے اور شاید اس نے سمجھا ہے کہ نہیں خبر دی تھی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو مگر بعد ایک دن رات کے اور حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ابتدا اس کی اس دن سے ہے جس دن اس کی تلاش کو نکلے تھے اور واضح کرتی ہے اس کو روایت مسلم کی کہ جب دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی یعنی اس میں دن رات کا ذکر نہیں اور سفیان کی روایت مذکورہ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے تھے نہ تھکے تھے اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا یعنی تعجب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہ نمک لگی ہوئی مچھلی نے سمندر میں راہ لی اور یہ جو کہا کہ پھر دونوں پھرے اور خضر علیہ السلام کو پایا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی ہم چاہتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یہی ہے ہماری حاجت اور یاد کیا موسیٰ علیہ السلام نے جو اللہ نے ان کو وصیت کی تھی مچھلی کے امر میں اور یہ جو کہا کہ دونوں پھرے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ نہ خبر دی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو یہاں تک کہ کچھ زمانہ چلے اس واسطے کہ اگر جاگتے ہی ان کو خبر کر دیتا تو اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈنے کے محتاج نہ ہوتے اور سفیان کی روایت میں ہے یہاں تک کہ پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دیکھا کہ ایک مرد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں نے خضر علیہ السلام کو سمندر کے جزیرے میں پایا اور نہیں ہے مخالفت دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ جب دونوں پتھر کے پاس پہنچے تو اس کو تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ اس کو جزیرے میں پایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ خادم نے ان کو مچھلی کی جگہ دکھلائی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اسی جگہ کا مجھ کو حکم ہوا تھا سو اس کو تلاش کرنے لگے سو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مچھلی کی راہ سے پانی ہٹ گیا سو وہ طاق سا ہو گیا سو داخل ہوئے اس میں موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے پیچھے تو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور یہ جو کہا کہ

اپنا کپڑا لپیٹے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے چت لیٹے اور احادیث الانبیاء میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ خضر علیہ السلام کا نام تو اسی واسطے خضر ہوا کہ صاف سفید زمین پر بیٹھے سو وہ ان کے نیچے سے سرسبز ہو گئی اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے جواب میں کہا وعلیکم السلام اور سفیان کی روایت میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیری زمین میں سلام کہاں اور یہ استفہام استبعاد کا ہے دلالت کرتا ہے کہ اس ملک کے لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے یعنی کسی پیغمبر کے دین پر نہ تھے اور تطبیق دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے سلام کے جواب کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا تھا اور روایت کی ہے عبد بن حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا السلام علیك یا خضر تو خضر علیہ السلام نے کہا وعلیك السلام یاموسٰی، کہا تجھ کو کیا معلوم ہے کہ میں موسیٰ ہوں؟ کہا کہ معلوم کروایا مجھ کو تیرا نام جس نے تجھ کو میرا نام بتلایا اور یہ اگر ثابت ہو تو یہ دلیل ہے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہے لیکن بعید کرتا ہے اس کے ثابت ہونے کو قول اس کا اس روایت میں جو صحیح میں ہے کہ کہا من انت تو کون ہے؟ کہا میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل کا الحدیث، اور یہ جو کہا کہ اے موسیٰ! مجھ کو ایک علم ہے کہ لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی سارا وہ علم اور تجھ کو ایک علم ہے کہ نہیں لائق ہے مجھ کو میں اس کو جانوں یعنی سارا وہ علم اور اس کا مقدر کرنا متعین ہے اس واسطے کہ خضر علیہ السلام ظاہر علم سے بقدر حاجت کے پہچانتے تھے اور اسی طرح موسیٰ علیہ السلام بھی باطن علم سے پہچانتے تھے جو ان کو وحی کے طریق سے معلوم ہوتا تھا اور یہ جو کہا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا تو اسی طرح مطلق بولا ہے اس نے وہ صیغہ جو دلالت کرتا ہے اوپر ہمیشہ ہونے نفی کے واسطے اس چیز کے کہ اطلاع دی اس کو اللہ نے اوپر اس کے اس سے کہ موسیٰ علیہ السلام ترک انکار پر صبر نہ کر سکے گا جب کہ دیکھے گا جو شرع کے مخالف ہے اس واسطے کہ یہ شان ہے عصمت اس کی کی اور اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کوئی چیز دیانت کے امروں سے نہ پوچھی بلکہ اس کے ساتھ رہے تا کہ دیکھے اس سے وہ چیز کہ اطلاع ہوا اس کو ساتھ اس کے اوپر مرتبے اس کے اس علم میں کہ اس کے ساتھ خاص ہے اور قول اس کا کیف تصبر استفہام ہے سوال سے تقدیر اس کی یہ ہے کہ تو نے کیوں کہا کہ میں صبر نہ کر سکوں گا اور میں صبر کر سکوں گا اور قول موسیٰ علیہ السلام کا ﴿ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لك امرا﴾ بعض نے کہا کہ صبر میں ان شاء اللہ کہا تو صبر کیا اور نافرمانی میں ان شاء نہ کہا سو نافرمانی کی اور اس میں نظر ہے اور گویا کہ مراد ساتھ صبر کے یہ ہے کہ صبر کیا اس کی پیروی سے اور اس کے ساتھ چلنے سے اور سوائے اس کے نہ انکار اس پر اس امر میں جو ظاہر شرع کے مخالف ہے اور یہ جو کہا کہ ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر کا پانی لیا تو اس کی شرح کتاب العلم میں پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس روایت کا یہ ہے کہ چونچ ماری پرندے نے سمندر میں پیچھے قول خضر علیہ السلام کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کے جو متعلق ہے ساتھ علم ان دونوں کے اور روایت سفیان کی تقاضا کرتی ہے کہ واقع ہوا تھا یہ بعد پھاڑنے کشتی کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ

پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا کہا اور ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور سمندر میں ایک بار چونچ ماری سو تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ قول اس کا **فاخذ طائر بمنقارہ** اس سے پہلے کلام محذوف ہے اور وہ سوار ہونا ان کا ہے کشتی میں اس واسطے کہ سفیان نے کشتی کی تصریح کی ہے اور روایت کی ہے نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ پرندہ کیا کہتا ہے؟ کہا نہیں! کہا کہتا ہے کہ نہیں علم تم دونوں کا اللہ کے علم کے آگے مگر جتنا میری چونچ نے اس سارے سمندر سے گھٹایا اور یہ جو کہا **وجدا معابر** تو یہ تفسیر ہے واسطے قول اس کے کی **رکبا فی السفینۃ** نہ یہ کہ وجد جواب ہے اذا کا اس واسطے کہ وجود معابر کا تھا پہلے سوار ہونے ان کے کشتی میں اور واقع ہوا ہے سفیان کی روایت میں سو دونوں سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے سو ایک کشتی پر گزرے تو کشتی والوں سے تینوں آدمی کے چڑھانے کے لیے بات چیت کی اور یہ جو کہا کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو نہ خوف میں ڈالا ان کو کسی چیز نے مگر یہ کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ ڈالا اور اس کی جگہ میخ گاڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تختہ اکھاڑتے موسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی نے نہ دیکھا اور اگر کشتی والے اس کو دیکھتے تو اس کو تختہ اکھاڑنے سے روکتے اور ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ حال دیکھا تو سخت غضبناک ہوئے اور اپنے کپڑے مضبوط باندھے اور کہا تو چاہتا ہے کہ کشتی والوں کو ہلاک کر ڈالے؟ تو جانے گا کہ تو ہی پہلے ہلاک ہوگا تو یوشع نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تجھ کو عہد یاد نہیں اور یہ جو کہا کہ خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو مار ڈالا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے اس کا سر اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کاٹ ڈالا اور تطبیق دونوں روایتوں میں یوں ہے کہ پہلے اس کو ذبح کیا پھر اس کا سر کاٹا اور یہ جو کہا **زاکیۃ مسلمۃ الخ** تو یہ تفسیر ہے راوی سے اور یہ اشارہ ہے طرف دونوں قراءت کے یعنی قراءت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ صیغے مبالغہ کے ہے اور قراءت دوسری بلفظ اسم فاعل کے ساتھ معنی مسلمہ کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اطلاق کیا یہ موسیٰ علیہ السلام نے باعتبار ظاہر حال غلام کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام جلدی نہ کرتے تو بہت عجب چیزیں دیکھتے اور یہ جو کہا کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو ایک روایت میں ہے کہ سب مجلسوں میں گھومے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا اور کہتے ہیں کہ یہ گاؤں ایلہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ انطاکیہ تھا اور بعض کہتے ہیں آذربیجان اور ذکر کیا ہے ثعلبی نے کہ چوڑائی اس دیوار کی پچاس ہاتھ تھی سو ہاتھ میں ان کے ہاتھوں سے اور نیز ثعلبی نے ذکر کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اوپر پھاڑنے کشتی کے اور قتل کرنے لڑکے کے اور سیدھے کرنے دیوار کے اور تو نے اپنے آپ کو بھلایا جب کہ تو دریا میں ڈالا گیا اور قبطی کو قتل کیا اور جب تو نے شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلایا ثواب کے واسطے یہ جو کہا کہ اس لڑکے کے ماں باپ مومن تھے اور وہ کافر تھا اور

وہب بن منبہ کے مبتداء میں ہے کہ اس کے باپ کا نام ملاس تھا اور اس کی ماں کا نام رحما تھا اور یہ جو کہا کہ ﴿خیرا منه زكوة﴾ تو ذکر کیا ہے لفظ زکوۃ کا واسطے مناسبت ﴿اقتلت نفسا زكية﴾ کے اور معنی رحم کے ساتھ زیر ح کے قرابت کے ہیں اور ساتھ جزم ح کے عورت کی شرم گاہ کو کہتے ہیں اور ساتھ ضمہ را پھر سکون کے رحمت کو کہتے ہیں اور یہ جو ابن جریج نے کہا کہ گمان کیا ہے سعید کے غیر نے کہ ان کو اس لڑکے کے بدلے لڑکی دی گئی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور ابن منذر نے روایت کی ہے کہ اس لڑکی سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے اور ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور یہ وہی پیغمبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تو لوگوں نے اس کو کہا کہ کھڑا کر ہمارے واسطے کوئی بادشاہ کہ ہم اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑیں اور اس پیغمبر کا نام شمعون ہے اور ابن کلبی کی تفسیر میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے بہت پیغمبر پیدا ہوئے کہ اللہ نے ان کے سبب سے بہت امتوں کو ہدایت کی اور بعض کہتے ہیں کہ اس لڑکی کی اولاد سے ستر پیغمبر پیدا ہوئے اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے مستحب ہونا حرص کا اوپر زیادتی علم کے اور سفر کرنا واسطے اس کے اور ملنا مشائخ سے اور اٹھانا تکلیف کا واسطے اس کے اور مدد لینی اس میں تابعداروں اور خادموں سے اور یہ کہ جائز ہے بولنا فتی کا تابع پر اور یہ کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد سے اور مطیع ہونا خادم کا واسطے مخدوم اپنے کے اور عذر پیروی کا اور قبول کرنا ہبہ کا غیر مسلم سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں واسطے کئی معانی کے کہ تنبیہ کی ہے میں نے ان پر پہلے اس سے مانند قول اس کی کے ﴿ما فعلته عن امری﴾ اور مانند پیروی کرنے موسیٰ علیہ السلام پیغمبر کے واسطے اس کے تاکہ اس سے علم سیکھیں اور مانند آگے بڑھنے اس کے کی اوپر قتل کرنے نفس کے واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اس کو بعد اس کے اور سوائے اس کے اور اسی طرح جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز دفع کرنے سخت ضرر کے ساتھ اخف کے اور چشم پوشی کرنے کے بعض منکر چیزوں پر واسطے اس خوف کے کہ اس سے زیادہ تر سخت پیدا نہ ہو اور فاسد کرنے بعض مال کے واسطے اصلاح اکثر اس کے کی مانند خصی کرنے جانور کے واسطے موٹا کرنے کے اور کاٹنے کان اس کے کی واسطے فرق کے اور اس قسم سے ہے مصالحت کرنا ولی یتیم کی بادشاہ سے یتیم کے بعض مال پر واسطے اس ڈر کے کہ اس کا سارا مال لے جائے پس صحیح ہے لیکن اس چیز میں کہ منصوص شرع کے معارض نہ ہو پس نہیں جائز ہے اقدام کرنا اوپر قتل کرنے کسی نفس کے اگرچہ اس سے اندیشہ ہو کہ وہ بہت جانوں کا خون کرے گا پہلے اس سے کہ کوئی چیز اپنے ہاتھ سے کر لے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا خضر علیہ السلام نے یہ اس واسطے کہ اللہ نے اس کو اس پر اطلاع دی، کہا ابن بطال نے کہ خضر علیہ السلام کا یہ کہنا کہ یہ لڑکا کافر تھا وہ باعتبار اس چیز کے ہے کہ رجوع کرے اس کی طرف امر اس کا یعنی اگر بالغ ہونے تک زندہ رہتا تو انجام میں کافر ہوتا اور مستحب ہونا ایسے قتل کا نہیں جانتا ہے اس کو مگر اللہ اور جائز ہے

واسطے اللہ کے یہ کہ حکم کرے اپنی خلقت میں جو چاہے بالغ ہونے سے پہلے اور پیچھے اس کے، اور احتمال ہے کہ لڑکے ممیز کی تکلیف بالغ ہونے سے پہلے اس شریعت میں جائز ہو پس دور ہو گا اشکال اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خبر دینا ساتھ جھکنے کے اور ملحق ہے ساتھ اس کے درد بیماری وغیرہ سے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ مقدر سے ناراض نہ ہو اور یہ کہ جو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اس کی مدد ہوتی ہے پس نہیں جلدی کرتے اس کی طرف تکلیف اور بھوک برخلاف اس شخص کے جو اللہ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہو جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے جب کہ وہ میقات کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ متوجہ ہونا ان کا اللہ کی بندگی میں تھا سو نہیں منقول ہوا کہ ان کو تکلیف ہوئی ہو یا کھانا مانگا ہو یا کسی کی رفاقت چاہی ہو اور اسی طرح جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے نفس کی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور جب خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے تو اس وقت بھی اپنی ذاتی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور تھک گئے اور اس حدیث میں جواز طلب کرنا قوت کا ہے اور طلب کرنا ضیافت کا اور اس میں قائم ہونا عذر کا ہے ساتھ ایک بار کے اور قائم ہونا حجت کا ساتھ دوسری بار کے اور اس میں حسن ادب ہے ساتھ اللہ کے اور یہ کہ نہ منسوب کیا جائے اس کی طرف جس کا بولنا قبیح ہے اگرچہ سب اللہ کی تقدیر سے اور اس کی پیدائش سے ہے واسطے دلیل قول خضر علیہ السلام کے کشتی کے بارہ میں سو میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کروں اور دیوار کے متعلق کہا کہ تیرے رب نے چاہا اور اسی طرح ہے قول حضرت ﷺ کا والخیر بیدیك والشر لیس الیك۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ ﴿عَجَبًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آگے بڑھے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم کو کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر سے تکلیف پائی عجبا تک۔

﴿صُنْعًا﴾ عَمَلًا ﴿حِوَلًا﴾ تَحَوُّلًا.

یعنی صنعا کے معنی ہیں عمل یعنی اس آیت میں ﴿ویحسبون انھم یحسنون صنعا﴾ اور حولا کے معنی ہیں پھرنا یعنی ﴿لا یبغون عنھا حولا﴾ میں یعنی نہ چاہیں گے اس جگہ سے پھرنا۔

﴿قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا﴾.

کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے قدموں پلٹے قدموں کا نشان ڈھونڈتے۔

﴿اِمْرًا﴾ وَ﴿نُكْرًا﴾ دَاهِيَةً.

یعنی امرا اور نکرا کے معنی ہیں عجب بات۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ دونوں میں سے کون سا لفظ ابلغ ہے سو بعض کہتے ہیں کہ امرا ابلغ ہے نکرا سے اس

واسطے کہ کہا اس کو بسبب پھاڑ ڈالنے کشتی کے جو نوبت پہنچاتا ہے ہلاک کرنے کی طرف چند جانوں کی اور نکرا بسبب قتل کرنے ایک جان کے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نکرا ابلغ ہے اس واسطے کہ ضرر اس میں فی الحال موجود ہے برخلاف امرا کے کہ اس میں ضرر متوقع ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ کہا اس نے نکرا میں ﴿الم اقل لك﴾ اور امرا میں یہ نہ کہا۔ (فتح)

﴿يَنقَضَّ﴾ يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ.

یعنی ینقض اور ینقاض دونوں کے ایک معنی ہیں جیسے کہا جاتا ہے گرتا ہے دانت۔

﴿لَتَخِذْتَ﴾ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ.

یعنی لتخذت اور اتخذت کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: اور مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو لتخذت پڑھا ہے اور یہ قرأت ابو عمرو کی ہے اور اس کے غیر کی قرأت لاتخذت ہے۔

﴿رُحْمًا﴾ مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ وَتُدْعٰى مَكَّةُ أُمَّ رُحْمٍ أَيِ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا.

یعنی رحما مشتق ہے رحم سے جس کے معنی قرابت کے ہیں اور وہ زیادہ ہے مبالغہ میں رحمت سے جس کے معنی نرمی دل کے ہیں یعنی اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے اس کو اکثر اوقات بغیر عکس کے اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مشتق ہے اور بلایا جاتا ہے کہ مکہ ام الرحم یعنی ساتھ ضمہ را اور سکون حا کے یعنی رحمت اس میں نازل ہوتی ہے۔

فائدہ: اور اس میں تقویت ہے واسطے اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو کہ رحم قرابت سے ہے نہ رقت سے۔ (فتح)

٤٤٥٨ - حَدَّثَنِيْ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَوْفَ الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ لَيْسَ بِمُوْسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوْسٰى خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَقِيْلَ لَهٗ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ

۴۴۵۸۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا نہیں وہ موسیٰ ساتھی خضر علیہ السلام کا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اس واسطے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے فرمایا کہ موسیٰ بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے تو کسی نے ان سے پوچھا کہ لوگوں میں بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اور اللہ نے

لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَى إِلَيْهِ بَلَى عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِيْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيْلُ إِلَيْهِ قَالَ تَأْخُذُ حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوْسٰى وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ وَّمَعَهُمَا الْحُوْتُ حَتّٰى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوْسٰى رَأْسَهُ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِيْ حَدِيْثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِيْ أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُّقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيْبُ مِنْ مَّائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ فَأَصَابَ الْحُوْتَ مِنْ مَّاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوْسٰى قَالَ ﴿لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا﴾ الْآيَةَ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ مَا أُمِرَ بِهٖ قَالَ لَهُ فَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ﴾ الْآيَةَ قَالَ فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِيْ آثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوْتِ فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا وَّلِلْحُوْتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُّسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى قَالَ وَأَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا

موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ کیوں نہیں میرے بندوں میں ایک بندہ ہے دو سمندروں کے ملنے کی جگہ میں وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا اے رب! اس کی طرف کیسے راہ ملے؟ اللہ نے فرمایا کہ تو ایک مچھلی لے کر ٹوکرے میں رکھ لے سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے جاتی رہے تو اس کو وہیں تلاش کر، حضرت ﷺ نے فرمایا سو موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لے کر نکلے اور دونوں کے ساتھ مچھلی تھی یہاں تک کہ (سنگم کے) پتھر کے پاس پہنچے سو دونوں اس کے پاس اترے سو موسیٰ علیہ السلام اپنا سر ٹیک کر سو گئے کہا سفیان نے اور عمرو کی حدیث میں ہے کہا اور پتھر کی جڑ میں ایک چشمہ تھا اس کو آب حیات کا چشمہ کہا جاتا تھا نہیں پہنچتی تھی اس کے پانی سے کوئی چیز (مردہ) مگر کہ زندہ ہو جاتی تھی سو مچھلی کو اس چشمے کے پانی کی تراوت پہنچی کہا سو مچھلی پھڑکی اور ٹوکری سے نکل کر سمندر میں داخل ہوئی سو جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے اخیر آیت تک، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے تو ان کے خادم یوشع نے ان سے کہا یہ تو بتلایئے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اخیر آیت تک، کہا سو دونوں الٹے قدموں چلے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے سو دونوں نے سمندر میں طاق سا پایا جہاں سے مچھلی گئی تھی سو موسیٰ علیہ السلام کے خادم کو تعجب ہوا اور مچھلی کو راہ ملی سو جب پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دونوں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا، خضر علیہ السلام نے کہا اور تیری زمین میں سلام کہاں؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل

قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى إِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ بَلٰى أَتَّبِعُكَ قَالَ ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَفِيْنَةٌ فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوْهُمْ فِيْ سَفِيْنَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُوْلُ بِغَيْرِ أَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِيْنَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُوْرٌ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰى مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِيْ وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْقَارَهُ قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوْسٰى إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰى قَدُوْمٍ فَخَرَقَ السَّفِيْنَةَ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ﴾ الْآيَةَ فَانْطَلَقَا إِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوْسٰى ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا إِلٰى قَوْلِهِ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَنْقَضَّ﴾ فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى إِنَّا دَخَلْنَا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ

کا؟ کہا ہاں! کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس پر کہ تو مجھ کو سکھلائے جو اللہ نے تجھ کو سکھلایا رہنمائی سے؟ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! اللہ نے تجھ کو اپنے بے شمار علم سے ایک ہی علم سکھلایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا اور مجھ کو بھی اللہ نے اپنے علم سے ایک علم سکھلایا ہے کہ تو اس کو نہیں جانتا ، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں میں تیری پیروی کروں گا ، خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا یہاں تک کہ میں تجھ سے اس کا ذکر کروں پھر دونوں روانہ ہوئے کنارے کنارے سمندر کے چلے جاتے تھے سو ادھر سے ایک کشتی گزری سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو اپنی کشتی میں کرایہ کے بغیر چڑھا لیا سو دونوں کشتی میں سوار ہوئے سو ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آ بیٹھی تو اس نے سمندر میں اپنی چونچ ڈبوئی تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں میرا علم اور تیرا علم اور خلقت کا اللہ کے علم سے مگر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں پانی اٹھایا سو کچھ دیر نہ لگی تھی کہ خضر علیہ السلام نے کلہاڑے سے کشتی کو پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ تو کشتی والوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی پھر دونوں چلے سو اچانک دونوں نے ایک لڑکے کو دیکھا جو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا تھا سو خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر کاٹ ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا اللہ کے اس قول تک ، سو انہوں نے نہ ہماری ضیافت کی نہ ہم

يُضَيِّفُوْنَا وَلَمْ يُطْعِمُوْنَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوْسٰى صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا.

کو کھانا کھلایا اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کرنے کی مزدوری لیتا؟ کہا خضر علیہ السلام نے اس وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں تجھ کو تاویل ان تینوں باتوں کی جن پر تو صبر نہ کر سکا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تا کہ ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھتے تھے وكان امامهم ملك ياخذ كل سفينة صالحة غصبا واما الغلام فكان كافرا یعنی ورائهم کی جگہ امامهم پڑھتے تھے اور سفینہ کے آگے صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور غلام کے آگے لفظ کافر کا زیادہ کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا ہم بتلائیں تم کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں۔

٤٣٥٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِيْ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا﴾ هُمُ الْحَرُوْرِيَّةُ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى أَمَّا الْيَهُوْدُ فَكَذَّبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا النَّصَارٰى فَكَفَرُوْا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوْا لَا طَعَامَ فِيْهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُوْرِيَّةُ ﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ﴾ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيْهِمُ الْفَاسِقِيْنَ.

۴۳۵۹۔ مصعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہہ کیا ہم بتلائیں تجھ کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں کہ کیا وہ لوگ حروریہ یعنی خارجی ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں وہ یہود و نصاریٰ ہیں، یہود نے تو محمد ﷺ کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے بہشت سے انکار کیا کہا کہ بہشت میں نہ کھانا ہے نہ پینا اور حروریہ وہ لوگ ہیں جو توڑتے ہیں عہد اللہ کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور سعد ان کا نام فاسقین رکھتے تھے۔

فائدہ: حرورا ایک گاؤں کا نام ہے جس جگہ سے پہلے پہل خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کیا یہی لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ نے یہ آیت

اتاری اور حاکم نے ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہروان والے یعنی خارجی انہیں لوگوں میں سے ہیں اور عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل حرورا ان میں سے ہیں اور شاید یہی سبب ہے پوچھنے مصعب رحمہ اللہ کے کا اپنے باپ کو اس آیت سے اور جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے وہ بعید نہیں اس واسطے کہ لفظ اس کو شامل ہے اگرچہ سبب مخصوص ہے اور نسائی کی روایت میں من بعد میثاقه کے بعد اتنا زیادہ ہے ويقطعون ما امر الله به ان يوصل الى الفاسقين کہا یزید نے اسی طرح میں نے یاد رکھا میں کہتا ہوں اور وہ خود اس کی غلطی ہے یا اس سے نیچے کے راوی کی غلطی ہے اور صواب خاسرون ہے اور یہ جو کہا کہ سعد ان کا نام فاسق رکھتے تھے تو شاید یہی سبب ہے غلطی مذکور کا اور حاکم کی روایت میں ہے الخوارج قوم زاغوا فازاغ الله قلوبهم یعنی خارجی وہ لوگ ہیں جو پھر گئے سو اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا اور یہی ہے وہ آیت جس کے اخیر میں فاسقین ہے اور شاید اختصار کرنے کی وجہ سے یہ غلطی ہوئی اور شاید سعد نے دونوں آیتوں کو اکٹھا ذکر کیا تھا اس کو جو بقرہ میں ہے اور اس کو جو صف میں ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن مردویہ نے مصعب رحمہ اللہ سے کہ ایک خارجی نے سعد کی طرف نظر کی سو کہا کہ یہ کفر کے اماموں سے ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے میں نے کفر کے اماموں سے لڑائی کی تو دوسرے نے کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے عمل اکارت ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔

بَابُ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾ اَلْآيَةَ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو مٹ گئے عمل ان کے سو نہ کھڑا کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن کوئی ترازو۔

٤٣٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَاللهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوْا ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾

۴۳۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حال یوں ہے کہ البتہ بڑا موٹا مرد قیامت کے دن آئے گا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر اس کی قدر نہ ہوگی اور فرمایا کہ اس کی سند قرآن سے پڑھ لو کہ اللہ فرماتا ہے کہ نہ کھڑے کریں گے ہم ان کے واسطے ترازو اور روایت ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے روایت کی مغیرہ سے اس نے ابوزناد سے اس کی مثل۔

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ.

فائدہ: اس سے پہلے باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے اس میں یہ بیان ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتری جن کے عمل اکارت ہوئے اور یہ جو کہا کہ پڑھو تو احتمال ہے کہ اس کا قائل صحابی ہو یا مرفوع ہو مانند باقی حدیث کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ مَرْيَمَ — سورۂ مریم کی تفسیر کا بیان

فائدہ: روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کاف کریم سے ہے اور ہا ہادی سے ہے اور یا حکیم سے اور عین علیم سے اور صاد صادق سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کھیعص قسم ہے اللہ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے اور وہ اس کے ناموں میں سے ہے اور یہی روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ قرآن کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾ اللّٰهُ يَقُوْلُهُ وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُوْنَ وَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ﴾ يَعْنِيْ قَوْلَهُ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾ اَلْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَّأَبْصَرُهُ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر ﴿اسمع بهم وابصر﴾ کی کہ اللہ کہے گا ان کو اور وہ آج نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں ظاہر گمراہی میں ہیں یعنی مراد ساتھ قول اس کے کے ﴿اسمع بهم وابصر﴾ کافر لوگ ہیں کہ قیامت کے دن سب چیزوں سے زیادہ سننے والے اور زیادہ دیکھنے والے ہوں گے۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن زیادہ سننے والے اور دیکھنے والے ہوں گے اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ سنیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو سننا اور دیکھیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو دیکھنا۔

﴿لَأَرْجُمَنَّكَ﴾ لَأَشْتِمَنَّكَ.

یعنی لارجمنك کے معنی ہیں کہ البتہ میں تجھ کو برا کہوں گا۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿یا ابراهیم لئن لم تنته لارجمنك﴾ یعنی اے ابراہیم! اگر تو باز نہ رہے گا تو میں تجھ کو گالی دوں گا۔

﴿وَرِءْيًا﴾ مَنْظَرًا.

یعنی ورءیا کے معنی ہیں دیکھنے والے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وکم اهلکنا من قرن هم احسن اثاثا ورءیا﴾ یعنی ہم نے ان سے پہلے بہت قرن ہلاک کیے جو بہتر تھے اسباب میں اور نمود میں۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿تَؤُزُّهُمْ أَزًّا﴾ تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا.
یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ تؤزھم کے معنی ہیں ابھارتے ہیں ان کو گناہوں کی طرف ابھارنا یعنی اس آیت میں ﴿انا ارسلنا الشياطين على الكافرين تؤزهم ازا﴾ یعنی ہم نے بھیجا ہے شیطانوں کو کافروں پر کہ ابھارتے ہیں ان کو ابھارنا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِدًّا﴾ عِوَجًا.
یعنی کہا مجاہد نے کہ ادا کے معنی ہیں کج یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿لقد جئتم شيئا ادا﴾۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وِرْدًا﴾ عِطَاشًا.
یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وردا کے معنی ہیں پیاسے یعنی اس آیت میں ﴿ونسوق المجرمين الى جهنم وردا﴾ یعنی ہانکیں گے ہم گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے۔

﴿أَثَاثًا﴾ مَالًا.
یعنی اثاثا کے معنی ہیں مال۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے ﴿احسن اثاثا ورئيا﴾ کی تفسیر میں کہ زیادہ مال میں اور زیادہ صورت میں۔

﴿إِدًّا﴾ قَوْلًا عَظِيمًا.
یعنی ادا کے معنی ہیں بڑی بات۔

﴿رِكْزًا﴾ صَوْتًا.
یعنی اور رکزا کے معنی ہیں آواز۔

﴿غَيًّا﴾ خُسْرَانًا.
یعنی غیا کے معنی ہیں خسارہ۔

﴿بُكِيًّا﴾ جَمَاعَةُ بَاكٍ.
یعنی بکیا جمع ہے اس کا واحد باک ہے اللہ نے فرمایا ﴿خروا سجدا وبكيا﴾۔

﴿صِلِيًّا﴾ صَلِيَ يَصْلَى.
یعنی صلیا بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿هم اولىٰ بها صليا﴾ مصدر ہے صلی یصلی کا ساتھ زیر لام کے ماضی میں اور زبر اس کی کے مضارع میں باب سمع یسمع سے۔

﴿نَدِيًّا﴾ وَالنَّادِي وَاحِدٌ مَجْلِسًا.
یعنی ندیا اور نادی کے معنی ہیں مجلس اللہ کے اس قول میں ﴿احسن نديا﴾ یعنی کون فرقہ دونوں میں سے ہے نیک مجلس میں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَلْيَمْدُدْ﴾ فَلْيَدَعْهُ.
یعنی اور کہا مجاہد نے کہ فليمدد کے معنی ہیں کہ اس کو چھوڑ

دیتا ہے یعنی مہلت دیتا ہے اس کو ایک مدت تک اور وہ ساتھ لفظ امر کے ہے اور مراد ساتھ اس کے خبر ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ڈرا ان کو حسرت کے دن سے یعنی پچھتانے کے دن سے۔

٤٣٥١ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ثُمَّ يُنَادِي يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ﴾ وَهٰؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا ﴿وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾.

۴۳۵۱۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لائی جائے گی موت مانند صورت مینڈھے سفید اور سیاہ رنگ کی تو کوئی پکارنے والا پکارے گا اے بہشتیو! تو وہ گردنیں دراز کر کے دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہے پھر پکارے گا اے دوزخیو! سو وہ گردنیں دراز کریں گے اور دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ دوزخی کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہوا ہے پھر موت ذبح کی جائے گی پھر کہا جائے گا کہ اے بہشتیو! تم ہمیشہ بہشت میں رہو گے تم کو موت نہیں اور اے دوزخیو! تم ہمیشہ دوزخ میں رہو گے تم کو موت نہیں پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ ڈر سنا دے ان کو حسرت کے دن سے جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ غفلت میں ہوں گے اور یہ جو غفلت میں ہیں مراد اس سے اہل دنیا ہیں یعنی اس واسطے کہ آخرت غفلت کا گھر نہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مینڈھا سفید اور سیاہ رنگ کی صورت پر تو حکمت اس میں یہ ہے کہ بہشتیوں اور دوزخیوں کی دونوں صفت کو یعنی سفیدی اور سیاہی کو جمع کیا جائے گا اور اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے بیچ ہے۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے کہ ﴿مابین ایدینا﴾ سے مراد آخرت ہے اور ﴿ما خلفنا﴾ سے مراد دنیا ہے اور ﴿ما بین ذلک﴾ سے مراد وہ چیز ہے جو دو نفخوں کے درمیان ہے۔

۴۲۶۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.

۴۲۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا چیز منع کرتی ہے تجھ کو یہ کہ تو ہم سے ملاقات کرے زیادہ اس سے کہ ملاقات کرتا ہے سو یہ آیت اتری کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام چالیس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! تو نہیں اترا یہاں تک کہ مجھ کو تیری طرف اشتیاق ہوا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو بھی آپ کا اشتیاق تھا لیکن میں مامور ہوں اللہ کے حکم کا تابع ہوں اور اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ اس سے کہہ کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اور ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ جب قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کا حال پوچھا تو پندرہ دن وحی نہ اتری پھر جب جبرئیل علیہ السلام اترے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے دیر کی تو یہ آیت اتری اور حکایت کی ہے داؤدی نے اس جگہ میں کلام بیچ مشکل جاننے نزول وحی کے قضایا حادثہ میں باوجود اس کے کہ قرآن قدیم ہے اور جواب اس کا واضح ہے میں اس کے ساتھ مشغول نہیں ہوتا لیکن میں نے کتاب التوحید میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تنبیہ: امر کے معنی اس آیت میں اذن کے ہیں ساتھ دلیل سبب نزول مذکور کے اور احتمال ہے کہ مراد حکم ہو یعنی اترتے ہیں ہم ساتھ اللہ کے حکم کے جو اپنے بندوں کو کرتا ہے ساتھ اس چیز کے جو ان پر واجب کی یا حرام کی اور احتمال ہے کہ مراد عام تر ہو نزدیک اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے محمول کرنے لفظ کے کو اپنے سب معنوں پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ بھلا تو نے دیکھا اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

۴۲۶۳ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ

۴۲۶۳۔ مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے خباب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں عاص بن وائل کے پاس آیا اپنے حق کا تقاضا

مَسْرُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَآئِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِّيْ عِنْدَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّيْ لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ لِيْ هُنَاكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيْكَهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ.

کرتا تھا جو اس کے ذمہ تھا اس نے کہا میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو یعنی ان کی پیغمبری کو نہ مانے میں نے کہا میں کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو اس نے کہا البتہ میں مر جاؤں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ مجھ کو وہاں مال اور اولاد ملنا ہے سو میں تجھ کو تیرا قرض ادا کر دوں گا سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد روایت کیا ہے اس کو ان پانچ راویوں نے اعمش سے۔

فائدہ: عاص والد ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ صحابی مشہور کا اس کی جاہلیت میں بڑی قدر تھی اس کو مسلمان ہونے کی توفیق نہیں ملی، کہا کلبی نے کہ وہ قریش کے حاکموں سے تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی جب کہ وہ مسلمان ہوئے اور وہ کے میں مرا ہجرت سے پہلے اور وہ ایک ہے مستہزئین سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے گدھے پر سوار تھا گدھے نے اس کو کانٹے پر ڈالا وہ کانٹا اس کے پاؤں میں لگا اس کا پاؤں سوج گیا پھر اسی سبب سے وہ مر گیا اور اس کا حق اس پر تھا کہ اس نے اس کے واسطے تلوار بنائی تھی، خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لوہار تھا یہ جو کہا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو تو مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر وہ مر کر زندہ ہو تو خباب رضی اللہ عنہ کافر ہو گا لیکن اس کی مراد یہ نہیں کہ جب تو مر کر زندہ ہو گا اس وقت میں کافر ہوں گا اس واسطے کہ اس وقت کفر متصور نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تو جزا کا وقت ہے تو گویا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ میں کبھی کافر نہیں ہوں گا اور نکتہ بیچ تعبیر کرنے اس کے ساتھ بعث کے عار دلانا عاص کا ہے ساتھ اس کے کیونکہ وہ اس کے ساتھ ایمان نہیں لاتا اور ساتھ اس تقدیر کے دور ہو گا اعتراض اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے اس کے اس قول کو سو کہا اس نے معلق کیا ہے کفر کو اور جو کفر کو معلق کرے کافر ہو جاتا ہے اور جواب دیا اس نے ساتھ اس طور کے کہ خطاب کیا اس نے عاص کو ساتھ اس چیز کے کہ اس کا اعتقاد رکھتا تھا پس معلق کیا ساتھ اس چیز کے جو محال ہے اس کے گمان میں اور پہلی تقدیر بے پرواہ کرتی ہے اس جواب سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ قَالَ مَوْثِقًا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار۔

٤٣٦٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا

۴۳۶۴۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کے میں

سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ سَيْفًا فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يُحْيِيَكَ قَالَ إِذَا أَمَاتَنِي اللَّهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِيَ مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ قَالَ مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا وَلَا مَوْثِقًا.

لوہار تھا سو میں نے عاص بن وائل کے واسطے تلوار بنائی تو میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر ہو میں نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر زندہ کرے، اس نے کہا کہ جب اللہ نے مجھ کو مارا پھر زندہ کیا اور میرے پاس مال اور اولاد ہوگا (تو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا) سو اللہ نے یہ آیت اتاری بھلا تو نے دیکھا جو کافر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے کیا غیب پر جھانک آیا ہے یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار، نہیں کہا اشجعی نے سفیان سے سیفا اور نہ موثقا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے یوں نہیں یعنی یہ اس کو نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا۔

٤٣٦٥ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ قَالَ فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَذَرْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَسَوْفَ أُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ

۴۳۶۵۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت کے وقت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو میں اس کے پاس آیا تقاضا کرتا تھا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر جائے، میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں کافر ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر زندہ کرے اس نے کہا مجھ کو چھوڑ تا کہ میں مروں پھر زندہ کیا جاؤں سو عنقریب مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے یعنی مر کر جی اٹھنے کے بعد سو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے۔

الْآيَةَ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾.

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْجِبَالُ هَدًّا﴾ هَدْمًا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور ہم لے لیں گے اس کے مرے پر جو بتاتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا مال اور اولاد سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وتخر الجبال هدا﴾ کے کہ هدا کے معنی ہیں گرنا یعنی گر پڑیں گے پہاڑ گر کر۔

۴۲۶۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَّكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِي لَا أَقْضِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتّٰى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِّنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلٰى مَالٍ وَّوَلَدٍ قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾.

۴۲۶۶۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو میں اس کے پاس تقاضا کرتا آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہیں ادا کروں گا یہاں تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر ہو میں نے کہا کہ میں اس کے ساتھ کبھی کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو اس نے کہا کیا البتہ میں زندہ ہوں گا مرنے کے بعد سو جب میں اپنے مال اور اولاد کی طرف پھروں گا تو تجھ کو ادا کر دوں گا، کہا خباب رضی اللہ عنہ نے سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے، کیا جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک عہد یوں نہیں یعنی یہ اس کو نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا اور لے لیں گے ہم اس کے مرنے کے بعد جو کہتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا۔

فائدہ: بیان کی ہے اس میں بخاری نے حدیث مذکور وکیع کی روایت سے اور سیاق اس کا پورا ہے مانند سیاق ابو معاویہ کے اور لیا جاتا ہے اس سیاق سے جواب اس بات سے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ان آیتوں کو ان ابواب میں کیوں وارد کیا باوجود اس کے کہ قصہ ایک ہے سو شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ وہ سب آیتیں اس قصے میں اتریں ساتھ دلیل اس پچھلی روایت کے اور جو اس کے موافق ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ طٰهٰ — سورۂ طٰہٰ کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ بِالنَّبَطِيَّةِ أَيْ طٰهٰ يَا رَجُلُ.

کہا ابن جبیر نے نبطی زبان میں طٰہٰ کے معنی ہیں اے مرد

فائدہ: اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے بیچ تفسیر طٰہٰ کے کہا وہ مانند قول تیرے کی ہے اے محمد! حبش کی زبان میں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نام ہے اللہ کے ناموں سے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے تھے اور دوسرا اٹھائے رکھتے تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری طٰہٰ یعنی دونوں پاؤں زمین پر رکھ اور روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا تو اللہ کے خوف سے اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہوئے سو اللہ نے فرمایا طٰہٰ یعنی اطمینان سے کھڑا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ طٰہٰ سورہ کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ.

کہا جاتا ہے جو زبان سے حرف نہ بول سکے یا اس میں لکنت ہو یا صاف نہ بول سکے تو وہ عقدہ ہے یعنی اس کی زبان میں گرہ ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واحلل عقدة من لساني﴾ یعنی کھول دے گرہ میری زبان سے۔

﴿أَزْرِيْ﴾ ظَهْرِيْ.

یعنی ازری کے معنی ہیں میری پیٹھ اللہ نے فرمایا ﴿اشدد به ازری﴾ یعنی مضبوط کر اس کے ساتھ میری کمر کو۔

﴿فَيُسْحِتَكُمْ﴾ يُهْلِكَكُمْ.

یعنی فیسحتکم کے معنی ہیں تم کو ہلاک کرے گا اللہ نے فرمایا ﴿لا تفتروا على الله كذبا فيسحتكم﴾۔

﴿الْمُثْلٰى﴾ تَأْنِيْثُ الْأَمْثَلِ يَقُوْلُ بِدِيْنِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰى خُذِ الْأَمْثَلَ.

یعنی مثلیٰ تانیث ہے امثل کی اللہ نے فرمایا ﴿ويذهبا بطريقتكم المثلىٰ﴾ یعنی چاہتے ہیں کہ تمہارے عمدہ دین کو دور کریں کہا جاتا ہے پکڑ مثلیٰ کو اور لے امثل کو یعنی دین کو۔

﴿ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا﴾ يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِيْ يُصَلّٰى فِيْهِ.

یعنی اللہ نے فرمایا پھر آؤ تم صف میں کہا جاتا ہے کیا تو آج صف میں آیا تھا یعنی عیدگاہ میں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے یعنی صف کے معنی اللہ کے اس قول میں عیدگاہ کے ہیں۔

﴿فَأَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ﴾ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ ﴿خِيْفَةً﴾ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ.

یعنی فاوجس کے معنی ہیں اپنے دل میں خوف پایا سو دور ہوئی واؤ خیفہ سے واسطے زیر خ کے۔

فائدہ: یعنی خیفہ دراصل خوفا تھا سو بدل گئی واؤ ساتھ ی کے واسطے زیر ماقبل کے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فاوجس منهم خیفة﴾۔

﴿فِيْ جُذُوْعِ﴾ أَيْ عَلٰى جُذُوْعِ النَّخْلِ. — یعنی ﴿فی جذوع النخل﴾ کے معنی ہیں میں سولی دوں گا تم کو کھجور کی شاخوں پر۔

﴿خَطْبُكَ﴾ بَالُكَ. — خطبك کے معنی ہیں بالك یعنی کیا حال ہے تیرا اے سامری!۔

﴿مِسَاسَ﴾ مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا. — یعنی مساس مصدر ہے ماسه کا یعنی اللہ کے قول میں ﴿فان لك فی الحیاة ان تقول لا مساس﴾ یعنی جا تجھ کو زندگی میں اتنا ہے کہ کہا چھونا ممکن نہیں۔

﴿لَنَنْسِفَنَّهُ﴾ لَنُذْرِيَنَّهُ. — یعنی لننسفنه کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ثم لننسفنه فی الیم نسفا﴾ یہ ہیں پھر پھینکیں گے ہم اس کو دریا میں اڑا کر۔

﴿قَاعًا﴾ يَعْلُوْهُ الْمَاءُ. — یعنی قاعا کے معنی ہیں اس کے اوپر پانی آتا ہے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فیذرها قاعا صفصفا﴾ یعنی پس چھوڑے گا اس کا میدان برابر۔

وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْأَرْضِ. — اور صفصف کہتے ہیں برابر ہموار زمین کو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَوْزَارًا﴾ أَثْقَالًا. ﴿مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ﴾ وَهِيَ الْحُلِيُّ الَّتِيْ اسْتَعَارُوْا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ. — یعنی اور کہا مجاہد نے کہ مراد ساتھ زینت قوم کے اس آیت میں ﴿او زار من زینة القوم﴾ کے زیور ہے جو انہوں نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔

فائدہ: روایت کیا ہے حاکم نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کے سے کہ قصد کیا سامری نے اس چیز کی طرف کہ قادر ہوا اس پر زیور سے سو اس کو پگھلا کر بچھڑا بنایا پھر مٹی کی مٹھی اس کے پیٹ میں ڈالی پس اچانک وہ بچھڑا تھا کہ اس کے واسطے آواز تھی اور اسی حدیث میں ہے کہ پھر موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی طرف قصد کیا اور اس کو جلا کر پانی میں پھینک دیا سو بچھڑے کے پوجنے والوں میں سے کسی نے اس سے پانی نہ پیا مگر کہ اس کا منہ زرد ہو گیا اور روایت کی ہے نسائی نے حدیث دراز میں جس کو حدیث فتنوں کی کہا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب متوجہ ہوئے موسیٰ علیہ السلام واسطے میقات رب اپنے کے تو ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم مصر سے نکلے اور فرعون کی قوم

کی تمہارے پاس امانتیں اور مانگی چیزیں ہیں اور میں مناسب جانتا ہوں کہ ایک گڑھا کھودا جائے اور جو اسباب ان کا تمہارے پاس ہے اس میں ڈال کر جلایا جائے اور سامری گائے پوجنے والوں میں سے تھا اور بنی اسرائیل کا ہمسایہ تھا سو ان کے ساتھ اٹھایا گیا سو اس نے ایک نشان دیکھا اس میں سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی پھر ہارون علیہ السلام پر گزرا تو ہارون علیہ السلام نے اس سے کہا کہ کیا تو نہیں پھینکتا جو تیرے ہاتھ میں ہے؟ اس نے کہا میں اس کو نہیں پھینکوں گا یہاں تک کہ تو دعا کرے اللہ سے یہ کہ ہو جائے جو میں چاہتا ہوں ہارون علیہ السلام نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک بچھڑا ہو اس کے واسطے پیٹ سے آواز کرے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے واسطے جان نہ تھی یعنی بے جان تھا ہوا اس کی مقعد سے اس کے اندر داخل ہوتی تھی اور اس کے منہ سے نکلتی تھی سو وہ آواز اسی سبب سے تھی تو بنی اسرائیل اس وقت کئی فرقے ہو گئے ما لحدیث۔ (فتح)

فَقَذَفْنٰهَا فَاَلْقَيْنٰهَا۔	یعنی قذفنٰھا کے معنی ہیں ہم نے اس کو ڈالا۔
﴿اَلْقٰى﴾ صَنَعَ۔	یعنی القٰی کے معنی ہیں بنایا اللہ کے اس قول میں۔ ﴿کذلک القی السامری﴾ یعنی اسی طرح بنایا واسطے ان کے سامری نے۔
﴿فَنَسِيَ﴾ مُوْسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهٗ اَخْطَاَ الرَّبَّ۔	یعنی اللہ کے قول ﴿فنسی موسٰی﴾ کے معنی ہیں کہ سامری اور اس کے تابعدار کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام چوک گیا اپنے رب سے کہ اس کو چھوڑ کر اور جگہ گیا۔
﴿لَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا﴾ اَلْعِجْلُ۔	یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ بھلا نہیں دیکھتے کہ بچھڑا ان کو جواب نہیں دیتا۔
﴿هَمْسًا﴾ حِسُّ الْاَقْدَامِ۔	یعنی اللہ کے اس قول ﴿فلا تسمع الا ھمسا﴾ میں۔ ھمسا کے معنی ہیں کہ آواز اور آہٹ قدموں کی۔
﴿حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى﴾ عَنْ حُجَّتِيْ ﴿وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا﴾ فِي الدُّنْيَا۔	یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ کیوں اٹھایا تو نے مجھ کو اندھا یعنی میری حجت سے اور میں تھا دیکھتا یعنی دنیا میں۔
وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿اَمْثَلُهُمْ﴾ اَعْدَلُهُمْ طَرِيْقَةً۔	یعنی اور کہا ابن عیینہ نے اللہ کے اس قول میں ﴿امثلھم طریقۃ﴾ کہ امثلھم کے معنی ہیں درمیانی راہ۔
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَضْمًا﴾ لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهٖ۔	یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں ﴿فلا یخاف ظلما ولا ھضما﴾ ھضما کے معنی ہیں کہ نہ ظلم

کیا جائے گا کہ اس کی نیکیوں سے کچھ گھٹایا جائے۔

﴿عِوَجًا﴾ وَادِيًا ﴿وَلَا أَمْتًا﴾ رَابِيَةً. یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿لا ترى فيها عوجا ولا امتا﴾ عوجا کے معنی ہیں وادی اور امتا کے معنی ہیں بلندی۔

﴿سِيرَتَهَا﴾ حَالَتَهَا ﴿الْأُولٰى﴾. یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿سیرتها الاولى﴾ سیرت کے معنی ہیں اس کی پہلی حالت۔

﴿النُّهٰى﴾ اَلتُّقٰى. یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ان فی ذلك لايات لاولى النهى﴾ نهى کے معنی ہیں تقویٰ یعنی اس میں نشانیاں ہیں واسطے پرہیزگاروں کے۔

﴿ضَنْكًا﴾ اَلشَّقَاءُ. یعنی ضنکا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿معيشة ضنكا﴾ بدبختی ہیں یعنی گزران میں۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ہے کہ مراد معیشۃ ضنکا سے عذاب قبر کا ہے اور کہتے ہیں کہ ضنکا کے معنی تنگ ہیں۔ (فتح)

﴿هَوٰى﴾ شَقِيَ. یعنی هوى کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿ومن يحلل عليه غضبى فقد هوى﴾ بد بخت ہوا یعنی جس پر میرا غضب اترا وہ بد بخت ہوا۔

بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ ﴿طُوًى﴾ اِسْمُ الْوَادِيْ. یعنی مقدس کے معنی ہیں مبارک اللہ کے اس قول میں ﴿انك بالواد المقدس طوى﴾ نام وادی کا ہے۔

﴿بِمَلْكِنَا﴾ بِاَمْرِنَا. یعنی بملکنا کے معنی ہیں اپنے حکم سے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ما اخلفنا موعدك بملكنا﴾ بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے۔

﴿مَكَانًا سُوًى﴾ مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ. یعنی مکان سوی کے معنی ہیں کہ اس کی مسافت دونوں کے درمیان برابر ہو اللہ کے اس قول میں ﴿لا نخلفه نحن ولا انت مكانا سوى﴾ یعنی نہ خلاف کریں اس کو ہم اور نہ تو درمیان شہر کے۔

﴿يَبَسًا﴾ يَابِسًا. اور یبسا کے معنی ہیں خشک یعنی اللہ کے اس قول میں

﴿فاضرب لهم طريقا في البحر يبسا﴾ یعنی کر واسطے ان کے دریا میں راہ خشک۔

﴿عَلٰى قَدَرٍ﴾ مَوْعِدٍ.

یعنی قدر کے معنی ہیں اپنے وعدے کی جگہ میں اللہ کے اس قول میں ﴿ثم جئت على قدر يا موسٰى﴾۔

﴿لَا تَنِيَا﴾ تَضْعُفَا.

یعنی لا تنیا کے معنی ہیں نہ ضعیف ہو جاؤ اللہ کے اس قول میں ﴿ولا تنيا في ذكري﴾۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے واسطے۔

٤٣٦٧ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَقٰى اٰدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى لِاٰدَمَ أَنْتَ الَّذِيْ أَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهٗ اٰدَمُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهٖ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَّهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى.

٤٣٦٧۔ حضرت ابوہریرہ رٹائنڈ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ملے آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے آدمیوں کو بدبخت کیا اور ان کو بہشت سے نکالا کہا آدم علیہ السلام نے کہ تو ہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی پیغمبری سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو خاص اپنے واسطے چن لیا اور تجھ پر تورات اتاری، موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! کہا کیا تو نے اس گناہ کو پایا کہ اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا میرے پیدا کرنے سے پہلے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! تو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے۔

اَلْيَمُّ الْبَحْرُ.

اور یم کے معنی ہیں سمندر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلٰى مُوْسٰى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی البتہ ہم نے حکم بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو کہ لے نکل میرے بندوں کو رات میں پھر ڈال دے ان کو سمندر میں راہ خشک نہ خطرہ تجھ کو آ پکڑنے کا نہ ڈر پھر پیچھے لگا ان کے فرعون اپنے لشکر لے کر پھر گھیر لیا ان کو پانی نے جو گھیرا اور گمراہ کیا فرعون

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰی﴾.

نے اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی۔

٤٣٦٨ ـ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْهُ.

۴۳۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے تو ان سے اس روزے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم قریب تر ہیں ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے ان سے سو تم بھی عاشورے کا روزہ رکھو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰی﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہ نکال دے تم دونوں کو بہشت سے یعنی شیطان سو تو بدبخت ہو جائے۔

٤٣٦٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوْسٰى اٰدَمَ فَقَالَ لَهٗ أَنْتَ الَّذِيْ أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ اٰدَمُ يَا مُوْسٰى أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ أَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ أَوْ قَدَّرَهٗ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى.

۴۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے سو آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے اپنے گناہ سے لوگوں کو بہشت سے نکالا اور ان کو بدبخت کیا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! تو وہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی کلام اور پیغمبری سے برگزیدہ کیا کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اس کام کے کرنے پر جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا مجھے پیدا کرنے سے پہلے یا فرمایا کہ مقدر کیا تھا اس کو مجھ پر مجھے پیدا کرنے سے پہلے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ

سورۂ انبیاء کی تفسیر کا بیان

۴۳۷۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَنِي إِسْرَآئِيْلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطٰهٰ وَالْأَنْبِيَآءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ.

۴۳۷۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور طٰہٰ اور انبیاء وہ پہلی پرانی سورتوں سے ہیں اور وہ قدیم سے محفوظ ہیں یعنی یہ پانچوں سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئی ہیں قرآن سے اور واسطے ان کے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے پیغمبروں کے قصوں اور خبروں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بنی اسرائیل تو اصل سورہ بنی اسرائیل ہے سو حذف کیا گیا مضاف اور باقی رہا مضاف الیہ اپنی صورت پر اور اس کی شرح سبحان میں گزر چکی ہے اور زیادہ کیا ہے اس میں جو وہاں مذکور نہیں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ اس نے پانچ سورتیں پے در پے ذکر کیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ وہ سب مکے میں اتریں لیکن ان کی بعض آیتوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کی بعض آیتیں مدنی ہیں اور نہیں ثابت ہوتی اس سے کوئی چیز اور جمہور اس پر ہیں کہ سب آیتیں مکی ہیں اور کم ہے جس نے اس کے برخلاف کہا۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿جُذَاذًا﴾ قَطَّعَهُنَّ.

اور کہا قتادہ نے کہ جذاذا کے معنی ہیں ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فِيْ فَلَكٍ﴾ مِثْلِ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ ﴿يَسْبَحُوْنَ﴾ يَدُوْرُوْنَ.

یعنی اور کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وكل في فلك يسبحون﴾ کے کہ گھومتے ہیں آسمان میں مانند پیڑے چرخے کی۔

فائدہ: اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ گھومتے ہیں گرد اس کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ آسمان میں مانند چکی کے لوہے کی۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿نَفَشَتْ﴾ رَعَتْ لَيْلًا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نفشت کے معنی ہیں چر گئیں اللہ نے فرمایا ﴿اذ نفشت في غنم القوم﴾ جب چر گئیں اس میں بکریاں ایک قوم کی رات کو۔

﴿يُصْحَبُوْنَ﴾ يُمْنَعُوْنَ.

اور یصحبون کے معنی ہیں منع کی جائیں گی اللہ نے فرمایا ﴿ولا هم منا يصحبون﴾ یعنی اور نہ ان کو کوئی

ہمارے عذاب سے بچائے گا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ ہماری طرف سے مدد نہ کیے جائیں گے۔

﴿أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ قَالَ دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ.

یعنی اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا دین ایک ہے اللہ نے فرمایا﴿ان هذه امتكم امة واحدة﴾۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿حَصَبُ﴾ حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ.

اور کہا عکرمہ نے کہ حصب کے معنی حبش کی زبان میں لکڑیاں ہیں اللہ نے فرمایا ﴿انكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَحَسُّوا﴾ تَوَقَّعُوا مِنْ أَحْسَسْتُ.

اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ احسوا کے معنی ہیں جب ان کو توقع ہوئی مشتق ہے احسست سے اللہ نے فرمایا ﴿فلما احسوا باسنا اذا هم منها يركضون﴾ یعنی جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تو اچانک وہ وہاں دوڑنے لگے۔

﴿خَامِدِينَ﴾ هَامِدِينَ.

یعنی خامدین کے معنی ہیں بجھے پڑے اللہ نے فرمایا ﴿جعلنا هم حصيدا خامدين﴾ یعنی یہاں تک کہ کر دیا ہم نے ان کو کاٹ کر ڈھیر مانند آگ بجھی ہوئی کی۔

وَالْحَصِيدُ مُسْتَأْصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ.

یعنی حصیدا کے معنی ہیں جڑ سے اکھاڑا گیا واقع ہوتا ہے واحد پر اور تثنیہ پر اور جمع پر۔

﴿لَا يَسْتَحْسِرُونَ﴾ لَا يُعْيُونَ وَمِنْهُ ﴿حَسِيرٌ﴾ وَحَسَرْتُ بَعِيرِي.

اور یستحسرون کے معنی ہیں نہیں تھکتے اور اسی سے ماخوذ ہے حسیر یعنی تھکا ہوا اور حسرت بعیری یعنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکایا اللہ نے فرمایا ﴿لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون﴾۔

عَمِيقٌ بَعِيدٌ. (الحج:۲۷)

یعنی عمیق کے معنی ہیں دور تھا۔

نُكِسُوا رُدُّوا.

یعنی نکسوا کے معنی ہیں اوندھے ہوئے اپنے سروں پر اللہ نے فرمایا ﴿ثم نكسوا على رؤوسهم﴾۔

﴿صَنْعَةَ لَبُوسٍ﴾ الدُّرُوعُ.

اور لبوس کے معنی ہیں زرہیں اللہ نے فرمایا ﴿وعلمناه

صنعة لبوس لكم﴾ یعنی سکھایا ہم نے داؤد کو بنانا زرہوں کا۔

﴿تَقَطَّعُوْا أَمْرَهُمْ﴾ اِخْتَلَفُوْا. یعنی تقطعوا کے معنی ہیں کہ انہوں نے اختلاف کیا اور جدا جدا ہو گئے، اللہ نے فرمایا ﴿وتقطعوا امرهم بينهم﴾.

اَلْحَسِيْسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَّهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ. یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اور وہ پوشیدہ آواز ہے اللہ نے فرمایا ﴿لا يسمعون حسيسها﴾ یعنی نہ سنیں گے بہشتی آہٹ دوزخ کی۔

﴿آذَنَّاكَ﴾ أَعْلَمْنَاكَ ﴿آذَنْتُكُمْ﴾ إِذَا أَعْلَمْتَهُ فَأَنْتَ وَهُوَ ﴿عَلٰى سَوَآءٍ﴾ لَمْ تَغْدِرْ. یعنی آذناك کے معنی ہیں ہم نے تجھ کو خبر کر دی اور آذنتكم اس وقت بولتے ہیں جب تو اس کو خبر کر دے سو تم اور وہ برابر ہیں تو نے دغا نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿فان تولوا فقل آذنتكم على سواء﴾ یعنی اگر منہ موڑیں تو تو کہہ میں نے خبر کر دی تم کو دونوں طرف برابر۔

فائدہ: جب تو اپنے دشمن کو ڈرائے اور اس کو خبر کر دے اور لڑائی کو اس کی طرف پھینکے یہاں تک کہ تو اور وہ برابر ہوں تو تو نے اس کو خبر دار کیا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُوْنَ﴾ تَفْهَمُوْنَ. اور کہا مجاہد نے کہ تسئلون کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ تم سمجھو۔

﴿اِرْتَضٰى﴾ رَضِيَ. ارتضی کے معنی ہیں راضی ہوا اللہ نے فرمایا ﴿ولا يشفعون الا لمن ارتضى﴾ یعنی نہیں سفارش کرتے مگر جس کے واسطے وہ راضی ہوا۔

﴿اَلتَّمَاثِيْلُ﴾ اَلْأَصْنَامُ. یعنی تماثیل کے معنی ہیں بت اللہ نے فرمایا ﴿ما هذه التماثيل التي انتم لها عاكفون﴾.

اَلسِّجِلُّ الصَّحِيْفَةُ. سجل کے معنی ہیں اعمال نامہ۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر آیت ﴿كطى السجل للكتب﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مانند لپیٹنے اعمال نامہ کی لکھی چیز کو کہا طبری نے معنی اس کے یہ ہیں مانند لپیٹنے صحیفے کی اس چیز پر کہ اس میں لکھی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لام ساتھ معنی من کے ہے یعنی واسطے حبب کتاب کے اس واسطے کہ اعمال نامہ لپیٹتا ہے اس کی نیکیوں کو واسطے

اس چیز کے کہ اس میں لکھی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سجل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا نام ہے اور سدی سے روایت ہے کہ سجل فرشتے کو کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایک فرشتہ ہے دوسرے آسمان میں چوکیدار فرشتے ہر جمعرات اور سوموار کے دن اسی کی طرف عمل کو اٹھاتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دوہرائیں گے۔

٤٣٧٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٍ مِّنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ أَلَا إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿شَهِيدٌ﴾ فَيُقَالُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

۴۳۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ ہوئے جیسا کہ ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دوہرائیں گے وعدہ لازم ہے ہم پر بیشک ہم کرنے والے ہیں پھر حال یوں ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا خبردار! تحقیق شان یہ ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے سو ان کو بائیں راہ ڈالا جائے گا سو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میرے اصحاب ہیں؟ تو کہا جائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا نئی راہ نکالی یعنی مرتد ہو گئے سو میں کہوں گا جیسے نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور میں ان پر نگہبان تھا جب تک ان میں رہا اللہ کے قول شہید تک سو کہا جائے گا کہ بیشک یہ لوگ ہمیشہ رہے مرتد اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ

سورہ حج کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿الْمُخْبِتِينَ﴾ الْمُطْمَئِنِّينَ.

یعنی کہا ابن عیینہ نے کہ مخبتین کے معنی ہیں اطمینان پکڑنے والے اللہ نے فرمایا ﴿وبشر المخبتين﴾ یعنی خوشی سناؤ اطمینان والوں کو اور مجاہد سے روایت ہے کہ

نماز پڑھنے والے اور ضحاک سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں متواضعین۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ ﴿إِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ﴾ إِذَا حَدَّثَ اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ اٰيَاتِهٖ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر امنیتہ کے کہ جب اس نے کچھ بات کی تو شیطان نے اس میں کچھ ملا دیا پھر باطل کرتا ہے اللہ جو شیطان ڈالتا ہے اور پکی کرتا ہے اپنی آیتیں اللہ نے فرمایا ﴿وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ الله ما یلقی الشیطان ثم یحکم الله آیاته﴾.

فائدہ: کہا ابو جعفر نحاس نے کتاب معانی القرآن میں کہ یہ عمدہ اور بہتر چیز ہے جو کہی گئی اس آیت کی تاویل میں اور اجل اور اعلیٰ تاویل ہے۔

وَيُقَالُ اُمْنِيَّتُهٗ قِرَاءَتُهٗ ﴿إِلَّا اَمَانِيَّ﴾ يَقْرَءُوْنَ وَلَا يَكْتُبُوْنَ.

اور کہا جاتا ہے کہ امنیتہ کے معنی قرأت کے ہیں اور الا امانی کے معنی ہیں پڑھتے ہیں اور لکھتے نہیں۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف جو سورہ بقرہ میں ہے ﴿لا یعلمون الکتاب الا امانی﴾ اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ واسطے شہادت لینے کے اس پر کہ تمنی ساتھ معنی قرأت کے ہے اس واسطے کہ ﴿الا امانی﴾ ساتھ معنی یقرؤن کے ہے اور روایت کی ہے طبری اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں سورہ نجم پڑھی سو جب اس آیت پر پہنچے ﴿افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری﴾ تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ لفظ ڈالے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی آواز کے ساتھ یہ لفظ پڑھے تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی تو مشرکوں نے کہا کہ اس دن سے پہلے کبھی اس نے ہمارے بتوں کو بھلائی سے یاد نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا کہا بزار نے اس حدیث کی سند میں کلبی ہے اور کلبی متروک ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ اور نحاس نے اس کو اور سند سے روایت کیا ہے اور اس میں واقدی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق اور طبری وغیرہ نے کئی طریقوں سے اور سب طریق اس کے سوائے طریق سعید بن جبیر کے یا ضعیف ہیں یا منقطع لیکن کثرت طرق کی دلالت کرتی ہے کہ اس قصے کی کچھ اصل ہے باوجود اس کے کہ واسطے اس کے دو طریق اور ہیں مرسل ان کے راوی بخاری اور مسلم کی شرائط پر ہیں اور رد کیا ہے اس حدیث کو ابن عربی اور عیاض نے کہا ابن عربی نے کہا بزار نے اس میں بہت روایتیں ذکر کی ہیں لیکن وہ باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں اور کہا عیاض نے کہ

نہیں نکالا اس حدیث کو کسی نے اہل صحت سے اور نہیں روایت کیا اس کو کسی ثقہ نے ساتھ سند سلیم متصل کے باوجود ضعیف ہونے راویوں کے اور مضطرب ہونے روایتوں کے اور منقطع ہونے سند اس کی کے اور کسی مفسر اور تابعی نے اس کو مرفوع نہیں کیا اور اکثر طریقے اس کے ضعیف اور واہی ہیں اور البتہ بیان کیا ہے بزار نے کہ نہیں پہچانی جاتی کسی طریق جائز سے اور اگر یہ بات واقع ہوتی تو بہت مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ سب جرح قدح قواعد پر مبنی نہیں اس واسطے کہ جب طریق بہت ہوں اور مخرج جدا جدا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کے واسطے کوئی اصل ہے اور میں نے ذکر کیا ہے کہ اس کی تین سندیں صحیح کی شرط پر ہیں اور وہ مرسل ہیں حجت پکڑتا ہے ساتھ مثل ان کی کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ مرسل کے اور اسی طرح جو نہیں حجت پکڑتا ساتھ مرسل کے واسطے قوت پانے بعض کے ساتھ بعض کے اور جب یہ مقرر ہوا تو متعین ہوئی تاویل اس چیز کی جو واقع ہوئی ہے بیچ اس کے اس قسم سے کہ بری معلوم ہوتی ہے اور وہ قول اس کا کہ شیطان نے آپ کی زبان پر ڈالا تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى نہیں جائز ہے محمول کرنا اس کو اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ محال ہے حضرت ﷺ پر کہ زیادہ کریں قرآن میں جان بوجھ کر جو قرآن سے نہیں اور اسی طرح بھولے سے بھی جائز نہیں جب کہ ہو مخالف واسطے اس چیز کے کہ لائے ہیں اس کو توحید سے واسطے مکان عصمت آپ کے کی اور البتہ علماء اس میں کئی راہ چلے ہیں بعض نے کہا کہ جاری ہوئے یہ کلمے آپ کی زبان پر جب کہ آپ کو اونگھ پہنچی اور آپ کو معلوم نہ ہوا پھر جب آپ کو معلوم ہوا تو اللہ نے اپنی آیتوں کو پکا کیا روایت کیا ہے اس کو طبری نے قتادہ سے اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے ساتھ اس طور کے کہ یہ صحیح نہیں اس واسطے کہ ایسا ہونا حضرت ﷺ پر جائز نہیں اور نہیں قدرت شیطان کو آپ پر سونے کی حالت میں اور بعض نے کہا کہ بے بس کیا تھا آپ کو شیطان نے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے بے اختیار ہو کر اس کو کہا اور رد کیا ہے اس کو ابن عربی نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے بطور حکایت کے شیطان سے ﴿وما كان عليكم من سلطان﴾ یعنی مجھ کو تم پر کچھ قدرت نہ تھی سو اگر شیطان کو اس پر قدرت ہوتی تو کسی کو بندگی کی قوت باقی نہ رہتی اور بعض نے کہا کہ مشرکین جب اپنے بتوں کو ذکر کرتے تھے تو تعریف کرتے تھے ان کی ساتھ اس کے سو یہ بات حضرت ﷺ کی یاد پر معلق رہی پھر جب حضرت ﷺ نے اس کو ذکر کیا تو سہوا یہ بات آپ کی زبان پر جاری ہوئی اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے اور خوب کیا اور بعض نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ نے کافروں کو جھڑکنے کے واسطے یہ کلمات کہے تھے کہا عیاض نے اور یہ جائز ہے جب کہ ہو اس جگہ کوئی قرینہ جو دلالت کرتے مراد پر خاص کر اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا اور بعض نے کہا کہ جب حضرت ﷺ اس قول تک پہنچے ﴿ومناة الثالثة الاخرى﴾ تو مشرکین ڈرے کہ کہ اس کے بعد کوئی چیز لائے کہ اس کے ساتھ ان کے بتوں کی مذمت کرے سو جلدی کی انہوں اس کلام کی طرف سو حضرت ﷺ کے تلاوت میں اس کو ملایا موافق عادت اپنی کے ان کے قول میں ﴿لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه﴾ اور نسبت

کیا گیا یہ طرف شیطان کی اس واسطے کہ وہ ان کو اس پر باعث ہوا یا مراد ساتھ شیطان کے شیطان آدمیوں کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ غرانیق العلی کے فرشتے ہیں اور کفار کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کو پوجتے تھے پس بیان کیا گیا ذکر کل کا تا کہ رد کیا جائے اوپر ان کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کیا واسطے تمہارے بیٹے ہیں اور واسطے اللہ کے بیٹیاں سو جب اس کو مشرکوں نے سنا تو محمول کیا اس کو جمیع پر اور کہا کہ ہمارے بتوں کی تعظیم کی اور اس کے ساتھ راضی ہوئے پھر اللہ نے دونوں کلموں کو منسوخ کر دیا اور اپنی آیتوں کو پکا کیا اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ آرام کے ساتھ قرآن پڑھ رہے تھے تو شیطان نے آپ کے سکتوں سے ایک سکتے میں گھات لگائی اور بولا ساتھ ان کلموں کے حضرت ﷺ کی سی آواز بنا کر اس طور سے کہ آپ کے قریب والوں نے اس کو سنا اور اس کو آپ کا قول گمان کیا اور شائع کیا اور کہا یہ وجہ بہتر ہے سب وجوہ سے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے گزر چکا ہے کہ تمنی کے معنی تلاوت کے ہیں اور خوب کہا اس تاویل کو ابن عربی نے اور اس سے پہلے کہا کہ یہ نص ہے ہمارے مذہب میں بیچ پاک ہونے حضرت ﷺ کے اس چیز سے کہ نسبت کی گئی ہے طرف آپ کی اور کہا کہ معنی امنیۃ کے ہیں بیچ تلاوت آپ کی کے پس خبر دی اللہ نے اس آیت میں کہ رسولوں میں اللہ کا دستور جاری ہے کہ جب کوئی بات کہتے ہیں تو شیطان اس میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیتا ہے پس یہ نص ہے کہ شیطان نے حضرت ﷺ کے قول میں کچھ ملا دیا تھا اور البتہ سبقت کی ہے اس معنی کی طرف طبری نے واسطے جلالت قدر اس کی کے اور فراخ ہونے اس کے علم کے۔

تنبیہ: اصل یہ سورۃ مکی ہے اور کچھ آیتیں اس کی مدنی ہیں۔ (فتح الباری)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّشِيدٌ بِالْقَصَّةِ جِصٌّ.

اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿وقصر مشید﴾ اور بہت محل مضبوط کیے گئے ساتھ گچ کے۔

فائدہ: اور قصہ قصر مشید کا ذکر کیا ہے اہل اخبار نے کہ وہ شداد بن عاد کا بنایا ہوا ہے پھر ہو گیا بے کار اور ویران بعد آبادی کے کوئی اس کے پاس نہ جا سکتا تھا کئی میل تک اس واسطے کہ اس میں سے جنوں کی خوفناک آواز سنی جاتی تھی۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَفْرُطُوْنَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيُقَالُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَبْطِشُوْنَ.

یعنی اور کہا اس کے غیر نے بیچ تفسیر قول اللہ کے ﴿یکادون یسطون﴾ کہ یسطون کے معنی ہیں قریب ہیں کہ زیادتی کریں مشتق ہے سطوہ سے اور اس کے معنی ہیں قہر اور غلبہ اور بعض کہتے ہیں کہ یسطون کے معنی ہیں سخت پکڑتے ہیں۔

فائدہ: کہا فراء نے کہ مشرکین قریش جب مسلمانوں کو قرآن پڑھتے سنتے، دیکھتے تھے تو قریب تھے کہ ان کو پکڑ لیں۔

﴿وَهُدُوْا إِلَى الطَّيِّبِ﴾ أُلْهِمُوْا.

یعنی هدوا کے معنی اس آیت میں الہام کے ہیں یعنی الہام ہوا ان کو ستھری بات کا یعنی قرآن کا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِسَبَبٍ﴾ بِحَبْلٍ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سبب کے معنی ہیں رسی اپنے گھر کی چھت کی طرف اللہ نے فرمایا ﴿فليمدد بسبب الى السماء﴾ یعنی جس کو یہ گمان ہو کہ ہرگز نہ مدد کرے گا پیغمبر کو اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو چاہیے کہ لٹکا دے رسی اپنے گھر کی چھت کی طرف اور اس کے ساتھ پھانسی لے لے۔

﴿تَذْهَلُ﴾ تُشْغَلُ.

تذهل کے معنی ہیں باز رہے اللہ نے فرمایا ﴿یوم تذهل کل مرضعه عما ارضعت﴾ یعنی جس دن باز رہے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلانے والے سے بسبب وحشت اس دن کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تو دیکھے لوگوں کو مست ہوئے۔

٤٢٧٢ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا آدَمُ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى بِصَوْتٍ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ قَالَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيْبُ الْوَلِيْدُ ﴿وَتَرَى

۴۲۷۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم! وہ کہے گا حاضر ہوں تیری خدمت میں اور اطاعت میں اے ہمارے رب! سو فرشتہ آواز سے پکارے گا کہ بیشک اللہ تجھ کو حکم کرتا ہے کہ اپنی اولاد سے دوزخ کا حصہ نکال یعنی دوزخیوں کو دوزخ کی طرف روانہ کر، آدم علیہ السلام کہیں گے الٰہی! کس قدر ہے حصہ دوزخ کا؟ اللہ فرمائے گا ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے یعنی ہر ہزار آدمی سے ایک بہشتی اور باقی دوزخی سو اس وقت ہر ایک حاملہ اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی اور بوڑھا ہو جائے گا لڑکا اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش اور

النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ تِسْعُ مِائَةٍ وَّتِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ اَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ﴿تَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى﴾ وَقَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَقَالَ جَرِيْرٌ وَّعِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ ﴿سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى﴾.

دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو گا سو یہ بات اصحاب پر نہایت سخت گزری یہاں تک کہ ان کے چہرے زرد ہوئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو اس واسطے کہ یاجوج اور ماجوج سے نو سو ننانوے دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہو گا پھر تمہاری مثل اور امتوں میں جیسے کالا بال سفید بیل کے پہلو میں یا جیسے سفید بال سیاہ بیل کے پہلو میں اور البتہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم لوگ بہشتیوں کی چوتھائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے تہائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے آدھے ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا، کہا ابو اسامہ نے اعمش سے تو دیکھے لوگوں کو دیوانے اور حالانکہ نہیں وہ دیوانے یعنی موافقت کی ہے اس نے حفص کی بیچ روایت کرنے اس حدیث کے اعمش سے ساتھ اسناد اس کی کے اور متن اس کے، کہا اس نے ہر ہزار سے نو سو ننانوے یعنی اس نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے برخلاف حفص کے کہ اس میں شک ہے کہ اس نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ہر ہزار سے نو سو ننانوے اور کہا جریر اور عیسیٰ اور ابو معاویہ نے سَکْرٰی وماھم بسَکْرٰی یعنی ان تینوں راویوں نے اس لفظ میں مخالفت کی ہے کہ اس کو سَکْرٰی پڑھا ہے اور جمہور کی قرأت سکاری ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ شَكٍّ ﴿فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور بعض شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر یعنی شک پر پھر اگر اس کو نعمت مل گئی تو چین پکڑتا ہے اور اگر اس کو کوئی بلا پہنچے تو پھرتا ہے الٹا اپنے منہ پر خسارہ پایا دنیا اور آخرت میں

﴿ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ﴾ ﴿اَتْرَفْنَاهُمْ﴾ وَسَّعْنَاهُمْ.

یہی ہے صریح خسارہ اور اترفناھم کے معنی ہیں ہم نے ان کو وسعت دی دنیا اور آخرت میں۔

فائدہ: یہ کلمہ اگلی سورت میں ہے۔

۴۲۷۳ ۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهٗ غُلَامًا وَّنُتِجَتْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَّإِنْ لَّمْ تَلِدِ امْرَأَتُهٗ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سُوْءٍ.

۴۲۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا بیچ تفسیر اس آیت کے بعض وہ شخص ہے جو بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر کہا کہ کوئی مرد مدینہ میں آتا تھا سو اگر اس کی عورت لڑکا جنتی اور اس کی سواری بچہ جنتی تو کہتا یہ دین نیک ہے اور اگر اس کی عورت نہ جنتی اور نہ اس کی سواری جنتی تو کہتا یہ دین برا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر پاتے سال ارزانی اور مینہ اور اولاد کا تو راضی ہوتے ساتھ اس کے اور اگر قحط سالی پاتے تو کہتے ہمارے اس دین میں بھلائی نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اس کو مدینے کی بیماری پہنچتی اور اس کی عورت لڑکی جنتی اور صدقہ اس کو نہ پہنچتا تو شیطان اس کے پاس آتا اور کہتا قسم ہے اللہ کی تجھ کو اس دین میں بدی کے سوا کچھ نہیں پہنچا اور ایک روایت میں ہے اگر اس کا بدن بیمار ہوتا اور اس سے صدقہ روکا جاتا اور اس کو حاجت پہنچتی تو کہتا قسم ہے اللہ کی یہ دین نہیں میں ہمیشہ اپنے مال اور حال میں نقصان اٹھاتا ہوں اور روایت کی ہے ابن مردویہ نے ساتھ سند ضعیف کے کہ یہ آیت ایک یہودی کے حق میں اتری جو مسلمان ہوا تھا سو وہ اندھا ہو گیا اور اس کا مال اور اولاد ہلاک ہوا سو شگون بد لیا اس نے ساتھ اسلام کے سو کہا اس نے کہ میں اپنے دین میں بھلائی کو نہیں پہنچا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی یہ دو مدعی ہیں جھگڑتے ہیں اپنے رب کی شان میں۔

فائدہ: خصمان تثنیہ ہے خصم کا اور وہ بولا جاتا ہے واحد وغیرہ پر اور وہ شخص وہ ہے کہ واقع ہو اس سے جھگڑا۔ (فتح)

۴۲۷۴ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ

۴۲۷۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے اس آیت میں کہ اتری یہ آیت دو مدعیوں میں جھگڑتے

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هٰذِهِ الْأٰيَةَ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِيْ حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوْا فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ وَّقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ قَوْلَهُ.

ہیں اپنے رب میں حمزہ اور اس کے دونوں ساتھیوں اور عتبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے حق میں جب کہ تھے تنہا تنہا صف سے لڑنے کے واسطے نکلے جنگ بدر کے دن، روایت کیا ہے اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے یعنی ساتھ سند اس کی کے اور متن اس کے کے اور کہا عثمان نے جریر سے اس نے منصور سے اس نے ابی ہاشم سے اس نے ابی مجلز سے قول اس کا یعنی موقوف اوپر اس کے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ہلال بن یساف سے کہ اتری یہ آیت ان لوگوں کے حق میں جو جنگ بدر کے دن اکیلے اکیلے صف سے لڑنے کے لیے نکلے۔

٤٣٧٥ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَّجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ وَّفِيْهِمْ نَزَلَتْ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ بَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَّحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ.

٤٣٧٥۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل میں ہی اللہ کے آگے جھگڑے کے واسطے دو زانو ہو کر بیٹھوں گا کہا قیس نے اور انہیں کے حق میں یہ آیت اتری یہ دو مدعی ہیں جو اپنے رب کے حق میں جھگڑتے ہیں کہا قیس نے وہ لوگ وہی ہیں جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے وہ علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ اور عتبہ اور ولید ہے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہ آیت اہل کتاب اور مسلمانوں کے حق میں اتری اور حسن کے طریق سے کہ وہ کافر اور مسلمان ہیں اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ جھگڑنا مسلمان اور کافر کا ہے قیامت کے حق میں اور اختیار کیا ہے طبری نے ان اقوال کو بیچ عام ہونے اس آیت کے کہا اور نہیں مخالف ہے یہ اس چیز کو کہ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے تھے وہ دو گروہ تھے مسلمان اور کافر اس واسطے کہ آیت جب کسی سبب میں اترے تو نہیں منع ہے یہ کہ ہو عام اس سبب کی نظیر میں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ

سورۂ مومنون کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿سَبْعَ طَرَآئِقَ﴾ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ.

کہا ابن عیینہ نے کہ سبع طرائق کے معنی ہیں سات آسمان اللہ نے فرمایا ﴿ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق﴾ یعنی البتہ ہم نے پیدا کیے اوپر تمہارے سات آسمان۔

﴿لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

یعنی سابقون کے معنی ہیں سبقت کی ہے واسطے ان کے نیک بختی نے اللہ نے فرمایا ﴿هم لها سابقون﴾ یعنی سبقت کی ہے واسطے ان کے سعادت نے یعنی پس اسی واسطے اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔

﴿قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ خَآئِفِيْنَ.

یعنی ﴿قلوبهم وجلة﴾ کے معنی ہیں ڈرنے والے۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا یا حضرت! اللہ کے اس قول میں ﴿قلوبهم وجلة﴾ کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ﴾ بَعِيْدٌ بَعِيْدٌ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿هيهات هيهات﴾ کے معنی ہیں دور ہے دور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿هيهات هيهات لما توعدون﴾ یعنی دور ہے دور ہے جو تم وعدے دیے جاتے ہو۔

﴿فَاسْأَلِ الْعَآدِّيْنَ﴾ الْمَلَآئِكَةَ.

یعنی اللہ کے اس قول میں عادین سے مراد فرشتے ہیں اللہ نے فرمایا ﴿قالوا لبثنا يوما او بعض يوم فسئل العادين﴾ یعنی کہا کفار نے ٹھہرے ہم ایک دن یا کچھ دن سے سو پوچھ فرشتوں سے۔

﴿لَنَاكِبُوْنَ﴾ لَعَادِلُوْنَ.

یعنی لناکبون کے معنی ہیں پھرنے والے اللہ نے فرمایا ﴿ان الذين لا يؤمنون بالآخرة عن الصراط لناكبون﴾ یعنی جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو وہ سیدھی راہ سے پھرنے والے ہیں۔

﴿كَالِحُوْنَ﴾ عَابِسُوْنَ.

كالحون کے معنی ہیں بدشکل اللہ نے فرمایا ﴿وهم فيها كالحون﴾ یعنی کافر آگ میں بدشکل ہو رہے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے حاکم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کہ بھون ڈالے گی ان کو آگ سو سکڑ جائے گی اس کے اوپر کی لب اور ڈھیلی ہو جائے گی نیچے کی لب۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مِنْ سُلَالَةٍ﴾ الْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ.

یعنی سلالة کے معنی ہیں بچہ اور نطفہ، اللہ نے فرمایا ﴿ولقد خلقنا الانسان من سلالة﴾ یعنی پیدا کیا ہم نے انسان کو خلاصہ مٹی سے۔

فائدہ: نہیں مراد ہے تفسیر سلالہ کی سے ساتھ ولد کے کہ وہ مراد ہے آیت میں بلکہ وہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ سلالہ کا مشترک ہے درمیان ولد اور نطفہ کے اور اس چیز کے کہ کھینچی جاتی ہے دوسری چیز سے اور یہی اخیر معنی مراد ہیں آیت میں اور نہیں ذکر کیا اس کو واسطے بے پرواہی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اور واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ یہ لفظ مذکور چیزوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ (فتح)

وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُوْنُ وَاحِدٌ.

اور جنة اور جنون کے معنی ایک ہیں اللہ نے فرمایا ﴿ام يقولون به جنة﴾ یعنی کیا کہتے ہیں اس کو جنون ہے۔

وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَآءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ.

یعنی غثاء کے معنی ہیں جھاگ اور جو پانی کے اوپر آئے اور جس کے ساتھ نفع نہ اٹھایا جائے اللہ نے فرمایا ﴿فجعلناهم غثاء﴾ یعنی کیا ہم نے ان کو جھاگ۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ

سورۂ نور کی تفسیر کا بیان

﴿مِنْ خِلَالِهِ﴾ مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ السَّحَابِ.

یعنی من خلاله کے معنی ہیں بادل کے پردوں سے اللہ نے فرمایا ﴿فترى الودق يخرج من خلاله﴾ یعنی تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے۔

﴿سَنَا بَرْقِهِ﴾ وَهُوَ الضِّيَآءُ.

سنا برقه کے معنی ہیں روشنی اس کی اللہ نے فرمایا ﴿يكاد سنا برقه يذهب بالابصار﴾ قریب ہے کہ بجلی کی چمک اس کی آنکھیں لے جائے۔

﴿مُذْعِنِيْنَ﴾ يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِيْ مُذْعِنٌ.

مذعنين کے معنی ہیں عاجزی کرنے والے جھکنے والے کہا جاتا ہے عاجزی کرنے والے کو مذعن اور کہا زجاج نے

کہ اذعان کے معنی ہیں بندگی میں جلدی کرنا اللہ نے فرمایا ﴿وان یکن لهم الحق یاتوا الیه مذعنین﴾ یعنی اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو آئیں اس کی طرف عاجز ہو کر۔

﴿أَشْتَاتًا﴾ وَشَتّٰى وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَّاحِدٌ.

یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا﴾۔

وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضِ الثُّمَالِيُّ الْمِشْكَاةُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ.

یعنی کہا سعد بن عیاض نے کہ مشکوۃ کے معنی ہیں طاق حبش کی زبان میں اللہ نے فرمایا ﴿کمشکوة فیها مصباح﴾ مانند طاق کی کہ اس میں چراغ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا﴾ بَيَّنَّاهَا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ انزلنا کے معنی ہیں ہم نے اس کو بیان کیا۔

فائدہ: بیناها فرضناها کے معنی ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ سُمِّيَ الْقُرْاٰنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ مِّنَ الْأُخْرٰى فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْاٰنًا.

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ نام رکھا گیا قرآن واسطے جمع ہونے سورتوں کے اور نام رکھا گیا سورہ اس واسطے کہ وہ جدا کی گئی ہے دوسرے سے سو جب بعض سورتوں کو بعض کے ساتھ جوڑا گیا تو نام رکھا گیا قرآن یعنی جوڑا گیا۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ تَأْلِيْفَ بَعْضِهٖ إِلٰى بَعْضٍ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَأَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ أَيْ مَا جُمِعَ فِيْهِ فَاعْمَلْ بِمَا أَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهٖ قُرْاٰنٌ أَيْ تَأْلِيْفٌ وَسُمِّيَ الْفُرْقَانَ لِأَنَّهٗ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ مَا قَرَأَتْ بِسَلًا قَطُّ أَيْ لَمْ تَجْمَعْ فِيْ بَطْنِهَا وَلَدًا.

اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿انا علینا جمعه﴾ یعنی مراد ساتھ اس آیت کے جوڑنا بعض قرآن کا طرف بعض کی اور مراد ساتھ ﴿فاذا قرأناه﴾ کے یہ ہے کہ جب ہم اس کو جمع کریں اور جوڑیں تو پیروی کر اس چیز کی کہ جمع کی گئی ہے بیچ اس کے سو عمل کر ساتھ اس چیز کے کہ حکم کیا ہے اللہ نے تجھ کو ساتھ اس کے اور باز رہ اس چیز سے کہ منع کیا ہے اللہ نے تجھ کو اس سے اور کہا جاتا ہے نہیں واسطے شعر اس کے کے قرآن یعنی اس کا شعر جڑا ہوا نہیں اور نام رکھا گیا ہے قرآن کا فرقان اس واسطے کہ وہ جدائی کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے اور کہا جاتا ہے واسطے

عورت کے ما قرأت سلی قط یعنی اس نے کبھی اپنے پیٹ میں بچے کو جمع نہیں کیا۔

فائدہ: حاصل اس سب کلام کا یہ ہے کہ قرآن اس کے نزدیک قرأ سے ہے ساتھ معنی جمع کے نہ قرأ سے ساتھ معنی تلا کے۔

وَيُقَالُ فِي ﴿فَرَضْنَاهَا﴾ أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً وَّمَنْ قَرَأَ ﴿فَرَّضْنَاهَا﴾ يَقُولُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ.

اور فرضناها کے معنی ہیں ہم نے اس کو اتارا اس میں فرائض مختلف ہیں اور جو اس کو تخفیف کے ساتھ پڑھتا ہے وہ کہتا ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ فرض کیا ہم نے تم پر اور تم سے پچھلوں پر یعنی قیامت تک۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا﴾ لَمْ يَدْرُوْا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ ﴿أُولِي الْإِرْبَةِ﴾ مَنْ لَّيْسَ لَهُ أَرَبٌ وَّقَالَ طَاوُسٌ هُوَ الْأَحْمَقُ الَّذِي لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَّا يُهِمُّهُ إِلَّا بَطْنُهُ وَلَا يَخَافُ عَلَى النِّسَآءِ.

یعنی کہا مجاہد نے اللہ کے قول ﴿او الطفل الذين لم يظهروا﴾ کے معنی ہیں نہیں جانتے کیا ہے شرمگاہ عورتوں کی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے لڑکپن سے اور کہا شعبی نے کہ اولی الاربۃ کے معنی ہیں جس کو حاجت نہ ہو اور کہا طاؤس نے کہ وہ احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہ ہو اور کہا مجاہد نے کہ اولی الاربۃ وہ ہے جس کو کھانے کے سوا کچھ مقصود نہ ہو اور نہ خوف کیا جائے عورتوں پر یا لڑکے پر جو نہیں واقف ہوئے عورتوں کی شرم گاہ پر واسطے کم عمر ہونے کے۔

فائدہ: یہ مشتق ہے ظہور سے ساتھ معنی ظاہر ہونے کے یا ظہور سے ساتھ معنی غلبے کے یعنی حد بلوغت کو نہیں پہنچے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ عیب لگائیں اپنی عورتوں کو اور نہ ہوں ان کے پاس گواہ سوائے ان کی جان کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار بار گواہی دے ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ سچا ہے۔

٤٢٧٦ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا

۴۲۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قوم بنی عجلان کا سردار تھا سو اس نے کہا کہ تم کس طرح کہتے ہو اس مرد کے حق میں

أَتٰى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُوْلُوْنَ فِيْ رَجُلٍ وَّجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَتٰى عَاصِمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ فَسَأَلَهٗ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَآءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ وَّجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَأَمَرَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْا فَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَآءَتْ

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کا تو تم اس کو مار ڈالو گے؟ (یعنی ولی مقتول کے اس کے قصاص میں) یا کیا کرے؟ (یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے؟) میرے واسطے حضرت ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھو، سو عاصم رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! اس کا کیا حکم ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا تو عویمر رضی اللہ عنہ نے عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا اور عیب کیا، کہا عویمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی میں باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھوں، سو عویمر رضی اللہ عنہ لے آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایک مرد نے اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو مار ڈالو گے یا کس طرح کرے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں قرآن اتارا، سو حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا حکم دیا ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں نام لیا سو عویمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لعان کیا پھر کہا یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا، یعنی اب میں اس کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا، سو اس نے اس کو طلاق دی سو ہوا لعان کرنا سنت واسطے پچھلوں کے دو لعان کرنے والوں میں پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اگر جنے وہ لڑکا سیاہ رنگ کالی آنکھوں والا بڑے کولہوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو میں نہیں گمان کرتا عویمر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے اس پر سچ کہا اور اگر وہ بچہ جنے سرخ رنگ جیسے وہ بہن کے رنگ کا ہے تو میں نہیں گمان کرتا عویمر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے

بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أُحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ.

اس پر جھوٹ بولا سو اس نے بچہ جنا اس صفت پر کہ حضرت ﷺ نے بیان کی تھی تصدیق کرنے عویمر رضی اللہ عنہ کے سے یعنی اس نے اس زانی کی صورت کا بچہ جنا تو وہ اس کے بعد اپنی ماں کی طرف نسبت کیا جاتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللعان میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں بار یہ گواہی دیں کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو۔

٤٢٧٧ ـ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللهُ فِيْهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُضِيَ فِيْكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيْرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللهُ لَهَا.

۴۲۷۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو پائے تو کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو قتل کر دو گے یا کس طرح کرے؟ سو اللہ نے ان دونوں کے حق میں اتارا جو قرآن میں لعان کا مذکور ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم کیا، سو دونوں نے لعان کیا اور میں حضرت ﷺ کے پاس موجود تھا سو جدا کیا اس نے عورت کو سو ہوئی سنت یہ کہ جدائی کی جائے درمیان دو لعان کرنے والوں کے اور وہ عورت حاملہ تھی سو اس شخص نے اس کے حمل سے انکار کیا کہ یہ میرا حمل نہیں اور اس عورت کا بیٹا اس کی طرف منسوب کیا جاتا تھا پھر جاری ہوئی سنت میراث میں یہ کہ وہ لڑکا اپنی ماں کا وارث ہو اور اس کی ماں اس کی وارث ہو جو اللہ نے اس کے واسطے مقرر کیا ہے۔

فائدہ: اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس جگہ اس چیز پر جو راجح ہے بیچ سبب اترنے آیتوں لعان کے سوائے احکام اس کے کے اور میں اس کو اپنے باب میں ذکر کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہٹاتا ہے اس سے مار کو یہ کہ گواہی دے چار بار ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ جھوٹا ہے۔

٤٣٧٨ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّيْ لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِيْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوْهَا وَقَالُوْا إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ

۴۳۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی عورت کو شریک سے حرام کاری کا عیب لگایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لا یا حد ماری جائے گی تیری پیٹھ پر، ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! جب کوئی اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے یعنی حرام کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈتا پھرے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہی فرمانے لگے کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ میں حد ماری جائے گی سو ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ بیشک میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں سو البتہ اتارے گا اللہ جو میری پیٹھ کو حد سے بچائے سو جبریل علیہ السلام اترا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں اتریں جو لوگ اپنی عورتوں کو حرام کاری کا عیب لگاتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ اللہ کے اس قول تک پہنچے اگر وہ سچا ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور اس عورت کو بلا بھیجا سو ہلال رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے گواہی دی یعنی پانچ بار اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے کہ بیشک اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں کوئی توبہ بھی کرنے والا ہے پھر وہ عورت کھڑی ہوئی سو اس نے گواہی دی یعنی چار بار پھر جب پانچویں گواہی کی نوبت ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا کہ بیشک یہ پانچویں گواہی واجب کرنے والی ہے یعنی تفریق کو تمہارے درمیان یا عذاب کو اگر جھوٹ بولے گی یعنی اگر تو جھوٹی ہے تو مت کہہ سو وہ عورت تھم گئی اور

قَوْمِيْ سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوْهَا فَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَآءَ فَجَآءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَأْنٌ.

حتی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ پلٹ جائے گی یعنی اپنے گناہ کا اقرار کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہ کروں گی سو بدستور اس نے پانچویں گواہی بھی دی اور حضرت ﷺ نے فرمایا دیکھتے رہو اس عورت کو اگر وہ جنے سیاہ چشم لڑکا بھارے کولہوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو وہ لڑکا شریک کا ہے سو اس نے اسی رنگ کا لڑکا جنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم اس پر جاری نہ ہو گیا ہوتا تو میں اس عورت پر کچھ حکم کرتا یعنی اس پر حد قائم کرتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جبرئیل علیہ السلام اترا اور آپ پر یہ آیتیں اتاریں کہ جو لوگ عیب لگاتے ہیں اپنی عورتوں کو آخر تک تو اسی طرح ہے اس روایت میں کہ لعان کی آیتیں ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور سعد کی حدیث میں جو پہلے گزری یہ ہے کہ وہ عویمر کے حق میں اتریں اس واسطے کہ حدیث مذکور میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم اتارا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا اور اماموں کو اس جگہ میں اختلاف ہے بعض نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ وہ عویمر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور بعض نے اس کو ترجیح دی ہے کہ وہ ہلال کے حق میں اتریں اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ پہلے یہ معاملہ ہلال رضی اللہ عنہ کے واسطے واقع ہوا اور اسی وقت عویمر رضی اللہ عنہ کے آنے کا اتفاق ہوا سو دونوں کے حق میں اتریں ایک وقت میں اور البتہ میل کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اس کی طرف اور سبقت کی ہے اس کی طرف خطیب نے سو کہا اس نے کہ شاید ایک وقت میں ان دونوں کے آنے کا اتفاق ہوا اور نہیں مانع یہ کہ قصے متعدد ہوں اور نزول ایک ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں گواہی یہ ہے کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ مرد سچا ہے۔

٤٢٧٩ ـ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا رَمٰى امْرَأَتَهٗ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ

۴۲۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے وقت اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت دی سو اس کے بچے سے انکار کیا کہ میرا نہیں سو حضرت ﷺ نے دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو دونوں نے لعان کیا جیسا اللہ نے فرمایا پھر حکم دیا بچے کا واسطے عورت کے اور دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کرا دی۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا كَمَا قَالَ اللّٰهُ ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

فائدہ: اس کی شرح لعان میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسِبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ لائے ہیں طوفان تم ہی میں ایک جماعت ہیں تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کو ان میں پہنچتا ہے جو اس نے کمایا گناہ اور جس نے اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔

أَفَّاكٌ كَذَّابٌ.

افاك کے معنی ہیں بڑا جھوٹا۔

٤٣٨٠ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ﴾ قَالَتْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ.

۴۳۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس نے اٹھایا طوفان کا بڑا بوجھ، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول ہے سردار منافقوں کا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿الْكَاذِبُوْنَ﴾.

باب ہے کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو لائق نہیں کہ منہ پر لائیں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار گواہ پھر جب نہ لائے گواہ تو وہ لوگ اللہ کے یہاں ہیں جھوٹے۔

فائدہ: یہی ہے معروف کہ مراد ساتھ قول اللہ کے ﴿والذی تولی کبرہ﴾ وہ عبداللہ بن ابی ہے اور ساتھ اسی کے متفق ہیں روایتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو بہتان کے قصے میں اس سے مروی ہیں جیسا کہ اگلے باب میں ہے اور آئندہ آئے گا بیان اس شخص کا جو اس کے برخلاف کہتا ہے پھر بیان کی ہے بخاری نے حدیث افک کی ساتھ درازی کے لیث کے طریق سے اور نیز بیان کیا ہے اس کو ساتھ درازی کے شہادات میں فلیح کے طریق سے اور مغازی میں صالح کے طریق سے اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں اس کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے پہلے اس کو جہاد میں روایت کیا ہے پھر شہادات میں پھر تفسیر میں پھر ایمان میں اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں بھی۔ (فتح)

٤٣٨١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

۴۳۸۱۔ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہا خبر دی مجھ

اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضٍ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِيْ وَأُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ آذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا

کو عروہ اور سعید اور علقمہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی کی حدیث سے جب کہ کہا طوفان باندھنے والوں نے ان کے حق میں جو کہا سو اللہ نے ان کو ان کے بہتان سے پاک کیا اور ان کی پاکی بیان کی، زہری کہتا ہے اور ہر ایک نے حدیث کا ایک ٹکڑا مجھ سے بیان کیا اور ان کی بعض حدیث بعض کو سچا کرتی ہے اگرچہ بعض ان میں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اس کو بعض سے جو حدیث کہ بیان کی مجھ سے عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی نے کہا کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت ﷺ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جنگ (یعنی بنی مصطلق میں جس کا ارادہ کیا) سو میرا نام نکلا تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی بعد اترنے حکم پردے کے سو مجھ کو کجاوے میں اٹھاتے تھے اور اسی میں اتارتے تھے سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اس جنگ سے فارغ ہوئے اور ہم پلٹ کر مدینے کے قریب پہنچے تو ایک رات کوچ کی خبر دی سو میں اس وقت اٹھ کر جائے ضرورت کو چلی یہاں تک کہ لشکر سے باہر گئی یعنی تاکہ تنہا حاجت روا کروں سو جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوئی تو میں اپنے کجاوے کی طرف متوجہ ہوئی یعنی جس جگہ میں اتری تھی سو اچانک میں نے دیکھا کہ میرا ہار یمنی نگینوں کا ٹوٹ کر گر پڑا سو میں اسی جگہ میں اس کی تلاش کو پھر گئی اور اس کی تلاش میں مجھ کو دیر ہو گئی اور جو لوگ میرے کجاوے کسنے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار

قَضَيْتُ شَأْنِيْ أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِيْ فَإِذَا عِقْدٌ
لِيْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ
عِقْدِيْ وَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ
الَّذِيْنَ كَانُوْا يَرْحَلُوْنَ لِيْ فَاحْتَمَلُوْا
هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ عَلَى بَعِيْرِي الَّذِيْ كُنْتُ
رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّيْ فِيْهِ وَكَانَ
النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ
إِنَّمَا تَأْكُلُ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ
الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَكُنْتُ
جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ
وَسَارُوْا فَوَجَدْتُ عِقْدِيْ بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ
الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ
وَلَا مُجِيْبٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِيْ كُنْتُ بِهِ
وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ إِلَيَّ
فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِيْ مَنْزِلِيْ غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ
فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ
ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَآءِ الْجَيْشِ فَأَدْلَجَ
فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ
نَائِمٍ فَأَتَانِيْ فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَآنِيْ وَكَانَ
يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ
بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ
بِجِلْبَابِيْ وَاللّٰهِ مَا كَلَّمَنِيْ كَلِمَةً وَلَا
سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ حَتّٰى
أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا
فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا

ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں اس میں ہوں اور
عورتیں اس وقت نہایت دبلی تھیں موٹی نہ تھیں جو کم کھاتی
تھیں اس واسطے کجاوے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ
ہوا جب کہ انہوں نے اس کو اٹھایا اور میں لڑکی کم عمر تھی سو وہ
اونٹ کو اٹھا کر روانہ ہوئے سو مجھ کو لشکر چلے جانے کے بعد ہار
ملا ان کی جگہ میں آئی اور حالانکہ وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا
اور نہ جواب دینے والا سو میں نے قصد کیا اپنی جگہ کا جس میں
میں تھی اور میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب مجھ کو نہ پائیں گے
تو پلٹ کر میرے لینے کو آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں
اپنی جگہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند آئی تو میں سو گئی اور صفوان بن
معطل رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے تھا وہ پچھلی رات کو روانہ ہوا سو اس
نے میری جگہ میں صبح کی سو اس نے ایک سوتے آدمی کا وجود
دیکھا سو وہ میرے پاس آیا اور مجھ کو پہچانا جب کہ مجھ کو دیکھا
اور اس نے مجھ کو پردے کے اترنے سے پہلے دیکھا تھا سو اس
نے افسوس سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا میں اس کی
آواز سے جاگ پڑی سو میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانکا
قسم ہے اللہ کی نہ اس نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے
اس کی کوئی بات سنی سوائے انا للہ الخ کہنے اس کے کی یہاں
تک کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور اس کے پاؤں پر اپنا
پاؤں رکھا یعنی تا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آسانی سے سوار ہوں
اور سوار ہونے کے وقت ان کے چھونے کی حاجت نہ پڑے
سو میں اس پر سوار ہوئی سو وہ میری سواری کو لے کر چلا یہاں
تک کہ ہم لشکر میں پہنچے اس کے بعد کہ اترے سخت گرمی میں
یعنی دوپہر کے وقت سو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا یعنی تہمت
کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور بانی مبانی اس

الْجَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوْا مُوْغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ
الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ
تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيِّ ابْنَ سَلُوْلَ
فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ
شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ أَصْحَابِ
الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ
يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَا أَعْرِفُ مِنْ
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ
الَّذِيْ كُنْتُ أَرٰى مِنْهُ حِيْنَ أَشْتَكِيْ إِنَّمَا
يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ
يَنْصَرِفُ فَذَاكَ الَّذِيْ يَرِيْبُنِيْ وَلَا أَشْعُرُ
بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقَهْتُ
فَخَرَجَتْ مَعِيْ أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ
وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلٰى
لَيْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ
بُيُوْتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّبَرُّزِ
قِبَلَ الْغَائِطِ فَكُنَّا نَتَأَذّٰى بِالْكُنُفِ أَنْ
نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ
مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِيْ رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ
وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِيْ بَكْرٍ
الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ
أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِيْ وَقَدْ فَرَغْنَا مِنْ
شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ
تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ

تہمت کا عبداللہ بن ابی ابن سلول ہوا پھر ہم مدینے میں آئے
اور میں مدینے میں آ کر بیمار ہوگئی اور ایک مہینہ بیمار رہی اور
لوگ بہتان باندھنے والوں کی بات کا چرچا کرتے تھے اور مجھ
کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور مجھ کو اپنی بیماری میں یہ شک
پڑتا تھا کہ جو مہربانی حضرت ﷺ مجھ پر بیماری میں کیا کرتے
تھے وہ اب میں آپ سے نہیں پہچانتی یعنی ویسی مہربانی اس
بیماری میں نہ تھی صرف اتنا تھا کہ حضرت ﷺ میرے پاس
اندر آتے اور سلام کرتے پھر فرماتے کہ اس عورت کا کیا حال
ہے پھر پلٹ جاتے سو یہ نہ ہونا مہربانی کا مجھ کو شک میں ڈالتا
تھا اور مجھ کو بدی کی کچھ خبر نہ تھی یہاں تک کہ مجھ کو افاقہ ہوا سو
میں مسطح کی ماں کے ساتھ جائے ضرور کے واسطے میدان کی
طرف نکلی اور وہ ہمارے پاخانے کی جگہ تھی اور نہ نکلتی تھیں ہم
مگر راتوں رات اور یہ حال ہمارے گھروں کے پاس جائے
پاخانے بننے سے پہلے تھا اور ہمارا دستور پہلے عربوں کا دستور
تھا کہ پاخانے کے واسطے میدان کی طرف جاتے تھے ہم
گھروں کے پاس جائے پاخانہ بننے سے ایذا پاتے تھے سو
میں مسطح کی ماں کے ساتھ چلی اور وہ بیٹی ابورہم کی ہے اور اس
کی ماں صخر کی بیٹی ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے اور
اس کا بیٹا مسطح رضی اللہ عنہ ہے پھر میں فراغت کر کے مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں
کے ساتھ اپنے گھر کو آئی سو مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کا پاؤں اپنی
چادر میں الجھا (ایک روایت میں ہے کہ اس کا پاؤں کانٹے یا
ہڈی پر پڑا) تو اس نے کہا کہ ہلاک ہو مسطح یعنی اس نے اپنے
بیٹے کو بددعا دی میں نے کہا تو نے برا کہا کیا تو برا کہتی ہے
ایسے شخص کو جو جنگ بدر میں موجود تھا؟ اس نے کہا اے
ناداں عورت! کیا تو نے نہیں سنا جو اس نے کہا؟ میں نے کہا

أَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ أَيْ هَنْتَاهُ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ قَالَتْ قُلْتُ وَمَا قَالَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا فَأَخْبَرَتْنِيْ بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِيْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلٰى بَيْتِيْ وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيْكُمْ فَقُلْتُ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ اٰتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِيْنَئِذٍ أُرِيْدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّيْ يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِيْ عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتّٰى أَصْبَحْتُ أَبْكِيْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِيْ يَعْلَمُ لَهُمْ فِيْ نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا ایسا ایسا کہا، سو اس نے مجھ کو بہتان باندھنے کی خبر دی سو مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی طرف پھری اور حضرت ﷺ میرے پاس اندر آئے پھر فرمایا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میرا اس وقت ارادہ یہ تھا کہ میں اس خبر کو ان کی طرف سے تحقیق کروں، حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی سو میں نے اپنی ماں سے کہا اے ماں! کیا بات ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں؟ اس نے کہا، اے بیٹی! تو مت گھبرا سو قسم ہے اللہ کی کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جو اپنے خاوند کی پیاری ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ وہ اس کو اکثر تہمت لگاتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اللہ پاک ہے کیا لوگ اس بات کی گفتگو کرتے ہیں، سو میں اس رات تمام رات روتی رہی صبح تک نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی یہاں تک کہ میں نے صبح کی جب وحی کے اترنے میں بہت دیر ہوئی تو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے میرے چھوڑ دینے میں مشورہ پوچھا، سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ پر اشارہ کیا جو اس کو معلوم تھا آپ کے گھر والوں کی پاک دامنی سے اور جو اس کو معلوم تھا اپنی جی میں اہل بیت کی دوستی سے یعنی اس نے حضرت ﷺ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی بیان کی سو کہا کہ یا حضرت! آپ کی بیوی ہیں نہیں جانتا میں مگر نیک اور لیکن علی رضی اللہ عنہ سو انہوں نے کہا یا حضرت! اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں ہیں اور اگر حضرت ﷺ

أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ بَرِيْرَةُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ

لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو بلایا سو فرمایا کہ اے بریرہ! کبھی تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے؟ کہا بریرہ رضی اللہ عنہا نے قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا میں نے اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس سے میں اس پر عیب گیری کروں زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی سے اس دن انصاف چاہا سو حضرت ﷺ نے منبر پر فرمایا اے گروہ مسلمانوں کے کون ایسا ہے جو میرا بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا میرے اہل بیت کو پہنچی؟ یعنی میری بیوی کو سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانتا میں نے مگر نیک وہ تو میری بیوی کے پاس کبھی نہیں جاتا تھا میرے ساتھ کے بغیر تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا یا حضرت! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر تہمت کرنے والا اوس یعنی ہماری قوم سے ہو تو میں اس کی گردن ماروں اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا اور وہ قوم خزرج کا سردار تھا اور وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اس کو قوم کی حمیت اور عار نے غصہ دلایا سو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور تجھ کو اس کے مارنے کا کچھ مقدور نہیں پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا اور وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی ہے سو اس نے سعد بن

كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهِ فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا اَنْ يَّقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ لَا يَرْقَاُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ فَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَّلَا يَرْقَاُ لِيْ دَمْعٌ يَظُنَّانِ اَنَّ الْبُكَآءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَاَنَا اَبْكِيْ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ فِيْ شَاْنِيْ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَاِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ

عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی بقا کی البتہ ہم اس کو مار ڈالیں گے یعنی اگرچہ خزرج سے ہو جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس کا حکم کریں اور تم ہم کو اس سے منع نہیں کر سکتے سو بیشک تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے سو دونوں گروہ اوس اور خزرج غصے سے ایک دوسرے کی طرف اٹھے یہاں تک کہ قصد کیا کہ آپس میں لڑیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چپ ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں اس دن اسی حال میں رہی نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ مجھ کو نیند آتی تھی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی اور میں دو رات اور ایک دن روتی رہی نہ مجھ کو نیند آتی تھی اور نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور میرے ماں باپ گمان کرتے تھے کہ رونا میرے جگر کو پھاڑ ڈالنے والا ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جس حالت میں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روتی تھی تو ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دی سو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس حالت میں کہ ہم تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اندر آئے اور اسلام کر کے بیٹھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہ بیٹھے تھے جب سے میرے حق میں کہا گیا جو کہا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ اسی حال میں رہے آپ کو میرے حق میں کچھ وحی نہ ہوئی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جب بیٹھے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ

بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِيْ إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِيْ أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّيْ أَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِيْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِيْ يُوْسُفَ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ قَالَتْ وَأَنَا حِيْنَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِيْ بِبَرَاءَتِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِيْ شَأْنِيْ وَحْيًا يُّتْلٰى وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ

اے عائشہ! مجھ کو تیری ایسی ایسی بات پہنچی سو اگر تو گناہ سے پاک ہوگی تو اللہ تیری پاکی بیان کرے گا یعنی اس کے ساتھ وحی اتارے گا قرآن ہو یا غیر اس کا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہے تو مغفرت مانگ اللہ سے اور اس کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اس پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ﷺ نے اپنی بات تمام کی تو میرے آنسو بند ہوئے یہاں تک کہ میں نے اس سے ایک قطرہ نہ پایا تو میں نے اپنے باپ سے کہا حضرت ﷺ کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں؟ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ حضرت ﷺ کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا میں نہیں جانتی کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میں نے کہا اور میں لڑکی کم عمر تھی بہت قرآن نہ پڑھتی تھی قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ نے یہ بات سنی یہاں تک کہ آپ کے جی میں جم گئی اور آپ نے اس کو سچ جانا سو اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس گناہ سے بری ہوں تو آپ مجھ کو اس میں سچا نہیں جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور آپ کے درمیان سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اور کوئی مثل نہیں پاتی کہ اس نے کہا فصبر جمیل یعنی اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی مددگار ہے پھر میں منہ پھیر کر اپنے بچھونے پر لیٹی اور مجھ کو اس وقت معلوم تھا کہ میں عیب سے

يَتَكَلَّمُ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَآءِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ مِّنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِيْ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَّأَكِ فَقَالَتْ أُمِّيْ قُوْمِيْ إِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآءَتِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا

پاک ہوں اور یہ کہ بیشک اللہ میری پاکی بیان کرنے والا ہے میرے پاک ہونے کے سبب سے لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میرے حق میں قرآن اتارے گا جو قیامت تک پڑھا جائے گا اور میں اپنے جی میں اپنے آپ کو حقیر تر جانتی تھی اس سے کہ میرے حق میں اللہ قرآن اتارے اور قرآن میں کلام کرے لیکن مجھ کو امید تھی کہ حضرت ﷺ کو سوتے خواب آئے گا جس کے ساتھ اللہ مجھ کو اس تہمت سے پاک کرے گا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو قسم ہے اللہ کی نہ حضرت ﷺ وہاں سے اٹھے اور نہ کوئی گھر والوں سے باہر نکلا یعنی جو اس وقت حاضر تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ پر وحی اتری سو عادت کے موافق آپ کو بخار کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکنے لگا سخت سردی کے دن میں بسبب بوجھ اس چیز کے کہ آپ پر اتاری جاتی سو جب وہ شدت حضرت ﷺ سے دور ہوئی اس حال میں کہ آپ ہنستے تھے سو پہلے پہل آپ نے یہ بات کی کہ اے عائشہ! اللہ نے تو تیری پاکی بیان کی سو میری ماں نے مجھ سے کہا کہ اٹھ کر حضرت ﷺ کا شکر یہ ادا کر، میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں آپ کا شکر نہیں کرتی اور آپ کا احسان نہیں مانتی اور میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی جس نے میری پاکی بیان کی اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان ایک جماعت ہے تم میں سے سو جب اللہ نے میری پاکی میں یہ قرآن اتارا تو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے (اور حالانکہ وہ مسطح پر اپنی قرابت اور اس کی محتاجی کے سبب سے خرچ کیا کرتے تھے یعنی کچھ اللہ کے لیے اس کو دیا کرتے تھے) قسم ہے اللہ کی کہ میں مسطح رضی اللہ عنہ کو کبھی کچھ نہ دوں گا اس

تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِيْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِيْ فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ.

کے بعد کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جو کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ قسم نہ کھائیں فضیلت والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں قرابت والوں کو اور محتاجوں کو اور مہاجرین کو اللہ کے راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جو چیز کہ مسطح کو اللہ کے لیے دیا کرتے تھے وہ پھر اس کی طرف جاری کی اور کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اس سے کبھی بند نہیں کروں گا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھتے تھے سو فرمایا اے زینب! تجھ کو کیا معلوم ہے؟ اس نے کہا یا حضرت! میں اپنے کان اور آنکھ پر نگاہ رکھتی ہوں یعنی سو نہیں منسوب کرتی میں اس کی طرف جو نہ میں نے سنا نہ دیکھا مجھ کو نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہی تھی جو مجھ سے برابری چاہتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے سو بچایا اس کو اللہ نے ساتھ پرہیز گاری کے یعنی ساتھ نگہبانی کرنے کے اپنے دین پر اور اس کی بہن حمنہ رضی اللہ عنہا اس کے واسطے جھگڑنے لگی اور چرچا کرنے لگی ساتھ قول طوفان باندھنے والوں کے تاکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ کم ہو اور اس کی بہن کا مرتبہ بڑھے سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں جو ہلاک ہوئے تہمت باندھنے والوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا تو یہ قول زہری کا ہے یعنی بعض حدیث کا اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ کہا زہری نے ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ٹکڑا اس حدیث کا اور میں نے جمع کی ہے واسطے تیرے سب وہ چیز جو انہوں نے مجھ سے بیان کی اور یہ جو کہا کہ بعض حدیث ان کی سچا کرتی ہے بعض کو تو یہ مقلوب ہے اور مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کو سچا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ اپنے ظاہر پر ہو اور مراد یہ ہو کہ بعض حدیث ہر ایک کی ان میں سے دلالت کرتی ہے اوپر صدق راوی کے بیچ باقی

حدیث اپنی کے واسطے حسن سیاق اس کے کی اور عمدگی حفظ اس کے کی اور یہ جو کہا اگرچہ بعض راوی زیادہ تر یاد رکھنے والے ہیں بعض سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ بعض راوی ان چاروں میں سے زیادہ تر تمیز کرنے والے ہیں بیچ سیاق حدیث کے بعض سے اس کے اکثر یاد رکھنے کی جہت سے نہ یہ کہ بعض بعض سے مطلق اضبط ہیں اسی واسطے کہا زیادہ تر یاد رکھنے والے اس کو یعنی حدیث مذکور کو خاص اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ساری حدیث ان سب سے مروی ہے نہ یہ کہ وہ ساری حدیث ہر ایک سے مروی ہے اور یہ جو کہا عروہ عن عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت تو نہیں ہے یہ مراد کہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے اپنے نفس سے بلکہ معنی اس کے قول کے عن عائشہ یعنی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے بیچ قصے افک کے پھر اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرنا شروع کی سو کہا کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے تو اس میں مشروع ہونا قرعہ کا ہے اور رد ہے اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے اور یہ جو کہا بعد اترنے پردے کے یعنی بعد اترنے حکم پردے کے اور مراد حجاب کرنا عورتوں کا ہے مردوں کے دیکھنے سے یعنی مردوں سے پردہ کریں تاکہ مرد عورتوں کو نہ دیکھ سکیں اور اس سے پہلے ان کو اس بات سے روک نہ تھی اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا مانند تمہید کی ہے واسطے سبب کے بیچ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مستور کجاوے میں یہاں تک کہ نوبت پہنچائی اس نے طرف اٹھانے ان کے کی اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور ان کو گمان تھا کہ وہ اس میں ہیں برخلاف اس کے کہ پہلے پردے سے تھیں سو شاید عورتیں اس وقت سواریوں کی پشت پر سوار ہوتی تھیں بغیر کجاوے کے یا سوار ہوتی تھیں کجاوے میں بغیر پردے کے سو نہ واقع ہوتا تھا واسطے ان کے جو واقع ہوا بلکہ ان کا اونٹ کسنے والا پہچانتا تھا کہ سوار ہوئی ہیں یا نہیں اور یہ جو کہا کہ میں کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اس میں اتاری جاتی تھی تو ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب میرے اونٹ کو کستے تھے تو میں کجاوے میں بیٹھ جاتی تھی پھر کجاوے کو نیچے سے پکڑ کر اونٹ کی پیٹھ پر رکھ دیتے تھے اور کجاوہ ایک محمل ہوتا ہے اس کے واسطے قبہ ہوتا ہے جو کپڑوں وغیرہ سے ڈھانکا جاتا ہے پھر اونٹ کی پشت پر رکھا جاتا ہے اس میں عورتیں سوار ہوتی ہیں تاکہ ان کے واسطے پردہ ہو اور یہ جو کہا کہ کجاوے کے اٹھانے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے پر مقرر تھے وہ ان کا نہایت ادب کرتے تھے اور کجاوے کا پردہ بالکل نہیں کھولتے تھے اس لیے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ وہ اس میں ہیں اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور شاید انہوں نے سوچا کہ وہ سوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ میں لڑکی کم عمر تھی تو یہ اس واسطے کہ وہ ہجرت کے بعد شوال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئیں اور وہ اس وقت نو برس کی تھیں اور جنگ مریسیع چھٹے سال ہجری میں تھی شعبان میں تو گویا اس وقت پوری پندرہ برس کی نہ ہوئی تھیں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ باوجود دبلی ہونے کے کم عمر تھیں پس یہ ابلغ ہے واسطے ہلکا ہونے ان کے کی اور اسی وجہ سے ان کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس لفظ کے یعنی میں کم عمر تھی طرف بیان عذر اپنے کے اس چیز میں کہ کی حرص سے ہار پر اور ستگی ہونے ان کے سے ہار کے ڈھونڈنے پر اس حال میں اور نہ خبر دینے ان کے سے اپنے گھر والوں کو ساتھ اس کے اور یہ بہ سبب کم عمر ہونے ان کے ہے اور نا تجربہ کاری ان کی کے برخلاف اس کے کہ اگر کم عمر نہ ہوتیں تو اس کے انجام کو سمجھ جاتیں اور نیز یہ ان کے واسطے ہار کے گم ہونے میں واقع ہوا کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی کہ میرا ہار گر پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روکا بغیر پانی پر یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہار ملا اور اس کے سبب سے تیمم کی آیت اتری پس ظاہر ہوا تفاوت حال اس شخص کا جو تجربہ کار ہو اور جو تجربہ کار نہ ہو اور یہ جو کہا کہ نہ کوئی وہاں بلانے والا اور نہ جواب دینے والا سو اگر کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی اور کو اپنے ساتھ کیوں نہ لیا تا کہ ان کو تنہا ہونے کی وحشت سے امن ہوتا اور جب ان کو ہار کے ڈھونڈنے میں دیر لگی تھی تو اپنی سہیلی کو بھیج دیتیں تا کہ ان کا انتظار کریں اگر کوچ کا ارادہ کریں اور جواب یہ ہے کہ یہ منجملہ اس چیز سے ہے کہ مستفاد ہوتی ہے قول اس کے سے کہ میں کم عمر تھی اس واسطے کہ ان کو ایسا تجربہ نہ تھا اور اس کے بعد ان کا یہ حال ہوا کہ جب باہر نکلتی تھیں تو کسی کو اپنے ساتھ لے کر نکلتی تھیں اور صفوان رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے رہا کرتا تھا تا کہ تیر اور تھیلی وغیرہ گری پڑی چیز کو اٹھا لائے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے انا للہ الخ پڑھنے سے جاگی تو تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن اسحاق نے کہ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور شاید بھاری پڑی اس پر وہ چیز جو جاری ہوئی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یا ڈرا یہ کہ واقع ہو جو واقع ہوا یا اکتفا کیا اس نے ساتھ پکار کر کہنے انا للہ الخ کے تا کہ ان کے ساتھ اور کلام کرنے کی حاجت نہ پڑے اور یہ جو کہا کہ مجھ سے کلام نہ کرتا تھا تو تعبیر کی ہے اس نے ساتھ لفظ مضارع کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ وہ بدستور چپ رہا اس واسطے کہ اگر ماضی کے صیغے کے ساتھ تعبیر کرتیں تو سمجھا جاتا اس سے خاص ہونا نفی کا ساتھ حالت جاگنے کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس سے انا للہ الخ کے سوا کوئی کلمہ نہیں سنا تو یہ مقید ہے ساتھ حالت بٹھانے اونٹ کے پس نہیں منع کرتا یہ کلام کرنے کو اونٹ بٹھانے سے پہلے اور پیچھے اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو کس سبب سے پیچھے رہی؟ اور کہا کہ سوار ہو اور میرا حال پوچھا اور یہ جو کہا کہ ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا تو اشارہ کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بہتان میں کلام کیا اور لیکن نام ان کے پس صحیح روایتوں میں عبداللہ بن ابی اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم ہیں اور زیادہ کیا ہے ان میں ابو الربیع نے عبداللہ اور ابو احمد کو جو دونوں جحش کے بیٹے ہیں اور ابن مردویہ کے نزدیک ابن سیرین کے طریق سے آیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ نہ خرچ کروں گا ان دو یتیموں پر جو ان کے پاس تھے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کلام ناشائستہ کی تھی ایک ان میں سے مسطح ہے، انتہی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے مسطح کے رفیق کا نام معلوم نہیں ہوا اور یہ جو کہا کہ لوگ بہتان باندھنے والوں کے قول میں چرچا کرتے تھے تو ابن اسحاق کی

روایت میں ہے کہ یہ بات حضرت ﷺ کو اور میرے ماں باپ کو پہنچی اور وہ میرے واسطے کچھ ذکر نہیں کرتے تھے اور یہ جو مسطح کی ماں نے کہا کہ ہلاک ہوا مسطح تو احتمال ہے کہ مسطح کی ماں نے یہ کلمہ جان بوجھ کر کہا ہوتا کہ پہنچے طرف اخبار عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس چیز کے کہ کہا گیا ان کے حق میں اور وہ غافل ہے اور احتمال ہے کہ اللہ نے اتفاقاً اس کی زبان پر یہ کلمہ جاری کیا ہوتا کہ بیدار ہو عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی غفلت سے جو اس کے حق میں کہا گیا اور یہ جو کہا کہ مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب مجھ کو بہتان باندھنے والوں کی تہمت کی خبر پہنچی تو میں نے قصد کیا کہ اپنے آپ کو کنوئیں میں گراؤں اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں نے کہا کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ اس کو تہمت لگاتی ہیں تو اس کلام میں اس کی ماں کی سمجھ سے وہ چیز ہے جس پر زیادتی نہیں اس واسطے کہ اس نے معلوم کیا کہ یہ بات اس پر بھاری پڑے گی سو آسان کیا اس پر اس بات کو ساتھ اس طور کے کہ اس کو معلوم کروایا کہ وہ اس بات کے ساتھ منفرد نہیں اس واسطے کہ آدمی پیروی کرتا ہے ساتھ غیر اپنے کے اس چیز میں کہ واقع ہوتی ہے اس کے واسطے اور داخل کی اس نے اس میں وہ چیز جس سے اس کا دل خوش ہو کہ وہ فائق ہے خوبصورتی میں اور یہ اس قسم سے ہے کہ خوش لگتا ہے عورت کو کہ اس کے ساتھ صفت کی جائے باوجود اس چیز کے کہ اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی حمنہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ کہ باعث اس کو اس پر یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی بہن کی سوکن تھیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی زینب رضی اللہ عنہا ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہی تھی جو مرتبے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی مشابہت چاہتی تھی اور یہ جو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہے یعنی اس کو پاس رکھیے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کی بیوی ہے یعنی عفیفہ ہے جو آپ کے لائق ہے اور احتمال ہے کہ کہا ہو واسطے پاک ہونے کے مشورے سے اور رائے کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا پھر نہ کفایت کی ساتھ اس کے بلکہ خبر دی ساتھ اعتقاد اپنے کے سو کہا کہ نہیں جانتے ہم مگر نیک اور بیوی کو اہل کہنا شائع ہے اور جمع کا لفظ بولنا واسطے تعظیم کے ہے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورتیں اس کے سوا بہت ہیں تو ایک روایت میں ہے کہ اس کو طلاق دیجیے اور دوسری سے نکاح کیجیے اور یہ کلام جو علی رضی اللہ عنہ نے کیا تو باعث ہوئی اس کو اس پر ترجیح جانب حضرت ﷺ کی واسطے اس چیز کے کہ دیکھی بے قراری اور غم حضرت ﷺ کے سے بسبب اس بات کے کہ کہی گئی اور حضرت ﷺ نہایت غیرت کرنے والے تھے سو علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ جب آپ اس کو چھوڑ دیں گے تو جو آپ کو غم اس کے سبب سے حاصل ہوا ہے وہ دور ہو جائے گا یہاں تک کہ ثابت ہو پاکی ان کی پھر ممکن ہوگا رجوع کرنا ان سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے اختیار کرنا اس ضرر کا جو دونوں میں ہلکا ہو واسطے دور ہونے اشد ان کے، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ یہی ہے مصلحت حضرت ﷺ کے حق میں اس واسطے کہ دیکھا کہ حضرت ﷺ بے قرار ہیں سو خرچ کی انہوں نے کوشش اپنی خیر خواہی میں واسطے

ارادے خاطر حضرت ﷺ کے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ نہیں جزم کیا علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف چھوڑ دینے ان کے اس واسطے کہ انہوں نے اپنے قول کے پیچھے یہ بات کہی کہ آپ لونڈی سے پوچھیے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی سو سپرد کیا انہوں نے امر کو طرف رائے حضرت ﷺ کے سو گویا کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ جلدی راحت چاہتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اگر آپ اس کا ارادہ نہیں رکھتے تو اس بات کی تحقیق کیجیے یہاں تک کہ آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی معلوم ہو اس واسطے کہ ان کو تحقیق معلوم تھا کہ نہ خبر دے گی آپ کو بریرہ رضی اللہ عنہا مگر ساتھ اس چیز کے کہ جو اس کو معلوم ہو اور وہ نہیں جانتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مگر محض پاک دامنی اور علت بیچ خاص ہونے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورے کے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے نزدیک بجائے بیٹے کے تھے کہ آپ نے ان کو لڑکپن سے پرورش کیا تھا پھر نہ جدا ہوئے ان سے بلکہ زیادہ ہوا جوڑ ان کا ساتھ نکاح کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پس اسی واسطے تھے وہ خاص ساتھ مشورے کے واسطے زیادہ اطلاع ہونے کے حضرت ﷺ کے احوال پر اکثر غیر ان کے سے اور عام کاموں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر اصحاب سے مشورہ لیتے تھے اور اسی طرح اسامہ رضی اللہ عنہ سو وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں بیچ طول ہونے ملازمت کے اور زیادہ ہونے خصوصیت اور محبت کے اسی واسطے اصحاب کہتے تھے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے محبوب ہیں اور خاص کیا اس کو سوائے ماں باپ اس کے کی اس واسطے کہ وہ بھی علی رضی اللہ عنہ کی طرح جوان تھے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ اس سے عمر میں بڑے تھے اور یہ اس واسطے ہے کہ جو جوان کے ذہن کی صفائی ہوتی ہے وہ دوسرے کے نہیں ہوتی اور اس واسطے کہ وہ بوڑھے سے جلدی جواب دیتا ہے کہ بوڑھا اکثر اوقات انجام کو سوچتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا تو ایک روایت میں ہے کہ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں سو اس کو نہ چھپا تو اس نے کہا بہت خوب! فرمایا کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی چیز دیکھی ہے جس سے پاک دامنی میں شک پڑے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لونڈی سے پوچھ، علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اور کہا کہ اگر تو سچ نہ کہے گی تو تجھ کو ماروں گا اس نے سوائے نیکی کے کچھ نہ کہا پھر علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اس کو سخت مارا اور کہا کہ آپ سے سچ کہہ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی برائی معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گھر والوں کے آنے سے سو جاتی ہے تو ایک روایت میں ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جب سے اس کے پاس ہوں مگر یہ کہ میں آٹا گوندھتی ہوں اور اس کو کہتی ہوں کہ اس آٹے کو دیکھتی رہ یہاں تک کہ میں آگ جلاؤں سو وہ غفلت کرتی ہے اور بکری آ کر کھا جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پاک تر ہے سونے سے یعنی سونے کی طرح عیب سے پاک ہے اور اگر اس نے کیا ہے جو لوگ کہتے ہیں تو البتہ اللہ آپ کو خبر کر دے گا سو لوگوں نے اس کی فقاہت سے تعجب کیا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس دن عبداللہ بن ابی سے

انصاف چاہا تو کہا خطابی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ کون ایسا ہے جو قائم ہو ساتھ عذر اس کے کی کہ اس نے میرے گھر والوں پر بری تہمت لگائی ہے اور کون ایسا ہے کہ قائم ہو ساتھ عذر میرے کے جب کہ میں اس کو اس تہمت باندھنے کی سزا دوں اور یہ جو کہا کہ تجھ کو اس کے مارنے پر مقدور نہیں تو نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ معنی اس کے قول کے کذب لا تقتله یہ ہیں کہ حضرت ﷺ تجھ کو اس کے مارنے کا اختیار نہیں دیں گے اسی واسطے تو اس کے مارنے پر قادر نہیں ہوگا اور اس کا باعث یہ ہے جو ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ سعد نے کہا کہ تو نے یہ بات اس واسطے کہی ہے کہ تو نے معلوم کیا کہ وہ خزرج سے ہے یعنی تجھ کو حضرت ﷺ کی مدد مقصود نہیں بلکہ تمہارے دلوں میں ہماری طرف سے قدیمی کینہ ہے اس کے سبب سے تو نے یہ بات کہی، ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کو میری مراد خوب معلوم ہے کہا ابن تین نے کہ یہ جو ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اوس سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماریں گے تو یہ اس واسطے کہ اوس قوم اس کی ہے اور نہیں کہی ان نے یہ بات بیچ حق خزرج کے واسطے اس چیز کے کہ تھی درمیان اوس اور خزرج کے کینہ اور عداوت سے پہلے اسلام کے سو دور ہوئی وہ عداوت ساتھ اسلام کے اور کچھ باقی رہی بحکم عار کے سو کلام کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ حکم عار کے اور انکار کیا اس سے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان میں حکم کریں اور حالانکہ وہ قوم اوس سے ہیں اور نہیں ارادہ کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے راضی ہونا ساتھ اس چیز کے کہ منقول ہوئی عبداللہ بن ابی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا یعنی نہیں گزری اس سے کوئی چیز کہ متعلق ہو ساتھ کھڑا ہونے کے عار حمیت سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مراد نہیں کہ وہ منافقوں میں سے ہے اور یہ جو اسید رضی اللہ عنہ نے معاذ بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو منافق ہے تو مازری نے اسید کے قول سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ واقع ہوا ہے یہ اسید سے بطور غصے اور مبالغہ کے بیچ زجر سعد رضی اللہ عنہ کے جھگڑنے سے یعنی مراد اس کی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو جھڑکنا تھا کہ عبداللہ بن ابی کی طرف سے نہ جھگڑے اور اس کی مراد وہ نفاق نہیں جو ظاہر میں ایمان لانا اور باطن میں کافر رہنا ہے اور شاید حضرت ﷺ نے اسی وجہ سے اس پر انکار نہ کیا پس مراد اس کی یہ ہے کہ تو منافقوں کا سا کام کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میرے باپ نے میرے پاس صبح کی یعنی آئے وہ دونوں اس جگہ میں جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کے گھر سے نہ یہ کہ وہ ان کے پاس سے اپنے گھر کی طرف پھر گئی تھیں اور یہ جو کہا کہ میں دو رات اور ایک دن روتی رہی یعنی ایک وہ رات جس میں مسطح کی ماں نے ان کو یہ خبر دی اور ایک وہ دن جس میں حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اگلی رات اور یہ جو کہا کہ میرے آنسو بند ہوئے کہا قرطبی نے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ جب غم اور غضب سے ایک چیز آدمی کو پکڑ لیتی ہے تو آنسو بند ہو جاتے ہیں واسطے زیادہ ہونے گرمی مصیبت کے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ حضرت ﷺ کو میری طرف سے جواب دو تو بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے باوجود اس کے کہ سوال واقع ہوا ہے باطن امر سے اور صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ جن کو اس پر اطلاع نہیں تھی لیکن کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس سے باطن میں ایسی کوئی چیز واقع نہیں ہوئی جو ظاہر کے مخالف ہو پس گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو پاک کرو جس طرح چاہو اور تم کو اعتقاد ہے کہ میں سچ کہتی ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواب دیا اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اپنے قول کے کہ میں نہیں جانتا کیا کہوں اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت متبع تھے سو انہوں نے ایسا جواب دیا جو متفق میں اس کو اس کے سوال کے مطابق ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بہت قرآن نہیں پڑھتی تھی تو یہ تمہید ہے واسطے عذر ان کے کی کہ اس وقت ان کو یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا اور ایک روایت میں یعقوب علیہ السلام کا نام صریح آچکا ہے لیکن وہ روایت بالمعنی ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم نے اس کو سچا جانا تو یہ قول ان کا بطور مقابلے کے ہے اگرچہ اس کی حقیقت مراد نہیں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی مبالغہ سے بیچ تحقیق کرنے کے اور وہ اپنے پاک دامن ہونے کے سبب سے اعتقاد کرتی تھیں کہ لائق ہے کہ جو اس طوفان کو سنے وہ اس کو قطعی جھوٹ جانے لیکن عذر ان کا اس سے یہ ہے کہ انہوں نے چاہا کہ قائم کریں حجت کو ان لوگوں پر جنہوں نے اس میں کلام کیا اور نہیں کافی ہے اس میں مجرد نفی اس کی جو انہوں نے کہا اور چپ رہنا اوپر اس کے بلکہ متعین ہوئی تحقیق کرنا واسطے رد شبہ ان کے یا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس تہمت کو سچا جانا لیکن جن لوگوں نے ان کو نہ جھٹلایا وہ بھی تغلیباً ان کے ساتھ جوڑے گئے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی تو عذر اس کا ان کے مطلق بولنے میں غضبناک ہونا ان کا ہے ان سے یہ کہ انہوں نے طوفان اٹھانے والوں کے جھٹلانے کی طرف کیوں جلدی نہ کی باوجود اس کے کہ چال چلن کا نیک ہونا ان کے نزدیک ثابت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف افراد اللہ کے ساتھ قول اپنے کے کہ وہی ہے جس نے میری پاک دامنی اتاری پس مناسب ہوا مفرد کرنا ساتھ حمد کے فی الحال اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر نہ کریں اور یہ جو کہا کہ اللہ نے دس آیتیں اتاریں تو کہا زمخشری نے کہ نہیں واقع ہوئی قرآن میں تشدید سے کسی گناہ میں جو واقع ہوئی افک کے قصے میں ساتھ مختصر عبارت کے اور بہت معنی کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر وعید شدید کے اور عتاب بلیغ کے اور زجر سخت کے اور اس پر کہ یہ بات بہت بڑی اور بری ہے ساتھ مختلف طریقوں اور مضبوط سلیقوں کے کہ ہر ایک ان میں سے کافی ہے اپنے باب میں بلکہ نہیں واقع ہوئی وعید بت پرستوں کی مگر ساتھ اس چیز کے کہ کم ہے اس سے اور نہیں ہے یہ سب مگر واسطے ظاہر کرنے بلندی مرتبے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پاک کرنے اس شخص کے جو آپ سے کچھ تعلق رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ وہی تھی جو مجھ سے برابری چاہتی تھی یعنی طلب کرتی تھی بلندی اور رفعت سے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو میں طلب کرتی تھی یا اعتقاد کرتی تھی کہ میری قدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہے اور اصحاب سنن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے ان کو تہمت لگائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب

پر حد قائم کی اور اس کا بیان حدود میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے کہ جائز ہے روایت کرنا حدیث کی ایک جماعت سے ساتھ تلفیق کے یعنی کچھ کسی راوی سے لی اور کچھ کسی سے اور ساری کو اجمال کے ساتھ روایت کرے یعنی ایک کی روایت کو دوسرے کی روایت سے جدا نہ کرے اور یہ کہ جائز ہے قرعہ ڈالنا یہاں تک کہ عورتوں کے درمیان بھی اور ان کو سفر میں اپنے ساتھ لے جانا ہو تو اس میں بھی اور یہ کہ جائز ہے سفر کرنا ساتھ عورتوں کے یہاں تک کہ جہاد میں بھی اور یہ کہ جائز ہے حکایت کرنا اس چیز کی کہ واقع ہے واسطے مرد کے فضیلت سے اگرچہ اس میں بعض لوگوں کی مدح ہو اور بعض کی مذمت جب کہ شامل ہو یہ دور کرنے وہم نقص کے کو حکایت کرنے والے سے جب کہ ہو پاک عیب سے وقت قصد خیر خواہی اس شخص کے کہ پہنچے اس کو یہ تاکہ نہ واقع ہو اس چیز میں کہ واقع ہوا بیچ اس کے وہ شخص جو پہلے گزرا اور یہ کہ غیر کو گناہ میں پڑنے سے بچانے کے واسطے کوشش کرنا اولیٰ ہے ترک کرنے اس کے سے کہ وہ گناہ میں پڑے اور حاصل ہونا اجر کا واسطے موقوع فیہ کے یعنی جس کو تہمت لگائی گئی اور اس میں استعمال کرنا تمہید کا ہے اس چیز میں کہ محتاج ہے طرف اس کی کلام سے اور یہ کہ بجا وہ قائم مقام گھر کے ہے عورت کے پردہ کرنے میں اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا عورت کا کجاوے میں اونٹ کی پیٹھ پر اگرچہ یہ اس پر مشکل ہو جب کہ اس کو اس کی طاقت ہو اور یہ کہ جائز ہے خدمت اجنبی کی واسطے عورت کے پردے کے پیچھے سے اور یہ کہ جائز ہے پردہ کرنا واسطے عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ جدا ہو بدن سے اور یہ کہ جائز ہے متوجہ ہونا عورت کا واسطے قضائے حاجت اپنی کے تنہا بغیر اذن خاص اپنے خاوند کے بلکہ واسطے اعتماد کے اذن عام پر جو مستند ہو طرف عام کی اور یہ کہ جائز ہے زیور پہننا عورت کا سفر میں ساتھ ہار کے اور مانند اس کی کے اور نگاہ رکھنا مال پر اگرچہ قلیل ہو واسطے وارد ہونے نہی کے اضاعت مال سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار نہ موتیوں کا تھا اور نہ جواہر کا اور اس میں نحوست ہے حرص کی اوپر مال کے اس واسطے کہ اگر وہ اس کی تلاش میں دیر نہ کرتیں تو البتہ جلدی پلٹ آتیں جب اس کی تلاش میں قدر حاجت سے زیادہ رہیں تو یہ ماجرا واقع ہوا اور قریب ہے اس سے قصہ دو جھگڑنے والوں کا جب کہ اٹھایا گیا علم شب قدر کا یعنی تعیین اس کی ان کے سبب سے اس واسطے کہ انہوں نے قدر ضرورت پر کفایت نہ کی بلکہ زیادہ ہوئے جھگڑنے میں یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو ان کی آوازوں کے بلند ہونے سے یہ ماجرا واقع ہوا اور یہ کہ موقوف ہے کوچ کرنا لشکر کا امام کی اجازت پر اور یہ کہ جائز ہے مقرر کرنا کسی آدمی کو لشکر میں سے ساقہ (ساقہ اس شخص کو کہتے ہیں جو لشکر سے پیچھے رہے تاکہ گری پڑی چیز کو اٹھا لائے) جو امین ہو کہ تھکے ماندے کو لے چلائے اور گری پڑی چیز کو اٹھا لائے اور سوائے اس کے مصالح سے اور یہ کہ لائق ہے کہ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اور یہ کہ عورت اپنے منہ کو اجنبی مرد سے ڈھانکنے اور فریاد رسی کرنا عاجز درماندے کی اور چھڑانا ضائع کا اور قدر

والے کی تعظیم کرنا اوران کو سواری میں مقدم کرنا اور تکلیف اٹھانا واسطے اس کے اور اجنبی کے ساتھ خوب ادب سے پیش آنا خاص کر عورتوں کو خاص کر خلوت اور تنہائی میں اور چلنا آگے عورت کے تا کہ برقرار رہے دل اس کا اور با امن ہو اس چیز سے کہ وہم کی جاتی ہے نظر کرنے اس کے سے واسطے اس چیز کے کہ قریب ہے کہ کھل جائے عورت سے وقت چلنے کے اور اس میں مہربانی کرنا مرد کی ہے عورت پر اور خوش گزران کرنا ساتھ اس کے اور کمی کرنا اس میں وقت مشہور ہونے اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے نقص کو اگرچہ نہ تحقیق ہو اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ بوجھے وہ عورت حال کے متغیر ہونے کو پس عذر کرے یا اقرار کرے اور یہ کہ نہیں لائق ہے بیمار والوں کو کہ بیمار کو خبر دیں اس چیز کی کہ اس کے باطن کو ایذا دے تا کہ اس سے اس کی بیماری زیادہ نہ ہو جائے اور اس میں سوال کرنا ہے بیمار سے کہ اس کا کیا حال ہے؟ اور اشارہ ہے طرف مراتب ہجران کی ساتھ کلام اور مہربانی کے یعنی اس کے ساتھ کلام اور مہربانی نہ کرنا اور جب سبب ثابت ہو تو بالکل کلام کرنا چھوڑ دے اور اگر اس میں ظن ہو تو کم کرے اور اگر مشکوک فیہ یا محتمل ہو تو خوب ہے کم کرنا کلام کا نہ واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ کہی گئی بلکہ تا کہ نہ گمان کیا جائے ساتھ ساتھی اس کے کی نہ پرواہ کرنا ساتھ اس چیز کے کہ کہی گئی ہے اس کے حق میں اور یہ کہ جب عورت کسی حاجت کے واسطے باہر نکلے تو کسی کو ساتھ لے جو اس کی غم خواری کرے یا خدمت کرے لیکن ایسے شخص کو ساتھ لے جس سے اس کو امن ہو اور اس میں ہٹانا مسلمان کا ہے عیب کو خاص کر اس شخص سے جو اہل فضل ہو اور ہٹانا اس شخص کا جو ان کو ایذا دے اگرچہ اس سے کسی قسم کا تعلق رکھتا ہو اور اس میں بیان ہے زیادتی فضیلت اہل بدر کا یعنی جو اصحاب جنگ بدر میں حاضر تھے اور اطلاق سب وشتم سب کا بری دعا پر اور اس میں بحث کرنا ہے امر قبیح سے جب مشہور ہو جائے اور پہچانا صحت اور فساد اس کے کا ساتھ کھولنے راز اس شخص کے جس کے حق میں کہا گیا کہ کیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی چیز ایسی واقع ہوئی ہے جو اس کے مشابہ ہو یا اس سے قریب ہو اور استصحاب اس شخص کا جو تہمت لگایا گیا ساتھ برائی کے جب کہ اس سے پہلے نیکی کے ساتھ مشہور ہو جب نہ ظاہر ہو اس سے ساتھ دریافت کرنے کے جو اس کے مخالف ہو اور اس میں فضیلت قوی ہے واسطے ام مسطح رضی اللہ عنہا کے اس واسطے کہ اس نے اپنے بیٹے کو درست نہ رکھا بسبب عیب لگانے اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلکہ قصد کیا اس کے برا کہنے کا اور اس میں قوی کرنا ہے ایک دو احتمالوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں جو آپ نے بدر والوں کے حق میں فرمایا ان اللہ قال لھم اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم یعنی اللہ نے ان سے کہا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ میں تم کو بخش چکا اور یہ کہ راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ گناہ ان سے واقع ہوتے ہیں لیکن وہ مقرون ہیں ساتھ مغفرت کے واسطے فضیلت دینے ان کے کی غیروں پر بسبب اس جنگ عظیم کے اور مرجوح ہونا دوسرے قول کا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان کو نگاہ رکھا ہے پس نہیں واقع ہوتا ان سے کوئی گناہ تنبیہ کی ہے اس پر شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اور اس میں مشروعیت سبحان اللہ کہنے کی ہے وقت

سننے اس چیز کے جو سامع کے اعتقاد میں جھوٹ ہو اور توجیہ اس کی اس جگہ یہ ہے کہ اللہ پاک ہے یہ کہ حاصل ہو واسطے قرابت رسول ﷺ کے آلودگی پس مشروع ہے ذکر کرنا اس کا ایسی جگہ میں ساتھ پاکی کے اور یہ کہ موقوف ہے نکلنا عورت کا اپنے گھر سے اپنے خاوند کی اجازت پر یعنی اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگرچہ اپنے ماں باپ کے گھر کی طرف جاتا ہو اور اس میں بحث کرنا ہے بات کہی گئی ہے اس شخص سے جو مقول فیہ کو بتلائے اور توقف کرنا خبر واحد میں اگرچہ سچی ہو اور طلب کرنا ترقی کا مرتبہ ظن سے طرف مرتبے یقین کے اور یہ کہ خبر واحد جب کہ آگے پیچھے کچھ کچھ آئے تو یقین کا فائدہ دیتی ہے واسطے دلیل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے تاکہ میں ماں باپ کی طرف سے اس خبر کی تحقیق کروں اور یہ کہ نہیں موقوف ہے یہ کسی عدد معین پر اور اس میں مشورہ لینا مرد کا ہے اپنے خواص سے جو اس کے ساتھ قرابت وغیرہ کے سبب سے پناہ پکڑتا ہو اور خاص کرنا اس شخص کا جس کی رائے کے صحیح ہونے کا تجربہ ہو چکا ہو اگرچہ اس کا غیر قریب تر ہو اور بحث کرنا حال اس شخص کے سے جس کو تہمت لگائی گئی اور حکایت کرنا اس کی واسطے کھولنے حال اس کے کی اور اس کو غیبت نہیں کہا جاتا اور اس میں استعمال کرنا ہے لا نعلم الا خیرا کا تزکیہ میں اور یہ کہ یہ کافی ہے اس شخص کے حق میں جس کی عدالت پہلے سے معلوم ہو اس شخص سے جو اس کے پوشیدہ راز سے واقف ہو اور اس میں ثابت رہنا ہے شہادت میں اور سمجھنا امام کا وقت پیدا ہونے امر مشکل کے اور مدد لینے خاصوں سے اجنبیوں پر اور تمہید عذر کے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کیا جاتا ہو اس کی سزا کا یا اس کی جھڑک کا اور مشورہ لینا اعلیٰ آدمی کا اس شخص سے جو اس سے کم درجہ ہو اور خدمت لینا اس شخص سے جو غلامی میں نہیں اور یہ کہ جو کسی کے حال سے پوچھا جائے پس بیان کرنا چاہے جو اس میں عیب ہے تو چاہیے کہ پہلے اس کا عذر بیان کرے اگر اس کو جانتا ہو جیسے بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جب کہ اس کو آٹے سے سو جانے کا عیب لگایا سو اس کے پہلے یہ بات ذکر کی کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ نہ تھے حکم کرتے واسطے نفس اپنے کے مگر بعد اترنے وحی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس قصے میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہ کیا پہلے اترنے وحی کے اور یہ کہ حمیت اللہ اور اس کے رسول کی مذمت نہیں کی جاتی اور اس حدیث میں فضیلتیں بہت ہیں واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کے ماں باپ کے اور واسطے صفوان رضی اللہ عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ ناحق والوں کی مدد کرنے سے آدمی بدنام ہو جاتا ہے نیک نام نہیں رہتا اور جواز سب وشتم اس شخص کا جو تعرض کرے واسطے باطل والوں کے اور نسبت کرنا اس کا طرف اس چیز کی جو اس کو بری لگے اگرچہ درحقیقت وہ چیز اس میں موجود نہ ہو لیکن جب واقع ہو اس سے وہ چیز جو اس کے مشابہ ہو تو جائز ہے بولنا اس چیز کا اوپر اس کے واسطے تشدید کے اس کے حق میں اور بولنا جھوٹ کا خطا پر اور قسم ساتھ لفظ عمر اللہ کے اور بجھانا جوش فتنے کا اور بند کرنا اس کے ذریعہ کا اور فضیلت ایذا اٹھانے کی اور اس میں دور ہونا ہے اس شخص سے جو رسول کے مخالف ہو اگرچہ قرابت والا اور بھائی بند

ہو اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے قول سے یا فعل سے وہ قتل کیا جائے اس واسطے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ مطلق بولا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہیں کیا اور اس میں موافقت کرنا ہے اس شخص کی جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو ساتھ آہ مارنے اور غمناک ہونے اور رونے کے اور اس میں ثابت رہنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے ان امور میں اس واسطے کہ نہیں منقول ہے ان سے اس قصے میں باوجود دراز ہونے حال کے بیچ اس کے مہینہ بھر ایک کلمہ یا اس سے کم مگر جو ان سے حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں کہا گیا ہے ہم کو یہ جاہلیت یعنی کفر کی حالت میں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کہا جائے ہم کو اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو اسلام کے ساتھ عزت دی اور اس میں شروع کرنا کلام کا ہے ساتھ تشہد اور حمد اور ثناء کے اور کہنا اما بعد کا اور توقیف اس شخص کی کہ نقل کیا گیا ہے اس سے گناہ اوپر اس چیز کے کہ کہی گئی ہے بیچ اس کے بعد بحث کے اس سے اور یہ کہ قول کذا وکذا کفایت کی جاتی ہے ساتھ اس کے احوال سے جیسے کہ کفایت کی جائے ساتھ اس کے اعداد سے اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ اعداد کے اور اس میں مشروع ہونا توبہ کا ہے اور یہ کہ وہ قبول کی جائے معترف کنارہ کش مخلص سے اور یہ کہ مجرد اعتراف اس میں کافی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اقرار کرنا ساتھ اس چیز کے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس سے اگرچہ معلوم ہو کہ وہ اس میں تصدیق کیا جائے گا بلکہ لازم ہے اس پر یہ کہ سچ کہے یا چپ رہے اور یہ کہ صبر کی عاقبت خوب ہوتی ہے اور رشک کیا جاتا ہے صاحب اس کا اور اس میں مقدم کرنا بڑے کا ہے کلام میں اور توقف کرنا اس شخص کا کہ مشتبہ ہو اس پر امر کلام میں اور اس میں بشارت دینا ہے اس شخص کو جس کو تازہ نعمت ہاتھ آئے یا اس سے کوئی سختی دور ہو اور اس میں ہنسنا اور خوش ہونا ہے نزدیک اس کے اور اس میں ہے کہ جب سختی نہایت کو پہنچے تو اس کے بعد کشائش ہوتی ہے اور فضیلت ہے اس شخص کی جو اپنا کام اللہ کے سپرد کرے اور یہ کہ جو اس پر قوی ہو اس کا غم اور درد ہلکا ہو جاتا ہے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر خرچ کرنے کے اللہ کی راہ میں خاص کر بیچ سلوک کرنے برادری کے اور واقع ہونا مغفرت کا واسطے اس شخص کے جو نیکی کرے ساتھ اس شخص کے کہ برا کیا ہو ساتھ اس کے یا درگزر کرے اس شخص سے اور یہ کہ جو قسم کھائے کہ فلاں بات نہ کرے گا تو مستحب ہے اس کو توڑنا قسم کا اور یہ کہ جائز ہے شہادت لینا قرآن کی آیتوں سے حادثوں میں اور پیروی کرنا اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے واسطے بڑے لوگوں کے پیغمبروں وغیرہ سے اور اس میں سبحان اللہ کہنا ہے وقت تعجب کے اور مذمت غیبت کی اور مذمت سننے اس کے کی اور جھڑکنا اس شخص کا جو اس کو لائے خاص کر اگر وہ متضمن ہو مسلمان کی تہمت کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی اس سے اور مذمت مشہور کرنے بے حیائی کے اور حرام ہونا شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی میں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل اوپر تمہارے اور رحمت اس کی البتہ تم اس بات کی

فِيمَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾.

وجہ سے جس میں تم نے خوض کیا بڑا عذاب بھیجتا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَلَقَّوْنَهُ﴾ يَرْوِيهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ ﴿تُفِيضُونَ﴾ تَقُولُونَ.

اور مجاہد نے کہا تلقونه کے معنی ہیں بعض تمہارا بعض سے روایت کرتا ہے تفیضون کے معنی ہیں تم کہتے ہو۔

٤٢٨٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ أُمِّ رُومَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا.

۴۲۸۲۔ مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ روایت کرتا ہے ام رومان رضی اللہ عنہا سے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا جب عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا گیا تو غش کھا کر گر پڑی تھیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللهِ عَظِيمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں سے اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اس کو ہلکی بات اور وہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے۔

٤٢٨٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ.

۴۲۸۳۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا پڑھتی تھیں ﴿اذ تَلِقُونَه بالسنتكم﴾ یعنی ساتھ کسرہ لام کے اور تخفیف قاف مضمومہ کے ولق سے جس کے معنی ہیں جھوٹ بولنا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو لائق نہیں کہ منہ پر لائیں یہ بات، اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے۔

٤٢٨٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيلَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ ائْذَنُوا لَهُ

۴۲۸۴۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی ان کے مرنے سے تھوڑا سا پہلے اور وہ موت کی سختی سے بیہوش تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ڈرتی ہوں کہ میری تعریف کرے جو خود پسندی کا موجب ہو یعنی اس خیال سے اجازت دینے میں توقف کیا سو کہا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں اور مسلمانوں کے بزرگوں میں سے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِيْنَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَآءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنٰى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ نِسْيًا مَّنْسِيًّا.

کہ اس کو اجازت دو یعنی سو وہ اجازت لے کے اندر آئے سو کہا کیا حال ہے تیرا؟ کہا بہتر ہے اگر میں پرہیزگار ہوں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری عاقبت بہتر ہوگی ان شاء اللہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا اور تیری پاک دامنی آسمان سے اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نکلنے کے بعد ابن زبیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے (یعنی پس موافق پڑا پھرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے آنے کو) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاس اندر آئے سو انہوں نے میری تعریف کی اور میں چاہتی ہوں کہ ہو جاتی بھولی بسری۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا حال ہے تیرا؟ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اب تیرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے کے درمیان کچھ دیر نہیں مگر یہ کہ روح بدن سے نکلے اور یہ جو کہ کہ تیرا عذر آسمان سے اترا تو یہ اشارہ ہے طرف قصے افک کی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے تیری پاک دامنی سات آسمان کے اوپر سے اتاری یعنی قرآن میں لائے اس کو جبرئیل علیہ السلام سو نہیں زمین پر کوئی مسجد مگر کہ وہ اس میں پڑھا جاتا ہے رات کو اور دن کو۔

فائدہ: نہیں ذکر کی اس جگہ خاص وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ اس آیت کے جو ترجمہ میں مذکور ہے صریح اگرچہ داخل ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے عموم میں کہ تیرا عذر آسمان سے اترا اس واسطے کہ یہ آیت اعظم اس چیز سے ہے کہ متعلق ہے ساتھ اقامت عذر ان کے کی اور پاکی ان کی کے راضی ہو اللہ ان سے اور اس قصے میں دلالت ہے اوپر وسیع ہونے علم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور بڑے ہونے مرتبے ان کے کے درمیان اصحاب اور تابعین کے اور دلالت ہے اوپر تواضع عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور فضیلت ان کی کے اور کوشش کرنے ان کے کے امر دین میں اور یہ کہ نہیں داخل ہوتے تھے اصحاب امہات المؤمنین پر مگر ساتھ ان کی اجازت کے اور مشورہ دینا چھوٹے کا بڑے کو جب کہ دیکھے اس کو کہ پھرا ہے وہ اس چیز کی طرف کہ اولیٰ خلاف اس کا ہے اور تنبیہ اوپر رعایت جانب اکابر کے اہل علم اور دین سے اور یہ کہ نہ چھوڑا جائے جس کے وہ مستحق ہیں واسطے کسی معارض کے کہ کم ہو اس سے مصلحت میں۔ (فتح)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

قاسم سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی اور پہلی حدیث کی طرح ذکر کیا اور نسیا منسیا کا ذکر نہیں کیا۔

اسْتَأْذَنَ عَلٰى عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نَسِيًّا مَنْسِيًّا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی۔

٤٣٨٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ أَتَأْذَنِينَ لِهٰذَا قَالَتْ أَوَ لَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِي ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لٰكِنْ أَنْتَ.

۴۳۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر ان کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی مسروق کہتا ہے میں نے کہا کہ کیا تم اس کو اجازت دیتی ہو؟ یعنی (اور حالانکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے طوفان اٹھایا اور اللہ نے فرمایا کہ جس نے اٹھایا بڑا بوجھ اس طوفان کا اس کے واسطے عذاب ہے بڑا) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا اس کو بڑا عذاب نہیں پہنچا؟ کہا سفیان راوی نے کہ مراد اس کی آنکھوں کا اندھا ہونا ہے یعنی حسان رضی اللہ عنہ اخیر عمر میں اندھے ہو گئے تھے، کہا حسان رضی اللہ عنہ نے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں کہ عفیفہ ہیں کامل عقل نہیں تہمت کی جاتیں ساتھ کسی چیز شک والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی شکم ہوتی ہیں غافل عورتوں کے گوشت سے یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن تو اس طرح نہیں کہ تو نے غیبت کی اور اہل افک کے ساتھ ہوا۔

فائدہ: غافل اس عورت کو کہتے ہیں جو بدی سے غافل ہو اور مراد پاکی بیان کرنا اس کی ہے لوگوں کی غیبت سے ساتھ کھانے گوشت ان کے کی غیبت سے اور مناسبت تسمیہ غیبت کی ساتھ کھانے گوشت کے یہ ہے کہ گوشت پردہ ہے ہڈی پر پس گویا کہ غیبت کرنے والا کھولتا ہے اس چیز کو جو ہے اس شخص پر جس کی غیبت کی گئی پردے سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

٤٣٨٦ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ

۴۳۸۶۔ مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آیا سو اس نے غزل پڑھی اور کہا

عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلٰى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لَسْتَ كَذَاكَ قُلْتُ تَدَعِيْنَ مِثْلَ هٰذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ﴾ فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عفیفہ ہیں کامل العقل نہیں تہمت لگائی جاتیں ساتھ کسی چیز شک والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی پیٹ ہوتی ہیں غافل عورتوں کے گوشت سے کہا تو اس طرح نہیں ہے میں نے کہا تم ایسے کو اجازت دیتی ہو کہ تمہارے پاس اندر آئے اور حالانکہ اللہ نے طوفان اٹھانے والے کے حق میں یہ آیت اتاری اور جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس کا اس کے واسطے ہے عذاب بڑا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور کون سا عذاب ہے سخت تر اندھے ہونے سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور تھا وہ جواب دیتا کافروں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کو ہے دکھ کی مار دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور رحمت اس کی اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان ہے اور اللہ نے فرمایا اور قسم نہ کھائیں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں ناتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِيْ ذُكِرَ. وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيْبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِيْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ذکر کیا گیا میرے حال سے جو ذکر کیا گیا اور حالانکہ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی تو کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں خطبہ پڑھنے کو سو اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد مجھ کو مشورہ دو ان لوگوں

أَنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي وَايْمُ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوْءٍ وَأَبَنُوهُمْ بِمَنْ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ائْذَنْ لِي يَا رَسُوْلَ اللَّهِ أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ كَذَبْتَ أَمَا وَاللَّهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ أَيْ أُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا أَتَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيْكِ فَقُلْتُ فِي أَيِّ شَأْنِي قَالَتْ فَبَقَرَتْ لِي الْحَدِيْثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هَذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللَّهِ فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيْلًا وَلَا كَثِيْرًا وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِي

کے حق میں جنہوں نے میرے گھر والوں کو تہمت لگائی اور قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنے گھر والوں پر کچھ برائی اور انہوں نے ان کو تہمت لگائی ہے ساتھ اس شخص کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کچھ برائی کبھی اور نہ داخل ہوتا تھا میرے گھر میں کبھی مگر کہ میں موجود ہوں اور نہیں غائب ہوا میں کسی سفر میں مگر کہ میرے ساتھ غائب ہوا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو ہم ان کی گردنیں ماریں پھر ایک مرد قوم خزرج سے کھڑا ہوا اور حسان رضی اللہ عنہ کی ماں اس مرد کی قوم سے تھی سو اس نے کہا تو جھوٹا ہے خبردار اگر تہمت لگانے والے اوس کی قسم سے ہوتے تو تو ان کی گردنیں مارنا نہ چاہتا تھا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں فساد ہو اور مجھ کو تب بھی خبر نہ ہوئی پھر جب اس دن کی شام ہوئی تو میں اپنی بعض حاجت کے واسطے ام مسطح کے ساتھ نکلی سو وہ گر پڑی اور کہا ہلاک ہوا مسطح میں نے کہا اے ماں اپنے بیٹے کو بد دعا دیتی ہے وہ چپ رہی پھر دوسری بار گری اور کہا ہلاک ہوا مسطح میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے بیٹے کو برا کہتی ہے؟ یعنی پھر بھی وہ چپ رہی پھر تیسری بار گری سو اس نے کہا ہلاک ہوا مسطح سو میں نے اس کو منع کیا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو بد دعا نہیں دیتی مگر تیرے سبب سے میں نے کہا میری کس بات میں سو اس نے مجھ سے بات بیان کی یعنی مجھ کو تہمت کی خبر کی میں نے کہا یہ بات تحقیق ہے اس نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی سو میں اپنے گھر کی طرف پھری گویا جس چیز کے واسطے میں نکلی تھی نہ اس سے تھوڑا پاتی ہوں نہ بہت یعنی غم سے جائے ضرورت کی حاجت باقی نہ رہی اور مجھ کو بخار ہو گیا

الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُوْمَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَقَالَتْ أُمِّي مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيْثَ وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّفِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ فَإِنَّهُ وَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيْلَ فِيْهَا وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُوْ بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّي مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِي ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ أَيْ بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلَى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ لَا وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيْرَهَا أَوْ عَجِيْنَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اصْدُقِي رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَسْقَطُوْا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ

تو میں نے حضرت ﷺ سے کہا مجھ کو اپنے باپ کے گھر بھیج دیجیے حضرت ﷺ نے میرے ساتھ غلام کو بھیجا میں گھر کے اندر داخل ہوئی سو میں نے ام رومان کو نیچے پایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اوپر گھر کے پڑھتے تھے سو میری ماں نے مجھ سے کہا اے بیٹی! تو کس سبب سے آئی ہے؟ میں نے اس کو خبر دی اور اس سے بہتان کی بات ذکر کی اور اچانک میں نے دیکھا کہ نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی یعنی جس قدر وہ بات لوگوں سے مجھے پہنچی اس قدر میری ماں سے نہ پہنچی میری ماں نے کہا اے بیٹی! اس بات سے مت گھبرا یعنی تحقیق شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی کم ہے ہونا عورت خوب صورت کا پاس کسی مرد کے کہ اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ اس پر حسد کرتی ہیں اور اس کی عیب جوئی کرتی ہیں میں نے کہا اور میرے باپ نے بھی اس کو جانا ہے اس نے کہا ہاں! اور حضرت ﷺ نے بھی؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے بھی اور میرے آنسو جاری ہوئے اور میں روئی سو ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے باپ نے میری آواز سنی اور حالانکہ وہ گھر کے اوپر قرآن پڑھتے تھے سو اترے اور میری ماں سے کہا کیا حال ہے اس کا؟ اس نے کہا پہنچی اس کو وہ چیز جو اس کے حال سے ذکر کی گئی سو ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بیٹی! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں مگر کہ تو اپنے گھر کی طرف پلٹ جائے یعنی جس جگہ میں اپنے ماں باپ کے گھر سے رہتی تھی اور حضرت ﷺ میرے گھر میں آئے اور میری خادمہ سے میرا حال پوچھا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کوئی عیب مگر یہ

الْأَحْمَرِ وَبَلَغَ الْأَمْرُ إِلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ
الَّذِيْ قِيْلَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا
كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ
شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ
عِنْدِيْ فَلَمْ يَزَالَا حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى
الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِيْ أَبَوَايَ عَنْ
يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ
ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ
سُوْءًا أَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِيْ إِلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ
يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهٖ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتِ
امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ
فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَحْيِيْ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ
تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ إِلٰى أَبِيْ فَقُلْتُ لَهُ
أَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا أَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ إِلٰى أُمِّيْ
فَقُلْتُ أَجِيْبِيْهِ فَقَالَتْ أَقُوْلُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ
يُجِيْبَاهُ تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَأَثْنَيْتُ
عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ أَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ
لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّيْ لَمْ أَفْعَلْ وَاللّٰهُ عَزَّ
وَجَلَّ يَشْهَدُ إِنِّيْ لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِيْ
عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهٖ وَأُشْرِبَتْهُ قُلُوْبُكُمْ
وَإِنْ قُلْتُ إِنِّيْ قَدْ فَعَلْتُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ
لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُوْلُنَّ قَدْ بَاءَتْ اِعْتَرَفَتْ بِهٖ
عَلٰى نَفْسِهَا وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ

کہ وہ سویا کرتی ہے یہاں تک کہ بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے
اور آپ کے بعض اصحاب نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ
حضرت ﷺ سے سچ کہہ یہاں تک کہ افک کی بات اس سے
کھولی یعنی پہلے اس لونڈی نے گمان کیا کہ وہ اس سے گھر
والوں کا حال پوچھتے ہیں پھر جب انہوں نے اس کے واسطے
تصریح کی تو اس نے کہا سبحان اللہ اور نہیں جانا میں نے اس
سے مگر جو جانتا ہے سنار سرخ سونے کی ڈلی پر یعنی جس طرح
کہ نہیں جانتا ہے سونار سرخ سونے سے مگر خالص ہونا عیب
سے اسی طرح نہیں جانتی میں اس سے مگر خالص ہونا عیب
سے اور پہنچی یہ خبر اس مرد کو جس کو کہا گیا سو اس نے کہا سبحان
اللہ قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا یعنی
حرام کاری نہیں کی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ اللہ کی راہ میں شہید
ہوا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میرے ماں باپ نے میرے پاس
صبح کی سو ہمیشہ رہے وہ پاس میرے یہاں تک کہ
حضرت ﷺ میرے پاس آئے اس حال میں کہ عصر کی نماز
پڑھ چکے تھے پھر داخل ہوئے اور میرے ماں باپ میرے
دائیں بائیں بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ نے اللہ کی حمد اور ثناء کی
پھر فرمایا چنانچہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد اے عائشہ! اگر تو گناہ سے
آلودہ ہوئی یا ظلم کیا تو اللہ کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ اللہ
اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ایک
انصاری عورت آئی سو وہ دروازے پر بیٹھنے والی ہے سو میں
نے حضرت ﷺ سے کہا کہ کیا آپ اس عورت سے نہیں
شرماتے کہ ذکر کریں کچھ چیز جو لائق نہیں؟ سو حضرت ﷺ
نے وعظ کیا تو میں نے اپنے باپ کی طرف دیکھا کہ
حضرت ﷺ کو جواب دو اس نے کہا میں کیا جواب دوں پھر

مَثَلًا وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوْبَ فَلَمْ أَقْدِرْ
عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ
جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾
وَأُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهٖ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّيْ
لَأَتَبَيَّنُ السُّرُوْرَ فِيْ وَجْهِهٖ وَهُوَ يَمْسَحُ
جَبِيْنَهٗ وَيَقُوْلُ أَبْشِرِيْ يَا عَائِشَةُ فَقَدْ أَنْزَلَ
اللّٰهُ بَرَآءَتَكِ قَالَتْ وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ
غَضَبًا فَقَالَ لِيْ أَبَوَايَ قُوْمِيْ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَا
وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهٗ وَلَا
أَحْمَدُكُمَا وَلٰكِنْ أَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِيْ أَنْزَلَ
بَرَآءَتِيْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوْهُ وَلَا
غَيَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ أَمَّا زَيْنَبُ
ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِدِيْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ
إِلَّا خَيْرًا وَّأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ
هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ فِيْهِ مِسْطَحٌ
وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
أُبَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ يَسْتَوْشِيْهِ وَيَجْمَعُهٗ
وَهُوَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ
قَالَتْ فَحَلَفَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ لَّا يَنْفَعَ مِسْطَحًا
بِنَافِعَةٍ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا
يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ
يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ ﴿وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي
الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ﴾ يَعْنِيْ مِسْطَحًا إِلٰى
قَوْلِهٖ ﴿أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ

میں نے اپنی ماں کی طرف دیکھا میں نے کہا حضرت ﷺ کو
جواب دو، اس نے کہا میں کیا جواب دوں سو جب دونوں نے
حضرت ﷺ کو کچھ جواب نہ دیا تو میں نے تشہد پڑھا سو میں
نے اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر میں نے
کہا حمد اور صلوۃ کے بعد سو قسم ہے اللہ کی اگر میں تم سے کہوں
کہ میں نے یہ کام نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ بیشک میں سچی
ہوں تو یہ مجھ کو تمہارے پاس کچھ نفع نہیں دینے والا البتہ تم نے
اس کے ساتھ بات چیت کی اور تمہارے دل میں وہ بات رچ
بس گئی اور اگر میں کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ
میں نے نہیں کیا تو البتہ تم کہو گے کہ البتہ پھر آئی اپنی جان پر
اس کے ساتھ اقرار کیا اور قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور
تمہارے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں
پاتی (اور یعقوب علیہ السلام کا نام تلاش کیا سو میں اس پر قادر نہ
ہوئی) جب کہ کہا انہوں نے کہ صبر بہتر ہے اور تمہاری اس
گفتگو پر اللہ کی مدد درکار ہے اور اس وقت حضرت ﷺ پر وحی
اتاری گئی سو ہم چپ ہوئے پھر وہ حالت آپ سے دور ہوئی
اور بیشک میں آپ کے چہرے میں خوشی دیکھتی ہوں اور آپ
پسینہ صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے بشارت لے اے
عائشہ! سو البتہ اللہ نے تیری پاکی اتاری اور میں سخت غضبناک
تھی سو میرے ماں باپ نے مجھ سے کہا حضرت ﷺ کی
طرف اٹھ کھڑی ہو یعنی آپ کا شکریہ ادا کر میں نے کہا قسم
ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ کی طرف نہیں اٹھتی اور نہ میں
آپ کا شکر کرتی ہوں اور نہ میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں
لیکن اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری پاکی اتاری
اس واسطے کہ تم نے اس کو سنا سو تم نے اس سے انکار کیا

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ حَتّٰى قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.

اور نہ اس کو بدلا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ لیکن زینب رضی اللہ عنہا سو اللہ نے اس کو اس کے دین کے سبب سے بچایا سو نہ کہا اس نے مگر نیک اور لیکن اس کی بہن حمنہ سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں جو ہلاک ہوئے اور جو اس بہتان میں گفتگو کرتا تھا وہ مسطح رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ اور منافق عبداللہ بن ابی تھا اور وہی تھا جو چاہتا تھا کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور زیادہ کرے اور وہی اس طوفان کا بانی مبانی تھا، اور حمنہ سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کرے گا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں بڑائی والے تم میں، آخر آیت تک، مراد اولوالفضل سے ابوبکر ہیں اور مراد قرابت والوں اور محتاجوں سے مسطح ہیں یہاں تک کہ کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں قسم ہے اے رب ہمارے! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو بخش دے اور جو اس کو دیا کرتے تھے اس کو اس کے واسطے پھر جاری کیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور چاہیے کہ چھوڑیں عورتیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر۔

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَآءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلَ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ رحم کرے اول مہاجر عورتوں پر جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ چاہیے کہ چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو انہوں نے اپنی چادریں پھاڑیں اور اس سے اپنے سینوں کو ڈھانکا۔

فائدہ: یعنی اپنے مونہوں کو ڈھانکا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اوڑھنی کو اپنے سر پر رکھے پھر اس کو دائیں طرف سے بائیں کندھے پر ڈالے اور اس کو تقنع کہتے ہیں کہا فراء نے کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ عورت اپنی اوڑھنی اپنی پچھلی طرف چھوڑتی اور اگلی طرف ننگی رہتی سو حکم ہوا پردہ کرنے کا اور یہ انصار کی عورتوں کا دستور ہے، کما سیاتی۔

۴۳۸۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ أَخَذْنَ أُزْرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِيْ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

۴۳۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی تھیں کہ جب یہ آیت اتری کہ چاہیے کہ چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو عورتوں نے اپنے تہہ بند لیے اور ان کو کناروں کی طرف سے پھاڑا اور اس کے ساتھ اپنے منہ کو ڈھانکا۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے ابن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ذکر کیا ہم نے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریش کی عورتوں کو اور ان کی فضیلت کو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قریش کی عورتیں البتہ فاضلہ ہیں لیکن قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے انصار کی عورتوں سے کوئی عورت سخت تر قرآن کی تصدیق میں البتہ اتاری گئی سورہ نور کہ اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر چھوڑیں تو ان کے مردان کی طرف پھرے اور پڑھا ان پر جو اللہ نے اتارا سو ان میں سے کوئی عورت نہ تھی مگر کہ اپنی چادر کی طرف اٹھی تو انہوں نے صبح کی نماز اپنا سر اور منہ ڈھانک کر پڑھی جیسے ان کے سروں پر کوے ہیں اور ممکن ہے تطبیق دونوں روایتوں میں ساتھ اس طور کے کہ انصار کی عورتوں نے اس طرف جلدی کی۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ

سورۂ فرقان کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَبَاءً مَّنْثُوْرًا﴾ مَا تَسْفِيْ بِهِ الرِّيْحُ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿هباء منثورا﴾ کے معنی ہیں وہ چیز کہ ڈالتی ہے اس کو ہوا غبار وغیرہ سے۔

فائدہ: ابو عبیدہ نے کہا کہ ہباء منثورا وہ چیز ہے جو داخل ہوتی ہے گھر میں تابدان سے مثل غبار کی ساتھ سورج کے اور نہیں واسطے اس کے کوئی مس اور نہیں دیکھی جاتی سائے میں اور حسن بصری سے روایت ہے کہ اگر کوئی اس کو ہاتھ میں بند کرنا چاہے تو بند نہ کر سکے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فجعلناه هباء منثورا﴾۔

﴿مَدَّ الظِّلَّ﴾ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ إِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

مد الظل کے معنی ہیں آیت ﴿الم تر الی ربك كيف مد الظل﴾ میں وہ وقت جو طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ تو نے نہ دیکھا اپنے رب کی طرف کہ کس طرح دراز کیا سائے کو۔

﴿سَاكِنًا﴾ دَائِمًا.

یعنی ساکن کے معنی ہیں ہمیشہ اور اس آیت ﴿ولو شاء لجعله ساكنا﴾ یعنی اگر چاہتا تو کرتا اس کو ہمیشہ رہنے والا۔

﴿عَلَيْهِ دَلِيْلًا﴾ طُلُوْعُ الشَّمْسِ.

یعنی دلیل کے معنی ہیں چڑھنا آفتاب کا اس آیت میں ﴿ثم جعلنا الشمس عليه دليلا﴾ یعنی پھر ٹھہرایا ہم نے سورج کو اس کا راہ بتلانے والا یعنی اگر سورج نہ ہوتا تو سایہ معلوم نہ ہوتا تو گویا سورج اس کا راہ بتلانے والا ہے۔

﴿خِلْفَةً﴾ مَنْ فَاتَهٗ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهٗ بِالنَّهَارِ أَوْ فَاتَهٗ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهٗ بِاللَّيْلِ.

اور خلفة کے معنی ہیں کہ جس سے رات کے وقت عمل فوت ہو وہ اس کو دن میں پائے اور جس سے دن میں فوت ہو وہ اس کو رات میں پائے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وهو الذی جعل الليل والنهار خلفة﴾۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا﴾ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَّرٰى حَبِيْبَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ.

اور کہا حسن نے بیچ تفسیر اس قول اللہ کے کہ بخش ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے یعنی اللہ کی بندگی میں اور نہیں کوئی چیز زیادہ تر ٹھنڈا کرنے والی مسلمان کی آنکھ کو اس سے کہ اپنے محبوب کو اللہ کی بندگی میں دیکھے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين﴾ کسی نے حسن بصری سے پوچھا کہ مراد آنکھ کی ٹھنڈک سے کیا ہے دنیا میں ہے یا آخرت میں اس نے کہا بلکہ دنیا میں قسم ہے اللہ کی وہ یہ ہے کہ بندہ اپنی اولاد سے اللہ کی بندگی دیکھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ثُبُوْرًا﴾ وَيْلًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ثبورا کے معنی ہیں ویل اللہ نے فرمایا ﴿دعوا هنالك ثبورا﴾ پکاریں گے اس جگہ ویل کو موت کو۔

وَقَالَ غَيْرُهُ السَّعِيْرُ مُذَكَّرٌ وَالتَّسَعُّرُ وَالْاِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيْدُ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ سعیر مذکر ہے اور تسعر اور اضطرام کے معنی ہیں سخت جلانا آگ کا۔

﴿تُمْلٰى عَلَيْهِ﴾ تُقْرَأُ عَلَيْهِ مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ.

تملی علیه کے معنی ہیں لکھوائے جاتے ہیں اس پر صبح وشام مشتق ہے املیت اور امللت سے۔

اَلرَّسُّ الْمَعْدِنُ جَمْعُهٗ رِسَاسٌ.

اور رس کے معنی ہیں کان اور وہ واحد ہے اس کی جمع رساس ہے۔

فائدہ: کہا خلیل نے کہ رس وہ کنواں ہے جو گول نہ ہو اور مجاہد سے روایت ہے کہ رس کنواں ہے اور قتادہ سے

روایت ہے کہ اصحاب الرس یمامہ میں تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کنواں ہے آذر بیجان میں یعنی اس آیت میں ﴿وعاد وثمود واصحاب الرس﴾۔

﴿مَا يَعْبَأُ﴾ يُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ.

ما یعبأ کے معنی ہیں نہیں اعتبار کرتا کہا جاتا ہے تو نے اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا یعنی اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿قل مایعبأ بکم ربی﴾ یعنی کہ تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا میرا اللہ۔

﴿غَرَامًا﴾ هَلَاكًا.

غراما کے معنی ہیں ہلاک اللہ نے فرمایا ﴿ان عذابها كان غراما﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَعَتَوْا﴾ طَغَوْا.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ عتوا کے معنی ہیں سرکشی کی اللہ نے فرمایا ﴿وعتو عتوا كبيرا﴾.

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿عَاتِيَةٍ﴾ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ.

اور کہا ابن عیینہ نے کہ عاتیۃ کے معنی ہیں سرکشی کی اس نے خازن یعنی خزانچی پر۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ الحاقہ میں ہے ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت قول اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلَى وُجُوْهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ أُولَئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ سَبِيْلًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ اٹھائے جائیں گے اوندھے پڑے منہ پر دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بھٹکے ہیں راہ سے۔

٤٢٨٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا.

۴۲۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا اٹھایا جائے گا کافر قیامت کے دن اپنے منہ پر؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس کو دنیا میں اس کے دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ قادر نہیں اس پر کہ قیامت کے دن اس کو اس کے منہ کے بل چلائے؟ کہا قتادہ نے کیوں نہیں! اور قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی۔

فائدہ: حاکم کی روایت میں ہے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیا دوزخی لوگ منہ کے بل اٹھائے جائیں گے؟ اور

بزار کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا تین قسم پر ایک قسم چوپایوں پر ہوں گے اور ایک قسم اپنے پاؤں پر چلیں گے اور ایک قسم اپنے مونہوں پر چلیں گے تو کسی نے کہا کہ کس طرح چلیں گے اپنے منہ پر؟ الحدیث اور لیا جاتا ہے مجموع حدیثوں سے کہ مقربین سوار ہو کر چلیں گے اور جوان سے کم درجہ مسلمان ہوں گے وہ اپنے قدموں پر چلیں گے اور کفار اپنے منہ کے بل چلیں گے اور یہ جو کہا قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی تو ذکر کیا ہے اس کو قتادہ نے واسطے تصدیق قول اس کے کی الیس۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ اَلْأَثَامُ الْعُقُوْبَةُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور حرام کاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ ملے گناہ سے اور اثام کے معنی ہیں عقوبت یعنی گناہ کا بدلہ پائے گا۔

٤٣٨٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾.

۴۳۸۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھہرائے اور حالانکہ تجھ کو اس نے پیدا کیا ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے حرام کاری کرے، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو اللہ نے حرام کی مگر ساتھ حق کے۔

النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ﴾.

فائدہ: یہ جو کہا اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے یعنی جہت ایثار نفس اپنے سے اوپر اس کے وقت نہ ہونے اس چیز کے کہ نہ کفایت کرے یا جہت بخل سے ساتھ پانے کے اور حلیلہ سے مراد زوجہ ہے اور وہ ماخوذ ہے حل سے اس واسطے کہ حلال ہوتی ہے وہ واسطے اس کے اور بعض کہتے ہیں حلول سے اس واسطے کہ حلول کرتی وہ ساتھ اس کے اور حلول کرتا ہے وہ ساتھ اس کے اور قتل اور زنا آیت میں مطلق ہیں اور حدیث میں مقید ہیں اسی طرح قتل کرنا پس مقید ہے ساتھ اولاد کے واسطے خوف کھانے کے ہے ساتھ اپنے اور اسی طرح زنا پس مقید ہے ساتھ عورت ہمسائے کے اور استدلال کرنا واسطے اس کے ساتھ آیت کے جائز ہے اس واسطے کہ اگرچہ وارد ہوئی ہے وہ مطلق زنا اور قتل میں لیکن قتل کرنا اس کا اور حرام کاری کرنا ساتھ اس کے بہت بڑا گناہ اور فاحش تر ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد نے مقداد بن اسود سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم حرام کاری کے باب میں کیا کہتے ہو؟ اصحاب نے عرض کی کہ حرام ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرام کاری کرنا مرد کی ساتھ دس عورتوں کے آسان تر ہے اس پر ہمسائے کی عورت کے ساتھ حرام کاری کرنے سے۔ (فتح)

۴۳۹۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِيْ بَزَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيْدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكِّيَّةٌ أُرَاهُ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ.

۴۳۹۰۔ حضرت قاسم بن ابی بزہ سے روایت ہے کہ اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے کیا اس کے واسطے بھی توبہ ہے؟ یعنی تو ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی توبہ نہیں تو میں نے اس پر یہ آیت پڑھی وہ لوگ جو نہیں خون کرتے جان کا مگر ساتھ حق کے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے قاسم سے کہا کہ میں نے یہ آیت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر پڑھی جیسے تو نے اس کو مجھ پر پڑھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت مکی ہے میں گمان کرتا ہوں کہ منسوخ کیا ہے اس کو آیت مدنی نے جو سورہ نساء میں ہے۔

فائدہ: یعنی ﴿ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جهنم﴾ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ نساء سورہ فرقان سے چھ مہینے پیچھے اتری۔

۴۳۹۱ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۴۳۹۱۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفے

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوْفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيْهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي اٰخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ.

والوں نے مسلمان کے مارنے میں جھگڑا کیا یعنی کیا اس کے قاتل کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ تو میں نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری اس چیز میں کہ اخیر اتری اور کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا۔

فائدہ: اور وہ آیت یہ ہے ﴿فجزاءه جهنم﴾۔

۴۳۹۲ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

۴۳۹۲۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے معنی پوچھے ﴿فجزاؤه جهنم﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور اللہ کے اس قول کے اور نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حکم جاہلیت میں تھا۔

فائدہ: یعنی یہ حکم مکے کے مشرکوں کے حق میں ہے اور سورہ نساء کی آیت اہل اسلام کے حق میں ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق مارے پس اس کی توبہ قبول نہیں برخلاف مشرکوں نے کہ ان کی توبہ قبول ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ دوگنا ہوا اس کو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے خوار ہو کر۔

۴۳۹۳ ۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبْزٰى سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا﴾ وَقَوْلِهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

۴۳۹۳۔ ابن ابزی سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے معنی پوچھے اور جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کا بدلہ دوزخ ہے اور اس آیت کے اور جو نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے یہاں تک کہ پہنچے ﴿الا من تاب﴾ کو یعنی مگر جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے سو میں نے اس سے پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو مکے والوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور ناحق خون کیے اور آئے ہم بے حیائیوں کو سو اللہ نے یہ حکم اتارا مگر جو توبہ

وَاٰتَيَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾.

کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک غفورا رحیما تک۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور اللہ ہے بخشنے والے مہربان۔

٤٢٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزٰى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ أَهْلِ الشِّرْكِ.

۴۳۹۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو عبدالرحمن نے یہ کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے معنی پوچھوں اور جو مار ڈالے مسلمان کو جان بوجھ کر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا اور اس آیت کے اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ مشرکوں کے حق میں اتری۔

فائدہ: اور حاصل ان روایتوں کا یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی دونوں آیتوں کو ایک محل میں ٹھہراتے تھے اسی واسطے ایک کو منسوخ بتلاتے تھے اور کبھی دونوں کا محل مختلف بتلاتے تھے اور ممکن ہے تطبیق اس کی دونوں کلام میں ساتھ اس طور کے عموم اس آیت کا جو فرقان میں ہے خاص کی گئی ہے اس سے مباشرت مسلمان کے قتل کو جان بوجھ کر اور بہت سلف تخصیص کو نسخ بولتے ہیں اور یہ اولی ہے محمول کرنے کلام اس کی سے تناقض پر اور اولی ہے اس دعویٰ سے کہ وہ نسخ کے ساتھ قائل ہوا پھر اس سے رجوع کیا اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ مسلمان جب کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی توبہ نہیں مشہور ہے اس سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ چیز آئی ہے جو اس سے بھی صریح تر ہے چنانچہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت سورہ نساء کے اخیر اتری کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں اتری، ایک مرد نے کہا کہ اگر توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے موافق بہت حدیثیں آئی ہیں ایک ان میں یہ حدیث ہے جو احمد اور نسائی نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گناہ امید ہے کہ اللہ بخشے مگر جو کافر مرے یا کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اور جمہور اور تمام اہل سنت

نے کہا کہ جو کچھ اس باب میں وارد ہوا ہے وہ تغلیظ اور تشدید پر محمول ہے یعنی یہ گناہ بہت بڑا ہے اور اس کی سزا بڑی سخت ہے اور کہتے ہیں کہ قاتل کی توبہ قبول ہے مانند اس کے غیر کے اور کہتے ہیں کہ معنی قول اللہ کے ﴿فجزاؤہ جھنم﴾ یہ ہیں اگر چاہے کہ اس کو سزا دے تو اس کی سزا یہی ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ سورہ نساء ہی میں ہے کہ اللہ نہیں بخشتا شرک کو اور بخشتا ہے سوائے اس کے جس کے واسطے چاہے اور حجت اس میں بنی اسرائیل کے اس مرد کی حدیث ہے جس نے ننانوے خون کیے تھے پھر سو پورا کیا پھر کسی اور کے پاس گیا تو اس نے کہا تیری توبہ کو کون مانع ہو سکتا ہے؟ اور جب یہ حکم اگلی امتوں کے واسطے ثابت ہوا تو اس امت کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا اس واسطے کہ ہلکے کیے ہیں اللہ نے اس امت سے وہ بوجھ جو اگلی امتوں پر تھے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾ أَيْ هَلَكَةً.

باب ہے تفسیر اس آیت میں کہ اللہ نے فرمایا سو ہوگا بدلہ اس کا لازم۔

فائدہ: یعنی جزا ہر عامل کو اپنے عمل کی کر کیا اور اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ ہلاک ہوگا۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ
سورہ شعراء کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَعْبَثُوْنَ﴾ تَبْنُوْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ تعبثون کے معنی ہیں بناتے ہو اللہ نے فرمایا ﴿اتبنون بكل ريع آية تعبثون﴾ یعنی کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کا۔

﴿هَضِيْمٌ﴾ يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ.

یعنی هضيم کے معنی ہیں گر پڑتا ہے جب کہ چھوڑا جائے اللہ نے فرمایا ﴿ونخل طلعها هضيم﴾ اور کھجوریں کہ ان کا گابھا ہے نازک اور ملائم۔

﴿مُسَحَّرِيْنَ﴾ اَلْمَسْحُوْرِيْنَ.

مسحرین کے معنی ہیں مسحورین یعنی جادو کیے گئے اللہ نے فرمایا ﴿انما انت من المسحرين﴾.

اَللَّيْكَةُ وَالْأَيْكَةُ جَمْعُ أَيْكَةٍ وَهِيَ جَمْعُ شَجَرٍ.

اور لیکۃ اور ایکۃ جمع ہے ایکۃ کی اور وہ جمع شجر کی ہے۔

فائدہ: کہا عینی نے یہ صحیح نہیں اور صواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ ایکہ واحد ہے اس کی جمع ایک ہے یا ایکہ کی جمع ایک ہے اور اس کے معنی ہیں درخت باہم لپٹے ہوئے، اللہ نے فرمایا ﴿كذب اصحاب الايكة المرسلين﴾۔

﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ.

یوم الظلة کے معنی ہیں یعنی دن سایہ کرنے عذاب کے کی ان کو اللہ نے فرمایا ﴿فاخذهم عذاب يوم الظلة﴾

یعنی پکڑا ان کو عذاب نے دن سائبان کے یعنی آگ سائبان کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

﴿مَوْزُوْنٍ﴾ مَعْلُوْمٍ. موزون کے معنی ہیں معلوم۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ حجر میں ہے ناسخ کی غلطی سے اس جگہ واقع ہوا ہے۔

﴿كَالطَّوْدِ﴾ كَالْجَبَلِ. کالطود کے معنی ہیں مانند پہاڑ کی اللہ نے فرمایا ﴿فکان کل فرق کالطود العظیم﴾ تو ہو گیا ہر ٹکڑا جیسے بڑا پہاڑ۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿لَشِرْذِمَةٌ﴾ اَلشِّرْذِمَةُ طَآئِفَةٌ قَلِيْلَةٌ. اور شرذمة کے معنی ہیں گروہ تھوڑا اللہ نے فرمایا ﴿ان هٰؤلاء لشرذمة﴾۔

فائدہ: مجاہد سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل اس دن چھ لاکھ تھے اور نہیں معلوم ہے گنتی فرعون کے لشکر کی۔ (فتح)

﴿فِي السَّاجِدِيْنَ﴾ اَلْمُصَلِّيْنَ. اور ساجدین کے معنی ہیں نمازی اللہ نے فرمایا ﴿وتقلبك في الساجدين﴾۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ﴾ كَاَنَّكُمْ. اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں ﴿لعلکم﴾ کانکم۔

فائدہ: یعنی یہ تشبیہ کے واسطے ہے اور گویا کہ یہ ان کے گمان میں ہے اس واسطے کہ وہ عمارتوں کو مضبوط کرتے تھے واسطے اس گمان کے کہ وہ ان کو اللہ کے حکم سے بچائیں گے تو گویا کہ انہوں نے پتھر سے گھر بنائے جیسے کوئی اعتقاد کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہے گا۔

اَلرِّيْعُ الْيَفَاعُ مِنَ الْاَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَّاَرْيَاعٌ وَّاحِدُهُ رِيْعَةٌ. ریع کے معنی ہیں اونچی زمین مانند ٹیلے وغیرہ کی اور یہ واحد ہے اس کی جمع ریعة اور اریاع ہے اور واحد اس کا ریعة ہے اللہ نے فرمایا ﴿بکل ریعة﴾۔

﴿مَصَانِعَ﴾ كُلُّ بِنَآءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ. مصانع ہر بناء ہے یعنی محل اور قلعے اور بعض کہتے ہیں محل مضبوط اللہ نے فرمایا ﴿وتتخذون مصانع﴾۔

فَرِهِيْنَ مَرِحِيْنَ ﴿فَارِهِيْنَ﴾ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ فَارِهِيْنَ حَاذِقِيْنَ. فرهین کے معنی ہیں خوش ہوتے اور فارهین کے بھی یہی معنی ہیں اور کہا جاتا ہے فارهین کے معنی ہیں تجربہ کار اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ فرهین کے معنی

ہیں خود پسند اور بعض کہتے ہیں حریص اللہ نے فرمایا ﴿وتنحتون من الجبال بیوتا فارھین﴾۔

﴿تَعْثَوْا﴾ هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ عَاثَ يَعِيثُ عَيْثًا.

یعنی تعثوا کے مصدر کے معنی ہیں سخت فساد اللہ نے فرمایا ﴿ولا تعثوا فی الارض مفسدین﴾ اور یہ جو کہا عاث یعیث تو مراد اس کی یہ ہے کہ دونوں الفاظ کے ایک معنی ہیں یہ مراد نہیں کہ تعثوا مشتق ہے عیث سے اور تعثوا مشتق ہے باب عثی یعثوا سے ساتھ معنی افسد کے اور عثی یعثی باب سمع یسمع سے ہے۔

﴿الْجِبِلَّةَ﴾ الْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًا وَجِبِلًا وَجُبْلًا يَعْنِي الْخَلْقَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ.

یعنی جبلة کے معنی ہیں خلق اللہ نے فرمایا ﴿والجبلة الاولین﴾ یعنی اگلی خلقت کو اور جبل کے معنی پیدا کیا گیا اور اس سے ماخوذ ہیں یہ تینوں لفظ ساتھ معنی خلقت کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور نہ رسوا کر مجھ کو جس دن جی کر اٹھیں۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَرَى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ الْغَبَرَةُ هِيَ الْقَتَرَةُ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو دیکھیں گے کہ اس پر خاک دھول پڑی ہے سیاہی اس کو لپٹے ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے تجھ کو اس سے منع کیا تھا تو نے میرا کہا نہ مانا وہ کہے گا میں آج تیری نافرمانی نہ کروں گا اور معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ تفسیر غبرۃ کی ساتھ قترۃ کے بخاری کی کلام سے ہے۔

٤٣٩٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَخِي عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

۴۳۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے ملیں گے پس کہیں گے اے میرے رب!

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ فَيَقُولُ اللّٰهُ إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ.

بے شک تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو مجھ کو رسوا نہ کرے گا جس دن جی اٹھیں گے تو اللہ کہے گا کہ میں نے بہشت کو کافروں پر حرام کیا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کون سی رسوائی زیادہ ہے میرے باپ ابعد سے تو وصف کیا ابراہیم علیہ السلام نے نفس اپنے کو ساتھ ابعد کے بطور فرض کے کہ ان کی شفاعت اپنے باپ کے حق میں قبول نہ ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ابعد صفت باپ کی ہے یعنی وہ بہت دور ہے اللہ کی رحمت سے اس واسطے کہ فاسق بعید ہے اس سے پس کافر ابعد ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ہالک ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پکارا جائے گا کہ بہشت میں کوئی مشرک داخل نہ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر کہا جائے گا اے ابراہیم! دیکھ جو تیرے پاؤں کے نیچے ہے پس نظر کریں گے تو اچانک دیکھیں گے کہ ایک کفتار ہے اپنی گندگی میں آلودہ ہوا سو اس کو پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ان کے باپ کی صورت کو بدل کر کفتار کی صورت بنا ڈالے گا اور بعض نے کہا کہ حکمت بیچ مسخ کرنے اس کے کی کفتار کی صورت پر یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے نفس کو اس سے نفرت ہو اور تا کہ نہ باقی رہے آگ میں اپنی صورت پر کہ ابراہیم علیہ السلام کو رنج ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی صورت کو بدل کر کفتار بنانے میں حکمت یہ ہے کہ کفتار سب حیوانوں سے احمق ہے اور آزر سب آدمیوں سے احمق تھا اس واسطے کہ بعد اس کے کہ اس نے اپنے بیٹے سے معجزے روشن دیکھے اپنے کفر پر جما رہا یہاں تک کہ مر گیا اور اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مبالغہ کیا واسطے اس کے خضوع اور نرمی میں سو اس نے انکار کیا اور تکبر کیا پس معاملہ کیا گیا ساتھ صفت ذلت کی دن قیامت کے اور اس واسطے کفتار کے واسطے کجی ہے پس یہ اشارہ ہے اس طرف کہ آزر سیدھا نہ ہوا تا کہ ایمان لاتا بلکہ بدستور اپنی کجی پر رہا۔ اور اسماعیلی نے اس حدیث کی صحت اور اصل میں طعن کیا ہے سو کہا اس نے کہ اس کی صحت میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا پس انہوں نے اپنے باپ کی ذلت کو اپنی رسوائی کس طرح ٹھہرائی اور اس کے غیر نے کہا کہ یہ حدیث مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ﴿فلما تبین له انه عدو لله تبرا منه﴾ انتہی۔ اور جواب یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے اس وقت میں جس میں ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بیزار ہوئے سو بعض نے کہا کہ یہ دنیا کی زندگی میں تھا جب کہ آزر شرک کی حالت میں مرا یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب مر گیا تو انہوں نے اس کے واسطے بخشش نہ مانگی اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیزار ہوں گے اس سے دن قیامت کے جب کہ ناامید ہوں گے اس سے وقت صورت بدلنے اس کی کے یعنی جب اس کو کفتار کی صورت میں دیکھیں گے تو اس سے بیزار ہو جائیں گے

اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں قول کے ساتھ اس طور کے کہ بیزار ہوئے اس سے ابراہیم علیہ السلام جب کہ وہ شرک کی حالت میں مرا سو انہوں نے اس کے واسطے بخشش مانگنا چھوڑ دی لیکن جب انہوں نے اس کو قیامت کے دن دیکھا تو ان کو اس کے حال پر رحم آیا اور اس کے حق میں دعا مانگی پھر جب اس کو صورت بدلی دیکھا تو اس سے ناامید ہوئے اور بیزار ہوئے اس سے بیزار ہونا ہمیشہ کا اور بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ یقین نہ تھا کہ آذر کفر پر مرا واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ اپنے دل میں ایمان لایا ہو لیکن ابراہیم علیہ السلام کو اس کے ایمان پر اطلاع نہ ہوئی ہو اور ہو بیزار ہونا ان کا اس سے اس وقت بعد اس حال کے کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ﴾ أَلِنْ جَانِبَكَ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ عذاب الٰہی سے ڈرا اے محمد! اپنے قریب برادری والوں کو اور اخفض جناحك کے معنی ہیں کہ اپنی جانب کو نرم کر یعنی شفقت اور مہربانی سے پیش آ اپنا ہو یا بیگانہ اور نرمی سے دعوت دے۔

٤٣٩٧ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَّخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَآءَ أَبُوْ لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ أَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهٰذَا

۴۳۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ اتری کہ ڈر سنا دے اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے سو پکارنے لگے اے فہر کی اولاد! اے عدی کی اولاد! قریش کے قبیلوں کو یہاں تک کہ جمع ہوئے اور جو مرد آپ نہ نکل سکا اس نے اپنا ایلچی بھیجا تا کہ دیکھے کیا ہے وہ، سو ابولہب اور قریش آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو، کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن کا لشکر وادی میں ہے تم کو لوٹنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم نے تجھ پر سچ کے سوا کچھ تجربہ نہیں کیا یعنی ہم نے تجھ کو بارہا آزمایا ہے کہ تو کبھی جھوٹ نہیں کہتا فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں تم کو عذاب سخت سے کہ تمہارے آگے ہے تو ابولہب نے کہا کہ ہلاکت ہو تجھ کو باقی دن کیا اسی بات کے واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا؟ سو یہ آیت اتری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہو وہ آپ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو کمایا۔

جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ
مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾.

فائدہ: اس حدیث میں ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی مانگ مجھ سے میرے مال سے جو چاہے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے کہ نہیں داخل ہوتی ہے نیابت نیک عملوں میں یعنی کوئی کسی کی طرف سے نائب ہو کر نیک عمل نہیں کر سکتا اس واسطے کہ اگر یہ جائز ہوتا تو اٹھاتے حضرت ﷺ اس کی طرف سے وہ چیز جو اس کو خلاص کرتی اور جب خود آپ کا عمل اپنی بیٹی کی طرف سے نیابت واقع نہیں ہو سکتا تو پھر غیر کا عمل بطریق اولی واقع نہیں ہو گا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ اللہ آپ کو معلوم کروا دے کہ وہ سفارش کریں گے جس کی چاہیں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہو گی یہاں تک کہ داخل کریں گے بہشت میں ایک قوم کو بغیر حساب کے اور بلند کریں گے درجے ایک قوم کے اور نکالیں گے آگ سے جو اس میں اپنے گناہوں کے سبب سے داخل ہوا یا وہ مقام تخویف اور تحذیر کا مقام تھا یا مراد آپ کی مبالغہ تھا رغبت دلانے میں عمل پر اور ہو گا آپ کے قول میں لا اغنی شیئا اضمار یعنی مگر یہ کہ اللہ میرے واسطے شفاعت کی اجازت دے اور یہ جو کہا بھلا بتلاؤ تو مراد آپ کی ساتھ اس کے تقریر ان کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ آپ کے سچ کو جانتے ہیں جب کہ کسی امر غائب سے خبر دیں۔ (فتح)

۴۳۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا

۴۳۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد اپنی قریب برادری والوں کو ڈر سنا تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ قریش کے یا اس کی مانند کوئی کلمہ فرمایا اپنی جانوں کو خرید لو میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا اے عبد مناف کی اولاد میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا، اے عباس عبد المطلب کے بیٹے میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی مانگ جو چاہے میرے مال سے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا۔

بِنْتِ مِنْ مَّالِيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا
تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنی جانوں کو خرید لو یعنی باعتبار خلاص کرنے ان کے کی آگ سے گویا کہ فرمایا کہ اسلام لاؤ تا کہ عذاب سے بچو پس ہوگا یہ مانند خرید لینے کی گویا کہ ٹھہرایا انہوں نے بندگی کو قیمت نجات کی اور اسی طرح قول اللہ تعالیٰ کا کہ بیشک اللہ نے خرید لی ہیں مسلمانوں کی جانیں سو اس جگہ مسلمان بائع ہے باعتبار حاصل کرنے ثواب کے اور قیمت بہشت ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ سب جانیں اللہ کی ملک ہیں اور یہ کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے اس کی بندگی میں اس کے حکموں کے بجالانے میں اس کی منع کی گئی چیزوں سے باز رہنے میں تو پوری دی اس نے جو اس پر ہے قیمت سے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور اس حدیث میں ہے کہ اقرب مرد کا وہ ہے جو جمع کرے اس کو وہ اور جد اعلیٰ اور ہر وہ شخص کہ جمع ہو ساتھ اس کے جد میں جو اس سے قریب درجے میں ہے تو ہوگا وہ قریب تر اس کی طرف اور اقربین کی بحث وصایا میں ہے اور راز پہلے اقربین کے ڈرانے میں یہ ہے کہ جب حجت ان پر قائم ہوگی تو ان کے سوا اور لوگوں کی طرف بڑھے گی نہیں تو ہوں گی وہ علت واسطے بعید تر لوگوں کے باز رہنے میں اور یہ کہ نہ پکڑے اس کو جو پکڑتا ہے قریب کو نرمی سے واسطے قریب کے پس حجت کرے ان سے دعوت اور تخویف میں اسی واسطے نص کی واسطے اس کے ان کے ڈرانے پر اور یہ کہ جائز ہے بلانا کافر کو ساتھ کنیت کے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اس اطلاق میں نظر ہے اس واسطے کہ جس نے منع کیا ہے تو اس نے صرف اس جگہ منع کیا ہے جس جگہ کہ سیاق تعظیم کا مشعر ہو بخلاف اس کے جب کہ ہو یہ واسطے مشہور ہونے اس کے کی سوائے غیر اس کے کی جیسا کہ اس جگہ ہے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو ذکر اس کا ساتھ نام اس کے کی واسطے قبیح ہونے نام اس کے کی اس واسطے کہ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور ممکن ہے جواب اور وہ یہ ہے کہ کنیت مجرد تعظیم پر دلالت نہیں کرتی بلکہ کبھی نام اشرف ہوتا ہے کنیت سے اسی واسطے اللہ نے پیغمبروں کو ان کے ناموں سے ذکر کیا ہے سوائے ان کی کنیتوں کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ النَّمْلِ

سورہ نمل کی تفسیر کا بیان

وَالْخَبْأُ مَا خَبَأْتَ.

خبأ وہ چیز ہے جو چھپائے تو اللہ نے فرمایا ﴿الا یسجدوا لله الذی یخرج الخبأ﴾.

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جانتا ہے ہر چھپی چیز کو جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے کہا فراء نے کہ نکالتا ہے مینہ کو آسمان سے اور انگوری کو زمین سے۔ (فتح)

﴿لَا قِبَلَ﴾ لَا طَاقَةَ.

لا قبل کے معنی ہیں نہیں طاقت اللہ نے فرمایا

﴿فلناتینھم بجنود لا قبل لھم بھا﴾.

اَلصَّرْحُ كُلُّ مِلَاطٍ اتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوْحٌ.

صرح ہر گارا ہے کہ پکڑا جائے شیشوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ پتھر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر بلند عمارت ہے اور صرح محل کو کہتے ہیں یہ واحد ہے اس کی جمع صروح ہے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے وہب بن منبہ سے کہ حکم کیا سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو تو انہوں نے اس کے واسطے بلور سے محل بنایا جیسے وہ سفید پانی ہے پھر اس کے نیچے پانی چھوڑا اور اپنا تخت اس پر رکھا اور اس پر بیٹھے اور جانور اور جن اور انسان ان کے آگے حاضر ہوئے تا کہ دکھلا دیں بلقیس کو بادشاہی جو اس کی بادشاہی سے بڑی ہے جب بلقیس نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی پنڈلیاں کھولیں تا کہ اس میں بیٹھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس میں دریا کے جانور چھوڑے مچھلیاں اور مینڈک جب بلقیس نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولیں تو اچانک دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں سب لوگوں سے خوبصورت ہیں تو حکم دیا اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو اس نے اپنی پنڈلیاں ڈھانکیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَهَا عَرْشٌ﴾ سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ واسطے اس کے تخت تھا بیش قیمت خوب کاری گری والا اور بھاری قیمت والا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سونے سے تھا اور اس کے پائے جواہر اور موتیوں سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یاقوت اور زبرجد سے جڑا تھا اس کی درازی اسی ہاتھ تھی چالیس ہاتھ میں۔ (فتح)

﴿مُسْلِمِيْنَ﴾ طَآئِعِيْنَ.

مسلمین کے معنی ہیں فرمانبردار ہو کر، اللہ نے فرمایا ﴿وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ﴾۔

﴿رَدِفَ﴾ اِقْتَرَبَ.

ردف کے معنی ہیں قریب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿عسیٰ ان یکون ردف لکم﴾۔

﴿جَامِدَةً﴾ قَآئِمَةً.

جامدة کے معنی ہیں قائم، اللہ نے فرمایا ﴿وتری الجبال تحسبھا جامدة وھی تمر مر السحاب﴾۔

﴿أَوْزِعْنِيْ﴾ اِجْعَلْنِيْ.

اوزعنی کے معنی ہیں کر مجھ کو، اللہ نے فرمایا ﴿اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَكِّرُوْا﴾ غَيِّرُوْا.

کہا مجاہد نے نکروا کے معنی ہیں بدل ڈالو روپ اس کا،

اللہ نے فرمایا ﴿نكروا لها عرشها﴾ کہا مجاہد نے کہ جو سرخ تھا اس کی جگہ سبز لگایا گیا اور جو سبز تھا اس کی جگہ زرد لگایا گیا اسی طرح ہر چیز اس کی اپنے حال سے بدلائی گئی۔

﴿وَأُوْتِيْنَا الْعِلْمَ﴾ يَقُوْلُهُ سُلَيْمَانُ.

یعنی ﴿واوتينا العلم﴾ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے۔

فائدہ: اور واحدی سے منقول ہے کہ وہ بلقیس کا قول ہے کہ اس نے ان کی پیغمبری کا اقرار کیا اور پہلا قول معتمد ہے۔ (فتح)

اَلصَّرْحُ بِرْكَةُ مَآءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ ﴿قَوَارِيْرَ﴾ أَلْبَسَهَا إِيَّاهُ.

اور صرح کے معنی ہیں حوض پانی کا کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر شیشے جڑوائے تھے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ بلقیس نے اپنی پنڈلیاں کھولیں تو ان پر بہت بال تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی دوائی نورہ تجویز کی۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْقَصَصِ

سورۂ قصص کی تفسیر کا بیان

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ إِلَّا مُلْكَهُ وَيُقَالُ إِلَّا مَا أُرِيْدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ.

اللہ نے فرمایا ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ یعنی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ملک اس کا یہ وجہ کے پہلے معنی ہیں اور دوسرے معنی یہ ہیں اور کہا جاتا ہے مگر جس میں اللہ کی رضامندی مقصود ہو یعنی جو عمل کہ محض اللہ کے واسطے کیا جائے وہ ہمیشہ اور باقی رہے گا۔

فائدہ: اور یہ دونوں قول مبنی ہیں خلاف پر کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز ہے یا نہیں سو جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ استثناء متصل ہے اور مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور عرب تعبیر کرتے ہیں ساتھ اشرف چیز کے تمام سے اور جو کہتا ہے کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز نہیں وہ کہتا ہے کہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن وہ اللہ تعالیٰ ہلاک نہیں ہوگا یا متصل ہے اور مراد ساتھ وجہ کے وہ چیز ہے جو اس کے واسطے کی جائے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَآءُ﴾ الْحُجَجُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انباء کے معنی اللہ کے اس قول میں حجتیں ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تو راہ نہیں دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

فائدہ: نہیں اختلاف ہے ناقلوں کا اس میں کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں اتری اور اس میں اختلاف ہے کہ احببت سے کیا مراد ہے؟ سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تو جس کی ہدایت چاہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو تو اپنی قرابت کے سبب سے راہ دکھلانا چاہے۔

٤٣٩٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَآءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَّعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيْدَانِهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ أَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبٰى أَنْ يَّقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾.

۴۳۹۹۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کو موت حاضر ہوئی تو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے سو اس کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کو پایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ لے اس کلمہ کو کہ اللہ کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے میں جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشواؤں گا تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو ہمیشہ حضرت ﷺ اس کو کلمہ کہنے کو فرماتے رہے اور وہ دونوں اس کو بار بار یہی بات کہتے رہے کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ یہاں تک کہ ابو طالب نے ان سے آخری کلام میں یہی کہا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں اور کلمہ کہنے سے انکار کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگتے جاؤں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہوگی پھر اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں لائق ہے پیغمبر کو اور ایمانداروں کو کہ مشرکوں کے واسطے دعا کریں مغفرت کی اگرچہ ان کے قرابتی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے حق میں حکم اتارا سو پیغمبر ﷺ سے فرمایا کہ بیشک تو نہیں راہ دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب ابو طالب کو موت حاضر ہوئی تو کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ موت کی علامتیں حاضر ہوئیں نہیں تو اگر معائنہ تک نوبت پہنچی ہوتی تو اس کو ایمان کچھ فائدہ نہ دیتا اگر ایمان لاتا اور دلالت کرتا ہے اس پر جو واقع

ہو اور میان ان کے تکرار سے اور احتمال ہے کہ معائنہ تک نوبت پہنچی ہو لیکن حضرت ﷺ کو امید ہو کہ اگر وہ توحید کا اقرار کرے اگرچہ اسی حالت میں ہو تو اس کو یہ فائدہ دے گا خاص کر اور جائز ہو گی شفاعت اس کی واسطے قرابت اس کی کے حضرت ﷺ سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ باوجود اس کے کہ وہ کفر پر مرا اور توحید کا اقرار نہ کیا پھر بھی حضرت ﷺ نے اس کی بخشش مانگنا نہ چھوڑی بلکہ اس کے واسطے شفاعت کی یہاں تک کہ تخفیف ہوا اس سے عذاب بہ نسبت غیر کی معلوم ہوا کہ یہ حکم خاص اسی کے ساتھ تھا اور کسی کے واسطے نہیں اور یہ جو کہا کہ اس نے کلمہ کہنے سے انکار کیا تو یہ تائید ہے راوی سے بیچ نفی واقع ہونے اس کی کے ابو طالب سے اور شاید سند اس کی یہ ہے کہ اس حال میں اس سے کلمہ سنا نہیں گیا اور اس قدر پر اطلاع ممکن ہے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اطلاع وحی ہو اور یہ جو کہا کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگتے جاؤں گا الخ تو کہا زین بن منیر نے کہ نہیں ہے مراد مغفرت عام اور بخشش شرک کو بلکہ مراد تخفیف عذاب کی ہے اس سے میں کہتا ہوں اور یہ بڑی غفلت ہے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے شفاعت واسطے ابو طالب کے بیچ تخفیف عذاب کے اور نہ اس کی طلب سے روک ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی تھی طلب مغفرت عام سے کہ سب گناہوں کو شامل ہو یہاں تک کہ شرک کو بھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوئی یہ طلب مغفرت کی حضرت ﷺ کو واسطے اقتدا کرنے کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے پھر اس کا حکم منسوخ ہوا اور اس حدیث میں اشکال ہے اس واسطے کہ وفات ابو طالب کی بالاتفاق مکے میں تھی ہجرت سے پہلے اور ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے جب عمرہ کیا تو اپنی ماں کے واسطے بخشش مانگنے کی اللہ سے اجازت مانگی تو یہ آیت اتری اور احتمال ہے کہ آیت پیچھے اتری ہو اگرچہ اس کا سبب مقدم ہو اور احتمال ہے کہ اس کے دو سبب ہوں ایک مقدم اور وہ ابو طالب کا امر ہے اور ایک متاخر اور وہ حضرت ﷺ کی ماں کا امر ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو اگر مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھے یعنی لا الہ الا اللہ کے ساتھ گواہی دے تو حکم کیا جائے ساتھ اس کے اسلام کے اور جاری کیے جائیں اس پر احکام مسلمانوں کے اور اگر اس کی زبان کی گواہی اس کے دل کے عقد کے ساتھ مقرون ہو تو اس کو یہ اللہ کے نزدیک نفع دیتا ہے بشرطیکہ دنیا کی زندگی سے امید منقطع ہونے کی حد کو نہ پہنچا ہو اور فہم خطاب اور جواب دینے سے عاجز نہ ہوا ہو اور وہ وقت معائنہ کا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم الموت قال انى تبت الآن﴾ ، واللہ اعلم۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُولِي الْقُوَّةِ﴾ لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اولی القوۃ کے معنی ہیں نہیں اٹھاتی تھی اس کو ایک جماعت مردوں کی ، اللہ نے فرمایا ﴿ان مفاتحه لتنوء بالعصبة اولى القوة﴾.

﴿لَتَنُوْءُ﴾ لَتُثْقِلُ.

لتنوء کے معنی ہیں بھاری ہوتی تھیں۔

﴿فَارِغًا﴾ إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰى.

فارغا کے معنی ہیں خالی ہر چیز سے مگر ذکر موسیٰ کے سے، اللہ نے فرمایا ﴿واصبح فؤاد ام موسٰی فارغا﴾.

﴿الْفَرِحِيْنَ﴾ الْمَرِحِيْنَ.

فرحین کے معنی ہیں مرحین یعنی خوشی کرنے والے، اللہ نے فرمایا ﴿ان اللہ لا یحب الفرحین﴾.

﴿قُصِّيْهِ﴾ اتَّبِعِيْ أَثَرَهُ وَقَدْ يَكُوْنُ أَنْ يَقُصَّ الْكَلَامَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾.

قصیه کے معنی ہیں کہ اس کے پیچھے جا اور کبھی قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر، اللہ نے فرمایا ﴿وقالت لاختہ قصیہ﴾.

﴿عَنْ جُنُبٍ﴾ عَنْ بُعْدٍ عَنْ جَنَابَةٍ وَاحِدٌ وَعَنِ اجْتِنَابٍ أَيْضًا.

جنب کے معنی ہیں دور سے اور جنابۃ اور اجتناب کے بھی یہی معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿فبصرت بہ عن جنب﴾.

نَبْطِشُ وَنَبْطُشُ.

یعنی دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں۔

﴿يَأْتَمِرُوْنَ﴾ يَتَشَاوَرُوْنَ.

یأتمرون کے معنی ہیں مشورہ کرتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿ان الملأ یأتمرون بك لیقتلوك﴾.

الْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّيْ وَاحِدٌ.

ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں زیادتی، اللہ نے فرمایا ﴿فلاعدوان﴾.

﴿آنَسَ﴾ أَبْصَرَ.

انس کے معنی ہیں دیکھی، اللہ نے فرمایا ﴿آنس من جانب الطور نارا﴾.

الْجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ مِّنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيْهَا لَهَبٌ وَالشِّهَابُ فِيْهِ لَهَبٌ.

جذوۃ کے معنی ہیں ٹکڑا موٹا لکڑی کا جلا ہوا جس میں لپٹ نہ ہو یعنی انگارا اور شہاب وہ انگارا ہے جس میں لپٹ ہو۔

وَالْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْأَفَاعِيْ وَالْأَسَاوِدُ.

اور سانپ کئی قسم ہیں ایک جان ایک افاعی اور ایک اساود، اللہ نے فرمایا ﴿کانها حیة تسعی﴾ اس کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

﴿رِدْءًا﴾ مُعِيْنًا.

ردءا کے معنی ہیں مددگار، اللہ نے فرمایا ﴿فارسله معی ردءا یصدقنی﴾.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَدِّقُنِي﴾.
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یصدقنی کے معنی ہیں تا کہ میری تصدیق کرے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَنَشُدُّ﴾ سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا.
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا بیچ تفسیر آیت ﴿سنشد عضدك باخيك﴾ کے کہ ہم تیری مدد کریں گے جب تو کسی کو زور دے تو تو نے اس کے واسطے عضد ٹھہرایا۔

﴿مَقْبُوحِينَ﴾ مُهْلَكِينَ.
مقبوحین کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے، اللہ نے فرمایا ﴿ويوم القيامة هم من المقبوحين﴾.

﴿وَصَّلْنَا﴾ بَيَّنَّاهُ وَأَتْمَمْنَاهُ.
وصلنا کے معنی ہیں بیان کیا ہم نے اور پورا کیا ہم نے، اللہ نے فرمایا ﴿ولقد وصلنا لهم القول﴾.

﴿يُجْبَى﴾ يُجْلَبُ.
یجبی کے معنی ہیں کھینچے جاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿يجبى اليه ثمرات كل شيء﴾.

﴿بَطِرَتْ﴾ أَشِرَتْ.
بطرت کے معنی ہیں سرکشی کی، اللہ نے فرمایا ﴿وكم اهلكنا من قرية بطرت معيشتها﴾ یعنی بہت ہلاک کیں ہم نے بستیاں جو حد سے بڑھ گئی تھیں گزران میں۔

﴿فِي أُمِّهَا رَسُولًا﴾ أُمُّ الْقُرَى مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا.
ام القریٰ سے مراد مکہ ہے اور جو اس کے گرد ہے، اللہ نے فرمایا ﴿حتى يبعث في امها رسولا﴾.

﴿تُكِنُّ﴾ تُخْفِي أَكْنَنْتُ الشَّيْءَ أَخْفَيْتُهُ وَكَنَنْتُهُ أَخْفَيْتُهُ وَأَظْهَرْتُهُ.
تکن کے معنی ہیں جو چھپاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وربك يعلم ما تكن صدورهم﴾ کہا جاتا ہے اکننت الشي میں نے اس کو چھپایا اور کننته کے معنی بھی یہی ہیں کہ میں نے اس کو چھپایا اور اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ میں نے اس کو ظاہر کیا اور یہ لفظ اضداد سے ہے۔

﴿وَيْكَأَنَّ اللّٰهَ﴾ مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ ﴿يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ﴾ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ.
یعنی اللہ کے قول ﴿ويكأن الله﴾ کے معنی ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ فراخ کرتا ہے روزی جس پر چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے یعنی یبسط کے معنی ہیں

فراخ کرتا ہے اور یقدر کے معنی ہیں تنگ کرتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تحقیق جس اللہ نے اتارا تجھ پر قرآن وہ پھیرنے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ کو۔

٤٤٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَرَادُّكَ إِلٰى مَعَادٍ﴾ قَالَ إِلٰى مَكَّةَ.

۴۴۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ وہ تجھ کو پھیرنے والا ہے پہلی جگہ کو کہا کہ پہلی جگہ سے مراد مکہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ بہشت کی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تجھ کو قیامت کے دن زندہ کرے گا۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ

سورۂ عنکبوت کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾ ضَلَلَةً.

کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وكانوا مستبصرين﴾ کے معنی ہیں کہ تھے ہوشیار گمراہی میں کہا قتادہ نے کہ خوش تھے ساتھ گمراہی اپنی کے۔

﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ﴾ عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلِيَمِيْزَ اللّٰهُ كَقَوْلِهٖ ﴿لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾.

﴿فليعلمن الله﴾ کے معنی ہیں کہ اللہ نے تو جانا اس کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ قول بجائے اس قول کے ہے کہ چاہیے کہ اللہ جدا کرے مانند قول اللہ کے تا کہ اللہ جدا کرے ناپاک کو، اللہ نے فرمایا ﴿فليعلمن الله الذين آمنوا﴾۔

﴿أَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ﴾ أَوْزَارًا مَعَ أَوْزَارِهِمْ.

یعنی اثقالهم کے معنی اللہ کے اس قول میں ہیں اپنے گناہ۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کسی قوم کو گمراہی کی طرف لائے تو اس کو بھی اس کے برابر گناہ ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الرُّوْمِ

سورۂ روم کی تفسیر کا بیان

﴿فَلَا يَرْبُوْ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ مَنْ أَعْطٰى عَطِيَّةً يَبْتَغِيْ أَفْضَلَ مِنْهُ فَلَا أَجْرَ لَهٗ فِيْهَا.

فلا يربوا سے مراد یہ ہے کہ جو دے اس حال میں کہ چاہتا ہو افضل اس سے یعنی کسی کو قرض دے اس غرض

سے کہ اس کے بدلے میں اس سے عمدہ چیز لے تو اس کو اس میں ثواب نہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وما آتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس﴾.

فائدہ: ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ یہ ہے سود حلال کرنا کچھ چیز کسی کو تحفہ بھیجتا ہے تا کہ اس کو اس سے افضل بدلہ ملے تو اس میں نہ اس کو ثواب ہے نہ گناہ اور بعض نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ جو تم دو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُحْبَرُوْنَ﴾ يُنَعَّمُوْنَ.

کہا مجاہد نے کہ یحبرون کے معنی ہیں نعمت دیے جائیں گے، اللہ نے فرمایا ﴿فاما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فهم فی روضة یحبرون﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہشت میں تعظیم کیے جائیں گے۔

﴿يَمْهَدُوْنَ﴾ يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ.

یعنی یمهدون کے معنی ہیں کہ اپنے واسطے بچھونے بچھاتے ہیں اور برابر کرتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں قبر میں یا بہشت میں، اللہ نے فرمایا ﴿ومن عمل صالحا فلانفسهم یمهدون﴾.

﴿الْوَدْقُ﴾ الْمَطَرُ.

اور ودق کے معنی ہیں مینہ، اللہ نے فرمایا ﴿وترى الودق یخرج من خلاله﴾.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ فِي الْأَلِهَةِ وَفِيْهِ ﴿تَخَافُوْنَهُمْ﴾ أَنْ يَّرِثُوْكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ کیا ہے کوئی واسطے تمہارے لونڈی غلاموں سے شریک کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت بتوں وغیرہ کے حق میں ہے جن کو اللہ کے علاوہ پوجتے تھے اور ان کے حق میں تم ڈرتے ہو کہ تمہارے وارث بنیں جیسے بعض تمہارا بعض کا وارث ہوتا ہے۔

فائدہ: اور ضمیر اس کے قول فیہ میں واسطے اللہ کے ہے یعنی یہ مثل واسطے اللہ کے اور بتوں کے پس اللہ مالک ہے اور بت مملوک ہیں اور یہ معلوم ہے کہ مملوک مالک کے برابر نہیں ہوتا اور قتادہ سے روایت ہے کہ یہ مثل ہے بیان کیا ہے

اس کو اللہ نے واسطے اس شخص کے جو اللہ کی مخلوق میں سے کسی چیز کو اس کے برابر ٹھہرائے، فرماتا ہے کہ کیا تم میں سے کسی کا غلام اس کے بچھونے اور بیوی میں شریک ہے؟ اسی طرح نہیں راضی ہوتا اللہ یہ کہ اس کی مخلوق سے کسی کو اس کے برابر ٹھہرایا جائے۔ (فتح)

﴿يَصَّدَّعُونَ﴾ يَتَفَرَّقُونَ ﴿فَاصْدَعْ﴾.

یصدعون کے معنی ہیں جدا جدا ہوں گے، اللہ نے فرمایا ﴿یومئذ یصدعون﴾ اور رہا قول اس کا فاصدع سو یہ اشارہ ہے اللہ کے قول کی طرف ﴿فاصدع بما تؤمر﴾ یعنی فرق کر درمیان حق اور باطل کے ساتھ بلانے کے اللہ کی طرف۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ضُعْفٌ وَّضَعْفٌ لُغَتَانِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ضُعفٌ اور ضَعفٌ دو لغتیں ہیں اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی ناطاقتی، اللہ نے فرمایا ﴿اللہ الذی خلقکم من ضعف﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلسُّوْآى﴾ اَلْإِسَاءَةُ جَزَآءُ الْمُسِيْئِيْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ سوای کے معنی ہیں برائی یعنی برا کرنے والوں کا بدلہ برائی ہے، اللہ نے فرمایا ﴿ثم کان عاقبة الذین اساؤا لسوای ان کذبوا﴾ یعنی جنہوں نے کفر کیا ان کا بدلہ عذاب ہے۔

٤٤٠١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَّالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِيْ كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيْءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِيْنَ وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَّقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ

۴۴۰۱۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد حدیث بیان کرتا تھا کندہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا کوفے میں سو اس نے کہا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا سو منافقوں کے کان اور آنکھ کو پکڑے گا ایماندار کو جیسے زکام سو ہم گھبرائے سو میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ تکیہ کیے تھے سو وہ سن کر غضبناک ہوئے اور سیدھے ہو بیٹھے اور کہا کہ جو جانے سو چاہیے کہ کہے اور جو نہ جانے تو چاہیے کہ کہے، اللہ اعلم یعنی اللہ خوب جانتا ہے اس واسطے کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس چیز کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا اس واسطے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تو کہہ میں تم سے اس پر کوئی

لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَأُوْا عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيْهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَجَآءَهٗ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَآئِدُوْنَ﴾ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ إِذَا جَآءَ ثُمَّ عَادُوْا إِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى﴾ يَوْمَ بَدْرٍ وَ ﴿لِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾ إِلٰى ﴿سَيَغْلِبُوْنَ﴾ وَالرُّوْمُ قَدْ مَضٰى.

مزدوری نہیں مانگتا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دخان کا قصہ بیان کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی (اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت تکلیف دی) تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی، سو فرمایا کہ الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا یعنی جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا سو ان کو قحط نے پکڑا یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہوئے اور مردار اور ہڈیوں کو کھایا اور مرد آسمان اور زمین کے درمیان دھواں سا دیکھتا تھا سو ابو سفیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے محمد! تو آیا ہے برادری سے سلوک کرنے کا حکم کرتا ہے اور البتہ تیری قوم ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ کہ قحط دور ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی سو تو انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح اللہ کے قول عائدون تک کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب آخرت کا جب آیا پھر اپنے کفر کی طرف پھر گئے سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ یعنی مراد بڑی پکڑ کے دن سے جنگ بدر کا ہے اور مراد لزاما سے جنگ بدر کا دن ہے ﴿الم غلبت الروم﴾ الآیۃ اور روم کے معنی گزر چکے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور بیان دخان کا سورۂ دخان میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا یعنی جدا کرنا معلوم کا مجہول سے ایک قسم ہے علم سے اور یہ موافق ہے واسطے اس چیز کے کہ مشہور ہے کہ لاادری آدھا علم ہے اور اس واسطے کہ قول غیر معلوم چیز میں قسم ہے تکلف سے۔ (فتح) مفسرین نے لکھا ہے کہ مراد دخان سے آیت میں وہ دھواں ہے جو قیامت کی نشانیوں میں سے ہے پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس سے انکار کرنا موجب تعجب ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ لِدِيْنِ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں نہیں بدلنا ہے واسطے خلق

اللّٰهِ خُلُقُ الْأَوَّلِيْنَ دِيْنُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْفِطْرَةُ الْإِسْلَامُ.

اللہ کے یعنی واسطے دین اللہ کے خلق الاولین سے مراد دین ہے اور فطرت سے مراد اسلام ہے، اللہ نے فرمایا ﴿انا هذا خلق الاولين﴾۔

٤٤٠٢ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ أَوْ يُنَصِّرَانِهٖ أَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾.

۴۴۰۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی لڑکا نہیں مگر کہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں جیسے جنتا ہے چوپایہ چوپائے کو درست اور صحیح الاعضاء کیا تم اس میں کن کٹا دیکھتے ہو یعنی اصل پیدائش میں کوئی کن کٹا نہیں ہوتا اس کے بعد اس کے مالک اس کا ناک کان کاٹ ڈالتے ہیں اسی طرح لڑکا بھی اول اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس کا دین بدل جاتا ہے پھر یہ آیت پڑھی پیروی کر اللہ کے دین کی جس پر لوگوں کو پیدا کیا نہیں ہے بدلنا واسطے دین اللہ کے یہ ہے دین درست۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ لُقْمَانَ

سورۂ لقمان کی تفسیر کا بیان

بَابٌ ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

٤٤٠٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ

۴۴۰۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن و ایمان ہے تو یہ بات اصحاب پر بہت بھاری گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جس نے اپنے ایمان میں ظلم کو نہیں ملایا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کیا تو نہیں سنتا جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا! اللہ کا شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان میں کہ تحقیق اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا یعنی وقت قائم ہونے اس کے کا۔

٤٤٠٤۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ

۴۴۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں ظاہر بیٹھے تھے کہ اچانک ایک مرد چلتا آپ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو دل سے مانے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے پیغمبروں کو اور اس کے ملنے کو اور قیامت کو پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! اسلام کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی بندگی کرے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے اور نماز کو قائم رکھے اور زکوۃ فرض دے اور رمضان کا روزہ رکھے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! احسان کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے جیسے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہو سو اگر اس طرح کا دیکھنا تجھ سے نہ ہو سکے تو یوں جان کہ وہی تجھ کو دیکھتا ہے پھر اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب ہو گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب دینے والا پوچھنے والے سے اس کو زیادہ تر نہیں جانتا یعنی قیامت کے نہ جاننے میں، میں اور تم دونوں برابر ہیں لیکن میں تجھ کو اس کی کچھ نشانیاں بتلاتا ہوں اس کی نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے یعنی قیامت کے قریب کنیز زادوں کی کثرت ہو گی یہ ہے ایک

﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ فَأَخَذُوْا لِيَرُدُّوْا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَآءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ.

نشانی اس کی نشانیوں سے اور جب ننگے پاؤں، ننگے بدن والے لوگوں کے سردار ہوں تو یہ ہے دوسری نشانی اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو عورتوں کے پیٹ میں ہے لڑکی ہے یا لڑکا پھر وہ مرد پھرا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس پھیر لاؤ سو اس کو تلاش کرتے لگے تا کہ اس کو پھیر لائیں تو انہوں نے کچھ چیز نہ دیکھی یعنی معلوم نہیں کہاں چلا گیا، حضرت ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے آئے تھے لوگوں کو دین سکھلانے کو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کہا شیخ ابو محمد نے کہ تعبیر کی ساتھ چابیوں کے واسطے قریب کرنے امر کے سامع پر یعنی تا کہ سامع کو خوب سمجھ میں آجائے اس واسطے کہ جو چیز کہ تیرے اور اس کے درمیان پردہ ہے وہ تجھ سے غائب ہے اور پہنچنا طرف پہچان اس کی کے عادت میں دروازے سے ہوتا ہے پس جب دروازہ بند ہو تو چابی کی حاجت ہوتی ہے اور جب چابی کی جگہ معلوم نہیں جس کے ساتھ غیب پر اطلاع ہوتی ہے تو جو چیز چھپی ہے اس پر کیسے اطلاع ہو سکتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور زیادہ کیا جاتا ہے اس جگہ کہ یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو دوسری آیت سے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله﴾ پس مراد ساتھ غیب منفی کے بیچ اس کے وہی غیب ہے جو سورہ لقمان کی اس آیت میں مذکور ہے اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا ﴿عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول﴾ پس ممکن ہے یہ کہ تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ طیالسی کی حدیث میں ہے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ کو غیب کی چابیاں دی گئیں مگر پانچ چیزیں پھر یہ آیت پڑھی اور چنانچہ جو ثابت ہو چکا ہے ساتھ نص قرآن کے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھر میں جمع رکھتے ہو اور یہ کہ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو کھانے سے پہلے خواب کا مطلب بتلا دوں گا اور سوائے اس کے جو ظاہر ہوا ہے معجزوں اور کرامتوں سے سو کل یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو استثناء سے جو بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿الا من ارتضى من رسول﴾ اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتا ہے اطلاع کو اوپر بعض غیب چیزوں کے اور ولی تابع ہے واسطے رسول کے ساتھ اس کے اکرام کیا جاتا ہے اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پیغمبر مطلع ہوتا ہے اس پر ساتھ سب قسموں وحی کے اور

ولی نہیں واقف ہوتا اس پر مگر ساتھ خواب کے یا الہام کے، واللہ اعلم۔ اور دعویٰ کیا ہے طبری نے کہ حضرت ﷺ کی ہجرت سے پیچھے پانچ سو برس دنیا باقی رہے گی اور یہ قول اس کا مخالف ہے واسطے صریح قرآن اور حدیث کے اور کافی ہے بیچ رد کے اوپر اس کے یہ کہ واقع ہوا ہے امر برخلاف اس کے اس واسطے کہ پانچ سو برس سے تین سو برس اور زیادہ گزر چکا ہے اور قیامت قائم نہیں ہوئی اور معلوم ہوا کہ یہ قول اس کا غلط ہے اور طبری نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس امت کو مدت نصف یوم کی مہلت دے گا یعنی پانچ سو برس روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے لیکن نہیں ہے وہ صریح اس میں کہ اس کو اس سے زیادہ مہلت نہیں ملے گی اور باقی بحث اس کی کتاب الفتن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٤٠٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾.

۴۴۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا چابیاں غیب کی پانچ ہیں پھر پڑھا تحقیق اللہ کے نزدیک ہے قیامت کا علم۔

سُوْرَةُ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ

سورۂ تنزیل السجدہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَهِيْنٍ﴾ ضَعِيْفٍ نُطْفَةُ الرَّجُلِ.

اور کہا مجاہد نے کہ مھین کے معنی ہیں ضعیف، اللہ نے فرمایا ﴿من سلالة من ماء مهين﴾ کہا کہ مراد ماء مھین سے مرد کی منی ہے۔

﴿ضَلَلْنَا﴾ هَلَكْنَا.

ضللنا کے معنی ہیں ہلاک ہوئے ہم، اللہ نے فرمایا ﴿وقالوا اإذا ضللنا فی الارض﴾ یعنی کہتے ہیں کہ کیا جب ہلاک ہوئے ہم زمین میں تو پھر از سر نو پیدا ہوں گے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْجُرُزُ الَّتِيْ لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِيْ عَنْهَا شَيْئًا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جرز اس زمین کو کہتے ہیں جس پر مینہ نہ برسے مگر وہ مینہ کہ اس کے کچھ کام نہ آئے، اللہ نے فرمایا ﴿اولم یرو انا نسوق الماء الی الارض الجرز﴾۔

﴿يَهْدِ﴾ يُبَيِّنْ.

یهد کے معنی ہیں کیا ظاہر نہیں ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿او لم یهد لهم کم اهلکنا من قبلهم من القرون﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے۔

٤٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اللَّهُ مِثْلَهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ رِوَايَةً قَالَ فَأَيُّ شَيْءٍ قَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَرَأَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قُرَّاتِ أَعْيُنٍ.

۴۴۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کیا ہے اپنے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ نہیں جانتا کوئی جی جو چھپا رکھا ہے واسطے ان کے اللہ نے ٹھنڈک آنکھ کی سے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو زناد نے اعرج سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ نے فرمایا مثل اس کی کہا گیا واسطے سفیان کے کہ تو روایت کرتا ہے یا اپنے پاس سے کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ اگر روایت نہیں تو پھر اور کیا چیز ہے؟ کہا ابو معاویہ نے اعمش سے اس نے روایت کی ابو صالح سے پڑھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرات یعنی قرة کی جگہ قرات پڑھا ہے۔

٤٤٠٧ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللَّهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِّنْ بَلْهِ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ

۴۴۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کیا ہے میں نے واسطے ان کے ذخیرہ چھوڑو وہ چیز کہ اطلاع دی گئی تم کو اوپر اس کے کہ وہ کم ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ تمہارے واسطے ذخیرہ کی گئی پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ

ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾.

آیت پڑھی سو نہیں جانتا کوئی جی جو پوشیدہ کیا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے بدلہ اس چیز کا جو عمل کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا اس کو کوئی فرشتہ مقرب اور نہ کوئی پیغمبر مرسل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا بشر اس واسطے کہ فرشتوں کے دل میں اس کا خیال گزرتا ہے اور اولی ہے محمول کرنا نفی کا اپنے عموم پر اس واسطے کہ وہ اعظم ہے نفس میں اور یہ جو کہا من بله تو صحیح توجیہ واسطے خصوص سیاق حدیث باب کے ہے جس جگہ کہ واقع ہوا ہے ولا خطر علی قلب بشر ذخرا من بله کہ من بله ساتھ معنی غیر کے ہے یعنی سوائے اس چیز کے کہ اطلاع ہوئی ہے تم کو اوپر اس کے یعنی قرآن وغیرہ میں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْأَحْزَابِ

سورۂ احزاب کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَيَاصِيهِمْ﴾ قُصُوْرِهِمْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ صیاصیھم کے معنی ہیں محل ان کے، اللہ نے فرمایا ﴿وانزل الذين ظاهروهم من اهل الكتاب من صياصيهم﴾.

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ نبی ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں۔

٤٤٠٨ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِيْ فَأَنَا مَوْلَاهُ.

۴۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایماندار نہیں مگر کہ میں اور لوگوں کی بہ نسبت اس سے قریب تر ہوں دنیا اور آخرت میں اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ پیغمبر قریب تر ہے مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے سو جو مسلمان کہ مال چھوڑے تو چاہیے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں جو ہوں اور اگر قرض یا عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے اور میں اس کا مولی اور کارساز ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پکارو اپنے لے

اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ﴾.

پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے۔

۴۴۰۹ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾.

۴۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد کردہ نہ بلاتے تھے ہم اس کو مگر زید بن محمد یعنی ہم اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن اترا کہ پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر ان میں کوئی ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے راہ دیکھتا اور بدلا نہیں ایک ذرہ۔

﴿نَحْبَهٗ﴾ عَهْدَهٗ.

نحبہ کے معنی ہیں عہد اپنا۔

﴿اَقْطَارِهَا﴾ جَوَانِبُهَا.

اقطار کے معنی ہیں اس کے طرفین یعنی اس کے کنارے اللہ نے فرمایا ﴿ولو دخلت علیهم من اقطارها﴾.

اَلْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا لَأَعْطَوْهَا.

اتوا کے معنی ہیں اعطوا ، اللہ نے فرمایا ﴿ثم سئلو االفتنة لاتوها﴾ یعنی پھر طلب کیا جائے ان سے فتنہ تو دیں اس کو۔

۴۴۱۰ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُرٰى هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾.

۴۴۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری ہے کہ مسلمانوں میں سے بعض وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے۔

۴۴۱۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۴۴۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةً مِّنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾.

نے قرآن کو صحیفوں میں نقل کیا تو میں نے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہ پائی کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے زیادہ میں نے اس کو کسی کے پاس نہ پایا مگر پاس خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی کہ مسلمانوں میں سے کوئی وہ ہے جس نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ زید رضی اللہ عنہ قرآن کے جمع کرنے میں اپنے علم پر اعتماد نہ کرتے تھے اور نہ اپنی یاد پر بس کرتے تھے یعنی بلکہ اور لوگوں سے بھی دریافت کرتے تھے لیکن اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس نے صرف خزیمہ رضی اللہ عنہ کی یاد پر کفایت کی اور قرآن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ تواتر کے اور جو ظاہر ہوتا ہے جواب میں یہ ہے کہ جس چیز کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے یہ ہے کہ اس نے اس کو کسی کے پاس لکھا ہوا نہ پایا یہ مراد نہیں کہ اس کے سوا کسی کو یاد نہ تھی بلکہ اس کو بھی یاد تھی اور اس کے سوا اور لوگوں کو بھی یاد تھی اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا کہ میں نے اس کو جمع کرنا شروع کیا چمڑے کے ٹکڑوں سے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور یہ جو کہا کہ جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی تو یہ اشارہ ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف اور اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک گنوار سے گھوڑا خریدا پھر اس کو اپنے ساتھ لیا تا کہ اس کو گھوڑے کی قیمت ادا کریں سو حضرت ﷺ نے چلنے میں جلدی کی اور گنوار نے دیر کی سو لوگ گنوار سے راہ میں ملے کہ اس سے گھوڑے کی قیمت چکا دیں یہاں تک کہ انہوں نے اس کی قیمت پہلی قیمت سے زیادہ کی تو گنوار حضرت ﷺ سے کہنے لگا کہ گواہ لاؤ جو گواہی دے کہ میں نے اس کو تیرے ہاتھ بیچا ہے سو جو مسلمان آتا تھا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ سچ کہتے ہیں یہاں تک کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آیا اس نے دونوں کا تکرار سنا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا حضرت ﷺ کے ہاتھ بیچا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا تو کس سبب سے گواہی دیتا ہے اور حالانکہ تو حاضر نہ تھا اس نے کہا آپ کی تصدیق کے سبب سے کہ بیشک آپ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے

واسطے یا جس پر خزیمہ رضی اللہ عنہ گواہی دے پس یہی شہادت اس کے لیے کافی ہے، روایت کی یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ نے کہا خطابی نے کہ محمول کیا ہے اس حدیث کو بہت بدعتیوں نے اس پر کہ جس کا سچ معروف ہو اس کے واسطے ہر چیز پر گواہی دینا جائز ہے جس کا وہ دعویٰ کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وجہ اس حدیث کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گنوار پر اپنے علم سے اور جاری ہوئی گواہی خزیمہ رضی اللہ عنہ کی بجائے تاکید کے واسطے قول آپ کے کی اور مدد لینے کے اپنے خصم پر پس ہوگئی وہ گواہی تقدیر میں مانند گواہی دو مردوں کے اس کے سوا اور قضیوں میں اور اس میں فضیلت سمجھنے کی ہے امور میں اور یہ کہ وہ بلند کرتی ہے درجہ اپنے صاحب کا اس واسطے کہ جس سبب کو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے ظاہر کیا تھا اس کو اور اصحاب بھی پہچانتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جب خاص ہوا ساتھ اس فضیلت کے واسطے سمجھنے اس کے کی اس چیز کو کہ غافل ہوا اس سے غیر اس کا باوجود ظاہر ہونے اس کے کی تو اس کا بدلہ اس کو یہ ملا کہ اس کی گواہی دو مردوں کے برابر ٹھہرائی گئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کہہ دے اپنی عورتوں کو کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں اچھی طرح۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ اَلتَّبَرُّجُ اَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا.

اور معمر نے کہا تبرج کے معنی ہیں کہ اپنی خوبیوں کو ظاہر کرے۔

﴿سُنَّةَ اللّٰهِ﴾ اِسْتَنَّهَا جَعَلَهَا.

سنة اللہ کا مطلب ہے اس نے اس کو سنت بنایا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى﴾ کہا مجاہد نے کہ تھی عورت نکلتی اور مردوں کے درمیان چلتی تو یہ آیت اتری اور قتادہ سے روایت ہے کہ تھی واسطے ان کے چال اور تکسر اور تغنج جب گھروں سے نکلتیں سو ان کو اس سے منع ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے جاہلیت کا زمانہ ہزار برس تھا نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے درمیان اور اس کی سند قوی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان۔ (فتح)

اور یہ جو کہا سنة اللہ تو یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿سنة الله الذين خلوا﴾ اور استنها کے معنی ہیں اس کو سنت ٹھہرائے یعنی استنها سنت سے مشتق ہے۔

٤٤١٢ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۴۴۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی عورتوں کو اختیار دیں کہ یا دنیا اختیار کریں یا دین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے سو فرمایا

زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهَا حِيْنَ أَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ فَبَدَأَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَسْتَعْجِلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ﴾ إِلٰى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ.

کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں یہاں تک کہ تو اپنے ماں باپ سے صلاح لے اور البتہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کا حکم نہ کریں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے فرمایا اے پیغمبر! کہہ دے اپنی عورتوں سے دونوں آیت کے تمام ہونے تک سو میں نے آپ سے کہا کہ میں کس بات میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں؟ بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اس تخییر کا سبب یہ واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں نے حضرت ﷺ سے کھانا، کپڑا معمول سے زیادہ مانگا اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مہینہ ان سے علیحدہ ہو کر گوشہ گیری کی پھر آپ پر یہ آیت اتری اے پیغمبر! اپنی عورتوں سے کہہ دے یہاں تک کہ عظیماً کو پہنچے اور نکاح میں آئے گا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو عورتوں کے قصے میں جنہوں نے حضرت ﷺ کے رنج کرنے پر اتفاق کیا اور اس کے اخیر میں ہے کہ جب کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو راز بتلایا اور حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا اس سبب سے کہ آپ ان پر سخت غضبناک ہوئے جس انتیس دن گزرے تو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہمارے پاس نہیں آئیں گے اور آج انتیس دن ہوئے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر تخییر کی آیت اتری سو پہلے پہل حضرت ﷺ نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں، الحدیث۔ پس یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں اس پر کہ اتری آیت تخییر کی بعد فارغ ہونے کے اس مہینے سے جس میں آپ نے ان سے گوشہ گیری کی اور مختلف ہیں دونوں حدیثیں بیچ سبب گوشہ گیری کے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ دونوں قصے گوشہ گیری کا سبب ہیں اس واسطے کہ قصہ دو عورتوں کا جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا تھا خاص ہے ساتھ ان دونوں کے اور قصہ خرچ مانگنے کا عام ہے سب عورتوں میں اور مناسبت آیت تخییر کی ساتھ قصے سوال خرچ کے لائق تر ہے اس سے ساتھ قصے دو عورتوں کے جنہوں نے حضرت ﷺ کی ایذا پر اتفاق کیا تھا اور کہا ماوردی نے کہ

اختلاف ہے کہ اختیار دنیا یا آخرت میں تھا یا طلاق اور آپ کے پاس رہنے میں اس میں علماء کے دو قول ہیں زیادہ تر مشابہ ساتھ قول شافعی رحمہ اللہ کے دوسرا قول ہے پھر کہا کہ یہی ہے قول صحیح اور اسی طرح کہا ہے قرطبی نے اور جو ظاہر ہوتا ہے تطبیق ہے درمیان دونوں قول کے اس واسطے کہ ایک امر دوسرے کو مستلزم ہے اور گویا کہ اختیار دیا گیا ان کو درمیان دنیا کے سو طلاق دی جائیں اور درمیان آخرت کے سو ان کو اپنے پاس رہنے دیں اور یہ مقتضی سیاق آیت کا ہے پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ محل دونوں قول کا یہ ہے کہ کیا طلاق کو ان کے سپرد کیا یا نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو بیشک اللہ نے تیار کر رکھا ہے واسطے نیکو کار عورتوں کے تم سے اجر بڑا۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ الْقُرْاٰنِ وَالْحِكْمَةُ السُّنَّةُ.

اور کہا قتادہ نے کہ مراد اس آیت میں آیات سے قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ إِلٰى ﴿أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حکم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عورتوں کے اختیار دینے کا تو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سوچ کر اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں ہے یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی رونق اجرا عظیما تک، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا میں کس بات میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں، بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے جیسا میں نے کہا یعنی انہوں نے بھی میری طرح اللہ اور رسول کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُوْ سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

اختیار کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ کہنا حضرت مُلَّاتِیْم کا ان کو طلاق نہ ہوا جب کہ آپ نے ان سے کہا اور انہوں نے آپ کو اختیار کیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عائشہ بڑھیا نے کہا یا حضرت! اپنی کسی بیوی کو خبر نہ کیجئے کہ میں نے آپ کو اختیار کیا، حضرت مُلَّاتِیْم نے فرمایا جو عورت مجھ سے پوچھے گی میں اس کو بتلا دوں گا اللہ نے مجھ کو پہنچانے والا بھیجا ہے نہ بخیل اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت مُلَّاتِیْم کی مہربانی کا اپنی عورتوں پر اور بیان ہے آپ کے حلم اور صبر کا ان سے اس چیز پر جو صادر ہوتی تھی ان سے ادلال وغیرہ سے جو ان کی غیرت کا باعث ہو اور اس میں بیان ہے فضیلت عائشہ بڑھیا کا واسطے شروع کرنے کے ساتھ اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ کم عمر ہونا جگہ گمان کی ہے واسطے ناقص ہونے رائے کے کہا علماء نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا حضرت مُلَّاتِیْم نے یہ کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے واسطے اس ڈر کے کہ کم عمر ہونا اس کو دوسری شق پر باعث ہو اس احتمال سے کہ نہ ہو پاس اس کے ملکہ سے وہ چیز جو اس عارض کو دور کرے سو جب اپنے ماں باپ سے صلاح لے گی تو ظاہر کریں گے وہ واسطے اس کے جو اس میں ہے مفاسد سے اور جو اس کے مقابل میں ہے مصلحت سے اسی واسطے جب عائشہ بڑھیا نے اس کو سمجھا تو کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے واسطے عائشہ بڑھیا کے اور بیان ہے کمال عقل اس کے کی کا اور صحت رائے اس کی کا باوجود کم عمر ہونے ان کے اور یہ کہ غیرت باعث ہوتی ہے عورت کامل عقل والی کو اوپر اختیار کرنے اس چیز کے کہ نہیں لائق ہے ساتھ حال اس کے واسطے سوال کرنے اس کے کی حضرت مُلَّاتِیْم سے کہ اپنی کسی بیوی کو خبر نہ دیں کہ میں نے آپ کو اختیار کیا لیکن جب حضرت مُلَّاتِیْم نے جانا کہ باعث واسطے اس کے اس پر وہ چیز ہے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں غیرت سے اور محبت تنہا ہونے کی سے سوائے اپنی سوکنوں کے یعنی چاہتی ہیں کہ اپنے خاوند کے پاس اکیلی رہیں کوئی سوکن نہ ہو تو حضرت مُلَّاتِیْم نے ان کے سوال کو نہ مانا اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ تخییر امت کے حق میں طلاق ہے اور حضرت مُلَّاتِیْم کے حق میں طلاق نہیں یہ حضرت مُلَّاتِیْم کا خاصہ ہے اور اس کا بیان طلاق میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور تو چھپاتا ہے اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا

تَخْشَاهُ﴾. تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ تر چاہیے ڈرنا۔

فائدہ: راویوں کا اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیت زید رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں اتری۔

۴۴۱۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيْهِ﴾ نَزَلَتْ فِيْ شَأْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَّزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

۴۴۱۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ تو چھپاتا ہے اپنے جی میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے زینب رضی اللہ عنہا اور زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری۔

فائدہ: اس جگہ بخاری نے اس قدر پر کفایت کی ہے اور توحید میں اس کو اس طور سے روایت کیا ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی یعنی زینب رضی اللہ عنہا کی کہ وہ مجھ کو برا کہتی ہے اور مجھ سے لڑتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے پاس رہنے دے اپنی عورت کو، کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے کہا اور زینب رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر فخر کرتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے، سو یہ آیت اتری اللہ کے اس قول تک کہ ہم نے زینب رضی اللہ عنہا کو تیرے نکاح میں دیا، اور ابن ابی حاتم نے اس قصے کو خوب سیاق سے نقل کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ یہ آیت زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں اتری اور اس کی ماں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیں اور زید رضی اللہ عنہ آپ کا آزاد کردہ غلام تھا، زینب رضی اللہ عنہا نے اس بات کو مکروہ جانا پھر وہ راضی ہوئی ساتھ اس کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا پھر اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا اس کے بعد کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے ہے وہ آپ کے نکاح میں آئے گی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرماتے تھے کہ زید رضی اللہ عنہ کو طلاق کا حکم کریں کہ اس کو طلاق دے اور ہمیشہ رہا زید رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا کے درمیان جھگڑا سو حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور ڈرے اللہ سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے تھے کہ لوگ آپ پر عیب کریں اور کہیں کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو متبنی بنایا تھا اور حاصل یہ ہے کہ جس چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل میں چھپاتے تھے وہ خبر دینا اللہ کی ہے آپ کو کہ وہ آپ کے نکاح میں آئے گی اور آپ کی بیوی ہوگی اور جو چیز کہ آپ کو اس کے چھپانے پر باعث تھی وہ یہ ڈر تھا کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا اور اللہ نے چاہا کہ

باطل کرے وہ چیز جس پر اہل جاہلیت تھے متبنی کے احکام سے ساتھ ایسے امر کے کہ نہیں کوئی چیز بلیغ تر اس سے ابطال میں اور وہ نکاح کرنا ہے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے اور واقع ہونا اس کا مسلمانوں کے امام سے تا کہ ہو زیادہ تر بلانے والا واسطے قبول کرنے ان کے کی اور روایت کی ہے ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو البتہ اس آیت کو چھپاتے اور جب تو کہتا ہے واسطے اس شخص کہ کہ انعام کیا ہے اللہ نے اوپر اس کے یعنی ساتھ اسلام کے اور انعام کیا ہے تو نے اس پر ساتھ آزاد کرنے کے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے قدرا مقدورا تک اور یہ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے اور کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی عورت کو اپنے پاس رہنے دے واسطے آزمانے اس چیز کے کہ نزدیک اس کے ہے رغبت سے بیچ اس کے یا روگردانی سے سو جب زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو اطلاع دی اس چیز پر کہ نزدیک اس کے تھی نفرت سے جو پیدا ہوئی بڑائی کرنے زینب رضی اللہ عنہا کی سے اوپر اس کے اور بدگوئی اس کی سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی طلاق کی اجازت دی اور نہیں بیچ مخالفت متعلق امر کے واسطے متعلق علم کے وہ چیز کہ منع کرے حکم کرنے کو ساتھ اس کے اور مسلم وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب زینب رضی اللہ عنہا کی عدت گزر چکی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری طرف سے زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام کر زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں چلا سو میں نے کہا اے زینب! بشارت لے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے تجھ سے نکاح کی درخواست کرتے ہیں، زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں کچھ نہیں کرنے والی یہاں تک کہ اپنے رب سے اجازت لوں سو وہ اپنی مسجد میں کھڑی ہوئی اور قرآن اترا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور بغیر اجازت کے اس کے پاس اندر آ گئے اور یہ بھی ابلغ ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی بیچ اس کے اور وہ یہ ہے کہ جو اس کا خاوند تھا وہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کے پاس منگنی کا پیغام لے کر گیا تا کہ نہ گمان کرے کوئی کہ واقع ہوا ہے یہ قہر سے بغیر رضامندی اس کی کے اور اس میں بھی آزمانا ہے اس چیز کا کہ تھی نزدیک اس کے کہ کیا اس کی طرف سے زید رضی اللہ عنہ کے دل میں کچھ محبت باقی ہے یا نہیں اور اس میں مستحب ہونا استخارہ کا ہے اور دعا کرنا اس کا نزدیک پیغام نکاح کے پہلے قبول کرنے کے اور یہ کہ جو کوئی اپنے کام کو اللہ کے سپرد کرے آسان کرتا ہے اللہ واسطے اس کے جو زیادہ فائدہ مند ہو اس کو دنیا اور آخرت میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پیچھے رکھ تو جس کو چاہے ان میں سے اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو چاہے جی تیرا ان میں سے جو کنارے کر دی تھیں تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں۔

فائدہ: حکایت کی ہے واحدی نے مفسرین سے کہ یہ آیت تخییر کی آیت کے بعد اتری اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب تخییر اتری تو بعض بیویاں طلاق سے ڈریں سو انہوں نے تقسیم کے کام کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا تو یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تُرْجِيْ﴾ تُؤَخِّرُ أَرْجِئْهُ أَخِّرْهُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ترجی کے معنی ہیں پیچھے رکھ اور ارجہ کے معنی ہیں مہلت دے اس کو۔

فائدہ: یہ دونوں لفظ سورۂ اعراف اور شعراء میں ہیں ذکر کیا ہے ان کو بخاری نے واسطے مناسبت ترجی کے۔

٤٤١٤ ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُوْلُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ قُلْتُ مَا أُرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ.

۴۴۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو غیرت آتی تھی ان عورتوں پر جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اور میں کہتی تھی کہ کیا عورت اپنی جان کو بخشتی ہے پھر جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ پیچھے رکھ جس کو تو چاہے اور جگہ دے اور جس کو چاہے جی تیرا ان میں سے جو کنارے کر دی تھیں تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر میں نے کہا نہیں دیکھتی میں تیرے رب کو مگر کہ جلدی کرتا ہے تیری خواہش میں۔

فائدہ: یہ جو کہا جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تو یہ ظاہر ہے کہ بخشنے والی ایک سے زیادہ عورتیں تھیں یعنی بہت عورتوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور نکاح میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے آپ کو اپنی جان بخشی سو حضرت ﷺ نے وہ عورت ایک مرد کو نکاح کر دی اور اسی طرح اور بھی کئی حدیثوں میں ذکر آیا ہے کہ انہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اگرچہ حضرت ﷺ کو مباح تھا اس واسطے کہ یہ آپ کے ارادے پر موقوف ہے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿ان اراد النبي ان يستنكحها﴾ اور البتہ بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں سبب نزول اس آیت کا ﴿ترجي من تشآء منهن﴾ اور اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول کی طرف ﴿وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبي﴾ اور اس آیت کی طرف ﴿قد علمنا ما فرضنا عليهم في ازواجهم﴾ اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا فرض کیا اللہ نے ان پر یہ کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہوں کے اور یہ جو کہا ﴿ترجي من تشآء منهن﴾ یعنی پیچھے رکھ ان کو بغیر باری ٹھہرانے کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بھی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ وغیرہ سے اور

حاصل یہ ہے کہ ترجی کی تاویل میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جس کو چاہے طلاق دے اور جس کو چاہے اپنے پاس رکھ ، دوسرا یہ کہ کنارے ہو جس سے چاہے بغیر طلاق کے اور باری ٹھہرا جس کے واسطے چاہے، تیسرا یہ کہ قبول کر جس کو چاہے جان بخشنے والیوں سے اور رد کر جس کو چاہے اور حدیث باب کی اس قول کی تائید کرتی ہے اور جو اس سے پہلے اور لفظ تینوں اقوال کا احتمال رکھتا ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ نے حضرت ﷺ کو مطلق اجازت دی کہ جس طرح چاہیں تقسیم کریں سو نہ تقسیم کی آپ نے مگر ساتھ برابری کے۔ (فتح)

٤٤١٥ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِيْ يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّيْ لَا أُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ أُوْثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا تَابَعَهُ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا.

۴۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہم میں سے کسی عورت کی باری کے دن اجازت مانگتے تھے یعنی جب چاہتے کہ دوسری کی طرف متوجہ ہوں اس کے بعد کہ یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے تو ان میں سے الخ معاذہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے میں نے کہا تم کیا کہتی تھیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں آپ سے کہتی تھی کہ اگر یہ امر میرے اختیار میں ہے یعنی اجازت دینا تو میں نہیں چاہتی یا حضرت! یہ کہ مقدم کروں آپ پر کسی کو۔

فائدہ: ظاہر حضرت ﷺ کے اجازت لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی عورت سے کنارے نہیں ہوئے اور یہی قول ہے زہری کا۔

تکمیل: اگلی آیت میں ہے ﴿لا تحل لك النساء من بعد﴾ سو اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں کس چیز کی نفی مراد ہے کیا اوصاف مذکورہ کے بعد ہے سو آپ کو ایک قسم حلال تھی اور ایک حلال نہ تھی یا بعد موجودہ عورتوں کے ہے وقت تخییر کے اس میں دو قول ہیں پہلا قول تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ہے اور دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے ہاں واقع یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس قصے مذکورہ کے بعد کسی عورت تازہ سے نکاح نہیں کیا لیکن یہ اختلاف کو ختم نہیں کر سکتا اور البتہ روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں فوت ہوئے حضرت ﷺ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کے واسطے سب عورتیں حلال کیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوْا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھتے اس کے پکنے کی لیکن جب بلائے جاؤ تب اندر جاؤ پھر کھا چکو تو پھیل جاؤ اور نہ آپس میں جی لگائیں باتوں میں البتہ تمہاری اس بات سے پیغمبر ﷺ کو تکلیف تھی سو تم سے شرماتا تھا اور اللہ نہیں شرم کرتا حق بات کہنے سے اور جب مانگنا چاہو بیویوں سے کچھ چیز تو مانگو پردے کے باہر سے اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو اور تم کو لائق نہیں کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے بعد کبھی یہ کام اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

يُقَالُ إِنَاهُ إِدْرَاكُهُ أَنٰى يَأْنِيْ أَنَاةً فَهُوَ انٍ.

کہا جاتا ہے اناہ کے معنی ہیں پکنا اس کا مصدر ہے انی یانی کا۔

فائدہ: انی ساتھ فتح الف کے اور نون مقصور کے اور یانی ساتھ کسرہ نون کے اور اناۃ ساتھ فتح ہمزہ کے اور نون مخفف کے اور اس کے اخیر میں ہاء تانیث کی ہے بغیر مد کے مصدر ہے۔ (فتح)

﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا﴾ إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيْبَةً وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَّ بَدَلًا وَّ لَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَآءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَكَذٰلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ لِلذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى.

یعنی لفظ قریبا کا اللہ کے اس قول میں جب ٹھہرائے تو اس کو صفت مؤنث کی تو کہے قریبۃ اور جب تو اس کو ظرف اور بدل ٹھہرائے اور صفت مراد نہ رکھے تو دور کرے ہاء کو مؤنث سے اور اسی طرح لفظ اس کا واحد اور تثنیہ اور جمع میں واسطے مذکر اور مؤنث کے۔

فائدہ: خلاصہ یہ ہے قریبا کا لفظ اللہ کے اس قول میں ظرف واقع ہوا ہے ساعت کی صفت نہیں اور جب ظرف واقع ہو تو اس میں تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث برابر ہوتا ہے اسی واسطے قریبا بولا گیا اور بعض نے کہا جائز ہے کہ مراد ساتھ ساعت کے دن ہو یا مراد چیز قریب یا زمانہ قریب ہو یا تقدیر قیام الساعۃ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قریبا کا استعمال ہونا

ظرف میں بہت ہے پاس وہ ظرف ہے بیچ جگہ خبر کے۔ (فتح)

۴۴۱۶ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ.

۴۴۱۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! داخل ہوتا ہے آپ کے گھر میں نیک اور گنہگار یعنی ہر قسم کا آدمی آپ کے گھر میں داخل ہوتا ہے سو اگر آپ مسلمانوں کی ماؤں یعنی اپنی بیویوں کو پردے کا حکم کریں تو خوب ہو سو اللہ نے پردے کی آیت اتاری۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا اول اس کا یہ ہے کہ میں اپنے رب سے تین باتوں میں موافق ہوا اور پوری حدیث نماز میں گزر چکی ہے۔

۴۴۱۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ الْاٰيَةَ.

۴۴۱۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا جحش کی بیٹی سے نکاح کیا تو لوگوں کو کھانا کھانے کے واسطے بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور اچانک رسول اللہ ﷺ جیسے اٹھنے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اٹھے اور حضرت ﷺ کا اشارہ نہ سمجھے سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا کہ نہیں اٹھتے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے سو جب آپ کھڑے ہوئے تو کھڑا ہوا جو کھڑا ہوا اور تین آدمی بیٹھے رہے پھر حضرت ﷺ آئے تا کہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نے جا کر حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ چلے گئے پھر حضرت ﷺ آئے یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ اندر داخل ہونے لگا، سو حضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں، الآیۃ۔

۴۴۱۸ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۴۴۱۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَ دَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُوْدٌ يَتَحَدَّثُوْنَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ.

لوگوں میں اس پردے کی آیت کو زیادہ جاننے والا ہوں جب زینب رضی اللہ عنہا زینت کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجی گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر میں تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تیار کیا یعنی دعوت ولیمہ کی اور لوگوں کو بلایا تو وہ کھانے سے فراغت کے بعد بیٹھ کر باتیں کرنے لگے سو شروع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلتے تھے اور اندر آتے تھے اور وہ بیٹھے باتیں کرتے تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ جاؤ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اس قول تک کہ پردے کے پیچھے سے پھر پردہ ڈالا گیا اور لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔

٤٤١٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَّ لَحْمٍ فَأُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوْهُ قَالَ ارْفَعُوْا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلَامُ

۴۴۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنا کی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے روٹی اور گوشت سے یعنی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو ولیمہ کیا تو میں کھانے پر بلانے لوگوں کو بھیجا گیا سو کچھ لوگ آتے تھے اور کھا کر نکل جاتے تھے پھر اور لوگ آتے تھے اور وہ بھی کھا کر نکل جاتے تھے سو میں لوگوں کو بلاتا رہا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہا جس کو میں بلاؤں میں نے کہا یا حضرت! اب میں کسی کو نہیں پاتا جس کو بلاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کھانا اٹھا لے جاؤ، یعنی اور سب آدمی اٹھ کر چلے گئے اور تین آدمی گھر میں باقی رہے بات کرتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو فرمایا سلام تم کو اے گھر والو! اور اللہ کی رحمت، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور آپ کو

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ بَارَكَ اللهُ لَكَ فَتَقَرّٰى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ثَلَاثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرِي أَخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوا فَرَجَعَ حَتّٰى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرٰى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ.

بھی سلام اور اللہ کی رحمت، آپ نے اپنی بیوی کو کس طرح پایا؟ اللہ آپ کو برکت دے، سو حضرت ﷺ اپنی سب بیویوں کے حجروں میں پھرے ان سے کہتے جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور آپ کو کہتیں جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ پھرے سو اچانک دیکھا کہ تینوں آدمی گھر میں باتیں کرتے ہیں اور حضرت ﷺ نہایت شرم والے تھے پھر نکل کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی اور نے کہ لوگ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے یہاں تک کہ جب اپنا پاؤں دروازے کی چوکھٹ میں رکھا اندر اور دوسرا باہر تو میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتاری گئی۔

٤٤٢٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَوْلَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنٰى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلٰى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بِنَائِهِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُو لَهُنَّ وَيَدْعُونَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهِ رَأٰى رَجُلَيْنِ جَرٰى بِهِمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَآهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَثَبَا

۴۴۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو ولیمہ کیا سو لوگوں کو روٹی اور گوشت سے پیٹ بھر کھلایا پھر اپنی بیویوں کے حجروں کی طرف نکلے جیسے دستور تھا اپنی خلوت کی صبح کو سو ان کو سلام کرتے اور ان کے واسطے دعا مانگتے اور وہ حضرت ﷺ کو سلام کرتیں اور آپ ﷺ کے واسطے دعا مانگتیں پھر جب اپنے گھر کی طرف پھرے تو دو مردوں کو دیکھا کہ بات کر رہے ہیں سو جب ان کو دیکھا تو اپنے گھر سے پھرے پھر جب دونوں مردوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے گھر سے پھرے تو جلدی اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی ان کے نکلنے کی یا کسی اور نے پھر حضرت ﷺ پھرے اور گھر میں داخل ہوئے اور میرے

مُسْرِعَيْنِ فَمَا أَدْرِيْ أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوْجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اپنے بیچ میں پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتری، کہا ابن ابی مریم نے یعنی عنعنہ حمید کا اس حدیث میں قادح نہیں اس واسطے کہ وارد ہو چکی ہے اس سے تصریح ساتھ سماع کی واسطے اس حدیث کے اس سے۔

فائدہ: اور محصل قصے کا یہ ہے کہ جو لوگ ولیمہ میں حاضر ہوئے تھے وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور حضرت ﷺ شرمائے کہ ان کو نکلنے کا حکم کریں سو اٹھنے کو تیار ہوئے تا کہ وہ لوگ آپ کی مراد کو سمجھیں اور آپ کے اٹھنے کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں سو جب غافل کیا ان کو بات نے اس سے تو اٹھ کر باہر نکلے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ باہر نکلے مگر تین آدمی جنہوں نے حضرت ﷺ کی مراد کو نہ سمجھا واسطے سخت مشغول ہونے دل ان کے اس چیز میں کہ تھے بیچ اس کے بات سے اور حضرت ﷺ چاہتے تھے کہ وہ لوگ اٹھ جائیں بغیر اس کے کہ ان کو روبرو نکلنے کے ساتھ حکم کریں واسطے شدت شرم آپ کی کے پس دراز کرتے غیبت کو ان سے ساتھ مشغول ہونے کے ساتھ سلام کے اپنی عورتوں پر اور وہ اپنے حال کے شغل میں تھے اور اس کے درمیان ایک اپنی غفلت سے ہوش میں آیا اور باہر نکلا اور دو مرد باقی رہے پھر جب یہ حال دراز ہوا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں پہنچے اور ان کو دیکھا کہ بیٹھے ہیں تو پلٹ آئے سو جب دونوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ پلٹ گئے تو اس وقت انہوں نے آپ کی مراد کو سمجھا اور باہر نکلے اور حضرت ﷺ داخل ہوئے اور پردے کی آیت اتاری گئی اور حضرت ﷺ نے اپنے اور اپنے خادم کے درمیان پردہ ڈالا اور حالانکہ اس کے ساتھ یہ عہد نہ کیا تھا۔

تنبیہ: ظاہر روایت دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت قوم کے اٹھنے سے پہلے اتری اور پہلی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اٹھنے کے بعد اتری اور تطبیق دی جاتی ہے ساتھ اس طور کے کہ مراد یہ ہے کہ ان کے اٹھنے کے وقت اتری اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا حجاب کا ہے واسطے حضرت ﷺ کی بیویوں کے، کہا عیاض نے کہ فرض ہونا پردے کا واسطے ان کے اس قسم سے ہے کہ خاص کی گئی ہیں وہ ساتھ اس کے پس پردہ فرض ہے اوپر ان کے بغیر خلاف کے منہ اور دونوں ہتھیلی میں سو نہیں جائز ہے واسطے ان کے کھولنا اس کا گواہی میں اور نہ اس کے غیر میں اور ظاہر کرنا اپنے وجود کا اگرچہ ہوں مستور کپڑے میں مگر جس کی ضرورت ہو جائے ضرورت سے پھر استدلال کیا ہے عیاض نے ساتھ اس چیز کے کہ مؤطا میں ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے وجود کو ڈھانکا تا کہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے اور یہ کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی لاش پر قبہ بنایا گیا تا کہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے

، انتہی۔ اور نہیں ہے اس چیز میں کہ ذکر کی اس نے دلیل اس پر جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وجود کا ڈھانکنا ان پر فرض ہے اور حالانکہ حضرت ﷺ کے بعد حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور اصحاب اور تابعین ان سے حدیث سنتے تھے اور ان کے بدن چھپے ہوتے تھے نہ وجود اور پہلے گزر چکا ہے حج میں قول ابن جریج کا واسطے عطا کے جب کہ ذکر کیا اس نے واسطے اس کے طواف عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ پردے کے اترنے سے پہلے تھا یا پیچھے اس نے کہا پایا میں نے اس کو بعد اترنے پردے کے وسیاتی مزید بیان لذلك ان شاء الله تعالى۔ (فتح)

٤٤٢١ ۔ حَدَّثَنِيْ زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيْمَةً لَّا تَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَّعْرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِيْ كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَإِنَّهُ لَيَتَعَشّٰى وَفِيْ يَدِهٖ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَقَالَ لِيْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِيْ يَدِهٖ مَا وَضَعَهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ.

۴۴۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلیں بعد اترنے پردے کے اور تھیں عورت بھاری بدن والی نہ چھپ رہتیں پہچاننے والے پر یعنی جو ان کو جانتا تھا پہچان لیتا تھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا سو کہا اے سودہ! خبردار قسم ہے اللہ کی ہم تجھ کو پہچانتے ہیں سو دیکھ تو کس طرح نکلتی ہے؟ یعنی باہر مت نکلا کر سو وہ الٹی پھریں اور حضرت ﷺ میرے گھر میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی سو سودہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور کہا کہ یا حضرت! میں اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلی تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایسا ایسا کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ پر وحی اتری پھر آپ سے موقوف ہوئی اور حالانکہ ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی اس کو رکھا نہیں تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو اجازت ہوئی یہ کہ اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلو یعنی تم کو جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلنے کی اجازت ہوئی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر تو کہے کہ واقع ہوا ہے اس جگہ کہ وہ بعد اترنے پردے کے تھا اور وضو میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ پردے سے پہلے تھا سو جواب یہ ہے کہ شاید واقع ہوا ہے یہ دو بار، میں کہتا ہوں بلکہ مراد ساتھ حجاب پہلے کے غیر حجاب دوسرے کا ہے اور حاصل یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں نفرت واقع ہوئی اس سے کہ اجنبی لوگ حضرت ﷺ کی بیویوں کو دیکھیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے صریح کہا کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرائیے اور اس کی تاکید کی یہاں تک کہ پردے کی آیت اتری پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ ان کے وجود بھی بالکل

ظاہر نہ ہوں اگرچہ کپڑے میں چھپی ہوں سوانہوں نے اس میں مبالغہ کیا اور اس سے منع کیا اور ان کو حاجت کے واسطے نکلنے کی اجازت ہوئی واسطے ہٹانے مشقت کے اور دور کرنے حرج کے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین نے کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں بلکہ اولی وارد کرنا ہے اس کا عدم حجاب۔ میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اصل حدیث کا حوالہ دیا ہے اور اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا. لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ اٰبَآئِهِنَّ وَلَا أَبْنَآئِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَآءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَآءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر ظاہر کرو تم کسی چیز کو یا چھپاؤ اس کو سو اللہ ہے ہر چیز کو جانتا گناہ نہیں ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے اور اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتی رہیں اللہ سے بیشک اللہ کے سامنے ہر چیز ہے۔

٤٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُوْ أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ لَا اٰذَنُ لَهٗ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ فِيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَمْنَعُكِ أَنْ تَأْذَنِيْ عَمُّكِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ

۴۴۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پردہ اترنے کے بعد افلح ابوقعیس کا بھائی میرے دروازے پر آیا اور مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی میں نے کہا میں اس کو اجازت نہ دوں گی یہاں تک کہ میں اس میں حضرت ﷺ سے اجازت لوں اس واسطے کہ اس کے بھائی ابوقعیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوقعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے سو حضرت ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا یا حضرت! افلح ابوقعیس کے بھائی نے مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اجازت دوں یہاں تک کہ آپ سے اجازت لوں، حضرت ﷺ نے فرمایا اور کیا چیز تجھ کو منع کرتی ہے کہ تو اپنے چچا کو اجازت دے؟ میں نے کہا یا حضرت! مرد نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے حضرت ﷺ نے

اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَتْنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ إِئْذَنِيْ لَهٗ فَإِنَّهٗ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ.

فرمایا کہ اس کو اجازت دے اندر آنے کی کہ وہ تیرا رضاعت کے رشتے سے چچا ہے، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، کہا عروہ نے سو اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ حرام کرو دودھ پینے سے جو حرام کرتے ہو نسب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رضاعت کے بیان میں آئے گی اور مطابقت اس کی واسطے ترجمہ کے اللہ کے اس قول سے ہے کہ نہیں گناہ ان کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے آخر تک اس واسطے کہ یہ بھی منجملہ دونوں آیتوں سے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے باوجود قول آپ کے کی دوسری حدیث میں کہ چچا اور باپ ایک جڑ کی دو شاخیں ہیں اور ساتھ اس کے دور ہو گا اعتراض اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ حدیث میں ترجمہ کی مطابقت بالکل نہیں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے طرف رد کی اس شخص پر جو مکروہ جانتا ہے واسطے عورت کے یہ کہ رکھے اوڑھنی اپنی نزدیک چچا اپنے کے یا ماموں اپنے کے جیسا کہ عکرمہ اور شعبی سے روایت ہے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی افلح کے قصے میں رد کرتی ہے اوپر ان کے اور یہ ان باریک باتوں سے ہے جو بخاری رحمہ اللہ کے ترجموں میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ صَلَاةُ اللّٰهِ ثَنَاؤُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں البتہ اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو! رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر، کہا ابو العالیہ نے کہ مراد اللہ کی صلوۃ سے ثنا کرنا اللہ کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزدیک فرشتوں کے اور مراد فرشتوں کی صلوۃ سے دعا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَلُّوْنَ﴾ يُبَرِّكُوْنَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یصلون کے معنی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے برکت کی دعا مانگتے ہیں۔

فائدہ: پس موافق ہو گا ابو العالیہ کے قول کو لیکن وہ خاص تر ہے اس سے اور کسی نے مجھ سے پوچھا کہ صلوۃ کو اللہ کی طرف منسوب کیا ہے سلام کو نہیں کیا اور حکم کیا ہے مسلمانوں کو ساتھ اس کے اور سلام کے اس کی کیا وجہ ہے؟ سو میں نے کہا کہ احتمال ہے کہ سلام کے دو معنی ہوں تحیہ اور فرمانبردار ہونا پس حکم کیا ساتھ اس کے مسلمانوں کو واسطے صحیح ہونے ان دونوں معنی کے ان سے اور اللہ اور اس کے فرشتوں کا فرمانبردار ہونا جائز نہیں پس نہیں منسوب کیا اس کو ان کی طرف واسطے دور کرنے وہم کے اور علم نزدیک اللہ کے ہے۔

﴿لَنُغْرِيَنَّكَ﴾ لَنُسَلِّطَنَّكَ.

یعنی لنغرینک کے معنی ہیں البتہ ہم غالب کریں گے تجھ کو اوپر ان کے ساتھ قتال کے اور اخراج کے، اللہ نے فرمایا﴿والمرجفون فی المدینه لنغرینک بهم﴾.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور نہیں ہے اس کو تعلق ساتھ آیت کے اگرچہ جملہ سورہ سے ہے سو شاید ناقل کی غلطی ہے۔

٤٤٢٣ ـ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

۴۴۲۳۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! آپ کو سلام کرنا تو ہم نے جانا سو آپ پر درود بھیجنا کس طرح ہے یعنی آپ پر درود کس طرح بھیجیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو کہ الٰہی رحمت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے، الٰہی! برکت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ سلام کے وہ چیز ہے جو سکھلائی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات میں ان کے قول سے السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ نے ہم کو حکم کیا ہے کہ آپ پر درود پڑھیں سو ہم کس طور سے آپ پر درود پڑھیں اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ جب یہ آیت اتری ﴿ان الله وملائکته﴾ الآیۃ تو ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو ہم نے جانا سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں اور یہ جو کہا جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر یعنی پہلے گزر چکی ہے تجھ سے رحمت ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر سو ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جو چیز فاضل کے واسطے ہو وہ افضل کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہو گی اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہو گی جدائی ایراد مشہور سے کہ شرط تشبیہ کی یہ ہے کہ مشبہ بہ قوی ہو اور محصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ نہیں باب الحاق کامل کے ساتھ ساتھ اکمل کے بلکہ باب تہیج سے ہے اور مانند اس کی ہے یا از قسم بیان حال اس چیز کے کہ نہیں پہچانی جاتی ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی جاتی ہے اس واسطے کہ وہ آئندہ زمانے میں ہے اور جو چیز کہ حاصل ہوتی ہے اس سے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقویٰ اور

اکمل ہے اور علماء نے اس کا اور جواب بھی دیا ہے بر تقدیر اس کے کہ وہ باب الحاق سے ہے اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی ہے واسطے مجموع کے اس واسطے کہ مجموع آل ابراہیم علیہ السلام کی افضل ہے مجموع آل محمد ﷺ کی سے اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں پیغمبر ہوئے ہیں برخلاف آل محمد ﷺ کے اور قدح کرتی ہے اس جواب میں تفصیل جو اس حدیث کے اکثر طرق میں واقع ہوئی ہے اور جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ معلوم کرائے حضرت ﷺ کو اللہ کہ وہ افضل ہیں ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں سے۔ (فتح)

٤٤٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيْمُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ. قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ إِبْرَاهِيْمَ.

۴۴۲۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو یہ ہے سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو، الٰہی! رحمت کر محمد ﷺ پر جو تیرا بندہ اور رسول ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر، کہا ابو صالح نے لیث سے محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ اور یزید کی روایت میں ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کر محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیث سے، یعنی روایت کیا ہے اس کو ابو صالح اور یزید نے ساتھ سند لیث کے پس ذکر کیا یزید نے آل ابراہیم کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیث سے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ پیغمبر کے سوا اور پر بھی صلوۃ کے ساتھ دعا کرنا درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا وعلی آل محمد اور جو منع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ جائز اس وقت ہے جب کہ بالتبع واقع ہو اور منع اس وقت ہے جب کہ مستقل واقع ہو اور حجت اس میں یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا شعار ہو چکا ہے پس نہ کہا جائے گا ابوبکر ﷺ اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں اور کہا جاتا ہے صلی اللہ علی النبی وعلی صدیقہ او خلیفتہ اور مانند اس کی اور قریب ہے اس سے کہ نہیں کہا جاتا قال محمد عزوجل

اگر چہ اس کے معنی صحیح ہیں اس واسطے کہ یہ ثناء اللہ کے واسطے شعار ہو چکا ہے سو کوئی اس کو اس میں شریک نہ ہوگا اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا اللھم صل علی آل ابی اوفی تو نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس شخص کے جو اس کو مستقل جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حق دار کو جائز ہے کہ جس کو چاہے اپنے حق میں سے کچھ دے دے اور نہیں جائز ہے اس میں تصرف کرنا غیر کو مگر اس کی اجازت سے اور حضرت ﷺ سے اجازت اس میں ثابت نہیں اور قوی کرتا ہے منع کو کہ صلوٰۃ غیر نبی پر ہوگیا ہے شعار واسطے اہل اہوا کے کہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں اس پر جس کی تعظیم کرتے ہیں اہل بیت وغیرھم سے اور یہ منع حرام ہے یا مکروہ یا خلاف اولیٰ صحیح کہا ہے دوسری وجہ کو نووی رحمہ اللہ نے اور اسماعیل بن اسحاق نے احکام القرآن میں عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی کہ اس نے لکھا اما بعد یعنی بعد حمد اور صلوٰۃ کے بات تو یوں ہے کہ بعض لوگ تلاش کرتے ہیں عمل دنیا کا ساتھ عمل آخرت کے اور یہ کہ بعض قصے خوانوں نے بدعت نکالی ہے درود میں کہ اپنے خلیفوں اور سرداروں پر حضرت ﷺ کے برابر درود پڑھتے ہیں سو جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو ان کو حکم کر کہ ان کا درود حضرت ﷺ پر ہو اور مسلمانوں کے واسطے دعا کریں اور جو اس کے سوا ہو اس کو چھوڑ دیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نہیں لائق ہے درود پڑھنا کسی پر سوائے حضرت ﷺ کے لیکن مسلمانوں کے واسطے استغفار ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی۔

٤٤٢٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَاسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا وَّذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾.

۴۴۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام شرمیلے مرد تھے اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا اے ایمان والو! نہ ہو جاؤ مثل ان لوگوں کی جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی سو پاک کیا ان کو اللہ نے اس سے جو انہوں نے کہا اور تھا اللہ کے یہاں آبرومند۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پہاڑ پر چڑھے ہارون علیہ السلام وہاں مر گئے بنی اسرائیل نے کہا کہ تو نے اس کو مار ڈالا ہے وہ تجھ سے نرم تھا اور ہم سے زیادہ محبت رکھتا تھا سو انہوں نے اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا وہ اس کے جنازے کو اٹھا کر بنی اسرائیل کی مجلس پر گزرے تب بنی اسرائیل کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی

موت سے مرے، کہا طبری نے احتمال ہے کہ ہو یہ مراد ساتھ ایذا کے بیچ اس آیت کے ﴿لا تکونوا کالذین آذوا موسی﴾ میں کہتا ہوں جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے لیکن نہیں مانع ہے یہ کہ ہوں واسطے ایک چیز کے دو سبب یا زیادہ کما تقدم غیر مرة .

سُوْرَةُ سَبَإٍ — سورۂ سبا کی تفسیر کا بیان

فائدہ: سبا ایک قوم کا نام ہے ملک یمن میں رہتے تھے۔

يُقَالُ ﴿مُعَاجِزِيْنَ﴾ مُسَابِقِيْنَ ﴿بِمُعْجِزِيْنَ﴾ بِفَآئِتِيْنَ مُعَاجِزِيَّ مُسَابِقِيَّ ﴿سَبَقُوْا﴾ فَاتُوْا ﴿لَا يُعْجِزُوْنَ﴾ لَا يَفُوْتُوْنَ ﴿يَسْبِقُوْنَا﴾ يُعْجِزُوْنَا وَقَوْلُهُ ﴿بِمُعْجِزِيْنَ﴾ بِفَآئِتِيْنَ وَمَعْنَى ﴿مُعَاجِزِيْنَ﴾ مُغَالِبِيْنَ يُرِيْدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَنْ يُّظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ مِعْشَارٌ عُشْرٌ يُقَالُ الْأُكُلُ الثَّمَرُ ﴿بَاعِدْ﴾ وَبَعِّدْ وَاحِدٌ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَعْزُبُ﴾ لَا يَغِيْبُ ﴿سَيْلَ الْعَرِمِ﴾ السُّدُّ مَآءٌ أَحْمَرُ أَرْسَلَهُ اللّٰهُ فِي السُّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ وَحَفَرَ الْوَادِيَ فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنْبَتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَآءُ فَيَبِسَتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَآءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَآءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ الْعَرِمُ الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ أَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَرِمُ الْوَادِي ﴿السَّابِغَاتُ﴾ الدُّرُوْعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُجَازِيْ﴾ يُعَاقِبُ ﴿أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ بِطَاعَةِ اللّٰهِ

کہا جاتا ہے کہ معاجزین کے معنی اللہ کے قول ﴿والذین یسعون فی آیاتنا معاجزین﴾ میں سابقین ہیں یعنی آگے بڑھنے والے اور معجزین کے معنی ہیں فوت ہونے والے کہ ہمارے قابو میں نہ آؤ اللہ نے فرمایا ﴿وما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السمآء﴾ یہ کلمہ سورۂ عنکبوت میں ہے اور سبقوا کے معنی ہیں فاتوا یعنی ہم سے فوت ہوئے اللہ نے سورۂ انفال میں فرمایا ﴿ولا تحسبن الذین کفروا سبقوا انهم لا یعجزون﴾ اور لا یعجزون کے معنی ہیں نہ فوت ہوں گے ہم سے اور یسبقونا کے معنی ہیں ہم کو عاجز کریں، اللہ نے فرمایا ﴿ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا﴾ اور معنی معاجزین کے مغالبین کے ہیں ہر ایک دونوں میں سے چاہتا ہے کہ اپنے ساتھی کا عجز ظاہر کرے اور معشار کے معنی ہیں دسواں حصہ، اللہ نے فرمایا ﴿وما بلغوا معشار ما آتینهم﴾ ای عشر ما اتیناهم اور اکل کے معنی ہیں پھل، اللہ نے فرمایا ﴿ذواتی اکل خمط واثل﴾ اور باعد اور بعد کے معنی ایک ہیں یعنی دور کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قالوا ربنا باعد بین اسفارنا﴾ اور کہا مجاہد نے لا یعزب کے معنی ہیں نہیں چھپتا، اللہ نے فرمایا ﴿لا یعزب عنه

﴿مَثْنٰی وَفُرَادٰی﴾ وَاحِدٌ وَّاثْنَيْنِ ﴿اَلتَّنَاوُشُ﴾ اَلرَّدُّ مِنَ الْاٰخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا ﴿وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ﴾ مِنْ مَّالٍ اَوْ وَلَدٍ اَوْ زَهْرَةٍ ﴿بِأَشْيَاعِهِمْ﴾ بِأَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْجَوَابِ﴾ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْاَرْضِ اَلْخَمْطُ الْاَرَاكُ وَالْاَثَلُ الطَّرْفَآءُ الْعَرِمِ الشَّدِيْدُ.

مثقال ذرہ﴾ اور عرم کے معنی ہیں بند جو پانی کو روک رکھے سرخ پانی تھا جس کو اللہ نے بند میں بھیجا سو اس نے بند کو پھاڑ ڈالا اور گرا دیا اور وادی کو کھودا پس اکھڑ گئے دونوں طرف سے یعنی دونوں باغ پانی سے بہہ گئے اور ویران بیابان ہو گئے اور غائب ہوا ان سے پانی سو دونوں سوکھ گئے اور نہ تھا پانی سرخ بند میں لیکن وہ عذاب تھا جس کو اللہ نے ان پر بھیجا جس جگہ سے چاہا اور کہا عمرو بن شرحبیل نے کہ عرم بند ہے اہل یمن کی زبان میں اور اس کے غیر نے کہا کہ عرم کے معنی ہیں وادی، اور سابغات کے معنی ہیں زرہیں، اللہ نے فرمایا ﴿ان اعمل سابغات﴾ ای دروعا واسعة طویلة اور کہا مجاہد نے کہ نجازی کے معنی ہیں سزا دیتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿هل نجازی الا الكفور﴾ اور ﴿اعظكم بواحدة﴾ بطاعة الله یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اللہ کی بندگی کی اور مثنی وفرادی کے معنی ہیں ایک ایک اور دو دو، اللہ نے فرمایا ﴿ان تقوموا لله مثنی وفرادی﴾ اور تناوش کے معنی ہیں پھرنا آخرت سے طرف دنیا کی، اللہ نے فرمایا ﴿وانی لهم التناوش من مکان بعید﴾ یعنی آخرت سے طرف دنیا کی، اور بین ما یشتهون کے معنی ہیں جدائی ڈالی گئی درمیان ان کے اور درمیان اس چیز کے کہ ان کے جی چاہتے تھے مال سے اور اولاد سے اور دنیا کی رونق سے اور باشیاعهم کے معنی ہیں ان کی مثالوں سے، اللہ نے فرمایا ﴿کما فعل باشیاعهم﴾ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جواب کے معنی ہیں مانند گڑھے کے

زمین سے، اللہ نے فرمایا ﴿وجفان کالجواب﴾ اور خمط کے معنی ہیں پیلو اور اثل کے معنی ہیں جھاؤ اور عرم کے معنی ہیں سخت۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ مسناۃ کے وہ چیز ہے جو بنائی جاتی ہے وادی کی چوڑائی میں تا کہ بلند ہو پانی اور زمین پر بہے اور کہا فراء نے کہ وہ بند تھا اس کے تین دروازے تھے سو اول یہ پانی پہلے دروازے سے لیتے تھے پھر دوسرے سے پھر تیسرے سے اور نہیں تمام ہوتا تھا آئندہ سال تک اور وہ لوگ بہت آسودہ تھے سو جب انہوں نے پیغمبر کی تصدیق سے منہ پھیرا اور ان پر ایمان نہ لائے تو اللہ نے ان کا وہ بند توڑ ڈالا سو ان کی زمین غرق ہوئی اور ریت نے ان کے گھروں کو بھر دیا اور ٹکڑے ہوئے یہاں تک کہ ان کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا عرب کے نزدیک ضرب المثل ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عرم گھونس (بڑا چوہا، چھچھوندر) کا نام ہے جس سے اس بند کو خراب کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ اوپر والے کہیں حق فرمایا اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا۔

٤٤٢٦ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا﴾ لِلَّذِيْ قَالَ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا إِلٰى مَنْ

۴۴۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں عاجزی کرتے ہوئے واسطے اللہ کے حکم کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ شاید قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو، ہوتی ہے وہ آواز مسموع مانند آواز زنجیر کی پتھر پر پھر جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دل سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ کہتے ہیں اس کو جس نے پوچھا کہ اللہ نے حق فرمایا اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا سو سنتا ہے اس کو چوری سننے والا اور چوری سننے والا شیطان اس طرح ایک پر ایک اور بیان کیا اس کو سفیان نے اپنے ہاتھ سے اور اس کو ترچھا کیا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ کیا سو وہ اس کلمے کو سنتا ہے پھر اس کو اپنے نیچے

تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتّٰى يُلْقِيَهَا عَلٰى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِيْ سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ.

والے کی طرف ڈالتا ہے پھر سو دوسرا اس کو اپنے سے نیچے والے کی طرف ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کو ساحر یا کاہن کے منہ میں ڈالتا ہے سو اکثر اوقات پاتا ہے اس کو انگارا پہلے اس سے کہ اس کو دوسرے کی طرف ڈالے یعنی جیسا کہ اکثر رات کے وقت تارا ٹوٹتا نظر آتا ہے سو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ کیا اس نے فلاں فلاں دن ہم سے ایسا نہیں کہا تھا یعنی سو ہم نے اس کو حق پایا سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اس ایک بات کے سبب سے جس کو آسمان سے سنا تھا۔

فائدہ: طبرانی نے مرفوع روایت کی ہے کہ جب اللہ کوئی بات کرتا ہے تو آسمان اللہ کے خوف سے سخت کانپتے ہیں پھر جب آسمان والے اس کو سنتے ہیں تو بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں پھر سب سے پہلے پہل جبرئیل علیہ السلام اپنا سر اٹھاتا ہے سو اللہ اس کو پیغام دیتا ہے جو چاہتا ہے جبرئیل علیہ السلام اس کو لے فرشتوں کے پاس پہنچتے ہیں جب کسی پر گزرتا ہے تو آسمان والے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں حق سو اس کو پہنچاتا ہے جہاں حکم ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی آسمان پر نہیں گزرتا مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہیں وہ مگر ڈرانے والا تم کو سخت عذاب سے۔

٤٤٢٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوْا مَا لَكَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيْكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ

۴۴۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صفا پہاڑ پر چڑھے سو فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آ پہنچا سو قریش آپ کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے فریاد کی؟ فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن تم کو لوٹنا چاہتا ہے صبح کو یا شام کو کیا تم مجھ کو سچا نہیں جانو گے؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں؟ فرمایا سو میں تم کو ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے، ابولہب نے کہا تجھ کو ہلاکت ہو کیا اسی واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا سو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ ہلاک ہوئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾. ہلاک ہوا وہ خود۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

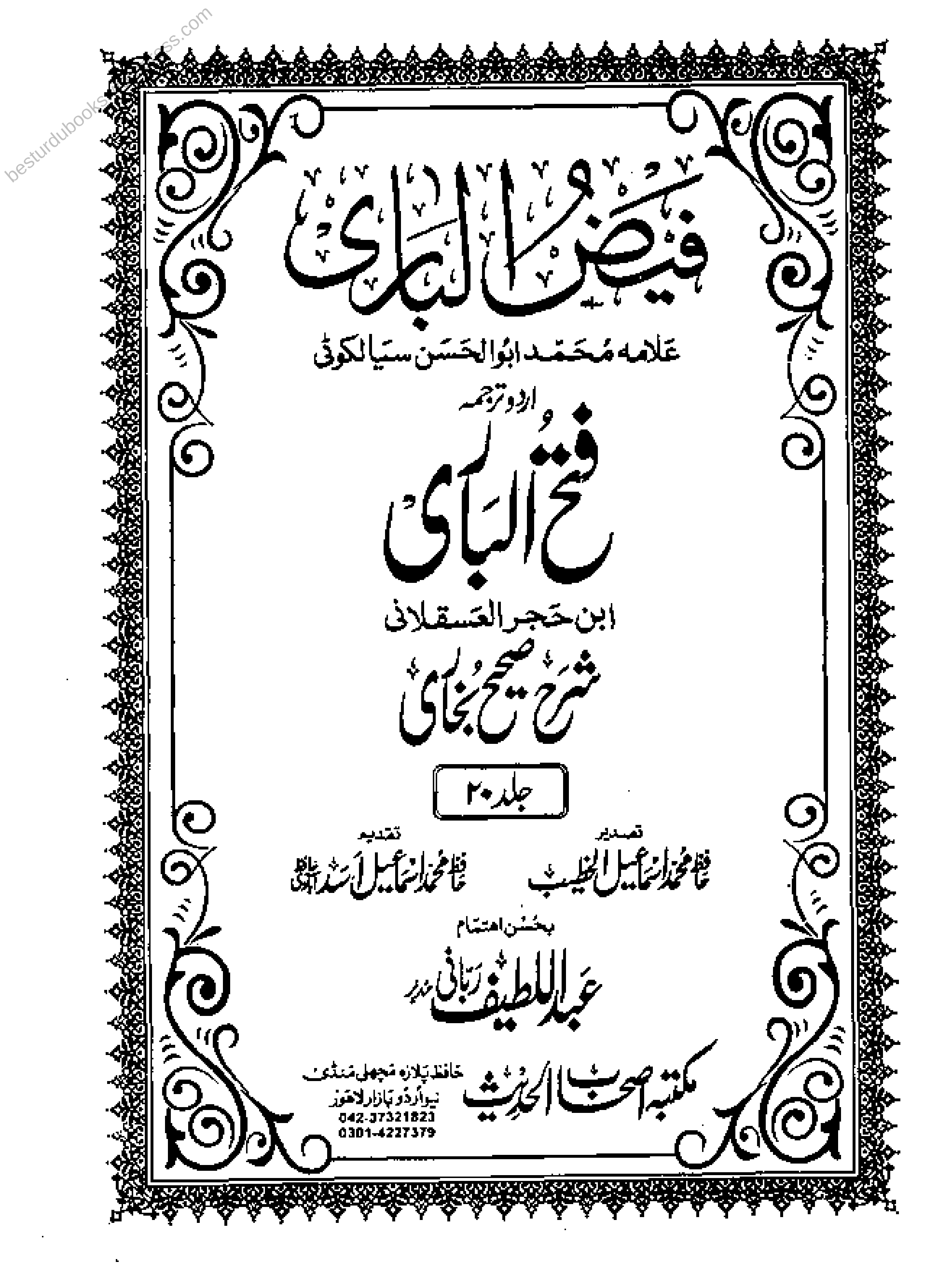
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ کہ پارہ انیسواں صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین





فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۰

تصدیر: محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم: محمد اسماعیل اسد

بحسن اہتمام

عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الْوَاحِدِ وَعِشْرِيْنَ مِنْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِاِنْتِهَائِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِاِبْتِدَائِهٖ.

سُوْرَةُ الْمَلَائِكَةِ
سورۂ ملائکہ کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقِطْمِيْرُ لِفَافَةُ النَّوَاةِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ قطمیر کے معنی ہیں چھلکا گٹھلی کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والذین تدعون من دونہ مایملکون من قطمیر﴾ یعنی جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا مالک نہیں ایک چھلکے کے۔

﴿مُثْقَلَةٌ﴾ مُثَقَّلَةٌ.

یعنی مثقلة مخفف ساتھ معنی مثقله مشدد کے ہے یعنی بھاری بوجھ والا اول اثقال سے ہے اور دوسرا تثقیل سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وان تدع مثقلة الی حملها لا یحمل منه شیء﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿اَلْحَرُوْرُ﴾ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ.

اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ حرور دن میں ہے ساتھ سورج کے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرور رات میں ہے اور سموم دن میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والظل والحرور﴾ یعنی نہیں برابر ہے سایہ اور نہ لو۔

فائدہ: مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ہے کہ حرور اس لو کو کہتے ہیں جو رات کو چلتی ہے اور سموم اس ہوا کو کہتے ہیں جو دن کو چلتی ہے۔

﴿وَغَرَابِيْبُ﴾ اَشَدُّ سَوَادِ الْغِرْبِيْبُ الشَّدِيْدُ السَّوَادِ.

یعنی غرابیب کے معنی ہیں نہایت سیاہ اور غربیب نہایت سیاہ کھائی۔

سُوْرَةُ يٰسٓ
سورہ یٰسں کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَزَّزْنَا﴾ شَدَّدْنَا.
یعنی کہا مجاہد نے کہ عززنا کے معنی ہیں ہم نے زور دیا تیسرے سے۔

﴿يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ اِسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ.
یعنی مراد حسرت سے اس آیت میں یہ ہے کہ کافر لوگ قیامت کے دن اپنے حال پر افسوس کریں گے اس سبب سے کہ انہوں نے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔

فائدہ: اور یا یہ افسوس ہے فرشتوں اور مسلمانوں سے کافروں کے حال پر کہ انہوں نے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔

﴿أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذٰلِكَ.
یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر﴾ کے معنی ہیں ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی کو نہیں چھپاتی اور نہ ان کو یہ لائق ہے کہ ایک دوسرے کو ڈھانکیں۔

﴿سَابِقُ النَّهَارِ﴾ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ.
یعنی سابق النہار کے معنی ہیں کہ نہ رات آگے بڑھے دن سے ایک دوسرے کو طلب کرنے میں کوشش سے۔

﴿نَسْلَخُ﴾ نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَيَجْرِيْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا.
یعنی معنی نسلخ کے اللہ کے اس قول میں ﴿نسلخ منه النهار﴾ یہ ہیں کہ ہم نکالتے ہیں ایک کو دوسرے سے اور چلتا ہے ہر ایک ان دونوں میں سے۔

﴿مِنْ مِّثْلِهِ﴾ مِنَ الْأَنْعَامِ.
یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول من مثله سے چوپائے ہیں یعنی مثل چوپایوں کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿من مثله ما يركبون﴾۔

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ساتھ مثل کے اس جگہ کشتیاں ہیں اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو واسطے دلیل اس آیت کے جو اس کے بعد ہے کہ ﴿وان نشا نغرقهم﴾ اس واسطے کہ غرق چوپایوں میں نہیں ہوتا۔

﴿فَكِهُوْنَ﴾ مُعْجَبُوْنَ.
یعنی فكهون کے معنی ہیں خوش ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان اصحاب الجنة اليوم في شغل فكهون﴾۔

﴿جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾ عِنْدَ الْحِسَابِ.
یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ وہ بت ان کے واسطے ایک فوج ہے حاضر کی گئی یعنی وقت حساب

کے کہا۔

فائدہ: ابن کثیر نے کہ مراد یہ ہے کہ بت اکٹھے کیے جائیں گے دن قیامت کے حاضر کیے جائیں وقت حساب کرنے ان کے پوجنے والوں کے تاکہ ہو یہ ابلغ بیچ غمگین ہونے ان کے اور قوی ترجیح قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے۔

وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿الْمَشْحُوْنِ﴾ الْمُوْقَرُ.

ذکر کیا جاتا ہے عکرمہ سے کہ مشحون کے معنی ہیں بھرے ہوئے بوجھ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَآئِرُكُمْ﴾ مَصَائِبُكُمْ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ طائرکم کے معنی ہیں تمہاری مصیبتیں تمہارے ساتھ ہیں.

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں آیا ہے کہ طائرکم کے معنی ہیں عمل تمہارے۔

﴿يَنْسِلُوْنَ﴾ يَخْرُجُوْنَ.

ینسلون کے معنی ہیں نکلیں گے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاذاهم من الاجداث الى ربهم ينسلون﴾ یعنی پس اچانک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل پڑیں گے۔

﴿مَرْقَدِنَا﴾ مَخْرَجِنَا.

مرقدنا کے معنی ہیں ہمارے نکلنے کی جگہ سے، اللہ نے فرمایا ﴿من بعثنا من مرقدنا﴾.

﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ.

احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے اس کو نگاہ رکھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وكل شيء احصيناه في امام مبين﴾ یعنی ہر چیز ہم نے نگاہ میں رکھی ہے کتاب ظاہر میں۔

مَكَانَتُهُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ.

یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی اپنی جگہ میں

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿ولا نشاء لمسخناهم﴾ میں کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو ہلاک کر ڈالیں اپنے گھروں میں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرنے کی راہ پر یہ اندازہ ہے اللہ غالب دانا کا۔

٤٤٢٨ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوْبِ

۴۴۲۸۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھا سورج ڈوبتے وقت سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر کیا تو جانتا ہے کہ سورج کہاں ڈوبتا ہے؟ یعنی غروب ہونے کے بعد کہاں جاتا ہے؟

الشَّمْسِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾.

میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول دانا تر ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک وہ جاتا ہے یہاں تک کہ سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے سو یہی مطلب ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے عزت والے دانا کا۔

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچتا ہے اپنے رب کے پاس، پھر اجازت مانگتا ہے کہ چڑھے پھر اس کو اجازت ملتی ہے اور قریب ہے کہ وہ اجازت مانگے گا اور اس کو اجازت نہیں ملے گی اور سفارش کروا دے گا سو جب یہاں نوبت پہنچے گی تو اس کو کہا جائے گا کہ اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھ سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جاتا ہے اور سجدہ کرنے کی اجازت مانگتا ہے پھر اس کو اجازت ملتی ہے اور گویا کہ اس کو کہا جاتا ہے کہ چڑھ جدھر سے تو آتا ہے سو پچھم کی طرف سے نکلے گا، پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ یہ ہے اندازہ اس کا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ قرار گاہ اس کی یہ ہے کہ چڑھتا ہے سو آدمیوں کے گناہ اس کو پھیر دیتے ہیں پھر جب ڈوبتا ہے تو سجدہ کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سو اس کو اجازت نہیں ملتی پھر ٹھہرا رہے گا جب تک کہ اللہ چاہے گا پھر اس کو کہا جائے گا کہ چڑھ جہاں تو غروب ہوا تھا۔ کہا اور اس دن قیامت تک کسی جی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور بہر حال قول اس کا تحت العرش سو بعضوں نے کہا کہ یہ وقت مقابل ہونے اس کے ہے اور نہیں مخالف ہے یہ اللہ کے اس قول کے ﴿وجدها تغرب في عين حمئة﴾ یعنی پایا اس کو ذوالقرنین نے ڈوبتا ہوا دلدل کی نہر میں اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے نہایت پہنچے نظر کی ہے طرف اس کی وقت غروب ہونے کے اور سجدہ کرنا اس کا عرش کے نیچے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بعد غروب ہونے کے ہے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ قرار گاہ اس کے غایت اس چیز کی ہے کہ پہنچتا ہے اس کی طرف بلندی میں اور یہ دراز تر دن ہے سال میں اور بعضوں نے کہا کہ طرف انتہا اپنے امر کے وقت منتہی ہونے دنیا کے اور کہا خطابی نے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ استقرار اس کے نیچے عرش کے یہ کہ وہ قرار پکڑتا ہے نیچے اس کے ایسا استقرار کہ ہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مراد ساتھ استقرار کے واقع ہونا اس کا ہے ہر دن رات میں وقت سجدہ کرنے اس کے کی اور مقابل استقرار کے وہ سیر دائم ہے جو تعبیر کیا گیا ہے ساتھ جریان کے۔ (فتح)

٤٤٢٩ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ

۴۴۲۹۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

حضرت ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی اور سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک حضرت ﷺ نے فرمایا اس کی قرار گاہ عرش کے نیچے ہے۔

سُوْرَةُ الصَّافَّاتِ

سورہ صافات کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ﴾ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ﴿وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾ يُرْمَوْنَ ﴿وَاصِبٌ﴾ دَائِمٌ لَازِبٌ لَازِمٌ.

اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر قول اس کے ﴿ویقذفون﴾ کہ پھینکتے ہیں ساتھ غیب کے مکان دور سے ہر مکان سے یعنی کہتے ہیں کہ وہ ساحر ہے، وہ کاہن ہے، وہ شاعر ہے یہ بن دیکھے تیر پھینکتے ہیں اور معنی ﴿یقذفون﴾ کے یرمون ہیں، یعنی پھینکتے جاتے ہیں ہر طرف سے واسطے ہانکنے کے اور واصب کے معنی ہیں دائم یعنی اس آیت میں ﴿ولهم عذاب واصب﴾ اور لازب کے معنی ہیں چپکتے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿من طين لازب﴾۔

﴿تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ﴾ يَعْنِي الْحَقَّ الْكُفَّارُ تَقُولُهُ لِلشَّيْطَانِ.

یعنی مراد یمین سے اللہ کے اس قول میں حق ہے کافر لوگ اس کو شیطان کے واسطے کہیں گے یعنی کہیں گے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہمارے پاس جہت حق سے اور اس کو ہم پر ملاتے تھے یعنی ہم کو حق میں شبہ ڈالتے تھے۔

﴿غَوْلٌ﴾ وَجَعُ بَطْنٍ.

غول کے معنی ہیں درد پیٹ۔

﴿يُنْزَفُونَ﴾ لَا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ.

یعنی ینزفون کے معنی ہیں کہ ان کے عقل دور نہیں ہوں گے اللہ نے فرمایا ﴿ولا هم عنها ينزفون﴾۔

﴿قَرِينٌ﴾ شَيْطَانٌ.

اور قرین سے مراد شیطان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان كان لي قرين﴾۔

﴿يُهْرَعُونَ﴾ كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ.

یعنی یھرعون کے معنی ہیں دوڑائے جاتے ہیں جلد چلنے والے کی صورت پر اللہ پاک نے فرمایا ﴿فهم على

آثارهم يهرعون﴾.

﴿يَزِفُّونَ﴾ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ. یعنی یزفون کے معنی ہیں جلد چلنا ساتھ قریب رکھنے پاؤں کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاقبلوا اليه يزفون﴾.

﴿وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللهِ وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ. یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ کفار قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور البتہ جانا ہے جنوں نے کہ بیشک وہ حاضر کیے جائیں گے واسطے حساب کے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ﴾ الْمَلَائِكَةُ. یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ قول فرشتوں کا ہے۔

﴿صِرَاطِ الْجَحِيْمِ﴾ ﴿سَوَآءِ الْجَحِيْمِ﴾ وَوَسَطِ الْجَحِيْمِ. یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿صراط الجحيم﴾ سے راہ دوزخ کی ہے اور وسط دوزخ کا یا ان تینوں کے ایک معنی ہیں یعنی راہ دوزخ کی۔

﴿لَشَوْبًا﴾ يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ. لشوبا کے معنی ہیں کہ ان کا کھانا گرم پانی سے ملایا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثم ان لهم عليها لشوبا من حميم﴾ یعنی پھر ان کو اس کے اوپر ملونی جلتے پانی کی۔

﴿مَدْحُوْرًا﴾ مَطْرُوْدًا. مدحورا کے معنی ہیں بچھاڑا ہوا۔

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ سب الفاظ نہیں اور بعض نے کہا کہ اس نے چاہا تھا کہ دحورا تفسیر کرے جو صافات میں ہے سو اس نے مدحورا کو تفسیر کیا۔

﴿بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ﴾ اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ. یعنی مراد ساتھ بیض کے موتی ہیں یعنی موتی ہیں چھپے دھرے، اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿كانهن بيض مكنون﴾.

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ﴾ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ. یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ نیکی سے یاد کیا جاتا ہے۔

وَيُقَالُ ﴿يَسْتَسْخِرُوْنَ﴾ يَسْخَرُوْنَ. یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی ٹھٹھا کرتے ہیں۔

﴿بَعْلًا﴾ رَبًّا.

یعنی بعلا کے معنی ہیں رب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اتدعون بعلا﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ یونس علیہ السلام بے پیغمبروں میں سے ہے۔

٤٤٣٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

۴۴۳۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی کو کہ یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہے۔

٤٤٣١ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ.

۴۴۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کہے کہ میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے تو وہ جھوٹا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ صٓ

سورۂ ص کی تفسیر کا بیان

٤٤٣٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِيْ صٓ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيْهَا.

۴۴۳۲۔ حضرت عوام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے سورۂ ص کے سجدہ کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی یہ آیت پڑھی کہ یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل ان کی راہ یعنی جب داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے ان کی پیروی کرنے کا تو اس سورۂ میں سجدہ کرنا چاہیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔

٤٤٢٢ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الطَّنَافِسِيُّ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةٍ فِيْ صٓ فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَّ فَقَالَ أَوَ مَا تَقْرَأُ ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ﴾ ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ فَكَانَ دَاوُدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقْتَدِيَ بِهٖ فَسَجَدَهَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَجَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۲۳۔حضرت عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مجاہد رحمہ اللہ سے سورہ ص کے سجدے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تو نے کہاں سے سجدہ کیا ہے، یعنی کس دلیل سے؟ تو اس نے کہا کہ کیا تو نہیں پڑھتا یہ آیت اور ہدایت دی ہم نے اس کی اولاد سے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ سو داؤد علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی پیروی کا حکم ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ کیا۔

فائدہ: سورہ ص کے سجدے کا بیان سجدہ تلاوت کی کتاب میں ہو چکا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور ہم نے اس کو دوسری جگہ میں بیان کیا ہے۔ (فتح)

﴿عُجَابٌ﴾ عَجِيْبٌ.

یعنی عجاب کے معنی ہیں عجیب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان هذا لشيء عجيب﴾.

اَلْقِطُّ الصَّحِيْفَةُ هُوَ هَا هُنَا صَحِيْفَةُ الْحِسَابِ.

یعنی قط کے معنی ہیں صحیفہ اور وہ اس جگہ صحیفہ حساب کا ہے یعنی نامہ حساب کا۔

فائدہ: قط کے اصل معنی ہیں نوشتہ اور وہ ماخوذ ہے قط الشيء سے جب کہ اس کو کاٹے اور معنی یہ ہیں کہ ایک ٹکڑا اس چیز سے کہ وعدہ کیا ہے تم نے ہم سے اس کا اور نوشتہ پر بھی قط بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ بھی ایک حصہ ہے کہ جدا کیا جاتا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فِيْ عِزَّةٍ﴾ مُعَازِّيْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ في عزة کے معنی ہیں کہ وہ سرکشی کرنے والے ہیں۔

فائدہ: اور اس کے غیر نے کہا کہ تکبر میں ہیں حق سے یعنی نہیں کافر ہوا جو کافر ہوا ساتھ اس کے واسطے کسی خلل کے کہ اس میں پایا ہو بلکہ کفر کیا ساتھ اس کے واسطے تکبر کے اور حمیت جاہلیت کے، اللہ نے فرمایا ﴿بل الذين كفروا في عزة وشقاق﴾.

﴿الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ﴾ مِلَّةُ قُرَيْشٍ. یعنی مراد ملة آخرة سے دین قریش کا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما سمعنا بهذا في الملة الآخرة﴾.

اَلْاِخْتِلَاقُ الْكَذِبُ. اختلاق کے معنی ہیں جھوٹ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان هذا الا اختلاق﴾.

اَلْأَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَآءِ فِيْ أَبْوَابِهَا. یعنی اسباب کے معنی ہیں آسمان کے راہ اس کے دروازوں میں، اللہ نے فرمایا ﴿فليرتقوا في الاسباب﴾ یعنی پس چاہیے کہ چڑھ جائیں آسمان کی راہوں میں۔

قَوْلُهُ ﴿جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ﴾ يَعْنِيْ قُرَيْشًا. یعنی مراد جند سے اس جگہ کفار قریش ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک لشکر ہے اس جگہ شکست دیا گیا۔

فائدہ: اور جند خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ھم اور ما زائدہ ہے یا صفت ہے واسطے جند کے اور ھنالک اشارہ ہے طرف مکان مراجعت کے اور مھزوم صفت ہے واسطے جند کے یعنی شکست دیئے جائیں گے اس مکان میں اور وہ خبر ہے غیب کی اس واسطے کہ شکست ہوئی ان کو اس کے بعد کے میں لیکن وارد ہوتا ہے اس پر جو طبرانی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو وعدہ دیا اور حالانکہ آپ کے میں تھے کہ مشرکوں کی فوج کو شکست ہوگی سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ جنگ بدر میں ان کو شکست ہوئی اس بنا پر پس ھنالک ظرف ہے واسطے مراجعت کے فقط اور شکست کا مکان مذکور نہیں ہوا۔ (فتح)

﴿أُولَٰٓئِكَ الْأَحْزَابُ﴾ اَلْقُرُوْنُ الْمَاضِيَةُ. یعنی مراد اولئك الاحزاب سے امتیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

﴿فَوَاقٍ﴾ رُجُوْعٍ. اور فواق کے معنی ہیں رجوع، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مالها من فواق﴾.

فائدہ: اور سدی سے روایت ہے کہ نہیں واسطے ان کے افاقہ اور نہ پھرنا طرف دنیا کے۔

﴿قِطَّنَا﴾ عَذَابَنَا. اور قطنا کے معنی ہیں ہمارا عذاب۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عجل لنا قطنا قبل يوم الحساب﴾ اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان ماتقدم کے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ مراد ساتھ قول ان کے قطنا یعنی حصہ ہمارا ہے عذاب سے اور اسی طرح روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے اور وہ مشابہ ہے ان کے اس قول کو ﴿واذ قالوا اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك﴾ الآیۃ اور قول دوسروں کا ﴿فاتنا بما تعدنا ان كنت من الصادقين﴾ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ مراد حصہ ہمارا ہے بہشت سے اور کہا طبری نے کہ سب اقوال ہیں قریب تر طرف صواب کے یہ قول ہے کہ سوال کیا انہوں نے کہ ان کو اپنا لکھا حصہ ملے نیکی یا بدی سو جو وعدہ دیا ہے اللہ نے اپنے بندوں کو آخرت میں یہ کہ جلدی دیا جائے گا ان کو یہ دنیا میں واسطے ٹھٹھا کرنے کے ان سے اور عناد کے۔ (فتح)

﴿اتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا﴾ أَحَطْنَا بِهِمْ. یعنی اتخذناهم کے معنی ہیں احاطہ کیا ہم نے ان کو ٹھٹھے سے۔

﴿أَتْرَابٌ﴾ أَمْثَالٌ. اتراب کے معنی ہیں ہم مثل اور ہم عمر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وعندهم قاصرات الطرف اتراب﴾ یعنی ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نظر والیاں ہم عمر۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْأَيْدُ الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ. یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اید سے قوت ہے عبادت میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿داؤد ذا الايد﴾.

الْأَبْصَارُ الْبَصَرُ فِي أَمْرِ اللهِ. یعنی مراد ابصار سے نظر کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے کام میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اولی الايدی والابصار﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اہل قوت ہیں عبادت میں اور سوچ والے ہیں دین میں۔

﴿حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي﴾ مِنْ ذِكْرٍ. یعنی حرف عن اس قول میں ساتھ معنی من کے ہے اور مراد ساتھ خیر کے گھوڑے ہیں۔

طَفِقَ مَسْحًا يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيبَهَا. یعنی اللہ تعالیٰ کے قول طفق مسحا کے معنی ہیں کہ لگے ہاتھ پہنچانے گھوڑوں کی گردن کے بالوں کو اور ان کی کوچوں کو یعنی گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا۔

﴿الْأَصْفَادِ﴾ الْوَثَاقِ. یعنی اصفاد کے معنی ہیں زنجیر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وآخرين مقرنين في الاصفاد﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾. باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہا سلیمان علیہ السلام نے کہ اے رب میرے! دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ویسی کسی کو نہ ملے بیشک تو ہے سب بخشنے والا۔

فائدہ: اس کی شرح سلیمان علیہ السلام کے ترجمہ میں احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

٤٤٢٤ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا.

۴۴۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک سرکش آج رات کو میرے آگے کود پڑا یا کوئی اور کلمہ اس کی مانند فرمایا تا کہ میری نماز کو توڑ دے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون میں باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ اس کو صبح کے وقت دیکھو تو پھر مجھ کو یاد آئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا وہ یہ دعا تھی کہ اے رب میرے! بخش مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ویسی کسی کو نہ ملے کہا روح نے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دھکیل دیا ذلیل کر کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر مجھ کو یاد آئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا تو اس کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ سے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ نہ چھین مجھ سے بادشاہی جیسے تو نے مجھ سے پہلی بار چھینی اور ظاہر حدیث کا اس تاویل کو رد کرتا ہے اور شاید قتادہ کی اس تاویل کا سبب یہ ہے جو بعض ملحدوں نے سلیمان علیہ السلام پر طعن کیا ہے اور نسبت کیا ہے اس کو اس میں طرف حرص کے اوپر مستقبل اور اکیلے ہونے کے ساتھ نعمت دنیا کے اور پوشیدہ رہا اس پر یہ کہ یہ حرص ان کی اللہ کی اجازت سے تھی اور بیشک تھا یہ معجزہ واسطے ان کے جیسا کہ خاص کیا گیا ہے ہر پیغمبر ساتھ ایک معجزے کے سوائے غیر اپنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں میں تکلف کرنے والوں سے یعنی بغیر تحقیق کے وحی کا دعویٰ کروں۔

٤٤٢٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللَّهُ

۴۴۲۵۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے اس نے کہا کہ اے لوگو! جو کچھ چیز جانے سو چاہیے کہ اس کو کہے اور جو نہ جانے سو چاہیے کہ کہے اللہ تعالیٰ زیادہ تر جاننے والا ہے اس واسطے کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جو نہ جانے کہ اللہ تعالیٰ دانا تر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ میں تم سے اس پر کچھ

أَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا قُرَيْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَأُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُوْدَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِّنَ الْجُوْعِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَالَ فَدَعَوْا ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ. ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ. إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ أَفَيُكْشَفُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوْا فِيْ كُفْرِهِمْ فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾.

مزدوری نہیں مانگتا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے اور میں تم سے بیان کرتا ہوں حال دخان کا، اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے کفار قریش کو اسلام کی دعوت دی سو انہوں نے اسلام کے قبول کرنے میں آپ پر دیر کی حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی سو فرمایا کہ الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سو ان پر قحط پڑا کہ اس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار اور چمڑوں کو کھایا یہاں تک کہ مرد اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کے سبب سے دھواں دیکھنے لگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح جو گھیرے لوگوں کو یہ ہے دکھ کی مار، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سو انہوں نے دعا کی کہ اے ہمارے رب! کھول دے ہم سے عذاب ہم ایمان لاتے ہیں کہاں ہے ان کو نصیحت لینی اور آ چکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا پھر پیٹھ پھیری انہوں نے اس سے اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا، ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب قیامت کے دن پھر اپنے کفر کی طرف پھرے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو جنگ بدر کے دن پکڑا، اللہ نے فرمایا جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح کچھ پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی۔ (فتح)

سُوْرَةُ الزُّمَرِ

سورۂ زمر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهِ﴾ يُجَرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿أَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ

اور کہا مجاہد نے کہ اللہ کے قول یتقی بوجھہ کے معنی ہیں آگ میں اپنے منہ پر کھینچا جائے گا اور وہ مانند قول اس کے کی ہے کیا جو آگ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا

﴿يَّأْتِيْ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ﴾. جو امن کے ساتھ آئے گا۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ہم مثل ہونے کے یہ ہے کہ دونوں میں حذف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے بشر سے کہ یہ آیت ابوجہل اور عمار کے حق میں اتری مراد ﴿افمن یلقی فی النار﴾ سے ابوجہل ہے اور ﴿امن یاتی امنا﴾ سے عمار ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کو دوزخ کی طرف لایا جائے گا اس حال میں کہ اس کے دونوں ہاتھ مونڈھوں پر جکڑے ہوں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا سو پہلے پہل آگ اس کے منہ کو لگے گی اور ذکر کیا ہے عربی والوں نے کہ من افمن میں موصولہ ہے بیچ محل رفع کے مبتدا ہونے کی بنا پر اور اس کی خبر محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے اھو کمن امن العذاب۔ (فتح)

﴿غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ﴾ لَبْسٍ. یعنی عوج کے معنی لبس کے ہیں۔

فائدہ: اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جس میں لبس ہو وہ مستلزم ہے کجی کے معنی میں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد ساتھ غیر ذی عوج کے یہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں۔

﴿وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ﴾ مَثَلٌ لِاٰلِهَتِهِمُ الْبَاطِلِ وَالْاِلٰهِ الْحَقِّ. یعنی اللہ تعالیٰ کا قول ﴿ورجلا سلما لرجل﴾ مثال ہے ان کے جھوٹے خداؤں کی اور سچے خدا کی یعنی جس غلام کے چند مالک ہوں وہ ضائع ہو جاتا ہے کوئی اس کی پوری خبر نہیں لیتا اسی طرح جو بہت معبودوں کو پوجتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے اور جو خالص ایک کا ہو وہ اس کے سب کاموں کی خبر لیتا ہے۔

﴿وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ﴾ بِالْاَوْثَانِ. یعنی ڈراتے ہیں تجھ کو کافر ساتھ ان لوگوں کے جو اللہ کے سوا ہیں یعنی بتوں کے مراد الذین من دونہ سے اللہ کے اس قول میں بت ہیں۔

﴿خَوَّلْنَا﴾ اَعْطَيْنَا. یعنی خولنا کے معنی ہیں اعطینا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثم اذا خولناہ نعمۃ منا﴾ یعنی پھر جب ہم اس کو نعمت دیتے ہیں۔

﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ اَلْقُرْاٰنُ ﴿وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ اَلْمُؤْمِنُ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ اَعْطَيْتَنِيْ یعنی مراد ساتھ صدق کے اللہ کے اس قول میں قرآن ہے اور مراد صدق بہ سے ایماندار ہے کہ قیامت کے دن آئے گا کہے گا یہ ہے جو کچھ تو نے مجھ کو دیا عمل کیا میں

عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ. نے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اللہ کے اس قول کے وہ شخص ہے جو قیامت کے دن قرآن کے ساتھ آئے گا سو کہے گا کہ یہ ہے جو تو نے ہم کو دیا عمل کیا ہم نے اس چیز کے ساتھ کہ اس میں ہے اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ ﴿والذی جآء بالصدق﴾ کے حضرت محمد ﷺ ہیں اور مراد ساتھ ﴿والذی صدق به﴾ کے ایماندار ہیں، روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ صدق کے لا الہ الا اللہ ہے اور صدق بہ کے معنی ہیں کہ رسول کو سچا جانا اور سدی سے روایت ہے کہ مراد ﴿والذی جآء بالصدق﴾ سے جبرئیل علیہ السلام ہے اور مراد صدق سے قرآن ہے اور مراد ساتھ ﴿والذی صدق به﴾ کے محمد ﷺ ہیں اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿والذی جآء بالصدق﴾ سے محمد ﷺ ہیں اور مراد ﴿والذی صدق به﴾ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مُتَشَاكِسُونَ﴾ الرَّجُلُ الشَّكِسُ الْعَسِرُ لَا يَرْضَى بِالْإِنْصَافِ وَ رَجُلًا سِلْمًا وَّيُقَالُ ﴿سَالِمًا﴾ صَالِحًا.

یعنی شکس وہ مرد ہے جو انصاف کے ساتھ راضی نہ ہو اللہ نے فرمایا ﴿ضرب الله مثلا رجلا فيه شركاء متشاكسون﴾ یعنی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک مرد ہے اس میں کئی شریک ہیں جو انصاف کے ساتھ راضی نہیں ہوتے مراد یہ ہے کہ شکس جو صفت مشبہ ہے وہ بھی اسی باب سے ہے اور قرآن میں باب تفاعل سے آیا ہے جو ساتھ معنی مشترک ہونے کے ہے قوم میں اور بعض نے سلما کو سالما پڑھا ہے دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی پورا۔

﴿اِشْمَأَزَّتْ﴾ نَفَرَتْ.

اور اشمازت کے معنی ہیں نفرت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واذا ذكر الله وحده اشمأزت قلوب الذين لا يؤمنون﴾ یعنی جب اکیلے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے تو نفرت کرتے ہیں دل بے ایمانوں کے۔

﴿بِمَفَازَتِهِمْ﴾ مِنَ الْفَوْزِ.

بمفازتهم ماخوذ ہے فوز سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وينجي الله الذين اتقوا بمفازتهم﴾ یعنی بنجاتهم یعنی بچائے گا اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو ساتھ

ان کی نجات کے ۔

﴿حَآفِّیْنَ﴾ أَطَافُوْا بِهٖ مُطِيْفِيْنَ بِحِفَافَيْهِ بِجَوَانِبِهٖ.

اور حافین کے معنی ہیں کہ عرش کے گرداگرد ہو رہے ہیں اور حفافیه کے معنی ہیں اس کی طرفوں میں ۔

﴿مُتَشَابِهًا﴾ لَيْسَ مِنَ الْاِشْتِبَاهِ وَلٰكِنْ يُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فِي التَّصْدِيْقِ.

یعنی متشابها ، اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اللّٰہ نزل احسن الحدیث کتاب متشابھا﴾ میں ماخوذ ہے اشتباہ سے یعنی اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کتاب میں شبہ ہے بلکہ اس کے معنی ہیں کہ مشابہ ہے اس کا بعض بعض کو تصدیق میں یعنی بعض قرآن بعض کی تصدیق کرتا ہے ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشتا ہے سب گناہ تحقیق وہی ہے گناہ بخشنے والا مہربان ۔

٤٤٣٦ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ يَعْلٰى إِنَّ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَأَكْثَرُوْا وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوْا فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْ إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ وَنَزَلَتْ ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾.

۴۴۳۶ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند مشرکوں نے لوگوں کو قتل کیا تھا اور بہت قتل کیا تھا اور زنا کیا تھا اور بہت زنا کیا تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ جو آپ کہتے ہیں اور جس کی طرف بلاتے ہیں البتہ خوب ہے اگر آپ ہم کو خبر دیں کہ جو ہم نے گناہ کیا اس کا کفارہ ہے یعنی وہ ہمارے سر سے اتر جائیں گے سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ نہیں پکارتے اللہ کے سوا اور اللہ کو اور نہیں قتل کرتے جان کو جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے اور یہ آیت بھی اتری کہ اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے ۔

فائدہ: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وحشی نے یہ حضرت ﷺ سے پوچھا تھا جو حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل تھا اور یہ کہ جب اس نے یہ سوال کیا تو یہ آیت اتری ﴿الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا﴾ تو اس نے کہا کہ یہ شرط سخت ہے پھر یہ آیت اتری ﴿قل یا عبادی الذین اسرفوا﴾ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے کیا جو وحشی نے کیا یعنی ناحق خون کیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب مسلمانوں کے واسطے عام ہے اور طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ ہو واسطے میرے بدلے اس آیت کے ساری دنیا اور جو دنیا میں ہے وہ آیت یہ ہے ﴿قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم﴾ تو ایک مرد نے کہا کہ جو شرک کرتے تو حضرت ﷺ ایک گھڑی خاموش رہے پھر فرمایا اور جو شرک کرے وہ بھی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس آیت کے اوپر معاف ہونے تمام گناہوں کے کبیرہ ہوں یا صغیرہ اور برابر ہے کہ بندوں کے حق کے ساتھ متعلق ہوں یا نہ ہوں اور مشہور اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ سب گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور یہ کہ اللہ بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اگرچہ توبہ کے بغیر مرے لیکن بندوں کے حق جب کہ توبہ کرے آدمی کہ پھر کسی کا حق نہ کھائے گا تو نفع دیتی ہے اس کو توبہ پھر کرنے سے اور بہر حال خاص وہ چیز جو واقع ہوئی ہے تو ضروری ہے کہ وہ مالک کو پھیر دے یا اس سے معاف کروائے، ہاں اللہ کے فراخ رحمت میں وہ چیز ہے جو ممکن ہے یہ کہ حق دار اپنے حق سے منہ پھیرے اور گنہگار کو اس کے بدلے عذاب نہ کیا جائے اور ارشاد کرتا ہے اس کے عموم کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرك به و یغفر ما دون ذلك لمن یشاء﴾ واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو حق پہچاننے اس کے کا۔

۴۴۳۷ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ حَبْرٌ مِّنَ الْأَحْبَارِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَّالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَّالشَّجَرَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَّالْمَآءَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَّسَآئِرَ الْخَلَائِقِ عَلٰى

۴۴۳۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کا ایک عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر کرے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی کو ایک انگلی پر اور مٹی کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر پھر کہے گا کہ میں ہوں بادشاہ، سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے واسطے سچا جانے قول اس عالم کے پھر حضرت ﷺ نے

إِصْبَعٍ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾.

یہ آیت پڑھی اور نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو حق پہچاننے اس کے کا۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ ہنسنا حضرت ﷺ کا واسطے تعجب اور انکار کے تھا یہودی کے قول سے اور کہا نووی نے کہ ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ اس کی تصدیق کے واسطے ہنسے ساتھ دلیل اس آیت کے جو دلالت کرتی ہے اوپر صدق قول عالم کے اور اولی ان چیزوں میں باز رہنا ہے تاویل سے باوجود اعتقاد پاک جاننے اللہ کے اس واسطے کہ جو چیز کہ مستلزم ہو ظاہر اس کا نقص کو وہ مراد نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور زمین ساری اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے جائیں گے اس کے دائیں ہاتھ میں وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بناتے ہیں۔

فائدہ: جب واقع ہوا ذکر زمین کا مفرد تو خوب ہوئی تاکید اس کی ساتھ قول اس کے جمیعا واسطے اشارہ دینے کے اس کی طرف کہ مراد سب زمینیں ہیں۔

٤٤٣٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمٰوَاتِ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ.

۴۴۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ مٹھی میں لے گا اللہ زمین کو اور لپیٹے گا آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پھونکا جائے گا صور پھر بیہوش ہو جائے گا جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں پھر پھونکا جائے گا دوسری بار سو اچانک وہ کھڑے ہوں گے۔

فائدہ: اختلاف ہے بیچ تعیین اس شخص کے جس کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے اور اشارہ کیا ہے میں نے اس کی طرف موسیٰ علیہ السلام کے ترجمہ میں۔

۴۴۳۹ ۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ يَّرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَذٰلِكَ كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ.

۴۴۳۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں پہلے سر اٹھاؤں گا دوسری بار صور پھونکنے کے بعد پھر یکایک دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو لپٹے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ اسی طرح تھے یعنی بدستور ہوش میں رہے یا صور پھونکنے کے بعد ہوش میں آئے یعنی مجھ سے پہلے۔

فائدہ: اور مستثنیٰ بعض کہتے ہیں کہ جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں کہ بیشک وہ اس کے بعد مریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ حاملان عرش ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ رضوان اور حوریں اور زبانیہ کذا فی القسطلانی اور عینی نے کہا کہ یہ شہید لوگ ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ بارہ شخص ہیں آٹھ حاملان عرش ہیں اور چار فرشتے جبرائیل اور اسرافیل علیہم السلام، میکائیل اور ملک الموت علیہم السلام۔ (تیسیر) اور یہ جو کہا کہ یا صور پھونکنے کے بعد ہوش میں آئے تو داؤدی سے منقول ہے کہ یہ لفظ وہم ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مردہ ہیں قبر میں مدفون ہیں اور صور پھونکنے کے بعد زندہ ہوں گے سو کس طرح ہوں گے مستثنیٰ اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیان وجہ رد کا اوپر اس کے کہ جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور واسطے اللہ کے ہے حمد۔ (فتح)

۴۴۴۰ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا

۴۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں لوگوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! دونوں میں چالیس دن کا فرق ہوگا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں مانتا، سائل نے کہا کہ چالیس برس کا فرق ہوگا؟ کہا میں نہیں مانتا، پھر سائل نے کہا چالیس

قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهٖ فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ.

مہینے کا فرق ہوگا؟ کہا میں نہیں مانتا اور آدمی کا تمام بدن گل جاتا ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی میں آدمی کا بدن جوڑا جائے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نہیں مانتا یعنی میں اس کو متعین نہیں کرسکتا اس واسطے کہ نہیں نزدیک میرے اس میں توقیف اور بعض شارحین نے گمان کیا ہے کہ مسلم میں چالیس برس کا ذکر آچکا ہے اور نہیں ہے وجود واسطے اس کے ہاں، ابن مردویہ نے چالیس برس کو روایت کیا ہے اور وہ شاذ ہے اور ابن عباس ﷜ سے روایت ہے کہ مراد چالیس برس ہیں اور وہ ضعیف ہے اور یہ جو کہا کہ آدمی کا تمام بدن گل جاتا ہے تو ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے بدن میں ایک ہڈی ہے کہ اس کو مٹی کبھی نہیں کھاتی قیامت کے دن اسی میں اس کا بدن جوڑا جائے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کون سی ہڈی ہے؟ فرمایا عجب الذنب، اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ لوگوں نے کہا عجب الذنب کیا ہے؟ فرمایا کہ رائی کے دانے کے برابر اور عجب ساتھ زبر عین کے ایک ہڈی ہے لطیف پیٹھ کی جڑ میں اور وہ راس ہے عصعص کا اور وہ مکان راس ذنب کا ہے چوپایوں سے، کہا ابن عقیل نے کہ واسطے اللہ کے بیچ اس کے راز ہے کہ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا اس واسطے کہ جو ظاہر کرتا ہے وجود کو عدم سے نہیں محتاج ہوتا ہے طرف کسی چیز کے کہ بنیاد رکھے اوپر اس کے اور احتمال ہے کہ ٹھہرائی گئی ہو یہ نشانی واسطے فرشتوں کے اوپر زندہ کرنے ہر آدمی کے اپنے جوہر سے اور نہیں حاصل ہوتا علم واسطے فرشتوں کے ساتھ اس کے مگر ساتھ باقی رکھنے ہڈی ہر شخص کے تاکہ معلوم ہو کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے دوہرانا روحوں کا ان ذاتوں کی طرف جن کی وہ جز ہے اور اگر کوئی چیز اس کی باقی نہ رہتی تو البتہ جائز رکھتے فرشتے کو دوہرانا طرف امثال بدنوں کے ہے نہ طرف نفس بدنوں کے اور یہ جو کہا کہ آدمی کے بدن کی تمام چیز گل جاتی ہے تو مراد یہ ہے کہ فنا ہو جاتی ہے یعنی اس کی جز سارے بالکل معدوم ہو جاتے ہیں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ ہر چیز اس کی تحلیل ہو کر اس کی صورت معہود دور ہو جاتی ہے پس ہو جاتا ہے مٹی کے جسم کی صورت پر پھر جب مرگیا ہوگا تو اپنی اگلی صورت پر دوہرایا جائے گا اور کہا علماء نے کہ یہ حدیث عام ہے خاص کیے گئے ہیں اس سے پیغمبر اس واسطے کہ مٹی ان کے بدنوں کو نہیں کھاتی اور ابن عبدالبر نے کہا کہ شہید لوگ بھی ان کے ساتھ ملحق ہیں اور کہا قرطبی نے کہ جو ثواب کے واسطے اذان دے وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہے یعنی ان کے بدنوں کو بھی مٹی نہیں کھاتی، کہا عیاض نے پس تاویل حدیث کی یہ ہے کہ ہر آدمی اس قسم سے ہے کہ اس کو مٹی کھاتی ہے اگرچہ مٹی بہت بدنوں کو نہیں کھاتی مانند پیغمبروں کے اور یہ جو کہا کہ مگر ریڑھ کی ہڈی نہیں گلتی تو لیا ہے اس کے ظاہر کو جمہور نے سو کہا کہ ریڑھ کی ہڈی نہیں گلتی اور خلاف کیا ہے مزنی نے سو کہا اس نے کہ وہ بھی سارے بدن کے ساتھ گل جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے بنایا گیا ہے سو یہ چاہتا ہے اس کو کہ وہ ہڈی آدمی کے

سارے بدن سے پہلے پیدا ہوتی ہے اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی کہ پہلے پہل آدم علیہ السلام کا سر پیدا ہوا اس واسطے کہ تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کے حق میں ہے اور یہ اس کی اولاد کے حق میں ہے یا مراد ساتھ قول سلمان رضی اللہ عنہ کے پھونکنا روح کا ہے بدن میں نہ پیدا کرنا بدن کا۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ

سورۂ مومن کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ وَيُقَالُ حٰمٓ مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّوَرِ.

اور کہا امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہ حم تاویل اور حکم اس کا حکم اول سورتوں کا ہے یعنی حروف مقطعہ کہ سورتوں کے اول میں ہیں سب کا ایک حکم ہے سو جو تاویل، مثلا: الم کی ہے وہی حم کی ہے اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے بیچ ان حروف مقطعہ کے جو سورتوں کے اول میں ہیں زیادہ تیس قول سے نہیں ہے جگہ بسط کرنے اس کے کی۔

وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ أَبِيْ أَوْفَى الْعَبْسِيِّ يُذَكِّرُنِيْ حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ فَهَلَّا تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ.

یعنی اور کہا جاتا ہے کہ بلکہ وہ نام ہے قرآن کا واسطے دلیل قول شریح کے کہ یاد دلاتا ہے مجھ کو حم اس حال میں کہ نیزہ نیزوں کے ساتھ ملنے والا ہے سو کیوں نہیں پڑھا اس نے حم کو لڑائی میں آگے بڑھنے سے پہلے۔

فائدہ: اور اس کا قصہ یوں ہے کہ جنگ جمل کے دن محمد بن طلحہ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیاہ عمامہ والے کو مت قتل کرو اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا ہے اس کو بھلائی اس کی نے ساتھ باپ اپنے کے یعنی چونکہ اس کا باپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں ہے تو اپنے باپ کی خاطر یہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں آیا ہے ورنہ نہ آتا سو شریح اس کو ملا اور اس کی طرف نیزہ نہ جھکایا تو اس نے حم پڑھی اور قسطلانی نے نقل کیا ہے کہ مراد محمد بن طلحہ کی ساتھ قول اس کے حم عسق ہے کہ اس میں واقع ہوا ہے ﴿قل لا اسالکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ﴾ اور حاصل یہ ہے کہ ذکر کرنا محمد بن طلحہ کا حم کو واسطے روکنے کے تھا قتل سے یا مراد یہ ہے کہ مسلمان کو لائق نہیں کہ کسی مسلمان کو ناحق مارے اور ذکر کیا ہے حسن بن مظفر نے کہ جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی نشانی حم تھی اور شریح علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو جب شریح نے محمد بن طلحہ کو نیزہ مارا تو اس نے کہا حم یعنی گویا اشارہ کیا کہ وہ بھی علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے ہے تو اس وقت شریح نے یہ شعر پڑھا اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ جب شریح نے محمد کو نیزہ مارا تو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ﴾ پس یہ معنی ہیں قول اس کے کہ یاد دلاتا ہے مجھ کو حم یعنی ساتھ تلاوت آیت مذکورہ کے اس واسطے کہ وہ حم سے ہے اور کہا طبری نے کہ صواب قرأت سے نزدیک ہمارے بیچ تمام

حرفوں کے جو سورتوں کے اول میں ہیں سکون ہے یعنی جزم کے ساتھ پڑھنا چاہیے اس واسطے کہ وہ حروف ہجا کے ہیں نہ اسم مسمیات کے۔ (فتح وغیرہ)

﴿الطَّوْلِ﴾ اَلتَّفَضُّلُ. یعنی طول کے معنی تفضل کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذی الطول﴾.

فائدہ: اور کہا بعضوں نے کہ صاحب فراخی اور مالداری کا اور کہا بعض نے کہ صاحب نعمتوں کا۔

﴿دَاخِرِيْنَ﴾ خَاضِعِيْنَ. اور داخرین کے معنی ہیں ذلیل ہو کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿سیدخلون جهنم داخرین﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلَى النَّجَاةِ﴾ اَلْإِيْمَانُ. اور کہا مجاہد نے کہ مراد نجات سے ایمان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ویاقوم ادعوكم الى النجاة﴾.

﴿لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ﴾ يَعْنِي الْوَثَنَ. یعنی مراد اللہ کے اس قول میں بت ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ليس له دعوة في الدنيا ولا في الآخرة﴾ یعنی نہیں ہے واسطے اس کے قبول کرنا دعا کا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

﴿يُسْجَرُوْنَ﴾ تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ. یعنی یسجرون کے معنی ہیں کہ ان کے ساتھ آگ جلائی جائے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثم في النار يسجرون﴾.

﴿تَمْرَحُوْنَ﴾ تَبْطَرُوْنَ. تمرحون کے معنی ہیں اتراتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بما كنتم تمرحون﴾.

وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تُقَنِّطِ النَّاسَ قَالَ وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ وَيَقُوْلُ ﴿وَأَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ وَلٰكِنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ أَنْ تُبَشَّرُوْا بِالْجَنَّةِ عَلٰى مَسَاوِئِ أَعْمَالِكُمْ وَإِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ

یعنی اور علاء بن زیاد لوگوں کو آگ یاد دلاتے تھے یعنی وعظ میں ان کو آگ سے ڈراتے تھے سو ایک مرد نے کہا کہ تو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کیوں کرتا ہے اس نے کہا کیا میں قادر ہوں اس پر کہ لوگوں کو ناامید کروں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے اور فرماتا ہے کہ زیادتی کرنے والے وہی ہیں دوزخی لیکن تم چاہتے ہو کہ بشارت دیئے جاؤ ساتھ بہشت کے اپنے

مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ.

برے عملوں پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجا ہے اللہ نے محمد ﷺ کو بشارت دینے والا ساتھ بہشت کے اس کو جو ان کا حکم مانے اور ڈرانے والے ساتھ آگ کے اس کو جو ان کا حکم نہ مانے۔

فائدہ: مراد ساتھ ذکر کرنے پہلی آیت کے اشارہ ہے دوسری آیت کی طرف سو پہلی آیت میں لوگوں کو نا امید ہونے سے منع کیا ہے اور دوسری آیت میں ان سے استدعا ہے کہ زیادتی کرنے سے رجوع کریں اور مرنے سے پہلے توبہ کی طرف جلدی کریں۔ (فتح) خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسرفون کو دوزخی ٹھہرایا تو ان کو دوزخ سے ڈرانا چاہیے اور امیدوار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اسراف سے رجوع کریں اور توبہ کی طرف جلدی کریں۔

٤٤٤١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِيْ بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوَى ثَوْبَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيْدًا فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾.

۴۴۴۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبر دے مجھ کو ساتھ سخت تر اس چیز کے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ کی اس نے کہا جس حالت میں کہ حضرت ﷺ خانے کعبے کے صحن میں نماز پڑھتے تھے کہ اچانک عقبہ سامنے سے آیا سو اس نے حضرت ﷺ کا مونڈھا پکڑا اور اپنا کپڑا حضرت ﷺ کی گردن میں ڈال کر مروڑا اور آپ کا گلا سخت گھونٹا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے اور اس کے مونڈھے کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ سے ہٹایا اور کہا کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس سبب سے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور البتہ لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ

سورۂ حم السجدہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا﴾ أَعْطِيَا ﴿قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِيْنَ﴾ أَعْطَيْنَا.

یعنی اور کہا طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ معنی ائتیا کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہیں دونوں نے کہا کہ ہم آئے خوشی سے یعنی دیا ہم نے خوشی سے۔

فائدہ: کہا عیاض نے نہیں اتی اس جگہ ساتھ معنی اعطی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ماخوذ ہے اتیان سے اور وہ آنا ہے ساتھ معنی اثر قبول کرنے کے واسطے وجود کے ساتھ دلیل اسی آیت کے اور ساتھ اس کے تفسیر کیا ہے اس کو مفسرین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آؤ تم دونوں ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کی ہے بیچ تمہارے اور ظاہر کرو اس کو تو انہوں نے کہا کہ ہم نے حکم قبول کیا اور مروی ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور البتہ مروی ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مانند اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے لیکن وہ بطور تقریب معنی کے ہے کہ جب وہ دونوں حکم کیے گئے ساتھ نکالنے اس چیز کے کہ بیچ ان کے ہے سورج اور چاند اور نہر اور سبزہ سے اور جو اس کے سوائے ہے تو ہوگا یہ معنی مانند اعطا کے پس تعبیر کی گئی ساتھ اعطا کے آنے سے ساتھ اس چیز کے کہ امانت تھی ان دونوں میں۔ (فتح)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین﴾ یعنی آؤ تم دونوں خوشی سے یا ناخوشی سے کہا ان دونوں نے کہ آئے ہم خوشی سے۔

وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّيْ أَجِدُ فِي الْقُرْاٰنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ ﴿وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ﴾ ﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ فَقَدْ كَتَمُوْا فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَقَالَ ﴿أَمِ السَّمَآءُ بَنَاهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿دَحَاهَا﴾ فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَآءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ ﴿أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ

اور کہا منہال نے سعید سے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں پاتا ہوں قرآن میں کئی چیزیں کہ مختلف ہوتی ہیں اوپر میرے یعنی مجھ کو قرآن کی بعض آیتیں بظاہر ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتی ہیں ان میں سے اول جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پس نہیں نسبتیں درمیان ان کے اور نہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے اور دوسری جگہ فرمایا کہ بعض بعضوں کو سامنے ہو کر پوچھنے لگے اور ان میں دوسری جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے اور دوسری جگہ میں ہے کہ مشرکین کہیں گے اے رب ہمارے! نہ تھے ہم شرک کرنے والے سو انہوں نے اس آیت میں شرک کو چھپایا اور ان میں سے تیسری جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

يَوْمَيْنِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿طَآئِعِيْنَ﴾ فَذَكَرَ
فِيْ هٰذِهٖ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ خَلْقِ
السَّمَآءِ وَقَالَ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا﴾ ﴿عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ ﴿سَمِيْعًا
بَصِيْرًا﴾ فَكَأَنَّهٗ كَانَ ثُمَّ مَضٰى فَقَالَ
﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾ فِي النَّفْخَةِ
الْأُوْلٰى ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ﴿فَصَعِقَ
مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا
مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ
ذٰلِكَ وَلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ
الْآخِرَةِ ﴿أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
يَّتَسَآءَلُوْنَ﴾ وَأَمَّا قَوْلُهٗ ﴿مَا كُنَّا
مُشْرِكِيْنَ﴾ ﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ
حَدِيْثًا﴾ فَإِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ
ذُنُوْبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ تَعَالَوْا نَقُوْلُ
لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِيْنَ فَخُتِمَ عَلٰى أَفْوَاهِهِمْ
فَتَنْطِقُ أَيْدِيْهِمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللّٰهَ
لَا يُكْتَمُ حَدِيْثًا وَعِنْدَهٗ ﴿يَوَدُّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا﴾ الْآيَةَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ
يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَآءَ ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى
السَّمَآءِ فَسَوَّاهُنَّ فِيْ يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ثُمَّ
دَحَا الْأَرْضَ وَدَحْوُهَا أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا
الْمَآءَ وَالْمَرْعٰى وَخَلَقَ الْجِبَالَ
وَالْجِمَالَ وَالْآكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ
يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ ﴿دَحَاهَا﴾

فرمایا آسمان کو بنایا اپنے قول دحاھا تک سو اس آیت
میں آسمان کا پیدا کرنا زمین کے پیدا کرنے سے پہلے
بیان کیا، پھر فرمایا کہ کیا تم منکر ہو اس سے جس نے پیدا
کیا زمین کو دو دن میں طائعین تک سو اس آیت میں
زمین کا پیدا کرنا آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے بیان
کیا اور ان میں سے چوتھی جگہ یہ ہے کہ اللہ بہت بخشنے
والا، رحم کرنے والا، غالب حکمت والا، سننے والا ہے، اور
دیکھنے والا سو گویا کہ اللہ موصوف تھا ساتھ ان صفتوں کے
بیچ زمانے ماضی کے پھر گزر گیا یعنی اب ان اوصاف
کے ساتھ موصوف نہیں، سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ
جو کہا کہ نہیں نسبتیں درمیان ان کے تو یہ پہلی بار صور
پھونکنے میں ہے پھر پھونکا جائے صور میں سو بیہوش ہو کر
گرے گا جو کوئی ہے آسمان میں اور زمین میں مگر جس کو
اللہ چاہے، پس نہیں نسبتیں درمیان ان کے نزدیک اس
کے اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ پھر دوسری بار
پھونکنے میں سامنے ہو کر ایک دوسرے کو پوچھیں گے لیکن
اللہ تعالیٰ کا قول کہ ہم شرک نہ کرتے تھے اور نہ چھپائیں
گے اللہ سے کوئی بات سو بیشک اللہ بخشے گا اخلاص والوں
کو گناہ ان کے تو مشرکین کہیں گے کہ آؤ ہم بھی کہیں کہ
ہم شرک نہ کرتے تھے سو ان کے منہ پر مہر لگائی جائے گی
پھر ان کے ہاتھ بولیں گے سو اس وقت پہچانا جائے گا
کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائی جاتی اور اس
وقت دوست رکھیں گے کافر، الآیۃ اور پیدا کیا اللہ تعالیٰ
نے زمین کو دو دن میں پھر پیدا کیا آسمان کو پھر قصد کیا
آسمان کی طرف سو برابر کیا ان کو دوسرے دو دن میں پھر

وَقَوْلُهُ ﴿خَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ﴾ فَجُعِلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيْهَا مِنْ شَيْءٍ فِيْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَخُلِقَتِ السَّمٰوَاتُ فِيْ يَوْمَيْنِ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ سَمّٰى نَفْسَهُ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِيْ أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفْ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَإِنَّ كُلًّا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ.

بچھایا زمین کو اور اس کا بچھانا یہ ہے کہ باہر نکالا اس سے پانی کو اور چراگاہ کو اور پیدا کیا پہاڑوں کو اور اونٹوں کو اور ٹیلوں کو اور جو ان کے درمیان ہے اور دو دن میں سو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا دحاھا اور قول اس کا کہ پیدا کیا زمین کو دو دن میں سو پیدا کی گئی زمین اور جو چیز کہ اس میں ہے چار دنوں میں اور پیدا کیے گئے آسمان دو دن میں اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تھا اللہ بخشنے والا تو اللہ تعالیٰ نے یہ اپنا نام رکھا ہے اور یہ ہے قول اس کا یعنی ہمیشہ سے اسی طرح اس واسطے کہ بیشک اللہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اپنی مراد کو پہنچتا ہے سو نہ مختلف ہو تجھ پر قرآن کہ بیشک سب قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔

فائدہ: اور حاصل اس چیز کا کہ واقع ہوا ہے سوال بیچ حدیث باب کے چار جگہیں ہیں پہلی جگہ نفی سوال کی ہے دن قیامت اور ثابت کرنا اس کا اور دوسری جگہ چھپانا مشرکوں کا ہے اپنے حال کو اور ظاہر کرنا اس کا اور تیسری جگہ پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا ہے کہ دونوں میں سے پہلے کون پیدا ہوا؟ چوتھی جگہ لانا ہے حرف کان کو جو دلالت کرتا ہے اوپر ماضی کے باوجود اس کے کہ صفت لازم ہے اور حاصل جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا پہلے سوال سے یہ ہے کہ نفی سوال کی دوسری بار پھونکنے سے پہلے ہے اور ثابت کرنا اس کا اس کے بعد ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ چھپائیں گے شرک کو اپنی زبانوں سے تو ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے اور تیسری سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اس حال میں کہ غیر مدحوہ تھی، پھر پیدا کیا آسمان کو سو برابر کیا اس کو دو دن میں پھر بچھایا زمین کو اس کے بعد اور ڈالے اس میں پہاڑ وغیرہ دو دن میں پس یہ ہیں چار دن واسطے زمین کے پس یہ ہے جو تطبیق دی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے درمیان اس آیت کے اور درمیان قول اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ﴿والارض بعد ذلك دحاها﴾ یہی ہے معتمد اور چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ حرف کان اگرچہ ہے واسطے ماضی کے لیکن نہیں مستلزم ہے وہ منقطع ہونے کو بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہے موصوف ساتھ ان صفتوں کے اور پہلے سوال کا اور بھی جواب آیا ہے کہ نفی سوال کے وقت مشغول ہونے ان کے ہے ساتھ بیہوشی کے اور حساب اور گزرنے کے پل صراط پر اور ثابت کرنا اس کا بیچ اس وقت کے ہے کہ سوائے اس کے ہے اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ساتھ نفی

سوال کے طلب کرنا بعضوں کا ہے بعضوں سے معانی کو اور تیسرے سوال کے اور بھی کئی جواب ہیں ایک یہ کہ ثم ساتھ معنی واؤ کے ہے پس نہیں وارد ہوتا ہے کوئی اعتراض اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ترتیب خبر کی ہے نہ مخبر بہ کی اور بعض کہتے ہیں کہ خلق ساتھ معنی مقدر کے ہے اور چوتھا سوال اور اس کا جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس سے پس احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام غفور رحیم رکھا ہے اور یہ نام رکھنا گزر چکا ہے اس واسطے کہ تعلق منقضی ہوا اور بہر حال دونوں صفتیں سو ہمیشہ ہے وہ موصوف ساتھ ان کے نہیں منقطع ہوتی ہیں کبھی اس واسطے کہ اللہ جب مغفرت اور رحمت چاہتا ہے تو اس کی مراد واقع ہوتی ہے کہا ہے اس کو کرمانی نے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو جواب دیے ہوں ایک یہ کہ تسمیہ ہی ہے جو پہلے تھا اور گزر چکا ہے اور صفت کو کوئی نہایت نہیں اور دوسرا یہ کہ معنی کان کے دوام ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ سے موصوف ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ حمل کیا جائے سوال دو مسلکوں پر اور جواب ان کے اٹھانے پر مانند اس کے کہ کہا جائے کہ یہ لفظ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ زمانے ماضی میں غفور رحیم تھا باوجود اس کے کہ نہ تھا اس جگہ کوئی جس کو بخشا جائے یا رحم کیا جائے اور ساتھ اس طور کے کہ نہیں ہے وہ فی الحال اس طرح واسطے اس کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے لفظ کان کا اور جواب پہلے سوال سے یہ ہے کہ وہ زمانے ماضی میں نام رکھا جاتا تھا ساتھ اس کے یعنی زمانے ماضی میں صرف یہ نام اس کا رکھا گیا ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ کان ہمیشگی اور دوام کے معنی دیتا ہے اور کہا نحویوں نے کہ لفظ کان کا واسطے ثابت ہونے خبر کے ہے زمانے ماضی میں ہمیشہ ہو یا منقطع ہو۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ مَحْسُوْبٍ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ ممنون کے معنی ہیں محسوب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لهم اجر غير ممنون﴾ یعنی واسطے ان کے اجر ہے بے حساب۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ کم کیا گیا اور وہ ساتھ معنی قول مجاہد کے ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ حساب کیا جائے گا اور گنا جائے گا پس نہ کم کیا جائے گا اس سے کچھ۔ (فتح)

﴿أَقْوَاتَهَا﴾ أَرْزَاقَهَا.

اور اقواتها کے معنی ہیں روزی ان کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وقدر فيها اقواتها﴾ یعنی اندازہ کی اس میں روزی ان کی اور میوے ان کے۔

﴿فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ أَمْرَهَا﴾ مِمَّا أَمَرَ بِهِ.

یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿واوحى في كل سماء امرها﴾ یعنی اتارا ہر آسمان میں اس کا حکم۔

فائدہ: یعنی جو حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اور ارادہ کیا ہے پیدا کرنے کا آلات رجوم اور چنگاڑوں سے اور

سوائے اس کے۔ (فتح)

﴿نَحِسَاتٍ﴾ مَشَائِيمَ.

اور نحسات کے معنی ہیں نامبارک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ایام نحسات﴾ یعنی بھیجی ہم نے ان پر آندھی سخت نا مبارک دنوں میں۔

﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ﴾ قَرَنَّاهُمْ بِهِمْ ﴿تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ عِنْدَ الْمَوْتِ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ معین کیے ہم نے واسطے ان کے ہم نشین اور ﴿تتنزل علیهم الملآئکة﴾ سے مراد یہ ہے موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

فائدہ: نہیں ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿تتنزل علیهم الملآئکة﴾ تفسیر واسطے قول اس کے کہ ﴿وقیضنا﴾ بلکہ وہ آیت جدا ہے اور پہلی آیت جدا ہے اور مراد دوسرے قول سے یہ آیت ہے ﴿تتنزل علیهم الملآئکة ان لا تخافوا ولا تحزنوا﴾ تو مراد یہ ہے کہ اترتے ہیں ان پر فرشتے موت کے وقت۔

﴿اهْتَزَّتْ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿وَرَبَتْ﴾ ارْتَفَعَتْ.

یعنی اهتزت کے معنی ہیں کہ تازہ ہوئی سبزوں سے اور ربت کے معنی ہیں کہ ابھری اور اونچی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاذا انزلنا علیها المآء اهتزت وربت﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مِنْ أَكْمَامِهَا﴾ حِينَ تَطْلُعُ.

یعنی اور اس کے غیر نے کہا مراد اکمامها سے یہ ہے کہ جب نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما تخرج من ثمرات من اکمامها﴾۔

﴿لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي﴾ أَيْ بِعَمَلِي أَنَا مَحْقُوقٌ بِهٰذَا.

اللہ کے اس قول کے معنی کہ البتہ کہتا ہے یہ واسطے میرے ہے یعنی یہ سبب نیک ہونے عمل میرے کے ہے میں مستحق ہوں ساتھ اس کے۔

﴿سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ﴾ قَدَّرَهَا سَوَاءً.

یعنی اللہ کے قول ﴿سواء للسائلین﴾ کے معنی ہیں کہ برابر ہے اندازہ اس کا واسطے پوچھنے والوں کے یعنی بیان واضح ہے واسطے ان کے۔

﴿فَهَدَيْنَاهُمْ﴾ دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ وَكَقَوْلِهِ ﴿هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ﴾ وَالْهُدَى

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ راہ بتلائی ہم نے ان کو نیکی اور بدی کی مانند قول اللہ تعالیٰ کے دکھلائی ہم نے ان کو دونوں راہیں، یعنی نیکی اور بدی کی اور مانند

الَّذِیْ هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَصْعَدْنَاهُ وَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهُ ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾.

قول اس کے کی اور دکھلائی ہم نے اس کو راہ یعنی ہدایت کی معنی ان آیتوں میں مطلق راہ دکھلانے کے ہیں اور ہدایت جو ساتھ معنی ارشاد کے ہے بجائے اصعدنا کے ہے یعنی پہنچانا طرف مطلوب کے اور اسی قبیل سے ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ یہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ۔

﴿يُوْزَعُوْنَ﴾ يُكَفُّوْنَ.

یعنی یوزعون کے معنی ہیں روکے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فهم يوزعون﴾.

﴿مِنْ أَكْمَامِهَا﴾ قِشْرُ الْكُفُرّٰى هِيَ الْكُمُّ.

یعنی اکمام جمع ہے کم کی اور کم کے معنی ہیں گابھے کے اوپر کا چھلکا جس میں گابھا ہوتا ہے۔

فائدہ: اور کفری ساتھ ضمہ کاف کے اور فتح فا کے اور راء مشدد مکسورہ کے وہ غلاف ہے گابھے کا اور چھلکا اوپر کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما تخرج من ثمرات من اكمامها﴾۔

﴿وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ الْقَرِيْبُ.

یعنی حمیم کے معنی ہیں قریب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كانه ولى حميم﴾.

﴿مِنْ مَحِيْصٍ﴾ حَاصَ عَنْهُ أَيْ حَادَ.

یعنی محیص مشتق ہے حاص سے یعنی پھرا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مالهم من محيص﴾.

﴿مِرْيَةٍ﴾ وَمُرْيَةٌ وَاحِدٌ أَيْ إِمْتِرَاءٌ.

یعنی دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں یعنی شک۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ﴾ هِيَ وَعِيْدٌ.

یعنی کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اعملوا ماشئتم﴾ وعید ہے یعنی یہ معنی نہیں کہ تم کفر کرو بلکہ یہ وعدہ ہے عذاب کا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوْهُ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ ﴿كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ادفع بالتى هى احسن﴾ میں صبر کرنا ہے وقت غضب کے اور معاف کرنا ہے وقت برا کرنے کے سو جب یہ کریں تو بچاتا ہے ان کو اللہ بدی دشمن کی سے اور جھکاتا ہے واسطے ان کے دشمن ان کے کو جیسے وہ دوست

ہے قریبی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتا دیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے لیکن تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو۔

٤٤٤٢ - حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ الْآيَةَ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنٌ لَّهُمَا مِنْ ثَقِيْفَ أَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيْفَ وَخَتَنٌ لَّهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ حَدِيْثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضَهٗ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهٗ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلَّهٗ فَأُنْزِلَتْ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ الْآيَةَ.

۴۴۴۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتا دیں گے تمہارے کان، الآیۃ، کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ دو قریشی اور ان کا داماد ثقفی یا دو مرد ثقفی اور ان کا داماد قریشی خانے کعبے میں بیٹھے تھے سو بعضوں نے بعضوں سے کہا کیا تم دیکھتے ہو کہ اللہ ہماری بات سنتا ہے؟ بعضوں نے کہا کہ بعض بات سنتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر بعض کو سنتا ہے تو البتہ سب کو سنتا ہے تو یہ آیت اتری کہ تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں گے تم پر تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں، آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ اس تمہارے گمان نے جو تم نے اپنے رب کے ساتھ رکھا ہلاک کیا تم کو سو ہو گئے تم خسارہ پانے والوں سے۔

فائدہ: اشارہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے وذلکم طرف اس چیز کے ہے جو پہلے گزر چکا ہے فعل استتار سے واسطے خیال کرنے ان کے اور ان کا عمل اللہ کو معلوم نہیں ہے اور وہ مبتدا ہے اور خبر اردٰکم ہے اور ظنکم بدل ہے اس سے۔

٤٤٤٣ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ

۴۴۴۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس خانے کعبے کے دو قریشی اور ایک ثقفی یا دو ثقفی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ قَالَ الْاٰخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ الْاٰيَةَ وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهٰذَا فَيَقُوْلُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ أَوِ ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ أَوْ حُمَيْدٌ أَحَدُهُمْ أَوِ اثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلٰى مَنْصُوْرٍ وَتَرَكَ ذٰلِكَ مِرَارًا غَيْرَ مَرَّةٍ وَّاحِدَةٍ.

اور ایک قریشی موٹے بدن والے کم عقل والے سو ان میں سے ایک نے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟ دوسرے نے کہا کہ اگر ہم پکار کر کہیں تو سنتا ہے اور اگر ہم آہستہ کہیں تو نہیں سنتا اور تیسرے نے کہا کہ اگر سنتا ہے جب ہم پکار کے کہیں تو البتہ وہ سنتا ہے جب ہم آہستہ کہتے ہیں سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں گے تم پر تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر ہماری بعض بات کو سنتا ہے تو سب بات کو سنتا ہے تو یا اس واسطے ہے کہ نسبت تمام مسموع چیزوں کی طرف اس کی ایک شان ہے سو تخصیص تحکم ہے اور یہ مشعر ہے کہ اس کا قائل اپنے ساتھیوں سے زیادہ بوجھ والا تھا اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ موٹے آدمی میں عقل کم ہوتی ہے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ میں نے کوئی موٹا آدمی عقلمند نہیں دیکھا سوائے محمد بن حسن کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَإِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَإِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اگر وہ صبر کریں تو ان کا گھر آگ ہے اور اگر وہ معافی چاہیں تو نہیں وہ معاف کیے گئے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنَحْوِهٖ.

یعنی حدیث بیان کی ہے معمر نے ساتھ اس سند کے مانند حدیث سابق کے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ عٓسٓقٓ

سورۂ حم عسق کی تفسیر کا بیان

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿عَقِيْمًا﴾ الَّتِيْ لَا تَلِدُ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ عقیم کے معنی ہیں وہ عورت جو نہ جنے یعنی بانجھ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ويجعل من يشآء عقيما﴾ یعنی کرتا ہے جس کو چاہے بانجھ۔

﴿رُوْحًا مِّنْ أَمْرِنَا﴾ اَلْقُرْاٰنُ.

یعنی مراد روح سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں قرآن ہے

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ روح سے مراد رحمت ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ﴾ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ.

یعنی کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یذرؤکم کے معنی ہیں کہ بکھیرتا ہے تم کو بیچ اس کے یعنی پیدا کرتا ہے تم کو اس میں نسل بعد نسل کے۔

﴿لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ لَا خُصُوْمَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ.

یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے اس قول میں حجت سے خصومت ہے، یعنی نہیں ہے جھگڑا ہمارے اور تمہارے درمیان۔

﴿مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ﴾ ذَلِيْلٍ.

یعنی خفی کے معنی ہیں ذلیل، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ينظرون من طرف خفي﴾ یعنی دیکھتے ہیں ذلیل نظر سے اور سدی سے روایت ہے کہ نظر چرا کر دیکھتے ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهِ﴾ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِيْنَ فِي الْبَحْرِ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ اگر اللہ چاہے تو روک دے ہوا کو پس رہ جائیں کھڑے اس کی پیٹھ پر حرکت کریں موج سے اور نہ چلیں دریا میں۔

فائدہ: یعنی بہ سبب بند ہو جانے ہوا کے اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوتا ہے اعتراض اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ یتحرکن سے پہلے لا ساقط ہے یعنی اور وجہ دفع کی یہ ہے کہ مراد حرکت کرنا کشتیوں کا بہ سبب موج دریا کے ہے اور نہ چلنا ان کا دریا میں بہ سبب بند ہونے ہوا کے ہے پس نہیں ہے مخالفت درمیان قول اس کے یتحرکن و لا یجرین کے اور سکون اور حرکت اس میں نسبتی امر ہے۔ (فتح)

﴿شَرَعُوْا﴾ اِبْتَدَعُوْا.

یعنی شرعوا کے معنی ہیں کیا نئی راہ نکالی ہے انہوں نے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أم لهم شركآء شرعوا

لهم من الدين ما لم يأذن به الله﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مگر دوستی چاہیے رشتے داروں میں۔

٤٤٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجِلْتَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ.

۴۴۴۴۔ حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی مگر دوستی چاہیے رشتے داروں میں تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ اس وقت مجلس میں موجود تھے کہا کہ مراد قربیٰ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو نے جلدی کی یعنی تفسیر میں بیشک قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان میں قرابت تھی سو فرمایا کہ مگر یہ کہ جوڑو تم جو میرے اور تمہارے درمیان ہے قرابت سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان میں قرابت تھی تو یہ بجائے تمہید کے ہے اس کے قول سے کہ مگر یہ کہ جوڑو تم جو میرے اور تمہارے درمیان قرابت سے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مگر یہ کہ دوستی رکھو مجھ سے بہ سبب قرابت میری کے سو نگہبانی کرو میری۔ اور خطاب اس میں خاص قریش کے واسطے ہے اور قربیٰ عصوبیت اور رحم کی ہے تو گویا کہ کہا کہ نگہبانی کرو میری واسطے قرابت کے اگر نہیں پیروی کرتے تم میری واسطے پیغمبری کے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد قربیٰ سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اس کے شان نزول میں ایک اور قول بھی ہے اور قوی ترجیح سبب نزول اس کے وہ ہے جو قتادہ سے مروی ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم مزدوری مانگتا ہے اس پر جو کہتا ہے سو یہ آیت اتری اور گمان کیا ہے بعضوں نے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور رد کیا ہے اس کو ثعلبی نے ساتھ اس کے کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر امر کے ساتھ دوستی کے کرنے کے طرف اللہ کے ساتھ بندگی اس کی کے یا ساتھ پیروی کرنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یا صلہ رحمی اس کی کے ساتھ ترک کرنے ایذا اس کی کے یا صلہ رحمی کرنے کے ساتھ قرابتیوں اس کے کی اس کے سبب سے اور ان سب امروں کا حکم بدستور جاری ہے منسوخ نہیں اور حاصل یہ ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں نے حمل کیا ہے آیت کو اوپر حکم کرنے مخاطبوں کے ساتھ اس کے کہ دوستی رکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتیوں سے اور ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے حمل کیا ہے اس کو اس پر کہ دوستی رکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ سبب قرابت کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کے درمیان ہے سو پہلی وجہ کی بنا پر خطاب عام ہے واسطے سب مکلفوں کے اور دوسری وجہ کی بنا پر خطاب خاص ہے واسطے قریش کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ یہ سورت مکی ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے، ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قل ما اسالکم علیه من اجر﴾ اور احتمال ہے کہ ہو یہ عام خاص کیا گیا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت باب کی اور معنی یہ ہیں کہ دستور تھا کہ قریش ناتے داروں سے سلوک کیا کرتے تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری عطا ہوئی تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطع رحمی کی سو فرمایا کہ جوڑو مجھ سے جیسا کہ جوڑتے ہو اپنی برادری سے اور قول اللہ تعالیٰ کا قربیٰ مصدر ہے مانند زلفیٰ اور بشریٰ کے ساتھ معنی قرابت کے اور مراد بیچ اہل قرابت کے ہے اور تعبیر کیا گیا ہے ساتھ لفظ فی کے سوائے لام گویا کہ ٹھہرایا ہے ان کو مکان واسطے دوستی کے اور جگہ قرار اس کے کی اور احتمال ہے کہ فی واسطے سببیت کے ہو اور یہ اس بنا پر ہے کہ استثناء متصل ہے سو اگر منقطع ہو تو معنی یہ ہے کہ نہیں مانگتا میں تم سے اس پر مزدوری کبھی لیکن میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ دوستی رکھو مجھ سے بہ سبب قرابت میری کے بیچ تمہارے۔ (فتح)

سُوْرَةُ حٰمٓ الزُّخْرُفِ
سورہ حم زخرف کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَلٰى أُمَّةٍ﴾ عَلٰى إِمَامٍ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ امۃ کے معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں امام کے ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا وجدنا آباء نا علی امة وانا علی آثارهم مقتدون﴾ اور مجاہد رحمہ اللہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ امت کے معنی ہیں ملت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امۃ کے معنی ہیں دین یعنی پایا ہم نے اپنے باپ اور دادوں کو ایک دین پر اور ہم انہیں کی راہ چلتے ہیں۔

﴿وَقِيْلِهٖ يَا رَبِّ﴾ تَفْسِيْرُهٗ أَيَحْسِبُوْنَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيْلَهُمْ.

یعنی اللہ کے قول وقیلہ یا رب کی تفسیر یہ ہے کہ کیا گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے راز ان کا اور سرگوشی ان کی اور نہیں سنتے ان کا قول۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ بعضوں نے اس تفسیر سے انکار کیا ہے اور اس واسطے کہ یہ اس وقت صحیح ہوتی ہے جب کہ ہو قرأت وقیلهم کہا طبری نے اور پڑھا ہے جمہور نے وقیله ساتھ نصب کے واسطے عطف ڈالنے کے اللہ کے اس قول پر ﴿ام یحسبون انا لا نسمع سرهم ونجواهم﴾ اور تقدیر یہ ہے ونسمع قیله یا رب اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض ابن تین کا اور قول زام اس کا بلکہ صحیح ہوگا اور قرأت وقیله ہے ساتھ افراد کے ہے اور قرأت کوفیوں کی ساتھ زیر کے ہے اس معنی کی بنا پر وعنده علم الساعة وعلم قیله کہا اور یہ دونوں قرأتیں صحیح ہیں اور دونوں کے

معنی صحیح ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ لَوْلَا أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوْتِ الْكُفَّارِ ﴿سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ﴾ مِنْ فِضَّةٍ وَّهِيَ دَرَجٌ وَّسُرُرُ فِضَّةٍ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ لوگ ہو جائیں ایک گروہ یعنی اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ ٹھہراؤں میں سب لوگوں کو کافر تو البتہ کرتا میں واسطے گھروں کفار کے چھت چاندی کے اور سیڑھیاں چاندی کی اور مراد معارج سے سیڑھیاں اور تخت چاندی کے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے حسن سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ولولا ان یکون الناس امة واحدة﴾ کہا کہ مراد امت واحدہ سے کافر ہیں کہ دنیا کی طرف جھکیں اور اکثر لوگ دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام نہیں کیا سو کیا حال ہوتا اگر کرتا۔

﴿مُقْرِنِيْنَ﴾ مُطِيْقِيْنَ.

یعنی مقرنین کے معنی ہیں طاقت والے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما كنا له مقرنين﴾ یعنی نہ تھے ہم واسطے اس کے طاقت والے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہ زور میں اور نہ ہاتھوں میں۔

﴿اٰسَفُوْنَا﴾ أَسْخَطُوْنَا.

یعنی آسفونا کے معنی ہیں کہ غصہ دلایا ہم کو اللہ نے فرمایا ﴿فلما آسفونا﴾.

﴿يَعْشُ﴾ يَعْمٰى.

یعش کے معنی ہیں اندھا ہو۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ومن یعش عن ذکر الرحمن﴾ یعنی جو اندھا ہو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تو متعین کرتے ہیں ہم اس کے واسطے شیطان کو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ﴾ أَيْ تُكَذِّبُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ ثُمَّ لَا تُعَاقَبُوْنَ عَلَيْهِ.

یعنی کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کیا پھیر دیں گے ہم تمہاری طرف سے یہ نصیحت موڑ کر یعنی تم قرآن کو جھٹلاتے ہو پھر تم کو اس پر عذاب نہیں ہو گا یعنی تم کو اس پر عذاب ہو گا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کیا تم نے گمان کیا ہے کہ ہم تم سے درگزر کریں گے اور حالانکہ تم نے ہمارا حکم نہیں مانا۔

﴿وَمَضٰی مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ﴾ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ. یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں گزر چکا ہے پہلوں کا طریقہ۔

﴿وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ﴾ یَعْنِی الْاِبِلَ وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ. یعنی مراد ساتھ لہ کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿له مقرنين﴾ اونٹ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے ہیں۔

﴿یَنْشَأُ فِی الْحِلْیَةِ﴾ اَلْجَوَارِیْ جَعَلْتُمُوْهُنَّ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا فَكَیْفَ تَحْكُمُوْنَ. یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ينشو في الحلية﴾ سے لڑکیاں ہیں یعنی ٹھہرایا ہے تم نے ان کو واسطے اللہ کے اولاد پس کس طرح حکم کرتے ہو کہ تم خود لڑکیوں کے ساتھ راضی نہیں ہوتے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ انکار کیا اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنہوں نے گمان کیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں سو فرمایا کہ کیا ٹھہرائی ہیں اللہ سبحانہ نے اپنے واسطے اپنی پیدائش میں سے بیٹیاں اور چن لیے تمہارے واسطے بیٹے اور تم غضبناک ہوتے ہو بیٹیوں سے اور نفرت کرتے ہو ان سے یہاں تک کہ تم نے اس میں مبالغہ کیا سو تم نے ان کو زندہ زمین میں گاڑا سو کس طرح اختیار کرتے ہو تم اپنے آپ کو ساتھ اعلیٰ چیز کے دو چیزوں میں سے اور ٹھہراتے ہو تم واسطے اس کے جز ادنیٰ کو باوجود اس کے کہ صفت اس قسم کی کہ وہ بیٹیاں ہیں یہ ہے کہ وہ پلتی ہیں زیور اور زینت میں جو نوبت پہنچاتی ہے طرف نقص عقل کے اور نہ قائم ہونے کے ساتھ حجت کے اور روایت ہے قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد بیٹیاں ہیں ﴿وهو في الخصام غير مبين﴾ کہا کہ نہیں کلام کرتی عورت کہ ارادہ کرے یہ کہ کلام کرے ساتھ حجت کے مگر کہ کلام کرتی ہے ساتھ ایسی بات کے کہ حجت ہوتی ہے اس کے اوپر۔

﴿لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾ یَعْنُوْنَ الْاَوْثَانَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ اَیِ الْاَوْثَانُ اِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ. یعنی ضمیر هم کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ما عبدناهم﴾ بتوں کی طرف راجع ہے یعنی اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم بتوں کو نہ پوجتے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں ان کو علم یعنی بتوں کو یعنی بیشک وہ نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مالهم بذلك من علم ان هم الا يخرصون﴾ اور ضمیر بیچ قول اس کے ﴿مالهم بذلك من علم﴾ کافروں کی طرف پھرتی ہے یعنی نہیں ان کو علم ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو مشیت سے اور نہیں کوئی دلیل واسطے

ان کے اور پر اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محض اٹکل سے کہتے ہیں یا ضمیر بتوں کی طرف پھرتی ہے اور اتارا ان کا بجائے ذوی العقول کے اور نفی کی ان سے علم اس چیز کی کہ کرتے ہیں مشرکین عبادت ان کی سے یعنی بتوں کو مطلق کچھ علم نہیں اس کا کہ مشرکین ان کو پوجتے ہیں۔

﴿فِیْ عَقِبِهٖ﴾ وَلَدِهٖ. یعنی مراد عقبہ سے اس کی اولاد ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وجعلها كلمة باقية في عقبه﴾ یعنی کیا اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید کو باقی اس کی اولاد میں۔

﴿مُقْتَرِنِیْنَ﴾ یَمْشُوْنَ مَعًا. یعنی مقترنین کے معنی ہیں اکٹھے چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او جآء معه الملآئكة مقترنين﴾.

﴿سَلَفًا﴾ قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. یعنی مراد سلفا سے اللہ کے اس قول میں قوم فرعون کی ہے کہ وہ پیشوا ہیں واسطے کفار امت محمد ﷺ کے۔

﴿وَمَثَلًا﴾ عِبْرَةً. اور مثلا سے مراد عبرت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فجعلناهم سلفا ومثلا للآخرين﴾۔

﴿یَصِدُّوْنَ﴾ یَضِجُّوْنَ. اور یصدون کے معنی ہیں یضجون یعنی چلاتے ہیں اور خوشی سے آواز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اذا قومك منه يصدون﴾ یعنی اچانک تیری قوم عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے چلاتے ہیں۔

﴿مُبْرِمُوْنَ﴾ مُجْمِعُوْنَ. یعنی مبرمون کے معنی ہیں اتفاق اور پکا قصد کرنے والے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فانا مبرمون﴾۔

﴿أَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ﴾ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ. یعنی مراد اول العابدین سے یہ ہے کہ میں ہوں پہلا ایمان لانے والا۔

وَقَالَ غَیْرُهٗ ﴿إِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ﴾ الْعَرَبُ تَقُوْلُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَآءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْإِثْنَانِ وَالْجَمِیْعُ اور کہا اس کے غیر نے کہ لفظ براء جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واقع ہے عرب کی کلام میں واحد اور تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مؤنث سب کے واسطے بولا جاتا ہے یہ نہیں

مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيْهِ بَرَآءٌ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ وَلَوْ قَالَ بَرِيْءٌ لَقِيْلَ فِي الْاِثْنَيْنِ بَرِيْئَانِ وَفِي الْجَمِيْعِ بَرِيْئُوْنَ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّنِيْ بَرِيْءٌ بِالْيَآءِ.

کہ واحد کے واسطے اور کلمہ اور تثنیہ، جمع کے واسطے اور کہا جاتا ہے اس میں براء اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یعنی واحد اور تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مونث سب کے واسطے فقط یہی لفظ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یعنی اسم جنس ہے تھوڑا اور بہت اس میں برابر ہے اور اگر بریٔ پڑھا جائے تو تثنیہ میں بریئان کہا جائے گا اور جمع میں بریئوں اور پڑھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اننی بریٔ کو ساتھ یا کے۔

وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ.

یعنی مراد زخرف سے سونا ہے۔

مَلَآئِكَةً يَّخْلُفُوْنَ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

یعنی یخلفون کے معنی ہیں کہ بعض بعض کا خلیفہ ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولو نشآء لجعلنا منکم ملآئکة فی الارض یخلفون﴾ یعنی اگر ہم چاہتے تو زمین میں فرشتے بناتے کہ بعض بعض کا خلیفہ ہوتا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَّاكِثُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اور پکاریں گے کہ اے مالک تیرا رب ہم کو موت دے۔

٤٤٤٥ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾.

۴۴۴۵۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر پڑھتے تھے کہ پکاریں گے اے مالک! چاہیے کہ موت دے ہم کو تیرا رب۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ﴾ عِظَةً لِّمَنْ بَعْدَهُمْ.

یعنی اور کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ مثلا کے معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نصیحت ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مُقْرِنِيْنَ﴾ ضَابِطِيْنَ يُقَالُ فُلَانٌ مُّقْرِنٌ لِّفُلَانٍ ضَابِطٌ لَّهٗ.

اور کہا قتادہ کے غیر نے کہ مقرنین کے معنی ہیں قابو کرنے والے کہا جاتا ہے فلانا مقرن ہے واسطے اس کے یعنی قابو کرنے والا ہے واسطے اس کے۔

وَالْأَكْوَابُ الْأَبَارِيقُ الَّتِي لَا خَرَاطِيمَ لَهَا.

یعنی اباریق وہ کوزے ہیں جن کا ناک نہ ہو یعنی جس میں سے پانی ڈالا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یطاف علیھم بصحاف من ذھب واکواب﴾۔

﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ أَيْ مَا كَانَ فَأَنَا أَوَّلُ الْآنِفِينَ وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین﴾ یعنی کلمہ ان کا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نافیہ ہے یعنی نہیں ہے اللہ کے واسطے اولاد سو میں اول عار کرنے والا ہوں اور وہ دونوں لغتیں ہیں کہا جاتا ہے مرد ہے عابد اور عبد۔

فائدہ: اور سدی سے روایت ہے کہ ان ساتھ معنی لو کے ہے یعنی اگر اللہ کی اولاد ہوتی تو ہوتا میں پہلے پہل بندگی کرنے والا اس کو ساتھ اس کے لیکن نہیں ہے واسطے اس کے کوئی اولاد اور ترجیح دی ہے اس کو طبری نے اور کہا ابوعبیدہ نے کہ ان اس آیت میں ساتھ معنی ما کے ہے اور فا ساتھ معنی واؤ کے یعنی نہیں واسطے اللہ کے کوئی اولاد اور میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں اور کہا اور لوگوں نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہے واسطے اللہ کے اولاد تمہارے قول میں تو میں پہلا کفر کرنے والا ہوں ساتھ اس کے اور انکار کرنے والا تمہارے قول سے۔ (فتح)

وَقَرَأَ عَبْدُ اللهِ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ.

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ﴿وقیله یا رب﴾ کی جگہ وقال الرسول یا رب پڑھا ہے اور قرأۃ عامہ کی یہ ہے ﴿وقیله یا رب﴾۔

وَيُقَالُ ﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ الْجَاحِدِينَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ.

اور کہا جاتا ہے کہ عابدین کے معنی ہیں انکار کرنے والے مشتق ہے عبد یعبد سے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿فِي أُمِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةِ الْكِتَابِ أَصْلِ الْكِتَابِ.

یعنی کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ اللہ کے قول ﴿وانه فی ام الکتاب﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جملہ کتاب میں اور اصل کتاب میں۔

﴿أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ﴾ مُشْرِكِينَ.

یعنی مراد مسرفین سے اس آیت میں مشرکین ہیں۔

وَاللهِ لَوْ أَنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهُ أَوَائِلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ لَهَلَكُوا.

یعنی قسم ہے اللہ کی کہ اگر یہ قرآن اٹھایا جاتا جس جگہ رد کیا ہے اس کو اس امت کے پہلے لوگوں نے یعنی قرآن

کو جھٹلایا تو البتہ ہلاک ہو جاتے لیکن دوہرایا اللہ نے اپنی رحمت کو اوپر ان کے سو دعوت دی ان کو اس کی طرف۔

﴿فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْأَوَّلِيْنَ﴾ عُقُوْبَةُ الْأَوَّلِيْنَ.

یعنی مراد مثل سے اس آیت میں عقوبت ہے یعنی گزر چکی ہے عقوبت پہلوں کی۔

﴿جُزْءًا﴾ عِدْلًا.

یعنی جزء کے معنی ہیں برابر اور شریک، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وجعلوا له من عباده جزءا﴾۔

فائدہ: اور کہا بعض نے کہ جزء کے معنی ہیں حصہ اور بعض کہتے ہیں کہ جزء سے مراد عورتیں ہیں۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ

سورۂ دخان کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿رَهْوًا﴾ طَرِيْقًا يَابِسًا.

اور کہا مجاہد رائیٹیہ نے کہ رھوا کے معنی ہیں خشک راستہ۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واترك البحر رهوا﴾ قتادہ رائیٹیہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ ماریں لاٹھی دریا کو تا کہ مل جائے اور جاری ہو اور ڈرے کہ فرعون اور اس کی فوج ان کے پیچھے پڑے سو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ چھوڑ دے دریا کو تھم رہا یعنی بدستور خشک راہ بیشک وہ فوج ہے غرق ہونے والی۔ (فتح)

﴿عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ عَلٰى مَنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ.

یعنی مراد عالمین سے ان کے زمانے کے لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولقد اخترناهم على العالمين﴾ یعنی پسند کیا ہم نے ان کو ان کے زمانے کے لوگوں پر۔

﴿فَاعْتِلُوْهُ﴾ ادْفَعُوْهُ.

یعنی فاعتلوا کے معنی ہیں کہ ہانکو اس کو دوزخ کی طرف

﴿وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾ أَنْكَحْنَاهُمْ حُوْرًا عِيْنًا يَحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ.

یعنی زوجناهم کے معنی ہیں کہ بیاہ دیں ہم ان کو گوریاں بڑی آنکھ والیاں کہ حیران ہوتی ہیں ان میں آنکھ ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے کپڑوں کے پیچھے سے نظر آتا ہے اور دیکھنے والا اپنے چہرے کو ان کے جگر میں دیکھتا ہے شیشے کی طرح چمڑے کے پتلا ہونے اور رنگ کے صاف ہونے کے سبب سے۔ (فتح)

وَيُقَالُ ﴿أَنْ تَرْجُمُوْنِ﴾ الْقَتْلُ.

یعنی ترجمون کے معنی ہیں قتل کرنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وانی عذت بربی وربکم ان ترجمون﴾۔

فائدہ: اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رجم کے معنی یہاں سنگسار کرنا ہے۔

وَيُقَالُ ﴿رَهْوًا﴾ سَاكِنًا.

اور رھوا کے معنی ہیں تھم رہا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْمُهْلِ﴾ أَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مھل کی تفسیر میں کہ سیاہ ہے مانند تلچھٹ کے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿كالمهل يشوى الوجوه﴾ کہ وہ ایک چیز ہے گاڑھی مثل تلچھٹ کے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک قسم ہے مثل تانبے پگھلے کے مشابہ ہے زیت کے مائل ہے طرف زردی کے اور کہا اصمعی نے کہ مھل پیپ ہے اور جو بہتا ہے مردے سے اور صاحب محکم نے کہا کہ میل ہے سونے چاندی وغیرہ جواہر کی اور بعض کہتے ہیں کہ سیسہ ہے پگھلا ہوا یا لوہا یا چاندی۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تُبَّعٍ﴾ مُلُوكُ الْيَمَنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ وَالظِّلُّ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ الشَّمْسَ.

اور کہا غیر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد تبع سے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اهم خير ام قوم تبع﴾ یمن کے بادشاہ ہیں اور نام رکھا جاتا ہے ہر ایک ان میں سے تبع اس واسطے کہ وہ پیچھے آتا ہے اپنے ساتھی کے اور سایہ کا نام بھی تبع رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ تابع ہے آفتاب کے۔

فائدہ: یہ قول ابو عبیدہ کا ہے اور زیادہ کیا ہے اس نے کہ مرتبہ تبع کا جاہلیت میں یعنی زمانہ کفر میں بجائے خلیفہ کے ہے اسلام میں اور وہ بادشاہ ہیں عرب کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تبع نیک مرد تھا اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا کہنے تبع کے سے اور ایک روایت میں ہے کہ مت برا کہو تبع کو کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا کہا وہب نے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا۔ (فتح)

بَابُ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ فَارْتَقِبْ فَانْتَظِرْ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں سو انتظار کر جس دن کہ لائے آسمان دھواں ظاہر، قتادہ نے کہا کہ فارتقب کے معنی ہیں انتظار کر۔

٤٤٤٦ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَضٰى خَمْسٌ اَلدُّخَانُ وَالرُّوْمُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ.

۴۴۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں یعنی واقع ہو چکی ہیں دخان اور روم اور قمر اور بطشہ اور لزام۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ڈھانکے لوگوں کو یہ

أَلِيْمٌ﴾.

عذاب ہے درد دینے والا۔

۴۴۴۷ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ هٰذَا لِأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَّجَهْدٌ حَتّٰى أَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَآءِ فَيَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَالَ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ اللّٰهَ لِمُضَرَ فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ لِمُضَرَ إِنَّكَ لَجَرِيْءٌ فَاسْتَسْقٰى لَهُمْ فَسُقُوْا فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوْا إِلٰى حَالِهِمْ حِيْنَ أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾ قَالَ يَعْنِيْ يَوْمَ بَدْرٍ.

۴۴۴۷ ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ قحط اس واسطے پڑا کہ کفار قریش نے جب حضرت ﷺ کی نافرمانی کی اور آپ کا حکم نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان پر قحط کی بددعا کی سو پہنچی ان کو قحط سالی اور سختی یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا سو مرد آسمان کی طرف دیکھنے لگا سو اپنے اور اس کے درمیان دھواں سا دیکھتا سختی بھوک کے سبب سے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ انتظار کر جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح جو ڈھانکے لوگوں کو یہ ہے عذاب دکھ دینے والا کہا اس نے سو کوئی مرد یعنی ابوسفیان حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ اللہ سے مضر کے واسطے مینہ کی دعا کیجئے کہ تحقیق وہ ہلاک ہوئے ، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو حکم کرتا ہے کہ میں مضر کے واسطے مینہ کی دعا مانگوں باوجود اس چیز کے کہ وہ اس پر ہیں نافرمانی اور شرک کرنے سے بیشک تو بڑا دلیر ہے سو حضرت ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی سو اللہ نے ان پر مینہ برسایا پھر یہ آیت اتری کہ بیشک تم پھر وہی کرنے والے ہو پھر جب ان کو آسودگی اور فراخی پہنچی تو اپنے پہلے حال کی طرف پھر گئے سو اللہ نے یہ آیت اتاری جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ ہم بدلہ لینے والے ہیں، کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد بڑی پکڑ سے جنگ بدر کا دن ہے۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا واسطے مضر کے اس واسطے کہ اکثر ان میں سے حجاز کے پانیوں کے قریب تھے اور قحط کی بددعا قریش پر تھی اور وہ مکے میں رہتے تھے سو قحط نے ان کے آس پاس والوں کی طرف سرایت کی سو بہتر ہوا کہ ان کے واسطے دعا کی جائے اور شاید سائل نے قریش کا نام نہ لیا تا کہ ان کا گناہ حضرت ﷺ کو نہ یاد آ جائے

سواس نے کہا کہ مضر کے واسطے دعا کیجئے تا کہ وہ بھی ان میں درج ہوں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ غیر یدعو علیہم ہلاک ہوئے ان کے پاس ہونے کے سبب سے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ کی قوم ہلاک ہوئی اور نہیں ہے مخالفت درمیان دونوں کے اس واسطے کہ مضر بھی آپ کی قوم ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے ہمارے رب! کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں۔

٤٤٤٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اَللّٰهُ أَعْلَمُ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ إِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ أَكَلُوْا فِيْهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتّٰى جَعَلَ أَحَدُهُمْ يَرٰى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَآءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ قَالُوْا ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُوْنَ﴾ فَقِيْلَ لَهُ إِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَادُوْا فَدَعَا رَبَّهُ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوْا فَانْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾.

۴۴۴۸۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا سو اس نے کہا کہ علم سے ہے یہ کہ کہے تو واسطے اس چیز کے کہ نہ جانے کہ اللہ خوب جاننے والا ہے بیشک اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں نہیں مانگتا تم سے کچھ مزدوری اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے اس کا بیان یوں ہے کہ جب قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکشی کی اور آپ کا حکم نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ان پر قحط پڑا کہ انہوں نے اس میں ہڈیوں اور مردار کو کھایا شدت بھوک کے سبب سے یہاں تک کہ کوئی ان میں اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا دیکھنے لگا شدت بھوک کے سبب سے انہوں نے کہا کہ الٰہی! کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ اگر ہم ان سے عذاب کو کھول دیں تو وہ پھر وہی کریں گے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے ان سے عذاب کو کھول دیا وہ پھر وہی کام کرنے لگے تو اللہ نے ان سے جنگ بدر کے دن بدلہ لیا سو یہی مطلب ہے اللہ تعالٰی کے اس قول کا جس دن لائے گا آسمان دھواں صریح، منتقمون تک۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے سبب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سورۂ روم میں اور وجہ سے اعمش کے طریق سے اور اس

کا لفظ یہ ہے کہ کہا مسروق رحمہ اللہ نے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد وعظ کرتا تھا قبیلہ کندہ میں تو اس نے کہا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا سو منافقوں کے کان اور ناک کو پکڑے گا اور ایماندار کو زکام سا ہو جائے گا سو ہم گھبرائے تو میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ تکیہ کیے تھے سو غضبناک ہوئے سو کہا کہ جو جانے سو کہے اور جو نہ جانے سو چاہیے کہ کہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور البتہ جاری ہوا ہے بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت پر اوپر اختیار کرنے خفی کے واضح پر اس واسطے کہ یہ سورت اولیٰ ہے ساتھ وارد کرنے اس سیاق کے سورۂ روم سے واسطے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو ذکر دھوییں کے سے لیکن یہ ہے عادت اس کی کہ ذکر کرتا ہے حدیث کو ایک جگہ میں پھر ذکر کرتا ہے اس کو اس جگہ میں کہ لائق ہے ساتھ اس کے خالی زیادتی سے واسطے کفایت کرنے کے ساتھ ذکر اس کے دوسری جگہ میں واسطے خبردار کرنے ذہنوں کے اور باعث ہونے کے زیادتی یاد کرنے پر اور یہ بات جس کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انکار کیا ہے یعنی دھوییں کا البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا ثبوت آچکا ہے سو عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ دھوییں کی نشانی ابھی نہیں گزری مسلمان کو زکام سا ہو جائے گا اور کافر پھول جائے گا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ میں ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما پر داخل ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آج رات کو نہیں سویا صبح تک لوگوں نے کہا کہ دُم دار تارا نکلا سو ہم ڈرے دخان کی علامت سے اور شاید یہ تصحیف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحیح دخان کی جگہ دجال ہے اور تائید کرتی ہے اس کو کہ دخان کی نشانی ابھی نہیں گزری وہ چیز جو روایت کی ہے مسلم نے ابی شریح کی حدیث سے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم دس نشانیاں دیکھو، نکلنا سورج کا پچھم کی طرف سے اور دھواں اور دابۃ الارض، آخر حدیث تک اور روایت کی ہے طبری نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا بیچ نکلنے نشانیوں کے دھوییں کو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یا حضرت! کیا ہے دخان؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فرمایا بہر حال ایماندار سو اس کو زکام سا ہو جائے گا اور بہر حال کافر سو اس کے ناک اور کانوں اور دبر سے نکلے گا اور اس کی سند ضعیف ہے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مانند اس کے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے اور روایت کی ہے اس کو مرفوع طور سے ساتھ سند کے کہ وہ اس سے اصح ہے اور طبری نے ابو مالک سے مرفوع روایت کی ہے کہ بیشک تمہارے رب نے تم کو تین چیزوں کو ڈرایا ہے ایک دخان سے کہ ایماندار کو زکام سا ہو جائے گا اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مانند اس کے لیکن دونوں کی سند ضعیف ہے لیکن کثرت ان حدیثوں کی دلالت کرتی ہے کہ اس کے واسطے کوئی اصل ہے اور اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ کا طریق ثابت ہو تو احتمال ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واعظ سے وہی مراد ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ﴾ اَلذِّكْرُ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہاں ہے ان کو نصیحت لینا اور آچکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا اور

وَالذِّكْرٰى وَاحِدٌ.

ذکر اور ذکریٰ کے ایک معنی ہیں۔

٤٤٤٩ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوْهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ يَعْنِيْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُوْمُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ.

۴۴۴۹۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا پھر انہوں نے کہا جب حضرت ﷺ نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کا کہا نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سو ان پر قحط پڑا جس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ مردار کو کھاتے تھے سو کوئی ان میں سے کھڑا ہوتا تھا اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا دیکھتا تھا سختی اور بھوک کے سبب سے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی سو انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح جو ڈھانکے لوگوں کو یہ ہے عذاب دکھ دینے والا یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب دن قیامت کے اور مراد بڑی پکڑ سے دن بدر کا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر پیٹھ پھیری انہوں نے اس سے اور کہا کہ سکھایا ہوا ہے باؤلا۔

٤٤٥٠ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ فَإِنَّ

۴۴۵۰۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ بیشک اللہ نے محمد ﷺ کو پیغمبر بنایا اور کہا کہ کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے سو بیشک حضرت ﷺ نے جب قریش کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کا کہا نہ مانا تو ان پر بددعا کی کہ الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأٰى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتّٰى حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ حَتّٰى أَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَأَتَاهُ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ أَيْ مُحَمَّدُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ تَعُوْدُوْنَ بَعْدَ هٰذَا فِيْ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ إِلٰى ﴿عَائِدُوْنَ﴾ أَنَكْشِفُ عَنْهُمْ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ أَحَدُهُمُ الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَالرُّوْمُ.

یوسف علیہ السلام کا سات برس کا قحط سوان پر قحط پڑا یہاں تک کہ اس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں اور چمڑوں کو کھایا اور کہا ایک راوی نے یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں اور مرداروں کو کھایا اور زمین سے دھواں سا نکلنے لگا سو ابوسفیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد! بیشک تیری قوم ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ کہ ان سے قحط کو کھول دے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر فرمایا اس کے بعد یہ لوگ وہی کام کریں گے (یعنی اگرچہ فی الحال تو مخالفت سے پشیمان ہو رہے ہیں لیکن عذاب کے رفع ہونے کے بعد پھر وہی کام کرنے لگیں گے) منصور کی حدیث میں ہے پھر پڑھی یہ آیت کہ انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح، عائدون تک کیا کھولا جائے گا ان سے عذاب آخرت کا سو البتہ گزر چکا ہے دخان اور بطشہ اور لزام اور ایک راوی نے کہا کہ چاند کا پھٹنا بھی گزر چکا ہے اور ایک نے کہا کہ روم کا غالب ہونا بھی گزر چکا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ زمین سے دھواں سا نکلنے لگا تو پہلی روایت میں ہے کہ مرد اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا دیکھنے لگا اور نہیں مخالفت ہے درمیان دونوں کے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس کی ابتدا زمین سے تھی اور اس کی انتہا زمین اور آسمان کے درمیان تھی اور نہیں تعارض ہے نیز درمیان قول اس کے کہ زمین سے نکلنے لگا اور قول اس کے کہ دھواں سا واسطے احتمال وجود دونوں امروں کے ساتھ اس طور کے کہ نکلے زمین سے بخار دھویں کی صورت پر زمین کی گرمی کی شدت اور جوش سے نہ مینہ برسنے کے سبب سے اور تھے دیکھتے اپنے اور آسمان کے درمیان مانند دھویں کے بھوک کی بہت گرمی سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو اس کے قول تک کہ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

٤٤٥١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ

۴۴۵۱۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کہا عبداللہ بن

الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ اللِّزَامُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ وَالدُّخَانُ.

مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں لزام اور روم اور بطشہ اور قمر اور دخان۔

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ

سورۂ جاثیہ کی تفسیر کا بیان

جَاثِيَةً مُسْتَوْفِزِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ.

جاثیۃ کے معنی ہیں کھڑے زانو بیٹھنے والے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے استوفز فی قعدته جب کہ بیٹھے کھڑے زانو پر بغیر اطمینان اور آرام کے، اللہ نے فرمایا ﴿وتری کل امة جاثية﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَسْتَنْسِخُ﴾ نَكْتُبُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں ہم تھے لکھتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون﴾۔

﴿نَنْسَاكُمْ﴾ نَتْرُكُكُمْ.

اور ننساکم کے معنی ہیں ہم چھوڑ دیں گے تم کو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فالیوم ننساکم کما نسیتم﴾ یعنی ہم چھوڑ دیں گے تم کو جیسا تم نے چھوڑا اور یہاں اطلاق ملزوم کا ہے اور ارادہ لازم کا ہے اس واسطے کہ جو بھلایا گیا وہ چھوڑا گیا بغیر عکس کے۔

بَابُ ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ الْآيَةَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں ہلاک کرتا ہم کو مگر زمانہ۔

٤٤٥٢ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِيْنِي ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

۴۴۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے کہ زمانے کو برا کہتا ہے اور میں ہوں زمانے کے پھیرنے والا میرے ہاتھ میں ہے سب اختیار پلٹتا ہوں رات اور دن کو۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے کہ لوگ کفر کی حالت میں کہتے تھے کہ ہم کو تو رات اور دن ہلاک کرتا ہے وہی ہم کو مارتا ہے وہی زندہ کرتا ہے سو اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا اور کہتے ہیں کہ نہیں وہ مگر زندگی دنیا کی، الآیۃ کہا سو برا

کہتے ہیں زمانے کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایذا دیتا ہے مجھ کو آدمی کہا قرطبی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ خطاب کرتا ہے مجھ سے ساتھ اس چیز کے کہ ایذا پاتا ہے اس سے وہ شخص کہ جائز ہے بیچ حق اس کے ایذا پانی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پاک ہے اس سے کہ پہنچے طرف اس کی ایذا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ توسع کے قبیل سے ہے کلام میں اور مراد اس سے یہ ہے کہ جس شخص سے یہ واقع ہو تعرض کیا اس نے واسطے اللہ تعالیٰ کے غضب کے اور یہ جو کہا کہ میں ہوں زمانہ تو کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ہوں صاحب اور مالک زمانے کا اور مدبر کاموں کا کہ منسوب کرتے ہیں ان کو زمانے کی طرف سو جو زمانے کو برا کہے اس سبب سے کہ وہ فاعل ہے ان کاموں کا تو پھرتا ہے برا کہنا اس کا اس کے رب کی طرف کہ فاعل اس کا ہے یعنی اس واسطے کہ زمانہ اللہ کی قدرت میں ہے اس کا پھیرنے والا اللہ ہے اور زمانے کو برا کہنا اللہ تعالیٰ کو برا کہنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زمانہ ظرف ہے واسطے واقع ہونے ان کاموں کے اور ان کی عادت تھی کہ جب ان کو کوئی مکروہ چیز پہنچتی تو اس کو زمانے کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ کم بختی زمانے کی اور کہا امام نووی رحمہ اللہ نے کہ ان کی عادت تھی کہ گردش اور مصیبت کے وقت زمانے کو برا کہتے تھے سو فرمایا کہ اس کو برا مت کہو اس واسطے کہ اس کا فاعل اللہ ہے سو گویا کہ فرمایا اس کے فاعل کو برا مت کہو اس واسطے کہ جب تم نے اس کو برا کہا تو مجھ کو برا کہا۔ (فتح)

سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ

سورۂ احقاف کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تُفِيْضُوْنَ﴾ تَقُوْلُوْنَ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ تفیضون کے معنی ہیں کہ تم کہتے ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿هو اعلم بما تفيضون فيه﴾.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَثَرَةٍ وَّاُثْرَةٍ وَّاَثَارَةٍ بَقِيَّةٌ مِّنْ عِلْمٍ.

اور کہا بعض نے کہ ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی بقیہ علم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او اثارة من علم﴾.

فائدہ: یعنی جو کچھ علم جو چلا آتا ہے اور ابو عبدالرحمن سلمی نے اس کو اثرۃ پڑھا ہے یعنی کوئی خاص علم جو فقط تم ہی کو ملا اور ان کو نہیں ملا اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو حسن اور قتادہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد اثارۃ سے خط ہے کہ اس کو عرب زمین میں لکھتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ﴾ لَسْتُ بِاَوَّلِ الرُّسُلِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں پہلا رسول نہیں بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿اَرَاَيْتُمْ﴾ هٰذِهِ الْاَلِفُ اِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ اِنْ صَحَّ مَا تَدْعُوْنَ لَا

یعنی اور کہا اس کے غیر نے کہ ہمزہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واسطے وعید کے ہے اگر صحیح ہو جس کو تم پکارتے

يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ وَلَيْسَ قَوْلُهُ أَرَأَيْتُمْ بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ إِنَّمَا هُوَ أَتَعْلَمُوْنَ أَبَلَغَكُمْ أَنَّ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ خَلَقُوْا شَيْئًا.

ہو تو نہیں مستحق ہے کہ پوجا جائے اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ارایتم﴾ میں آنکھ کا دیکھنا مراد نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ کیا تم جانتے ہو کیا تم کو پہنچی یہ بات کہ جن کو تم اللہ کے سوائے پکارتے ہو انہوں نے کوئی چیز پیدا کی۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قل ارایتم ما تدعون من دون اللّٰه ارونی ما ذا خلقوا من الارض ام لهم شرك فی السموات﴾ یعنی بھلا بتلاؤ تو جس چیز کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا مجھے دکھلاؤ تو کسی انہوں نے زمین میں سے کون سی چیز کو پیدا کیا یا آسمان میں ان کی کچھ شرکت ہے مراد یہ ہے عبادت خالق کا حق ہے اور تم جو بتوں کی عبادت کرتے ہو ان کی خالقیت ثابت کرو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِيْ أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ وَهُمَا يَسْتَغِيْثَانِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَا إِلَّا أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے اور گزر چکے ہیں کئی طبقے آدمیوں کے مجھ سے پہلے یعنی کوئی ان میں سے اب تک زندہ نہیں ہوا اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ کی جناب میں کہتے ہیں ہائے خرابی تجھ کو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی۔

٤٤٥٢ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيْهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ شَيْئًا فَقَالَ خُذُوْهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوْا فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هٰذَا الَّذِيْ أَنْزَلَ

۴۴۵۲۔ حضرت یوسف بن ماہک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا مروان مدینے پر حاکم تھا یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم بنایا تھا اس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اور معاویہ نے چاہا کہ اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنائے سو اس نے یہ بات مروان کی طرف لکھی کہ لوگوں سے یزید کی بیعت لے مروان نے لوگوں کو جمع کیا) پھر خطبہ پڑھا سو یزید کو ذکر کرنے لگا (یعنی لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے معاویہ کے دل میں خوب بات ڈالی کہ اپنے بیٹے کو اپنا خلیفہ بنا دے

اللّٰهُ فِيهِ ﴿وَالَّذِىْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِىٓ﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْنَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِىْ.

سو البتہ خلیفہ بنایا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے) تا کہ اس کے باپ کے بعد اس کی بیعت ہو سو عبدالرحمن نے اس کو کچھ کہا یعنی کہا کہ یہ ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے کیا تم اپنی اولاد کے واسطے بیعت چاہتے ہو؟ یعنی یہ رسم کفار کی ہے کہ اپنے بیٹوں کو خلیفہ کرتے ہیں، کہا مروان نے کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے، عبدالرحمن نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ٹھہرایا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کسی کے حق میں اپنی اولاد سے کہا مروان نے کہ اس کو پکڑو عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو لوگ ان کو پکڑ نہ سکے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہیبت اور رعب کے سبب سے کوئی ان کے گھر میں داخل نہ ہو سکا، سو مروان نے کہا کہ یہ ہے جس کے حق میں اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جس نے کہا اپنے ماں باپ کو کہ میں بیزار ہوں تم سے (یعنی اور پھر مروان منبر سے اتر کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور ان سے کلام کرنے لگا) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں کچھ چیز قرآن سے نہیں اتاری سوائے اس کے کہ اللہ نے میرا عذر اتارا۔

فائدہ: یعنی جو آیت کہ سورہ نور میں ہے اہل افک کے قصے میں اور پاک ہونے ان کے میں اس چیز سے کہ عیب لگایا ان کو بہتان باندھنے والوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مروان جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی نہیں اتاری گئی یہ آیت مگر فلانے فلانے کے حق میں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی مروان کے باپ کو اور حالانکہ مروان اس کی پشت میں تھا اور البتہ شور کیا ہے بعض رافضیوں نے سو کہا کہ یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا دلالت کرتا ہے کہ اللہ کا قول ثانی اثنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نہیں ہے اور نہیں ہے اس طرح جیسا کہ اس رافضی نے سمجھا بلکہ مراد ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے فینا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں پھر یہ استثناء عموم نفی سے ہے نہیں تو مقام تخصیص کرتا ہے اور جو آیتیں کہ ان کے عذر میں ہیں وہ ان کی نہایت مدح میں ہیں اور مراد نفی اس چیز کے اتارنے کی ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے ذم جیسا کہ بیچ قصے قول اس کے کی ہے اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ میں

بیزار ہوں تم سے، آخر تک۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَارِضٌ﴾ اَلسَّحَابُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں پھر جب دیکھا انہوں نے اس کو ابر سامنے آیا ان کے نالوں کے تو بولے کہ یہ ابر ہے ہم پر برسنے والا کوئی نہیں بلکہ درحقیقت یہ وہ چیز ہے جس کو جلدی طلب کرتے تھے تم ہوا ہے جس میں عذاب ہے درد دینے والا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عارض کے معنی ہیں بادل۔

٤٤٥٤ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأٰى غَيْمًا أَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَاءَ أَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهٗ عُرِفَ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنِّيْ أَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَأٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوْا ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا﴾.

۴۴۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے نہیں دیکھا یہاں تک کہ میں آپ کے تالو کا کوا دیکھوں یعنی جو گوشت کہ تالو کی نہایت بلندی میں لٹکا ہوا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تبسم فرماتے تھے کہا اور دستور تھا کہ جب بادل یا ہوا دیکھتے تو آپ کے چہرے میں ملال پہچانا جاتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس امید سے کہ اس میں مینہ ہو اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ اس کو دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! میں بے خوف نہیں اس سے کہ اس میں عذاب ہو عذاب ہوا ایک قوم کو ساتھ آندھی کے اور ایک قوم نے عذاب کو دیکھا سو کہنے لگے کہ یہ ابر ہم پر برسے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تبسم فرماتے تھے تو نہیں منافی ہے یہ اس چیز کو کہ آئی ہے دوسری حدیث میں کہ آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے اس واسطے کہ ظاہر ہونا اگلے دانتوں کا نہیں مستلزم ہے ظاہر ہونے گوشت تالو کے کو اور یہ جو کہا کہ آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی تو تعبیر کی گئی ہے اس چیز سے کہ ظاہر ہے چہرے میں ساتھ کراہیت کے اس واسطے کہ وہ ثمرہ اس کا ہے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت عطا کے عائشہ رضی اللہ عنہا

سے اس حدیث کے اول میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب آندھی چلتی تو یہ دعا پڑھتے ((اللھم انی اسألك خیرھا وخیر ما فیھا وخیر ما ارسلت به واعوذ بك من شرھا وشر ما فیھا وشر ما ارسلت به)) اور جب آسمان برابر ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور اندر جاتے اور باہر آتے اور آتے اور جاتے پھر جب مینہ برجاتا تو آپ سے وہ حالت دور ہوتی اور یہ جو کہا کہ عذاب ہوا ایک قوم کو آندھی سے تو ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو آندھی سے عذاب ہوا تھا وہ لوگ اور ہیں اور جنہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ ابر ہم پر برسے گا وہ لوگ اور ہیں اس واسطے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب نکرہ دوہرایا جائے نکرہ کر کے تو وہ اول کا غیر ہوتا ہے لیکن ظاہر آیت باب کا یہ ہے کہ جن کو آندھی سے عذاب ہوا وہی ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ یہ ابر ہم پر برسے گا سو اسی سورہ میں ہے ﴿واذکر اخاعاد اذ انذر قومه بالاحقاف﴾ الآیہ اور ان میں یہ بھی ہے کہ جب دیکھا انہوں نے اس کو کہ سامنے آیا ان کے نالوں کے تو کہنے لگے کہ یہ مینہ ہے ہم پر برسنے والا نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ جلدی مانگتے تھے تم اس کو ہوا ہے جس میں عذاب ہے درد دینے والا، اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ عاد دو قومیں ہوں ایک قوم احقاف والی اور وہ عارض والے ہیں جن کے سامنے ابر آیا تھا اور ایک قوم ان کے سوائے اور ہوں۔ میں کہتا ہوں اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس احتمال کے لیکن حدیث اس کا احتمال رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم میں فرمایا ہے ﴿وانه اهلك عادا الاولی﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا عاد پہلے کو اس واسطے کہ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس جگہ دوسری قوم عاد کی بھی ہے اور البتہ روایت کیا ہے قصہ دوسرے عاد کا احمد نے ساتھ سند حسن کے حارث بن حسان سے کہ میں اور علا حضرمی ؓ حضرت ﷺ کی طرف چلے، الحدیث۔ اور اس میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی اور اس کے رسول کی کہ عاد کے ایلچیوں کی طرح ہو فرمایا اور کیا حال ہے عاد کے ایلچیوں کا اور وہ زیادہ تر جاننے والے تھے حدیث کو لیکن وہ مجھ سے سننا چاہتے تھے سو میں نے کہا کہ عاد کی قوم پر قحط پڑا تو انہوں نے قیل کو معاویہ بن بکر کی طرف کے میں بھیجا کہ ان کے واسطے مینہ مانگے سو وہ ایک مہینہ اس کی مہمانی میں رہا دو لونڈیاں اس کے آگے گاتی تھیں پھر اس نے ان کے واسطے مینہ مانگا تو ان کے اوپر کئی بدلیاں گزریں انہوں نے کالی بدلی کو اختیار کیا سو ندا آئی کہ لے اس کو کہ نہ چھوڑے قوم عاد سے کسی کو اور ظاہر یہ ہے کہ یہ دوسرے عاد کا قصہ ہے اور اس بنا پر لازم آتا ہے کہ مراد ساتھ اللہ تعالیٰ کے قول کے اخاد عاد کوئی اور پیغمبر ہے سوائے ہود ؑ کے اور اللہ خوب جانتا ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سورۂ محمد ﷺ کی تفسیر کا بیان

﴿أَوْزَارَهَا﴾ آثَامَهَا حَتّٰى لَا يَبْقٰى إِلَّا مُسْلِمٌ.

یعنی اوزارھا کے معنی ہیں گناہ اپنے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی مگر مسلمان۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿حتی تضع الحرب اوزارھا﴾ کہا ابن تین نے کہ اوزار کے معنی گناہ

بخاری رحمہ اللہ کے سوا اور کسی نے نہیں کیے اور معروف یہ ہے کہ مراد ساتھ اوزار کے ہتھیار ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں اور ابن تین نے جس کی نفی کی ہے اس کے غیر نے اس کو جانا ہے کہا ابن قرقول نے کہ یہ تفسیر محتاج ہے طرف تفسیر کے اور یہ اس واسطے ہے کہ حرب کے واسطے کوئی گناہ نہیں سو شاید وہ فراء کے قول کے موافق ہے کہ مراد آثام اهلها ہے یعنی گناہ لڑائی والوں کے پھر حذف کیا گیا مضاف اور باقی رکھا گیا مضاف الیہ اور لفظ فراء کا یہ ہے کہ ہا اوزارھا میں واسطے اہل حرب کے ہے یعنی گناہ ان کہا نحاس نے یہاں تک کہ رکھے اہل آثام کو سو نہ باقی رہے کوئی مشرک اور احتمال ہے کہ حرب کی طرف پھرے اور مراد ساتھ اوزار کے ہتھیار اس کے ہیں سو جس چیز کو ابن تین نے مشہور بتلایا تھا اس کو اس نے احتمال ٹھہرایا۔ (فتح) اور یہ جو کہا آثامها یعنی یا ہتھیار اپنے اور بوجھ اپنے اور یہ مجاز حذف کے قبیل سے ہے یعنی یہاں تک کہ رکھے امت لڑائی والی یا فرقہ لڑائی کرنے والا ہتھیار اپنے اور مراد یہ ہے کہ لڑائی بالکل موقوف ہو جائے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی مگر مسلمان تو معنی یہ ہیں یہاں تک کہ رکھیں اہل حرب اپنے گناہوں کو اور شرک کو اور وہ غایت ہے واسطے حرب کے یا شد کے یا من اور فدا کے یا واسطے مجموع کے یعنی یہ احکام جاری ہیں بیچ ان کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے لڑائی مشرکوں سے ساتھ دور ہونے شوکت ان کی کے۔ (ق)

﴿عَرَّفَهَا﴾ بَيَّنَهَا.

عرفها کے معنی ہیں بیان کیا اس کو اللہ نے فرمایا ﴿عرفها لهم﴾ یعنی بیان کیا واسطے ان کے ان کی جگہوں کو بہشت میں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا﴾ وَلِيُّهُمْ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اس قول میں کہ مراد مولیٰ سے دوست اور کارساز ہے۔

﴿فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ﴾ أَيْ جَدَّ الْأَمْرُ.

عزم الامر کے معنی ہیں جب پکا ہو قصد کام کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاذا عزم الامر﴾.

﴿فَلَا تَهِنُوا﴾ لَا تَضْعُفُوا.

یعنی لا تهنوا کے معنی ہیں نہ سست ہو جاؤ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَضْغَانَهُمْ﴾ حَسَدَهُمْ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اضغانهم کے معنی ہیں حسد اور کینہ ان کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان لن یخرج اللہ اضغانهم﴾.

﴿آسِنٍ﴾ مُتَغَيِّرٍ.

آسن کے معنی ہیں بگڑا ہوا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اور توڑو اپنی

برادری سے۔

۴۴۵۵ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهُ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُ وْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾.

۴۴۵۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو بنایا پھر جب ان کے بنانے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا دامن کرم پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ باز رہ یا یوں؟ اس نے (زبان حال سے) کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے فریاد چاہے یعنی میں اس واسطے کھڑی ہوں کہ قطع برادری سے پناہ چاہتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں اس بات سے کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے، قرابت نے کہا کیوں نہیں! اب میں راضی ہوں، کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر چاہو تو اس کی سند قرآن سے پڑھ لو، اللہ تعالیٰ منافقوں سے فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور توڑ دو ناتے۔

فائدہ: اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ برادری سے سلوک کرنا فرض ہے جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی اور فرغ کے معنی ہیں تمام اور پورا کیا اور یہ جو کہا کہ آدمیوں کی قرابت کھڑی ہوئی تو احتمال ہے کہ ہو حقیقت پر اور جائز ہے کہ اعراض جسم پکڑیں اور کلام کریں ساتھ ان کے اور جائز ہے کہ ہو حذف پر یعنی فرشتہ کھڑا ہو اور قرابت کے حال کے مطابق کلام کیا اور احتمال ہے کہ ہو بطور ضرب المثل اور استعارہ کے اور مراد تعظیم شان اس کے کی ہے اور فضیلت جوڑنے والی اس کے کی اور گناہ توڑنے والے اس کے کا اور یہ جو کہا کہ اس نے اللہ کا دامن کرم پکڑا تو بعض شارحین حذف پر چلے ہیں یعنی اس نے عرش کا پایا پکڑا اور کہا عیاض نے کہ حقو کے معنی ہیں جگہ باندھنے تہہ بندکی یعنی کمر اور وہ جگہ ہے کہ پناہ پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے عرب کی عادت کی بنا پر پس استعارہ کیا گیا یہ واسطے رحم کے بطور مجاز کے بیچ پناہ مانگنے اس کے کی ساتھ اللہ کے قطع کرنے سے انتہی۔ اور کبھی خود تہہ بند کو بھی حقو کہا جاتا ہے جیسے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا تہہ بند دیا اور فرمایا کہ اس کو کفن کے نیچے پہناؤ اور یہی معنی مراد ہیں اس جگہ اور یہی ہے کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ پنجہ مارنے کے ساتھ اس کے وقت پیچھا کرنے کے پناہ پکڑنے میں اور طلب کے اور معنی اس بنا پر صحیح ہیں باوجود پاک جاننے اللہ کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے کہا طیبی نے

کہ یہ قول مبنی ہے استعارہ تمثیلی پر گویا کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے حالت رحم کو اور جس چیز پر کہ وہ ہے محتاج ہونے سے طرف جوڑنے کے ساتھ حال پناہ مانگنے والے کے کہ پکڑتا ہے تہہ بند مستجار یہ کا پھر منسوب کی بطور استعارہ تخیلی کے وہ چیز کہ لازم ہے مشبہ بہ کو قیام سے پس ہوگا قرینہ مانع ارادے حقیقت کے سے پھر ترشیح کیا گیا ساتھ قول کے اور پکڑنے کے اور ساتھ لفظ حقو کے پس وہ استعارہ اور ہے اور یہ جو کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے فریاد چاہے تو یہ اشارہ ہے طرف مقام کے یعنی قیام میرا اس میں بجائے اس شخص کے ہے جو تیری پناہ مانگے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾.

حدیث بیان کی سعید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس کے یعنی اس حدیث کے جو پہلے ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میری اس بات کی سند قرآن سے پڑھ لو۔

فائدہ: حاصل اس کا یہ ہے کہ جس چیز کو سلیمان نے موقوف بیان کیا ہے حاتم نے اس کو مرفوع بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي الْمُزَرَّدِ بِهٰذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾.

حاصل اس کا یہ ہے کہ موافقت کی ہے عبداللہ نے حاتم کی اوپر مرفوع کرنے اس کلام اخیر کے ساتھ اس اسناد اور متن کے۔

تنبیہ: اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ تاویل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ان تولیتم﴾ سو اکثر علماء اس پر ہیں کہ وہ مشتق ہے ولایت سے یعنی اگر تم حاکم ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ساتھ معنی پیٹھ پھیرنے کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ اگر تم حق کے قبول کرنے سے منہ پھیر دو تو شاید واقع ہو تم سے جو ذکر کیا گیا ہے اور پہلے معنی مشہور ہیں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْفَتْحِ

سورۂ فتح کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ﴾ السَّحْنَةُ.

یعنی کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں سیما کے معنی ہیں نرمی چہرے کی یا ہیئت یا حال، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿سیماهم فی وجوههم من اثر السجود﴾ یعنی نشانی نیک ہونے کی ان کے کی نرم ہونا ان کے چہرے کا ہے ان کے چہرے میں سجدے کے اثر سے۔

وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ التَّوَاضُعُ.

یعنی اور کہا منصور نے مجاہد سے کہ سیما کے معنی ہیں

تواضع اور عاجزی۔

﴿شَطْأَهُ﴾ فِرَاخَهُ ﴿فَاسْتَغْلَظَ﴾ غَلُظَ ﴿سُوقِهِ﴾ اَلسَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ.

یعنی شطأه کے معنی ہیں سبزہ اور فاستغلظ علی سوقه کے معنی ہیں موٹی ہوئی نالی اس کی اور ساق نالی درخت کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کزرع اخرج شطأه فازره فاستغلظ فاستوی علی سوقه﴾۔

وَيُقَالُ ﴿دَآئِرَةُ السَّوْءِ﴾ كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ وَدَآئِرَةُ السُّوْءِ الْعَذَابُ.

اور کہا جاتا ہے دائرة السوء مانند قول تیرے کے مرد بد اور مراد دائرة السُّوء سے عذاب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿علیهم دائرة السوء﴾ یعنی ان پر پھیر مصیبت کا پڑے۔

﴿تُعَزِّرُوْهُ﴾ تَنْصُرُوْهُ.

یعنی تعزروه کے معنی ہیں کہ اس کی مدد کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه﴾۔

﴿شَطْأَهُ﴾ شَطْئُ السُّنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا وَّسَبْعًا فَيَقْوٰى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ فَذَاكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَآزَرَهُ﴾ قَوَّاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَّمْ تَقُمْ عَلٰى سَاقٍ وَّهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِأَصْحَابِهِ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يُنْبِتُ مِنْهَا.

یعنی مراد شطأه سے پٹھا بالی کا ہے پھر تفسیر کیا ہے اس کو سو کہا کہ اگاتا ہے دانہ دس بالیوں کو اور آٹھ کو اور سات کو پھر مضبوط ہوتا ہے بعض بعض سے سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے فآزره یعنی مضبوط کیا اس کو اور اگر صرف ایک ہی ہوتا تو نالی پر قائم نہ ہوتا اور یہ مثل ہے کہ بیان کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے واسطے پیغمبر کے جب کہ اکیلے نکلے یعنی جب پہلے پیغمبر ہوئے اس وقت اکیلے تھے پھر زور دیا ان کو اللہ نے ان کے اصحاب سے جیسے قوی کیا دانے کو ساتھ اس چیز کے کہ اگتی ہے اس سے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مکے سے نکلے اس وقت اکیلے تھے پھر زور دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے انصار سے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہم نے فتح کر دی تیرے واسطے صریح فتح۔

٤٤٥٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

۴۴۵۶۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار

مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَأَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْ أُمُّ عُمَرَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِيْ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾.

حضرت ﷺ اپنے کسی سفر میں چلے جاتے تھے یعنی سفر عمرہ حدیبیہ میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کچھ پوچھا سو حضرت ﷺ نے ان کو جواب نہ دیا پھر حضرت ﷺ سے پوچھا پھر بھی حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا پھر پوچھا پھر بھی آپ ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر کی ماں روئے تو نے حضرت ﷺ کا تین بار پیچھا کیا آپ نے ہر بار تجھ کو جواب نہیں دیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں اپنا اونٹ چھیڑ کر لوگوں کے آگے بڑھا اور میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترے سو مجھ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ مجھ کو پکارتا ہے میں نے کہا البتہ میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترا ہو سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورت اتری کہ میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے پھر حضرت ﷺ نے ﴿انا فتحنا﴾ کی سورت پڑھی یعنی سورہ ﴿انا فتحنا﴾ اتری ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کچھ پوچھا سو حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہر کلام کے واسطے جواب نہیں بلکہ بعض کلام کا جواب سکوت ہوتا ہے اور دوہرنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سوال کو یا تو اس واسطے تھا کہ وہ ڈرے کہ حضرت ﷺ نے نہ سنا ہو یا جو بات پوچھتے تھے وہ ان کے نزدیک مہم تھی اور شاید حضرت ﷺ نے ان کو اس کے بعد جواب دیا ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے پہلی بار جواب نہ دیا واسطے مشغول ہونے آپ کے ساتھ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اترنے وحی کے سے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی ماں روئے تو دعا کی عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس پر بہ سبب اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس سے الحاح سے اور احتمال ہے کہ نہ ارادہ کیا ہو عمر رضی اللہ عنہ نے بددعا کا اپنی جان پر حقیقتاً اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ان لفظوں سے ہے کہ بولے جاتے

ہیں وقت غصے کے اوران کے معنی مقصود نہیں ہوتے اور یہ جو کہا کہ وہ سورت میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے یعنی واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بشارت سے ساتھ مغفرت کے اور فتح کے کہا ابن عربی نے کہ یہ جو فرمایا کہ یہ سورت جو مجھ کو ملی افضل ہے میرے نزدیک تمام دنیا سے یعنی اس چیز کو ساری دنیا سے افضل کہا تو شرط مفاضلہ کی یہ ہے کہ دونوں چیزیں اصل معنی میں برابر اور مساوی ہوں پھر ایک دوسرے پر زیادہ ہو اور نہیں ہے برابر درمیان اس مرتبے کے اور دنیا کے بالکل اور جواب دیا ہے ابن عربی نے جس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی افعل التفضیل سے ایک دوسرے سے افضل ہونا مراد نہیں ہوتا بلکہ مراد اصل فعل کے معنی ہوتے ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خیر مستقر واحسن مقیلا﴾ اور نہیں ہے کم وبیش ہونا درمیان بہشت اور دوزخ کے یا واقع ہوا ہے خطاب اس چیز پر کہ قرار گیر ہے اکثر لوگوں کے جی میں اس واسطے کہ اکثر لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے برابر کوئی چیز نہیں یا یہ کہ وہ مقصود ہے سو خبر دی ساتھ اس کے کہ وہ نزدیک آپ کے بہتر ہے اس چیز سے کہ گمان کرتے ہیں کہ کوئی چیز اس سے افضل نہیں اور احتمال ہے کہ مراد مناضلہ ہو درمیان اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ آیت اور درمیان اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر اور آیتیں جو متعلق ہیں ساتھ اس کے سو ترجیح دی اس کو اور تمام آیتیں اگرچہ امور دنیا سے نہیں ہیں لیکن وہ اہل دنیا کے واسطے اتری ہیں پس داخل ہو گئیں سب اس چیز میں کہ چڑھتا ہے اس پر سورج۔ (فتح)

٤٤٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ.

۴۴۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾ میں صلح سے صلح حدیبیہ کی ہے۔

فائدہ: اکثر اس پر ہیں کہ مراد صلح سے اس آیت میں صلح حدیبیہ کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد فتح مکہ ہے۔ (ق)

٤٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُوْرَةَ الْفَتْحِ فَرَجَّعَ فِيْهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَحْكِيَ لَكُمْ قِرَآءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَعَلْتُ.

۴۴۵۸۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سورہ فتح پڑھی سو اس میں ترجیع کی (یعنی آواز کو قرأت کے ساتھ دوہرایا جیسے اونٹ والے دوہراتے ہیں) کہا معاویہ راوی نے کہ اگر میں چاہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کو تمہارے واسطے حکایت کروں تو کر سکتا ہوں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت مجھ کو خوب یاد ہے۔

فائدہ: توحید میں اس حدیث کو اس طور سے روایت کیا ہے کہ راوی نے پوچھا کہ آپ کی ترجیع کس طرح تھی کہا آ آ آ تین بار کہا قرطبی نے کہ یہ محمول ہے اوپر اشباع مد کے اس کی جگہ میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ

سوار تھے سو حاصل ہوئی ترجیح ہلانے اونٹنی کے سے اور اس تاویل میں نظر ہے اس واسطے کہ اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ آپ نرم اور آہستہ قرأت پڑھتے تھے سو فرمایا کہ اگر اس کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ ہمارے گرد جمع ہو جائیں گے تو میں اسی آواز سے پڑھتا اور میں اس مسئلے کو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں لکھوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور وہ حدیث یہ ہے لیس منا من لم یتغن بالقرآن۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے گزرے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے اور پوری کرے تجھ پر اپنی نعمتیں اور دکھائے تجھ کو سیدھی راہ۔

٤٤٥٩ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ هُوَ ابْنُ عِلَاقَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

۴۴۵۹۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے قدم سوج گئے سو کسی نے آپ سے کہا کہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں یعنی آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صلوۃ اللیل میں گزر چکی ہے یہ جو کہا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں یعنی میری یہ عبادت گناہ بخشوانے کے واسطے نہیں ہے میں اپنے رب کے احسان کا شکر کرتا ہوں کہ میری مغفرت کا وعدہ کیا مجھ کو سب پیغمبروں سے افضل کیا معلوم ہوا کہ بندہ کسی طرح اپنے رب کی بندگی سے بے حاجت نہیں ہو سکتا اگر مغفرت ہوئی تو اس کی شکر گزاری واجب ہے اور یہ جو بعض جاہل بے دین فقیر کہتے ہیں کہ جب آدمی کامل ہو جائے تو اس کو عبادت کی کچھ حاجت نہیں سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ بات نہایت غلط ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کامل کون ہے جس کو عبادت کی حاجت نہ ہو۔

٤٤٦٠ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا

۴۴۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ آپ کے قدم پھٹ گئے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ البتہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نہیں چاہتا کہ شکر گزار بندہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلّٰى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ.

ہوں پھر جب آپ کا گوشت بہت ہوا یعنی آپ کا بدن بھاری ہوا تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی یعنی قرأت پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اٹھ کھڑے ہوئے سو قرأت پڑھی پھر رکوع کیا۔

فائدہ: کہا ابن جوزی نے کہ نہیں وصف کیا کسی نے حضرت ﷺ کو ساتھ موٹا ہونے کے یعنی یہ کسی نے نہیں کہا کہ حضرت ﷺ اخیر عمر میں موٹے ہو گئے تھے اور البتہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ آپ نے جو کی روٹی سے ایک دن میں دوبار پیٹ بھر کے نہیں کھایا اور میں گمان کرتا ہوں کہ بعض راویوں نے بدن کے لفظ کو دیکھ کر گوشت کا بہت ہونا سمجھ لیا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد بدن سے عمر کا بڑا ہونا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ خلاف ظاہر کا ہے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے کہ آپ نے جو کی روٹی سے پیٹ بھر کے نہیں کھایا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ ہوگا یہ جملہ معجزات سے جیسا کہ کثرت جماع میں ہے اور گھومنے آپ کے ایک رات میں نو عورتوں اور گیارہ عورتوں پر باوجود نہ سیر ہونے کے تنگی گزران کے اور کیا فرق ہے درمیان بہت ہونے منی کے باوجود نہ سیر ہونے کے اور درمیان بہت ہونے گوشت کے بدن میں باوجود کم کھانے کے اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جسیم ہوئے اور ثقیل ہوئے تو اکثر اوقات بیٹھے نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ممکن ہے تاویل ثقل کی ساتھ اس کے کہ ثقیل ہوا آپ پر اٹھانا گوشت کا اگرچہ کم تھا واسطے داخل ہونے آپ کے بڑھاپے میں اور یہ جو کہا کہ جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اٹھ کھڑے ہوتے تو ایک روایت میں ہے کہ پھر بقدر تیس یا چالیس آیت کے پڑھتے پھر رکوع کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ جب بقدر تیس یا چالیس آیتوں کے قرأت باقی رہتی تو اٹھ کر پڑھتے پھر رکوع کرتے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب کھڑے ہو کر قرأت پڑھتے تو رکوع اور سجدہ بھی قیام سے کرتے اور جب بیٹھے قرأت پڑھتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھے کرتے اور یہ محمول ہے پہلی حالت پر پہلے اس سے کہ داخل ہوں بڑھاپے میں واسطے تطبیق کے حدیثوں میں اور باقی بحث اس کی صلوۃ اللیل میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک ہم نے بھیجا ہے تجھ کو شاہد یعنی اپنی امت پر جو کرتے ہیں اور خوشخبری سنانے والا یعنی ساتھ ثواب کے اس شخص کو جو تیرا حکم قبول کرے اور ڈرانے والا ساتھ عذاب کے اس شخص کو جو تیرا کہا نہ مانے۔

٤٤٦١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا

۴۴۶۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ الَّتِيْ فِي الْقُرْآنِ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ قَالَ فِي التَّوْرَاةِ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّيْنَ أَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَّقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَّآذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا.

آیت جو قرآن میں ہے کہ اے نبی! ہم نے تجھ کو بھیجا شاہد اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اللہ نے توراۃ میں فرمایا کہ اے نبی! ہم نے تجھ کو بھیجا شاہد اور مبشر، پناہ واسطے ان پڑھوں کے یعنی عرب کے تو بندہ میرا ہے اور پیغمبر میرا، میں نے تیرا نام متوکل رکھا نہیں سخت خو اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنے والا بازاروں میں اور نہیں ہٹاتا بدی کو ساتھ بدی کے یعنی نہیں بدلہ لیتا بدی کا ساتھ بدی کے لیکن معاف کرتا اور درگزر کرتا ہے اور ہرگز اللہ اس کے روح کو قبض نہ کرے گا یہاں تک کہ سیدھا کرے ساتھ اس کے دین ٹیڑھے کو ساتھ اس طور کے کہ لوگ کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کہیں سو کھولے گا ساتھ کلمہ توحید کے آندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردے والے یعنی غفلت والے دلوں کو۔

فائدہ: حرز کے معنی ہیں قلعہ متوکل یعنی اللہ پر توکل کرنے والا واسطے قناعت کرنے آپ کے کی تھوڑی چیز پر اور صبر کرنے کے مکروہ پر اور یہ جو کہا کہ نہیں سخت خو اور نہ سخت دل تو یہ موافق ہے واسطے اس آیت قرآن کے ﴿فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك﴾ اور نہیں معارض ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو ﴿واغلظ عليهم﴾ اس واسطے کہ نفی محمول ہے آپ کی پیدائشی طبع پر اور امر محمول ہے معالجے پر یا نفی بہ نسبت مسلمانوں کے ہے اور امر بہ نسبت کافروں اور منافقوں کے جیسے کہ آئی ہے تصریح اس کی نفس آیت میں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ سیدھا کرے ساتھ اس کے دین ٹیڑھے کو یعنی یہاں تک کہ دور کرے شرک کو اور ثابت کرے توحید کو اور مراد ٹیڑھے دین سے کفر کا دین ہے اندھی آنکھوں کو یعنی جو حق سے اندھے ہیں اور مراد اس سے حقیقتاً اندھا ہونا نہیں اور اسی طرح کلام ہے کانوں میں اور دلوں میں اور کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جگہ پیدا ہونے اس کے کی مکہ ہے اور جگہ ہجرت اس کے کی مدینہ ہے اور بادشاہی اس کی شام میں ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہی ہے جس نے اتارا چین مسلمانوں کے دل میں۔

۴۴۶۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ

۴۴۶۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں

إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا وَجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ.

کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے قرآن پڑھتا تھا اور اس کا گھوڑا گھر میں بندھا تھا سو گھوڑا کودنے لگا سو مرد نے نکل کر نظر کی سو کچھ چیز نہ دیکھی اور گھوڑا کودنے لگا پھر جب صبح ہوئی تو اس نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ سکینت یعنی چین ہے جو قرآن کے پڑھنے کے سبب سے اترا۔

فائدہ: اس کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بیعت کرتے ہیں تجھ سے درخت کے نیچے، آخر آیت تک۔

٤٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ.

۴۴۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم دن حدیبیہ کے چودہ سو آدمی۔

٤٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ إِنِّي مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ يَأْخُذُ مِنْهُ الْوَسْوَاسُ.

۴۴۶۴۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بیعت درخت میں موجود تھے منع کیا حضرت ﷺ نے کنکر پھینکنے سے اور عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا کہا کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے پیشاب کرنے سے غسل خانے میں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں مرفوع اور موقوف کو اس آیت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں بلکہ اس سورت کے ساتھ بھی کچھ تعلق نہیں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے پہلی حدیث کو اس جگہ واسطے قول راوی کے بیچ اس کے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو درخت کی بیعت میں موجود تھے پس یہ قدر ہے جو متعلق ہے ساتھ ترجمے کے اور مثل اس کی ہے وہ چیز جو کہ ذکر کی ہے اس کے بعد ثابت سے اور ذکر کرنا متن کا بالتبع ہے نہ بطور قصد

کے اور بہر حال حدیث دوسری سو وارد کیا ہے اس کو واسطے بیان تصریح کے ساتھ سماع عقبہ کے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اور یہ کاری گری بخاری رحمہ اللہ کی نہایت باریک بینی سے ہے پس واسطے اللہ کے ہے نیکی اس کی۔ (فتح)

٤٤٦٥ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ.

۴۴۶۵۔ روایت ہے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے اور تھا وہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے موضع حاجت کو ذکر کیا اور متن کو ذکر نہیں کیا سو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ نہیں چلتا ہے وہ ایک طرز پر بیچ وارد کرنے چیزوں تابع کے بلکہ کبھی حدیث سے صرف موضع حاجت کو ذکر کرتا ہے اور کبھی ساری حدیث کو بیان کرتا ہے۔

٤٤٦٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ سِيَاهٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ كُنَّا بِصِفِّيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّ نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ اتَّهِمُوْا أَنْفُسَكُمْ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَفِيْمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللّٰهُ أَبَدًا فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتّٰى

۴۴۶۶۔ حضرت حبیب سے روایت ہے کہ میں ابو وائل کے پاس آیا اس حال میں کہ پوچھتا تھا (ان لوگوں سے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا) یعنی خارجیوں سے تو اس نے کہا کہ ہم صفین (نام ہے ایک پرانے شہر کا جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے وہاں معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی واقع ہوئی تھی اس کا نام جنگ صفین ہے) میں تھے سو ایک مرد نے کہا کہ کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف (یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی) کہ بلائے جاتے ہیں قرآن کی طرف تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں (یعنی میں لائق تر ہوں ساتھ قبول کرنے کے جب کہ بلایا جاؤں طرف عمل کے ساتھ کتاب اللہ کے یعنی میں قرآن کی منصفی پر راضی ہوتا ہوں اس واسطے کہ میں یقین جانتا ہوں کہ حق میرے ہاتھ میں ہے) تو خارجیوں نے (جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے) کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے ہم ان سے لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے) تو سہل بن حنیف نے کہا کہ اپنی جانوں کو عیب لگاؤ کہ تمہارا ارادہ لڑنے

جَاءَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُورَةُ الْفَتْحِ.

کا ہے اور حالانکہ لڑنا ٹھیک نہیں سو ہم نے اپنے آپ کو جنگ حدیبیہ کے دن دیکھا یعنی دن صلح کے جو حضرت ﷺ کے اور مشرکوں کے درمیان واقع ہوئی اور اگر ہم لڑائی کو دیکھتے تو البتہ لڑتے یعنی ہماری رائے یہ تھی کہ مشرکوں سے لڑیں سو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو کہا کہ کیا نہیں ہم حق پر اور مشرکین باطل پر کیا نہیں ہمارے مقتول بہشت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں کہا پس کس سبب سے دیں ہم خصلت خسیس کو اپنے دین میں یعنی ہم ایسی شرطوں کے ساتھ صلح کیوں قبول کریں جس میں ہماری ذلت ہے اور اپنے دین میں اس طرح کی ذلت کیوں اختیار کریں کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آ جائے تو حضرت ﷺ اس کو کافروں کے حوالے کر دیں اور اگر مسلمان کافروں کے پاس جائے تو کافر اس کو نہ پھیر دیں اور ہم پھیریں یعنی مدینہ کو اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان حکم نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے! میں بیشک اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور اللہ مجھ کو ہرگز کبھی ضائع نہیں کرے گا سو پھرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس حال میں کہ غضبناک تھے سو نہ صبر کیا یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو کہا کہ اے ابو بکر! کیا ہم نہیں حق پر اور مشرکین ناحق پر؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے! بیشک وہ اللہ کے پیغمبر ہیں اور اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، پس سورۂ فتح اتری۔

فائدہ: اس کا سبب یہ ہے کہ جب اہل شام نے دیکھا کہ عراق والے یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ان پر غالب ہونے والے ہیں تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا مصاحب تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ قرآن اٹھا کر

علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لاؤ اوران کواس کے ساتھ عمل کرنے کی طرف بلاؤ اور ارادہ کیا اس نے ساتھ اس کے یہ کہ واقع ہو مطاولة اور راحت پائیں اس سختی سے کہ واقع ہوئی ہے بیچ اس کے سو جس طرح کہ اس نے گمان کیا تھا اسی طرح ہوا سو جب انہوں نے قرآن کو اٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب منصف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر والوں نے سنا اوران میں سے اکثر لوگ نہایت دیانتدار تھے تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا جو مذکور ہوا سو راضی ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ طرف منصفی کے واسطے موافقت ان کی کے اس یقین سے کہ حق ان کے ہاتھ میں ہے اور نسائی کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے بعد قول اس کے کہ ہم صفین میں تھے کہ پھر جب گرم ہوئی لڑائی ساتھ اہل شام کے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر مغلوب ہوا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قرآن کو علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج اوراس کو قرآن کی طرف بلاؤ کہ وہ اس سے ہرگز انکار نہیں کرے گا سو ایک آدمی قرآن کو لایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان منصف قرآن ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ اس کے ہمارے تمہارے درمیان قرآن منصف رہا تو خارجی لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم ان کو اس دن قاری نام رکھتے تھے اوران کی تلواریں ان کے مونڈھوں پر تھیں سو انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! انہیں انتظار کرتے ہم ساتھ ان لوگوں کے مگر یہ کہ اپنی تلواروں سے ان کی طرف چلیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے یعنی ہم صلح نہیں کرتے تو کہا سہل نے کہ اپنی جانوں کو تہمت کرو یعنی اس رائے میں اس واسطے کہ بہت لوگوں نے ان میں سے منصفی سے انکار کیا اور کہا کہ نہیں حکم مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد ساتھ اس کے ناحق ہے اور مشورہ دیا ان کو بڑے بڑے اصحاب نے ساتھ مطاوعت علی رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ نہ مخالف ہوں اس چیز کو کہ مشورہ دیں ساتھ اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ واسطے ہونے ان کے کی اعلم ساتھ مصلحت کے اور ذکر کیا واسطے ان کے سہل نے جو واقع ہوا واسطے ان کے حدیبیہ میں اور یہ اس دن ان کی رائے یہ تھی کہ بدستور لڑائی میں جاری رہیں اور مخالفت کریں اس چیز کی کہ بلائے جاتے ہیں اس کی طرف صلح سے پھر ظاہر ہوا کہ بہتر بات وہی تھی جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئے اوراس کا بیان آئندہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا نہیں دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ بلائے جاتے ہیں طرف کتاب اللہ کے تو یہ مرد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھا تو مقصود یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان قرآن منصف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول نہ کیا اور لڑائی سے باز نہ آئے یعنی لائق ہے کہ علی رضی اللہ عنہ قرآن کی منصفی کو قبول کریں اور لڑائی سے باز آئیں سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی موافقت کے واسطے قرآن کو قبول کیا اور حبیب کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ کون ہیں جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ یہ لوگ خارجی ہیں جو امام حق سے باغی ہوئے اوراس کا مقابلہ کیا اس واسطے کہ وہ لوگ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ سے باغی ہو گئے تھے۔

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ

سورۂ حجرات کی تفسیر کا بیان

فائدہ: حجرات جمع حجرہ کی ہے اور مراد حضرت ﷺ کی بیویوں کے گھر ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تُقَدِّمُوْا﴾ لَا تَفْتَاتُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِهٖ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ لا تقدموا کے معنی ہیں نہ آگے بڑھو پیغمبر ﷺ پر یہاں تک کہ اللہ اس کی زبان پر حکم کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یاایها الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله﴾ اور کہا بعضوں نے کہ مراد یہ ہے کہ نہ عمل کرو اس کے حکم کے بغیر۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ رحمہ اللہ سے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ اس طرح کا حکم اتارے تو خوب ہو تو اللہ نے یہ آیت اتاری اور کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ مراد وہ مسلمان لوگ ہیں جنہوں نے عید قربانی کے دن عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر قربانی کریں۔ (فتح)

﴿اِمْتَحَنَ﴾ أَخْلَصَ.

امتحن کے معنی خالص کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اولئك الذین امتحن الله قلوبهم للتقوىٰ﴾ یعنی خالص کیا اللہ نے ان کے دلوں کو واسطے تقویٰ کے۔

﴿وَلَا تَنَابَزُوْا﴾ يُدْعٰى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ.

یعنی تنابزوا کے معنی ہیں کہ نہ پکارو ساتھ کفر کے پیچھے اسلام کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولا تنابزوا بالالقاب﴾ یعنی مسلمان دوسرے مسلمان کو کفر کے ساتھ نہ بلائے۔

فائدہ: قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ولا تلمزوا انفسکم﴾ یعنی نہ طعن کرو ایک دوسرے پر ﴿ولا تنابزوا بالالقاب﴾ کہا اس نے کہ نہ کہہ اپنے بھائی مسلمان کو اے فاسق! اے منافق! اور حسن سے روایت ہے کہ یہودی مسلمان ہوتا تھا تو لوگ اس کو کہتے تھے اے یہودی! سو اس سے منع کیے گئے۔

﴿يَلِتْكُمْ﴾ يَنْقُصْكُمْ أَلَتْنَا نَقَصْنَا.

یلتکم کے معنی ہیں گھٹائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لا یلتکم من اعمالکم شیئا﴾ اور التنا کے معنی ہیں گھٹایا ہم نے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما التنا من عملهم من شیء﴾ ہم نے ان کے عمل سے کچھ نہیں گھٹایا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اونچا کرو اپنی آواز

صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ اَلْآيَةَ. ﴿تَشْعُرُوْنَ﴾ تَعْلَمُوْنَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ.

کو پیغمبر ﷺ کی آواز سے، اور تشعرون کے معنی ہیں تم جانو اور اسی سے ماخوذ ہے شاعر یعنی جاننے والا۔

٤٤٦٧ ـ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَّهْلِكَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِيْ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَّأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اِسْمَهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِيْ قَالَ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِيْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ﴾ اَلْآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيْهِ يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ.

۴۴۶۷۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریب تھا کہ دو بہت نیکی کرنے والے ہلاک ہوں یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کہ دونوں نے اپنی آواز حضرت ﷺ کے پاس اونچی کی جب کہ قوم بنی تمیم کے سوار حضرت ﷺ کے پاس آئے سو دونوں میں سے ایک نے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کو اپنی قوم پر حاکم کیجیے اور دوسرے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور مرد کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کو حاکم نہ کیجیے دوسرے کو کیجیے، کہا نافع رحمہ اللہ نے کہ مجھ کو اس کا نام یاد نہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہیں ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری مراد تیری مخالفت نہیں سو اس بات میں ان کی آواز اونچی ہوئی سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ اونچی کرو اپنی آواز پیغمبر ﷺ کی آواز سے، آخر آیت تک، کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی آواز حضرت ﷺ کو نہ سناتے تھے یعنی آہستہ بات کہتے تھے یہاں تک کہ حضرت ﷺ ان سے پوچھتے اور نہیں ذکر کیا یہ اپنے باپ سے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت اتری ﴿یایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰہ ورسولہ * الی قولہ ﴿ولو انہم صبروا﴾ اور البتہ مشکل جانا ہے اس کو ابن عطیہ نے کہا اس نے صحیح یہ ہے کہ اتری یہ آیت بیچ کلام بے عقل گنواروں کے میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے یہ معارض اس حدیث کو اس واسطے کہ جو متعلق ہے ساتھ قصے شیخین کے بیچ مخالف ہونے کے حاکم بنانے میں وہ ابتدا سورت کا ہے یعنی لا تقدموا لیکن جب کہ متصل ہے ساتھ اس کے قول اس کا لا ترفعوا تو تمسک کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ساتھ پست کرنے آواز اپنی کے اور بے عقل گنوار جن کے حق میں اتری وہ بنی تمیم سے ہیں اور جو خاص ہے ساتھ ان کے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ان الذین ینادونك من ورآء

الحجرات ﴾ اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا اے محمد! میری مدح زینت ہے اور مجھ کو برا کہنا عیب ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ ہے اور یہ آیت اتری میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مانع یہ کہ اتری آیت واسطے کئی اسباب کے جو اس سے پہلے گزرے ہوں سو نہ عدول کیا جائے گا واسطے ترجیح کے باوجود ظاہر ہونے تطبیق کے اور صحیح ہونے طریقوں کے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس کو معلوم کر لیا ہے سو وارد کیا اس نے قصہ ثابت بن قیس کا اس کے بعد تا کہ بیان کرے جو اشارہ کیا میں نے اس کی طرف جمع سے پھر پیچھے لایا ان سب کے ساتھ ترجمے باب کے قول اللہ کا ﴿ولو انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم﴾ واسطے اشارہ کرنے کے طرف قصے گنوار لوگوں کے بنی تمیم سے اور نہیں ذکر کی اس نے ترجمے میں کوئی حدیث جیسا کہ میں عنقریب بیان کروں گا اور شاید اس نے ذکر کیا حدیث ثابت کو اس واسطے کہ وہی تھا خطیب جب کہ واقع ہوئی کلام مفاخرت میں درمیان بنی تمیم کے جو مذکور ہیں کما ذکرہ ابن اسحاق مطولا۔

٤٤٦٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسَى فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

۴۴۶۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہ پایا یعنی چند روز اس کو نہ دیکھا تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! میں معلوم کرتا ہوں آپ کے سبب سے علم اس کا سو وہ مرد اس کے پاس آیا سو اس کو اپنے گھر میں سر نیچے ڈالے بیٹھے پایا تو اس سے کہا کہ کیا ہے حال تیرا؟ کہا بد حال ہے کہ اپنی آواز حضرت ﷺ کی آواز سے اونچی کرتا تھا سو اس کا عمل ضائع ہوا اور وہ دوزخی ہے سو وہ مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی کہ اس نے ایسا ایسا کہا موسیٰ راوی نے کہا کہ پھر وہ دوسری بار اس کی طرف بڑی بشارت لے کر پھرا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ تو دوزخی نہیں لیکن تو بہشتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ پکارتے ہیں

وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾.

تجھ کو حجروں کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے۔

٤٤٦٩ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِّنْ بَنِي تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ وَقَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا أَرَدْتَّ إِلَى أَوْ إِلَّا خِلَافِيْ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِيْ ذٰلِكَ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ حَتَّى انْقَضَتِ الْاٰيَةُ.

۴۴۶۹۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم کے چند سوار یعنی ایلچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قعقاع کو سردار کیجیے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بلکہ اقرع بن حابس کو سردار کیجیے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری اور تیری مخالفت نہیں سو دونوں آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ ان کی آواز بلند ہوئی تو اس امر یہ آیت اتری، اے ایمان والو! نہ آگے بڑھو رو برو اللہ اور رسول کے یہاں کہ آیت تمام ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو ان کے واسطے بہتر ہوتا۔

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں ہے اور روایت کی ہے طبری اور بغوی وغیرہ نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اقرع نے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو کہا اے محمد! ہماری طرف نکلو، سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ کہ پکارتے ہیں تجھ کو حجروں کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے کہا ابن مندہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور بیان کیا ہے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے قصہ قوم بنی تمیم کے ایلچیوں کا مطول ساتھ انقطاع کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ قٓ

سورہ ق کی تفسیر کا بیان

﴿رَجْعٌ بَعِيْدٌ﴾ رَدٌّ.

رجع کے معنی ہیں پھرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذلك رجع بعيد﴾.

﴿فُرُوْجٍ﴾ فُتُوْقٍ وَّاحِدُهَا فَرْجٌ.

یعنی فروج کے معنی ہیں سوراخیں اور یہ جمع ہے اس کا واحد فرج ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ فرج کے معنی ہیں پھٹنا۔

﴿مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ وَرِيْدَاهُ فِيْ حَلْقِهِ وَالْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ.

یعنی ورید رگ ہے حلق میں اور حبل رگ گردن کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ونحن اقرب اليه من حبل الوريد﴾ سو مضاف کیا اس کو ورید کی طرف جیسے مضاف کی گئی ہے حبل عاتق کی طرف اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد گردن کی رگ ہے۔

فائدہ: اور مراد رگ جان کی ہے جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ﴾ مِنْ عِظَامِهِمْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد منهم سے ان کی ہڈیاں ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو کھاتی ہے زمین ان کے گوشت اور ہڈیوں اور بالوں سے۔

﴿تَبْصِرَةً﴾ بَصِيْرَةً.

یعنی تبصرة کے معنی ہیں بصیرة یعنی راہ دکھانا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تبصرة وذكرىٰ لكل عبد منيب﴾۔

﴿حَبَّ الْحَصِيْدِ﴾ الْحِنْطَةُ.

اور مراد حب الحصيد سے گندم ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿جنات وحب الحصيد﴾۔

﴿بَاسِقَاتٍ﴾ الطِّوَالُ.

یعنی باسقات کے معنی ہیں دراز، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والنخل باسقات﴾۔

﴿أَفَعَيِيْنَا﴾ أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کیا دشوار ہوا ہم پر یعنی جب کہ پیدا کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿افعيينا بالخلق الاول﴾۔

﴿وَقَالَ قَرِيْنُهُ﴾ اَلشَّيْطَانُ الَّذِيْ قُيِّضَ لَهُ.

یعنی مراد قرین سے شیطان ہے جو اس پر متعین ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وقال قرينه﴾۔

﴿فَنَقَّبُوْا﴾ ضَرَبُوْا.

یعنی فنقبوا کے معنی ہیں پھرے شہروں میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فنقبوا في البلاد﴾ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ نقبوا کے معنی ہیں گھومے اور دور ہوئے۔

﴿أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ﴾ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ

یعنی او القى السمع کے معنی ہیں کہ نہ بات کرے اپنے

بغَیرِہٖ.
جی سے ساتھ غیر اس چیز کے یعنی حضور دل سے سنے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او القی السمع وھو شھید﴾ اور قتادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہ ایک مرد ہے اہل کتاب سے اس نے قرآن کو سنا اور وہ گواہ ہے اس چیز پر جو اس کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو اپنی کتاب میں لکھا پاتا ہے اور کہا حسن نے کہ وہ منافق ہے کہ سنتا ہے اور فائدہ نہیں اٹھاتا۔

﴿رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ﴾ رَصَدٌ.
یعنی رقیب عتید کے معنی ہیں حافظ اور ناصر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿الا لدیه رقیب عتید﴾.

﴿سَآئِقٌ وَّشَهِیْدٌ﴾ اَلْمَلَكَانِ كَاتِبٌ وَّشَهِیْدٌ ﴿شَهِیْدٌ﴾ شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ.
یعنی مراد سائق وشہید سے دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا اعمال کا اور ایک گواہ اور شہید شاہد ہے ساتھ دل کے یعنی دل سے گواہی دیتا ہے۔

﴿مِنْ لُّغُوْبٍ﴾ اَلنَّصَبُ.
یعنی لغوب کے معنی ہیں تھکنا اور ماندگی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما مسنا من لغوب﴾.

وَقَالَ غَیْرُهٗ ﴿نَضِیْدٌ﴾ اَلْكُفُرّٰى مَا دَامَ فِیْ اَكْمَامِهٖ وَمَعْنَاهُ مَنْضُوْدٌ بَعْضُهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ اَكْمَامِهٖ فَلَیْسَ بِنَضِیْدٍ.
یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے کہ نضید کے معنی ہیں گابھا جب تک کہ اپنے غلاف اور پردے میں ہے اور اس کے معنی ہیں تہ بہ تہ اور جب اپنے غلاف سے نکلے تو پھر اس کو نضید نہیں کہتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والنخل باسقات لها طلع نضید﴾.

﴿وَإِدْبَارِ النُّجُوْمِ﴾ ﴿وَأَدْبَارِ السُّجُوْدِ﴾ كَانَ عَاصِمٌ یَفْتَحُ الَّتِیْ فِیْ قٓ وَیَكْسِرُ الَّتِیْ فِی الطُّوْرِ وَیُكْسَرَانِ جَمِیْعًا وَیُنْصَبَانِ.
یعنی لفظ ادبار کا دو جگہ واقع ہوا ہے ﴿ادبار السجود﴾ اس سورہ میں ہے اور ﴿ادبار النجوم﴾ سورۂ طور میں ہے اور تھے عاصم زبر دیتے اس کلمے کو کہ سورۂ ق میں ہے یعنی حرف الف کو اور زیر دیتے اس کلمے کو کہ سورۂ طور میں ہے اور دونوں کو زیر دی جاتی ہے اور زبر دی جاتی ہے یعنی زیر بھی جائز ہے اور زبر بھی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَوْمَ الْخُرُوْجِ یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ إِلَى الْبَعْثِ مِنَ الْقُبُوْرِ.
یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ﴿یوم الخروج﴾ سے وہ دن ہے جس دن قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذلك یوم الخروج﴾

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ دوزخ کہے گی کیا کچھ اس سے زیادہ بھی ہے؟۔

٤٤٧٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقٰى فِي النَّارِ ﴿وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ حَتّٰى يَضَعَ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ.

۴۴۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈالا جائے گا دوزخ میں (کافروں کو) اور وہ (دوزخ) کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی زیادہ ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھے گا تو دوزخ کہے گی کہ بس بس۔

٤٤٧١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهٗ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوْقِفُهٗ أَبُوْ سُفْيَانَ يُقَالُ ﴿لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدَمَهٗ عَلَيْهَا فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ.

۴۴۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے اور ابو سفیان اس کو اکثر موقوف بیان کرتا تھا کہ دوزخ کو کہا جائے گا کہ کیا تو بھر چکی ہے؟ تو وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ سو اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بس بس تیری عزت کی قسم پھر آپس میں سمٹ جائے گی اور ایک روایت میں ہے سو نہ پر ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس بس سو اس جگہ پر ہوگی اور آپس میں سمٹ جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخ زیادہ طلب کرے گی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ آپس میں سمٹ جائے گی اور کہے گی بس بس اور ایک روایت میں کہ دوزخی لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی زیادہ ہے؟ پھر اس میں اور بھی دوزخی ڈالے جائیں گے اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آکر اس پر اپنا قدم رکھے گا سو وہ سمٹ جائے گی اور کہے گی بس اور اختلاف ہے اس میں کہ قدم سے کیا مراد ہے سو طریق سلف اس میں اور اس کے غیر میں مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو ظاہر معنی پر رکھا جائے گا اس میں تاویل نہ کی جائے یعنی اس کے ظاہر معنی پر ایمان لائے اور اس کی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے بلکہ اعتقاد کرے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ کے حق میں نقص کا وہم پیدا ہو وہ اللہ کے حق میں محال ہے اور بہت اہل علم نے اس کی تاویل میں بحث شروع کی ہے سو کہا کہ مراد ذلیل کرنا دوزخ کا ہے اس واسطے کہ جب وہ

سرکشی میں زیادتی کرے گی اور وہ زیادہ مانگے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر ڈالے گا سو اس کو اپنے قدم کے نیچے رکھے گا اور نہیں مراد ہے حقیقت قدم کی اور عرب لوگ استعمال کرتے ہیں اعضاء کے الفاظ کو ضرب امثال میں اور وہ ہو بہو مراد نہیں ہوتی اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ قدم کے بعض مخلوق کا قدم ہے پس ضمیر واسطے مخلوق کے ہے یا اس جگہ کوئی مخلوق ہوگی کہ نام اس کا قدم ہے یا مراد ساتھ قدم کے اخیر ہے اس واسطے کہ قدم آخر اعضاء کا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ یہاں تک کہ رکھے گا اللہ تعالیٰ دوزخ میں آخر دوزخیوں کو اور ہو گا ضمہ واسطے مزید کے اور کہا ابن حبان نے اپنی صحیح میں بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ یہ ان حدیثوں سے ہے جو بولی گئی ہیں ساتھ تمثیل مجاورت کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ ڈالا جائے گا دوزخ میں قیامت کے دن امتوں سے اور مکانوں سے جن میں اللہ کی نافرمانی ہوئی سو ہمیشہ زیادہ طلب کرے گی یہاں تک کہ رکھے گا اللہ تعالیٰ ایک جگہ مذکور جگہوں سے تو وہ بھر جائے گی اور کہا داؤدی نے کہ مراد قدم کے قدم صدق کا ہے اور وہ محمد ﷺ ہیں اور اشارہ ہے ساتھ اس کے طرف شفاعت ان کی کے اور وہ مقام محمود ہے سو نکالا جائے گا آگ سے جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہو گا اور تعاقب کی گئی یہ تاویل ساتھ اس کے کہ وہ مخالف ہے واسطے نص حدیث کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ اپنا قدم رکھے گا بعد اس کے کہ دوزخ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور اس کے قول کا مقتضی یہ ہے کہ اس سے کچھ گھٹایا جائے گا اور صریح حدیث ہے کہ وہ آپس میں سمٹ جائے گی ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جائے گی بیچ اس کے نہ ساتھ اس چیز کے کہ نکلے گی اس سے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اس کی یہ توجیہ کی جائے کہ جو اس میں سے نکالا جائے گا اس کا بدلہ اس میں کافر ڈالا جائے گا جیسا کہ حمل کیا ہے علماء نے اوپر ابو موسیٰ کی حدیث کے جو صحیح مسلم میں ہے کہ ہر مسلمان کو ایک یہودی اور نصرانی دیا جائے گا کہ یہ ہے چھوڑائی تیری آگ سے اس واسطے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ واقع ہو گا یہ وقت نکالنے موحدین کے آگ سے اور ان میں ہر ایک کے بدلے ایک کافر اس میں ڈالا جائے گا ساتھ اس طور کے کہ اس کا بدن بڑا موٹا کیا جائے گا یہاں تک کہ بند کرے اپنی جگہ کو اور اس کی جگہ کو جو اس سے نکلا اور اس وقت پس قدم سبب ہے واسطے عظم مذکور کے اور جب واقع ہو گا عظم تو حاصل ہو گا پر ہونا جس کو وہ طلب کرتے تھے اور کہا ابو الوفاء نے کہ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس سے کہ آگ میں اس کے حکم پر عمل نہ ہو اور حالانکہ وہ کہتا ہے ﴿یانار کونی بردا وسلاما﴾ سو جو آگ کے احراق کو فقط حکم سے دور کر سکتا ہے وہ کس طرح محتاج ہوتا ہے طرف مدد لینے کی اور سمجھا جاتا ہے جواب اس کا اس تفصیل سے جو باب کی تیسری حدیث میں واقع ہے اس واسطے کہ اس میں کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے پر ہونا ہے بہر حال آگ پس ذکر کی ساری حدیث اور کہا اس میں کہ نہیں ظلم کرتا اللہ کسی پر اپنی مخلوق سے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے کہ واقع ہو گی بھرتی بہشت کی ساتھ ان لوگوں کے کہ پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو واسطے بھرنے اس کے کی اور لیکن آگ پس نہ پیدا کرے گا واسطے اس کے کوئی مخلوق بلکہ

کرے گا اس میں وہ چیز کہ تعبیر کی گئی ہے اس سے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی جو تقاضا کرتی ہے کہ آپس میں سمٹ جائے سو ہو جائے گی پر اور نہ محتاج ہوگی زیادتی کی اور اس میں دلالت ہے کہ ثواب نہیں موقوف ہے عمل پر بلکہ انعام کرے گا اللہ ساتھ بہشت کے اس کو جس نے کبھی نیکی نہیں کی۔ (فتح)

٤٤٧٢ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَا لِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ إِلَّا ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِيْ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَآءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِيْ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَآءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا مِلْؤُهَا فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ وَّلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهٖ أَحَدًا وَّأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا.

۴۴۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں جھگڑا کیا بہشت اور دوزخ نے سو دوزخ نے کہا کہ خاص ہوئی میں ساتھ تکبر کرنے والوں اور گردن کشوں کے یعنی مجھ میں یہ لوگ داخل ہوں گے تو بہشت نے کہا کہ کیا حال ہے میرا کہ مجھ میں غریب اور مسکین لوگ ہی داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے رحم کروں گا تیرے سبب سے جس پر کہ چاہوں گا اپنے بندوں سے اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تیرے سبب سے عذاب کروں گا جس کو میں چاہوں گا اپنے بندوں سے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے بھرتی ہے سو آگ تو پر نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس بس سو اس جگہ پر ہو جائے گی اور اس میں سمٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے کسی پر ظلم نہیں کرتا یعنی جس نے بدی نہ کی ہو اور بہر حال بہشت سو اس کے واسطے اللہ اور مخلوق کو پیدا کرے گا یعنی جس نے کوئی نیکی نہیں کی۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ سقطہم یعنی وہ لوگ کہ حقیر گنے جاتے ہیں درمیان لوگوں کے گرے پڑے ہیں ان کی آنکھوں سے یہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ اکثر لوگوں کے نزدیک ہے اور بہر حال بہ نسبت اس چیز کے کہ اللہ کے نزدیک ہے سو وہ بہت بزرگ ہیں اونچے درجے والے لیکن وہ بہ نسبت اس چیز کے کہ نزدیک نفس ان کے ہے واسطے عظمت اللہ کے نزدیک ان کے اور جھکنے ان کے کی واسطے اس کے بیچ نہایت تواضع کے ہیں واسطے اللہ کے اور ذلیل ہونے کے اس کے بندوں میں سو وصف کرنا ان کو ساتھ ضعیف اور ساقط ہونے کے ساتھ اس معنی کے صحیح ہے اور مراد ساتھ حصر کے بیچ قول بہشت کے الا ضعفاء الناس اکثر ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور یہ کہ اللہ پیدا کرتا ہے

بہشت اور دوزخ میں تمیز اس کے ساتھ تمیز کر سکتے ہیں اور قادر ہوتے ہیں ساتھ اس کے تکرار اور جھگڑنے پر اور احتمال ہے کہ ہو یہ جھگڑا ان کا ساتھ زبان حال کے اور زیادہ بیان اس کا آئندہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پاکی بول اپنے رب کی تعریف سے سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔

٤٤٧٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا لَيْلَةً مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾.

۴۴۷۳۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک رات حضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے یعنی چودھویں رات کو سو حضرت ﷺ نے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بیشک تم قیامت میں اپنے رب کو دیکھو گے جیسا تم اس کو دیکھتے ہو یعنی چاند کو ہجوم نہ کر سکو گے اس کے دیکھنے میں یعنی ہجوم سے اس کے دیکھنے میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو، پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ پاکی بول اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے۔

فائدہ: ابوذر رضی اللہ عنہ کے نسخہ میں اس آیت کے اخیر میں وقبل غروبها ہے اور یہ آیت سورہ طہٰ میں ہے کہا کرمانی نے کہ مناسب واسطے اس سورہ کے وقبل الغروب ہے نہ قبل غروبها حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں نہیں ہے کوئی راہ طرف تصرف کرنے کے حدیث کے لفظ میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے حدیث کو اس جگہ واسطے ایک ہونے معنی دونوں آیتوں کے خاص کر ایک نسخہ میں تو قبل الغروب بھی آ چکا ہے۔

٤٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُ أَنْ يُّسَبِّحَ فِيْ أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِيْ قَوْلَهُ ﴿وَأَدْبَارَ السُّجُوْدِ﴾.

۴۴۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وادبار السجود﴾ کی تفسیر میں کہ حکم کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو کہ سب نمازوں کے پیچھے پاکی بولو یعنی مراد سجود سے سب نمازیں ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عباس کے بیٹے شام کی نماز کے بعد دو رکعتیں ادبار السجود ہیں اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن روایت کی ابن مندہ نے کہ کہا حضرت ﷺ کے اصحاب نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں وادبار السجود کہ وہ دو رکعتیں ہیں مغرب کے بعد۔

سُوْرَةُ الذّٰرِيَاتِ

سورۂ ذاریات کی تفسیر کا بیان

قَالَ عَلِيٌّ ﴿الذّٰرِيَاتِ﴾ اَلرِّيَاحُ.

یعنی کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ذاریات سے ہوائیں ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿تَذْرُوْهُ﴾ تُفَرِّقُهٗ.

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ تذروہ کے معنی ہیں کہ اس کو بکھیرے اور پراگندہ کرے۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ کہف میں ہے۔

﴿وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ تَاْكُلُ وَتَشْرَبُ فِيْ مَدْخَلٍ وَّاحِدٍ وَّيَخْرُجُ مِنْ مَّوْضِعَيْنِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ خود تمہاری ذات میں بھی نشانیاں ہیں کہ آدمی ایک راہ سے کھاتا، پیتا ہے اور دو راہ سے نکلتا ہے یعنی آگے پیچھے سے آگے سے پیشاب اور پیچھے سے پاخانہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو عار دلائی سو فرمایا کیا تم کو سوجھ نہیں۔

﴿فَرَاغَ﴾ فَرَجَعَ.

یعنی راغ کے معنی ہیں کہ پھرا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فراغ الی اهله﴾ اور یہ جو کہا قتل الخراصون لعنت کیے گئے۔

﴿فَصَكَّتْ﴾ فَجَمَعَتْ اَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ بِهٖ جَبْهَتَهَا.

یعنی فصکت کے معنی ہیں کہ اپنی انگلیوں کو جمع کر کے اپنے ماتھے پر مارا یعنی تعجب سے اپنے منہ پر طمانچہ مارا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فصكت وجهها وقالت عجوز عقيم﴾ اور کہا ثوری نے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا تعجب سے۔

وَالرَّمِيْمُ نَبَاتُ الْاَرْضِ اِذَا يَبِسَ وَدِيْسَ.

اور رمیم کے معنی ہیں سبزہ زمین کا جب کہ خشک ہو جائے اور روندا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿الا جعلته كالرميم﴾.

﴿لَمُوْسِعُوْنَ﴾ اَيْ لَذُوْ سَعَةٍ وَّكَذٰلِكَ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ يَعْنِي الْقَوِيَّ.

یعنی ہم وسعت والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وانا لموسعون﴾ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ وسعت والے پر ہے اندازہ حال اس کے کا یعنی قوی پر اور کہا بعض نے کہ مراد یہ ہے کہ ہم وسعت والے ہیں کہ

ان کی مانند اور آسمان پیدا کریں۔

﴿خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ﴾ اَلذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى وَاخْتِلَافُ الْاَلْوَانِ حُلْوٌ وَحَامِضٌ فَهُمَا زَوْجَانِ.

یعنی مراد زوجین سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ومن كل شيء خلقنا زوجين﴾ نر اور مادہ ہے یعنی کہا اللہ تعالیٰ نے کہ ہر چیز کے بنائے ہم نے جوڑے یعنی اور یہ نر اور مادہ ہونا جاندار چیزوں میں ہے اور جو چیز ان کے سوائے ہے تو اس میں مراد زوجین سے مختلف ہونا سبزوں کے رنگوں اور میووں کے مزے کا ہے بعض میٹھے ہیں اور بعض کھٹے ہیں سو وہ دونوں جوڑا ہیں اور کہا بعضوں نے کہ ایمان اور کفر اور نیک بختی اور بد بختی اور ہدایت اور گمراہی اور رات اور دن اور زمین اور آسمان اور جن اور انسان۔

﴿فَفِرُّوْا إِلَى اللّٰهِ﴾ مَعْنَاهُ مِنَ اللّٰهِ إِلَيْهِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ بھاگو اللہ سے طرف اس کی یعنی اس کی نافرمانی سے طرف بندگی اس کی کے یا اس کے عذاب سے اس کی رحمت کی طرف۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ أَهْلِ الْفَرِيْقَيْنِ إِلَّا لِيُوَحِّدُوْنِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول الا لیعبدون کے معنی ہیں کہ نہیں پیدا کیا میں نے نیک بختوں کو دونوں فرقے والوں میں سے مگر اس واسطے کہ مجھ کو ایک جانیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون﴾ اور سبب حمل کا تخصیص پر موجود ہونا اس شخص کا ہے کہ نہیں بندگی کرتا ہے اس کی پس اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو واقع ہوگی مخالفت درمیان علت اور معلول کے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوْا فَفَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيْهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْقَدَرِ.

اور کہا بعض نے کہ پیدا کیا ان کو تا کہ عبادت کریں سو بعض نے کی اور بعضوں نے نہ کی اور نہیں اس آیت میں حجت واسطے اہل قدر کے یعنی فرقہ معتزلہ کے۔

فائدہ: اور حاصل دونوں تاویلوں کا یہ ہے کہ اول محمول ہے اس پر کہ مراد لفظ عام سے خصوص ہے اور یہ کہ مراد نیک بخت ہیں جنوں اور آدمیوں سے اور دوسری تاویل کا حاصل یہ ہے کہ یہ آیت اپنے عموم پر باقی ہے لیکن ساتھ معنی

استعداد کے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان میں استعداد اور قابلیت عبادت کرنے کی پیدا کی لیکن بعضوں نے ان میں سے کہا مانا اور بعض نے کہا نہ مانا اور یہ مانند قول ان کے کی ہے کہ اونٹ کھیتی کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں یعنی کھیتی کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں اس واسطے کہ بعض اونٹ کھیتی نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے اس میں حجت واسطے اہل قدر کے تو مراد اس کی اس سے معتزلہ ہیں اس واسطے محصل جواب کا یہ ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے پیدا کرنا تکلیف کا ہے نہ پیدا کرنا جبلت کا سو جس کو اللہ نے توفیق دی تو عمل کیا اس نے واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوا واسطے اس کے اور جس کو اللہ نے گمراہ کیا اس نے مخالفت کی اور معتزلوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیت مذکورہ کے اس پر کہ نہیں متعلق ہوتا ہے ارادہ اللہ پاک کا مگر ساتھ عبادت کے یعنی معتزلہ کہتے ہیں کہ نہیں متعلق ہوتا ہے ارادہ اللہ کا مگر ساتھ خیر کے اور بدی جو کہ بندوں سے واقع ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے نہیں ہوتی اس واسطے کہ منطوق آیت کا یہ ہے کہ ارادہ متعلق نہیں ہوتا مگر ساتھ خیر کے کہ عبادت ہے اور جواب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز کسی چیز کے ساتھ معلل ہو جیسا کہ پیدا کرنا معلل ہے اور عبادت کرنا اس کی علت ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی چیز یعنی عبادت مراد ہو اور اس کے سوائے اور چیز مراد نہ ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ نہیں اس میں حجت واسطے اہل قدر کے کہ وہ حجت پکڑتے ہیں ساتھ اس کے اس پر کہ اللہ کے افعال ضروری ہے کہ معلول ہوں یعنی اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ افعال اللہ کے معلول ہیں ساتھ غرض کے سو جواب دیا گیا کہ ایک جگہ میں تعلیل واقع ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ میں تعلیل واجب ہو اور ہم قائل ہیں ساتھ جائز ہونے تعلیل کے نہ ساتھ واجب ہونے اس کے کی یا اس واسطے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں واسطے ان کے یعنی کہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں اللہ ان کا پیدا کرنے والا نہیں واسطے منسوب کرنے عبادت کے ان کی طرف سو جواب دیا کہ ان کے واسطے اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ نسبت عبادت کی ان کی طرف کسب اور محلیت کی جہت سے ہے اور آیت میں اور بھی کئی تاویلیں ہیں جن کا ذکر دراز ہوتا ہے اور سدی سے روایت ہے کہ پیدا کیا ان کو واسطے عبادت کے سو بعض عبادت نفع دیتی ہے اور بعض نہیں دیتی۔ (فتح)

وَالذَّنُوْبُ الدَّلْوُ الْعَظِيْمُ. اور ذنوب کے معنی ہیں بڑا ڈول، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فنا للذین ظلموا ذنوبا﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَرَّةٍ﴾ صَيْحَةٍ. یعنی اور کہا مجاہد نے کہ صرۃ کے معنی ہیں آواز سخت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واقبلت امراتہ فی صرۃ﴾.

﴿ذَنُوْبًا﴾ سَبِيْلًا. یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذنوبا کے معنی ہیں راہ۔

الْعَقِيْمُ الَّتِيْ لَا تَلِدُ. یعنی عقیم اس کو کہتے ہیں جو نہ جنے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وقالت عجوز عقیم﴾.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّالْحُبُكُ اسْتِوَآؤُهَا وَحُسْنُهَا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حبک کے معنی ہیں برابر ہونا اس کا اور خوبصورت ہونا اس کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والسمآء ذات الحبک﴾.

﴿فِیْ غَمْرَةٍ﴾ فِیْ ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادَوْنَ.

فی غمرة کے معنی ہیں اپنی گمراہی میں گزارتے ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ تَوَاصَوْا تَوَاطَئُوْا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ تواصوا کے معنی ہیں کہ موافقت کی انہوں نے اوپر اس کے اور لیا اس کو بعض نے بعض سے۔

فائدہ: جب کوئی خصلت کسی قوم پر غالب ہو تو کہا جاتا ہے کہ گویا انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اتوا صوا به بل هم قوم طاغون﴾.

وَقَالَ ﴿مُسَوَّمَةً﴾ مُعَلَّمَةً مِّنَ السِّيْمَا.

اور کہا کہ مسومة کے معنی ہیں نشان کیے گئے ماخوذ ہے سیما سے ساتھ معنی علامت کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لنرسل علیهم حجارة من طین مسومة﴾.

سُوْرَةُ وَالطُّوْرِ

سورۂ طور کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَّسْطُوْرٍ﴾ مَكْتُوْبٍ.

اور کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ مسطور کے معنی ہیں لکھا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وکتاب مسطور﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلطُّوْرُ اَلْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ طور پہاڑ کو کہتے ہیں سریانی زبان میں۔

﴿رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ﴾ صَحِيْفَةٍ.

یعنی رق کے معنی ہیں ورق کشادہ۔

﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ﴾ سَمَآءٌ.

اور مراد سقف مرفوع سے آسمان ہے۔

﴿اَلْمَسْجُوْرِ﴾ اَلْمُوْقَدِ.

یعنی مسجور کے معنی ہیں بھڑکایا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والبحر المسجور﴾.

فائدہ: طبری نے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے کہا کہ کہاں ہیں دوزخ تو اس نے کہا کہ دریا، کہا نہیں دیکھتا میں اس کو مگر صادق پھر یہ آیت پڑھی ﴿والبحر المسجور﴾۔

وَقَالَ الْحَسَنُ تُسْجَرُ حَتّٰى يَذْهَبَ

اور کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ بھڑکایا جائے گا آگ سے یہاں

مَآؤُهَا فَلَا يَبْقَى فِيهَا قَطْرَةٌ.

تک کہ اس کا پانی خشک ہو جائے گا تو اس میں ایک قطرہ باقی نہ رہے گا یعنی یہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور بہر حال آج کے دن سو مراد ساتھ مسجور کے بھرا ہوا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَلَتْنَاهُمْ﴾ نَقَصْنَا.

یعنی التنا کے معنی ہیں نہیں گھٹایا ہم نے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَمُوْرُ﴾ تَدُوْرُ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ تمور کے معنی ہیں گھومے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یوم تمور السمآء مورا﴾۔

﴿أَحْلَامُهُمْ﴾ اَلْعُقُوْلُ.

یعنی احلام کے معنی ہیں عقلیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ام تأمرهم احلامهم﴾۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَلْبَرُّ﴾ اَللَّطِيْفُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بر کے معنی ہیں باریک بین، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿هوا لبر الرحيم﴾۔

﴿كِسْفًا﴾ قِطَعًا.

اور کسفا کے معنی ہیں قطعہ اور ٹکڑا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وان يرو كسفا من السمآء﴾۔

اَلْمَنُوْنُ اَلْمَوْتُ.

اور منون کے معنی ہیں موت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نتربص به ريب المنون﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَتَنَازَعُوْنَ﴾ يَتَعَاطَوْنَ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ یتنازعون کے معنی ہیں کہ ایک دوسرے سے شراب کے پیالے لیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يتنازعون فيها كأسا﴾۔

٤٤٧٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ إِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ

۴۴۷۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس شکایت کی یعنی حج میں کہ میں بیمار ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر سو میں نے طواف کیا اور حضرت ﷺ خانے کعبے کے پہلو میں نماز پڑھتے تھے اس میں سورہ طور پڑھتے تھے۔

وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ.

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ وہ ضعیف تھیں پیادہ طواف نہ کر سکتی تھیں اور باقی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٤٤٧٦ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثُوْنِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿أَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُوْنَ﴾ قَالَ كَادَ قَلْبِيْ أَنْ يَّطِيْرَ قَالَ سُفْيَانُ فَأَمَّا أَنَا فَإِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِيْ قَالُوْا لِيْ.

۴۴۷۶۔ حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے کہا اس نے حدیث بیان کی مجھ سے میرے یاروں نے زہری سے اس نے روایت کی محمد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس نے اپنے باپ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے سو جب آپ اس آیت پر پہنچے کہ کیا وہ پیدا ہوئے بغیر کسی پیدا کرنے والے کہ یا وہی ہیں پیدا کرنے والے یا پیدا کیا ہے انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پر یقین نہیں کرتے کیا ان کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے یا وہی ہیں داروغے؟ تو قریب تھا کہ میرا دل اڑے یعنی خوف سے کہا سفیان نے کہ میں نے تو سوائے اس کے کچھ نہیں سنا ہے زہری سے کہ حدیث بیان کرتا تھا محمد بن جبیر سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ شام کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے یعنی صرف اسی قدر میں نے زہری سے سنا ہے نہیں سنا میں نے اس سے اس زیادتی کو جو یاروں نے مجھ سے کہی اور وہ زیادتی یہ ہے کہ جب اس آیت پر پہنچے، الخ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے یاروں نے زہری سے تو اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالجبار اور ابن ابی عمر کے طریق سے دونوں نے روایت کی ہے ابن عیینہ سے کہا اس نے سنا میں نے زہری سے کہا اس نے سو دونوں نے تصریح کی ہے ساتھ سماع کے اس سے اور وہ دونوں ثقہ ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض ساقط ہے اس واسطے کہ نہیں وارد کیا دونوں نے حدیث سے مگر اسی قدر کہ ذکر کیا ہے اس کو حمیدی نے سفیان سے کہ سنا ہے اس نے اس کو زہری سے برخلاف اس زیادتی کے کہ تصریح کی ہے حمیدی نے اس سے کہ نہیں سنا اس نے اس کو زہری سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہنچی ہے اس کو وہ زیادتی اس سے ساتھ واسطہ

کے اور یہ جو کہا کہ قریب تھا کہ میرا دل اڑے تو کہا خطابی نے کہ گویا وہ بے چین ہوا وقت سننے اس آیت کے واسطے سمجھنے اس کے اس کے معنی کو اور پہچاننے اس کے اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت سو سمجھا حجت کو سو پایا اس کو ساتھ باریک طبع اپنی کے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے کیا وہ پیدا ہوئے بغیر خالق کے بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے پیدائش ان کی سخت تر زمین اور آسمان کی پیدائش سے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوئے ہیں بغیر خالق کے یعنی کیا پیدا ہوئے ہیں بے فائدہ نہ حکم کیے جائیں اور نہ منع ہوں اور کہا بعضوں نے کہ معنی یہ ہیں کہ کیا وہ پیدا ہوئے ہیں بغیر خالق کے اور یہ جائز نہیں سو ضروری ہے کہ ان کا کوئی خالق ہے اور جب خالق سے انکار کریں تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا اور یہ فساد اور باطل ہونے میں سخت تر ہے اس واسطے کہ جس چیز کا وجود نہیں وہ کس طرح پیدا کر سکتی ہے اور جب دونوں وجہ باطل ہوئیں تو قائم ہوئی حجت اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ ان کے واسطے کوئی پیدا کرنے والا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا پیدا کیا ہے انہوں نے آسمانوں اور زمین کو یعنی اگر جائز ہے واسطے ان کے کہ اپنے آپ کے پیدا کرنے کا دعویٰ کریں تو چاہیے کہ زمین اور آسمان کے پیدا کرنے کا دعویٰ کریں اور یہ ان کو ممکن نہیں پس قائم ہوئی حجت پھر فرمایا کہ بلکہ یقین نہیں کرتے سو ذکر کیا علت کو جس نے روکا ان کو ایمان سے اور وہ نہ ہونا یقین کا ہے جو اللہ کی طرف سے بخشش ہے اور نہیں حاصل ہوتا مگر اس کی توفیق سے اسی واسطے بے چین ہوا جبیر یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کا دل اڑے اور مائل ہوا اسلام کی طرف، انتہی۔ اور مستفاد ہوتا ہے قول اس کے سے کہ جب اس آیت پر پہنچے کہ آپ نے سورہ کو اول سے شروع کیا تھا اور ظاہر سیاق کا ہے کہ آپ نے اس کو اخیر تک پڑھا اور باقی بحث اس کی نماز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ النَّجْمِ — سورۂ نجم کی تفسیر کا بیان

فائدہ: مراد نجم سے ثریا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ذُوْ مِرَّةٍ﴾ ذُوْ قُوَّةٍ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ ذو مرہ کے معنی ہیں صاحب قوت کا یعنی جبرائیل علیہ السلام اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ خوب پیدائش والا۔

﴿قَابَ قَوْسَيْنِ﴾ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ.

یعنی مراد قاب قوسین سے اللہ کے اس قول میں جگہ وتر کی ہے کمان سے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ﴿فکان قاب قوسین او ادنیٰ﴾ یعنی پس رہ گیا فرق بقدر دونوں زہ کمان کے یعنی جس قدر کمان کے ایک سرے سے دوسرے تک فاصلہ ہے اتنا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے

بھی نزدیک تر یہ منقول ہے مجاہد سے اور یہی قول ہے عام مفسرین کا اور کہا ابو عبیدہ نے کہ مراد بقدر دو کمان کے ہے یعنی رہ گیا فرق بقدر دو کمان کے یا قریب تر اس سے بھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد قوس سے گز ہے ماپنے کا بقدر دو گز کے۔

﴿ضِیزٰی﴾ عِوَجَآءُ. اور ضیزیٰ کے معنی ہیں ٹیڑھی ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تلك اذا قسمة ضیزی﴾ یعنی یہ اس وقت قسمت ہے ٹیڑھی اور کہا ابو عبیدہ نے کہ یہ قسمت ہے ناقص۔

﴿وَأَکْدٰی﴾ قَطَعَ عَطَآءَهٗ. اور اکدی کے معنی ہیں اپنی بخشش کو قطع کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿افرأیت الذی تولی واعطی قلیلا واکدی﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اعطی قلیلا کے معنی ہیں کہ کہا مانا پھر حکم ماننے سے ٹوٹا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں اتری۔

﴿رَبُّ الشِّعْرٰی﴾ هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَآءِ. یعنی مراد شعری سے وہ تارا ہے جو پیچھے ہے جوزا کے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ شعری وہ تارا ہے جو جوزا کے پیچھے ہے اس کو کافر پوجتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت خزاعہ کے حق میں اتری کہ وہ شعری کو پوجتے تھے اور وہ ایک ستارہ ہے جو جوزا کے پیچھے ہے اور عذرہ اور شعری اور جوزا مشہور تارے ہیں ایک نسق میں۔ (فتح)

﴿اَلَّذِیْ وَفّٰی﴾ وَفّٰی مَا فُرِضَ عَلَیْهِ. یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وابراهیم الذی وفی﴾۔

فائدہ: اور ابن منذر نے عمرو بن اوس سے روایت کی ہے کہ تھا مرد پکڑا جاتا ساتھ گناہ غیر اپنے کے یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام آئے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو ابراہیم علیہ السلام کے ورقوں میں ہے جنہوں نے پورا کیا جو ان پر فرض ہوا اٹھاتا نہیں کوئی جی بوجھ کسی دوسرے کا اور ایک روایت میں ہے کہ وفا کیا یعنی عمل کیا ساتھ چار رکعتوں کے دن کے اول میں۔ (فتح)

﴿أَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ﴾ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ. یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ قریب ہوئی قیامت۔

﴿سَامِدُوْنَ﴾ اَلْبَرْطَمَةُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿افمن هذا الحديث تعجبون﴾ کہا کہ مراد اس حدیث سے قرآن ہے اور کہا اس قول کی تفسیر میں ﴿وانتم سامدون﴾ کہ مراد برطمہ ہے اور وہ ایک قسم ہے کھیل کی یعنی تم کھیلتے ہو اور کہا عکرمہ رحمہ اللہ نے کہ راگ کرتے ہو حمیری زبان میں۔

فائدہ: مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر کھیلتے گزرے تھے اور کہا بعض نے کہ سامدون کے معنی ہیں غافل اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ منہ پھیرنے والا۔

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ ﴿أَفَتُمَارُوْنَهُ﴾ أَفَتُجَادِلُوْنَهُ وَمَنْ قَرَأَ أَفَتَمْرُوْنَهُ يَعْنِي أَفَتَجْحَدُوْنَهُ.

اور کہا ابراہیم نخعی نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کیا پس جھگڑتے ہو تم اس سے اور جو اس کو افتمرونہ بغیر الف کے پڑھتے ہیں یعنی کیا پس انکار کرتے ہو اس سے۔

وَقَالَ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی مراد آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں محمد ﷺ کی آنکھ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما زاغ البصر وما طغی﴾ یعنی بہکی نہیں آنکھ حضرت ﷺ کی اور نہ مقصد سے بڑھی اور کہا محمد بن کعب نے کہ دیکھا محمد ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو فرشتے کی صورت میں۔

﴿وَمَا طَغٰى﴾ وَمَا جَاوَزَ مَا رَاٰى.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ نہ بڑھی اس چیز سے جو دیکھی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ما زاغ البصر﴾ یعنی نہ گئی دائیں اور نہ بائیں ﴿وما طغی﴾ یعنی نہ بڑھی اس چیز سے کہ حکم ہوا ان کو اس کے ساتھ۔

﴿فَتَمَارَوْا﴾ كَذَّبُوْا.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ جھٹلایا انہوں نے۔

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں اس سے اگلی سورت میں ہے اور شاید یہ کسی ناقل کی غلطی ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِذَا هَوٰى﴾ غَابَ.

کہا حسن رحمہ اللہ نے کہ ھوی کے معنی ہیں غائب ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والنجم اذا هوی﴾۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَغْنٰى وَأَقْنٰى﴾

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں

أَعْطٰى فَأَرْضٰى.

﴿وانه اغنى واقنى﴾ کہ اس نے دیا اور راضی کیا یعنی حاصل ہوئی واسطے اس کے پونجی رضا کی۔

٤٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَا أُمَّتَاهْ هَلْ رَأٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعَرِيْ مِمَّا قُلْتَ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿يَآأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ الْآيَةَ وَلٰكِنَّهُ رَأٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ صُوْرَتِهِ مَرَّتَيْنِ.

۴۴۷۷۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے ماں! کیا حضرت ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ یعنی معراج میں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میرے رونگٹے کھڑے ہوئے اس چیز سے جو تو نے کہی یعنی گھبراہٹ سے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی نزدیک ان کے ہیبت اللہ پاک کی سے اور اعتقاد کیا اس کو پاک ہونے اللہ کے سے اور محال ہونے وقوع اس کے سو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کہاں ہے تو تین چیز سے یعنی کس طرح غائب ہوتا ہے فہم تیرا ان تین چیزوں سے؟ اور لائق تھا واسطے تیرے کہ ان کو یاد رکھا ہوتا اور اس کے وقوع کے مدعی کو جھوٹا اعتقاد کرتا جو تجھ سے وہ تینوں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو تجھ سے بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو وہ جھوٹا ہے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں اور وہ پاتا ہے آنکھوں کو اور وہ باریک بین ہے خبر رکھتا ہے اور نہیں واسطے کسی بندے کے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر ساتھ واسطے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے اور جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت ﷺ جانتے ہیں جو کل ہوگا تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر یہ آیت پڑھی اور نہیں جانتا کوئی جی کہ کیا کمائے گا کل اور جو بیان کرے تجھ سے کہ حضرت ﷺ نے قرآن سے کچھ چیز چھپائی ہے تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر یہ آیت پڑھی اے پیغمبر! پہنچا دے جو اتارا گیا ہے تیری طرف تیرے رب کی طرف سے لیکن حضرت ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دو بار دیکھا۔

فائدہ: ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عرفات میں کعب رضی اللہ عنہ سے ملے اور اس سے کچھ چیز پوچھی تو کعب رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم بنی ہاشم ہیں تو کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے؟ تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیکھنے اور کلام کو موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم کیا سو موسیٰ علیہ السلام نے دو بار اللہ سے کلام کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار اللہ کو دیکھا، کہا مسروق رحمہ اللہ نے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ الحدیث، اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا سبب پوچھنے مسروق رحمہ اللہ کے کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ جو کہا کہ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں ، کہا نووی رحمہ اللہ نے واسطے پیروی غیر اپنے کے کہ نہیں نفی کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے وقوع رویت کی ساتھ حدیث مرفوع کے کہ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو اس کو ذکر کرتیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتماد کیا ہے استنباط پر ظاہر آیت سے اور البتہ مخالفت کی ہے اس کی اور اصحاب نے اور جب صحابی کوئی بات کہے اور کوئی دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو وہ قول بالاتفاق حجت نہیں ہوتا اور مراد ساتھ ادراک کے آیت میں احاطہ کرنا ہے اور یہ نہیں منافی ہے دیکھنے کو اور یہ جو نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی رویت کی کسی حدیث مرفوع سے نہیں کی تو یہ عجیب ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں جس کی خود نووی رحمہ اللہ نے شرح لکھی ہے سونزدیک اس کے طریق سے داؤد بن ابی ہند کے ہے اس کی سند روایت کی شعبی نے اس نے مسروق رحمہ اللہ سے اس طریق میں جو مذکور ہے کہا مسروق رحمہ اللہ نے میں تکیہ کیے تھا پھر میں سیدھا ہو بیٹھا تو میں نے کہا کہ نہیں کہا اللہ نے ﴿ولقد راٰہ نزلۃ اخری﴾ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس امت میں سے پہلے پہل میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جبرائیل علیہ السلام ہے یعنی میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا حضرت! کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، میں نے تو صرف جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا ہاں یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت مذکور کے ساتھ حجت پکڑی ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس میں اس کی مخالفت کی ہے سو روایت کی ہے ترمذی نے حکم بن ابان کے طریق سے اس نے روایت کی ہے عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تجھ کو خرابی یہ اس وقت ہے جب کہ تجلی کرے ساتھ نور اپنے کے جو نور اس کا ہے اور البتہ آپ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ آیت کے نفی احاطہ کی ہے ساتھ اس کے وقت رویا اس کی کے نہ نفی اصل رؤیا اس کے کی کہا قرطبی نے کہ ابصار آیت میں جمع ہے محلی ساتھ الف اور لام کے پس قبول کرے گی تخصیص کو اور البتہ ثابت ہو چکی ہے دلیل اس کی بطور سماع کے اللہ کے اس قول میں ﴿کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون﴾ سو ہوں

گے مراد کفار ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے دوسری آیت میں ﴿وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربها ناظرۃ﴾ اور جب آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے تو دنیا میں بھی جائز ہوگا واسطے برابر ہونے دونوں وقت کے بہ نسبت مرے کے یعنی اللہ کے اور یہ استدلال کھرا ہے اور کہا عیاض نے کہ دیدار اللہ کا دنیا میں جائز ہے عقلا کو اور ثابت ہو چکی ہے اخبار صحیحہ مشہورہ ساتھ واقع ہونے اس کے کی واسطے مسلمانوں کے آخرت میں لیکن دنیا میں سو کہا امام مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں دیکھا جاتا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس واسطے کہ وہ باقی ہے اور باقی نہیں دیکھا جاتا ساتھ فانی کے اور جب آخرت ہو گی اور ان کو باقی رہنے والی آنکھیں عطا ہوں گی تو یہ دیکھیں گی باقی کو ساتھ باقی کے کہا عیاض نے نہیں اس کلام میں محال ہونا رویت کا مگر باعتبار قدرت کے اور جب قادر کرے اللہ اس پر جس کو چاہے اپنے بندوں سے تو نہیں منع ہے میں کہتا ہوں کہ واقع ہوا ہے صحیح مسلم میں جو تائید کرتا ہے اس فرق کی حدیث مرفوع میں اور وہ حدیث یہ ہے کہ جان لو کہ بیشک تم اپنے رب کو ہرگز نہ دیکھ سکو گے یہاں تک کہ مرو سو اگر دنیا میں اللہ کا دیدار عقلا جائز ہے تو دلیل سماعی سے ممتنع معلوم ہوتا ہے لیکن جس نے اس کو حضرت ﷺ کے واسطے ثابت کیا ہے اس کے واسطے جائز ہے کہ کہے کہ متکلم نہیں داخل ہوتا ہے اپنی کلام کے عموم میں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ حضرت ﷺ نے اللہ کو دیکھا یا نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا ہے اور ایک جماعت نے سلف میں سے اس کو ثابت کیا ہے اور حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور روایت کیا ہے ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اثبات اس کا اور تھا دشوار گزرتا اس پر انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سب ساتھیوں کا اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے کعب احبار رضی اللہ عنہ اور زہری اور معمر اور اور لوگوں نے اور یہی ہے قول اشعری کا اور اس کے تابعداروں کا پھر اختلاف کیا ثابت کرنے والوں نے کہ کیا حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا یا دل سے؟ میں کہتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ روایتیں مطلق آئی ہیں یعنی ان میں ذکر نہیں کہ آنکھ سے دیکھا یا دل سے جیسے کہ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور کچھ روایتیں مقید آئی ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کو خاص دل سے دیکھا اور صریح تر یہ حدیث ہے جو ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط اس کو اپنے دل سے دیکھا اس بنا پر پس ممکن ہے تطبیق درمیان نفی عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اثبات ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس طور کے کہ حمل کیا جائے نفی اوپر رویت آنکھ کے اور اثبات اس کا اوپر رویت دل کے پھر مراد ساتھ رویت فواد کے رویت دل کی ہے یعنی دیکھنا ساتھ دل کے نہ مجرد حاصل ہونا علم کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ عالم تھے بلکہ جو ثابت کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو مراد اس کی یہ ہے کہ جو دیکھنا آپ کو حاصل ہوا وہ آپ کے دل میں پیدا کیا گیا جیسے کہ پیدا کرتا ہے دیکھنے کو ساتھ آنکھ کے واسطے غیر آپ کے کی

اور نہیں شرط ہے واسطے دیکھنے کے کوئی چیز مخصوص از روئے عقل کے اگرچہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ پیدا کرنے رؤیت کے آنکھ میں اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نور کو دیکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دل سے دیکھا آنکھ سے نہیں دیکھا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مراد ساتھ قول اس کے کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور کو دیکھا یعنی نور آپ کو آنکھ کے ساتھ دیکھنے سے مانع ہوا اور آنکھ کو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے روکا اور ترجیح دی ہے قرطبی نے قول وقف کو اس مسئلے میں یعنی کہا کہ اس مسئلے میں توقف کرنا راجح ہے اور منسوب کیا ہے اس کو طرف ایک جماعت اہل تحقیق کی اور قوی کیا ہے اس کو ساتھ اس طور کے کہ نہیں ہے باب میں کوئی دلیل قاطع اور غایت اس چیز کی کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے دونوں گروہ کے ظاہر دلیلوں کا ہے جو معارض ہے قابل ہے واسطے تاویل کے اور نہیں ہے مسئلہ عملیات سے کہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ دلائل ظنی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ مسئلہ اعتقادی مسئلوں سے ہے سو نہ کفایت کی جائے گی اس میں مگر ساتھ دلیل قطعی کے اور میل کی ہے ابن خزیمہ نے طرف ترجیح اثبات کے اور اطناب کیا ہے واسطے اس کے استدلال میں ساتھ اس چیز کے کہ دراز ہوتا ہے ذکر اس کا اور حمل کیا ہے اس نے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس پر کہ دیدار دو بار واقع ہوا ایک بار اپنی آنکھ سے اور ایک بار اپنے دل سے اور اس چیز میں کہ وارد کی ہے میں نے کفایت ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رؤیت کو ثابت کیا ہے اور ظاہر حدیثوں کا جو معراج میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ معراج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدن اور روح دونوں سے ہوئی اور دونوں کے ساتھ حقیقتاً آسمان پر چڑھائے گئے اور بیداری میں ہوئی نہ خواب میں اور نہ استغراق میں اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں ہے واسطے کسی بندے کے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر ساتھ واسطہ وحی کے یا پردے کے پیچھے سے تو یہ دلیل دوسری ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مذہب کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو نہیں دیکھا اور استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حصر کیا ہے اپنے کلام کرنے کو واسطے غیر اپنے کے تین وجہوں میں اور وہ وحی ہے بایں طور کہ ڈالے آپ کے دل میں جو چاہے یا کلام کرے اس سے ساتھ واسطہ کے پردے کے پیچھے سے یا بھیجے طرف اس کے رسول کو سو پہنچا دے اس کو اپنی طرف سے سو مستلزم ہے یہ نفی رؤیت کو اس سے حالت کلام کرنے میں اور جواب یہ ہے کہ یہ نہیں مستلزم ہے نفی رؤیت کو مطلق کہا ہے اس کو قرطبی نے کہا اور رغبت اس چیز کی کہ تقاضا کرتی ہے نفی کلام اللہ کی ہے اوپر غیر ان تین احوال کے سو جائز ہے کہ نہ واقع ہو کلام بیچ حالت دیکھنے کے اور یہ جو کہا کہ لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دو بار دیکھا تو یہ جواب ہے اصل سوال سے جو مسروق رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا اور وہ قول اس کا ہے ﴿ما كذب الفؤاد ما راى﴾ اور قول اس کا ہے ﴿ولقد راه نزلة اخرى﴾ اور مسلم میں مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اس

بار اپنی اصلی صورت میں آئے سو آسمان کا کنارہ ڈھانکا اور نسائی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾ حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پس پہنچے مسافت کو بقدر دونوں زہ کمان کے کہ مراد قوس سے جگہ وتر کی ہے قوس سے یعنی جگہ باندھنے تانت کی اور قاب اس کو کہتے ہیں جو قبضے اور وتر کی جگہ کے درمیان ہے۔

فائدہ: کہا واحدی نے کہ یہ قول جمہور مفسرین کا ہے کہ مراد قوس سے کمان ہے جس کے ساتھ تیر پھینکا جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے گز ہے جس کے ساتھ ماپا جاتا ہے اس واسطے کہ قیاس کی جاتی ہے ساتھ اس کے چیز صاحب فتح کہتا کہ لائق ہے کہ یہی قول راجح ہو اس واسطے کہ روایت کی ہے ابن مردویہ نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد قاب سے مقدار ہے اور مراد قوسین سے دو ہاتھ یا دو گز ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ اگر مراد تیر پھینکنے کی کمان ہوتی تو نہ تمثیل دی جاتی ساتھ اس کے کہ تثنیہ لانے کی حاجت پڑتی سو مثلا کہا جاتا قاب رمح یا مانند اس کے اور بعضوں نے کہا یہ مقلوب ہے اور مراد قابی قوس ہے اس واسطے کہ قاب اس کو کہتے ہیں جو قبضے اور جگہ وتر کے درمیان ہے سو ہر کمان کے واسطے دو قاب ہیں یعنی ایک قبضے سے ایک طرف اور ایک اس سے دوسری طرف اور یہ جو کہا ﴿او ادنی﴾ یعنی اقرب کہا زجاج نے کہ خطاب کیا ہے اللہ نے عرب کو ساتھ اس چیز کے کہ جس کی ان کو الفت تھی اور معنی یہ ہیں کہ اس چیز میں کہ قادر ہو تم اوپر اس کے اور اللہ جاننے والا ہے چیزوں کو ان کی اصلی حقیقت سے نہیں متردد ہوتیں نزدیک اس کے اور بعضوں نے کہا کہ او ساتھ معنی بل کے ہے یعنی قریب تر ہے قدر مذکور سے۔ (فتح)

٤٤٧٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زِرًّا عَنْ عَبْدِ اللهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى﴾ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ رَأٰى جِبْرِيْلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

۴۴۷۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں کہ رہ گیا فرق بقدر دو گز یا دو ہاتھ کے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر پیغام بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔

٤٤٧٩ ۔ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ

۴۴۷۹۔ حضرت شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے زر

عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ پس رہ گیا فرق بقدر دو ہاتھ کے یا قریب تر سو حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا، کہا زر نے جواب میں کہ خبر دی ہم کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث واضح تر ہے مراد میں اور حاصل یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے اور تقدیر آیت کی اس کی رائے پر یہ ہے کہ حکم پہنچایا جبرئیل علیہ السلام نے طرف بندے اللہ کی ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس واسطے کہ اس کی رائے یہ ہے کہ جو قریب ہوا اور اتر آیا وہ جبرئیل علیہ السلام ہے اور وہی ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام پہنچایا اور کلام اکثر مفسرین کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس نے حکم بھیجا وہ اللہ ہے یعنی فاوحی میں کہ حکم بھیجا اس نے طرف بندے اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بعضوں نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام کی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے پروں سے موتی اور یاقوت جھڑتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ دیکھی اس نے اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں۔

فائدہ: اختلاف ہے نشانیوں مذکور میں سو بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے تمام وہ چیزیں ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں دیکھیں اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے کہ مراد صفت جبرئیل علیہ السلام کی ہے۔

٤٤٨٠ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ قَالَ رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ.

۴۴۸۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ دیکھا پردے سبز کو کہ آسمان کا کنارہ ڈھانکا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا ظاہر مخالف ہے تفسیر پہلی کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا لیکن واضح کرتی ہے مراد کو جو نسائی وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا رفرف سبز پر کہ پر کیا ہے اس کو جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے پس جمع ہوتا ہے دونوں حدیثوں سے کہ موصوف جبرئیل علیہ السلام ہے اور جس صفت پر کہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اس کے واسطے چھ سو پر ہیں

آسمان کے کنارے کو ڈھانکا ہے اور مراد یہ ہے کہ جس چیز نے کنارہ ڈھانکا وہ رفرف ہے جس میں جبرئیل علیہ السلام تھے سو جبرئیل علیہ السلام کی طرف کنارے کا ڈھانکنا بطور مجاز کے منسوب ہوا اور نسائی وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا رفرف کے جوڑے میں کہ زمین اور آسمان کا درمیان بھر دیا اور ساتھ اس روایت کے پہچانی جاتی ہے مراد ساتھ رفرف کے اور یہ کہ وہ حلہ ہے یعنی جوڑا ہے رفرف کا اور اصل میں رفرف اس کو کہتے ہیں جو ریشم سے باریک ہو خوب بنا ہوا یعنی باریک ریشم کو کہتے ہیں جو خوب بنا ہوا ہو پھر مشہور ہوا استعمال اس کا پردے میں۔ (فتح) اور رفرف فرش کو بھی کہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کیا دیکھا ہے تم نے لات اور عزیٰ کو؟۔

٤٤٨١ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَآءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهِ ﴿اللَّاتَ وَالْعُزّٰى﴾ كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيْقَ الْحَاجِّ.

۴۴۸۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ لات ایک مرد تھا کہ حاجیوں کے واسطے ستو گھولتا تھا یعنی ستو سے ان کی مہمان نوازی کرتا تھا۔

فائدہ: اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ نام اس مرد کے سو روایت کی ہے مجاہد رحمہ اللہ نے فاکہی کے طریق سے کہ تھا ایک مرد جاہلیت میں ایک پتھر پر طائف میں اور اس کے پاس بکریاں تھیں سو بکریوں کا دودھ لیتا اور طائف کی کھجوریں اور پنیر لے کر حیس بناتا یعنی حلوہ اور جو راستے میں اس پر گزرتا اس کو کھلاتا پھر جب وہ مر گیا تو اس کو پوجنے لگے اور کہا بعضوں نے کہ عمرو بن لحی ہے اور صحیح یہ ہے کہ لات اور ہے اور عمرو بن لحی اور ہے کہ البتہ روایت کی ہے فاکہی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب لات مر گیا تو عمرو بن لحی نے لوگوں سے کہا کہ وہ مرا نہیں لیکن وہ پتھر میں گھس گیا ہے تو لوگوں نے اس کو پوجنا شروع کیا اور اس پر ایک گھر بنایا اور پہلے گزر چکا ہے مناقب قریش میں کہ پہلے پہل عمرو بن لحی نے ہی عرب کو بت پرستی سکھلائی اور تھا لات طائف میں کہا ہشام کلبی نے کہ مناۃ لات سے پرانا تھا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ڈھایا اور لات منات سے پیچھے بنایا گیا تھا سو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ڈھایا جب کہ قوم ثقیف مسلمان ہوئی اور عزیٰ لات سے بھی پیچھے بنایا تھا سو اس کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے فتح مکہ کے دن ڈھایا۔ (فتح)

٤٤٨٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۴۴۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

فائدہ: نسائی اور ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نومسلم تھے تازہ اسلام لائے تھے سو میں نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی تو میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ برا ہے جو تو نے کہا تو میں نے یہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الحدیث، کہا خطابی نے کہ قسم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے ساتھ معبود اعظم کے سو جب کوئی لات کی قسم کھائے تو وہ کافروں کے مشابہ ہوا سو حکم کیا کہ تدارک کرے اس کو ساتھ کلمہ توحید کے اور کہا ابن عربی نے کہ اگر قسم کھائے ساتھ اس کے قصد سے تو کافر ہو جاتا ہے اور جو نہ جانتا ہو یا غافل ہو تو کہے لا الہ الا اللہ اتارے گا اللہ تعالیٰ اس سے گناہ اس کا اور پھیر دے گا دل اس کے کو بھول سے طرف ذکر کی اور زبان اس کی کو طرف حق کی اور جو لغو اس کی زبان سے جاری ہوا اس کو دور کرے گا اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ صدقہ کرے تو کہا خطابی نے ساتھ اس مال کے کہ اس کے ساتھ جوا کھیلنے کا ارادہ کرتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی صدقہ کرے تا کہ کفارہ ہو اس سے اس بات کا جو اس کی زبان پر جاری ہوئی کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہی ہے صواب دلالت کرتی ہے اس پر جو مسلم کی روایت میں ہے سو چاہیے کہ کچھ چیز کے ساتھ خیرات کرے اور گمان کیا ہے بعضوں نے کہ لازم آتا ہے اس پر کفارہ قسم کا اور اس میں ہے جو ہے، کہا عیاض نے کہ اس حدیث میں حجت ہے واسطے جمہور کے کہ قصد گناہ کا جب قرار پکڑے دل میں تو ہوتا ہے گناہ جو لکھا جاتا ہے اوپر اس کے برخلاف وسوسے کے جو دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ میں کہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کہاں سے لیا ہے اس نے اس کو باوجود تصریح کے حدیث میں ساتھ صادر ہونے قول کے جس جگہ کہ کلام کیا اس نے ساتھ قول اپنے کے آ میں تجھ سے جوا کھیلوں سو اس نے اس کو گناہ کی طرف بلایا اور جوا بالاتفاق حرام ہے تو اس کی طرف بلانا بھی حرام ہوا سو اس جگہ محض قصد نہیں اور اس مسئلے میں بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مناۃ تیسرا پچھلا۔

٤٤٨٣ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ إِنَّمَا كَانَ

۴۴۸۳۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا یعنی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم پوچھا باوجود اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ان الصفا والمروة من شعائر

مَنْ اَهَلَّ بِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَالَ سُفْيَانُ مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَتْ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا هُمْ وَغَسَّانُ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ وَمَنَاةُ صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كُنَّا لَا نَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيْمًا لِمَنَاةَ نَحْوَهُ.

اللہ﴾ کے تو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو لوگ احرام باندھتے تھے واسطے مناۃ طاغیہ کے جو مشلل میں ہے جو ایک جگہ ہے قدید میں وہ صفا اور مروہ کے درمیان نہ دوڑتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں سو طواف کیا درمیان ان کے حضرت ﷺ نے اور مسلمانوں نے، کہا سفیان نے کہ مناۃ مشلل میں ہے قدید سے، کہا عبدالرحمن بن خالد نے ابن شہاب سے کہا عروہ نے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری کہ وہ اور قوم غسان مسلمان ہونے سے پہلے مناۃ کے واسطے احرام باندھتے تھے مانند اس کے اور کہا معمر نے زہری سے اس نے روایت کی عروہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انصار کے چند مرد مناۃ کے واسطے احرام باندھتے تھے اور مناۃ ایک بت تھا درمیان مکے اور مدینے کے انہوں نے کہا یا حضرت! ہم صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرتے تھے واسطے تعظیم مناۃ کے مثل اس کی۔

فائدہ: مشلل ایک جگہ کا نام ہے قدید سے دریا کے کنارے پر اور قدید ایک جگہ معروف ہے درمیان مکے اور مدینے کے اور روایت کی ہے فاکہی نے ابن اسحاق کے طریق سے کہ کھڑا کیا عمرو بن لحی نے مناۃ کو اوپر کنارے دریا کے جو قدید کے متصل ہے اس کا حج کرتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے جب خانے کعبے کا طواف کرتے اور عرفات سے پھرتے اور منیٰ سے فارغ ہوتے تو مناۃ کے پاس آتے اور اس کے واسطے احرام باندھتے اور جو اس کے واسطے احرام باندھتا تو صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرتا اور یہ جو کہا کہ مناۃ کی تعظیم کے واسطے تو باقی حدیث طبری کی روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہم پر کچھ گناہ ہے کہ ہم صفا اور مروہ کا طواف کریں تو یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں گروہ کے حق میں جو طواف کرتے تھے اور جو طواف نہیں کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سجدہ کرو واسطے اللہ کے اور بندگی کرو۔

٤٤٨٤ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۴۴۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سجدہ کیا

الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ. تَابَعَهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوْبَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُلَيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ.

حضرت ﷺ نے سورۂ نجم میں اور سجدہ کیا ساتھ آپ کے مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور آدمیوں نے متابعت کی ہے عبدالوارث کی ابن طہمان نے ایوب سے اور نہیں ذکر کیا ابن علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب یہ سورت اتری جس میں نجم کا ذکر ہے تو سجدہ کیا واسطے اس کے آدمیوں اور جنوں نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دہرایا جن اور انسان کو باوجود داخل ہونے ان کے مسلمانوں میں واسطے نفی وہم خاص ہونے اس کے کی ساتھ آدمیوں کے اور جو اس میں کلام ہے اس کو میں اگلی حدیث میں ذکر کروں گا کہا کرمانی نے کہ سجدہ کیا مشرکوں نے ساتھ مسلمانوں کے اس واسطے کہ وہ پہلا سجدہ ہے جو اترا سو ارادہ کیا انہوں نے مسلمانوں کے معارضہ کا ساتھ سجدے کے واسطے معبود اپنے کے یا واقع ہوا ان سے یہ بلا قصد یا خوف کیا انہوں نے اس مجلس میں اپنے مخالفوں سے میں کہتا ہوں کہ تینوں احتمال میں نظر ہے پہلا احتمال واسطے عیاض کے ہے اور دوسرا احتمال مخالف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سیاق کو اس واسطے کہ اس میں زیادہ ہے کہ جس کو اس نے مستثنیٰ کیا ہے اس نے کنکریوں کی لپ لے کر اس پر اپنا ماتھا رکھا اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے قصد میں اور تیسرا احتمال بعید تر ہے اس واسطے کہ مسلمان لوگ ہی اس وقت مشرکوں سے ڈرتے تھے نہ عکس اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ بہ سبب ڈالنے شیطان کے تھا حضرت ﷺ کی قرأت میں نہیں صحیح ہے وہ عقل سے اور نہ نقل سے اور جو تامل کرے اس میں جو وارد کیا ہے میں نے اس کو سورہ حج کی تفسیر میں تو پہچانے گا وجہ صواب کی مسئلے میں اللہ کی حمد کے ساتھ۔ (فتح)

٤٤٨٥ ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ سُوْرَةٍ أُنْزِلَتْ فِيْهَا سَجْدَةٌ وَالنَّجْمِ قَالَ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةُ

۴۴۸۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے سورت جس میں سجدہ اترا سورۂ نجم ہے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سو سجدہ کیا حضرت ﷺ نے اور سجدہ کیا اس نے جو آپ کے پیچھے تھا مگر ایک مرد نے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اس پر سجدہ کیا سو میں نے اس کو اس کے بعد دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا اور وہ امیہ بن خلف تھا۔

مِنْ خَلْفٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے سجدہ کیا یعنی جب اس کی قرأت سے فارغ ہوئے اور میں نے اس کا بیان سورہ حج میں کر دیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور سبب بیچ اس کے اور ایک روایت میں اس حدیث کے اول میں ہے کہ پہلی سورت جس کو حضرت ﷺ نے ظاہر کیا اور اس کو لوگوں پر کھلم کھلا پڑھا سورہ نجم ہے اور یہ جو کہا کہ مگر ایک مرد تو ایک روایت میں ہے سو نہ باقی رہا قوم میں سے کوئی مگر کہ اس نے سجدہ کیا اور قوم میں سے ایک شخص نے کنکروں کی مٹھی لی اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ سب نے سجدہ کیا لیکن نسائی نے مطلب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے مکے میں سورہ نجم پڑھی اور سجدہ کیا اور سجدہ کیا اس نے جو آپ کے پاس تھا اور میں نے انکار کیا کہ سجدہ کروں اور وہ اس دن مسلمان نہ ہوا تھا کہ مطلب نے سو میں اس میں کبھی سجدہ نہیں چھوڑتا سو محمول ہوگی تعمیم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس پر کہ وہ بہ نسبت اس شخص کے ہے جس پر ان کو اطلاع ہوئی اور بعض کہتے ہیں جس نے سجدہ نہیں کیا تھا وہ ولید بن مغیرہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سعید بن عاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابولہب ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ منافق ہے اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ قصہ مکے میں بغیر خلاف کے اور اس وقت ابھی نفاق ظاہر نہیں ہوا تھا اور جزم کیا ہے واقدی نے کہ یہ قصہ پانچویں سال میں تھا اور پہلی ہجرت حبشہ کی طرف رجب کے مہینے میں تھی سو جب ان کو یہ حال پہنچا کہ مشرکوں نے مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کیا ہے تو وہ مکے میں پھر آئے یعنی اس گمان سے کہ کافر مسلمان ہو گئے سو ان کو بدستور کفر پر پایا پھر انہوں نے دوسری بار مدینے کی طرف ہجرت کی اور احتمال ہے کہ چاروں نے نہ سجدہ کیا ہو اور تعمیم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت اطلاع ان کی کے ہے جیسا کہ میں نے کہا۔ (فتح)

سُوْرَةُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

سورہ اقتربت الساعۃ کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُسْتَمِرٌّ﴾ ذَاهِبٌ.

یعنی کہا مجاہد نے کہ مستمر کے معنی ہیں جانے والا اور باطل ہونے والا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ویقولوا سحر مستمر﴾.

﴿مُزْدَجَرٌ﴾ مُتَنَاهٍ.

یعنی مزدجر کے معنی ہیں نہایت کو پہنچنے والا ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولقد جآء هم من الانباء ما فيه مزدجر﴾ یعنی یہ قرآن اور متناہی ساتھ صیغہ فاعل کے ہے یعنی نہایت کو پہنچنے والا جھڑک میں نہیں متصور ہے اس پر اور زیادتی۔

﴿وَازْدُجِرَ﴾ فَاسْتُطِيْرَ جُنُوْنًا.

یعنی ازدجر کے معنی ہیں دراز ہوا جنون اس کا۔

فائدہ: سو ہوگا کلام ان کی سے معطوف ان کے قول پر مجنون، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قالوا مجنون وازدجر﴾ اور کہا بعض نے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ان کے فعل سے کہ انہوں نے اس کو جھڑکا۔

﴿دُسُرٍ﴾ أَضْلَاعُ السَّفِينَةِ. دسر کے معنی ہیں اطراف کشتی کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کشتی کی میخیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وحملناه علي ذات الواح ودسر﴾.

﴿لِمَنْ كَانَ كُفِرَ﴾ يَقُوْلُ كُفِرَ لَهُ جَزَآءً مِّنَ اللّٰهِ. یعنی کفر کے معنی ہیں کفر کیا گیا واسطے اس کے یعنی نوح علیہ السلام کے کہ کافروں نے اس کو جھٹلایا اور اس کی قدر نہ جانی۔

فائدہ: اور موصول کیا ہے اس کو فریابی نے ساتھ اس لفظ کے لمن کان کفر باللہ اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کو ماضی معلوم کے صیغہ پر پڑھتا تھا بدلہ ہے اللہ سے ہم نے ساتھ نوح علیہ السلام کے اور اس کی قوم کے جو کیا بدلہ تھا اس چیز کا کہ کیا گیا ساتھ نوح علیہ السلام کے اور ساتھیوں اس کے کی کہتا ہے کہ غرق کیے گئے بہ سبب نوح علیہ السلام کے اور حاصل معنی کا یہ ہے کہ جو واقع ہوا ساتھ ان کے غرق سے تھا بدلہ نوح علیہ السلام کا کافروں سے اور وہی تھا جو کفر کیا گیا یعنی انکار کیا گیا اور جھٹلایا گیا کہ کافروں نے اس کو جھٹلایا تھا اور حمید اعرج نے کفر کو ساتھ لفظ معلوم کے پڑھا ہے پس لام اس کے قول لمن میں اس بنا پر واسطے قوم نوح کے یعنی یہ بدلہ ہے واسطے قوم نوح کے یعنی کافروں کے کہ انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ (فتح)

﴿مُحْتَضَرٌ﴾ يَحْضُرُوْنَ الْمَآءَ. یعنی محتضر کے معنی ہیں کہ حاضر ہوتے ہیں پانی پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کل شرب محتضر یعنی حاضر ہوتے ہیں پانی پر جب غائب ہوتی ہے اونٹنی اور جب اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ پانی پر حاضر ہوتی۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿مُهْطِعِيْنَ﴾ النَّسَلَانُ الْخَبَبُ السِّرَاعُ. کہا ابن جبیر نے کہ مھطعین کے معنی ہیں نسلان یعنی خبب یعنی جلد چلنا پاس پاس قدم رکھ کر اور سراع اس کی تاکید ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مھطعین الی الداع﴾.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَتَعَاطَى﴾ فَعَاطَهَا بِيَدِهِ فَعَقَرَهَا. یعنی اس کے غیر نے کہا کہ اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ پس دست درازی کی سو اس کی کونچیں کاٹیں۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں جانتا میں واسطے قول اس کے کی کہ عاطھا کوئی وجہ مگر یہ کہ مقلوب ہے یعنی لام کو عین

پر مقدم کیا ہو اس واسطے کہ عطو کے معنی ہیں پکڑنا ہاتھ سے۔

﴿الْمُحْتَظِرِ﴾ كَحِظَارٍ مِّنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ.

یعنی اللہ کے قول ﴿کھشیم المحتضر﴾ کے معنی ہیں مانند باڑ درخت کے جو جلے ہوئے ہوں۔

فائدہ: طبری نے زید بن اسلم کے طریق سے روایت کی ہے کہ اونٹوں اور مواشی کے واسطے خس کانٹوں کی باڑ بناتے تھے کہ مواشی اس کے اندر رہیں سو یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿کھشیم المحتضر﴾ اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ مراد مٹی ہے جو دیوار سے گرتی ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ مانند راکھ جلی ہوئی کے۔ (فتح)

﴿ازْدُجِرَ﴾ افْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ.

یعنی ازدجر افتعال ہے زجرت سے یعنی تا افتعال کو دال سے بدل کیا۔

﴿كُفِرَ﴾ فَعَلْنَا بِهِ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَآءً لِّمَا صُنِعَ بِنُوحٍ وَّأَصْحَابِهِ.

یعنی آیت ﴿جزآء لمن کان کفر﴾ کے یہ معنی ہیں کہ کیا ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم سے جو معاملہ کیا واسطے جزا اس کام کے جو نوح علیہ السلام اور اس کی قوم سے کیا گیا۔

﴿مُسْتَقِرٌّ﴾ عَذَابٌ حَقٌّ.

یعنی مستقر کے معنی ہیں عذاب حق، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عذاب مستقر﴾۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ قرار گیر ہے ساتھ اس کے دوزخ کی آگ تک اور روایت ہے مجاہد سے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ﴿وکل امر مستقر﴾ کہا دن قیامت کا اور ابن جریج سے روایت ہے کہ قرار گیر ہے ساتھ اہل اپنے کے۔

يُقَالُ الْأَشَرُ الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ.

کہا جاتا ہے کہ اشر کے معنی ہیں اترانا اور بڑائی مارنا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿سیعلمون غدا من الکذاب الاشر﴾ اور مراد ساتھ کل کے دن قیامت کا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو کہیں یہ جادو ہے قوی۔

٤٤٨٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ

۴۴۸۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکڑا نیچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہی دو اس معجزے پر یا گواہ رہو اس معجزے پر۔

وَفِرْقَةً دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا.

٤٤٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا اشْهَدُوْا اشْهَدُوْا.

۴۴۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند اور حالانکہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو ہو گیا دو ٹکڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ گواہی دو، گواہی دو۔

٤٤٨٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

٤٤٨٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

۴۴۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکے والوں نے سوال کیا کہ ان کو کوئی نشانی دکھلائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھلایا۔

٤٤٩٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ.

۴۴۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

فائدہ: چاند پھٹنے کا بیان اول سیرت نبویہ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بہتی ہے ہماری آنکھوں کے سامنے بدلہ واسطے اس کے جس کو جھٹلایا گیا یعنی نوح علیہ السلام کو اور ہم نے رہنے دیا اس کشتی کو نشانی کیا پس کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا۔

فائدہ: مناسب واسطے قول قتادہ رحمہ اللہ کے پچھلی آیت ہے اور قول قتادہ رحمہ اللہ کا یہ ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ أَبْقَى اللّٰهُ سَفِيْنَةَ نُوْحٍ حَتّٰى أَدْرَكَهَا أَوَائِلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

یعنی کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی رکھا یہاں تک کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے اس کو پایا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جودی پہاڑ پر اور اس کے بعد بہت کشتیاں راکھ ہو گئیں۔

٤٤٩١ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

۴۴۹۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ﴿فهل من مدكر﴾۔

فائدہ: یعنی ساتھ دال مہملہ کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ بعض سلف نے اس کو ذال معجمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور وہ بھی قتادہ ہی سے منقول ہے پھر بخاری نے اس حدیث کے واسطے پانچ باب باندھے ہیں ہر ترجمہ میں اس سورہ کی ایک آیت ہے اور سب بابوں میں حدیث مذکور کو بیان کیا تا کہ بیان کرے کہ لفظ مدکر سب میں ایک ہے یعنی ساتھ دال کے ہے سب سورتوں میں اور البتہ مکرر آیا ہے لفظ مدکر کا اس سورت میں باعتبار مکرر ہونے قصوں کے پہلی امتوں کے خبروں سے واسطے استدعاء افہام سامعین کے تا کہ نصیحت پکڑیں اور کہا پہلی حدیث میں کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یسرنا کے معنی ہیں کہ ہم نے اس کی قرأت کو آسان کیا اور کہا دوسرے میں ابو اسحاق سے کہ ایک مرد نے اسود سے پوچھا مدکر دال کے ساتھ ہے یا ذال کے ساتھ یعنی معجمہ کے ساتھ ہے یا مہملہ کے پھر ذکر کی ساری حدیث اور اس کے اخیر میں ہے کہ دال کے ساتھ ہے اور لفظ تیسری اور چوتھی کا مثل اول کے ہے اور پانچویں حدیث کا لفظ یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مذکر پڑھا یعنی ذال معجمہ سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دال مہملہ کے ساتھ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ ہم نے آسان کیا قرآن کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا، کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ یسرنا کے معنی ہیں کہ آسان کیا ہم نے اس کی قرأت کو۔

٤٤٩٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۴۹۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ﴿فهل من مدكر﴾ پڑھتے تھے۔

وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جیسے وہ ٹہنیاں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔

٤٤٩٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ أَوْ مُذَّكِرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقْرَؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ قَالَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ دَالًا.

۴۴۹۳۔ حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے کہ اس نے سنا ایک مرد کو اسود سے پوچھا کہ مدکر ہے یا مذکر یعنی ساتھ مہملہ کے ہے یا معجمہ کے تو اسود نے کہا کہ میں نے سنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ پڑھتا تھا اس آیت کو فھل من مدکر یعنی ساتھ مہملہ کے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کو ﴿فھل من مدکر﴾ یعنی مہملہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سو ہو گئی جیسے روندی باڑ کانٹوں کی اور البتہ ہم نے آسان کیا ہے قرآن کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا۔

٤٤٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ الْاٰيَةَ.

۴۴۹۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ﴿فھل من مدکر﴾ یعنی ساتھ دال مہملہ کے آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور پڑا ان پر صبح کو سویرے عذاب جو ٹھہرا تھا اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈر۔

٤٤٩٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

۴۴۹۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ﴿فھل من مدکر﴾ یعنی ساتھ دال مہملہ کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ ہم نے ہلاک کیا تمہاری شکلوں کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا؟۔

٤٤٩٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُّذْكِرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾.

۴۴۹۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ﴿فهل من مذکر﴾ یعنی ساتھ ذال معجمہ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ﴿فهل من مدکر﴾ ہے یعنی ساتھ دال مہملہ کے یعنی بغیر نقطہ کے۔

فائدہ: مدکر کا اصل مذتکر ہے ساتھ تا کہ بعد ذال معجمہ کے پھر بدلائی گئی ت ساتھ دال مہملہ کے پھر ذال کو بھی دال کے ساتھ بدل دیا گیا واسطے قریب ہونے ایک کے دوسرے سے پھر ایک کو دوسرے میں ادغام کیا گیا اور معجمہ اس حرف کو کہتے ہیں جس پر نقطہ ہو اور مہملہ اس حرف کو کہتے ہیں جو بلا نقطہ ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اب شکست کھائے گی یہ جماعت اور بھاگے گی پیٹھ دے کر۔

٤٤٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾.

۴۴۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور آپ ایک خیمے میں تھے کہ الٰہی! میں تجھ کو تیرا قول یاد دلاتا ہوں یعنی کمال عاجزی سے تیرے عہد و پیمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، الٰہی! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہو گی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کفایت کرتا ہے آپ کو جو کہا یعنی آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے آپ نے اپنے رب کی پرلے سرے کی التجا کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زرہ میں کودتے تھے سو خیمے سے باہر نکلے اور حالانکہ فرماتے تھے کہ اب کافروں کا لشکر بھاگے گا اور پیٹھ پھیرے گا بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کا وقت اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل حدیثوں سے ہے اور شاید اٹھایا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾ يَعْنِيْ مِنَ الْمَرَارَةِ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے اورامر ماخوذ ہے مرارت سا تھ معنی کڑوا ہونے کے۔

فائدہ: معنی اس کے یہ ہیں کہ سخت تر ہے اوپر ان کے عذاب جنگ بدر سے۔

٤٤٩٨ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ إِنِّيْ عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَإِنِّيْ لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾.

۴۴۹۸۔ حضرت یوسف بن ماھک سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اس نے کہا کہ البتہ اتاری گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت مکے میں اور حالانکہ میں لڑکی تھی کھیلتی بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث فضائل قرآن میں آئے گی۔

٤٤٩٩ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ لَهٗ يَوْمَ بَدْرٍ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾.

۴۴۹۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور حالانکہ آپ ایک خیمے میں تھے کہ الٰہی! میں تجھ کو تیرا قول قرار یاد دلاتا ہوں الٰہی! اگر تو چاہے تو آج کے بعد کبھی تیری بندگی نہ ہوگی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت! آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے آپ نے اپنے رب کی دعا میں بہت مبالغہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے تھے سو خیمے سے باہر نکلے اور کہتے تھے کہ اب کافروں کا لشکر بھاگ جائے گا اور پیٹھ پھیرے گا بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

سورۂ رحمٰن کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اکثر علماء نے الرحمٰن کو آیت گنا ہے اور وہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے اور وہ علم القرآن ہے۔

﴿وَأَقِيْمُوا الْوَزْنَ﴾ يُرِيْدُ لِسَانَ

یعنی مراد وزن سے اللہ کے اس قول میں ترازو کی زبان

الْمِيْزَانِ.

ہے یعنی سیدھی رکھو زبان ترازو کی یعنی انصاف سے تولو اور مت گھٹاؤ تول میں۔

وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَذٰلِكَ الْعَصْفُ ﴿وَالرَّيْحَانُ﴾ رِزْقُهُ ﴿وَالْحَبُّ﴾ الَّذِي يُؤْكَلُ مِنْهُ وَالرَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَالْعَصْفُ يُرِيْدُ الْمَأْكُوْلَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ النَّضِيْجُ الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ التِّبْنُ وَقَالَ أَبُوْ مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ تُسَمِّيْهِ النَّبَطُ هَبُوْرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ.

اور عصف اللہ کے اس قول ﴿والحب ذو العصف والریحان﴾ سبزہ کھیتی کا ہے جب کاٹی جائے اس سے کوئی چیز پہلے پکنے اس کے سے سو یہ ہے عصف اور ریحان اپنے اس کے ہیں اور حب وہ ہے جو کھایا جاتا ہے یعنی اناج اور ریحان عرب کی کلام میں رزق کو کہتے ہیں ، عرب کہتے ہیں نکلے ہم عصف کرتے کھیتی کو جب کہ کاٹیں اس سے کوئی چیز پکنے سے پہلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عصف سبز کھیتی کے پتوں کو کہتے ہیں جو اوپر سے کاٹے جائیں سو وہ عصف ہے جب کہ خشک ہو جائے اور کہا بعض نے کہ عصف سے مراد وہ چیز ہے جو کھائی جاتی ہے اناج سے اور ریحان نضیج ہے جو نہیں کھایا جاتا اور اس کے غیر نے کہا کہ عصف گندم کے پتوں کو کہتے ہیں اور کہا ضحاک نے کہ عصف بھس ہے اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ وصف گندم اور جو ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ریحان وہ ہے جب سیدھی ہو کھیتی اپنی نالی پر اور بالی نہ نکلی ہو اور کہا ابو مالک نے کہ عصف وہ چیز ہے جو پہلے پہل اگتا ہے اور کسان اس کا نام ہور رکھتے ہیں یعنی نہایت باریک سبزہ کھیتی کا جو پہلے پہل اگتا ہے اور کہا مجاہد نے کہ عصف گندم کے پتے ہیں اور ریحان رزق ہے۔

وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَعْلُو النَّارَ إِذَا أُوْقِدَتْ.

یعنی مارج کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿وخلق الجان من مارج من نار﴾ لپٹ ہے زرد اور سرخ جو آگ کے

اوپر آتی ہے جب کہ جلائی جائے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ لِلشَّمْسِ فِي الشِّتَآءِ مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ ﴿وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ مَغْرِبُهَا فِي الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ﴿رب المشرقین ورب المغربین﴾ میں یعنی واسطے سورج کے ایک مشرق یعنی چڑھنے کی جگہ جاڑے میں اور ایک مشرق گرمی میں ہے اور اسی طرح سورج کے واسطے ایک مغرب یعنی ڈوبنے کی جگہ جاڑے میں اور ایک گرمی میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿رب المشارق والمغارب﴾ کہ واسطے اس کے ہر دن میں ایک مشرق ہے اور ایک مغرب ہے۔

﴿لا يَبْغِيَانِ﴾ لَا يَخْتَلِطَانِ.

یعنی لا یبغیان کے معنی ہیں کہ آپس میں ملتے نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بینهما برزخ لا یبغیان﴾۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ان کے درمیان بعد ہے ہے وہ چیز کہ نہیں تعدی کرتا ہر ایک دونوں میں سے اپنے ساتھی پر اس قول کی بنا پر کہ اس کے ملتقیان میں ان مقدر ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ بحرین کے اللہ تعالیٰ کے قول میں دریا فارس کا اور دریا روم کا ہے اس واسطے کہ دونوں کے درمیان مسافت بہت دراز ہے اور میٹھا یعنی دریائے نیل مثلا گرتا ہے تلخ میں پس کس طرح جائز ہے نفی آپس میں ملنے ان کے کی یا کہا جائے گا کہ ان کے درمیان دوری ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وهو الذين مرج البحرين هذا عذب فرات سائغ شرابه وهذا ملح اجاج﴾ وارد ہوتا ہے اوپر اس کے سو شاید مراد ساتھ بحرین کے دونوں جگہ میں مختلف ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس جگہ میں ﴿یخروج منهما اللؤلؤ والمرجان﴾ اس واسطے کہ لولو دریا فارس سے نکلتے ہیں اور مرجان بحر روم ہے اور لیکن نیل سو نہ اس سے موتی نکلتے ہیں اور نہ مرجان اور جو کہتا ہے کہ مراد دونوں آیتوں میں بحرین سے ایک ہے اور دونوں دریا میٹھا اور کڑوا ہے تو اس نے جواب دیا ہے کہ معنی قول اس کے منهما یعنی ایک سے اور معنی یہ ہیں کہ نکلتے ہیں موتی اور مرجان کڑوے سے اس جگہ سے کہ پہنچتا ہے طرف اس کی میٹھا اور وہ معلوم ہے غوطہ مارنے والوں کو سو گویا کہ جب دونوں مل کر ایک چیز ہو گئے تو کہا کہ دونوں سے نکلتے ہیں اور البتہ اختلاف ہے کہ مرجان سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں مرجان وہی ہیں جو لوگوں کے درمیان آب معروف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لولو بڑے موتی ہیں اور مرجان چھوٹے ہیں اور اس بنا پر پس ہوگی مراد دریا فارس کا اس واسطے کہ اسی سے موتی نکلتے ہیں اور سیپ جگہ پکڑتا ہے طرف اس مکان کے کہ گرتا ہے

اس میں پانی میٹھا، کما تقدم، واللہ اعلم۔ (فتح)

﴿اَلْمُنْشَاٰتُ﴾ مَا رُفِعَ قِلْعُهٗ مِنَ السُّفُنِ فَاَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قِلْعُهٗ فَلَيْسَ بِمُنْشَاٰةٍ.

معنی المنشات کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ولہ الجوار المنشات فی البحر کالاعلام﴾ وہ کشتی ہے جو اٹھایا گیا بادبان اس کا اور بہر حال کشتی کہ نہیں اٹھایا گیا بادبان اس کا تو اس کو منشات نہیں کہتے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَنُحَاسٌ﴾ اَلنُّحَاسُ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ فَيُعَذَّبُوْنَ بِهٖ.

یعنی کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول میں ﴿یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران﴾ کہ نحاس کے معنی ہیں پیتل کہ ڈالا جائے گا ان کے سر پر عذاب ہوگا ان کو اس کے ساتھ۔

﴿خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ﴾ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتْرُكُهَا.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لیے ہیں دو باغ یعنی اللہ سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ آدمی گناہ کا قصد کرتا ہے پھر اس کو اللہ یاد آتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتا ہے۔

اَلشُّوَاظُ لَهَبٌ مِّنْ نَّارٍ.

یعنی شواظ کے معنی ہیں لپٹ آگ کی۔

﴿مُدْهَآمَّتٰنِ﴾ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ.

یعنی نہایت سبزے سے سیاہ نظر آتے ہیں۔

﴿صَلْصَالٍ﴾ طِيْنٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلَّ يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِيْ كَبَبْتُهٗ.

اللہ نے فرمایا ﴿خلق الانسان من صلصال کالفخار﴾ یعنی معنی صلصال کے اللہ کے اس قول میں یہ ہیں کہ مٹی ریت سے ملائی گئی سو کھنکناتی ہے جیسے کھنکناتی ہے ٹھیکری اور بعض کہتے ہیں کہ صلصال کے معنی ہیں بدبودار یعنی اس کے معنی ہیں صل کہا جاتا ہے صلصال جیسے کہا جاتا ہے کہ آواز کی دروازے نے وقت بند کرنے کے اور صرصر مثل ان دونوں لفظوں کے یعنی جیسے صرصر کو صرا اور کبکبتہ کو کببتہ پڑھنا جائز ہے اس طرح صلصل کو صل پڑھنا جائز ہے

فائدہ: اس کا بیان بدء الخلق کے ابتدا میں گزر چکا ہے۔

﴿فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ﴾ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً كَقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ فَأَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ أَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيْدًا لَّهَا كَمَا أُعِيْدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ وَمِثْلُهَا ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ ثُمَّ قَالَ ﴿وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ وَقَدْ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ أَوَّلِ قَوْلِهٖ ﴿مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فیهما فاکهة ونخل ورمان﴾ یعنی ان دونوں بہشت میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں اور کہا بعضوں نے کہ کھجوریں اور انار میوے میں داخل نہیں یعنی اس کو فاکہ نہیں کہتے اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف ضعیف ہونے اس کے ساتھ قول اپنے کے سو کہا کہ بہر حال عرب سو وہ ان کو فاکہہ گنتے ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے کہ نگہبانی کرو نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر سو حکم کیا ان کو ساتھ محافظت کے سب نمازوں پر پھر دوبارہ دوہرایا عصر کو واسطے تاکید اس کی کے جیسے کہ دوہرایا گیا نخل اور رمان اور مثل اس کی ہے یہ آیت کہ کیا نہیں دیکھا تو نے کہ سجدہ کرتا ہے واسطے اللہ کے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں پھر فرمایا اور بہت لوگوں پر ثابت ہوا عذاب اور البتہ ذکر کیا ان کو بیچ اول قول اپنے کے کہ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ وہ عطف خاص کا ہے عام پر جیسا کہ ان دونوں آیتوں میں ہے جن کو ذکر کیا اور اعتراض کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ قول اس کا فاکہہ نکرہ ہے بیچ سیاق اثبات کے سو نہیں ہے عموم اور جواب یہ ہے کہ وہ بیان کیا گیا ہے بیچ مقام احسان کے پس عام ہوگا یا مراد ساتھ عام کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ شامل ہو واسطے اس چیز کے کہ مذکور ہو اس کے بعد۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿أَفْنَانٍ﴾ أَغْصَانٍ.

یعنی افنان کے معنی ہیں شاخیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذواتا افنان﴾.

﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ.

یعنی میوہ دونوں بہشت کا قریب ہے یعنی جو چنا جائے قریب ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ﴾ نِعَمِهٖ.

اور کہا حسن نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿فبای آلاء ربکما تکذبان﴾ کہ مراد الاء سے نعمتیں ہیں۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ يَعْنِي

یعنی کہا قتادہ نے کہ مراد کما سے اللہ کے اس قول میں

الْجِنَّ وَالْإِنْسَ.

جن اور آدمی ہیں۔

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَآءِ ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ يَغْفِرُ ذَنْبًا وَّيَكْشِفُ كَرْبًا وَّيَرْفَعُ قَوْمًا وَّيَضَعُ اٰخَرِيْنَ.

یعنی کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ ہر دن ایک حال میں ہے یعنی گناہ کو بخشتا ہے اور مشکل کو آسان کرتا ہے اور ایک قوم کو اونچا کرتا ہے اور ایک قوم کو نیچا کرتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِزٌ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ برزخ کے معنی ہیں پردہ یعنی روکنے والا اللہ کے اس قول میں ﴿بینهما برزخ﴾.

اَلْاَنَامُ الْخَلْقُ.

یعنی انام کے معنی ہیں خلق۔

﴿نَضَّاخَتَانِ﴾ فَيَّاضَتَانِ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں جوش مارتے۔

﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ ذُو الْعَظَمَةِ.

اور ذو الجلال کے معنی ہیں صاحب عظمت کا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ مَارِجٌ خَالِصٌ مِّنَ النَّارِ يُقَالُ مَرَجَ الْأَمِيْرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُوْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّيُقَالُ مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ ﴿مَرِيْجٍ﴾ مُلْتَبِسٌ ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ﴾ اِخْتَلَطَ الْبَحْرَانِ مِنْ مَّرَجْتَ دَآبَّتَكَ تَرَكْتَهَا.

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ مارج کے معنی ہیں خالص آگ سے یعنی پیدا کیا جنوں کو خالص آگ سے اور کہا جاتا ہے یعنی مرج کے اور بھی کئی معنی ہیں کہا جاتا ہے مرج الامر رعیته جب کہ چھوڑے ان کو کہ بعض بعض پر تعدی کریں اور ایک معنی یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے مرج امر الناس یعنی مل گیا آپس میں کام لوگوں کا اور مریج کے معنی ہیں ملتبس مرج یعنی مل گئے دو دریا ماخوذ ہے اس قول سے کہ تو نے اپنے چوپائے کو چھوڑا۔

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ﴾ سَنُحَاسِبُكُمْ لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَّهُوَ مَعْرُوْفٌ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ يُقَالُ لَأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهٖ شُغْلٌ يَّقُوْلُ لَآخُذَنَّكَ عَلٰى غِرَّتِكَ.

یعنی اللہ کے قول ﴿سنفرغ لکم﴾ کے معنی ہیں کہ ہم تمہارا حساب کریں گے نہیں مشغول کرتی اس کو کوئی چیز کسی چیز سے اور وہ مشہور ہے عرب کی کلام میں کہا جاتا ہے البتہ میں تیرے واسطے فارغ ہوں گا اور حالانکہ اس کو کوئی شغل نہیں ہوتا مراد یہ ہے کہ پکڑوں گا میں تجھ کو غفلت پر۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ان دو باغ کے سوا اور

دو باغ ہیں۔

فائدہ: کہا حکیم ترمذی نے کہ مراد ساتھ دونوں کے اس جگہ قرب ہے یعنی وہ قریب تر ہیں طرف عرش کے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ وہ افضل ہیں پہلے دونوں سے اور کہا اس کے غیر نے کہ معنی دون کے ہیں کہ قریب ان کے اور نہیں ہے اس میں تفضیل اور مذہب حلیمی کا یہ ہے کہ پہلے دونوں افضل ہیں پچھلے دونوں سے اور دلالت کرتا ہے اس پر تفاوت چاندی اور سونے کا اور روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابو عمران سے کہ سونے کے باغ پہلوں کے واسطے ہیں اور چاندی کے باغ پچھلوں کے واسطے ہیں۔ (فتح)

٤٥٠٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَّنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ.

۴۵۰۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بہشت چاندی کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشت سونے کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز کہ ان میں ہے سب سونے کی ہے اور اس قوم کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع نہیں سوائے ایک جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک پر ہے عدن کے بہشت میں یعنی اس حال میں کہ عدن کے بہشت میں ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی بحث توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابٌ ﴿حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ حوریں روکی گئیں خیموں میں۔

فائدہ: اسی واسطے بڑے گھر کو قصر کہتے ہیں اس واسطے کہ روکا جاتا ہے جو اس میں ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحُوْرُ السُّوْدُ الْحَدَقِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حور کہتے ہیں کالی پتلی والی کو یعنی جس کی آنکھ کی پتلی کالی ہو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّقْصُوْرَاتٌ مَّحْبُوْسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلٰى أَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يَبْغِيْنَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ.

یعنی کہا مجاہد نے کہ مقصورات کے معنی ہیں روکی گئیں یعنی روکی گئی آنکھ ان کی اور جان ان کی اپنے خاوندوں پر اور قاصرات کے معنی ہیں کہ اپنے خاوندوں کے سوا اور کو نہیں چاہتیں۔

٤٥٠١ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ.

۴۵۰۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے ایک نرم موتی کا اس کی چوڑائی ساٹھ کوس کی ہے اور اس کے ہر گوشت میں مسلمانوں کی بیویاں ہوں گی کہ ایک دوسری کو نہ دیکھیں گی ایماندار ان پر گھومیں گے دو بہشت چاندی کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشت سونے کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز کہ ان میں ہے سب سونے کی ہے اس قوم کے اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع نہیں سوائے جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک پر ہے اور حالانکہ وہ بہشت میں ہوں گے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے نرم موتی کا یعنی یہی مراد ہے اس قول کے ساتھ کہ آیت میں فی الخیام اور مذکور حدیث میں صفت اس کی ہے اور یہ جو کہا کہ ایماندار لوگ ان پر گھومیں گے تو بعض نے کہا کہ صواب مومن ہے ساتھ افراد کے اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ ہو مقابلہ مجموع سے ساتھ مجموع کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ

سورۂ واقعہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُجَّتْ زُلْزِلَتْ.

اور کہا مجاہد نے کہ رجت کے معنی ہیں کہ جب ہلائی جائے زمین۔

بُسَّتْ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيْقُ.

اور بست کے معنی ہیں کہ ریزہ ریزہ کیے جائیں گے پہاڑ اور ہو جائیں مثل ستو بھگوئے ہوئے کے۔

اَلْمَخْضُوْدُ الْمُوْقَرُ حَمْلًا وَيُقَالُ أَيْضًا لَا شَوْكَ لَهٗ.

یعنی مخضود بھاری بوجھ والا حمل سے یعنی میوہ سے بھاری ہوگا اور نیز مخضود اس کو بھی کہا جاتا ہے جس کو کانٹا نہ ہو۔

﴿مَنْضُوْدٍ﴾ اَلْمَوْزُ.

یعنی مراد منضود سے کیلے کا درخت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿في سدر مخضود وطلح منضود﴾۔

وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ. یعنی عرب اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے خاوند کی پیاری ہو۔

فائدہ: اس کا بیان صفت اہل جنت میں بھی ہو چکا ہے اور ابن عیینہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے ہمیں حدیث سنائی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿عربا اترابا﴾ کی تفسیر میں کہ وہ ایسی عورت ہے جو اپنے خاوند کی محبوبہ ہو۔

﴿ثُلَّةٌ﴾ أُمَّةٌ. یعنی ثلة کے معنی ہیں امت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثلة من الاولین﴾۔

﴿يَحْمُومٍ﴾ دُخَانٌ أَسْوَدُ. یحموم کے معنی ہیں سیاہ دھواں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وظل من یحموم﴾۔

﴿يُصِرُّونَ﴾ يُدِيمُونَ. یصرون کے معنی ہیں ہمیشگی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وکانوا یصرون علی الحنث العظیم﴾۔

الْهِيمُ الْإِبِلُ الظِّمَاءُ. ھیم کہتے ہیں پیاسے اونٹ کو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فشاربون شرب الھیم﴾۔

﴿لَمُغْرَمُونَ﴾ لَمَلُومُونَ. یعنی مغرمون کے معنی ہیں کہ البتہ ہم الزام دیئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا لمغرمون﴾۔

﴿رَوْحٌ﴾ جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ. اور روح کے معنی ہیں بہشت۔

فائدہ: اس کا بیان بہشت کی صفت میں گزر چکا ہے۔

﴿وَرَيْحَانٌ﴾ الرَّيْحَانُ الرِّزْقُ. اور ریحان کے معنی ہیں رزق، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فروح وریحان وجنة نعیم﴾۔

﴿وَنُنْشِئَكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ. یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وننشئکم فیما لا تعلمون﴾ کے معنی ہیں کہ پیدا کریں ہم تم کو جس صورت میں کہ چاہیں جو تم نہیں جانتے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَفَكَّهُونَ﴾ تَعْجَبُونَ. اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے کہ تفکھون کے معنی ہیں کہ رہ جاؤ تعجب میں، یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿فظلتم تفکھون﴾۔

﴿عُرُبًا﴾ مُثَقَّلَةً وَاحِدُهَا عَرُوبٌ مِثْلُ یعنی لفظ عرب آیت ﴿عربا اترابا لاصحاب

صُبُرٍ وَّصُبْرٍ يُسَمِّيْهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنِجَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ.

۔ الیمین﴾ میں مثقل ہے یعنی اس کا عین کلمہ متحرک مضموم ہے اور واحد اس کا عروب ہے جیسے صبور اور صبر یعنی صبور واحد ہے اور صبر جمع ایسی عورت کو اہل عرب مکہ والے عربا کہتے ہیں اور اہل مدینہ غنجہ اور اہل عراق شکلہ۔

وَقَالَ فِيْ ﴿خَافِضَةٌ﴾ لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ وَ ﴿رَافِعَةٌ﴾ إِلَى الْجَنَّةِ.

یعنی کہا اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿خافضة رافعة﴾ کہ نیچا کرنے والی ہے ایک قوم کو آگ کی طرف اور اونچا کرنے والی ہے ایک قوم کو بہشت کی طرف۔

﴿مَوْضُوْنَةٍ﴾ مَنْسُوْجَةٍ وَّمِنْهُ وَضِيْنُ النَّاقَةِ.

یعنی موضونة کے معنی علی سرر موضونة میں سونے سے بنی ہوئی زرہیں اور اسی سے ماخوذ ہے یہ قول جس کے معنی ہیں تنگ اونٹی کا۔

وَالْكُوْبُ لَا اٰذَانَ لَهٗ وَلَا عُرْوَةَ وَالْاَبَارِيْقُ ذَوَاتُ الْاٰذَانِ وَالْعُرٰى.

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿باکواب واباریق﴾ میں کوب اس کو کہتے ہیں کہ جس کی نہ ٹوٹی ہو نہ دستی یعنی گلاس اور ابریق اس کو کہتے ہیں جس کو ٹوٹی ور دستاویز ہو۔

﴿مَسْكُوْبٍ﴾ جَارٍ.

یعنی معنی مسکوب کے اللہ کے قول ﴿وماء مسکوب﴾ میں جاری ہے۔

﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ بچھونے اونچے کیے گئے یعنی ایک دوسرے کے اوپر بچھائے گئے۔

﴿مُتْرَفِيْنَ﴾ مُمَتَّعِيْنَ.

یعنی مترفین کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿انهم كانوا قبل ذلك مترفين﴾ آسودہ اور ناز پر وردہ ہیں یعنی وہ اس سے پہلے آسودہ تھے۔

﴿مَا تُمْنُوْنَ﴾ مِنَ النُّطَفِ يَعْنِيْ هِيَ النُّطْفَةُ فِيْ أَرْحَامِ النِّسَآءِ.

یعنی مراد تمنون سے اللہ کے اس قول میں ﴿افرأيتم ما تمنون﴾ منی ہے جو عورتوں کے رحموں میں ڈالتے ہو یعنی کیا اس نطفے کو تم پیدا کرتے ہو یا ہم؟۔

﴿لِلْمُقْوِيْنَ﴾ لِلْمُسَافِرِيْنَ وَالْقِيُّ الْقَفْرُ.

یعنی مقوین کے معنی ہیں واسطے مسافروں کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومتاعا للمقوين﴾ اور مقوین مشتق ہے

تے سے اور تے کے معنی ہیں بیابانو۔

﴿بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ﴾ بِمُحْكَمِ الْقُرْاٰنِ وَيُقَالُ بِمَسْقِطِ النُّجُوْمِ إِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَّاحِدٌ.

یعنی معنی بمواقع النجوم کے آیت ﴿فلا اقسم بمواقع النجوم﴾ میں قرآن کی محکم آیتیں ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ساتھ جگہ ڈوبنے تاروں کے جب کہ ڈوبیں اور مواقع اور موقع کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: اور کہا کلبی نے کہ مراد قرآن ہے کہ حصہ حصہ اترا کئی سالوں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سارا قرآن شب قدر میں آسمان کی طرف اترا پھر جدا جدا کئی سالوں میں اترا اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی دونوں کا مفاد ایک ہے اگرچہ ایک جمع ہے اور ایک مفرد۔

﴿مُدْهِنُوْنَ﴾ مُكَذِّبُوْنَ مِثْلُ ﴿لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾.

یعنی مدهنون کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿افبهذا الحديث انتم مدهنون﴾ جھٹلانے والے ہے مثل اللہ کے اس قول کے کہ اگر تو کفر کرے تو وہ بھی کفر کریں گے۔

﴿فَسَلَامٌ لَّكَ﴾ أَيْ مُسَلَّمٌ لَّكَ إِنَّكَ ﴿مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِيْنِ﴾ وَأُلْغِيَتْ إِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُوْلُ أَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ إِذَا كَانَ قَدْ قَالَ إِنِّيْ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ وَّقَدْ يَكُوْنُ كَالدُّعَآءِ لَهُ كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِّنَ الرِّجَالِ إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَآءِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں یعنی تجھ کو مسلم ہے کہ تو داہنے والوں سے ہے اور ڈالا گیا لفظ ان کا لک سے اور وہ معنی میں مراد ہے جیسے تو کہتا ہے کہ تو سچا کیا گیا ہے تو مسافر ہے بعد تھوڑی دیر کے جب کہ اس نے کہا ہو کہ میں مسافر ہوں تھوڑی دیر کے بعد اور تقدیر یہ ہے کہ انت مسافر انک مسافر اور تائید کرتی ہے اس کو جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آئیں گے اس کے پاس فرشتے اللہ کی طرف سے سلام تجھ کو تو داہنی طرف والوں سے ہے اس کو خبر دیں گے کہ تو داہنی طرف والوں سے ہے اور کبھی ہوتا ہے یہ لفظ واسطے دعا کے مانند تیری قول مردوں کو پانی ملے اگر تو سلام کو رفع دے تو وہ دعا ہے جس طرح سقیا زبر کے ساتھ دعا کے واسطے ہے اسی طرح سلام پیش کے ساتھ دعا کے واسطے ہے۔

﴿تُورُونَ﴾ تَسْتَخْرِجُونَ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ.
یعنی تورون کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿افرأیتم النار التی تورون﴾ یہ ہیں کہ نکالتے ہو اور یت کے معنی ہیں میں نے جلایا۔

﴿لَغْوًا﴾ بَاطِلًا ﴿تَأْثِيمًا﴾ كَذِبًا.
لغو کے معنی ہیں باطل اور تاثیما کے معنی ہیں جھوٹ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لغوا و لا تاثیما﴾۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾.
باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں اور سایہ دراز

٤٥٠٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾.

۴۵۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بہشت میں ایک درخت ہے کہ اچھے گھوڑے تیز قدم کا سوار اس کے سائے میں سو برس چلے اس کو تمام نہ کر سکے اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو، ﴿وظل ممدود﴾۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بہشت کے بیان میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ
سورۂ حدید کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِينَ﴾ مُعَمَّرِيْنَ فِيْهِ.
اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ کیا تم کو آباد بیچ اس کے۔

﴿مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدٰى.
یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ اندھیرے سے روشنی کی طرف یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف۔

﴿فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ جُنَّةٌ وَّسِلَاحٌ.
یعنی مراد منافع سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ڈھال اور ہتھیار ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فیه بأس شدید ومنافع للناس﴾۔

﴿مَوْلَاكُمْ﴾ أَوْلٰى بِكُمْ.
مولاکم کے معنی ہیں کہ لائق تر ہے تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مأواکم النار هو مولاکم﴾۔

﴿لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ﴾ لِيَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ.
یعنی اللہ کے اس قول میں کلمہ لا زائدہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ تا کہ جانیں اہل کتاب۔

يُقَالُ ﴿اَلظَّاهِرُ﴾ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿وَالْبَاطِنُ﴾ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. ﴿اُنْظُرُوْنَا﴾ اِنْتَظِرُوْنَا.

یعنی کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿والظاهر والباطن﴾ کہ مراد ظاہر اور باطن ہونا باعتبار علم کے ہے۔ یعنی انظرونا کے معنی ہیں کہ ہمارا انتظار کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انظرونا نقتبس من نورکم﴾۔

سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ

سورۂ مجادلہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُحَآدُّوْنَ﴾ يُشَآقُّوْنَ.

کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یحادون کے معنی ہیں مخالفت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان الذین یحادون اللہ ورسولہ﴾۔

﴿كُبِتُوْا﴾ اُخْزُوْا مِنَ الْخِزْيِ.

کبتوا کے معنی ہیں رسوا کیے گئے مشتق ہے خزی سے ساتھ معنی رسوائی کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کبتوا کما کبت الذی من قبلھم﴾ کہا ابوعبیدہ نے کہ ہلاک ہوئے جیسے ہلاک ہوئے پہلے لوگ۔

﴿اِسْتَحْوَذَ﴾ غَلَبَ.

استحوذ کے معنی ہیں غالب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿استحوذ علیھم الشیطان﴾۔

تنبیہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدید کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ نہ تھا درمیان سلام ہمارے کے اور درمیان اس کے کہ عتاب کیا ہم کو اللہ نے ساتھ اس آیت کے ﴿الم یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ﴾ مگر چار سال روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اسی طرح مجادلہ کی تفسیر میں بھی کوئی حدیث بیان نہیں کی اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث اس شخص کی جس نے اپنی عورت سے ظہار کیا تھا اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک ٹکڑا توحید میں معلق بیان کیا ہے۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

سورۂ حشر کی تفسیر کا بیان

﴿اَلْجَلَآءَ﴾ اَلْاِخْرَاجُ مِنْ اَرْضٍ اِلٰى اَرْضٍ.

جلا کے معنی ہیں نکال دینا ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف۔

٤٥٠٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ

۴۵۰۲۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تو سورہ توبہ کو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا کیا توبہ یعنی توبہ مت کہو وہ سورہ فاضحہ ہے کہ رسوا کرتی

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتّٰى ظَنُّوْا أَنَّهَا لَنْ تُبْقِيَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيْهَا قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَنِي النَّضِيْرِ.

اور فضیحت کرتی ہے کافروں کو اور بیان کرتی ہے ان کے عیبوں کو ہمیشہ رہا اترتا اس میں ومنھم ومنھم یعنی کافروں میں بعض ایسے ہیں اور بعض ایسے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ وہ کسی کو ان میں سے باقی نہ چھوڑے گی مگر کہ اس میں ذکر کیا جائے گا یعنی سب کے عیبوں کو بیان کر دے گی، میں نے کہا سورۂ انفال کس کے حق میں اتری؟ کہا کہ جنگ بدر والوں کے حق میں اتری، کہا میں نے کہ سورۂ حشر کس کے حق میں اتری؟ اس نے کہا کہ بنی نضیر کے حق میں اتری (جو یہود کی قوم تھی اور ان کو وطن سے نکال دینے کا حکم ہوا یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ان کو وطن سے یعنی عرب سے ملک شام کی طرف نکال دیا)۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہمیشہ رہا اترتا منھم منھم یعنی مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ومنهم من عاهدوا الله ومنهم من يلمزك في الصدقات ومنهم الذين يوذوا النبي﴾۔

۴۵۰۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُوْرَةُ النَّضِيْرِ.

۴۵۰۴۔ حضرت سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورہ حشر، کہا کہ سورہ بنی نضیر۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شاید اس کو سورہ حشر کہنا اس واسطے مکروہ جانا کہ نہ گمان کیا جائے کہ مراد دن قیامت کا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ نکال دینا یہود بنی نضیر کا ہے وطن سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ﴾ نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت اور لینہ کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جو عجوہ اور برنی کے سوائے ہے۔

فائدہ: عجوہ اور برنی کھجوروں کی قسمیں ہیں۔

۴۵۰۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

۴۵۰۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

نے بنی نضیر کے کھجور کے درختوں کو جلایا اور کاٹ ڈالا اور وہ بویرہ ہے سو اللہ نے اس کے حق میں یہ آیت اتاری کہ جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت یا چھوڑ دیا اس کو کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے تھا اور تا کہ رسوا کرے بدکاروں کو۔

فائدہ: بویرہ ایک جگہ کا نام ہے نزدیک مدینے کے کہ وہاں بنی نضیر کے کھجوروں کے باغ تھے اور بنی نضیر یہود کا ایک قبیلہ تھا ان کے گڑھی مدینے کے پاس تھی ان میں اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد و پیمان تھا جب جنگ خندق ہوئی تو وہ عہد و پیمان توڑ کر کافروں کے ساتھ شریک ہوئے اور حضرت ﷺ کے مارنے کا قصد کیا حضرت ﷺ کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا حضرت ﷺ نے ان کو وطن سے نکال دیا اور ان کے گھروں کو گرا دیا اور ان کے باغوں کو جلا دیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول کو۔

۴۵۰۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۴۵۰۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اموال بنی نضیر اس قسم سے تھے کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول کو کہ نہیں دوڑائے تھے اس پر مسلمانوں نے گھوڑے اور نہ اونٹ سو وہ مال حضرت ﷺ کے واسطے خاص ہوا اپنے گھر والوں کو اس سے سال بھر کا خرچ دیتے اور جو باقی رہتا اس کو ہتھیاروں اور چارپایوں میں خرچ کر دیتے واسطے سامان کرنے کے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جو تم کو رسول دے سو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

٤٥٠٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِيْ أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِيْ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ أَمَا قَرَأْتِ ﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّيْ أَرٰى أَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهُ قَالَ فَاذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُهَا.

۴۵۰۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اللہ لعنت کرے اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گودوائے اور اس عورت پر جو اپنے چہرے پر سے بال چنے اور اس عورت پر جو اگلے دانتوں میں سوہن کرے یعنی بتکلف دانتوں میں فرق کرے واسطے حسن کے جو بدلنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو سو یہ قول عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچا جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا وہ آئی یعنی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سو کہا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی کہ تو نے عورتوں کو ایسے ایسے لعنت کی ؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو کیا ہے کہ میں نہ لعنت کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور جو ملعون ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تو اس نے کہا کہ البتہ میں نے پڑھا جو درمیان دو گتوں کے ہے یعنی سارا قرآن پڑھا سو نہیں پایا میں نے اس میں جو تو کہتا ہے کہا کہ اگر تو نے اس کو پڑھا ہوتا تو البتہ تو اس کو پاتی کیا تو نے نہیں پڑھا جو تم کو رسول دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو؟ اس نے کہا کیوں نہیں! کہا سو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے اس عورت نے کہا سو میں بیشک تیرے گھر والوں کو دیکھتی ہوں کہ یہ کام کرتی ہیں؟ کہا جا اور دیکھ سو وہ گئی اور دیکھا سو اپنی حاجت سے کچھ چیز نہ دیکھی سو کہا کہ اگر اس طرح ہوتی تو ہمارے ساتھ جمع نہ ہوتی۔

فائدہ: عورت کو اپنے چہرے سے بالوں کا اکھیڑنا حرام ہے مگر جو اس کو داڑھی اور مونچھوں سے اگے اس کا منڈانا اور اکھاڑنا حرام نہیں بلکہ اس کا اکھاڑنا مستحب ہے اور متفلجہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے اگلے دانتوں میں بتکلف فرق کرے واسطے ظاہر کرنے حسن جوانی کے اور وہ بوڑھی ہے اس واسطے کہ یہ اکثر اوقات جوان عورتوں کے واسطے ہوتا ہے یعنی اس واسطے کہ عرب کے نزدیک دانتوں میں فرق ہونا پسندیدہ ہے اور اکثر جوان عورتوں کے دانت ایسے

ہوتے ہیں اور جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے اور دانت بڑے ہوتے ہیں تو یہ فرق نہیں رہتا تو بتکلف فرق کرتی ہیں واسطے ظاہر کرنے جوانی کے اور یہ حرام ہے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ مشکل جانا تھا اس عورت نے لعنت کو اور نہیں لازم آتی مجرد نہی سے لعنت اس شخص کی جو حکم کو بجا نہ لائے لیکن حمل کیا جائے گا اس پر کہ مراد اس آیت میں واجب ہونا امتثال قول رسول کے کا ہے اور البتہ حضرت ﷺ نے اس فعل سے منع کیا ہے سو جو یہ فعل کرے وہ ظالم ہے اور قرآن میں ظالموں پر لعنت آئی ہے اور احتمال ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لعنت کو حضرت ﷺ سے سنا ہو جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے اور یہ جو کہا سو اپنی حاجت سے کچھ چیز نہ دیکھی یعنی جو گمان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی اس کو کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس عورت نے اس کام کو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیچ دیکھا تھا لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو اس سے ہٹایا اسی واسطے جب وہ عورت اس کے گھر میں داخل ہوئی تو نہ دیکھا جو پہلے دیکھا تھا اور یہ جو کہا کہ ہمارے ساتھ جمع نہ ہوتی تو احتمال ہے کہ اجتماع سے مراد جماع ہو یعنی میں اس سے جماع نہ کرتا اور احتمال ہے کہ مراد جمع ہونا ہو اور یہ ابلغ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جائز ہونے لعنت اس شخص کے جو موصوف ہو ساتھ صفت کے کہ لعنت کی حضرت ﷺ نے جو موصوف ہو ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں اطلاق کرتے وہ اس کو مگر اس پر جو اس کا مستحق ہو اور بہر حال جو حدیث کہ مسلم نے روایت کی ہے تو قید کیا ہے اس میں ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں وہ اہل یعنی نزدیک تیرے اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لعنت کی اس کو اس واسطے کہ جو ظاہر ہوا واسطے اس کے مستحق ہونے اس کے سے اور کبھی ہوتا ہے اللہ کے نزدیک برخلاف اس کے پہلی وجہ کی بنا پر حمل کیا جائے گا اس کا قول کہ کر اس کو واسطے اس کے رحمت اور زکوٰۃ اور دوسری وجہ کی بنا پر پس ہوگی لعنت آپ کی زیادتی بیچ بدبختی اس کی کے اور اس حدیث میں ہے کہ گناہ پر مدد کرنے والا شریک ہوتا ہے اس کے فاعل کو گناہ میں۔ (فتح)

اور لفظ المغیرات صفت ہے عورتوں مذکورہ کی یعنی یہ عورتیں مذکورہ ایسی ہیں جو بدلنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو اور لفظ خلق اللہ مفعول ہے مغیرات کا اور یہ جملہ مانند تعلیل کے ہے واسطے واجب ہونے لعنت کے اور علت بیچ حرمت مثلہ اور منڈانے داڑھی کے بھی یہی ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما اتاكم الرسول﴾ تو اس کے معنی ہیں وما امركم به فافعلوا یعنی جو رسول تم کو حکم دے اس کو کرو اس واسطے کہ مقابلہ کیا ہے اس کو ساتھ اس قول کے ﴿وما نهاكم عنه فانتهوا﴾ یعنی جب بندوں کو حکم ہے کہ باز رہیں اس چیز سے کہ منع کیا ہے ان کو رسول نے اور منع کیا ہے ان کو حضرت ﷺ نے اشیاء مذکورہ سے اس حدیث وغیرہ میں تو ہوئیں تمام منع چیزیں ان کی ذکر کی گئیں قرآن میں اور کہا طیبی نے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لعنت کرنی حضرت ﷺ کی واشمات وغیرہ کو مانند لعنت کرنے اللہ تعالیٰ کے کی ہے پس واجب ہے عمل کرنا اوپر اس کے۔

٤٥٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهٗ مِنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ.

۴۵۰۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کی حضرت ﷺ نے اس عورت کو جو دوسری عورت کے بالوں میں بال کو جوڑے تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ سنا میں نے اس کو ایک عورت سے جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث منصور کی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں مہاجرین سے پہلے۔

فائدہ: یعنی وطن ٹھہرایا ہے انہوں نے مدینے کو اور بعض نے کہا جو مدینے میں اتری ہیں پہلی وجہ کی بنا پر خاص ہوگا یہ قول اللہ تعالیٰ کا ساتھ انصار کے اور یہی ثابت ہوتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ظاہر قول سے اور دوسری وجہ پر شامل ہوگا انصار کو بھی اور مہاجرین سابقین کو بھی۔

٤٥٠٩ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَ عَنْ مُسِيْئِهِمْ.

۴۵۰۹۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو یعنی جو میرے بعد ہو مہاجرین سابقین کے مقدمے میں کہ ان کا حق پہچانے اور میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو انصار کے مقدمے میں جنہوں نے جگہ پکڑی ہے اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں حضرت ﷺ کے ہجرت کرنے سے پہلے یہ کہ ان کے نیکوں کی نیکی کو قبول کرے اور ان کے بدکاروں سے درگزر کرے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ﴾ اَلْآيَةَ. اَلْخَصَاصَةُ الْفَاقَةُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اول رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے، الآیۃ اور خصاصہ کے معنی ہیں فاقہ، یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ولو کانا بهم خصاصة﴾.

﴿الْمُفْلِحُوْنَ﴾ اَلْفَائِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ وَالْفَلَاحُ اَلْبَقَاءُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجِّلْ وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿حَاجَةً﴾ حَسَدًا.

یعنی مفلحون کے معنی ہیں مراد کو پہنچنے والے ساتھ ہمیشہ رہنے کے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومن یوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون﴾ اور فلاں کے معنی ہیں باقی رہنا یعنی ہمیشہ کی زندگی حی علی الفلاح کے معنی ہیں جلدی آؤ طرف بقا کی اور کہا حسن نے کہ حاجت کے معنی ہیں حسد اللہ نے فرمایا ﴿لا یجدون فی صدورهم حاجة﴾.

٤٥١٠ ـ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَصَابَنِيَ الْجَهْدُ فَأَرْسَلَ إِلٰى نِسَائِهٖ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهٗ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبَ إِلٰى أَهْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَأَتِهٖ ضَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيْهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عِنْدِيْ إِلَّا قُوْتُ الصِّبْيَةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيْهِمْ وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِيْ بُطُوْنَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَّفُلَانَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى

۴۵۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو تکلیف پہنچی یعنی میں نہایت بھوکا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو کہلا بھیجا سو ان کے پاس کھانے کی کچھ چیز نہ پائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی ایسا مرد ہے کہ اس رات اس کی مہمانی کرے؟ اللہ اس پر رحمت کرے تو ایک انصاری مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں اس کی مہمانی کرتا ہوں ، سو وہ اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور اپنی عورت سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی عزت کر نہ جمع رکھ اس سے کسی چیز کو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں میرے پاس کچھ مگر کھانا لڑکوں کا کہا کہ جب لڑکے رات کا کھانا مانگیں تو ان کو سلا دے اور چراغ کو بجھا دے اور ہم آج رات خالی پیٹ گزاریں گے سو عورت نے کیا جو اس نے کہا پھر وہ مرد صبح کو حضرت کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نہایت راضی ہوا فلانے مرد اور فلانی عورت سے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور مقدم رکھتے ہیں اپنی جانوں پر غیروں کو اگرچہ ان کو تنگی اور حاجت ہو۔

اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾.

فائدہ: جو مرد بھوکا آیا تھا وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے اور جنہوں نے اس کی مہمانی کی تھی وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ تھے، کہا خطابی نے کہ اطلاق عجب کا اللہ پر محال ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ راضی ہوا تو گویا کہ کہا یہ فعل اثر ہے رضا سے نزدیک اللہ کے اترنا تعجب کا اور کبھی ہوتی ہے مراد ساتھ عجب کے اس جگہ کہ اللہ تعجب دلاتا ہے اپنے فرشتوں کو ان کے فعل سے واسطے کامیاب ہونے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے ان سے عادت میں اور خطابی نے کہا کہ تاویل الضحک کے ساتھ رضا کے اقرب ہے تاویل اس کی سے ساتھ رحمت کے اس واسطے کہ ضحک بزرگوں سے دلالت کرتا ہے اوپر رضا کے، میں کہتا ہوں رضا اللہ کی مستلزم ہے رحمت کو اور وہ اس کو لازم ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ — سورۂ ممتحنہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً﴾ لَا تُعَذِّبْنَا بِأَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوْنَ لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هٰذَا.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ نہ عذاب کر ہم کو ان کے ہاتھ سے سو کہیں گے کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو ان کو یہ مصیبت کیوں پہنچتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لا تجعلنا فتنة للذین کفروا﴾۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ غالب کر ان کو ہم پر وہ خیال کریں گے کہ اپنے حق ہونے کے سبب سے ہم پر غالب ہوئے اور یہ مشابہ ہے مجاہد رحمہ اللہ کی تاویل کو۔ (فتح)

﴿بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ أُمِرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ.

اللہ نے فرمایا ﴿ولا تمسکوا بعصم الکوافر﴾ یعنی قبضے میں نہ رکھو دستاویز کافر عورتوں کی حکم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو کہ اپنی عورتوں کو چھوڑ دیں جو مکے میں کافر رہیں یعنی ان کو طلاق دے دیں اور نکاح میں نہ رکھیں۔

بَابٌ ﴿لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست۔

فائدہ: اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿تلقون الیهم بالمودة﴾ تفسیر ہے واسطے دوستی مذکور کے اور احتمال ہے کہ ہو حال یا صفت اور اس میں کچھ چیز ہے اس واسطے کہ اللہ نے ان کو ان کی دوستی سے مطلق منع کیا ہے اور قید کرنی ساتھ صفت یا حال کے وہم دلاتی ہے جواز کو وقت نہ ہونے دونوں کے لیکن قواعد سے معلوم ہو چکا ہے کہ مطلق منع ہے سو نہیں مفہوم ہے واسطے ان دونوں کے اور احتمال ہے کہ ہو ولایت مستلزم دوستی کو سو نہ تمام ہوگی ولایت مودت کے بغیر سو وہ لازم ہے۔ (فتح)

٤٥١١ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَذَهَبْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَنِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَّلَا

۴۵۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ خاخ کے باغ میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اس کے پاس ایک خط ہے سو اس سے اس خط کو لے لو سو ہم چلے گھوڑے دوڑاتے یہاں تک کہ ہم اس باغ میں پہنچے تو اچانک ہم نے ایک عورت سوار دیکھی تو ہم نے کہا خط نکال اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا کہ البتہ خط نکال یا کپڑے اتار تو اس نے اس کو اپنی زلف گوندی سے نکالا تو ہم اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے سو اچانک دیکھا کہ اس میں لکھا ہے کہ یہ خط حاطب رضی اللہ عنہ کا ہے مشرکین مکہ کے چند لوگوں کی طرف اس حال میں کہ خبر دیتا ہے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کاموں سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب! اس خط کے لکھنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا یا حضرت! مجھ پر جلدی نہ کیجیے میں ایک مرد قریش کا حلیف ہوں اور میں ان کا رشتہ دار نہیں ہوں اور نہ کوئی ان میں سے قریبی ہے جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں ان کے واسطے مکے میں قرابت ہے کہ اس کے سبب سے ان کے گھر والوں اور مالوں کو نگاہ رکھتے ہیں یعنی ان کے وہاں بھائی بند ہیں جو ان کے بال بچوں کی خبر گیری کرتے ہیں اور جب میرا ان میں کوئی قرابتی اور اور بھائی بند نہیں جو میرے اہل اور مال کی خبر گیری کرے تو میں نے چاہا کہ ان کی طرف کوئی احسان کروں تا کہ وہ میرے بال بچوں کو نگاہ رکھیں اور نہیں کیا میں نے یہ کام کفر سے اور نہ اپنے دین سے مرتد ہو کر یعنی میں مسلمان ہوں مرتد نہیں ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس نے تم سے سچ کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم

إِرْتَدَّا عَنْ دِيْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُوْلَ اللَّهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عَمْرٌو وَنَزَلَتْ فِيْهِ ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ﴾ قَالَ لَا أَدْرِي الْآيَةَ فِي الْحَدِيْثِ أَوْ قَوْلُ عَمْرٍو.

ہوتو اس کی گردن ماروں؟ تو حضرت مَنَّاثِیْمْ نے فرمایا کہ بے شک وہ جنگ بدر میں موجود تھا تجھ کو کیا معلوم شاید کہ اللہ تعالی بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے سو فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے میں تو تم کو بخش چکا، کہا عمر رٹائٹنڈ نے کہ اس میں یہ آیت اتری: اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست، سفیان نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ آیت حدیث میں ہے یا عمر رٹائٹنڈ کا قول ہے۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عمر رٹائٹنڈ نے یہ باوجود اس کے کہ حضرت مَنَّاثِیْمْ نے اس کی تصدیق کی اس میں جو اس نے عذر کیا واسطے اس چیز کے کہ تھی نزدیک عمر رٹائٹنڈ کے قوت سے دین میں اور بغض رکھنے سے ساتھ اس شخص کے جو نفاق کی طرف منسوب ہو اور گمان کیا عمر رٹائٹنڈ نے کہ جو حضرت مَنَّاثِیْمْ کے حکم کی مخالفت کرے وہ قتل کا مستحق ہوتا ہے لیکن عمر رٹائٹنڈ نے اس کے ساتھ یقین نہ کیا اسی واسطے حضرت مَنَّاثِیْمْ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی اور اس کو منافق کہا اس واسطے کہ اس کا ظاہر باطن کے مخالف نکلا اور عذر کیا حاطب رٹائٹنڈ نے جو ذکر کیا کہ اس نے یہ کام تاویل سے کیا نہ یہ کہ اس میں کوئی ضرور ہے اور حضرت مَنَّاثِیْمْ نے فرمایا کہ وہ جنگ بدر میں موجود تھا تو یہ اشارہ ہے طرف نہ قتل کرنے اس کے کی سو گویا کہا گیا کہ کیا جنگ بدر میں حاضر ہونا اس کا اس بڑے گناہ کو دور کرتا ہے؟ سو جواب دیا ساتھ قول اپنے کے کہ تجھ کو کیا معلوم الخ، اور اکثر روایتوں میں ساتھ صیغہ ترجی کے ہے یعنی لعل کے اور یہ اللہ سے واقع ہے اور اس کا مفصل بیان کتاب المغازی میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا فقد غفرت لکم تو ایک روایت میں ہے فانی غافر لکم اور دلالت کرتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے قول کے غفرت اغفر ہے یعنی میں تجھ کو بخشوں گا بطور تعبیر آئندہ کے ساتھ واقع کے واسطے مبالغہ کے اس کی تحقیق میں اور مراد بخشنا ان کے گناہوں کا آخرت میں ہے نہیں تو اگر ان میں سے کسی پر مثلا حد واجب ہو تو دنیا میں ساقط نہ ہوگی اور کہا ابن جوزی نے کہ نہیں یہ استقبال پر سوائے اس کے کچھ نہیں وہ ماضی پر ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ کرو جو تمہارا جی چاہے جو عمل تمہارا تھا سو بخشا گیا یعنی اگلا پچھلا اس واسطے کہ اگر استقبال کے واسطے ہوتا تو ہوتا جواب اس کا کہ میں تم کو بخشوں گا اور اگر اس طرح ہوتا تو یہ گناہوں میں کھلی باگ چھوڑنے کی اجازت ہوتی اور حالانکہ یہ صحیح نہیں اور باطل کرتا ہے ابن جوزی کے اس قول کو یہ امر کہ بدری صحابیوں نے اس کے بعد عقوبت سے خوف کیا یہاں تک کہ عمر فاروق رٹائٹنڈ کہتے تھے کہ اے حذیفہ! قسم ہے اللہ

کی کیا میں ان میں سے ہوں اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ اعملوا صیغہ امر کا ہے اور وہ موضوع ہے واسطے استقبال کے اور نہیں وضع کیا ہے عرب نے صیغہ امر کا واسطے ماضی کے نہ ساتھ قرینہ کے اور نہ ساتھ غیر اس کے اس واسطے کہ صیغہ امر کا ساتھ معنی انشاء اور ابتداء کے ہے اور قول اس کا کرو جو تمہارا جی چاہے حمل کیا جائے گا او پر طلب فعل کے اور نہیں صحیح ہے کہ ہو ساتھ معنی ماضی کے اور نہیں ممکن ہے کہ حمل کیا جائے او پر ایجاب کے پس متعین ہوا واسطے اباحت کے کہا اس نے اور البتہ ظاہر ہوا واسطے میرے کہ یہ خطاب اکرام اور تشریف کا ہے بغل گیر ہے اس کو کہ ان کے واسطے ایک حالت حاصل ہوئی ہے کہ اس کے سبب سے ان کے پہلے گناہ بخشے گئے اور لائق ہوئی اس کے سبب سے اس بات کے کہ بخشی جائے واسطے ان کے وہ چیز کہ از سر نو ہو ان کے آئندہ گناہوں سے اور اگر کسی چیز میں ایک چیز کی صلاحیت ہو تو اس سے اس کا واقع ہونا لازم نہیں آتا اور البتہ ظاہر کیا اللہ نے سچا ہونے رسول اپنے کا ہر اس شخص میں جو خبر دے اس سے ساتھ کسی چیز کے اس سے اس واسطے کہ ہمیشہ رہے وہ بہشتیوں کے عملوں پر یہاں تک کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑا اور اگر فرضا ان میں سے کسی سے کوئی گناہ صادر ہوا بھی تو اس نے توبہ کی طرف جلدی کی اور سیدھی راہ کو لازم پکڑا اور جانتا ہے یہ ان کے احوال سے ساتھ یقین کے جو مطلع ہو ان کے عمری حالات پر اچھی۔ اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کے قول کے **فقد غفرت لکم** یعنی واقع ہوں گے تمہارے گناہ اس حال میں کہ بخشے گئے ہیں یہ مراد نہیں کہ ان سے گناہ صادر نہیں ہوگا اور حالانکہ مسطح صحابی جنگ بدر میں موجود تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اہل افک کے ساتھ شریک ہوا، **كما تقدم في سورة النور** سو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کرامت کے سبب سے بشارت دی ان کو اپنے پیغمبر کی زبان پر کہ ان کے گناہ بخشے گئے اگرچہ واقع ہو ان سے جو واقع ہو اور کچھ شرح اس حدیث کی پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ قِيلَ لِسُفْيَانَ فِي هٰذَا نَزَلَتْ ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ الْاٰيَةَ قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أُرٰى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي.

حدیث بیان کی ہم سے علی نے کسی نے سفیان سے کہا کہ کیا یہ آیت حاطب رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست کہا سفیان نے کہ یہ لوگوں کی حدیث میں ہے یعنی جزم کرنا ساتھ مرفوع ہونے اس زیادتی کے لوگوں کی حدیث میں ہے میں نے اس کو عمرو سے یاد رکھا ہے یعنی یہ عمرو کا قول ہے میں نے اس سے کوئی حرف نہیں چھوڑا اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے میرے سوا اس کو یاد رکھا ہو اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سفیان کو اس کے مرفوع ہونے کا یقین نہ تھا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اجازت مانگنے عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر قتل حاطب رضی اللہ عنہ کے واسطے مشروعیت قتل کرنے جاسوس کے اگرچہ مسلمان ہو اور یہ قول مالک کا اور اس کے موافقوں کا ہے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کے ارادے پر اگر مانع نہ ہوتا اور بیان کیا مانع کو اور وہ حاضر ہونا حاطب رضی اللہ عنہ کا ہے جنگ بدر میں اور یہ حاطب رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی میں پایا نہیں جاتا سو اگر ہوتا اسلام مانع اس کے قتل سے تو نہ علت بیان کرتے ساتھ خاص تر چیز کے اس سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے۔

فائدہ: اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد اتری اور یہ کہ سبب اس کا وہ چیز ہے جو پہلے گزر چکی ہے صلح سے درمیان قریش کے اور مسلمانوں کے اس پر کہ اگر قریش کا آدمی مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آئے تو اس کو قریش کی طرف پھیر دیں پھر مستثنیٰ کیا اللہ نے اس شرط سے عورتوں کو ساتھ شرط امتحان کے۔ (فتح)

٤٥١٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ بِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ قَدْ بَايَعْتُكِ عَلٰى ذٰلِكِ تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

۴۵۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امتحان کرتے جو مسلمان عورت ان کی طرف ہجرت کرتی ساتھ اس آیت کے اللہ کے قول سے کہ اے پیغمبر! جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں تجھ سے بیعت کرنے کو اللہ کے قول غفور رحیم تک ، عروہ کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جو مسلمان عورتوں سے اس شرط کے ساتھ اقرار کرتی اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تجھ سے بیعت کی فقط کلام سے قسم ہے اللہ کی کہ بیعت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیعت نہ کرتے مگر ساتھ قول کے یعنی زبان سے فرماتے کہ میں نے تجھ سے اس پر بیعت کی ، متابعت کی ہے ابن اخی ابن شہاب کی یونس اور معمر اور عبدالرحمن نے زہری سے اور کہا اسحاق بن راشد نے زہری سے اس نے روایت کی عروہ اور عمرہ سے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ
رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا میں نے تجھ سے بیعت کی کلام سے فقط یہ کلام سے فقط کلام کرتے ہاتھ سے مصافحہ نہ کرتے جیسے کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ مصافحہ مردوں کے وقت بیعت کے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی تو اس میں قسم کھائی ہے واسطے تاکید خبر کے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ تاکید خبر کے واسطے قسم کھانی جائز ہے اور شاید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کے اس چیز پر جو ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے سو ابن حبان اور ابن خزیمہ کے نزدیک ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیعت کے قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ گھر کے باہر سے دراز کیا اور ہم نے اپنے ہاتھ گھر کے اندر سے دراز کیے پھر فرمایا الہی! گواہ رہ اور اسی طرح ہے اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے جس جگہ اس میں کہا کہ ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا اس واسطے کہ وہ مشعر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے بیعت کرتی تھیں اور ممکن ہے جواب پہلی حدیث سے ساتھ اس طور کے کہ دراز کرنا ہاتھ کا پردے کے پیچھے سے اشارہ ہے طرف واقع ہونے مبایعت کی اگرچہ نہ واقع ہو مصافحہ اور جواب دوسری حدیث سے ساتھ اس طور کے ہے کہ مراد ساتھ روکنے ہاتھ کے باز رہنا ہے قبول سے یا واقع ہوتی تھی بیعت ساتھ کسی حائل کے اس واسطے کہ ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیعت کی عورتوں سے تو لائی گئی ایک چادر قطری سو اس کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ ایک برتن میں ڈبوتے تھے پھر عورت اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتی اور احتمال ہے تعدد کا اور روایت کی ہے طبری نے کہ بیعت کی ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ واسطے عمر کے اور طبری وغیرہ نے امیمہ سے روایت کی ہے کہ وہ چند عورتوں کے ساتھ آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! اپنا ہاتھ دراز کیجیے ہم آپ سے مصافحہ کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا لیکن تم سے قول قرار لیتا ہوں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قول وقرار لیا یعنی آیت ﴿یا ایها النبی اذا جآءك المؤمنات﴾ پڑھی یہاں تک کہ پہنچے اس قول پر ﴿ولا یعصینك فی معروف﴾ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم سے ہو سکے تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر رحم کرنے والا ہے ساتھ ہمارے رحم کرنے سے اپنی جانوں پر اور طبری کی روایت میں ہے کہ فرمایا نہیں قول میرا واسطے سو عورت کے مگر مانند قول میرے کے واسطے ایک عورت کے اور دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ عورتیں بیعت کے وقت اوپر سے کپڑا پکڑتی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن میں ہاتھ ڈبوتے پھر عورتیں اس میں ڈبوتیں اور اس حدیث میں ہے کہ جو امتحان کہ اللہ کے قول فامتحنوهن میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ بیعت کریں عورتیں ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو آیت مذکورہ اور عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امتحان کرتے جو

عورت ہجرت کرتی ساتھ اس کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی میں مگر واسطے رغبت کے اسلام میں اور واسطے محبت اللہ اور اس کے رسول کے اور نہیں لے نکلا تجھ کو عشق کسی مرد کا ہم میں سے اور نہ بھاگنا اپنے خاوند سے اور طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب کوئی عورت مشرکوں کی اپنے خاوند پر غصے ہوتی تو کہتی قسم ہے اللہ کی البتہ میں محمد ﷺ کی طرف ہجرت کروں گی تو یہ آیت اتری کہ ان کا امتحان کر لیا کرو۔ (فتح)

بَابُ ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں تجھ سے بیعت کریں۔

٤٥١٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتْ اِمْرَأَةٌ يَّدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدَتْنِيْ فُلَانَةُ أُرِيْدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا.

۴۵۱۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تو حضرت ﷺ نے ہم پر یہ آیت پڑھی کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم کو منع کیا نوحہ کرنے سے تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا یعنی بیعت کرنے سے سو کہا کہ فلانی عورت نوحہ کرنے میں میرے ساتھ شریک ہوئی تھی میں چاہتی ہوں کہ اس کو بدلہ دوں تو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ نہ کہا سو وہ گئی اور پھر پھری پھر حضرت ﷺ نے اس سے بیعت کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا تو ایک روایت میں ہے کہ اس عورت نے کہا کہ مگر فلانے کے گھر والے کہ وہ جاہلیت کے زمانے میں نوحہ میں میرے ساتھ شریک ہوئی تھی سو ضروری ہے کہ میں اس کو بدلہ دوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مگر فلانے کے گھر والے یعنی جا اور اس کو بدلہ دے، اور نسائی کی روایت میں ہے سو وہ گئی اور بدلہ دے کر پھر آئی اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی، کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس پر کہ اجازت دینی واسطے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے فلاں کی آل میں خاص ہے اور نہیں حلال ہے نوحہ کرنا واسطے اس کے اور نہ واسطے اس کے غیر کے بیچ غیر آل فلاں کے جیسا کہ ظاہر حدیث کا ہے اور جائز ہے واسطے شارع کے کہ خاص کرے عموم سے جس کو چاہے ساتھ جس چیز کے کہ چاہے سو یہ ہے صواب حکم کا اس حدیث میں اسی طرح کہا ہے نووی نے اور اس میں نظر ہے مگر یہ کہ دعویٰ کیا جائے کہ جن کو اس نے نوحہ کا بدلہ دیا تھا وہ مسلمان نہ تھے اور اس میں بعد ہے پس چاہیے کہ دعویٰ کیا جائے کہ وہ لوگ بھی اس خصوصیت میں اس کے ساتھ شریک تھے اور میں بیان کروں گا جو قادح ہے بیچ خاص ہونے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے پھر نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ مشکل جانا ہے اس حدیث کو قاضی وغیرہ نے اور اس میں انہوں نے عجیب

قول کہے ہیں اور مقصود میرا ڈرانا ہے مغرور ہونے سے ساتھ ان کے اس واسطے کہ بعض مالکیوں نے کہا کہ نوحہ کرنا حرام نہیں واسطے دلیل اس حدیث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام تو وہ چیز ہے کہ ہو ساتھ اس کے کوئی چیز افعال جاہلیت سے جیسے پھاڑنا گریبان کا ہے اور چھیلنا رخساروں کا اور مانند اس کے اور ٹھیک وہ چیز ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی اور یہ کہ نوحہ کرنا مطلق حرام ہے اور یہی مذہب ہے سب علماء کا اور پہلے گزر چکی ہے جنازوں میں نقل غیر اس مالکی سے کہ نوحہ کرنا حرام نہیں اور یہ شاذ مردود ہے اور رد کیا ہے اس کو قرطبی نے ساتھ صحیح حدیثوں کے جو وارد ہیں وعید میں نوحہ کرنے پر اور وہ دلالت ہے او پر سخت حرام ہونے کے لیکن نہیں منع ہے یہ کہ وارد ہوئی ہو پہلے نہی ساتھ کراہت تنزیہ کے پھر جب عورتوں کی بیعت تمام ہو چکی تو واقع ہوئی تحریم سو واقع ہوا ہو گا اذن واسطے اس شخص کے کہ مذکور ہوا پہلے حالت میں واسطے بیان جواز کے پھر واقع ہوئی تحریم سو وارد ہوئی اس وقت وعید شدید اور چھانٹا ہے قرطبی نے باقی اقوال کو جن کی طرف نووی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ان میں ایک یہ دعویٰ کہ یہ حکم نوحہ حرام ہونے سے پہلے تھا کہا اور یہ فاسد ہے واسطے سیاق ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے اس حدیث کے اور اگر ام عطیہ رضی اللہ عنہا اس کا حرام ہونا نہ سمجھتیں تو نہ مستثنیٰ کرتیں میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ تصریح کی ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے کہ وہ از قسم نافرمانی کرنے کے ہے نیک کام میں اور یہ وصف حرام چیز کی ہے اور ان میں سے ایک یہ قول ہے کہ قول اس کا مگر فلانے کے گھر والے نہیں ہے اس میں نص کہ وہ نوحہ میں ان کی موافقت کرے گی اور ممکن ہے کہ موافقت کرے ان سے ساتھ ملنے اور رونے کے جس ساتھ نوحہ نہ ہو کہا اور یہ مشابہ تر ہے اس قول سے کہ اس کے پہلے ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ وارد ہوتا ہے اس پر وارد ہونا تصریح کا ساتھ نوحہ کے جیسا کہ میں اس کو بیان کروں گا اور اس پر یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ مجرد رونا منع نہیں اور نہی میں داخل نہیں ہے، كما تقدم في الجنائز تقريره سو اگر واقع ہوتا اختصار اوپر اس کے تو نہ حاجت پڑتی طرف تاخیر بیعت کی یہاں تک کہ اس کو کرے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے اور یہ فاسد ہے اس واسطے کہ نہیں خاص ہے وہ ساتھ حلال کرنے کسی چیز کے حرام چیزوں سے اور نیز قدح کرتا ہے بیچ دعویٰ تخصیص اس کی کے ثابت ہونا اس کا واسطے غیر اس کے کی جیسے کہ ترمذی وغیرہ نے خود اور اسماء بنت یزید وغیرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بھی بیعت کے وقت یہی کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور نیز پہچانا جاتا ہے اس سے خدشہ پہلے جوابوں میں اور ظاہر ہوا اس سب بیان سے کہ اقرب جوابوں کا یہ ہے کہ پہلے نوحہ مباح تھا پھر مکروہ تنزیہ ہوا پھر حرام ہوا، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٥١٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۴۵۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ نہ بے حکمی کریں تیری نیک کام میں کہا کہ وہ شرط ہے کہ اس کو عورتوں کے واسطے شرط کیا۔

فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللّٰهُ لِلنِّسَآءِ.

فائدہ: یعنی عورتوں پر شرط کی اور قول اللہ کا سو بیعت کر ان سے تو اس سیاق میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ اگر بیعت کریں اوپر اس کے یا شرط کریں اپنی جانوں پر تو بیعت کر ان سے اور اختلاف ہے شرط میں کہ کیا مراد ہے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد نوحہ کرنا ہے کما سبق اور ایک روایت میں ہے کہ مراد نافرمانی کرنے سے نیک کام میں ہے کہ مرد اجنبی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور طبری نے ایک عورت سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے جو قول وقرار لیا تھا ان میں یہ بھی تھا کہ ہم کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں اور اپنا منہ نہ چھیلیں اور اپنے بال نہ نوچیں اور اپنے گریبان نہ پھاڑیں اور ویل نہ پکاریں۔ (فتح)

۴۵۱۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَآءِ وَأَكْثَرُ لَفْظِ سُفْيَانَ قَرَأَ الْآيَةَ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْآيَةِ.

۴۵۱۵ ۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے سو فرمایا کہ کیا تم مجھ سے بیعت کرتے ہو اس پر کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور حرام کاری نہ کرو اور چوری نہ کرو اور پڑھی آیت عورتوں کی اور اکثر لفظ سفیان کا یہ ہے کہ آیت پڑھی کہ جو پورا کرے تم سے قول وقرار کو تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو ان میں سے کسی چیز کو پہنچے پھر اس کو اس کی سزا ملے تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے پھر اللہ اس کا عیب چھپا دے یعنی دنیا میں اس کا عیب کسی کو معلوم نہ ہو تو وہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب کرے اور اگر چاہے تو اس کو بخش دے۔

فائدہ: پڑھی آیت عورتوں کی یعنی عورتوں کی بیعت کی آیت اور وہ ﴿یاایها النبی اذا جآءك المؤمنات﴾ الآیۃ ہے اور کتاب الایمان میں اس بیعت کے وقت کا بیان ہو چکا ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچے یعنی ان چیزوں سے کہ حد کو واجب کرتی ہیں اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿ببهتان يفترينه بين ايديهن وارجلهن﴾ تو اس کی تفسیر میں چند

قول ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ ما بین الایدی وہ چیز ہے کہ کمائے مرد ساتھ ان کے اور اسی طرح پھیر اور ایک یہ کہ مراد دنیا اور آخرت سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اعمال ظاہرہ اور باطنہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ماضی اور مستقبل اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ما بین الایدی سے بندے کا اپنا کسب ہے جو آپ کمائے اور مراد ساتھ ارجل کے کسب اس کا ہے ساتھ اس کے غیر کے۔ (فتح) •

٤٥١٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيْهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِيْنَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَآءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ لَّمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

۴۵۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حاضر ہوا میں نماز میں عید فطر کے دن ساتھ حضرت ﷺ کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے سو وہ سب اس کو خطبے سے پہلے پڑھتے تھے پھر خطبہ پڑھتے تھے اس کے بعد سو حضرت ﷺ اترے سو جیسے کہ میں حضرت ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں جب لوگوں کو اپنے ہاتھ سے بٹھاتے ہیں پھر ان کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ عورتوں کے پاس آئے سو یہ آیت پڑھی کہ اے پیغمبر! جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں کہ تجھ سے بیعت کریں اس پر کہ نہ شریک ٹھہرائیں ساتھ اللہ کے کسی کو اور نہ چوری کریں اور نہ حرام کاری کریں اور نہ اپنی اولاد کو ماریں اور نہ لائیں طوفان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤں میں یہاں تک کہ ساری آیت سے فارغ ہوئے پھر جب آیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم کو یہ منظور ہے؟ ایک عورت نے کہا کہ یا حضرت! ہاں اس کے سوائے کسی عورت نے آپ کو جواب نہ دیا نہیں جانتا حسن کہ وہ عورت کون ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کرو اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلایا تو وہ بالیوں اور انگوٹھیوں کو بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عیدین میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ

سورۂ صف کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَنْ أَنْصَارِيْ إِلَى اللهِ﴾ مَنْ يَتْبَعُنِيْ إِلَى اللهِ.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کون ہے کہ میری پیروی کرے اللہ کی طرف اور کہا ابو عبیدہ نے کہ الی ساتھ معنی فی کے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَرْصُوْصٌ﴾ مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مرصوص کے معنی ہیں ملا ہوا بعض اس کا ساتھ بعض کے اور جڑا ہوا یعنی نہایت مضبوط۔

وَقَالَ غَيْرُهُ بِالرَّصَاصِ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سیسہ پلائی۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ کہا عیسیٰ علیہ السلام نے کہ میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آئے گا مجھ سے پیچھے اس کا نام احمد ہے۔

٤٥١٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ لِيْ أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِيَ الَّذِيْ يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ.

۴۵۱۷۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں، اور احمد ہوں، اور میں مٹانے والا ہو جس کے سبب سے اللہ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں کہ سب لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے یعنی قیامت کے دن اور میں سب پیغمبروں کے بعد آنے والا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سیرت نبویہ میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

سورۂ جمعہ کی تفسیر کا بیان

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ وَقَرَأَ عُمَرُ فَامْضُوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اور دوسروں کے واسطے ان میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿فاسعوا الی ذکر اللہ﴾ کو

فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا ہے یعنی فاسعوا کی جگہ فامضوا پڑھا ہے۔

٤٥١٨ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ.

۴۵۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو آپ پر سورہ جمعہ کی یہ آیت اتاری گئی اور واسطے اور دن کے ان میں سو جو ابھی نہیں ملے ان کو میں نے کہا یا حضرت! وہ لوگ کون ہیں جو ابھی ہم کو نہیں ملے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس نے تین بار پوچھا اور ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک سلمان پر رکھا یعنی وہ لوگ یہ ہیں پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی ان فارسیوں سے ایک مرد یا بہت مرد اس کو پا جاتے یعنی اگر ایمان نہایت دور ہوتا جہاں نظر کام نہیں کرتی تو بھی فارسیوں کو نصیب ہوتا۔

فائدہ: ثریا ان چند ستاروں کا نام ہے جو نہایت متصل ہیں جیسے گلدستہ اس حدیث میں فارسیوں کی باریک بینی اور استعداد ایمانی بیان فرمائی سو حقیقت میں ملک فارس میں بڑے بڑے کمال والے امام محدث پیدا ہوئے جیسے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ وغیرہ جنہوں نے اپنے کمال اور باریک بینی سے صحیح صحیح حدیثوں کو چھانٹا اور دین میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اس کے سبب سے تمام دنیا میں پیشوا اور مقتدا سمجھے گئے کہا قرطبی نے کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح ظاہر واقع ہوا اس واسطے کہ ان میں ایسے لوگ پائے گئے جو مشہور ہوا ذکر ان کا حدیث کے حافظوں اور ناقدوں سے اور یہ ایسا کمال ہے کہ ان کے سوائے بہت لوگ ان کو اس میں شریک نہیں اور اختلاف ہے اہل نسب کا فارس کے اصل میں بعض کہتے ہیں ان کی نسب کیومرت تک پہنچتی ہے اور وہ آدم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ لاوی بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فارس بن یاسور بن سام کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مدرام بن ارفخش بن سام کی اولاد سے ہے کہ اس کے دس اور چند بیٹے تھے سب سوار بہادر تھے تو نام رکھا گیا ان کا فارس واسطے سواری کرنے ان کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور زیادہ تر مشہور پہلا قول ہے اور ان کے علاوہ دوسروں کے نزدیک دوسرا قول راجح ہے اور کہا سعد نے طبقات میں کہ اول شخص ان کا نوح علیہ السلام کے دین پر تھا

پھر صائبین کے دین میں داخل ہوئے طہمورث کے زمانے میں سو دو ہزار برس سے زیادہ اس پر ہے پھر زروشت کافر کے ہاتھ پر مجوسی ہوئے اور بت پرستی سیکھنے لگے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ أَخْبَرَنِيْ ثَوْرٌ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ.

• ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے بہت لوگ اس کو پا جاتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے فارسیوں کی اولاد سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب دیکھتے ہیں سودا یا کھیل تو چلے جاتے ہیں اس کی طرف۔

فائدہ: کہا ابن عطیہ نے کہ لایا گیا ضمیر تجارت کا سوائے ضمیر لہو کے واسطے اہتمام کے ساتھ اہم کے اس واسطے کہ وہی سبب ہے کھیل کا بغیر عکس کے۔

٤٥١٩ ـ حَدَّثَنِيْ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَعَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَتْ عِيْرٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَانِ انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾.

۴۵۱۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن قافلہ آیا اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سو لوگ چلے گئے مگر بارہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جب دیکھتے ہیں سودا یا کھیل تو چلے جاتے ہیں اس کی طرف۔

سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْنَ

سورۂ منافقون کی تفسیر کا بیان

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ﴾ إِلٰى ﴿لَكَاذِبُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئیں تیرے پاس منافق لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے، کاذبون تک۔

٤٥٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ

۴۵۲۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جنگ میں تھا یعنی جنگ بنی مصطلق میں سو میں نے عبداللہ بن

أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ يَقُوْلُ لَا تُنفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ وَلَئِنْ رَّجَعْنَا مِنْ عِنْدِهٖ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّيْ أَوْ لِعُمَرَ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَحَدَّثْتُهٗ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَكَذَّبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهٗ فَأَصَابَنِيْ هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِيْ عَمِّيْ مَا أَرَدْتَّ إِلٰى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ.

ابی (منافقوں کے سردار) سے سنا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ کے ساتھیوں کو خرچ نہ دو تا کہ وہ اس کے گرد سے پھوٹ پھٹک جائیں اور جب ہم مدینے کو پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا (عزت والا اپنے آپ کو کہا اور ذلیل حضرت ﷺ کو یعنی ہم حضرت ﷺ کو مدینے سے نکال دیں گے) تو میں نے اس کی یہ بات اپنے چچا یا عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی اس نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا میں نے آپ سے بیان کیا جو سنا تھا تو حضرت ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا انہوں نے آ کر حضرت ﷺ کے سامنے قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کہا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو جھوٹا جانا اور اس کو سچا جانا سو اس بات سے مجھ کو ایسا رنج پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا سو میں غمناک ہو کر گھر میں بیٹھا تو میرے چچا نے کہا کہ تو نے کیا چاہا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو جھٹلایا (یعنی کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اوپر اس بات کے اور تجھ پر ناراض ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری کہ جب منافقین تیرے پاس آئیں تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلا بھیجا اور یہ سورہ پڑھی اور فرمایا کہ اے زید! بیشک اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ چلے جائیں اس کے گرد سے تو یہ کلام عبداللہ بن ابی کا ہے اور نہیں قصد کیا راوی نے ساتھ سیاق اس کے تلاوت کا اور بعض شارحین نے غلطی کی ہے سو کہا کہ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے اور نہیں ہے قرآن متفق علیہ میں پس ہوگا یہ بطور بیان کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر عبداللہ بن ابی نے اس کو پہلے کہا ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اترے قرآن ساتھ حکایت جمیع کلام اس کی کے اور یہ جو کہا کہ میں گھر میں بیٹھا یعنی اس ڈر سے کہ اگر مجھ کو لوگ دیکھیں گے تو کہیں گے تو جھوٹا ہے اور اس حدیث کی شرح تین بابوں کے بعد آئے گی اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ترک مواخذہ

قوم کے رئیسوں کا ساتھ ملوات کے تا کہ اعلیٰ تابعدار نفرت نہ کریں اور فقط ان کے عتاب پر اقتصار کرنا اور قبول کرنا ان کے عذر کا اور تصدیق کرنی ان کی قسموں کی اگرچہ قرینوں سے اس کا خلاف معلوم ہوتا ہو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تانیس اور تالیف سے اور اس میں جواز تبلیغ اس چیز کا ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے مقول فیہ کے اور نہیں گنی جاتی ہے یہ چغلی مذموم مگر یہ کہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے فساد مطلق اور بہر حال جب کہ ہو اس میں مصلحت جو مفسرین پر راجح ہو تو نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ يَجْتَنُّوْنَ بِهَا.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال کہ اس کے ساتھ اپنی جان مال کو بچاتے ہیں۔

٤٥٢١ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّيْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيِّ ابْنَ سَلُوْلَ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَقَالَ اَيْضًا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّيْ فَذَكَرَ عَمِّيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ وَاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَصَدَّقَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِيْ فَاَصَابَنِيْ هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِيْ بَيْتِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ

۴۵۲۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا تو میں نے عبداللہ بن ابی سے سنا کہتا تھا کہ مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں حضرت ﷺ کے تا کہ چلے جائیں اور یہ بھی اس نے کہا کہ جب ہم مدینے کو پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے یہ قول اس کا اپنے چچا سے ذکر کیا اور میرے چچا نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے آ کر قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کہا تو حضرت ﷺ نے ان کو سچا جانا اور مجھ کو جھوٹا جانا سو مجھ کو ایسا غم پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا سو میں اپنے گھر میں بیٹھا تو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ جب آئیں تیرے پاس منافق لوگ تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تم اللہ کے رسول ہو، اللہ کے اس قول تک کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت ﷺ کے پاس رہتے ہیں یہاں تک کہ چلے جائیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلا بھیجا اور اس کو مجھ پر پڑھا پھر فرمایا

مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ.

کہ اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے سو مہر کی گئی ان کے دل پر سو اب وہ نہیں سمجھتے۔

۴۵۲۲ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ﴿لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ وَقَالَ أَيْضًا ﴿لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ﴾ أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَامَنِيَ الْأَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ مَا قَالَ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا﴾ الْاٰيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۵۲۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی نے کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہیں اور نیز کہا کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی (یعنی اپنے چچا کی زبان سے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں روایتوں کے اور احتمال ہے کہ خود اس نے بھی خبر دی ہو اس کے بعد کہ عبداللہ بن ابی نے اس سے انکار کیا) تو انصاریوں نے مجھ کو ملامت کی اور ابن ابی نے قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا سو میں اپنے گھر کی طرف پھرا اور سویا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا میں آپ کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے تجھ کو سچا کیا اور یہ آیت اتری کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ نہ خرچ کرو، آخر آیت تک اور کہا ابن زید نے اعمش سے اس نے روایت کی ہے عمرو سے اس نے زید سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب تو ان کو دیکھے تو خوش لگیں تجھ کو ان کے بدن اور اگر بات کہیں تو سنے تو ان کی بات کیسے ہیں جیسے لکڑی لگا دے دیوار سے ہر سخت آواز کو اپنی ہلاکت جانیں وہی ہیں دشمن ان سے

﴿قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾.

بچارہ اللہ نے ان کو لعنت کی کہاں پھیرے جاتے ہیں۔

٤٥٢٣ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهٖ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ وَقَالَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَأَرْسَلَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهٗ فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهٗ مَا فَعَلَ قَالُوْا كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِمَّا قَالُوْا شِدَّةٌ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقِيْ فِيْ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَقَوْلُهٗ ﴿خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ﴾ قَالَ كَانُوْا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ.

۴۵۲۳۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کو نکلے کہ اس میں لوگوں کو سختی پہنچی یعنی بھوک تو ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو رہتے ہیں پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکہ آپ کے گرد سے چلے جائیں اور کہا انہوں نے کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا اس نے کوشش سے قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا لوگوں نے کہا کہ زید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بولا سو ان کی اس بات سے میرے دل میں نہایت رنج پیدا ہوا یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق اتاری سورہ ﴿اذا جاء ك المنافقون﴾ میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا تاکہ ان کے واسطے بخشش مانگیں تو انہوں نے اپنے سر پھیرے اور قول اللہ کا خشب مسندة کہا کہ تھے مرد خوب تر چیز یعنی ان کی ڈیل ڈول بہت خوب تھی۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے قول کے کہ تجھ کو ان کے بدن خوش لگیں اور خشب مسندہ تمثیل ہے ان کے بدنوں کی اور واقع ہوا ہے یہ نفس حدیث میں اور نہیں ہے مدرج۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے کہ آؤ بخشش مانگیں واسطے تمہارے رسول تو پھیرتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور غرور کرتے ہیں۔

حَرَّكُوْا اسْتَهْزَؤُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقْرَأُ بِالتَّخْفِيفِ مِنْ لَوَيْتُ.

اور لووا کے معنی ہیں کہ ہلاتے ہیں اپنے سر ٹھٹھا کرتے ہیں حضرت ﷺ سے اور پڑھا جاتا ہے ساتھ تخفیف کے لویت سے۔

فائدہ: اور تعاقب کیا ہے اس کا اسماعیلی نے ساتھ اس طور کے کہ یہ سیاق حدیث کا ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور جواب یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے طرف اصل حدیث کے اور حسن کے مرسل حدیث میں ہے کہ لوگوں نے ابن ابی سے کہا کہ اگر تو حضرت ﷺ کے پاس جائے تو تیرے واسطے بخشش مانگیں تو اس نے اپنا سر پھیرا تو یہ آیت اتری اور اسی طرح عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن ابی کے حق میں اتری۔ (فتح)

٤٥٢٤ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّيْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُوْلَ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّيْ فَذَكَرَ عَمِّيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَحَدَّثْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا وَكَذَّبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُمْ فَأَصَابَنِيْ غَمٌّ لَمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِيْ بَيْتِيْ وَقَالَ عَمِّيْ مَا أَرَدْتَ إِلٰى أَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ﴾ وَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ.

۴۵۲۴۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا سو میں نے عبداللہ بن ابی کو سنا کہتا ہے کہ نہ خرچ کرو ان پر جو رہتے ہیں پاس حضرت ﷺ کے تا کہ پراگندہ ہو جائیں آپ ﷺ کے گرد سے اور جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے ابن ابی کی یہ بات اپنے چچا سے ذکر کی اور میرے چچا نے حضرت ﷺ سے ذکر کی حضرت ﷺ نے مجھ کو بلا کر پوچھا میں نے آپ سے بیان کیا یعنی جو سنا تھا حضرت ﷺ نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو جھوٹا جانا اور ان کو سچا جانا سو مجھ کو ایسا غم پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا تھا تو میں غم کے مارے اپنے گھر میں بیٹھا اور میرے چچا نے کہا کہ تو نے کیا چاہا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو جھوٹا جانا اور تجھ سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ اتاری کہ جب منافق لوگ تیرے پاس آئیں تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے اس کو پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ برابر ہے اوپر ان کے کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگے یا نہ مانگے ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ بیشک اللہ نہیں راہ دیتا فاسقوں کو۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اتری یہ آیت اس آیت کے بعد جو سورہ توبہ میں ہے ﴿استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم﴾۔

۴۵۲۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِيْ جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ فَعَلُوْهَا أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهٗ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ

۴۵۲۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنگ میں تھے یعنی جنگ بنی المصطلق میں اور کہا سفیان نے ایک بار لشکر میں تو ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوتڑ پر لات ماری تو انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو میری فریاد رسی کرو اور مہاجر نے بھی اسی طرح مہاجرین کو بلایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فریاد سنی تو فرمایا کہ کیا حال ہے کفر کے بول کا لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوتڑ پر لات ماری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑو اس بات کو یعنی کفر کے بول کو کہ وہ بات گندی ہے یعنی اس طرح فریاد رسی چاہنی گندی بات ہے تو عبداللہ بن ابی نے اس کو سنا سو کہا کہ کیا انہوں نے کیا ہے یعنی تقدیم کو یعنی شریک کیا ہم نے ان کو اس چیز میں کہ ہم اس میں ہیں تو انہوں نے چاہا کہ ہم پر مستقل ہوں خبردار! قسم ہے اللہ کی کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو میں اس منافق کی گردن ماروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ اور مت مار لوگ یہ چرچا نہ کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور جب مہاجرین مدینے میں آئے تو

ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ كَثُرُوْا بَعْدُ قَالَ سُفْيَانُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس وقت انصاری لوگ مہاجرین سے بہت تھے پھر اس کے بعد مہاجرین انصار سے بہت ہو گئے، کہا سفیان نے یاد رکھا میں نے اس کو عمرو سے کہا عمرو نے سنا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ دو لڑکے آپس میں لڑے ایک مہاجر اور ایک انصاری تو مہاجر نے کہا کہ اے مہاجرو! دوڑو اور انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سو فرمایا کہ کیا حال ہے کفر کے بول کا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ دو لڑکے آپس میں لڑے تھے ایک نے دوسرے کو لات ماری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور چاہیے کہ مدد کرے مرد اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں تو مستفاد ہوتا ہے آپ کے قول سے اس کا کچھ نہیں جواز قول مذکور کا ساتھ قصہ مذکور کے اور تفصیل مبین کے نہ اس بنا پر کہ تھے جاہلیت میں اس پر مدد کرنی اس شخص کے سے کہ ہو قبیلے سے مطلق اور یہ جو کہا کہ اپنے بھائی کی مدد کر تو اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو ابن ابی نے کہا کہ انہوں نے کیا ہے یعنی اثرت کو تو ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک بڑے منافق نے کہا کہ نہیں ہے مثل ہماری اور ان کی مگر جیسے کسی نے کہا کہ کتا پال تجھ کو کھائے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا حکم دیا تو ایک گھڑی چلے کہ دوپہر کے بعد اس میں چلا کرتے تھے پھر اسید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اور آپ سے یہ حال پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی اس نے کہا کہ یا حضرت! عزت والے آپ ہو اور ذلیل وہی ہے اور ابن ابی کے بیٹے کو کہ اس کا نام بھی عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا اپنے باپ کا حال پہنچا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت! مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں اس چیز میں کہ آپ کو اس سے پہنچی سو اگر آپ یہ کام کرنے والے ہیں تو مجھ کو حکم ہو کہ میں آپ کے پاس اس کا سر کاٹ لاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلکہ تو اس کی رفاقت کر اور اس کی خدمت کر اور اس کے بعد یہ حال ہوا کہ جب کوئی واقعہ ہوتا تو اس کی قوم خود اسی کو جھوٹا کہتی اور اس پر انکار کرتی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا﴾ يَنْفَضُّوْا يَتَفَرَّقُوْا ﴿وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہیں تا کہ ان کے پاس سے چلے جائیں اور واسطے اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے لیکن منافق لوگ نہیں سمجھتے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے بیچ روایت زبیر رضی اللہ عنہ کے سبب عبداللہ بن ابی کے قول کا اور وہ قول روای کا ہے کہ ہم ایک سفر

میں نکلے کہ اس میں لوگوں کو شدت پہنچی سو ظاہر یہ ہے کہ قول اس کا لاتنفقوا سبب ہے واسطے سختی کے جو پہنچی ان کو اور قول اس کا کہ عزت والا ذلیل کو نکال دے گا سبب ہے مہاجر اور انصاری کے جھگڑے کا، کما تقدم۔ (فتح)

۴۵۲۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِسْمَاعِیْلُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ حَزِنْتُ عَلٰی مَنْ أُصِیْبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَیَّ زَیْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَ بَلَغَهٗ شِدَّةُ حُزْنِیْ یَذْكُرُ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِیْ أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ فَقَالَ هُوَ الَّذِیْ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الَّذِیْ أَوْفَی اللّٰهُ لَهٗ بِأُذُنِهٖ.

۴۵۲۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں غمناک ہوا ان لوگوں پر جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے میری طرف لکھا اور حالانکہ اس کو میرے سخت غمناک ہونے کی خبر پہنچی ذکر کرتا تھا کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ الٰہی! بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور ذکر کیا ہے ابن فضل نے انصار کے پوتوں میں یعنی اس کو شک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ بھی فرمایا ہے یا نہیں سو جو لوگ انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان میں سے بعضوں نے ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو کہا اس نے کہ وہ شخص وہ ہے جس کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ پورا کیا اللہ نے واسطے اس کے کان اس کے کو۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے تو جنگ حرہ تریسٹھویں سال میں واقع ہوئی اور اس کا سبب یہ ہے کہ مدینے والوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت اتاری جب کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ وہ فسادی اور فاسق ہے تو انصار نے اپنے اوپر عبداللہ بن حنظلہ کو سردار کیا اور مہاجرین نے اپنے اوپر عبداللہ بن مطیع کو سردار بنایا تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو بہت لشکر دے کر بھیجا سو اس نے مدینے والوں کو شکست دی اور مدینے میں کشت وخون وغیرہ کرنے کو مباح جانا اور انصاریوں سے بہت لوگ شہید ہوئے اور انس رضی اللہ عنہ اس وقت بصرے میں تھے ان کو یہ خبر پہنچی تو وہ غمناک ہوئے ان لوگوں پر جو انصاریوں سے شہید ہوئے سو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا اور وہ اس وقت کوفے میں تھے تسلی دی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو اللہ کی مغفرت کی طرف پھرے نہیں سخت ہوتا ہے غم اوپر اس کے تو ہوئے یہ ماتم پرسی واسطے انس رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے اور ترمذی میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا ماتم پرسی کرتے تھے ان کی ان لوگوں میں جو شہید ہوئے ان کے گھر والوں سے دن جنگ حرہ کے سو اس کی طرف لکھا کہ میں تجھ کو بشارت دیتا ہوں اللہ کی بشارت سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ الٰہی! بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور نصار کے پوتوں کو اور یہ جو کہا کہ پورا کیا اللہ نے اس کے کان کو یعنی ظاہر کیا سچ اس کے کو اس چیز

میں کہ خبر دی اس نے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کو یعنی پورا کیا سچ اس کے کو اور حسن کی مرسل میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا کہ اے لڑکے! اللہ نے تیرے کان کو پورا کیا گویا کہ ٹھہرایا کان اس کے کو ضامن ساتھ اس چیز کے کہ اس نے سنی پھر جب قرآن اس کی تصدیق کے ساتھ اترا تو ہو گیا وہ جیسے پورا کرنے والا ہے اپنی ضمانت کو تکمیل واقع ہوا ہے بیچ روایت اسماعیلی کے اس حدیث کے اخیر میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ایک منافق سے سنا کہتا تھا اور حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے کہ اگر یہ سچا ہے تو ہم گدھے سے بدتر ہیں تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ وہ سچا ہے اور البتہ تو بدتر ہے گدھے سے اور یہ مقدمہ حضرت ﷺ کی طرف اٹھایا گیا اس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر یہ آیت اتاری ﴿یحلفون باللہ ما قالوا﴾ الآیۃ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی اور یہ مرسل جید ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے حذف کیا ہے اس کو واسطے نہ ہونے کے اور پر شرط اس کی کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ دو آیتیں دو قصوں میں زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کے واسطے اتریں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَقُولُونَ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہتے ہیں کہ اگر پھر جائیں ہم طرف مدینے کی البتہ نکال دیں گے عزت والے ان میں سے ذلت والوں کو اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اس کے اور واسطے ایمان والوں کے لیکن منافق نہیں جانتے۔

٤٥٢٧ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَسَمَّعَهَا اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۴۵۲۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک جنگ میں تھے اور ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوتڑ پر لات ماری تو انصار نے کہا کہ اے انصاریو! میری فریاد رسی کرو اور مہاجر نے کہا اے مہاجرو! میری فریاد رسی کرو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑو کہ وہ گندی بات ہے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اور جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اس وقت انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجرین بہت ہو گئے تو عبداللہ بن ابی نے کہا کہ انہوں نے کیا ہے قسم ہے اللہ کی اگر ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو اس منافق کی گردن ماروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے لوگ یہ چرچا نہ

وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ جَابِرٌ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَوَقَدْ فَعَلُوْا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ.

کریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے اخیر میں اس واسطے کہ ترمذی کی روایت میں اس حدیث کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن ابی کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ پھرے گا میرا باپ طرف مدینے کی یہاں تک کہ تو کہے کہ تو ذلیل ہے اور حضرت ﷺ عزت والے ہیں تو اس نے یہ کام کیا اور روایت کیا ہے اس زیادتی کو ابن اسحاق نے مغازی میں۔ (فتح)

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ

سورۂ تغابن کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ هُوَ الَّذِيْ إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ التَّغَابُنُ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ.

یعنی کہا علقمہ نے عبداللہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے کہا وہ شخص ہے کہ جب اس کو کوئی مصیبت پہنچی تو راضی ہوتا ہے اور پہچانتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے یعنی راہ پاتا ہے طرف تسلیم کی پس صبر کرتا ہے اور شکر کرتا ہے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے ﴿ذلک یوم التغابن﴾ کی تفسیر میں دن غبن بہشتیوں کا ہے دوزخیوں سے اس واسطے کہ بہشتیوں نے بیعت کی ساتھ بہشت کے تو انہوں نے فائدہ پایا اور دوزخی اسلام سے باز رہے تو

انہوں نے گھاٹا پایا سو تشبیہ دی گئی ساتھ دو مردوں کے جو ایک دوسرے سے خرید و فروخت کرتے ہیں کہ غبن کرے ایک دوسرے سے بیچ میں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو رقاق میں آئے گی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ داخل ہوگا کوئی بہشتی بہشت میں مگر کہ دکھایا جائے گا اس کو ٹھکانا اس کا دوزخ سے اگر بدی کرتا ہے تا کہ زیادہ شکر کرے اور نہیں داخل ہوگا کوئی آگ میں مگر کہ دکھایا جائے گا اس کو ٹھکانا اس کا بہشت سے اگر نیکی کرتا تا کہ ہو عمل اس کا افسوس اوپر اس کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

سورۂ طلاق کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَبَالَ أَمْرِهَا﴾ جَزَآءَ أَمْرِهَا.

کہا مجاہد نے کہ وبال امرھا کے معنی بدلہ عمل اپنے کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فذاقت وبال امرھا﴾.

٤٥٢٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

۴۵۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں غضبناک ہوئے پھر فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے پھر اس کو اپنے گھر میں رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو پھر اگر اس کے واسطے ظاہر ہو کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دیں حیض سے پاکی کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا کہ عورتوں کی طلاق ہوا کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابٌ ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جن کے پیٹ میں بچہ

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ.

ہے ان کی عدت یہ ہے کہ جن لیں پیٹ کا بچہ اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کہ کر دے وہ اس کے کام میں آسانی اور اولات الاحمال جمع ہے اس کا واحد ذات حمل ہے۔

۴۵۲۹ ۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَّأَبُوْ هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ أَفْتِنِيْ فِيْ امْرَأَةٍ وَّلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِيْ يَعْنِيْ أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلٰى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيْمَنْ خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَّأَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعَظِّمُوْنَهُ فَذَكَرُوْا لَهُ فَذَكَرَ اٰخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيْثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَضَمَّزَ لِيْ بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فَفَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّيْ إِذًا لَجَرِيْءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۴۵۲۹۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے تھے تو اس نے کہا کہ مجھ کو فتویٰ دو اس عورت کے باب میں جو اپنے خاوند کے مرنے سے چالیس دن کے بعد بچہ جنے یعنی اس کی عدت کیا ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی عدت وہ ہے جو دونوں مدت سے درازتر ہو یعنی چار مہینے دس دن عدت کاٹے اگرچہ اس سے پہلے جنے، میں نے کہا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچے جنے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے بھتیجے یعنی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں یعنی میں اس کے اس قول میں موافق ہوں سو حاملہ عورت کی عدت بچہ جننا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کے پاس بھیجا اس سے پوچھنے کو تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ شہید ہوا خاوند سبیعہ کا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو اس نے اپنے خاوند کے مرنے سے چالیس دن کے بعد بچہ جنا سو لوگوں نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکاح کر دیا اور ابو سنابل بھی نکاح کے پیغام کرنے والوں میں سے تھا اور کہا سلیمان بن حرب اور ابو نعمان نے حدیث بیان کی ہم سے حماد نے ایوب سے اس نے روایت کی محمد سے کہا کہ میں ایک مجلس میں تھا کہ اس میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھے اور اس کے ساتھی اس کی تعظیم کرتے تھے یعنی تو لوگوں نے اس کے واسطے حاملہ کا ذکر کیا جو اپنے خاوند کے مرنے کے بعد بچے کو جنم دے تو

عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوْفَةِ فَاسْتَحْيَا وَقَالَ لٰكِنْ عَمُّهُ لَمْ يَقُلْ ذَاكَ فَلَقِيْتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي حَدِيْثَ سُبَيْعَةَ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ فِيْهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ أَتَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا التَّغْلِيْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَآءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّوْلٰى ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾.

اس نے کہا کہ اس کی عدت وہ ہے جو دونوں مدت سے دراز تر ہو تو بیان کی میں نے حدیث سبیعہ کی عبداللہ بن عتبہ سے تو اس کے بعض ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ چپ رہو کہا محمد نے سو میں اس کو سمجھ گیا سو میں نے کہا کہ البتہ میں اس وقت دلیر ہوں کہ عبداللہ بن عتبہ پر جھوٹ مارا اور حالانکہ وہ کوفے کے گوشے میں ہے یعنی زندہ ہے سو عبدالرحمن کا ساتھی شرمندہ ہوا یعنی اس چیز سے کہ واقع ہوئی اس سے اور کہا عبدالرحمن نے لیکن اس کے چچا یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا (محمد کہتا ہے) سو میں ابوعطیہ سے ملا اور اس سے یہ مسئلہ پوچھا تو وہ مجھ سے سبیعہ کی حدیث بیان کرنے لگا مثل اس کی کہ حدیث بیان کی ساتھ اس کے عبداللہ بن عتبہ نے اس سے تو میں نے کہا کہ کیا تو نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس عورت کے حق میں کچھ چیز سنی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہم عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ کیا تم اس پر سختی ٹھہراتے ہو اور اس کے واسطے رخصت نہیں ٹھہراتے البتہ اتری سورہ نساء چھوٹی بعد دراز کے یعنی سورہ طلاق سورہ بقرہ کے بعد اتری اور حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں۔

فائدہ: یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں مدت سے دراز ہو یعنی اس کی عدت چار مہینے دس دن ہیں اگرچہ اس سے پہلے بچہ جنے اور اگر چار مہینے دس دن گزر جائیں اور بچہ نہ جنے تو وہ انتظار کرے بچہ جننے تک اور جو قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے یہی قول ہے محمد بن عبدالرحیم کا اور سحنون سے بھی یہی منقول ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اس عورت کے باب میں جو اپنے خاوند کے مرنے سے بیس دن پیچھے بچہ جنے کیا اس کو درست ہے کہ نکاح کرے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہ اس کی عدت آخر الاجلین ہے یعنی جو مدت دراز تر ہو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حمل والیوں کی عدت بچہ جننا ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ طلاق کے باب میں ہے یعنی اگر طلاق والی عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت بچہ جننا ہے اور

جس کا خاوند مر گیا ہو اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت یہ نہیں اور یہ سیاق واضح تر ہے واسطے مقصود ترجمہ کے لیکن جاری ہوا ہے بخاری رحمہ اللہ اپنی عادت پر بیچ اختیار کرنے اخفی کے اجلی پر اور روایت کی ہے طبری اور ابن ابی حاتم نے ساتھ طرق متعددہ کے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ آیت ﴿**واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن**﴾ تین طلاق والی عورت کے باب میں ہے یا اس کے حق میں جس کا خاوند مر گیا ہو؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دونوں کے حق میں خواہ مطلقہ ہو خواہ مرے خاوند والی اور اس حدیث مرفوع کی سندوں میں اگرچہ کلام ہے لیکن اس کے طریقوں کا بہت ہونا دلالت کرتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ہے اور قوی کرتا ہے اس کو قصہ سبیعہ کا اور یہ جو کہا کہ کریب کو بھیجا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ لیا ہے اس حدیث کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کریب سے اس سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ جو کہا کہ لیکن اس کے چچا یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا تو اسی طرح نقل کیا ہے اس سے عبدالرحمن نے اور مشہور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ وہ قائل تھے ساتھ خلاف اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو اس سے عبدالرحمن نے سو شاید پہلے اس کے قائل ہوں گے پھر اس سے رجوع کیا ہوگا یا ناقل نے وہم کیا ہے اور یہ جو محمد نے کہا کہ پھر میں ابو عطیہ سے ملا تو شاید اس نے ضعیف جانا اس چیز کو کہ نقل کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن ابی لیلیٰ نے تو ثبوت چاہا اس نے اس میں اس کے غیر سے اور ایک روایت میں ابن سیرین سے ہے سو میں نے نہ جانا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول اس میں کیا ہے سو میں چپ رہا پھر جب میں اٹھا تو ابو عطیہ سے ملا اور یہ جو کہا کیا تو نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ چیز سنی ہے تو ارادہ کیا اس نے نکالنے اس چیز کا کہ پاس اس کے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے واسطے اس کے کہ واقع ہوا نزدیک اس کے توقف سے اس چیز میں کہ خبر دی اس کو ابن ابی لیلیٰ نے اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ٹھہراتے ہو تم واسطے اس کے سختی کو تو ایک روایت میں ہے کہ ذکر کیا گیا یہ نزدیک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر چار مہینے دس دن گزر جائیں اور بچہ نہ جنے تو کیا وہ حلال ہو جاتی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو انہوں نے کہا جو حدیث کے اخیر میں مذکور ہے اور تم اس کے واسطے رخصت نہیں ٹھہراتے یعنی لینے سے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر سورہ طلاق اور یہ جو کہا کہ اتری سورہ نساء چھوٹی بعد لمبی کے اور مراد بعض کل کا ہے سو سورہ بقرہ سے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿**والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا**﴾ اور سورہ طلاق سے یہ آیت ہے ﴿**واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن**﴾ اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اگر اس جگہ نسخ ہے تو متاخر یعنی سورہ طلاق کی آیت ناسخ ہے ورنہ تحقیق یہ ہے کہ اس جگہ نسخ نہیں بلکہ سورہ بقرہ کی آیت کا عموم سورہ طلاق کی آیت سے مخصوص ہے اور ابوداؤد نے مسروق رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ دراز تر مدت عدت بیٹھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرتا ہوں کہ البتہ سورہ نساء چھوٹی سورہ بقرہ کے بعد اتری پھر یہ آیت پڑھی ﴿**واولات**

الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن﴾ اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد اس کی ساتھ سورۂ نساء چھوٹی کے یعنی سورۂ طلاق ہے اور اس حدیث میں جواز وصف سورہ کا ہے ساتھ اس کے اور داؤدی سے نکلی ہے کہ یہ قرآن کی سورتوں میں چھوٹی بڑی نہ کہی جائے اور یہ قول اس کا مردود ہے ساتھ حدیثوں کے جو ثابت ہیں بغیر کسی سند کے اور چھوٹا ہونا اور لمبا ہونا نسبتی امر ہے اور پہلے گزر چکا ہے صفت نماز میں قول زید رضی اللہ عنہ کا طول الطولیین اور یہ کہ مراد اس کی ساتھ اس کے سورۂ اعراف تھی۔ (فتح)

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ

سورۂ تحریم کی تفسیر کا بیان

بَابٌ ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے تیرے واسطے چاہتا ہے رضامندی اپنی عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

٤٥٣٠ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ حَكِيْمٍ هُوَ يَعْلَى بْنُ حَكِيْمٍ الثَّقَفِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

۴۵۳۰۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حرام میں کفارہ دے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ البتہ واسطے تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہتر چال چلنی ہے۔

فائدہ: یعنی جب کوئی مرد اپنی عورت سے کہے کہ کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس پر طلاق نہیں پڑتی اور اس پر قسم کا کفارہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب اپنی عورت کو حرام کہے تو یہ کچھ چیز نہیں اور فقط ابن سکن کی روایت میں ہے کہ قسم کا کفارہ دے اور یہ واضح تر ہے مراد میں اور غرض ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے قول اللہ کا ہے بیچ اس کے کہ البتہ تم کو رسول میں بہتر چال چلنی ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف سبب نزول اول اس سورت کے اور اشارہ ہے طرف قول اس کے بیچ اس کے کہ البتہ شروع کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے کھولنا تمہاری قسموں کا اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ بعض حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے عمر رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں جو آئندہ باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر عتاب کیا اور آپ کے واسطے کفارہ قسم کا ٹھہرایا اور اختلاف ہے اس میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرام کرنے سے کیا مراد ہے؟ سو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث یعنی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا اس واسطے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ میں پھر کبھی نہیں پیوں گا اور اس میں قسم کھا چکا ہوں اور اس کا بیان کتاب الطلاق میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور سعید بن منصور نے مسروق سے روایت کی ہے کہ

حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے قسم کھائی کہ اپنی لونڈی سے صحبت نہ کریں گے اور فرمایا کہ وہ مجھ پر حرام ہے سو آپ کی قسم کا کفارہ اترا اور آپ کو حکم ہوا کہ نہ حرام کریں جو اللہ نے آپ کے واسطے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کسی کو خبر مت کر کہ ابراہیم کی ماں مجھ پر حرام ہے سو حضرت ﷺ نے اس سے صحبت نہ کی یہاں تک کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ مشروع کیا ہے اللہ نے تمہارے واسطے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ماریہ سے صحبت کی اور پیچھے سے حفصہ آئیں اور حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ صحبت کرتے پایا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ میرے گھر میں مجھ کو چھوڑ کر اور عورتوں سے کیوں صحبت کرتے ہیں؟ اور یہ طرق ہیں بعض بعض کو قوی کرتا ہے سو احتمال ہے کہ آیت دونوں سبب میں اتری ہو۔ (فتح)

٤٥٣١ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَلٰى أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ إِنِّيْ أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ أَحَدًا.

٤٥٣١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا کرتے تھے اور اس کے پاس ٹھہرتے تھے سو میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضرت ﷺ آئیں تو چاہیے کہ آپ سے کہے کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے بیشک میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے مغافیر نہیں کھایا لیکن میں زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیتا تھا سو میں یہ کبھی نہیں پیوں گا اور میں قسم کھا چکا ہوں آپ کو اس کی خبر مت دینا۔

فائدہ: مغافیر ایک درخت کے میوے کا نام ہے کہ مشابہ گوند کے ہوتا ہے اور اس کی بو بری ہوتی ہے اور ایک طرح شہد کی بو کے مشابہ ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو شہد مرغوب تھا جب حضرت ﷺ دورہ میں زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کو شہد پلایا کرتی تھیں اور اسی سبب سے حضرت ﷺ ان کے پاس زیادہ ٹھہرتے تھے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزری اور انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کی وہ بھی حضرت ﷺ کی بیوی تھیں مشورہ کر کے یہ بات حضرت ﷺ سے کہی تا کہ حضرت ﷺ شہد پینا اور ان کے پاس ٹھہرنا چھوڑ دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا، کما مر۔

بَابٌ ﴿تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ﴾ ﴿قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ مشروع کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ ہے صاحب تمہارا اور وہی ہے سب جانتا حکمت والا۔

۴۵۳۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا مَا لَكِ وَلِمَا هَا هُنَا وَفِيمَ تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ

۴۵۳۲ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سال دیر کی میں نے چاہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کا مطلب پوچھوں میں ہیبت کے مارے ان سے نہ پوچھ سکا یہاں تک کہ حج کو نکلے سو میں بھی ان کے ساتھ نکلا سو جب ہم حج سے پھرے اور ہم بعض راستے میں تھے تو عمر رضی اللہ عنہ اپنی حاجت کے واسطے پیلو کے درختوں کی طرف پھرے یعنی راستے سے الگ ہوئے سو میں ان کے واسطے ٹھہرا یہاں تک کہ حاجت سے فارغ ہوئے پھر میں ان کے ساتھ چلا تو میں نے کہا اے سردار مسلمانوں کے کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج دینے میں اتفاق کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں سے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دونوں حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں میں نے کہا قسم ہے اللہ کی بے شک مدت ایک سال سے میرا ارادہ تھا کہ میں تجھ سے یہ بات پوچھوں سو میں تمہاری ہیبت کے مارے نہ پوچھ سکا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سو ایسا مت کرنا جو تو نے گمان کیا کہ مجھ کو یہ معلوم ہے سو مجھ سے پوچھ سو اگر میرے پاس اس کا علم ہوا تو میں تجھ کو خبر دوں گا ساتھ اس کے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنی شروع کی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کفر کی حالت میں عورتوں کا کچھ اختیار نہ گنتے تھے کہ کسی کام میں دخل دیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کے حق میں اتارا جو اتارا اور بانٹا ان کے واسطے جو بانٹا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سو جس حالت میں کہ میں ایک کام میں فکر کرتا تھا کہ اچانک میری

لِيْ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيْدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَآءَهُ مَكَانَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللّٰهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِيْنَ أَنِّيْ أُحَذِّرُكِ عُقُوْبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِيْ مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَأَخَذَتْنِيْ وَاللّٰهِ أَخْذًا كَسَرَتْنِيْ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِيْ صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِيْ بِالْخَبَرِ وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيْهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوْكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يَسِيْرَ إِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُوْرُنَا مِنْهُ فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ

عورت نے مجھ سے کہا کہ اگر تو ایسا ایسا کرتا تو خوب ہوتا تو میں نے اس سے کہا کہ کیا ہے تجھ کو اور اس چیز کو کہ اس جگہ ہے یعنی تو میرے اس کام میں کیوں دخل دیتی ہے اور تجھ کو اس سے کیا مطلب، کس چیز میں ہے تکلف تیرا اس کام میں جس کا میں ارادہ کرتا ہوں یعنی اس کام میں عورتوں کو دخل نہیں تو اس میں کیوں دخل دیتی ہے؟ تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ سے متعجب ہوں اے خطاب کے بیٹے! تو نہیں چاہتا کہ میں تجھ سے بات دوہراؤں اور بیشک تیری بیٹی حضرت ﷺ سے تکرار کرتی ہے یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ تمام دن خفا رہتے ہیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی وقت اپنی چادر لی یہاں تک کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے سو اس سے کہا کہ اے بیٹی! بیشک تم حضرت ﷺ سے تکرار کرتی ہو یہاں تک کہ حضرت ﷺ تمام دن خفا رہتے ہیں؟ تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ ہم حضرت ﷺ سے تکرار کرتی ہیں میں نے کہا تو جانتی ہے میں تجھ کو ڈراتا ہوں اللہ کے عذاب سے اور پیغمبر ﷺ کے غضب سے اے بیٹی! نہ مغرور کرے تجھ کو یہ عورت یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا جس کو اپنی خوبی خوش لگی ہے محبت حضرت ﷺ کی اس سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نکلا یہاں تک کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوا واسطے قرابت اپنی کے اس سے سو میں نے ان سے کلام کیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں تجھ سے تعجب کرتی ہوں اے خطاب کے بیٹے! تو ہر چیز میں داخل ہوا یہاں تک کہ تو چاہتا ہے کہ حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو کہا سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو ایسا پکڑا کہ توڑا مجھ کو بعض اس چیز سے کہ میں پاتا تھا یعنی میرا

افْتَحْ افْتَحْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ اعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَغَمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِيْ فَأَخْرُجُ حَتّٰى جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهُ يَرْقٰى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَّغُلَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلٰى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ لَهُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِيْ قَالَ عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَعَلٰى حَصِيْرٍ مَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَّتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَّإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوْبًا وَّعِنْدَ رَأْسِهِ أَهَبٌ مُّعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيْرِ فِيْ جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ.

غصہ جاتا رہا پھر میں ان کے پاس سے نکلا اور ایک انصاری میرا ساتھی تھی جب میں حضرت مَلَاثِیْمِ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو میرے پاس خبر لاتا یعنی جو حضرت مَلَاثِیْمِ کی مجلس میں واقع ہوتا اور جب وہ حضرت مَلَاثِیْمِ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو میں اس کے پاس خبر لاتا اور ہم غسان کے ایک بادشاہ سے ڈرتے تھے کہ ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ وہ چاہتا ہے کہ ہماری طرف چلے ہمارے سینے اس سے بھرے تھے یعنی ڈر سے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ساتھی انصاری دروازے پر دستک دیتا ہے سو کہا کہ دروازہ کھول! دروازہ کھول! تو میں نے کہا کہ کیا غسانی آ گیا؟ سو اس نے کہا کہ بلکہ سخت تر اس سے حضرت مَلَاثِیْمِ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے سو میں نے کہ کر خاک میں ملا ناک حفصہ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا اور عائشہ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا کا تو میں اپنا کپڑا لے کر نکلا یہاں تک کہ میں حضرت مَلَاثِیْمِ کے پاس آیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت مَلَاثِیْمِ اپنے ایک بالا خانے میں ہیں کہ سیڑھی سے اس پر چڑھا جاتا ہے اور حضرت مَلَاثِیْمِ کا ایک کالا غلام سیڑھی پر ہے یعنی آپ کا دربان ہے سو میں نے اس سے کہا کہ عرض کر کہ یہ عمر رَضِیَ اللهُ عَنْهُ ہے اجازت مانگتا ہے اور حضرت مَلَاثِیْمِ نے مجھ کو اجازت دی کہا عمر فاروق رَضِیَ اللهُ عَنْهُ نے سو میں نے حضرت مَلَاثِیْمِ پر یہ حدیث بیان کی سو جب میں ام سلمہ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا کی حدیث کو پہنچا تو حضرت مَلَاثِیْمِ نے تبسم فرمایا اور بیشک آپ ایک چٹائی پر تھے کہ آپ کے اور چٹائی کے درمیان کچھ چیز نہ تھی یعنی کوئی کپڑا نہ بچھا تھا اور آپ کے سر کے نیچے ایک تکیہ ہے چمڑے کا کہ اس کی روئی کھجور کا پوست تھا یعنی روئی کے بدلے اس کے اندر کھجور کی چھیل بھری تھی اور آپ مَلَاثِیْمِ کے پاؤں کے نزدیک ڈھیر ہے سلم کے پتوں کا

جس کے ساتھ چمڑوں کو رنگا جاتا ہے اور آپ کے سر کے پاس کچے چمڑے لٹکے ہیں سو میں نے چٹائی کا نشان آپ کے پہلو میں دیکھا تو میں رویا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کس سبب سے روتا ہے؟ میں نے کہا یا حضرت! بے شک فارس اور روم کے بادشاہ عیش اور آرام میں ہیں اور آپ اللہ کے رسول، سو فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ ان کے واسطے دنیا ہو اور ہمارے واسطے آخرت۔

فائدہ: حب رسول اللہ ﷺ ساتھ رفع ب کے ہے اس بنا پر کہ وہ بدل ہے اعجب کے فاعل سے اور اس کی زبر بھی جائز ہے اس بنا پر کہ وہ مفعول ہے یعنی بہ سبب محبت حضرت ﷺ کے ان سے اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب پیغمبر ﷺ نے اپنی عورت سے ایک بات چھپائی پھر جب اس نے اس بات کو ظاہر کیا اور اللہ نے پیغمبر ﷺ کو اس پر مطلع کیا تو جتا دی پیغمبر نے اس میں سے کچھ اور ٹال دی کچھ پھر جب وہ جتایا عورت کو تو بولی تجھ کو کس نے بتایا کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے اس باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو پہلے مذکور ہوئی۔

٤٥٢٢ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتّٰى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

٤٥٢٣۔ مراد ابو عبد اللہ سے خود امام بخاری رحمہ اللہ ہیں اور اس کا قائل ان کا شاگرد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے چاہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ اے امیر المومنین! کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کے رنج دینے پر اتفاق کیا تھا سو میں نے اپنی کلام تمام نہ کی یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تَتُوْبَآ إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم دونوں توبہ کرو تو اللہ خوش ہو سو البتہ جھک پڑے ہیں تمہارے دل۔

صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ مِلْتُ ﴿لِتَصْغَى﴾ لِتَمِيْلَ.

یعنی ان دونوں لفظوں کے معنی ہیں میں جھک پڑا یعنی ثلاثی اور رباعی کے ایک معنی ہیں اور تصغی کے معنی ہیں جھکیں۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ انعام میں ہے ذکر اس کا اس جگہ میں تقریبی ہے، یہ قول ابو عبیدہ کا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ولتصغى اليه افئدة الذين لا يؤمنون بالآخرة﴾۔

﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾ عَوْنٌ تَظَاهَرُوْنَ تَعَاوَنُوْنَ.

اس آیت کی تفسیر میں اور اگر تم اتفاق کرو حضرت ﷺ کے رنج دینے پر تو البتہ اللہ ہے اس کا کارساز اور جبریل علیہ السلام اور نیک ایماندار اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں اور ظہیر کے معنی ہیں مددگار اور تظاہرون کے معنی ہیں تم مدد کرتے ہو اور بعض نسخوں میں ہے کہ تظاہرا کے معنی ہیں کہ تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کرو

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ﴾ أَوْصُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَأَدِّبُوْهُمْ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے یعنی وصیت کرو ان کو اللہ کے تقویٰ کے ساتھ اور ان کو ادب سکھلاؤ۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ حکم کرو ان کو ساتھ بندگی اللہ کی کے اور منع کرو ان کو گناہ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سکھلاؤ ان کو نیکی۔

٤٥٢٤ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كُنْتُ أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَهُ حَاجًّا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ

۴۵۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں چاہتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پوچھوں ان دو عورتوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا سو مجھ کو ایک سال دیرلگی میں نے اس کے پوچھنے کا کوئی موقع نہ پایا یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ حج کو نکلا سو جب ہم ظہران میں تھے یعنی حج سے پلٹتے وقت تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی حاجت کے واسطے گئے اور کہا کہ مجھ کو وضو کا پانی لے کر ملنا سو میں ان کو ایک چھاگل لے کر ملا سو میں اس پر پانی ڈالنے لگا اور میں

أَدْرَكَنِي بِالْوَضُوءِ فَأَدْرَكْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

نے موقع دیکھا سو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا تھا؟ سو میں نے اپنی کلام کو تمام نہ کیا تھا کہ کہا وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَّأَبْكَارًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر پیغمبر تم سب کو طلاق دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں دے اس کے عورتیں تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھتیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں، توبہ کرنے والیاں، بندگی بجا لانے والیاں، روزے دار، شادی شدہ اور کنواریاں۔

٤٥٣٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ﴾ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ.

۴۵۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جمع ہوئیں حضرت ﷺ کی عورتیں بیچ غیرت کرنے کے اوپر آپ کے اور میں نے ان سے کہا کہ اگر پیغمبر تم سب کو چھوڑ دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں دے اس کو عورتیں تم سے بہتر سو یہ آیت اتری۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا بیچ اس چیز میں جس میں اللہ نے ان کے قول کے موافق آیت اتاری اور غیرت کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ

سورۂ ملک کی تفسیر کا بیان

﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ اَلتَّفَاوُتُ الْاِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ.

تفاوت کے معنی ہیں اختلاف، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت﴾ اور تفاوت اور تفوت دونوں کے ایک معنی ہیں۔

﴿تَمَيَّزُ﴾ تَقَطَّعُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تمیز من الغیظ﴾ یعنی قریب ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے آگ ان پر غصے سے۔

﴿مَنَاكِبِهَا﴾ جَوَانِبِهَا.

یعنی مناکبھا کے معنی ہیں اس کے اطراف ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فامشوا فی مناکبھا﴾ یعنی چلو اس کے اطراف میں۔

﴿تَدَّعُونَ﴾ وَتَدْعُونَ وَاحِدٌ مِثْلُ تَذَّكَّرُونَ وَتَذْكُرُونَ.

یعنی تدعون مشدد اور تدعون مخفف دونوں کے ایک معنی ہیں مثل ان دونوں لفظوں کے۔

فائدہ: یہ قول فراء کا ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ھذا الذی کنتم به تدعون﴾ اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ اس نے اس کو تخفیف کے ساتھ نہیں پڑھا۔

﴿وَيَقْبِضْنَ﴾ يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ.

اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ پر مارتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿صافات ویقبضن﴾ یعنی کبھی اپنے پر اکٹھے کرتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَافَّاتٍ﴾ بَسْطُ أَجْنِحَتِهِنَّ وَنُفُورٌ الْكُفُوْرُ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ صافات کے معنی ہیں اپنے پر کھولے اور نفور کے معنی ہیں کفور، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بل لجوا فی عتو ونفور﴾ یعنی جواڑے ہیں سرکشی اور نفرت میں وہ کافر ہیں۔

فائدہ: اور کہا جاتا ہے کہ غورا کے معنی ہیں جس میں ڈول نہ پہنچے ابن کلبی سے روایت ہے کہ آیت ﴿قل افرایتم ان اصبح ماء کم غورا﴾ زمزم اور میمون کے کنوئیں میں اتری کہا اور مکے کے کنوئیں جلدی خشک ہو جاتے تھے۔ (فتح)

سُوْرَةُ نٓ وَالْقَلَمِ

سورۂ ن والقلم کی تفسیر کا بیان

فائدہ: مشہور ن میں یہ ہیں کہ حکم اس کا حکم اوائل سورتوں کا بیچ حروف مقطع کے اور اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے فراء نے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے مچھلی ہے اور آیا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے بطور رفع کے کہا کہ پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا کہ لکھ اس نے کہا کہ کیا لکھوں؟ فرمایا جو چیز قیامت ہونے والی ہے پھر یہ آیت پڑھی ن والقلم سو نون سے مراد مچھلی ہے اور قلم سے مراد قلم ہے۔ (فتح) اور مجاہد رحمہ اللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مچھلی وہ ہے کہ جس کے سر پر زمین ہے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿حَرْدٍ﴾ جِدٍّ فِي أَنْفُسِهِمْ.

کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ حرد کے معنی ہیں اپنے جی میں کوشش کرنی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وغدوا علی حرد قادرین﴾.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَضَآلُّوْنَ﴾ أَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ہم نے اپنے باغ کی جگہ کو گم کیا یعنی ہم راہ بھول گئے یہ ہمارا باغ نہیں۔

فائدہ: عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص تھا اس کا ایک باغ تھا اس کا دستور تھا کہ جب میوہ کاٹتا تو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ رکھ لیتا اور جو زیادہ ہوتا اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتا اور اس کے بیٹے اس کو خیرات کرنے سے منع کیا کرتے تھے سو جب ان کا باپ مر گیا تو سویرے باغ میں گئے اور کہا کہ آج اس میں تمہارے پاس کوئی مسکین نہ آئے اور عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ حبشے کے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿كَالصَّرِيْمِ﴾ كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلِ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيْمُ أَيْضًا الْمَصْرُوْمُ مِثْلُ قَتِيْلٍ وَمَقْتُوْلٍ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فاصبحت کالصریم﴾ کہ ہو گیا وہ باغ صبح کو جیسے کٹی کھیتی مانند صریم کے یعنی مانند صبح کی کہ جدا ہوتی ہے رات سے اور رات کی کہ جدا ہوتی ہے دن سے اور وہ نیز ہر ڈھیر ریت کا ہے کہ جدا ہو بڑے ٹیلے ریت کے سے اور نیز صریم ساتھ معنی مصروم کے ہے مانند قتیل کے ساتھ معنی مقتول کے۔

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ صریم مشترک ہے کئی معنوں میں کہ حاصل سب کا جدا ہونا ایک چیز کا ہے دوسری چیز سے اور فعل پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے کہ صریم ساتھ معنی مصروم کے۔

تکمیل: عبدالرزاق نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ باغ ایک زمین ہے ملک یمن میں اس کو صرفان کہا جاتا ہے اس کے اور صنعاء کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سخت رو ان سب کے پیچھے بدنام ملا ہوا ساتھ قوم کے نہ ان کے اصل سے۔

٤٥٣٦ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ قَالَ رَجُلٌ

۴۵۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سخت سب کے پیچھے بدنام کہا کہ وہ ایک مرد ہے قریش سے واسطے اس کے نشانی ہے مثل نشانی بکری کے۔

مِنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِّثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ.

فائدہ: اختلاف ہے کہ یہ آیت کس شخص کے حق میں اتری بعضوں نے کہا کہ وہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اتری اور بعضوں نے کہا وہ اسود بن عبد یغوث ہے اور بعضوں نے کہا کہ اخنس ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے نشانی ہے مثل نشانی بکری کے کہ پہچانا جاتا ہے ساتھ اس کے اور کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ پہچانا جاتا ہے ساتھ بدی کے جیسے پہچانی جاتی ہے بکری ساتھ زنمہ کے اور طبرانی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کی نشانی بیان ہوئی سو نہ پہچانا گیا یہاں تک کہ کہا گیا زنیم سو پہچانا گیا اور تھی واسطے اس کے نشانی اس کی گردن میں پہچانا جاتا تھا اس کے ساتھ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ زنیم وہ معلق ہے قوم میں نہیں ان میں سے اور کہا شاعر نے کہ زنیم وہ ہے جس کا کوئی باپ معلوم نہ ہو۔ (فتح)

۴۵۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ.

۴۵۳۷۔ حضرت حارث بن وہب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو بہشتی لوگ ہر بیچارہ غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے، کیا نہ بتلاؤں میں تم کو دوزخی لوگ ہر اجڈ موٹا حرام خور گھمنڈ والا یعنی بہشت غریب بے زور لوگوں کا مقام ہے اور دوزخ شکم پرور بدخلق غرور لوگوں کا مقام ہے۔

فائدہ: مراد ساتھ ضعیف کے وہ شخص ہے جس کا نفس ضعیف ہے واسطے تواضع اس کی کے اور ضعیف ہونے حال اس کے دنیا میں اور متضعف وہ شخص ہے جو حقیر ہے واسطے غیر مشہور ہونے اس کے کی دنیا میں اور کہا فراء نے کہ عتل کے معنی ہیں سخت جھگڑالو اور بعض نے کہا کہ خالی نصیحت ہے اور بعض نے کہا کہ سخت بدخو ہر چیز سے اور وہ اس جگہ کافر ہے اور کہا داؤدی نے کہ موٹا بڑی گردن اور بڑے پیٹ والا اور بعض نے کہا کہ جمع کرنے والا اور روکنے والا اور بعض کہتے ہیں کہ بہت کھانے والا اور جواظ کے معنی ہیں موٹا اترا کر چلنے والا اور بعض نے کہا کہ جو بیمار نہ ہو اور بعض نے کہا کہ جو تعریف چاہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جس دن کھولی جائے پنڈلی اور بلائے جائیں طرف سجدے کے سو نہ کر سکیں۔

فائدہ: ابو یعلی نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس دن کھولے پنڈلی یعنی نور عظیم سو سب سجدہ میں گر پڑیں اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مراد ساق سے شدت امر کی ہے اور حاکم نے ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ دن مشکل اور شدت کا ہے کہا خطابی نے سو معنی یہ ہوں گے کہ کھولی جائے گی قدرت اس کی سے جو کھلے گی شدت اور سختی سے اور سوائے اس کے تاویلوں سے جیسا کہ کتاب الرقاق میں آئے گا اور نہ گمان کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء اور جوڑ ہیں اس واسطے کہ اس میں مخلوق کی مشابہت لازم آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند اور پاک ہے نہیں مثل اس کی کوئی چیز۔ (فتح)

۴٥٣٨ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ فَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ فَيَبْقٰى كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَآءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا.

۴٥٣٨ - حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر ایماندار مرد اور عورت اس کو سجدہ کریں گے اور باقی رہے گا جو دنیا میں دکھانے یا سنانے کے واسطے سجدہ کرتا تھا تو وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پیٹھ ایک تختہ ہو جائے گی یعنی تو وہ سجدہ نہ کر سکے گا۔

سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ

سورۂ حاقہ کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ يُرِيْدُ فِيْهَا الرِّضَا.

یعنی اللہ کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ اس میں رضا ہو گی۔

فائدہ: چونکہ راضیہ عیش کی صفت نہیں بن سکتی اس واسطے یہ تاویل کی کہ مراد رضا والی عیش ہے اور درحقیقت راضیہ صفت صاحب عیش کی ہے یعنی وہ گزران میں راضی ہوگا اور ثابت کیا ہے اس کو واسطے عیش کے تو یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔

﴿الْقَاضِيَةَ﴾ الْمَوْتَةَ الْأُوْلٰى الَّتِيْ مُتُّهَا لَمْ أُحْيَ بَعْدَهَا.

یعنی مراد ساتھ قاضیۃ کے اللہ کے اس قول میں ﴿یالیتھا کانت القاضیۃ﴾ پہلی موت ہے کہ میں اس کے ساتھ مرا کہ میں اس کے بعد زندہ نہ ہوتا اور عذاب نہ دیکھتا۔

﴿مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ﴾ أَحَدٌ يَكُوْنُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَاحِدِ.

یعنی حاجزین اللہ کے اس قول میں احد کی صفت واقع ہوا ہے تو یہ اس واسطے کہ احد جمع اور واحد سب کے واسطے آتا ہے یعنی اس میں واحد اور جمع سب برابر ہیں اسی واسطے حاجزین احد کی صفت واقع ہوا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْوَتِيْنَ﴾ نِيَاطُ الْقَلْبِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وتین کے معنی ہیں رگ جان کی ، اللہ نے فرمایا ﴿ثم لقطعنا منه الوتين﴾ پھر کاٹ ڈالتے ہم اس کی رگ دل کی ۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَغٰى﴾ كَثُرَ.

اور طغی کے معنی ہیں بہت ہوا پانی یہاں تک کہ پہاڑوں وغیرہ کے اوپر چڑھ گیا پندرہ ہاتھ یعنی طوفان نوح کے وقت میں اللہ نے فرمایا ﴿انا لما طغى المآء حملناكم في الجارية﴾.

وَيُقَالُ ﴿بِالطَّاغِيَةِ﴾ بِطُغْيَانِهِمْ وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخَزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَآءُ عَلٰى قَوْمِ نُوْحٍ.

یعنی کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فاهلكوا بالطاغية﴾ کہ بہر حال قوم ثمود کی سو ہلاک ہوئے بہ سبب سرکشی اپنی کے یعنی طغی ان معنی کے ساتھ بھی آیا ہے کہا جاتا ہے کہ سرکشی کی آندھی نے خزانچی پر یعنی اتنا زور کیا کہ قابو میں نہ رہی اور قوم عاد کو ہلاک کیا جیسے کہ سرکشی کی پانی نے نوح کی قوم پر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ہے ﴿لما طغى المآء﴾ کہ سرکشی کی پانی نے خزانچی پر سو اترا بغیر ماپ اور تول کے یعنی بے حساب اترا۔

فائدہ: اور معنی غسلین کے وہ چیز ہے کہ دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہو، اللہ کے اس قول میں ﴿ولا طعام الا من غسلين﴾۔

فائدہ: نہیں ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر حاقہ کے کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا کہ میں حدیث بیان کروں ایک فرشتے کی حاملین عرش میں سے کہ اس کی کنپٹی اور مونڈھے کے درمیان سات سو برس کی راہ ہے روایت کی ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور اس کی سند اوپر شرط صحیح کے ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ سَأَلَ سَآئِلٌ

سورہ سأل سائل کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس سورہ کا نام سورہ معارج ہے۔

اَلْفَصِيْلَةُ أَصْغَرُ اٰبَآئِهِ الْقُرْبٰى إِلَيْهِ يَنْتَمِيْ

فصيلته یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وفصيلته التي

مَنِ انْتَمٰى.

تؤویہ﴾ وہ ہے جو قریبی باپ دادوں میں قریب تر ہو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے جو منسوب ہو یعنی مراد فصیلہ سے قریبی ناتے دار ہیں جن کی طرف منسوب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد فصیلہ سے ماں ہے جس نے دودھ پلایا ہو۔

﴿لِلشَّوٰى﴾ اَلْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْاَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّاْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى.

یعنی مراد شوی، اللہ کے قول ﴿نزاعة للشوی﴾ میں دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اطراف بدن اور کھال سر کی ہے اور ان سب اعضاء کو شواۃ کہا جاتا ہے اور جو عضو کہ غیر مقتل ہے اس کو شوی کہتے ہیں۔

فائدہ: شوی جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد شواۃ ہے اور وہ دونوں ہاتھ اور پاؤں اور سر آدمی کا ہے۔ (فتح)

﴿عِزِيْنَ﴾ وَالْعِزُوْنَ الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ.

یعنی عزین اور عزون کے معنی ہیں حلقے اور جماعتیں اور یہ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد عزۃ ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وعن الشمال عزین﴾ یعنی دوڑتے آتے ہیں دائیں اور بائیں سے گروہ گروہ ہو کر۔

سُوْرَةُ نُوْحٍ

سورۂ نوح کی تفسیر کا بیان

﴿اَطْوَارًا﴾ طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا.

یعنی معنی طورا کے اللہ کے قول ﴿وخلقکم اطوارا﴾ میں ہیں اور پیدا کیا تم کو ایسے طور پر اور ایسے طور پر یعنی مختلف طور سے کہ پہلے منی پیدا کی پھر علقہ پھر مضغہ۔

يُقَالُ عَدَا طَوْرَهُ اَیْ قَدْرَهُ.

اور کہا جاتا ہے بڑھا اپنے طور سے یعنی قدر سے یعنی طور ساتھ معنی قدر کے بھی آیا ہے۔

وَالْكُبَّارُ اَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ وَكَذٰلِكَ جُمَّالٌ وَجَمِيْلٌ لِاَنَّهَا اَشَدُّ مُبَالَغَةً وَكُبَّارٌ الْكَبِيْرُ وَكُبَارًا اَيْضًا بِالتَّخْفِيْفِ وَالْعَرَبُ تَقُوْلُ رَجُلٌ حُسَّانٌ وَجُمَّالٌ وَحُسَانٌ مُخَفَّفٌ وَجُمَالٌ مُخَفَّفٌ.

یعنی لفظ کبارا کا جو اللہ کے قول ﴿ومکرو مکرا کبارا﴾ میں واقع ہے سخت تر ہے کبار مخفف سے یعنی اس میں مبالغہ زیادہ ہے اور اسی طرح جمال وجمیل اس واسطے کہ اس میں مبالغہ زیادہ ہے یعنی لفظ جمال میں زیادہ مبالغہ ہے لفظ جمیل سے اور کبار کے معنی ہیں کبیر اور کبار تخفیف کے ساتھ بھی جائز ہے اور عرب کہتے ہیں

حسان اور جمال یعنی ساتھ تشدید کے اور حسان اور جمال تخفیف کے ساتھ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے کہ کبار کا حکم کبیر کا ہے اور عرب لوگ کبیر کو فعال مخفف کی طرف پھیرتے ہیں یعنی اس کو کبار بناتے ہیں پھر اس کو تشدید دیتے ہیں تا کہ اس میں زیادہ مبالغہ ہو کبار مخفف سے۔

﴿دَيَّارًا﴾ مِنْ دَوْرٍ وَّلٰكِنَّهُ فَيْعَالٌ مِّنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَأَ عُمَرُ الْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ.

اللہ نے فرمایا ﴿لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا﴾ یعنی لفظ دیارا کے اللہ کے اس قول میں مشتق ہے دور سے لیکن وہ اوپر وزن فیعال کے ہے دوران سے۔

فائدہ: یعنی اصل اس کا دیوار ہے پھر واؤ کو یا کے ساتھ بدل کر یا کو یا میں ادغام کیا جیسا کہ پڑھا ہے عمر نے الحی القیوم کو الحی القیام اور وہ مشتق ہے قمت سے۔

فائدہ: ابو عبیدہ نے فضائل قرآن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی سو اس میں سورہ آل عمران شروع کی سو پڑھا لا الہ الا ھو الحی القیام اور یہ نظیر دیار کی ہے یعنی قیام فعال کے وزن پر نہیں بلکہ فیعال کے وزن پر جیسے کہ دیار۔

وَقَالَ غَيْرُهُ دَيَّارًا أَحَدًا.

اور اس کے غیر نے کہا کہ دیارا کے معنی ہیں کسی کو۔

﴿تَبَارًا﴾ هَلَاكًا.

اور تبارا کے معنی ہیں ہلاک ہونا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولا تزد الظالمین الا تبارا﴾۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِدْرَارًا﴾ يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مدرارا کے معنی ہیں ایک دوسرے کے پیچھے آئے یعنی لگا تار اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یرسل السمآء علیکم مدرارا﴾۔

﴿وَقَارًا﴾ عَظَمَةً.

یعنی اللہ کے قول ﴿لا ترجون للہ وقارا﴾ کے معنی ہیں یعنی کہ تم اللہ کی عظمت کا حق نہیں پہچانتے۔

بَابٌ ﴿وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ چھوڑو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو۔

٤٥٣٩ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَارَتِ الْأَوْثَانُ

۴۵۳۹۔ اور کہا عطا نے یہ معطوف ہے محذوف پر اور بیان کیا ہے اس کو فاکہی نے ابن جریج سے کہ اس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ یہ سب بت تھے نوح علیہ السلام کی قوم میں ان کو

الَّتِیْ کَانَتْ فِیْ قَوْمِ نُوْحٍ فِی الْعَرَبِ بَعْدُ أَمَّا وَدٌّ کَانَتْ لِکَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَأَمَّا سُوَاعٌ کَانَتْ لِهُذَیْلٍ وَأَمَّا یَغُوْثُ فَکَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِیْ غُطَیْفٍ بِالْجُوْفِ عِنْدَ سَبَإٍ وَأَمَّا یَعُوْقُ فَکَانَتْ لِهَمْدَانَ وَأَمَّا نَسْرٌ فَکَانَتْ لِحِمْیَرَ لِآلِ ذِی الْکَلَاعِ أَسْمَآءُ رِجَالٍ صَالِحِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَکُوْا أَوْحَی الشَّیْطَانُ إِلٰی قَوْمِهِمْ أَنِ انْصِبُوْا إِلٰی مَجَالِسِهِمُ الَّتِیْ کَانُوْا یَجْلِسُوْنَ أَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِأَسْمَآئِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰی إِذَا هَلَکَ أُولٰٓئِکَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ.

پوجتے تھے اور کہا عطاء نے ابن عباس فٹا سے کہ جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں تھے وہ اس کے بعد عرب کے لوگوں کے ہاتھ آئے اور عرب کی قومیں ان کو پوجنے لگیں بہر حال ود سو قوم کلب کے واسطے تھا دومۃ الجندل میں کہ ایک شہر ہے شام میں متصل عراق کے اور بہر حال سواع سو قوم ہذیل کے واسطے تھا اور وہ مکے کے پاس رہتے تھے اور وہ بت ان کے ایک مکان میں تھا جس کو رہاط کہا جاتا تھا اور بہر حال یغوث سو قوم مراد کے واسطے تھا پھر غطیف کی اولاد کے واسطے جرف میں کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک سبا کے اور بہر حال یعوق سو قوم ہمدان کے واسطے تھا اور بہر حال نسر سو تھا واسطے حمیر کے یعنی آل ذی کلاع کے یہ سب نام ہیں نیک مردوں کے نوح علیہ السلام کی قوم سے سو جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم سے کہا کہ اپنے بیٹھنے کی مجلسوں میں بت کھڑے کرو اور نام رکھو ان کا ان کے نام پر سو انہوں نے یہ کام کیا سو ان کو کسی نے نہ پوجا یہاں تک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور بدلا علم ساتھ ان کے یعنی ان کے حال کا علم کسی کو نہ رہا تو پوجے گئے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ یہ سب بت تھے جن کو نوح علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی پھر عرب نے ان کو پوجنا شروع کیا اور کہا ابو عبیدہ رحمہ اللہ نے کہ وہ طوفان میں غرق ہوئے پھر جب پانی ان سے ہٹا تو شیطان نے ان کو نکال کر زمین میں پھیلایا اور کہا سہیلی نے تعریف میں کہ یغوث ابن شیث بن آدم ہے اور اسی طرح سواع وغیرہ بھی اور لوگ ان کی دعا سے برکت چاہتے تھے پھر جب کوئی ان میں سے مر جاتا تو اس کی صورت بنا کر اس پر ہاتھ پھیرتے مہلائیل کے زمانے تک پھر آہستہ آہستہ شیطان نے ان کو ان سے پوجوایا پھر ہو گئی یہ عادت پکی عرب میں سو میں نہیں جانتا کہ یہ نام ان کو ہند کی طرف سے پہنچے کہ نوح علیہ السلام کے بعد پہلے پہل بت پرستی ملک ہند میں ہوئی یا شیطان نے ان کو یہ نام سکھلائے اور ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن لحی نے ان ناموں کو عرب میں داخل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے انہوں نے ان کے یہ نام رکھے اور وہ بڑی عبادت کرنے والے تھے سو ایک مرد ان میں سے مر گیا تو لوگ اس پر غمناک ہوئے سو شیطان نے آ کر ان کو اس کی صورت بنا دی پھر دوسرے سے کہا اخیر قصے تک

اور اس میں ہے سو وہ ان کو پوجنے لگے یہاں تک کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بت ہیں جو نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے زمانے میں پوجے گئے پھر طوفان نے ان کو اس جگہ پھینکا اور اس پر ریت ڈالی پھر عمرو بن لحی نے ان کو عرب کی طرف نکالا اور عرب کو ان کے پوجنے کی رغبت دلائی لوگوں نے اس کا کہا مانا اور بتوں کو پوجنے لگے اور فاکہی نے روایت کی ہے کہ پہلے پہل نوح علیہ السلام کے زمانے میں بت پرستی شروع ہوئی اور بیٹے اپنے باپوں کے ساتھ نیکی کیا کرتے تھے سو ایک مرد ان میں سے مر گیا تو اس کا بیٹا اس پر غمناک ہوا اس پر صبر نہ کر سکا سو اس نے اس کی صورت بنائی جب مشتاق ہوتا تو اس کی صورت کو دیکھتا پھر وہ مر گیا تو کیا گیا ساتھ اس کے جیسا کہ کیا اس نے پھر اسی طرح پے در پے ہوتا رہا سو جب باپ مر گیا تو بیٹوں نے کہا ہمارے باپوں نے ان کو نہیں بنایا مگر اسی واسطے کہ ان کے رب تھے سو ان کو پوجنے لگے اور حاصل ان سب روایتوں کا یہ ہے کہ قصہ نیک مردوں کا تھا مبتدا پوجنے قوم نوح علیہ السلام کی کا ان بتوں کو پھر پیروی کی ان کی اس پر جو ان سے پیچھے ہوئے۔ (فتح)

سُوْرَةُ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ

سورہ جن کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿جَدُّ رَبِّنَا﴾ غِنَا رَبِّنَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اَمْرُ رَبِّیْ.

اور کہا حسن نے کہ ﴿جد ربنا﴾ کے معنی بلند ہے مالداری ہمارے رب کی اور کہا عکرمہ نے کہ بلند ہے بزرگی ہمارے رب کی اور کہا ابراہیم نے کام ہمارے رب کا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لِبَدًا﴾ أَعْوَانًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لبدا کے معنی ہیں مددگار۔

فائدہ: اور اصل لبد کے معنی ہیں تہ بہ تہ ہونا اور معنی یہ ہیں کہ قریب تھے جن کہ ہجوم کریں اوپر آپ کے گروہ گروہ ایک پر ایک اور بعض کہتے ہیں کہ ضمہ لام کے ساتھ معنی یہ ہیں کہ جن بہت تھے اور حاصل معنی کا یہ ہے کہ جنوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم کیا جب کہ قرآن کو سنا۔ (فتح)

٤٥٤٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِيْنَ إِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ

۴۵۴۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں سوق عکاظ کی طرف قصد کرتے چلے (جو نام ہے عرب کے ایک مشہور بازار کا اور وہ ایک کھجوروں کا باغ ہے درمیان مکے اور طائف کے اس کے اور طائف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے) اور حالانکہ جن آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ان پر انگارے بھیجے گئے سو جن پھرے یعنی آسمان سے اپنی قوم کی طرف تو

الشَّيَاطِيْنَ فَقَالُوْا مَا لَكُمْ فَقَالُوْا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ إِلَّا مَا حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِيْ حَدَثَ فَانْطَلَقُوْا فَضَرَبُوْا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُوْنَ مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِيْ حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ قَالَ فَانْطَلَقَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةَ وَهُوَ عَامِدٌ إِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ بِأَصْحَابِهٖ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ تَسَمَّعُوْا لَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَهُنَالِكَ رَجَعُوْا إِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا يَا قَوْمَنَا ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ وَإِنَّمَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ.

انھوں نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا کہ پھر آئے تو انھوں نے کہا کہ ہم آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ہم پر انگارے بھیجے گئے، کہا ابلیس نے کہ نہیں روکا تم کو آسمان کی خبر سے کسی چیز نے مگر جو نئی پیدا ہوئی سو چلو زمین کے مشرق اور مغرب میں سو دیکھو کہ کیا ہے یہ چیز جو نئی پیدا ہوئی سو جن چلے اور زمین کے مشرق اور مغرب میں پھرے دیکھتے تھے کہ کیا ہے یہ امر جس نے ان کو آسمان کی خبر سے روکا سو جو جن کہ تہامہ اور حضرت ﷺ سوق عکاظ کی طرف قصد کرنے والے تھے اور اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے تھے سو جب انہوں نے قرآن سنا تو اس کی طرف کان لگائے سو انہوں نے کہا کہ یہی ہے وہ چیز جس نے ہم کو آسمان کی خبر سننے سے روکا سو اسی جگہ سے اپنی قوم کی طرف پلٹ گئے اور جا کر کہا کہ اے ہماری قوم! ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب راہ دکھاتا ہے نیک راہ اور ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز نہ شریک بنائیں گے اپنے رب کا کسی کو اور اللہ نے اپنے پیغمبر پر یہ آیت اتاری تو کہہ کہ ہم کو وحی ہوئی کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ وحی بھیجی گئی طرف آپ کی قول جنوں کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں تو ابن اسحاق اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ یہ قصہ حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دسویں سال میں تھا جب کہ حضرت ﷺ طائف کی طرف نکلے پھر پھرے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا اس حدیث میں کہ جنوں نے آپ کو دیکھا کہ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے ہیں اور فرض کی نماز سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معراج کی رات میں مشروع ہوئی اور معراج راجح قول پر ہجرت سے دو یا تین برس پہلے تھا تو ہوگا یہ قصہ بعد معراج کے لیکن وہ مشکل ہے اور وجہ سے اس واسطے کہ محصل اس کا جو صحیح میں ہے اور جو

ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ طائف کی طرف نکلے تو آپ کے ساتھ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی صحابی نہ تھا اور اس جگہ کہا کہ آپ کے ساتھ اصحاب کی ایک جماعت تھی اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ جب آپ طائف سے پھرے تو بعض اصحاب آپ کو راہ میں جا ملے اور آپ کے ساتھ ہوئے اور سوق عکاظ ایک بازار تھا کہ کفر کی حالت میں لوگ شوال کا سارا مہینہ اس میں ٹھہرتے اور آپس میں خرید وفروخت کرتے اور فخر کرتے اور شعر پڑھتے اور جس جگہ میں جمع ہوتے تھے اس کو ابتدا کہا جاتا تھا اور اس جگہ کئی پتھر تھے ان کے گرد گھومتے تھے پھر بازار جنہ میں آتے اور وہاں بیس دن ٹھہرتے ذی قعدہ کے مہینے سے پھر بازار ذوالمجاز میں آتے اور وہ عرفات کے پیچھے ہے سو اس میں حج کے وقت تک ٹھہرتے اور یہ جو کہا کہ ہم آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ہم پر انگارے بھیجے گئے تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ روکنا اور انگاروں کا بھیجنا دونوں اس زمانہ میں واقع ہوئے جس کا ذکر پہلے گزرا یعنی حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس سال پیچھے اور بہت حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے واسطے حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے ابتدا میں واقع ہوا اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ دونوں قصوں کا زمانہ مختلف ہے اور یہ کہ آنا جنوں کا واسطے سننے قرآن کے حضرت ﷺ کے طائف کی طرف نکلنے سے دو سال پہلے تھا اور نہیں مخالف ہے اس کو کوئی چیز مگر قول اس کا اس حدیث میں کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے ہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو پہلے نماز کے فرض ہونے سے رات معراج کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ معراج سے پہلے بھی قطعا نماز پڑھتے تھے اور اسی طرح اصحاب آپ کے لیکن اختلاف ہے کہ کیا پانچ نمازوں سے پہلے بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہیں پس صحیح ہوگا اس پر قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ پہلے فقط دو نمازیں فرض تھیں ایک سورج نکلنے سے پہلے اور ایک سورج ڈوبنے سے پہلے اور حجت اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فسبح باسم ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها﴾ اور مانند اس کی آیتوں سے پس ہوگا اطلاق نماز فجر کا باب کی حدیث میں باعتبار زمانے کے نہ واسطے ہونے اس کے ایک پانچ فرض نمازوں میں سے جو معراج کی رات میں فرض ہوئیں سو ہوگا قصہ جنوں کا متقدم حضرت ﷺ کی بعثت کے اول سے اور اس جگہ میں کسی شارح نے تنبیہ نہیں کی اور البتہ روایت کیا ہے ترمذی نے باب کی حدیث کو ساتھ سیاق کے جو سالم ہے اس اشکال سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جن پہلے آسمان کی طرف چڑھتے تھے اور وحی کو سنتے تھے سو جب کوئی بات سن پاتے تو اس میں کئی گنا جھوٹ ملاتے سو وہ ایک بات سچ ہوتی اور باقی سب جھوٹ ہوتا سو جب حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے تو اپنے ٹھکانوں سے منع کیے گئے اور اس سے پہلے ستاروں سے انگارے نہ پھینکے جاتے تھے اور روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے مطول اور اس کے اول میں ہے کہ جنوں کے واسطے آسمان میں ٹھکانے تھے وہاں بیٹھ کر وحی کو سن آتے تھے سو جس حالت میں کہ اسی طرح تھے کہ اچانک حضرت ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی سو روکے گئے شیطان آسمان سے پھینکے گئے ساتھ انگاروں

کے سو کوئی ان میں آسمان پر نہ چڑھتا تھا مگر کہ جل جاتا تھا اور گھبرائے زمین والے جب کہ دیکھا انہوں نے تاروں اور انگاروں کو اور اس سے پہلے نہ تھے تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہوئے آسمان والے اور پہلے پہل طائف والوں نے اس کو معلوم کیا سو اپنے مالوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا تو ایک مرد نے ان کو کہا کہ تم کو خرابی اپنے مالوں کو کیوں ہلاک کرتے ہو کہ تمہارے نشان ستاروں سے جن کے ساتھ تم راہ پاتے ہو ان میں سے کوئی چیز نہیں گری سو باز رہو اور کہا شیطان نے کہ زمین میں کوئی چیز پیدا ہوئی ہے تو اس نے ہر چیز کی مٹی لا کر سونگھی اور تہامہ کی مٹی سے کہا کہ اس جگہ کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے تو اس نے چند جنوں کو اس کی طرف روانہ کیا سو وہی ہیں جنہوں نے قرآن کو سنا اور اسی طرح اور بھی کئی حدیثیں ہیں پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ قصہ پیغمبری کی ابتدا میں واقع ہوا اور یہی ہے معتمد اور قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث میں ایک اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انگاروں کا مارنا حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے تھا بہ سبب اس کے کہ شیطانوں نے اس سے انکار کیا اور اس کا سبب طلب کیا اسی واسطے عرب میں کہانت عام تھی اور ہر کام میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کا سبب قطع ہوا ساتھ اس طور کے کہ شیطانوں کو آسمان کی خبر سننے سے روکا گیا جیسا کہ اللہ نے اس سورہ میں فرمایا اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو سو ہم نے اس کو پایا بھرا ہوا سخت چوکیداروں اور انگاروں سے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے ٹھکانوں میں سننے کو سو جو کوئی اب سننا چاہے تو پائے اپنے واسطے ایک انگارا گھات میں اور البتہ وارد ہوئے ہیں اشعار عرب کے ساتھ اچنبا ہونے اس کے اور انکار اس کے اس واسطے کہ یہ انہوں نے کبھی دیکھا سنا نہ تھا اور تھی یہ ایک دلیل حضرت ﷺ کی پیغمبری کی اور تائید کرتا ہے اس کو جو مذکور ہے حدیث میں شیطانوں کے انکار سے اور کہا بعضوں نے کہ ہمیشہ انگارے پھینکے جاتے رہے ستاروں سے جب سے دنیا پیدا ہوئی اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عرب کے شعروں میں اور یہ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور زہری رحمہ اللہ سے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے روایت کی ہے انصاری چند مردوں سے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ستارہ پھینکا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کفر کی حالت میں ستارہ پھینکا جاتا تھا تو تم اس کو کیا کہا کرتے تھے، آخر حدیث تک اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے معمر سے کہ کسی نے زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا کفر کی حالت میں بھی ستارہ پھینکا جاتا تھا اس نے کہا ہاں لیکن جب اسلام آیا تو اس میں بندش اور سختی زیادہ ہوئی اور یہ تطبیق خوب ہے اور کہا قرطبی نے کہ تطبیق یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے ایسی پھینک نہ تھی کہ شیطان چوری سننے بند ہوں لیکن کبھی انگارا پھینکا جاتا تھا اور کبھی نہیں پھینکا جاتا تھا اور ایک جانب سے پھینکا جاتا تھا اور سب طرفوں میں نہ پھینکا جاتا تھا اور شاید اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿ویقذفون من کل جانب﴾ پھر پایا میں نے وہب بن منبہ سے دور کرتا ہے اس اشکال کو اور جمع کرتا ہے مختلف

حدیثوں کو کہا کہ ابلیس سب آسمانوں کی طرف چڑھتا تھا اور ان میں جس طرح چاہتا تھا پھرتا تھا منع نہ کیا جاتا تھا جس دن سے آدم علیہ السلام بہشت سے نکلے یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے پس روکا گیا اس وقت چار آسمانوں سے پھر جب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے تو باقی تین آسمانوں سے بھی روکا گیا پھر اس کے بعد وہ اور اس کی فوج چوری سننے لگے اور ان پر ستاروں سے انگارے پڑنے لگے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فترۃ کے زمانے میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان) آسمان پر چوکیدار نہ تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری عنایت ہوئی تو آسمان پر سخت چوکیدار بیٹھے اور شیطانوں کو انگارے پڑنے لگے تو جنوں کو یہ بات غیر معروف معلوم ہوئی اور سدی کے طریق سے روایت ہے کہ آسمان پر چوکیدار نہ بیٹھے تھے مگر یہ کہ زمین میں کوئی پیغمبر یا دین ظاہر ہوتا ہے اور شیطانوں نے ٹھکانے بنائے ہوئے تھے کہ اس میں سنتے جو چیز نئی پیدا ہوتی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری عنایت ہوئی تو ان پر انگارے پھینکے گئے اور کہا ابن منیر نے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ستاروں سے انگارے نہ پڑتے تھے اور حالانکہ اسی طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مسلم کی اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا کہ جو کوئی اب سنے تو پائے اپنے واسطے انگارا گھات میں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے بھی تاروں میں انگار پھینکے جاتے تھے سو کبھی جن چوری سننے والے کو پاتا اور کبھی نہ پاتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کے بعد ایسی پھینک مار جاری ہوئی کہ کوئی انگارا نہ چوکتا تھا اسی واسطے انہوں نے اس کو گھات کے ساتھ موصوف کیا اس واسطے کہ جو کسی چیز کے واسطے گھات لگاتا ہے وہ اس سے نہیں چوکتا سو ہوگا متجدد ہونا اصابت کا نہ اصل اس کا یعنی اصل انگاروں کا پڑنا تو پہلے بھی تھا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کے بعد تو ایسا ہوا کہ کوئی انگارا جن چوری سننے والے سے نہ چوکتا تھا اور عقیلی اور ابن مندہ وغیرہ نے مالک لیثی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہانت کا ذکر ہوا تو میں نے کہا کہ پہلے پہل میں نے ہی آسمانوں کی چوکیداری اور انگاروں کا پھینکنا پہچانا اور میں نے جانا کہ وہ چوری سننے سے روکے گئے اور اس کا بیان یوں ہے کہ ہم اپنے ایک کاہن کے پاس جمع ہوئے جس کا نام خطر بن مالک تھا اور وہ بہت بوڑھا تھا اس کی عمر دوسو اسی برس کی تھی تو ہم نے کہا اے خطر! کیا تجھ کو ان ستاروں کا بھی کچھ حال معلوم ہے کہ ہم اس سے گھبرائے ہیں اور اپنی بدعاقبت سے ڈرے ہیں، الحدیث۔ اور اس میں ہے سو ایک بڑا تارا آسمان سے ٹوٹا تو وہ کاہن اونچی آواز سے چلایا اور کہا انگارے نے اس کو پایا اور اس کو پایا اور اس کو جلایا اور نیز اس نے کہا کہ سرکش جن آسمان کی خبر سننے سے روکے گئے ساتھ انگارے کے جو جلاتا ہے بہ سبب پیغمبر ہونے ایک بڑی شان والے کے اور یہی اپنی قوم کے واسطے دیکھتا ہوں جو اپنے نفس کے واسطے دیکھتا ہوں یہ کہ آدمیوں کے بہتر پیغمبر کی پیروی کریں اور اس حدیث کی سند نہایت ضعیف ہے اور اگر اس میں حکم نہ ہوتا تو میں اس کو ذکر کرتا واسطے ہونے اس کے کی نشانی پیغمبری کی نشانیوں سے اور اگر کوئی کہے کہ جب وحی

اترنے کے سبب سے انگاروں کے پھینکنے کی تاکید اور تشدید زیادہ ہوئی تو پھر حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد بند کیوں نہ ہوئی اس واسطے کہ زیادہ بندش کا سبب اترنا وحی کا تھا حضرت ﷺ پر اور اترنا وحی کا حضرت ﷺ کے فوت ہونے سے بند ہوا اور حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ستارے اب بھی پھینکے جاتے ہیں اور اس کا جواب پکڑا جاتا ہے زہری کی حدیث سے سو پہلے گزری کہ اس میں ہے نزدیک مسلم کے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ آج کوئی بڑا امرد مرایا پیدا ہوا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کسی کے مرنے جینے کے سبب سے نہیں پھینکے جاتے لیکن اللہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو آسمانوں والے بعض بعضوں کو خبر دیتے ہیں یہاں تک کہ پہلے آسمان پر خبر پہنچتی ہے تو جن سن کر اس کو لے بھاگتا ہے اور اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ نگہبانی اور بندش کا سبب موقوف نہیں ہوا اس واسطے کہ روز بروز اس عالم میں نیا کام ہوتا ہے اور تازہ واقعہ پیدا ہوتا ہے جس کا حکم فرشتوں کو ہوتا ہے کہ شیاطین باوجود سخت بندش کے اوپر ان کے اس باب میں بعد پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے نہیں بند ہوئی امید ان کی آسمان کی خبر چرانے میں بیچ زمانے حضرت ﷺ کے اور جب حضرت ﷺ کے زمانے میں ان کی یہ امید بند نہیں تو پھر آپ ﷺ کے بعد کیونکر بند ہو اور البتہ عمر نے غیلان بن سلمہ سے کہا جب کہ اس نے اپنی عورتوں کو طلاق دی کہ میں گمان کرتا ہوں کہ جو شیطان چراتے ہیں اس میں ہے کہ میں نے سنا کہ تو کل مر جائے گا تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ جنوں کا چوری سننا حضرت ﷺ کے بعد بھی بدستور جاری رہا سو قصد کرنے سننے کا اس چیز کے کہ نئی پیدا ہوئی سو نہ پہنچتی طرف اس کی مگر یہ کہ کوئی ان میں سے اپنی خفت حرکت سے کچھ سن کر لے بھاگتا اور انگار چمکتا اس کے پیچھے پڑتا سو اگر اس کو پاتا پہلے اس سے کہ اپنے ساتھی کے کان میں ڈالے تو فوت ہوتا نہیں تو اس کو سنتے اور آپس میں ایک دوسرے کو بتلاتے اور یہ جن جنہوں نے حضرت ﷺ کو نخلہ میں فجر کی نماز پڑھتے دیکھا جن کا ذکر اوپر ہوا ہے بعضوں نے کہا کہ یہ لوگ یہود کے دین پر تھے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ اتارا گیا ہے بعد موسیٰ علیہ السلام کے بعض کہتے ہیں کہ نو جن تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سات تھے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ بارہ ہزار تھے موصل کے جزیرہ سے تو حضرت ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا انتظار کر یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں اور حضرت ﷺ نے اس کے گرد ایک خط کھینچا، آخر حدیث تک اور تطبیق یہ ہے کہ یہ قصے دو ہیں اس واسطے کہ جو جن پہلی بار آئے تھے ان کے آنے کا سبب وہ ہے جو حدیث میں مذکور ہوا انگاروں کے پڑنے سے اور جن کا ذکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے ان کے آنے کا سبب یہ ہے کہ وہ مسلمان ہونے اور قرآن سننے اور احکام دین پوچھنے کے واسطے آئے تھے اور بعض احکام جنوں کے بدء الخلق میں گزر چکے ہیں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اے قوم ہماری! ہم نے عجیب قرآن سنا تو کہا ماوردی نے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ وہ قرآن سننے کے وقت ایمان لائے اور ایمان واقع ہوتا ہے ساتھ ایک دو امروں کے یا تو اعجاز کی حقیقت اور معجزے کی شرطوں کو پہچانے تو اس کو رسول کا سچا

ہونا معلوم ہو اور جانے کہ یہ رسول سچا ہے اور یا اس کے پاس پہلی کتابوں کا علم ہو کہ اس میں دلائل ہوں اس پر کہ وہ پیغمبر ہے جس کی بشارت دی گئی اور جنوں میں دونوں امروں کا احتمال ہے اور یہ جو کہا کہ وحی بھیجی گئی طرف آپ کے قول جنوں کا تو یہ کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا گویا کہ ثابت کیا اس نے اس میں اس چیز کو کہ پہلے ان کا مذہب تھا کہ حضرت ﷺ جنوں کے ساتھ جمع نہیں ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وحی بھیجی اللہ نے آپ کی طرف کہ جن آپ کا قرآن سن گئے لیکن نہیں لازم آتا عدم ذکر اجتماع ان کی سے ساتھ حضرت ﷺ کے وقت سننے قرآن کے یہ کہ نہ جمع ہوئے ہوں ساتھ آپ کے اس کے بعد اور اس حدیث میں ثابت کرنا شیطانوں اور جنوں کے وجود کا ہے اور یہ کہ وہ دونوں نام ایک مسمیٰ کے واسطے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوگئی دو قسمیں باعتبار کفر اور ایمان کے سو جو ان میں سے ایماندار ہو اس کو شیطان نہیں کہا جاتا اور اس میں ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہجرت سے پہلے مشروع ہوا اور نیز اس میں مشروع ہونا اس کا ہے سفر میں اور فجر کی نماز میں پکار کر قرأت پڑھنی اور یہ کہ اعتبار ساتھ اس چیز کے ہے کہ مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے بندے کے نیک خاتمہ سے نہ ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہو بدی اس کی سے اگرچہ کہاں تک پہنچے اس واسطے کہ یہ جن جو مجرد قرآن کے سننے سے جلدی ایمان لائے اگر شیطان کے نزدیک ان کا رتبہ زیادہ تر نہ ہوتا تو نہ اختیار کرتا ان کو واسطے اس جہت کے کہ ظاہر ہوا واسطے اس کے کہ جو چیز نئی پیدا ہوئی وہ اس طرف ہے اور باوجود اس کے پس غالب ہوئی اوپر ان کے وہ چیز کہ مقدر ہو چکی تھی واسطے ان کے نیک بختی سے ساتھ نیک ہونے خاتمہ کے اور مانند اس کے ہے قصہ فرعون کے جادو گروں کا اور مفصل بیان اس کا کتاب القدر میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ — سورۂ مزمل کی تفسیر کا بیان

فائدہ: مزمل ساتھ تشدید کے اصل اس کا تنزیل ہے سوا دغام کی گئی تا زا میں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو اصل پر پڑھا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَتَبَتَّلْ﴾ أَخْلِصْ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ تبتل کے معنی ہیں کہ خالص ہو واسطے عبادت اس کی کے۔

فائدہ: اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خالص کر واسطے اس کے دعا اور عبادت کو اور عطا سے مروی ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وتبتل اليه تبتيلا﴾ کہ الگ ہو طرف اس کی الگ ہونا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿أَنْكَالًا﴾ قُيُوْدًا.

اور کہا حسن نے انکالا کے معنی ہیں بیڑیاں اللہ نے فرمایا ﴿ان لدينا انكالا﴾۔

﴿مُنْفَطِرٌ بِهِ﴾ مُثْقَلَةٌ بِهِ.

یعنی منفطر به کے معنی ہیں کہ بھاری ہونے والا ہے

ساتھ اس کے بھاری ہونا کہ سبب ہے پھٹنے کا دن قیامت کے بوجھ سے۔

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے بھاری ہوگا اس بنا پر ضمیر بہ کی اللہ کی طرف پھرے گی اور احتمال ہے کہ ضمیر بہ کی دن قیامت کی طرف پھرتی ہو اور کہا ابو عبیدہ رحمہ اللہ نے کہ ضمیر مذکر ہے اور مرجع مؤنث ہے اس واسطے کہ تاویل آسمان کی تاویل چھت کی ہے یعنی مراد ضمیر منفطر کی ہے اور احتمال ہے کہ حذف پر ہو اور تقدیر شئی منفطر ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَثِيبًا مَهِيلًا﴾ الرَّمْلُ السَّائِلُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کثیبا مهیلا کے معنی ہیں ریت پھسلتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وکانت الجبال کثیبا مهیلا﴾

﴿وَبِيلًا﴾ شَدِيدًا.

اور وبیلا کے معنی ہیں سخت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاخذناہ اخذا وبیلا﴾ یعنی پکڑا ہم نے فرعون کو پکڑنا سخت۔

تنبیہ: نہیں وارد کی بخاری نے سورۂ مزمل میں کوئی حدیث مرفوع اور روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس چیز میں کہ متعلق ہے اس سے ساتھ قیام رات کے اور اس میں قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے تو ہوگی نماز تہجد کی نفل بعد فرض ہونے کے اور ممکن ہے کہ داخل ہو بیچ قول اللہ تعالیٰ کے جو اس کے اخیر میں ہے ﴿وما تقدموا لانفسکم﴾ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مال تمہارا وہ ہے جو تم نے آگے بھیجا اور تمہارے وارثوں کا مال وہ ہے جو تم نے پیچھے چھوڑا و سیاتی فی الرقاق۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

سورۂ مدثر کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس کی تعلیل بھی وہی ہے جو مزمل میں گزری۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَسِيْرٌ﴾ شَدِيْدٌ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عسیر کے معنی ہیں سخت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فذلك یوم عسیر﴾۔

﴿قَسْوَرَةٌ﴾ رِكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَكُلُّ شَدِيْدٍ قَسْوَرَةٌ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ الْقَسْوَرَةُ قَسْوَرٌ الْأَسَدُ الرِّكْزُ الصَّوْتُ.

اور قسورۃ کے معنی ہیں لوگوں کا شور وغل یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿کانهم حمر مستنفرة فرت من قسورة﴾ اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قسورہ کے معنی ہیں شیر اور ہر سخت چیز کو قسورہ کہتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عربی میں اسد کہتے ہیں اور فارسی میں شیر کہتے ہیں اور حبش کی زبان میں قسورۃ۔

﴿مُسْتَنْفِرَةٌ﴾ نَافِرَةٌ مَذْعُوْرَةٌ.

یعنی مستنفرۃ کے معنی ہیں ڈرنے والے اور بھڑکنے والے

٤٥٤١ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ ﴿يَاۤأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ أَمَامِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ خَلْفِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَأَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ وَصُبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿يَاۤأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾.

۴۵۴۱۔ حضرت یحییٰ بن کثیر سے روایت ہے کہ میں نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پہلے پہل قرآن کی کون سی آیت اتری؟ اس نے کہا کہ ﴿یا ایہا المدثر﴾ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ﴿اقرا باسم ربك الذی خلق﴾ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں نے اس سے کہا جیسے تو نے کہا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں حدیث بیان کرتا ہوں میں تجھ سے مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا سو جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترا تو کسی نے مجھ کو پکارا تو میں نے اپنے دائیں دیکھا تو میں نے کچھ چیز نہ دیکھی اور میں نے اپنے بائیں دیکھا سو میں نے کچھ چیز نہ دیکھی اور میں نے اپنے آگے دیکھا سو کچھ چیز نہ پائی اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا سو کچھ چیز نہ پائی پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے ایک چیز دیکھی سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور مجھ پر سرد پانی چھڑکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو انہوں نے مجھ کو کپڑا اوڑھایا اور مجھ پر سرد پانی چھڑکا، کہا جابر رضی اللہ عنہ نے سو یہ آیتیں اتریں کہ اے اپنے اوپر کپڑا لپیٹنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا یعنی مکے والوں کو آگ سے اگر نہ ایمان لائیں اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا۔

٤٥٤٢ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهٗ قَالَا حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ

۴۵۴۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا مثل حدیث عثمان کے علی بن مبارک سے۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَآءٍ مِثْلَ حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ.

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے عثمان بن عمر کی حدیث کو روایت نہیں کیا جس پر حرب کی روایت کا حوالہ دیا اور وہ محمد بن بشار کے پاس ہے جو بخاری رحمہ اللہ کا استاذ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

٤٥٤٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْاٰنِ أُنْزِلَ أَوَّلَ فَقَالَ ﴿يٰأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ أُنْبِئْتُ أَنَّهُ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَيُّ الْقُرْاٰنِ أُنْزِلَ أَوَّلَ فَقَالَ ﴿يٰأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ أُنْبِئْتُ أَنَّهُ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ فَقَالَ لَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاوَرْتُ فِيْ حِرَآءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِيَ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِيْ وَخَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَأَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ وَصُبُّوْا عَلَيَّ مَآءً بَارِدًا وَأُنْزِلَ عَلَيَّ ﴿يٰأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ

۴۵۴۳۔ حضرت یحیٰی سے روایت ہے کہ میں نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پہلے پہل قرآن کی کون سے آیت اتاری گئی؟ تو اس نے کہا کہ ﴿یا ایها المدثر﴾ میں نے کہا کہ مجھے کو خبر ہوئی کہ ﴿اقرا باسم ربك الذی خلق﴾ ہے تو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون قرآن پہلے اترا اور اس نے کہا کہا ﴿یا ایها المدثر﴾ تو میں نے کہا کہ مجھ کو خبر دی گئی کہ ﴿اقرا باسم ربك الذی خلق﴾ تو اس نے کہا کہ نہیں خبر دیتا میں تجھ کو مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا سو جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترا سو کسی نے مجھ کو پکارا سو میں نے اپنے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں دیکھا تو اچانک وہی فرشتہ یعنی جبرئیل علیہ السلام زمین اور آسمان کے درمیان تخت پر بیٹھا ہے سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور مجھ پر سرد پانی چھڑکو تو مجھ پر یہ آیتیں اتاری گئیں، اے کپڑا اوڑھنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

فَانْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾.

فائدہ: یہ جو کہا کہ مجھ کو خبر دی گئی کہ وہ ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ ہے تو ابو داؤد طیالسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ اتری اور نہیں بیان کیا یحییٰ بن کثیر نے کہ کس نے اس کو خبر دی اور شاید مراد ساتھ اس کے عروہ ہے جیسے نہیں بیان کیا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ کس نے اس کو خبر دی اور شاید مراد اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ یہ حدیث مشہور ہے عروہ سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کما تقدم فی بدء الوحی اور پہلے گزر چکا ہے وہاں کہ روایت زہری کی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے جابر رضی اللہ عنہ سے دلالت کرتی ہے کہ مراد ساتھ اولیت کے بیچ قول اس کے کی کہ اول سورہ مدثر اتری اولیت مخصوص ہے ساتھ اس چیز کے کہ بعد بند ہونے وحی کے ہے یا خاص ہے ساتھ امر ڈرانے کے نہ یہ کہ مراد اولیت مطلق ہے تو گویا کہ جس نے کہا کہ اول سورۂ اقرأ اتری تو مراد اس کی اولیت مطلق ہے اور جس نے کہا کہ مدثر ہے تو اس کی مراد ساتھ قید تصریح بالا رسال کے ہے اور کہا کرمانی نے کہ یہ جو کہا کہ اول یاایھا المدثر اتری تو یہ جابر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے اور نہیں ہے اس کی روایت سے اور صحیح وہ چیز ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں واقع ہوئی اور عطاء سے منقول ہے کہ سورہ مزمل مدثر سے پہلے اتری اور یہ روایت معضل ہے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوا ملنا اس کا کسی صحابی معین سے اور ظاہر صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ مزمل مؤخر ہے مدثر سے اس واسطے کہ اس میں ذکر ہے قیام لیل کا اور سوائے اس کے جو بہت دیر پیچھے ہے ابتداء نزول وحی سے برخلاف مدثر کے کہ اس میں ہے کہ اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور مشکل یحییٰ بن کثیر کی روایت سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں ایک مہینہ اعتکاف کیا پھر جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترا سو مجھ کو کسی نے پکارا یہاں تک کہ کہا سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو اچانک دیکھا کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہوا میں تخت پر بیٹھا ہے سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور دور کرتا ہے اشکال کو ایک دو امروں کا یا تو ساقط ہوا ہے یحییٰ اور اس کی استاد پر قصے سے آنا جبرئیل علیہ السلام کا حرا میں ساتھ ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق﴾ کے اور تمام جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا اور یا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرا میں اور مہینہ اعتکاف کیا ہوگا سو پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال میں ایک مہینہ اعتکاف کرتے تھے یعنی رمضان کا مہینہ اور یہ بند ہونے وحی کی مدت میں تھا سو اعتکاف گزرنے کے بعد پھر وحی کا اترنا شروع ہوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اپنے کپڑے پاک رکھ۔

٤٥٤٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح

۴۵۴۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان

وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِیُّ فَأَخْبَرَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْیِ فَقَالَ فِیْ حَدِیْثِهٖ فَبَیْنَا أَنَا أَمْشِیْ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِیْ جَآءَنِیْ بِحِرَآءٍ جَالِسٌ عَلٰی كُرْسِیٍّ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَدَثَّرُوْنِیْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿یٰٓأَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ إِلٰی ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِیَ الْأَوْثَانُ.

کرتے تھے بند ہونے وحی کی سے سو فرمایا آپ ﷺ نے حدیث میں کہ جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو اچانک جو فرشتہ کہ حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے سو میں اس سے کانپا خوف کے مارے پھر میں پلٹ آیا یعنی گھر کی طرف تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ! مجھ کو کمبل اوڑھاؤ! سو اللہ نے یہ آیتیں اتاریں کہ اے کپڑے اوڑھنے والے! ﴿والرجز فاھجر﴾ تک پہلے اس سے کہ نماز فرض ہو اور مراد رجز سے بت ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا پہلے اس سے کہ نماز فرض ہو تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ کپڑوں کے پاک کرنے کا حکم نماز فرض ہونے سے پہلے تھا اور ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کو پانی سے دھوؤ اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مراد یہ ہے کہ پاک کپڑے میں نماز پڑھ اور پہلا قول زیادہ تر قوی ہے اور تائید کرتی ہے اس کی جو روایت کی ہے ابن منذر نے بیچ سبب نزول اس کے کی زید بن مرثد کے طریق سے کہ حضرت ﷺ پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالی گئی تو یہ آیت اتری اور جائز ہے کہ سب مراد ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ یُقَالُ الرِّجْزُ وَالرِّجْسُ الْعَذَابُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور دور کر پلیدی کو کہا جاتا ہے کہ رجز اور رجس عذاب ہے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ رجز بتوں کو کہتے ہیں اور وہ تفسیر بطور معنی کے ہے یعنی دور کر اسباب عذاب کے اور وہ بت ہیں کہا کرمانی نے کہ تفسیر کیا ہے مفرد کو ساتھ جمع کے اس واسطے کہ وہ اسم جنس ہے اور باب کی روایت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر رجز کی ساتھ بتوں کے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے قول سے ہے اور مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ ضمہ کے ساتھ بت کا نام ہے اور زیر کے ساتھ عذاب کو کہتے ہیں۔

٤٥٤٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ قِبَلَ السَّمَآءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتّٰى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَالرِّجْزَ الْأَوْثَانَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ.

۴۵۴۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حدیث بیان کرتے تھے بند ہونے وحی کے سے سو فرمایا آپ نے جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے آسمان کی طرف اپنی آنکھ اٹھائی سو اچانک وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے تو میں اس سے کانپا خوف کے مارے یہاں تک کہ میں زمین کی طرف جھکا سو میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ! کمبل اوڑھاؤ! تو انہوں نے کپڑا اوڑھایا پس اللہ نے یہ آیتیں اتاریں ﴿یاایھا المدثر﴾ اللہ کے قول ﴿والرجز فاھجر﴾ تک کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رجز کے معنی ہیں بت پھر وحی گرم ہوئی اور پے در پے اترنی شروع ہوئی۔

سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ

سورۂ قیامہ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: لا اقسم کی شرح سورۂ حجر میں پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ جمہور اس پر ہیں کہ لا زائدہ ہے اور تقدیر اقسم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حروف تنبیہ کا ہے مثل الا کی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہ نہ ہلا تو اس کے پڑھنے میں اپنی زبان کو کہ جلدی اس کو سیکھ لے۔

فائدہ: نہیں اختلاف ہے سلف کو اس میں کہ مخاطب ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بیچ شان نزول وحی کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث باب کی اور حکایت کی ہے فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے کہ کہا قفال نے کہ جائز ہے کہ اتری ہو یہ آیت اس آدمی کے حق میں جو مذکور ہے پہلے اس سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ خبر دیا جائے گا آدمی اس دن ساتھ اس چیز کے کہ آگے بھیجی اور پیچھے چھوڑی کہا کہ اس کا اعمال نامہ اس کے سامنے کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ تو وہ کانپے گا خوف سے سو جلدی کرے گا پڑھنے میں سو کہا جائے گا کہ نہ ہلا اپنی زبان کو تا کہ جلدی کرے ساتھ اس کے ہم پر ہے جمع کرنا اس کا یعنی یہ کہ تیرے عمل کو جمع کریں اور تجھ پر پڑھا جائے سو جب ہم

اس کو تجھ پر پڑھیں تو پیروی کر قرأت اس کی کی یعنی ساتھ اقرار کے کہ تو نے یہ کام کیا پھر ہم پر ہے بیان کرنا امر انسان کا اور جو متعلق ہے ساتھ اس کی کے کہا اس نے اور یہ وجہ خوب ہے نہیں عقل میں جو اس کے مخالف ہو اگرچہ کوئی حدیث اس میں وارد نہیں ہوئی اور باعث اس کا مشکل ہونا بیان مناسبت کا ہے درمیان اس آیت کے اور جو اس سے پہلے ہے احوال قیامت کے سے یہاں تک کہ بعض رافضیوں نے گمان کیا ہے کہ اس سورۂ سے کوئی چیز رہ گئی ہے اور یہ دعویٰ ان کے باطل دعوؤں سے ہے اور اماموں نے کئی طور سے اس کی مناسبت بیان کیا ہے ایک یہ کہ جب اللہ پاک نے قیامت کو ذکر کیا اور جو اس کے واسطے عمل کرنے سے قاصر رہے تھے شان اس کی سے محبت دنیا کی اور تھا اصل دین سے کہ نیک کام کی طرف جلدی کرنی مطلوب ہے سو تنبیہ کی اللہ نے اس پر کہ کبھی عارض ہوتا ہے اس مطلوب پر جو اجل ہے اس سے اور وہ کان لگاتا ہے طرف وحی کی اور اس کا سمجھنا اور حفظ کے ساتھ مشغول ہونا کبھی اس سے روکتا ہے سو حکم کیا کہ نہ جلدی کرے طرف حفظ کرنے کی اس واسطے کہ یاد کرانا اس کا اللہ کے ذمہ ہے اور چاہیے کہ کان رکھے جو اس پر وارد ہوتا ہے وحی سے یہاں تک کہ تمام ہو سو پیروی کرے اس کی جو اس پر شامل ہے پھر جب جملہ معترضہ تمام ہوا تو پھرا کلام طرف اس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ آدمی کے جس کا ذکر شروع ہے اور جو اس کی جنس سے ہے سو فرمایا کلا یعنی نہیں گویا کہ فرمایا کہ بلکہ تم اے آدمیو! واسطے ہونے تمہارے کے کہ پیدا ہوئے جلدی سے جلدی کرتے ہو ہر کام میں اور اسی واسطے تم دنیا کو دوست رکھتے ہو اور ایک ان میں سے یہ ہے کہ عادت قرآن کی ہے کہ جب ذکر کی جائے کتاب جو مشتمل ہے اوپر عمل بندے کے جب قیامت کو پیش ہوگی تو اس کے پیچھے اس کتاب کا ذکر ہوتا ہے جو شامل ہے احکام دینی پر دنیا میں کہ پیدا ہوتا ہے اس سے حساب کرنا از روئے عمل کے اور ترک کر کے جیسا کہ سورہ کہف میں فرمایا **﴿فتری المجرمین مشفقین مما فیه﴾** یہاں تک کہ **﴿ولقد صرفنا فی هذا القرآن من کل مثل وکان الانسان اکثر شیء جدلا﴾** اور اسی طرح ہے طہٰ میں اور ایک یہ کہ جب یہ سورہ اللہ کے قول **﴿ولا القی معاذیره﴾** تک اتری تو جلدی کی حضرت مَلَّاتِیْمِ نے طرف یاد کرنے اس چیز کے کہ جو اتری اور ہلایا ساتھ اس کے زبان اپنی کو جلدی سے واسطے خوف کے بھول جانے اس کے سے سو یہ آیت اتری کہ نہ ہلا اپنی زبان کو اس قول تک کہ پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا پھر دوہرایا کلام کو طرف پورا کرنے اس چیز کے کہ شروع کیا ساتھ اس کے، کہا فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اور مانند اس کی ہے کہ جب مدرس طالب پر مثلا ایک مسئلہ ڈالے سو مشغول ہو طالب ساتھ کسی چیز کے کہ عارض ہو واسطے اس کے تو مدرس اس کو کہے کہ میری طرف دل کو لگا اور سمجھ جو میں کہتا ہوں پھر پورا کرے مسئلے کو سو جو سبب کو نہ پہچانتا ہو وہ کہے گا کہ یہ کلام مسئلے کے مناسب نہیں برخلاف اس شخص کے جو اس کو پہچانتا ہو اور ایک یہ کہ جب نفس کا ذکر سورہ کے اول میں گزرا تو عدول کیا گیا طرف ذکر نفس حضرت مَلَّاتِیْمِ کے کی گویا کہ کہا گیا کہ یہ حال ہے نفسوں کا اور تیرا نفس اے محمد سب نفسوں سے اشرف ہے سو چاہیے کہ

تو اکمل احوال کو پکڑے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سُدًى﴾ هَمَلًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سدی کے معنی ہیں مہمل بے قید کہ نہ اس کو کسی چیز کا حکم کیا جائے اور نہ منع کیا جائے، اللہ نے فرمایا ﴿ایحسب الانسان ان یترك سدی﴾.

﴿لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ﴾ سَوْفَ أَتُوبُ سَوْفَ أَعْمَلُ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں عنقریب توبہ کروں گا اور عمل کروں گا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد امید ہے کہتا ہے میں عمل کروں گا پھر توبہ کروں گا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کافر ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے اور مراد ﴿یفجر امامه﴾ سے یہ ہے کہ ہمیشگی کرتا ہے گناہ پر بغیر توبہ کے۔

﴿لَا وَزَرَ﴾ لَا حِصْنَ.

یعنی لا وزر کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی جگہ پناہ کی اللہ نے فرمایا ﴿کلا لا وزر﴾.

٤٥٤٦ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾.

۴۵۴۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ پر وحی اترتی تھی تو اپنی زبان کو اس کے ساتھ ہلاتے تھے بیان کیا سفیان راوی نے لب ہلانا حضرت ﷺ کا ارادہ کرتے تھے کہ اس کو یاد کریں سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ اس کو جلدی سیکھ لے۔

بَابُ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہمارے ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور آسان کرنا پڑھنے اس کے کا۔

٤٥٤٧ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ

۴۵۴۷۔ حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ سے روایت ہے کہ اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کی تفسیر پوچھی کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو کہا اس نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ اپنے دونوں لب اس کے ساتھ ہلاتے تھے جب کہ قرآن آپ پر اترتا سو اللہ نے آپ سے فرمایا کہ

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ يَخْشٰى أَنْ يَّنْفَلِتَ مِنْهُ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ أَنْ نَّجْمَعَهُ فِيْ صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ أَنْ تَقْرَأَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ﴾ يَقُوْلُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ أَنْ نُّبَيِّنَهُ عَلٰى لِسَانِكَ.

مت ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو واسطے اس خوف کے کہ کوئی چیز اس سے ضائع نہ ہو جائے بیشک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا یہ کہ پڑھیں ہم اس کو سو جب ہم اس کو پڑھیں یعنی جب تجھ پر اتارا جائے تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر ہمارا ذمہ ہے بیان کرنا اس کا یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان پر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پہچانتے تھے ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اتری۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿قَرَأْنَاهُ﴾ بَيَّنَّاهُ ﴿فَاتَّبِعْ﴾ اِعْمَلْ بِهِ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جب ہم اس کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قرأناہ کے معنی ہیں کہ ہم اس کو بیان کریں اور پیروی کر یعنی اس کے ساتھ عمل کر۔

٤٥٢٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْآيَةَ الَّتِيْ فِيْ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ عَلَيْنَا أَنْ نَّجْمَعَهُ فِيْ صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ عَلَيْنَا أَنْ نُّبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ فَإِذَا

۴۵۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مت چلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ جلدی سیکھ لے کہا کہ جب جبرئیل علیہ السلام وحی کے ساتھ اترتا تھا تو حضرت ﷺ اپنی زبان اور دونوں لب کو اس کے ساتھ ہلاتے تھے سو یہ آپ پر سخت ہوتا یعنی حضرت ﷺ کو اس میں نہایت تکلیف ہوتی اور آپ ﷺ سے یہ حال پہچانا جاتا تھا یعنی جو اس وقت آپ کے پاس ہوتا تھا وہ پہچان جاتا تھا کہ وحی اترتی ہے سو اللہ نے یہ آیت اتاری جو سورہ قیامہ میں ہے کہ مت ہلا اپنی زبان کو ساتھ قرآن کے تا کہ اس کو جلدی سیکھ لے ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا یعنی وعدہ ہے ہم پر یہ کہ جمع کریں ہم اس کو تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا اور جب ہم اس کو پڑھیں تو اس کی قرأت کی پیروی کر یعنی جب ہم اس کو اتاریں تو کان لگا کر سن پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یعنی ہمارا ذمہ ہے کہ بیان کریں ہم

ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى﴾ تَوَعُّدٌ.

اس کو تیری زبان سے کہا سو جب آپ ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آتا تو سر نیچے ڈالتے یعنی چپ رہتے پھر جب جبرئیل علیہ السلام چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسا اللہ نے ان سے وعدہ کیا پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یعنی یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان سے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿اولی لك فاولی﴾ تو یہ وعدہ عذاب کا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں صرف دونوں لب کا ذکر ہے اور ایک روایت میں صرف زبان کا ذکر ہے اور مراد سب ہیں یا اس واسطے کہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور یا مراد یہ ہے کہ ہلاتے تھے منہ اپنا جو مشتمل ہے اوپر دونوں لب اور زبان کے لیکن چونکہ زبان نطق میں اصل ہے تو آیت میں اس پر اقتصار کیا اور یہ جو کہا کہ یہ حضرت ﷺ پر سخت ہوتا تھا تو ظاہر اس سیاق کا یہ ہے کہ سبب جلدی کرنے کا حاصل ہونا مشقت کا ہے جو پاتے اس کو وقت اترنے کے سو اس کے سیکھنے کے ساتھ جلدی مشقت دور ہو اور اسرائیل کی روایت میں ہے کہ یہ اس خوف سے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بھول جائیں اس واسطے کہ اس میں ہے سو حضرت ﷺ سے کہا گیا کہ مت ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تو ڈرتا ہے کہ تجھ سے چھوٹ رہے اور طبری کی روایت میں ہے کہ جب آپ پر قرآن اترتا تو اس کے ساتھ جلدی بولتے واسطے محبت آپ کی کے اس سے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ بولتے ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جاتی طرف آپ کی اس سے اول پس اول سو حضرت ﷺ کو حکم ہوا کہ جلدی نہ کریں یہاں تک کہ نزول پورا ہو اور نہیں ہے کوئی بعد بیچ متعدد ہونے سبب کے اور یہ جو کہا کہ سو اللہ نے یہ آیت اتاری یعنی اس سبب سے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جس نے جائز رکھا ہے اجتہاد حضرت ﷺ کا اور جائز رکھا ہے رازی رحمہ اللہ نے یہ کہ اجازت دی گئی ہو آپ کو جلدی کرنے میں نہی وارد ہونے کے وقت تک پس نہیں لازم آتا واقع ہونا اجتہاد کا بیچ اس کے اور ضمیر بہ میں عائد ہے طرف قرآن کے اگرچہ اس کا ذکر پہلے گزرا نہیں لیکن قرآن راہ دکھاتا ہے طرف اس کی بلکہ دلالت کرتا ہے اس پر سیاق آیت کا اور یہ جو کہا ﴿وقرآنہ﴾ تو ایک روایت میں ہے کہ تو اس کو پڑھے اور طبری کی روایت میں ہے کہ تو اس کو اس کے بعد پڑھے اور یہ جو فرمایا ﴿فاذا قراناہ﴾ یعنی جب فرشتہ اس کو تجھ پر پڑھے اور قول اس کا ﴿فاتبع قرآنہ﴾ یعنی جب ہم اس کو اتاریں تو اس کی طرف کان لگا یہ تاویل دوسری ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوائے اس تاویل کے کہ منقول ہے اس سے ترجمہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ سن اور چپ رہ اور نہیں شک ہے اس میں کہ استماع خاص تر ہے انصات سے اس واسطے کہ استماع کے معنی ہیں کان لگا کر سننا اور انصات کے معنی ہیں چپ رہنا اور نہیں لازم آتا چپ رہنے سے سننا اور وہ مثل اس آیت کے ہے ﴿فاستمعوا لہ وانصتوا﴾ اور

حاصل یہ ہے کہ واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اللہ کے اس قول کی تاویل ﴿انزلناہ﴾ اور بیچ قول اس کے ﴿فاستمع﴾ کے دو قول ہیں اور ضمیر بیچ قول اس کے ﴿فاتبع قرآنہ﴾ واسطے جبریل علیہ السلام کے ہے یعنی جب جبریل علیہ السلام کی قرأت تمام ہو تو اس کو پڑھ اور یہ جو کہا کہ پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے جیسا کہ مذہب جمہور اہل سنت کا ہے اور نص کی ہے اس پر شافعی رحمہ اللہ نے واسطے اس کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو ثم تراخی اور دیر سے اور نہیں تمام ہوتا یہ مگر اوپر تاویل بیان کے ساتھ بیان کرنے معنی کے نہیں تو اگر حمل کیا جائے اس پر کہ مراد ہمیشہ یاد رکھنا اس کا ہے اور ظاہر کرنا اس کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تو نہیں کہا آمدی نے جائز ہے کہ مراد بیان سے اظہار ہو نہ بیان کرنا مجمل کا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ مراد تمام قرآن ہے اور مجمل فقط بعض ہے اور نہیں ہے کوئی خصوصیت واسطے بعض اس کے کی ساتھ امر مذکور کے سوائے بعض کے اور کہا ابوالحسین بصری نے کہ جائز ہے کہ مراد بیان تفصیلی ہو اور نہیں لازم آتا اس سے جواز تاخیر بیان اجمالی کا سو نہ تمام ہوگا استدلال اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ دونوں معنی مراد ہوں اظہار بھی اور تفصیل بھی اور جو سوائے اس کے ہے اس واسطے کہ قول اس کا بیانہ جنس مضاف ہے پس عام ہوگا اس کی سب قسموں کو اظہار سے اور تبیین احکام سے اور جو اس کے متعلق ہے تخصیص تقیید اور نسخ وغیرہ سے اور اس حدیث کی اکثر شرح بدء الوحی میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

سورۂ هل اتی علی الانسان کی تفسیر کا بیان

يُقَالُ مَعْنَاهُ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ وَهَلْ تَكُوْنُ جَحْدًا وَّتَكُوْنُ خَبَرًا وَّهٰذَا مِنَ الْخَبَرِ.

کہا جاتا ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ آیا ہے آدمی پر ایک زمانہ کہ نہ تھا کچھ چیز ذکر کی جاتی اور کلمہ هل کا کبھی واسطے نفی کے ہوتا ہے یعنی واسطے استفہام انکاری کے اور کبھی خبر یعنی اثبات کے واسطے ہوتا ہے یعنی اس کے ساتھ خبر دی جاتی ہے اور اس جگہ ساتھ معنی اثبات کے ہے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ تو کہتا ہے کہ کیا میں نے تجھ کو نصیحت کی کیا میں نے تجھ کو دیا یعنی تو ثابت کرتا ہے اس بات کو کہ تو نے اس کو نصیحت کی اور دیا اور نفی یہ ہے کہ تو کہے کہ کیا کوئی ایسی چیز پر قادر ہے یعنی نہیں اور اصل یہ ہے کہ هل واسطے استفہام کے ہے لیکن کبھی واسطے تقریر کے ہوتا ہے اور کبھی واسطے انکار کے سو یہ دعویٰ کرنا کہ یہ زیادہ ہے اس کی کچھ حاجت نہیں اور کہا ابوعبیدہ نے کہ هل ساتھ معنی قد کے ہے اور نہیں واسطے استفہام کے اور کہا اس کے غیر نے کہ بلکہ وہ واسطے استفہام تقریری کے ہے گویا کہ کہا گیا ہے واسطے اس شخص کے جو قیامت کا منکر ہے کیا آیا ہے آدمی پر کوئی زمانہ کہ نہ تھا وہ کچھ چیز ذکر کی جاتی سو کہتا ہے ہاں سو کہا جاتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے اس کو اس کے بعد کہ

کچھ نہ تھا قادر ہے وہ اس کے پھر پیدا کرنے پر۔ (فتح)

يَقُوْلُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُوْرًا وَّذٰلِكَ مِنْ حِيْنِ خَلَقَهُ مِنْ طِيْنٍ إِلٰى أَنْ يُّنْفَخَ فِيْهِ الرُّوْحُ.

کہتا ہے تھا کچھ چیز اور نہ تھا مذکور ساتھ انسان کے اور یہ وقت پیدا ہونے اس کے سے مٹی سے یہاں تک کہ اس میں روح پھونکی جائے۔

فائدہ: یہ کلام فراء کا ہے اور حاصل اس کا منفی ہونا موصوف کا ہے ساتھ منفی ہونے صفت کے اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے معتزلوں کے ان کے دعویٰ میں کہ معدوم چیز ہے۔ (فتح) اور مراد ساتھ انسان کے آدم علیہ السلام ہیں اور مراد دھر سے چالیس برس ہیں کہ ان کا بدن روح پھونکنے سے پہلے چالیس برس کے اور طائف کے درمیان پڑا رہا اور یا مراد ساتھ انسان کے جنس ہے اور مراد دھر سے مدت حمل کی ہے۔ (ق)

﴿أَمْشَاجٍ﴾ اَلْأَخْلَاطُ مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ إِذَا خُلِطَ مَشِيْجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيْطٌ وَمَمْشُوْجٌ مِثْلُ مَخْلُوْطٍ.

یعنی امشاج کے معنی ہیں ملی ہوئی چیز یعنی عورت اور مرد کی منی سے خون سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر بوٹی سے پھر گوشت سے پھر ہڈیوں سے اور کہا جاتا ہے مشیج اوپر وزن فعیل کے ساتھ معنی ممشوج کے جب کہ ایک چیز دوسری چیز سے ملائی جائے مثل قول تیرے کے خلیط ساتھ معنی مخلوط کے۔

فائدہ: یہ قول فراء کا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿امشاج نبتلیه﴾ اور عکرمہ سے روایت ہے کہ مرد کی منی سے کھال اور ہڈیاں پیدا ہوتی ہیں اور عورت کی منی سے بال اور گوشت پیدا ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امشاج کے معنی ہیں مختلف رنگوں سے اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سرخ اور سیاہ سے۔ (فتح)

وَيُقَالُ ﴿سَلَاسِلًا وَّأَغْلَالًا﴾ وَلَمْ يُجْرِ بَعْضُهُمْ.

اور کہا جاتا ہے سلاسلا یعنی ساتھ تنوین لام کے اور بعض نے اس کو منصرف نہیں پڑھا۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ بعض نے سلاسلا کو تنوین کے ساتھ پڑھا ہے یہ قول کسائی اور نافع وغیرہ کا ہے اور بعض نے اس کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے پھر جو لوگ اس کو بغیر تنوین کے پڑھتے ہیں ان میں سے بعض اس پر الف کے ساتھ وقف کرتے ہیں اور بعض بغیر الف کے۔

﴿مُسْتَطِيْرًا﴾ مُمْتَدًّا الْبَلَاءُ.

یعنی مستطیرا کے معنی ہیں کہ اس کی بدی دراز ہے، اللہ نے فرمایا ﴿ويخافون يوما كان شره مستطيرا﴾.

وَالْقَمْطَرِيْرُ الشَّدِيْدُ يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ

یعنی قمطریر کے معنی ہیں سخت، اللہ نے فرمایا ﴿یوما

وَيَوْمٌ قُمَاطِرٌ وَالْعَبُوسُ وَالْقَمْطَرِيرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِيبُ أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ الْأَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ.

عبوسا قمطریرا﴾ کہا جاتا ہے یوم قمطریر الخ یعنی ان سب لفظوں کے معنی ہیں دن سخت مصیبت والا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَسْرَهُمْ﴾ شِدَّةُ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَهُ مِنْ قَتَبٍ وَغَبِيطٍ فَهُوَ مَأْسُورٌ.

یعنی اسرھم کے معنی ہیں مضبوطی پیدائش کی اور جو چیز کہ مضبوط کرے تو اس کو اونٹ کے پالان سے تو وہ ماسور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نحن خلقناهم وشددنا اسرهم﴾ اور کہا جاتا ہے واسطے گھوڑے کے شدید الاسر یعنی مضبوط بدن والا

فائدہ: اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نضرۃ یعنی تازگی منہ میں ہوتی ہے اور سرور دل میں ہوتا ہے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ولقاهم نضرة وسرورا﴾ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ارائک کے معنی ہیں تخت اور کہا براء رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وذللت قطوفها﴾ کہ توڑیں گے جس طرح چاہیں گے یعنی کھائیں گے بہشت کے میوے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور جس حال پر چاہیں گے اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ سلسبیلا کے معنی ہیں تیز بہنے والا۔

تنبیہ: نہیں وارد کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ انہوں نے اس کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پڑھا اور وہ نماز کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَالْمُرْسَلَاتِ — سورۂ مرسلات کی تفسیر کا بیان

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿والمرسلات عرفا﴾ سے فرشتے ہیں جو معروف کے ساتھ بھیجے گئے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جِمَالَاتٌ﴾ حِبَالٌ.

جمالات کے معنی ہیں موٹی رسیاں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كانه جمالات صفر﴾ اور مراد ساتھ کسر جیم کے ہے اور بعض اس کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں اس کے معنی ہیں اونٹ کالے۔

﴿ارْكَعُوا﴾ صَلُّوا ﴿لَا يَرْكَعُونَ﴾ لَا يُصَلُّونَ.

ارکعوا کے معنی ہیں نماز پڑھو اور لا یرکعون کے معنی ہیں نہیں نماز پڑھتے، اللہ نے فرمایا ﴿واذا قيل لهم اركعوا لا يركعون﴾۔

وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا يَنْطِقُونَ﴾ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ ﴿الْيَوْمَ

یعنی کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ان آیتوں کے کیا معنی ہیں کہ یہ دن ہے کہ نہ بولیں گے اور قسم ہے

نَخْتِمُ عَلٰى أَفْوَاهِهِمْ﴾ فَقَالَ إِنَّهُ ذُوْ أَلْوَانٍ مَّرَّةً يَّنْطِقُوْنَ وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ.

اللہ کہ ہم شرک نہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج ہم مہر کر دیں گے ان کے منہ پر بعض آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کلام کریں گے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام نہیں کریں گے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قیامت کا دن کئی رنگ کا ہے اور اس میں کئی جگہیں مختلف ہیں ایک بار بولیں گے اور ایک بار ان کے منہ پر مہر کی جائیں گی یعنی وہ دن دراز ہے آدمی کے واسطے اس میں کئی حالات ہوں گے ایک حال میں بولیں گے اور ایک حال میں نہ بولیں گے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قیامت کا دن بہت دراز ہے اس میں کئی جگہ وقفہ ہوگا ایک گھڑی ان پر آئے گی کہ اس میں نہ بولیں گے پھر ان کو اجازت ہوگی سو وہ جھگڑیں گے پھر قسمیں کھائیں گے اور انکار کریں گے اور جب ایسا کریں گے تو اللہ ان کے منہ پر مہر کر دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں کو حکم ہوگا وہ ان پر گواہی دیں گے جو کیا پھر ان کی زبان کلام کرے گی سو گواہی دیں گے اپنی جانوں پر جو انہوں نے کیا سو یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿ولا يكتمون الله حديثا﴾۔ (فتح)

٤٥٤٩ ۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا.

۴۵۴۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو آپ پر سورہ والمرسلات اتاری گئی اور بیشک ہم اس کو آپ کے منہ سے سیکھتے تھے اور یاد کرتے تھے سو ایک سانپ نکلا تو ہم اس کی طرف جھپٹے سو وہ ہم سے آگے بڑھا اور اپنی بل میں گھسا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے شر سے بچایا گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچائے گئے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو اور حاصل یہ ہے کہ اصحاب نے چاہا کہ اس سے آگے بڑھیں سو وہ ان سے آگے بڑھ گیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا وَعَنْ إِسْرَآئِيلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ إِسْرَآئِيلَ.

مراد یہ ہے کہ زیادہ کیا ہے یحییٰ بن آدم نے اس میں واسطے اسرائیل کے اور شیخ کو اور وہ اعمش ہے۔

وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ.

مراد یہ ہے کہ مخالفت کی ہے ان تینوں نے اسرائیل کی روایت کو اعمش سے ابراھیم کے شیخ میں سو اسرائیل کہتا ہے کہ عن الاعمش عن علقمۃ اور یہ کہتے ہیں اسود سے۔

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

مراد یہ ہے موافق ہوا مغیرہ اسرائیل کو ابراہیم کے شیخ میں اور یہ کہ وہ علقمہ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

مراد یہ ہے کہ واسطے اس حدیث کے اصل ہے سوائے طریق اعمش اور منصور کے۔

٤٥٥٠ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيْهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ اقْتُلُوْهَا قَالَ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا قَالَ فَقَالَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا.

۴۵۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں یعنی منیٰ میں تھے کہ اچانک آپ پر سورہ مرسلات اتری سو ہم نے اس کو آپ کے منہ سے سیکھا اور حالانکہ آپ کا منہ اس کے ساتھ تر تھا یعنی آپ اس کو پڑھتے تھے کہ اچانک ایک سانپ نکلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو بچاؤ اس کو مار ڈالو ہم اس کے پیچھے دوڑے سو وہ ہم سے آگے بڑھ گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچایا گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچائے گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ بیشک وہ آگ پھینکتی ہے چنگاڑیاں جیسے قصر یعنی بقدر قصر کے۔

٤٥٥١ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا

۴۵۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصَرِ قَالَ كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ أَقَلَّ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيْهِ الْقَصَرَ.

تفسیر میں کہ بیشک وہ آگ پھینکتی ہے چنگاڑیاں بقدر قصر کے کہا کہ تھے ہم اٹھاتے لکڑی بقدر تین ہاتھ کے یا کم تر سو ہم اس کو جاڑے کے واسطے اٹھاتے یعنی واسطے گرم کرنے اس کے سو ہم اس کا نام قصر رکھتے۔

فائدہ: قصر ساتھ فتح صاد کے جمع ہے قصرہ کی یعنی اونٹوں کی گردن کی مانند اور بعض کہتے ہیں کہ وہ کھجور کے ٹھنڈ ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرب جاہلیت کے وقت میں کہتے تھے اقصر وا لنا الحطب سو کاٹی جاتی لکڑی بقدر ہاتھ اور دو ہاتھ کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں وہ مانند درختوں اور پہاڑوں کے لیکن وہ مثل شہروں اور قلعوں کے ہے، حاصل یہ ہے کہ اونچی ہوتی ہیں چنگاڑیاں بقدر تین ہاتھ کے یا کم تر یا مانند گردن اونٹوں کے یا مانند کھجور کے درختوں کے یا مانند محل کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿كَأَنَّهٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جیسے وہ اونٹ ہیں زرد۔

٤٥٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصَرِ قَالَ كُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ فَوْقَ ذٰلِكَ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيْهِ الْقَصَرَ ﴿كَأَنَّهٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾ حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتّٰى تَكُوْنَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ.

۴۵۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ وہ پھینکتی ہے چنگاڑیاں کہا کہ تھے ہم قصد کرتے طرف لکڑی تین ہاتھ یا اس سے زیادہ کے سو اٹھاتے ہم اس کو واسطے جاڑے کے جیسے وہ رسیاں ہیں کشتی کی کہ جمع کی جائیں یعنی بعض کو بعض کے ساتھ جوڑا جائے تا کہ مضبوط ہو یہاں تک کہ ہو مانند درمیان مرد کے یعنی موٹی ہو جائیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ یہ دن ہے کہ نہ بولیں گے۔

٤٥٤٣ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۵۴۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ اچانک آپ پر سورۂ مرسلات اتری سو بیشک آپ اس کو پڑھتے تھے اور البتہ میں اس کو لیتا ہوں آپ کے منہ سے اور آپ کا منہ

فِیْ غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّيْ لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِيْ فِيْ غَارٍ بِمِنًى.

اس کے ساتھ تر ہے یعنی اس کو ذوق سے پڑھتے ہیں کہ اچانک ایک سانپ ہم پر کودا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو سو ہم اس کے پیچھے دوڑے سو وہ ہم سے آگے بڑھ گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچے، کہا عمر نے یاد رکھا ہے میں نے اس کو اپنے باپ سے کہ یہ واقعہ منیٰ کی غار میں تھا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ زیادہ کیا ہے اس کے باپ نے بعد قول اس کے حدیث میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے منیٰ میں یعنی منیٰ کا لفظ اس نے زیادہ کیا ہے۔

سُوْرَةُ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ

سورۂ عم کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا﴾ لَا يَخَافُوْنَهُ.

کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ لا یرجون حسابا کے معنی ہیں کہ اس سے نہیں ڈرتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انهم كانوا لا يرجون حسابا﴾.

﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ لَا يُكَلِّمُوْنَهُ إِلَّا أَنْ يَّأْذَنَ لَهُمْ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں نہ کلام کریں گے اس سے مگر یہ کہ ان کو اجازت ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَهَّاجًا﴾ مُضِيْئًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وھاجا کے معنی ہیں چمکتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وجعلنا سراجا وهاجا﴾.

﴿عَطَآءً حِسَابًا﴾ جَزَآءً كَافِيًا أَعْطَانِيْ مَا أَحْسَبَنِيْ أَيْ كَفَانِيْ.

اور ﴿عطاء حسابا﴾ کے معنی ہیں بدلہ کافی تو کہتا ہے دیا مجھ کو جو کافی ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ﴿عطاء حسابا﴾ کے معنی ہیں بہت۔

فائدہ: اور ﴿صوابا﴾ کے معنی ہیں کہ جس نے حق کہا دنیا میں اور عمل کیا ساتھ اس کے اور ﴿ثجاجا﴾ کے معنی ہیں بہنے والا اور ﴿دهاقا﴾ کے معنی ہیں بھرا ہوا اور ﴿كواعب﴾ کے معنی ہیں جوان عورتیں اور ﴿غساق﴾ کے معنی ہیں دوزخیوں کے آنسو کہا جاتا ہے جاری ہوا زخم اور غساق اور غسیق دونوں کے ایک معنی ہیں۔ (فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ دوزخیوں کی پیپ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس دن پھونکا

فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا﴾ زُمَرًا.

جائے گا صور میں سو تم چلے آؤ گے گروہ گروہ ہو کے۔

٤٥٤٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۴۵۴۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں ، راوی نے پوچھا کہ چالیس دن فرق ہو گا کہا میں نے انکار کیا پھر راوی نے کہا کہ چالیس مہینے فرق ہو گا کہا میں نے انکار کیا پھر راوی نے کہا کہ چالیس برس ہو گا کہا میں نے انکار کیا یعنی تعین مجھ کو معلوم نہیں ، کہا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارے گا سو اگیں گے جیسے گھاس اگتی ہے آدمی کے بدن کی کوئی چیز نہیں مگر کہ گل جاتی ہے مگر ایک ہڈی نہیں گلتی اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے جہاں سے جانور کی دم نکلتی ہے اور قیامت کے دن اسی ہڈی سے مخلوق بنائی جائے گی اور یہ جو کہا کہ میں نے انکار کیا یعنی یہ کہ کہوں جو نہیں سنا۔

سُورَةُ وَالنَّازِعَاتِ

سورۂ نازعات کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْآيَةَ الْكُبْرَى﴾ عَصَاهُ وَيَدُهُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد آیۃ الکبریٰ سے لاٹھی اور چمکتا ہاتھ کا ہے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فاراہ الآیۃ الکبریٰ﴾۔

يُقَالُ النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِيلِ.

اور کہا جاتا ہے کہ نخرۃ اور ناخرۃ کے ایک معنی ہیں مانند طامع اور طمع اور باخل اور بخیل کی۔

فائدہ: یعنی برابر ہے اصل معنی میں نہیں تو جو نخرہ میں مبالغہ ہے وہ ناخرہ میں نہیں ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أإذا كنا عظاما نخرة﴾۔

وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِي تَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ فَيَنْخَرُ.

اور کہا بعض نے کہ نخرۃ گلی ہڈی ہے اور ناخرۃ کھوکھلی ہڈی ہے جو اندر سے خالی ہو جس میں ہوا گزرے سو آواز کرے یہاں تک کہ اس کے واسطے آواز سنی جائے۔

﴿الطَّامَّةُ﴾ تَطِمُّ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ.

اور طامۃ وہ ہنگامہ ہے جو سب سے اوپر ہو۔

فائدہ: کہا فراء نے بیچ قول اللہ کے ﴿فاذا جاءت الطامة الكبرى﴾ یعنی جب آئے بڑا ہنگامہ جو سب ہنگاموں

سے اوپر ہے یعنی قیامت۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْحَافِرَةِ﴾ الَّتِيْ أَمْرُنَا الْأَوَّلُ إِلَى الْحَيَاةِ.

اور حافرۃ سے مراد پہلی حالت ہے یعنی زندگی دنیا کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وانا لمردودون فی الحافرۃ﴾ یعنی کیا ہم پھیرے جائیں گے زندگی کی طرف۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾ مَتٰى مُنْتَهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِيْنَةِ حَيْثُ تَنْتَهِيْ.

یعنی کہا اس کے غیر نے کہ ﴿ایان مرساھا﴾ کے معنی ہیں کہاں ہے نہایت اس کی اور مرسیٰ سفینہ کا وہ ہے جس جگہ آخر کو کشتی پہنچی اللہ نے فرمایا ﴿ایان مرساھا﴾۔

فائدہ: اور ﴿راجفۃ﴾ کے معنی ہیں پہلی بار صور کا پھونکنا اور ﴿رادفۃ﴾ کے معنی ہیں دوسری بار اس کا پھونکنا یعنی جب خلقت قبروں سے جی کر اٹھے گی۔

٤٥٤٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِي الْإِبْهَامَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

۴۵۴۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی دونوں انگلیوں یعنی بیچ کی انگلی اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا اس طرح میں رسول ہوا متصل قیامت کے جیسے یہ دونوں متصل ہیں یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ عَبَسَ

سورۂ عبس کی تفسیر کا بیان

﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى﴾ كَلَحَ وَأَعْرَضَ.

عبس کے معنی ہیں تیوڑی چڑھائی اور منہ کھٹا کیا اور تولی کے معنی ہیں منہ موڑا۔

فائدہ: نہیں اختلاف ہے سلف کو بیچ اس کے کہ فاعل عبس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ موڑا اس سبب سے کہ اس کے پاس اندھا آیا، ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے کے حق میں اتری کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو سکھلایئے جو اللہ نے آپ کو سکھلایا ہے اور ان کے پاس قریش کا ایک رئیس تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منہ موڑ کر اس رئیس کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ آیت اتری۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مُطَهَّرَةٍ﴾ لَا يَمَسُّهَا إِلَّا

اور اس کے غیر نے کہا کہ مطھرۃ کے معنی ہیں نہیں ہاتھ

الْمُطَهَّرُوْنَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِأَنَّ الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيْرُ فَجُعِلَ التَّطْهِيْرُ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا.

لگاتے ان کو مگر پاک لوگ اور وہ فرشتے ہیں ، اللہ نے فرمایا ﴿فی صحف مكرمة مرفوعة مطهرة﴾ اور یہ مثل اللہ کے اس قول کی ہے کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کام کی تدبیر کرتے ہیں یعنی فرشتوں کو پاک کہنا باوجود اس کے کہ پاک ہونا صحف کی صفت ہے اس قول کے قبیل سے ہے کہ تدبیر واقع میں صفت محمول کی ہے حامل یعنی فرشتے کو مدبر کہا گیا چنانچہ بخاری نے خود کہا کہ اللہ نے فرشتوں اور صحیفوں کو پاک ٹھہرایا اس واسطے کہ صحیفوں پر پاک ہونا واقع ہوتا ہے یعنی ان کو پاک کہا جاتا ہے سو ان کے حامل یعنی اٹھانے والے کو بھی پاک کہا گیا۔

﴿سَفَرَةٍ﴾ اَلْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَأْدِيَتِهٖ كَالسَّفِيْرِ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ.

سفرۃ کے معنی ہیں فرشتے، اللہ نے فرمایا ﴿بایدی سفرة كرام بررة﴾ اور سفرۃ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد سافر ہے کہا جاتا ہے سفرت یعنی میں نے ان کے درمیان صلح کی اور ٹھہرائے گئے فرشتے جب اترے ساتھ وحی اللہ کے اور پہچانے اس کے طرف پیغمبروں کی مانند سفیر کے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔

فائدہ: اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ تمام فرشتے اللہ کے رسول ہیں اور علماء کے اس میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ بعض ان میں پیغمبر ہیں اور بعض نہیں جیسے کہ آدمیوں میں اللہ نے فرمایا ﴿الله يصطفي من الملآئكة رسلا ومن الناس﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿تَصَدّٰى﴾ تَغَافَلَ عَنْهُ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ تصدی کے معنی ہیں اس سے غافل ہوا۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ تصدی کے معنی ہیں تعرض کیا اور متوجہ ہوا اور یہی لائق ہے ساتھ تفسیر آیت کے اس واسطے کہ نہیں غافل ہوئے حضرت ﷺ مشرکوں سے بلکہ صرف اندھے سے غافل ہوئے تھے جس پر عتاب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿اما من استغنى فانت له تصدى﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَمَّا يَقْضِ﴾ لَا يَقْضِيْ

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ نہیں ادا کرتا کوئی جس کا ہم کو حکم

أَحَدٌ مَّا أُمِرَ بِهِ.

ہوا یعنی آدم علیہ السلام کے وقت سے آج تک اس واسطے کہ قصور سے کوئی خالی نہیں، اللہ نے فرمایا ﴿لما یقض ما امرہ﴾ یعنی لما ساتھ معنی لا نفی کے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تَرْهَقُهَا﴾ تَغْشَاهَا شِدَّةٌ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿ترھقھا﴾ کے معنی ہیں کہ ڈھانکے گی ان کو شدت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ترھقھا قترۃ﴾.

﴿مُسْفِرَةٌ﴾ مُشْرِقَةٌ.

مسفرۃ کے معنی ہیں روشن، اللہ نے فرمایا ﴿وجوہ یومئذ مسفرۃ﴾.

﴿بِأَيْدِي سَفَرَةٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةٍ ﴿أَسْفَارًا﴾ كُتُبًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ سفرہ کے معنی ہیں لکھنے والے اور اسفار سے مراد کتابیں ہیں یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿کمثل الحمار یحمل اسفارا﴾ اور اسفار جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد سفر ہے۔

﴿تَلَهَّى﴾ تَشَاغَلَ.

﴿تلھی﴾ کے معنی ہیں مشغول ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿فانت عنہ تلھی﴾.

يُقَالُ وَاحِدُ الْأَسْفَارِ سِفْرٌ.

اور کہا گیا کہ اسفار کا واحد سفر ہے۔

٤٥٤٦ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ.

۴۵۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مثل جو قرآن کو پڑھے اور حالانکہ وہ اس کا حافظ ہے بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور مثل اس کے جو اس کو پڑھے اور حالانکہ وہ اس کی خبر گیری کرتا ہے اور وہ اس پر سخت ہے تو اس کو دوہرا ثواب ہے۔

فائدہ: مراد مثل سے اس جگہ صفت ہے مانند اس قول اللہ کے مثل الجنۃ کہا خطابی نے گویا کہ فرمایا کہ صفت اس کی اور حالانکہ وہ اس کا حافظ ہے گویا کہ فرشتوں کے ساتھ ہے اور صفت اس کی حالانکہ وہ اس پر سخت ہے یہ ہے کہ اس کو دوہرا ثواب ہے اور کہا ابن تین نے کہ مثل ساتھ معنی تشبیہ کے ہے یعنی جو حافظ قرآن کی مانند اور مشابہ ہے وہ

فرشتوں کے ساتھ ہوگا سو کیا حال ہے خود حافظ کا اور یہ جو کہا کہ اس کو دوہرا ثواب ہے تو کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے اس میں کہ کیا اس کو دوہرا ثواب ہے اس شخص کا جو قرآن کو پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ ہے یا اس کو دوہرا ثواب ہے اور ثواب پہلے کا یعنی حافظ کا زیادہ تر ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور جائز ہے واسطے اس کے جو پہلے کو ترجیح دیتا ہے یہ کہ کہے کہ ثواب بقدر مشقت کے ہے۔ (فتح) لیکن ہم نہیں مانتے کہ حافظ ماہر مشقت سے خالی ہو اس واسطے کہ نہیں ہوتا وہ حافظ مگر بعد محنت بہت اور مشقت سخت کے غالبا۔ (ق)

سُوْرَةُ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

سورۂ تکویر کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس کو سورۂ تکویر بھی کہا جاتا ہے۔

﴿انْكَدَرَتْ﴾ انْتَثَرَتْ.

انکدرت کے معنی ہیں جب ستارے زمین پر گر پڑیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واذا النجوم انکدرت﴾.

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿سُجِّرَتْ﴾ ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى قَطْرَةٌ.

اور کہا حسن نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿واذ البحار سجرت﴾ کہ سجرت کے معنی ہیں کہ جب دریاؤں کا پانی دور ہو سو ایک قطرہ باقی نہ رہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْمَسْجُورُ الْمَمْلُوْءُ.

اور مسجور کے معنی ہیں بھرا ہوا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ سُجِرَتْ أَفْضَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَّاحِدًا.

اور کہا اس کے غیر نے کہ سجرت کے معنی ہیں جوش مارا بعض اس کے نے طرف بعض کی پس ہوگیا ایک ہی دریا۔

وَالْخُنَّسُ تَخْنِسُ فِي مُجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَاءُ.

یعنی خنس کے معنی اس آیت کی تفسیر میں پھرنا ہے اور تخنس کے معنی ہیں کہ اپنی جگہ میں پھرتے ہیں اور تکنس کے معنی ہیں چھپتا ہے جیسے چھپتا ہے ہرن کا بچہ اپنے گھر میں جو درختوں کی شاخوں میں بناتا ہے اور مراد پانچ ستارے ہیں بہرام اور زحل اور عطارد اور زہرہ اور مشتری۔

﴿تَنَفَّسَ﴾ ارْتَفَعَ النَّهَارُ.

اور تنفس کے معنی ہیں بلند ہوا دن، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والصبح اذا تنفس﴾.

وَالظَّنِيْنُ الْمُتَّهَمُ وَالضَّنِيْنُ يَضَنُّ بِهِ.

یہ اشارہ ہے طرف دونوں قراءتوں کی سو جس نے اس کو ظ کے ساتھ پڑھا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ کسی نے اس کو تہمت نہیں کی اور ضاد کے ساتھ بخیل کو کہتے ہیں۔

فائدہ: ورقا اس کو ظا کے ساتھ پڑھتا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اس کو ضاد کے ساتھ پڑھتے تھے کہا ابن ابی حاتم نے کہ دونوں برابر ہیں اس کے معنی ہیں کہ نہیں وہ جھوٹا۔

وَقَالَ عُمَرُ ﴿النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ يُزَوَّجُ نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ﴾.

کہا عمر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿النفوس زوجت﴾ کہ جوڑا کیا جائے گا مرد ساتھ نظیر اپنی کے بہشتیوں سے اور دوزخیوں سے پھر یہ آیت پڑھی کہ جمع کیے جائیں ظالم لوگ اور ان کے جوڑے یعنی واسطے سند اس بات کے کہ یہ آیت ان معنوں پر دلالت کرتی ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دو مرد ہیں کہ عمل کرتے ہیں ایک اپنے عمل سے بہشت میں داخل ہوتا ہے اور ایک دوزخ میں گنہگار ساتھ گنہگار کے اور نیک ساتھ نیک کے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ اگر دنیا میں نیک آدمی کے ساتھ تھا تو بہشت میں بھی اسی کے ساتھ رہے گا اور اگر بد کے ساتھ تھا تو دوزخ میں بھی اسی بد کے ساتھ ہو جو بد کام میں اس کی مدد کرتا تھا۔ (فتح)

﴿عَسْعَسَ﴾ أَدْبَرَ.

عسعس کے معنی ہیں جب رات پیٹھ پھیرے اور جائے

فائدہ: نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورہ کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جید جو روایت کی ہے احمد اور ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جس کو خوش لگے کہ قیامت کے دن کو دیکھے جیسے آنکھ سے دیکھتا ہے تو چاہیے کہ پڑھے ﴿اذا الشمس کورت﴾ و ﴿اذا السماء انفطرت﴾۔ (فتح)

سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ

سورۂ انفطار کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ ﴿فُجِّرَتْ﴾ فَاضَتْ.

اور کہا ربیع نے کہ جب دریا جاری ہوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ بعثرت کے معنی ہیں کہ نکلے جو اس میں مردہ ہے۔

وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ ﴿فَعَدَلَكَ﴾ بِالتَّخْفِيفِ وَقَرَأَهُ أَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِي ﴿فِي أَيِّ صُورَةٍ﴾ شَاءَ إِمَّا حَسَنٌ وَإِمَّا قَبِيحٌ أَوْ طَوِيلٌ أَوْ قَصِيرٌ.

اور اعمش اور عاصم نے فعدلك کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی ساتھ تخفیف دال مہملہ کے اور حجاز والوں نے اس کو تشدید دال کے ساتھ پڑھا ہے اس کے معنی تشدید کے ساتھ معتدل پیدائش ہے یعنی سب اعضاء آپس میں مناسب اور برابر ہیں ایسا نہیں کہ ایک ہاتھ لمبا ہو اور

ایک چھوٹا اور ایک آنکھ بڑی ہو اور ایک چھوٹی اور جو اس کو تخفیف دال کے ساتھ پڑھتا ہے تو اس کی مراد یہ ہے کہ وہ پھیرا تجھ کو جس صورت میں چاہا خوبصورت یا بد صورت، لمبا یا چھوٹا۔

فائدہ: اور حاصل دونوں قراأتوں کا یہ ہے کہ جو تشدید کے ساتھ ہے وہ تعدیل سے ہے اور مراد مناسب ہونا ہے اعضاء میں اور جو تخفیف کے ساتھ ہے وہ عدل سے ہے اور وہ پھیرنا ہے جس صورت میں کہ چاہا۔

فائدہ: اس سورت میں بھی وہی حدیث داخل ہوتی ہے جو پہلی سورت میں گزری۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِيْنَ — سورۂ مطففین کی تفسیر کا بیان

فائدہ: نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو وہ لوگ ماپ میں سب لوگوں سے بدتر تھے یعنی کم ماپتے تھے تو اللہ نے یہ سورت اتاری تو اس کے بعد انہوں نے کیل اور ماپ کو درست کیا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بَلْ رَانَ﴾ ثَبْتُ الْخَطَايَا.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿بل ران علی قلوبھم﴾ کہا کہ ثابت ہوئے ان کے دل پر گناہ یہاں تک کہ اس کو ڈھانکا۔

فائدہ: حاکم رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نکتہ پڑ جاتا ہے سو اگر وہ اس گناہ سے الگ ہو کر توبہ کرے تو وہ گناہ اس کے دل سے دور ہو جاتا ہے اور اگر وہ اس گناہ کو پھر کرے تو وہ نکتہ زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کے دل پر غالب ہو جاتا ہے سو یہی مراد ہے ران سے جو اللہ کے اس قول میں ہے اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگ ران کو مہر جانتے تھے۔

﴿ثُوِّبَ﴾ جُوْزِيَ.

ثوب کے معنی ہیں بدلہ دیا گیا، اللہ نے فرمایا ﴿ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُطَفِّفُ لَا يُوَفِّيْ غَيْرَهُ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے کہ مطفف وہ ہے جو پورا نہ تولے

بَابٌ ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

یہ باب فیض الباری میں نہیں ہے۔

٤٥٤٧ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ

۴۵۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ

اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ حَتّٰى يَغِيْبَ أَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

رب العالمین کے واسطے یہاں تک کہ ڈوب جائے گا بعض آدمی اپنے پسینے میں آدھے کانوں تک۔

فائدہ: الی انصاف اذنیہ یہ اضافت جمع کی ہے طرف جمع کے حقیقۃً اور معنی اس واسطے کہ ہر آدمی کے دو کان ہیں اور مسلم میں مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج خلق سے قریب کیا جائے گا یہاں تک کہ ان سے میل کے برابر ہو جائے گا تو لوگ بقدر اپنے اعمال کے پسینے میں ہوں گے سو ان میں سے بعض شخص ایسے ہوں گے کہ ان کے دونوں ٹخنوں تک پسینہ ہوگا اور ان میں سے بعض کی کمر تک ہوگا اور ان میں سے بعض لوگوں کو پسینہ لگام دے گا یعنی منہ میں گھس جائے گا۔

فائدہ: اور مراد میل سے یا کوس ہے یا سرمہ لگانے کی سلائی۔

سُوْرَةُ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

سورۂ انشقاق کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ﴾ يَأْخُذُ كِتَابَهٗ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿واما من اوتی کتابہ وراء ظهره﴾ کہ پکڑے گا اپنا اعمال نامہ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے یعنی اس کا ہاتھ پیٹھ کے پیچھے سے کیا جائے گا پھر اس کے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔

﴿وَسَقَ﴾ جَمَعَ مِنْ دَآبَّةٍ.

یعنی وسق کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿واللیل وما وسق﴾ جو جمع کیا زمین پر چلنے والی چیز سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو اس میں داخل ہوا۔

﴿ظَنَّ أَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ﴾ لَا يَرْجِعَ إِلَيْنَا.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ اس نے گمان کیا کہ وہ ہماری طرف نہیں پھرے گا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُوْعُوْنَ﴾ يُسِرُّوْنَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یوعون کے معنی ہیں چھپاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿واللہ اعلم بما یوعون﴾۔

بَابٌ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾.

یہ باب فیض الباری میں نہیں ہے۔

٤٥٤٨ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي يُوْنُسَ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيْرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ أَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا﴾ قَالَ ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُوْنَ وَمَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ.

۴۵۴۸۔ ان تینوں سندوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب ہو مگر کہ ہلاک ہوگا، میں نے کہا یا حضرت! اللہ مجھ کو آپ پر قربان کرے کیا اللہ نہیں فرماتا کہ جس کو ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں تو اس کا حساب آسان ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا یہ عرض ہے یعنی ایمانداروں کو ان کے اعمال نامے صرف دکھلائے جائیں گے اس میں کچھ گفتگو نہیں ہوگی اور جس کے حساب میں جھگڑا پڑا وہ ہلاک ہوا یعنی فلانا کام کیوں کیا اور فلانا کام کیوں نہ کیا یعنی بندے کا بال بال گنہگار ہے کیا طاقت ہے کہ جواب دے سکے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم کو پہنچنا ہے ایک حال سے دوسرے حال میں۔

٤٥٤٩ ـ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ النَّضْرِ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۵۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اس کے معنی ہیں کہ پہنچو گے تم ایک حال سے دوسرے حال میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ خطاب حضرت ﷺ کے واسطے ہے۔

فائدہ: یہ بنا بر فتح ب موحدہ کے ہے جیسے کہ اعمش اور ابن کثیر کی قرأت ہے کہا طبری نے کہ یہی قرأت ہے ابن

مسعود رضی اللہ عنہ اور عام قاریوں کوفے کی اور باقی لوگوں نے اس کو ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اس بنا پر کہ وہ امت کے واسطے خطاب ہے اور ترجیح دی ہے اس کو ابو عبیدہ نے واسطے سیاق ماقبل اور مابعد اس کے کی اور روایت کی ہے طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ مراد آسمان ہیں کہ ایک بار تلچھٹ کی طرح ہو جائیں گے اور ایک دفعہ پھٹ جائیں گے پھر سرخ ہو جائیں گے پھر پھٹ جائیں گے اور ترجیح دی ہے طبری نے پہلی وجہ کو اور اصل معنی طبق کے ہیں شدت اور مراد اس جگہ وہ چیز ہے جو واقع ہوگی سختیوں اور شدتوں سے قیامت کے دن اور قول اس کا حالا بعد حال یعنی حال جو مطابق ہے واسطے پہلے حال کے شدت میں یا وہ جمع ہے طبقہ کی اور اس کے معنی ہیں مرتبہ یعنی وہ کئی طبقہ ہیں بعض سخت تر ہیں بعض سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مختلف ہونا احوال مولود کا ہے ابتدا اس وقت سے کہ نطفہ ہوتا ہے یہاں تک کہ نہایت عمر کو پہنچتا ہے سو جننے سے پہلے اس کو جنین کہا جاتا ہے پھر جب پیدا ہو تو اس کو صبی کہا جاتا ہے پھر جب وہ دودھ چھوڑے تو اس کو غلام کہا جاتا ہے اور جب سات برس کا ہو تو اس کو یافع کہا جاتا ہے اور جب دس برس کا ہو تو اس کو حزور کہا جاتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہو تو اس کو قمد کہا جاتا ہے وعلی ھذا القیاس اخیر عمر تک اس کے کئی نام ہیں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ — سورۂ بروج کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْأُخْدُوْدِ﴾ شَقٌّ فِي الْأَرْضِ.

یعنی کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اخدود کھائیوں کو کہتے ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کھائی تھی نجران میں کہ اس میں لوگوں کو عذاب کرتے تھے اور روایت کیا ہے مسلم اور ترمذی وغیرہ نے صہیب کی حدیث سے قصہ اصحاب اخدود کا دراز اور اس میں قصہ ہے اس لڑکے کا جو جادوگر سے جادو سیکھتا تھا ایک درویش پر گزرا سو اس کے تابع ہوا اور اس کا دین قبول کیا سو بادشاہ نے چاہا کہ اس لڑکے کو مار ڈالے واسطے مخالف ہونے اس کے دین اس کے کو تو اس نے کہا کہ تو مجھ کو کبھی نہیں مار سکے گا یہاں تک کہ تو کہے جب کہ تو مجھ کو تیر مارے بسم اللہ رب الغلام تو بادشاہ نے اسی طرح کیا جس طرح اس نے کہا تو لوگوں نے کہا کہ ایمان لائے ہم لڑکے کے رب کے ساتھ تو بادشاہ نے ان کے واسطے کوچوں میں کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی تاکہ لوگ اس کے دین کی طرف پھریں اور ترمذی میں اس قصے کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قتل اصحاب الاخدود، العزیز الحمید﴾ تک۔

﴿فَتَنُوْا﴾ عَذَّبُوْا.

اور فتنوا کے معنی ہیں عذاب کیا انہوں نے۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ — سورۂ طارق کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ذَاتِ الرَّجْعِ﴾ سَحَابٌ

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ رجع کے معنی ہیں اللہ کے اس

يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ﴿ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ.

قول میں بادل جو پھرتا ہے ساتھ مینہ کے یعنی بار بار برستا ہے اور ذات الصدع کے معنی ہیں پھٹتی ہے زمین ساتھ سبزوں کے یعنی اس سے سبزے اگتے ہیں۔

فائدہ: اللہ کے اس قول میں ﴿والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع﴾ اور اللہ نے فرمایا ﴿علیها حافظ﴾ تو اس میں لا ساتھ معنی الا کے ہے۔

تنبیہ: نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور البتہ واقع ہوائی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی معاذ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو فتنہ انگیز ہے اے معاذ! تجھ کو کفایت کرتا ہے یہ کہ پڑھے تو ﴿والسماء والطارق﴾ ﴿والشمس وضحاها﴾۔

سُوْرَةُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى

سورہ اعلیٰ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس کو سورہ اعلیٰ بھی کہا جاتا ہے اور سعید بن منصور نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا سبحان ربی الاعلٰی الذی خلق فسوی۔

فائدہ: اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿قدر فهدی﴾ یعنی مقدر کیا واسطے آدمی کے نیک بختی اور بدبختی کو اور راہ دکھایا چوپایوں کو واسطے چراگاہ اپنی کے۔

٤٥٦٠ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَّسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِيْنَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتّٰى رَأَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتّٰى قَرَأْتُ سَبِّحْ

۴۵۶۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے پہلے پہل مصعب رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے یعنی مدینے میں سو دونوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے پھر بلال رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آئے پھر بیس آدمیوں میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے سو نہیں دیکھا میں نے مدینے والوں کو کہ کبھی کسی چیز سے خوش ہوئے ہوں جیسے حضرت ﷺ کے آنے سے خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو دیکھا کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پیغمبر تشریف لائے سو تشریف نہ لائے حضرت ﷺ یہاں تک کہ میں نے ﴿سبح اسم ربك الاعلٰی﴾ اور اس کے برابر کئی سورتیں پڑھیں۔

اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِثْلِهَا.

فائدہ: واقع ہوا اس حدیث کے آخر میں اس جگہ یقولون هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم اور یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساقط ہے کہا اس واسطے کہ صلوۃ کہنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوئی ہے پانچویں سال میں اور شاید یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿يايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما﴾ اس واسطے کہ یہ سورہ احزاب کی آیت ہے اور تھا نزول اس کا اس سال میں صحیح قول پر لیکن نہیں ہے کوئی مانع کہ مقدم ہو آیت مذکورہ اکثر سورہ پر پھر یہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ لفظ صلی اللہ علیہ وسلم اصل روایت سے ہے صحابی کے لفظ سے اور کیا چیز مانع ہے کہ صادر ہوا ہو یہ لفظ اس سے نیچے کے راوی سے اور تصریح کی ہے علماء نے کہ مستحب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا جائے اور صحابی کو رضی اللہ عنہ کہا جائے اگرچہ یہ روایت میں وارد نہیں ہوا۔ (فتح)

سُوْرَةُ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ — سورۂ غاشیہ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور اس کو سورہ غاشیہ بھی کہتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ غاشیہ قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ﴾ اَلنَّصَارٰى.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عاملة ناصبة سے مراد نصاریٰ ہیں یعنی محنت کرتے تھکتے، اللہ نے فرمایا ﴿وجوه يومئذ خاشعة عاملة ناصبة﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَيْنٍ اٰنِيَةٍ﴾ بَلَغَ إِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿تسقى من عين آنية﴾ کہ آنیہ کے معنی ہیں پہنچا ہے نہایت وقت اپنے کو گرمی میں اور قریب ہوا ہے پینا اس کا۔

﴿حَمِيْمٍ اٰنٍ﴾ بَلَغَ إِنَاهُ.

اور حمیم آن کے معنی ہیں پہنچا ہے اپنی گرمی کے وقت کو

﴿لَا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً﴾ شَتْمًا.

لاغیة کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں گالی۔

وَيُقَالُ الضَّرِيْعُ نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ يُسَمِّيْهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيْعَ إِذَا يَبِسَ وَهُوَ سُمٌّ.

ضریع اللہ کے اس قول میں ﴿ليس لهم طعام الا من ضريع﴾ ایک سبزہ ہے اس کو شبرق کہا جاتا ہے اور حجاز والے اس کو ضریع کہتے ہیں جب کہ خشک ہو اور وہ زہر ہے

فائدہ: اور کہا خلیل نے کہ وہ ایک گھاس ہے سبز بدبودار دریا اس کو پھینکتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضریع ایک درخت ہے آگ کا۔ (فتح)

﴿بِمُسَيْطِرٍ﴾ بِمُسَلَّطٍ وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسِّيْنِ.

بمسیطر کے معنی ہیں نہیں تو ان پر قابو پانے والا یعنی گماشتہ اور داروغہ، اللہ نے فرمایا ﴿لست علیھم بمسیطر﴾۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اصل اس کا سطر ہے اور اس کے معنی یہ ہیں نہیں بڑھتا اس چیز سے کہ اس میں ہے کہا اس نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا یہ حکم اس وقت جب کہ حضرت ﷺ کے میں تھے پہلے اس سے کہ ہجرت کریں اور آپ کو لڑنے کا حکم ہو۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِيَابَهُمْ﴾ مَرْجِعَهُمْ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایابھم کے معنی، اللہ کے اس قول میں ﴿ان الینا ایابھم﴾ ہیں ان کا پھرنا۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا، آخر حدیث تک اور اس کے اخیر میں ہے کہ ان کا حساب اللہ پر ہے پھر پڑھی یہ آیت ﴿انما انت مذکر لست علیھم بمسیطر﴾۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَالْفَجْرِ

سورۂ فجر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْوَتْرُ اَللّٰهُ.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے وتر اللہ ہے۔

﴿إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ يَعْنِي الْقَدِيْمَةَ وَالْعِمَادُ أَهْلُ عَمُوْدٍ لَا يُقِيْمُوْنَ.

اللہ نے فرمایا ﴿الم تر کیف فعل ربك بعاد ارم ذات العماد﴾ کہ ارم کے معنی ہیں قدیم یعنی پہلے عاد کے ساتھ اور عماد کے معنی ہیں خیموں والے یعنی کسی شہر میں ٹھہرتے نہ تھے جس جگہ پانی گھاس دیکھتے اس جگہ تنبو لگاتے۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ ارم عاد کے ایک قبیلے کا نام ہے اور ارم بن سام بن نوح ہے اور عاد بن عوص بن ارم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نام ہے ایک شہر کا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عماد کے قوت ہے ان کے بدنوں کی یعنی بہت زور والے اور بہت دراز قد تھے اور ابن مردویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ان میں سے کوئی مرد پتھر بڑا اٹھا لاتا اور اس کو جس قبیلے پر چاہتا ڈال دیتا اور ان کو ہلاک کر ڈالتا اور جدا ہوا ہے عاد واسطے مضاف ہونے اس کے کی طرف ارم کے عاد اخیر سے اور صحیح پہلا قول ہے کہ ارم قبیلے کا نام ہے اور البتہ روایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ کے طریق سے عبداللہ بن ابی قلابہ سے قصہ دراز کہ وہ اپنے ایک اونٹ کی تلاش کو نکلا اور یہ کہ وہ عدن کے جنگلوں میں واقع ہوا اور یہ کہ اس نے ان جنگلوں میں ایک شہر دیکھا سو ذکر

کیں اس نے عجیب چیزیں جو اس میں دیکھیں اور یہ کہ جب معاویہ کو اس کی خبر پہنچی تو اس کو دمشق میں بلوایا اور کعب رضی اللہ عنہ سے اس کا حال پوچھا سو خبر دی اس نے اس کو ساتھ قصے اس کے کی اور بنانے والے اس کے کی اور کیفیت اس کی کے نہایت دراز اور اس میں الفاظ منکر ہیں اور اس کا راوی عبداللہ بن قلابہ نہیں پہچانا جاتا اور اس کی سند میں عبداللہ بن امیہ ہے۔ (فتح)

﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ اَلَّذِیْ عُذِّبُوْا بِهٖ.

یعنی سوط عذاب وہ چیز ہے کہ عذاب ہوا ان کو اس کے ساتھ۔

﴿أَكْلًا لَّمًّا﴾ اَلسَّفُّ وَ ﴿جَمًّا﴾ اَلْكَثِيْرُ.

اکلا لما کے معنی ہیں سمٹ کر کھا جانا بغیر اس کے کہ سیر ہو اور جما کے معنی ہیں بہت، اللہ نے فرمایا ﴿وتاکلون التراث اکلا لما وتحبون المال حبا جما﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ فَهُوَ شَفْعٌ اَلسَّمَآءُ شَفْعٌ وَّالْوَتْرُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿والشفع والوتر﴾ کہ جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ شفع ہے یعنی اس کے مقابل کوئی چیز ہے آسمان شفع ہے یعنی اس کا کوئی جوڑا ہے یعنی زمین اور مراد وتر سے اللہ ہے۔

فائدہ: ترمذی نے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ شفع اور وتر کی کیا مراد ہے فرمایا مراد اس سے نماز ہے کہ بعض جفت ہے اور بعض طاق اور نسائی میں روایت ہے کہ عشر سے مراد عید الاضحیٰ کی دس راتیں ہیں اور شفع سے مراد عید الاضحیٰ کا دن ہے اور وتر سے مراد عرفہ کا دن ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد فجر سے دن کی فجر ہے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ كَلِمَةٌ تَقُوْلُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِّنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيْهِ السَّوْطُ.

اور کہا اس کے غیر نے سوط عذاب ایک کلمہ ہے کہ کہتے ہیں اس کو عرب واسطے ہر قسم عذاب کے کہ داخل ہو اس میں کوڑا۔

فائدہ: یہ کلام فراء کا ہے اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے جاری ہوا ہے کلام ساتھ اس کے اس واسطے کہ سوط اصل ہے جس کے ساتھ عذاب کیا کرتے تھے سو جاری ہوا واسطے ہر قسم عذاب کے اس واسطے کہ ان کے نزدیک وہی غایت تھی۔

﴿لَبِالْمِرْصَادِ﴾ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ.

لبالمرصاد کے معنی ہیں کہ اسی کی طرف ہے پھرنا اللہ نے فرمایا ﴿ان ربك لبالمرصاد﴾.

فائدہ: اور تاویل اس کی ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ جلال اللہ تعالیٰ کے واضح ہے سو تکلف کی کچھ حاجت

نہیں اور حسن سے روایت ہے کہ مراد مرصاد سے اعمال بنی آدم کے ہیں۔

﴿تَحَاضُّوْنَ﴾ تُحَافِظُوْنَ وَتَحُضُّوْنَ تَأْمُرُوْنَ بِإِطْعَامِهِ.

اور تحاضون کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ولا تحاضون علی طعام المسکین﴾ یہ ہیں کہ نہیں حفاظت کرتے تم آپس میں مسکین کے کھانے پر۔

فائدہ: یہ معنی اعمش وغیرہ کی قرأت کی بنا پر ہے کہ وہ اس کو الف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جو اس کو بغیر الف کے پڑھتے ہیں یعنی تحضون تو اس کے معنی ہیں کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو کھلانے کا حکم نہیں کرتے اور اصل تحاضون کا تتحاضون ہے سو ایک تا حذف کی گئی اور معنی یہ ہیں کہ تم ایک دوسرے کو کھلانے کی رغبت نہیں دلاتے۔

﴿الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ الْمُصَدِّقَةُ بِالثَّوَابِ.

اور مطمئنۃ کے معنی ہیں سچا جاننے والا ثواب کو یعنی آرام پکڑنے والا ہے ساتھ ایمان کے تصدیق کرنے والا ہے ثواب اور قیامت کو، اللہ نے فرمایا ﴿یا ایتھا النفس المطمئنۃ﴾۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿يَأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَبْضَهَا اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللّٰهِ وَاطْمَأَنَّ اللّٰهُ إِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوْحِهَا وَأَدْخَلَهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ.

اور کہا حسن رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر ﴿یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی﴾ میں کہ جب اللہ اس کے قبض کا ارادہ کرتا ہے تو چین پکڑتا ہے اللہ کی طرف اور چین پکڑتا ہے اللہ اس کی طرف اور وہ اللہ سے راضی ہوتا ہے اور اللہ اس سے راضی ہوتا ہے سو حکم کرتا ہے ساتھ قبض کرنے اس کی روح کے اور داخل کرتا ہے اس کو بہشت میں اور ٹھہراتا ہے اس کو اپنے نیک بندوں سے۔

فائدہ: منسوب کرنا اطمینان کا اللہ کی طرف قبیل مجاز مشاکلت کے ہے اور مراد ساتھ اس کے لازم ہونا اس کا ہے پہنچانے خیر کے سے اور مانند اس کے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿جَابُوْا﴾ نَقَبُوْا مِنْ جِيْبَ الْقَمِيْصُ قُطِعَ لَهُ جَيْبٌ يَجُوْبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا.

اور جابوا کے معنی ہیں کریدا انہوں نے پتھروں کو اور اصل جب کے معنی ہیں قطع کرنا ماخوذ ہے عرب کے اس قول سے جیب القمیص جب کہ اس کے واسطے جیب کاٹی جائے اور یجوب الفلاۃ کے معنی ہیں کہ بیابان کو کاٹتا ہے۔

﴿لَمًّا﴾ لَمَمْتُهُ أَجْمَعَ أَتَيْتُ عَلٰى اٰخِرِهٖ. اور کہا جاتا ہے لما کی تفسیر میں لسنہ اجمع یعنی میں اس کے اخیر کو پہنچا یعنی سب کو۔

فائدہ: نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورہ میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع جو اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ہے ﴿وجیء یومئذ بجھنم﴾ فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ لائی جائے گی اس کے واسطے ستر ہزار بھاگیں ہوں گی ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچتے ہوں گے، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے۔ (فتح)

سُوْرَةُ لَا اُقْسِمُ — سورۂ بلد کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور نیز اس کو سورہ بلد بھی کہا جاتا ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ بلد کے مکہ مکرمہ ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ بِمَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيْهِ مِنَ الْاِثْمِ. اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد بلد سے اللہ کے اس قول میں ﴿وانت حل بھذا البلد﴾ میں مکہ مکرمہ ہے نہیں تجھ پر جو لوگوں پر ہے اس میں گناہ سے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حلال کیا ہے اللہ نے واسطے آپ کے یہ کہ کریں اس میں جو چاہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حلال ہے واسطے تیرے لڑنا بیچ اس کے اور اس بنا پر پس صیغہ واسطے وقت حاضر کے ہے اور مراد آنے والا ہے واسطے تحقق وقوع اس کے کی اس واسطے کہ سورہ مکی ہے اور فتح مکہ آٹھ برس ہجرت سے پیچھے ہے۔

﴿وَوَالِدٍ﴾ اٰدَمَ ﴿وَمَا وَلَدَ﴾. یعنی مراد والد سے اللہ کے اس قول میں آدم علیہ السلام ہے۔

﴿لُبَدًا﴾ كَثِيْرًا. لبدا کے معنی ہیں بہت، اللہ کے اس قول میں ﴿مالا لبدا﴾.

وَ﴿النَّجْدَيْنِ﴾ اَلْخَيْرُ وَالشَّرُّ. اور مراد نجدین سے نیکی اور بدی ہے، اللہ کے اس قول میں ﴿وھدیناہ النجدین﴾ یعنی دکھایا ہم نے اس کو راہ نیکی اور بدی کا۔

﴿مَسْغَبَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ. مسغبة کے معنی ہیں بھوک اللہ کے اس قول میں ﴿فی یوم ذی مسغبة﴾.

﴿مَتْرَبَةٍ﴾ اَلسَّاقِطُ فِي التُّرَابِ. متربة کے معنی ہیں مٹی میں گرا پڑا یعنی جس کا کوئی گھر نہ ہو

يُقَالُ ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ کہا جاتا ہے کہ اللہ کے قول ﴿فلا اقتحم العقبة﴾ کے معنی ہیں نہیں آیا گزرگاہ سخت میں دنیا میں لا ساتھ معنی لم

﴿وَمَآ أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ﴾.

کے ہے پھر تفسیر کیا عقبہ کو سو کہا تجھ کو کیا خبر ہے کہ کیا ہے گھاٹی چھڑانا گردن کا ہے یا کھلانا بھوک کے دن میں۔

فائدہ: یعنی مراد گزرگاہ سخت میں آنا دنیا میں ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث براء رضی اللہ عنہ کی کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو ایسا عمل سکھلایئے جو مجھ کو بہشت میں داخل کرے فرمایا جان آزاد کر یا گردن چھوڑا اس نے کہا کہ کیا دونوں ایک کام نہیں فرمایا نہیں جان کا آزاد کرنا یہ ہے کہ تو تنہا اس کو آزاد کرے اور چھوڑانا گردن کا یہ ہے کہ تو اس کے چھوڑانے میں مدد کرے، روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور ابن مردویہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

سورۂ شمس کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِطَغْوَاهَا﴾ بِمَعَاصِيْهَا.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے قول ﴿کذبت ثمود بطغواھا﴾ کہ طغواھا کے معنی ہیں اپنی نافرمانی کے سبب سے اور احتمال ہے کہ ہو با واسطے استعانت کے اور سبب کے یا معنی یہ ہیں کہ جھٹلایا قوم ثمود نے عذاب کو جو پیدا ہونے والا ہے ان کی سرکشی سے۔

﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ عُقْبٰى أَحَدٍ.

اللہ نے فرمایا ﴿ولا یخاف عقباھا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نہیں ڈرتا کسی کے بدلہ لینے سے کہ کوئی اس سے اپنا بدلہ لے سکے۔

٤٥٦١ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِيْ عَقَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِيْ رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِيْ زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَآءَ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا

۴۵۶۱۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا خطبہ پڑھتے تھے اور ذکر کیا حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اور جس نے اس کی کونچیں کاٹیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کو ثمود کا بڑا بدبخت اٹھا اس کے طرف ایک مرد اٹھا جو اپنی قوم میں بڑا سردار بڑا شریر قوی صاحب قوم کا ابو زمعہ کے برابر اور ذکر کیا عورتوں کو یعنی اپنے خطبے میں سو فرمایا کہ کوئی تم میں سے اپنی عورت کو مارتا ہے غلام کا سا مارنا سو شاید کہ وہ اپنے دن کے آخر میں اس کے ساتھ لیٹے پھر نصیحت کی ان کو ہنسنے میں کوز

مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ وَقَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ أَبِيْ زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ.

سے اور فرمایا کہ کیوں ہنستا ہے کوئی اس چیز سے جو خود کرتا ہے؟۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ ابو زمعہ کے برابر تو کہا قرطبی نے کہ احتمال ہے کہ مراد ابو زمعہ سے صحابی ہو اور وجہ تشبیہ کی ساتھ اس کے اگر اس طرح ہو یہ ہے کہ وہ صاحب عزت اور قوت کا اپنی قوم میں جیسے کہ یہ کافر تھا اور احتمال ہے کہ اس کے سوائے کوئی اور مراد ہو اور اس شخص سے جس کی کنیت ابو زمعہ ہے یعنی احتمال ہے کہ ابو زمعہ کوئی کافر ہو اور یہی دوسرا احتمال معتمد ہے اور وہ غیر مذکور اسود ہے اور وہ دادا ہے عبداللہ بن زمعہ کا جو راوی اس حدیث کا ہے اور تھا اسود ایک ٹھٹھا کرنے والوں میں سے اور کے میں کفر کی حالت میں مرا۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى

سورۂ لیل کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى﴾ بِالْخَلَفِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد حسنیٰ سے اللہ کے اس قول میں ﴿و کذب بالحسنی﴾ بدلہ ہے یعنی نہیں یقین کرتا کہ اللہ اس کو بدلہ دے گا اس چیز کا کہ اس کی راہ میں خرچ کی۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَرَدّٰى﴾ مَاتَ وَ ﴿تَلَظّٰى﴾ تَوَهَّجُ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَتَلَظّٰى.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ تردی کے معنی ہیں مر گیا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اذا تردی﴾ اور تلظی کے معنی ہیں جوش مارتی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿نارا تلظی﴾ اور عبید نے اس کو تتلظی پڑھا ہے۔

بَابُ ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ قسم ہے دن کی جب روشن ہو۔

٤٥٦٢ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ

۴۵۶۲۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چند ساتھیوں سے شام میں داخل ہوا سو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ہم کو سنا اور ہمارے پاس آئے سو کہا کہ کیا

عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَآءِ فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوْا إِلَيَّ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى﴾ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِيْ صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰؤُلَاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا.

تم میں کوئی قاری ہے؟ ہم نے کہا ہاں! کہا تم میں بڑا قاری کون ہے؟ سو انہوں نے میری طرف اشارہ کیا، کہا کہ پڑھ سو میں نے پڑھا ﴿والليل اذا يغشى والنهار اذا تجلى والذكر والانثى﴾ یعنی مخالف مشہور قرأت کے کہ وہ ﴿وما خلق الذكر والانثى﴾ ہے تو کہا تو نے اس کو اپنے ساتھ کے منہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنا ہے اور یہ لوگ ہم پر انکار کرتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ قسم ہے ساتھ پیدا کرنے نر اور مادہ کے۔

٤٥٦٢ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰى أَبِي الدَّرْدَآءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلٰى قِرَآءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَأَيُّكُمْ أَحْفَظُ فَأَشَارُوْا إِلٰى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هٰكَذَا وَهٰؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنِيْ عَلٰى أَنْ أَقْرَأَ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾ وَاللّٰهِ لَا أُتَابِعُهُمْ.

۴۵۶۲۔ حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابودرداء رضی اللہ عنہ پاس آئے یعنی ملک شام میں سو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان کو تلاش کیا سو ان کو پایا سو کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو قرآن کو عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھے؟ ہم نے کہا ہم سب اسی کی قرأت پر پڑھتے ہیں، کیا تم میں زیادہ تر یاد رکھنے والا کون ہے؟ تو سب نے علقمہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہم سب میں زیادہ یاد رکھنے والا ہے کہا کہ تو نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح پڑھتے سنا ہے ﴿والليل اذا يغشى﴾ کہا علقمہ رضی اللہ عنہ نے ﴿والذكر والانثى﴾ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اس طرح پڑھتے تھے اور یہ لوگ یعنی اہل شام چاہتے ہیں کہ میں پڑھوں ﴿وما خلق الذكر والانثى﴾ قسم ہے اللہ کی میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

فائدہ: اور اس میں بیان واضح ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ﴿والذكر والانثى﴾ ہے اور ایک روایت میں اس سے ﴿والذى خلق الذكر والانثى﴾ آیا ہے اور یہ قرأت شاذ ہے اور یہ جو کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کی

پیروی نہیں کروں گا تو یہ زیادہ تر ظاہر ہے پہلی روایت سے کہ اس میں ہے کہ یہ لوگ ہم پر انکار کرتے ہیں پھر یہ قرأت نہیں منقول ہے مگر اس شخص سے جو اس جگہ مذکور ہے یعنی ابو درداء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور ان کے سوا سب لوگوں کی یہ قرأت ہے ﴿وما خلق الذكر والانثى﴾ اور اسی پر قرار پا چکا ہے امر باجود قوی ہونے سند اس کی کے ابو درداء رضی اللہ عنہ تک اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے اور شاید یہ اس شخص سے مروی ہے جس کی قرأت منسوخ ہو چکی ہے اور نہیں پہنچا ہے منسوخ ہونا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے اور عجب یہ ہے کہ کوفے کے قاریوں نے اس قرأت کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور علقمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور کوفے والوں کی قرأت انہیں دونوں کی طرف پہنچتی ہے پھر کوفے والوں میں سے کسی نے قرآن کو اس قرأت سے نہیں پڑھا اور اسی طرح شام والوں نے قرأت کو ابو درداء رضی اللہ عنہ سے لیا ہے اور کسی نے ان میں سے اس کو اس قرأت سے پڑھا ہے پس یہ قوی کرتا ہے اس کو کہ یہ قرأت منسوخ ہے، یعنی ﴿والذكر والانثى﴾۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں سو بہر حال جس نے دیا اور ڈر رکھا۔

٤٥٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فِيْ جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى﴾.

۴۵۶۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیع الغرقد (مقبرہ اہل مدینہ) میں ایک جنازے میں تھے سو فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ جنت سے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ سے لکھا گیا ہے یعنی بہشتی لوگ اور دوزخی اللہ کے نزدیک مقرر ہو چکے ہیں، تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہو گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا سو بہر حال جو نیک بختوں سے ہو گا تو وہ جلدی نیک کام کے واسطے مستعد ہو جائے گا اور جو بدبختوں سے ہو گا تو وہ جلدی سے بد کام پر تیار ہو جائے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور بہتر بات یعنی اسلام کو سچا جانا تو

اس پر ہم آسان کر دیں گے نیکی کرنا اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا اور اس نے نیک دین کو جھٹلایا تو اس پر ہم آسان کر دیں گے کفر کی سخت راہ۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور سچا جانا بہتر بات کو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ نَحْوَهُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے پھر ذکر کی ساری حدیث۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں سو ہم اس پر آسان کر دیں گے نیکی کرنا۔

٤٥٦٥ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِيْ جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُوْدًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ الْآيَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِيْ بِهِ مَنْصُوْرٌ فَلَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ.

۴۵۶۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے سو ایک لکڑی لے کر زمین کھودنے لگے سو فرمایا کہ کوئی تم میں سے ایسا نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ بہشت یا دوزخ سے لکھا گیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا حضرت! کیا ہم لکھے پر اعتماد نہ کریں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کیے جائے اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی کام آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو بہر حال جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو، اخیر آیت تک کہا شعبہ نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ساتھ اس کے منصور نے سو میں نہیں انکار کرتا اس کو سلیمان کی حدیث سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى﴾.

باب ہے اللہ اس قول کی تفسیر میں کہ اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا۔

۴۵۶۶ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ لَا اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى﴾.

۴۵۶۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے سو فرمایا کہ تم میں کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ بہشت سے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ سے لکھا گیا ہے ہم نے کہا یا حضرت! کیا پس ہم اپنے عملوں پر اعتماد نہ کریں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا پھر حضرت ﷺ نے اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا نیک بات کو تو اس پر ہم آسان کردیں گے نیکی کرنا، آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور اس نے جھوٹا جانا نیک بات کو۔

۴۵۶۷ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهٗ وَمَعَهٗ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ وَّمَا مِنْ نَّفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيْدَةً قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا

۴۵۶۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع غرقد میں ایک جنازے میں تھے سو ہمارے پاس حضرت ﷺ آئے سو بیٹھے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھے اور آپ ﷺ کے پاس پشت خار تھی سو آپ نے سر نیچے ڈالا اور اپنے پشت خار سے زمین کھودنے لگے پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کا مکان بہشت اور دوزخ سے لکھا گیا ہے اور مگر کہ لکھا گیا ہے نیک بخت یا بد بخت تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑیں سو سو جو نیک بختوں میں سے ہو گا تو وہ نیک بختوں کی طرف پھرے گا اور جو بد بختوں میں سے ہو گا وہ بد بختوں کی طرف پھرے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سو جو نیک بختوں میں سے ہو گا تو اس

وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ الْآيَةَ.

کو نیک بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے اور جو بد بختوں میں سے ہوگا تو اس کے واسطے بد بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں تو ہم اس پر آسان کر دیں گے کفر کی سخت راہ۔

٤٥٦٨ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ الْآيَةَ.

۴۵۶۸۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے سو حضرت ﷺ نے کچھ چیز لی اور اس کے ساتھ زمین کو کھودنے لگے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ سے اور اس کا ٹھکانہ بہشت سے لکھا گیا ہے لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں؟ فرمایا عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور بہر حال جو نیک بختوں میں سے ہوگا تو اس کو نیک بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے اور جو بد بختوں میں سے ہوگا تو اس کو بد بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے پھر یہ آیت پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو، آخر آیت تک۔

سُوْرَةُ وَالضُّحٰی

سورۂ ضحیٰ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِذَا سَجٰى﴾ اِسْتَوٰى وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَجٰى﴾ أَظْلَمَ وَسَكَنَ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں اور قسم ہے رات کی کہ سجی کے معنی ہیں جب برابر ہو ساتھ دن کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی ہیں جب اندھیرا کرے اور آرام پکڑے۔

﴿عَآئِلًا﴾ ذُوْ عِيَالٍ.

عائلا کے معنی ہیں عیال دار اور کہا فراء نے کہ ضحی کے معنی ہیں سب دن اور عائلا کے معنی ہیں فقیر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ دشمن رکھا۔

٤٥٦٩ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَآءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾.

۴۵۶۹۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے سو دو تین رات نہ اٹھے تو ایک عورت آئی تو اس نے کہا کہ اے محمد! بیشک میں امید رکھتی ہوں کہ تیرے شیطان یعنی جبرئیل علیہ السلام نے تجھ کو چھوڑ دیا ہو میں اس کو نہیں دیکھتی کہ دو تین رات سے تیرے پاس آیا ہو سو اللہ نے یہ آیت اتاری قسم ہے دن کی اور رات کی جب چھا جائے نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ دشمن جانا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾

تُقْرَأُ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ بِمَعْنًى وَّاحِدٍ مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں جو باب میں مذکور ہے اور پڑھا جاتا ہے ماودعک ساتھ تشدید دال اور تخفیف اس کی کے اور دونوں کے معنی ایک ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے معنی ہیں نہیں چھوڑا تجھ کو اللہ نے اور نہ دشمن رکھا۔

٤٥٧٠ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۴۵۷۰۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أُرَى صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَأَكَ فَنَزَلَتْ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾.

نے کہا یا حضرت! میں نہیں دیکھتی تیرے ساتھی کو مگر کہ گردانا ہے تجھ کو دیر کرنے والا قرأت میں یعنی اس واسطے کہ دیر کرنا اس کا پڑ جانے میں لازم پکڑتا ہے دیر دوسرے کی کو قرأت میں یعنی تیرے پاس قرآن نہیں لاتا سو یہ آیت اتری ﴿ما ودعك ربك وما قلى﴾۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ سبب نزول اس کے حدیث جندب رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ یہی ہے سبب حضرت ﷺ کی بیماری کا اور اس کے سوائے نزول کے سبب اور کئی وارد ہوئے ہیں لیکن کوئی روایت ان میں سے ثابت نہیں اور حق یہ ہے کہ فترت یعنی وحی کا چند روز نہ آنا جو مذکور ہے بیچ سبب نزول والضحیٰ کے غیر اس فترت کا ہے جو مذکور ہے بیچ ابتدا وحی کے اس واسطے کہ اس وقت بہت مدت تک بیچ میں وحی نہ آئی تھی اور اس وقت تو صرف دو یا تین رات نہ آئی تھی سو بعض راویوں نے دونوں کو ایک سمجھ لیا اور حقیقت حال وہ ہے جو میں نے بیان کی اور ابن اسحاق نے سیرہ میں والضحیٰ کے نزول کا اور سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مشرکوں نے حضرت ﷺ سے ذوالقرنین اور روح وغیرہ کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے ان کو جواب کا وعدہ کیا اور انشاء اللہ نہ کہا تو جبریل علیہ السلام بارہ یا تیرہ دن نہ آئے سو حضرت ﷺ کا سینہ تنگ ہوا اور مشرکوں نے کلام کیا تو اترے جبریل علیہ السلام ساتھ سورہ والضحیٰ کے اور جواب اس چیز کے کہ انہوں نے پوچھے اور ذکر سورہ والضحیٰ کا اس جگہ بعید ہے لیکن جائز ہے کہ دونوں قصوں کا زمانہ آپس میں قریب قریب ہو سو اس سبب سے بعض راویوں نے ایک قصے کو دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور نہ تھا بیچ ابتدا پیغمبری کے دونوں میں سے کوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بہت مدت اس سے پیچھے تھا مناسب ہے کہ مراد عورت سے پہلی حدیث میں ابولہب کی عورت ہو جس کا خطاب حمالة الحطب ہے اور مراد عورت سے دوسری حدیث میں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہو حضرت ﷺ کی بیوی اور ظاہر یہ ہے کہ دونوں نے یہ بات کہی ہوگی لیکن ابولہب کی بیوی چونکہ کافرہ تھی اس واسطے اس نے فرشتے کو شیطان سے تعبیر کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان ہونے کی جہت سے اس کو صاحب سے تعبیر کیا لیکن ابولہب کی عورت نے یہ بات خوش ہونے کے سبب سے کہی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے غم خواری کے سبب سے کہی اور جائز ہے یہ سب تصرف راویوں کا ہو یعنی کسی راوی نے اس کو شیطان سے تعبیر کیا ہو اور کسی نے صاحب سے اس واسطے کہ مخرج دونوں طریق کا ایک ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ أَلَمْ نَشْرَحْ

سورۂ انشراح کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وِزْرَكَ﴾ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ وزرک سے مراد وہ بوجھ ہے جو جاہلیت کے وقت میں یعنی پیغمبر ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اور لفظ فی الجاہلیت کا متعلق ہے ساتھ وزر کے یعنی وہ وزر کہ کائن ہے جاہلیت میں اور نہیں متعلق ہے ساتھ وضع کے کہا کرمانی نے کہ مراد ترک افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بھول چوک ہے۔

﴿أَنْقَضَ﴾ أَثْقَلَ.

انقض کے معنی ہیں جس نے بھاری کی تیری پیٹھ یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿انقض ظهرك﴾.

﴿مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَيْ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا اٰخَرَ كَقَوْلِهٖ ﴿هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ إِلَّآ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ وَلَنْ يَّغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ.

کہا ابن عیینہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ان مع العسر يسرا﴾ کہ مراد ہے کہ اس مشکل کے ساتھ اور آسانی ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں انتظار کرتے تم ساتھ ہمارے مگر ایک دو بھلائیوں میں سے اور نہیں غالب ہوتی کبھی ایک مشکل دو آسانیوں پر۔

فائدہ: اور یہ مصیر ہے ابن عیینہ سے طرف قاعدہ نحویوں کی کہ جب نکرہ دوہرایا جائے تو ہوتا ہے غیر پہلے کا اور موقع تشبیہ کا یہ ہے کہ جیسے ثابت ہوا ہے واسطے مسلمانوں کے متعدد ہونا نیکیوں کا اس طرح کہ ثابت ہوا ہے واسطے ان کے متعدد ہونا آسانیوں کا یا اس کا مذہب یہ ہے کہ مراد ساتھ ایک آسانی کے ظفر ہے اور ساتھ دوسری کے ثواب، پس ضروری ہے واسطے ایماندار کے ایک دونوں میں سے اور یہ جو کہا کہ نہیں غالب ہوتی کبھی ایک مشکل دو آسانیوں پر تو یہ حدیث مرفوع ہے روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ بیشک ساتھ ہر مشکل کے آسانی ہے اور کبھی غالب نہیں ہوتی ایک مشکل دو آسانیوں پر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مشکل کسی سوراخ میں ہوتی تو آسانی اس میں بھی داخل ہوتی یہاں تک کہ اس کو باہر نکالتی اور ہرگز نہیں غالب ہوگی ایک مشکل دو آسانیوں پر اور دونوں کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے ہمارے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس آیت کے ساتھ بشارت دی اور فرمایا کہ کبھی غالب نہیں ہوگی ایک مشکل دو آسانیوں پر اگر اللہ نے چاہا۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَانْصَبْ﴾ فِيْ حَاجَتِكَ إِلٰى رَبِّكَ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول میں ﴿فاذا فرغت فانصب﴾ کہ جب تو دنیا کے کام وکاج سے فارغ ہو تو محنت کر اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف یعنی عبادت میں محنت کر۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا کہ کھولا

لِلْاِسْلَامِ. — اللہ نے سینہ آپ واسطے اسلام کے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں وہ حدیث جو روایت کی ہے طبری نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو سعید کی حدیث سے ساتھ رفع کے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آیا سو کہا کہ تیرا رب کہتا ہے کہ کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تیرا ذکر کس طرح بلند کیا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے، کہا کہ جب میں ذکر کیا جاؤں تو میرے ساتھ تو بھی ذکر کیا جائے گا اور ذکر کیا ہے ترمذی نے اس کی تفسیر میں قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کھولنے کا رات معراج کی رات۔ (فتح)

سُوْرَةُ وَالتِّيْنِ — سورۂ تین کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ التِّيْنُ وَالزَّيْتُوْنُ الَّذِيْ يَأْكُلُ النَّاسُ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد ہے تین اور زیتون سے جو لوگ کھاتے ہیں اور تین کے معنی ہیں انجیر یعنی وہ میوہ جو لوگ کھاتے ہیں۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین سے مراد مسجد نوح علیہ السلام کی ہے جو جودی پہاڑ پر بنی ہوئی ہے اور ربیع بن انس سے روایت ہے کہ تین سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر تین ہے اور زیتون سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر زیتون ہے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ تین مسجد اصحاب کہف کی ہے اور زیتون سے مراد مسجد بیت المقدس کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ﴾ فَمَا الَّذِيْ يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُدَانُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ كَأَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَّقْدِرُ عَلٰى تَكْذِيْبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ.

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فما یکذبک﴾ کہ کیا چیز ہے جو باعث ہے تجھ کو اس کے جھٹلانے پر کہ لوگ اپنے عملوں کا بدلہ پائیں گے گویا کہ کہا کہ کون ہے قادر اس پر کہ باعث ہو تجھ کو اس پر کہ تو ثواب اور عقاب کو جھوٹا جانے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ مخاطب ساتھ اس کے انسان مذکور ہے کہا گیا کہ یہ بطور التفات کے ہے اور یہ مروی ہے مجاہد رحمہ اللہ سے یعنی کسی چیز نے ٹھہرایا ہے تجھ کو کاذب اس واسطے کہ جب تو نے جزا کو جھٹلایا تو تو جھوٹا ہو گیا اس واسطے کہ ہر حق کو جھٹلانے والا جھوٹا ہے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿اسفل سافلین الا الذین آمنوا﴾ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو قرآن کو پڑھے وہ نکمی عمر کی طرف نہیں پھیرا جاتا اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ پھر پھیرا ہم نے اس کو نیچوں سے نیچے مگر جو ایمان لائے یعنی جنہوں نے قرآن کو پڑھا۔ (فتح)

٤٥٧١ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ

۴۵۷۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے نماز عشاء کی ایک رکعت میں

الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَآءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ﴿تَقْوِيْمٍ﴾ الْخَلْقِ.

سورہ تین پڑھی یعنی پہلی رکعت میں سورۂ تین پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ قدر پڑھی۔

سُوْرَةُ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

سورۂ اقرأ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: صاحب کشاف نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ سب قرآن سے پہلے پہلے یہ سورت اتری اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلے پہل سورت فاتحہ اتری اور اکثر اماموں کا مذہب پہلا ہے اور جس کو منسوب کیا ہے صاحب کشاف نے طرف اکثر کے وہ نہایت کم اور تھوڑے لوگوں کا قول ہے بہ نسبت پہلوں کے جو سورہ اقرأ کے اول اترنے کے قائل ہیں۔

وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيْقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ خَطًّا.

یعنی حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہا کہ لکھ قرآن میں سورہ فاتحہ سے اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم درمیان ہر دو سورتوں کے لکیر یعنی علامت کہ دو سورتوں کے درمیان فرق اور جدائی کرے۔

فائدہ: کہا داؤدی نے اور قول اس کا کہ لکیر ڈال اگر مراد فقط لکیر بسم اللہ کے بغیر ہے تو یہ ٹھیک نہیں واسطے اتفاق اصحاب کے اوپر لکھنے بسم اللہ کے درمیان ہر دو سورتوں کے سوائے سورہ برأت کے اور اگر مراد ساتھ امام کے اول ہر سورت کے ہے سو ڈالی جائے لکیر ساتھ بسم اللہ کے تو یہ خوب ہے سو لائق تھا کہ سورہ براۃ کو مستثنیٰ کیا جاتا کہا کرمانی نے معنی اس کے یہ ہیں کہ فقط سورت فاتحہ کے اول میں بسم اللہ لکھ اور ڈال درمیان ہر دو سورتوں کے لکیر واسطے فاصلہ کے اور یہ مذہب حمزہ کا ہے ساتھ قاریوں سے میں کہتا ہوں کہ منقول یہ حمزہ سے قرأت میں ہے یعنی پڑھنے میں ہے نہ لکھنے میں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جب مشروع کیا گیا ہے اول اس سورت کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے تو ارادہ کیا اس نے یہ کہ بیان کرے کہ نہیں واجب ہے بسم اللہ بیچ اول ہر سورت کے بلکہ جو قرآن کے اول ابتدا میں ایک بار بسم اللہ پڑھ لے تو کفایت کرتا ہے اس کو یہ بیچ بجا لانے اس امر کے ہاں استنباط کیا ہے سہیلی نے اس امر سے ثابت ہونا بسم اللہ کا بیچ ابتدا فاتحہ کے کہ یہ امر قرآن سے پہلے پہل اترا سو اول جگہ بجا لانے حکم اس کے کی اول قرآن کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَادِيَهُ﴾ عَشِيْرَتَهُ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ نادیہ سے مراد قریبی رشتہ دار ہیں

فائدہ: اور یہ تفسیر بالمعنی ہے اس واسطے کہ مدعو اہل نادی ہیں اور نادی مجلس ہے جو پکڑی جاتی ہے واسطے بات چیت کرنے کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فلیدع نادیہ سندع الزبانیہ﴾۔

﴿الزَّبَانِيَةَ﴾ اَلْمَلَائِكَةُ.

الزبانیۃ کے معنی ہیں فرشتے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿الرُّجْعٰى﴾ اَلْمَرْجِعُ.

اور کہا معمر نے کہ رجعی کے معنی ہیں مرجع یعنی اس آیت میں ﴿ان الی ربک الرجعی﴾۔

﴿لَنَسْفَعًا﴾ قَالَ لَنَأْخُذَنْ وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّوْنِ وَهِيَ الْخَفِيْفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهٖ أَخَذْتُ.

یعنی لنسفعا کے معنی ہیں البتہ ہم پکڑیں گے اور لنسفعا ساتھ نون خفیفہ کے ہے کہا جاتا ہے سفعت بیدہ یعنی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

٤٥٧٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِيْ رِزْمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ صَالِحٍ سَلْمَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ قَالَ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَّرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ

۴۵۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پہلے پہل جو حضرت ﷺ کو وحی ہوئی سچی خوابیں تھیں سونے میں (یعنی بیچ اول ان چیزوں کے جو ابتدا کی گئیں تھیں ایجاد وحی سے اور لیکن مطلق وہ چیز جو آپ ﷺ کی پیغمبری پر دلالت کرتی ہے تو اس کے واسطے کئی چیزیں پہلے گزر چکی تھیں جیسے پتھر کا سلام کرنا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور سوائے اس کے) سو کوئی خواب نہ دیکھتے تھے مگر کہ صبح روشن کی طرح دیکھتے تھے پھر آپ کو خلوت پیاری لگی (یہ ظاہر ہے اس میں کہ تھیں سچی خوابیں پہلے اس سے کہ آپ کو گوشہ گیری پیاری لگے) سو تھے گوشہ گیری کرتے پہاڑ حرا کی غار میں اور کئی کئی راتیں عبادت کرتے اور تحنث کے معنی ہیں چند معدود راتیں عبادت کرتے (اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ ہر سال ماہ رمضان میں اعتکاف کرتے تھے اور نہیں وارد ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کی عبادت اس میں کس قسم کی تھی بعض کہتے ہیں کہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور بعض نے کہا کہ آپ کی عبادت فکر سے تھی اور احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے محض گوشہ گیری کو عبادت کہا ہو اس واسطے کہ لوگوں سے

اِقْرَأْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ اَلْاٰيَاتِ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهٗ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ قَالَ لِخَدِيْجَةَ اَيْ خَدِيْجَةُ مَا لِيْ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا فَوَاللّٰهِ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ اَخِيْ اَبِيْهَا وَكَانَ امْرَاً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا

الگ ہونا خاص کر جو باطل پر ہوں جملہ عبادت سے ہے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے جس جگہ کہا کہ میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف اور یہ التفات کرتا ہے طرف مسئلہ اصول کے اور وہ یہ ہے کہ کیا حضرت ﷺ وحی آنے سے پہلے کسی اگلے پیغمبر کی شریعت کے طور پر عبادت کرتے تھے جمہور نے کہا کہ نہیں اس واسطے کہ اگر تابع ہوتے تو بعید تھا کہ متبوع ہوتے اس واسطے کہ اگر ہوتا تو منقول ہوتا جس کی طرف منسوب ہوتے اور بعض کہتے ہیں کہ ہاں اور اختیار کیا ہے اس کو ابن حاجب نے اور اختلاف کیا ہے اس کے تعین میں آٹھ قول پر بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ سب پیغمبروں کے تابع تھے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں اور قوی تیسرا قول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے خاص کر جو منقول ہوا ہے لازم پکڑنے آپ کے سے واسطے حج اور طواف کے اور مانند اس کی کے جو باقی نزدیک ان کے شریعت ابراہیم علیہ السلام کی سے اور اللہ خوب جانتا ہے اور یہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور بہر حال پیغمبر ہونے سے پیچھے سو ان کا بیان ہو چکا ہے) پہلے اس سے کہ اپنے گھر والوں کی طرف پھریں اور اس کے واسطے خرچ لیتے (یہ جملہ معطوف ہے جملہ فکان یخلو بغار حرا پر) پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرتے (خاص کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ ذکر کے اس کے بعد کہ تعبیر کیا ساتھ اہل کے تو یہ تفسیر ہے بعد ابہام کے اور یا اشارہ ہے طرف خاص ہونے خرچ کے ساتھ ہونے اس کے نزدیک اس کے سے سوائے غیر اس

شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرٰى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلٰى مُوسٰى لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا أُوذِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ حَيًّا أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتّٰى حَزِنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَفَرِقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُوهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُو

کے) یعنی بعد تمام ہونے خرچ کے پھراتنی راتوں کے برابر کا خرچ لیتے یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آیا یعنی وحی اور حالانکہ آپ حرا پہاڑ کی غار میں تھے سو آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام فرشتہ آیا سو اس نے کہا کہ پڑھ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا پھر اس نے مجھ کو پکڑا اور سخت دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑ کر دوسری بار دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں تو پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑ کر تیسری بار دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو لہو کے لوتھڑے سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے اللہ کے اس قول تک اور سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا یعنی مجھ کو یہ آیتیں پڑھائیں سو حضرت ﷺ ان کے ساتھ پھرے حضرت ﷺ کا دل کانپتا تھا یہاں تک کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو فرمایا کہ مجھ کو اوڑھاؤ اور مجھ کو اوڑھاؤ تو گھر والوں نے آپ کو کپڑا اوڑھایا یہاں تک کہ آپ سے گھبراہٹ دور ہوئی سو حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے خدیجہ! مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے اور اس کو سب حال کی خبر دی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ نہیں ہوسکتا آپ خوش ہو جائیے، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ برادر پرور ہیں راست گو ہیں، محتاج کو دیتے ہیں، عاجز کا کام کر دیتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں حق مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں سو خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ چلی یہاں تک کہ

سَلَمَةَ وَهِيَ الْأَوْثَانُ الَّتِيْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُوْنَ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ.

آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں اور وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچیرا بھائی تھا یعنی حقیقی چچا کا بیٹا اور وہ ایک مرد تھا کہ جاہلیت کے وقت میں نصرانی ہو گیا تھا اور عربی کتاب لکھتا تھا اور جو اللہ چاہتا انجیل سے عربی میں لکھتا یعنی اس کو اس قدر قوت اور استعداد حاصل ہو گئی تھی کہ انجیل سے جو جگہ چاہتا عربی اور عبرانی میں لکھتا (کہا داؤدی نے کہ اس نے انجیل سے جو عبرانی زبان میں ہے یہ کتاب لکھی جو عربی میں ہے) اور وہ بہت بوڑھا اور اندھا ہو گیا تھا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سن جو کہتا ہے کہا ورقہ نے اے بھتیجے! تو کیا دیکھتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی جو دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا یعنی جبریل علیہ السلام کاش میں دعوت کے دنوں میں جوان ہوتا! میں زندہ ہوتا! ذکر کیا ورقہ نے ایک حرف یعنی جس وقت تیری قوم تجھ کو نکالے گی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی ورقہ نے کہا ہاں نہیں لایا کوئی مرد جو تو لایا مگر کہ اس نے ایذا پائی اور اگر مجھ کو تیرے دن یعنی وقت اخراج کے نے زندہ پایا یعنی اگر میں اظہار دعوت کے وقت زندہ رہا تو میں تیری قوی مدد کروں گا پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ ورقہ فوت ہوا اور وحی بند ہوئی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غمناک ہوئے اور کہا محمد بن شہاب نے یعنی ساتھ سند مذکور کے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو خبر دی کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حالانکہ آپ حدیث بیان کرتے تھے وحی کے بند ہونے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی

تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو اچانک وہی فرشتہ جو حرا پہاڑ کی
غار میں آیا تھا آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے تو
میں اس سے کانپا خوف کے مارے پھر میں پلٹ آیا یعنی گھر
کی طرف تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ! کمبل اوڑھاؤ!
پھر گھر والوں نے آپ کو کمبل اوڑھایا سو اللہ نے یہ آیتیں
اتاریں، اے لحاف میں لپٹے! کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی
سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول یعنی اللہ اکبر کہہ کے نماز
پڑھ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ ، کہا ابو
سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ پلیدی سے مراد بت ہے جن کو جاہلیت کے
وقت کافر پوجتے تھے پھر بدستور وحی اترنی شروع ہوئی۔

فائدہ: ان کے برابر اور راتوں کا خرچ لیتے احتمال ہے کہ ضمیر راتوں کے واسطے ہو یا خلوت کے یا عبادت کے یا پہلی باریوں کے پھر احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ خرچ لیتے اور چند دن خلوت کرتے پھر پھر کر خرچ لے جاتے اور چند دن خلوت کرتے پھر پھرتے اور خلوت کرتے چند دن یہاں تک کہ سارا مہینہ گزر جاتا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اتنی راتوں کے برابر کا خرچ لیتے جب کہ سال گزر جاتا اور وہ مہینہ آتا جس میں حضرت کی خلوت کرنے کی عادت جاری تھی اور یہ ظاہر تر ہے نزدیک میرے اور لیا جاتا ہے اس سے تیار کرنا خرچ کا واسطے گوشہ گیر کے جب کہ ہو اس طور سے کہ دشوار ہو اس پر حاصل کرنا اس کا واسطے دور ہونے مکان گوشے اس کے شہر سے مثلا اور یہ کہ نہیں ہے یہ مخالف توکل کے واسطے واقع ہونے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد حاصل ہونے پیغمبری کے ساتھ سچی خوابوں کے اگرچہ بیداری کے وحی سے اس سے دیر کے بعد آنی شروع اور جب معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں حرا پہاڑ کی غار میں اعتکاف کیا کرتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ رمضان میں پیغمبری حاصل ہوئی اور یہ جو کہا کہ پڑھ تو احتمال ہے کہ ہو یہ امر واسطے تنبیہ اور بیدار کرنے کے واسطے اس چیز کے کہ ڈالی جاتی ہے طرف آپ کی کی اور احتمال ہے کہ اپنے باپ پر ہو طلب سے پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر تکلیف مالا یطاق کے فی الحال اگرچہ قادر ہو اس پر اس کے بعد اور یہ جو کہا کہ میں پڑھا نہیں تو ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک ریشمی ٹکڑا لائے جس میں لکھا ہوا تھا تو کہا کہ پڑھ میں میں نے کہا کہ میں پڑھا نہیں، کہا سہیلی نے کہ بعض مفسرین نے کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿الم ذلك الكتاب لا ريب فيه﴾ اس میں اشارہ ہے جس کو جبریل علیہ السلام لائے تھے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو دبایا تو حکمت اس دبانے میں منہ پھیرنا آپ کا ہے التفات کرنے سے ساتھ اور چیز کے

یا واسطے ظاہر کرنے شدت اور کوشش کے امر میں واسطے تنبیہ کرنے کے اوپر بھاری ہونے قول کے جو ڈالا جائے گا آپ کی طرف پھر جب ظاہر ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس پر صبر کیا تو آپ کی طرف ڈالا گیا یعنی قرآن اور یہ اگرچہ بہ نسبت علم اللہ کے حاصل تھا لیکن شاید مراد ظاہر کرنا اس کا ہے واسطے ظاہر کے بہ نسبت حضرت ﷺ کے اور بعض کہتے ہیں تا کہ آزمائے کہ حضرت ﷺ اپنی طرف سے کچھ کہتے ہیں سو جب حضرت ﷺ کچھ نہ لائے تو دلالت کی اس نے کہ وہ اس پر قادر نہیں اور بعض نے کہا کہ ارادہ کیا اللہ نے کہ معلوم کروائے حضرت ﷺ کو کہ پڑھنا آپ کی قدرت سے نہیں اگرچہ کراہ کیے جائیں اوپر اس کے اور بعض نے کہا کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ خیال اور وہم اور وسوسہ جسم کی صفتوں سے نہیں سو جب واقع ہوا یہ واسطے جسم حضرت ﷺ کے تو حضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ اللہ کے حکم سے ہے اور بعض نے ذکر کیا کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اس واسطے کہ کسی پیغمبر سے منقول نہیں کہ ایسا حال اس کے ساتھ ابتداء وحی کے نزدیک گزرا ہو اور یہ جو کہا کہ پھر اس نے مجھ کو تیسری بار دبایا تو اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جو ارادہ کرے کسی امر کی تاکید کا اور ظاہر کرنے بیان کا تو وہ اس کو تین بار دوہرائے اور حضرت ﷺ اس طرح کیا کرتے تھے اور شاید حکمت بیچ دوہرانے اس کے کی اشارہ ہے طرف بند ہونے ایمان کے جس کے سبب سے وحی پیدا ہوتی ہے تین باتوں میں قول میں اور عمل میں اور نیت میں اور یہ کہ وحی شامل ہے تین باتوں پر توحید پر اور احکام پر اور قصوں پر اور بیچ مکرر دبانے کے اشارہ ہے طرف تین سختیوں کے جو حضرت ﷺ کے واسطے واقع ہوئیں اور وہ بند کرنا آپ کا ہے پہاڑ کے درے میں اور نکلنا آپ کا ہجرت میں اور جو واقع ہوا واسطے آپ کے دن جنگ احد کے اور بیچ تین بار چھوڑنے کے اشارہ ہے طرف حاصل ہونے آسانی کے واسطے آپ کے پیچھے تین بار مذکور کے دنیا میں اور برزخ میں اور آخرت میں اور یہ جو کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام اللہ کے اس قول تک کہ سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا تو یہی آیتیں ہیں جو پہلے پہل اتریں برخلاف باقی سورہ کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کچھ زمانہ اس کے بعد اتری اور اس میں اختلاف ہے کہ پہلے پہل قرآن کی کون سی آیت اتری، **كما تقدم بيانه في تفسير المدثر** اور حکمت اس اولیت میں یہ ہے کہ یہ پانچ آیتیں شامل ہیں اوپر مقاصد قرآن کے تو ان میں براعت استہلال ہے اور یہ لائق ہیں اس کے کہ قرآن کا عنوان نام رکھے جائیں اس واسطے کہ عنوان کتاب کا وہ ہے جو جامع ہو اس کے مقاصد کو ساتھ عبارت مختصر کے اس کے اول میں اور بیان اس کا کہ وہ شامل ہیں اوپر مقاصد قرآن کے یہ ہے کہ قرآن کے علوم منحصر ہیں توحید میں اور احکام میں اور اخبار میں اور البتہ شامل ہیں آیتیں اوپر امر قرأت کے اور شروع کرنے کے بیچ اس کے ساتھ بسم اللہ کے اور اس میں اشارہ ہے طرف احکام کے اور ان میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ توحید رب کے اور ثابت کرنے ذات اس کی کے اور صفتوں اس کی کے صفت ذات سے اور صفت فعل سے اور ان میں اشارہ ہے طرف اصول دین کے اور ان میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ اخبار پیغمبروں کے اللہ کے اس قول

سے کہ سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا اور یہ جو کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے سہیلی نے اس پر کہ حکم کیا جائے ساتھ پڑھنے بسم اللہ کے اول ہر سورت کے لیکن نہیں لازم آتا اس سے کہ ہو آیت ہر سورت سے اور یہ ٹھیک ہے اس واسطے کہ اگر ہر سورت کی آیت ہوتی تو لازم آتا کہ ہو آیت پہلے ہر آیت کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور ابوالحسن بن قصار سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ اس قصے میں رد ہے شافعی پر اس کے اس قول میں کہ بسم اللہ آیت ہے ہر سوت سے اس واسطے کہ یہ پہلی سورت ہے جو اتری اور نہیں اس کے اول میں بسم اللہ لیکن تعاقب کیا گیا ہے یہ قول ابن قصار کا ساتھ اس کے کہ اس میں حکم ہے ساتھ بسم اللہ پڑھنے کے اگرچہ متاخر ہے اتارنا اس کا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ سورت کی آیتوں کا باترتیب اترنا شرط نہ تھا اور البتہ آیت اترتی تھی سو رکھی جاتی تھی مکان میں پہلے اس آیت کے جو اس سے اول اتری پھر اور آیت اترتی تو اس سے پہلے رکھی جاتی یہاں تک کہ قرار پایا امر نے حضرت ﷺ کی اخیر عمر میں اس ترتیب پر اور محفوظ یہ ہے کہ پہلے پہلی سورت ﴿اقرا باسم ربك﴾ اتری پھر اس کے بعد سورہ فاتحہ اتری اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ تو کہا حضرت ﷺ نے یہ واسطے شدت ہول اس چیز کے لاحق ہوا آپ کو خوف اس امر کے سے اور جاری ہوئی ہے عادت ساتھ دور ہونے لرزہ کے کپڑا لپیٹنے سے اور ایک مرسل روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نکلے اور آسمان سے آواز سنی کہتا ہے اے محمد! تو پیغمبر ہے اور میں جبریل علیہ السلام ہوں سو میں کھڑا ہو کر اس کو دیکھنے لگا سو نہ میں آگے بڑھا اور میں پیچھے ہٹا اور میں آسمان کے کنارے میں دیکھنے لگا سو میں آسمان کی طرف میں نہ دیکھتا تھا مگر کہ اس کو دیکھا اور یہ جو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ خوش ہو جائیے تو ایک روایت میں ہے کہ اے میرے چچا کے بیٹے خوش ہو جائیے اور ثابت رہیے سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں امیدوار ہوں کہ آپ اس امت کے پیغمبر ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے چچا کے بیٹے! کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ تو مجھ کو اپنے ساتھی کی خبر دے جب کہ آئے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! سو جب جبریل علیہ السلام آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ! یہ جبریل علیہ السلام ہے، خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ اٹھ کر میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں! خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر کر میری دائیں ران پر بیٹھیں پھر اسی طرح پوچھا حضرت ﷺ نے اسی طرح جواب دیا پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر کر میری گود میں بیٹھیں پھر اسی طرح پوچھا حضرت ﷺ نے اسی طرح جواب دیا پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اوڑھنی اپنے بدن سے اتار ڈالی اور بدن کو ننگا کیا اور حالانکہ حضرت ﷺ ان کی گود میں تھے اور کہا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہ اب بھی آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں! خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ثابت رہیں سو قسم ہے اللہ کی کہ بیشک وہ فرشتہ ہے اور شیطان نہیں اور دلائل بیہقی میں ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کو عداس کے پاس لے گئیں اور وہ نصرانی تھا تو اس سے جبریل علیہ السلام کا حال کہا تو اس نے کہا کہ وہ

امین اللہ کا ہے درمیان اس کے اور درمیان پیغمبروں کے پھر آپ کو ورقہ کے پاس لے گئیں اور یہ جو ورقہ نے کہا کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تو ایک روایت میں ہے کہ ورقہ نے کہا کہ تجھ کو بشارت ہو سو میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک آپ وہی پیغمبر ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے بشارت دی اور بے شک آپ اوپر مثل ناموس موسیٰ علیہ السلام کے ہیں اور بے شک آپ پیغمبر مرسل ہیں اور یہ روایت صریح تر ہے ورقہ کے اسلام میں انجیل میں بھی احکام شرعیہ ہیں اگرچہ اکثر توارۃ کے موافق ہیں لیکن بہت چیزیں اس سے منسوخ ہوگئی ہیں ساتھ دلیل اس آیت کے ﴿ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم﴾ اور یہ جو کہا کہ میں اپنی آنکھ کو آسمان کی طرف اٹھایا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ آسمان کی طرف دیکھنا جائز ہے وقت وجود حادث کے اس کی طرف سے اور مستثنیٰ ہے اس سے اٹھانا آنکھ کا طرف آسمان کی نماز میں واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ پر ٹھنڈا پانی چھڑکو اور تزمیل اور تدثیر دونوں اصل ہیں مشترک ہیں اگرچہ ان کے درمیان صورت میں مغایرت ہے اور شاید حکمت بیچ ٹھنڈا پانی چھڑکنے کے بعد کمبل اوڑھنے کے طلب حصول سکون کی ہے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باطن میں خوف سے یا عادت ہے کہ کانپنے کے بعد بخار آتا ہے اور پہچانا گیا ہے طب نبوی سے علاج اس کا ساتھ پانی ٹھنڈے کے اور یہ جو کہا کہ یہ آیتیں اتری ﴿یاایھا المدثر﴾ الخ تو پہچانا جاتا ہے دونوں حدیث کے ایک ہونے سے بیچ نزول ﴿یاایھا المدثر﴾ کے پیچھے قول اس کے دثرونی وزملونی کہ مراد ساتھ زملونی کے دثرونی ہے اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ﴿یا ایھا المزمل﴾ اس وقت اتری اس واسطے کہ اترنا اس کا متاخر ہے ﴿یاایھا المدثر﴾ کے اترنے سے بالاتفاق اس واسطے کہ اول ﴿یاایھا المدثر﴾ کا امر ہے ساتھ ڈرانے کے اور یہ پیغمبری کی ابتدا میں تھا اور اول مزمل کا حکم ہے ساتھ قیام لیل کے اور ترتیل قرآن کے سو یہ چاہتا ہے کہ بہت قرآن اس سے پہلے اترا ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ پہلے پہل سورۂ مدثر کی پہلی آیتیں اتریں ﴿والرجز فاھجر﴾ تک اور اس میں مفصل ہے اس چیز کا کہ متعلق ہے ساتھ پیغمبری کے سو پہلی آیت میں لگاؤ ہے ساتھ اس حالت کے کہ حضرت ﷺ اس پر تھے کپڑا اوڑھنے سے واسطے اعلام کے ساتھ بڑی ہونے قدر ان کے اور دوسرے میں امر ہے ساتھ ڈرانے کے کھڑے ہو کر اور حکمت بیچ اختصار کے انذار پر اگرچہ حضرت ﷺ بشارت کے واسطے بھی مبعوث ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صرف ڈرانے کو ذکر کیا بشارت کو ذکر نہیں فرمایا تو یہ اس واسطے کہ یہ اول اسلام میں تھا سو متعلق انذار کا محقق ہے سو جب کہا مانا جس نے کہا مانا تو یہ آیت اتری ﴿انا ارسلناك شاھدا ومبشرا ونذیرا﴾ اور تیسری آیت میں بڑائی بیان کرتا ہے رب کی از روئے تمجید اور تعظیم کے اور پانچویں آیت میں دور رہنا ہے اس چیز سے کہ مخالف ہے توحید کو اور جو پھیرے طرف عذاب کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾. باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پیدا کیا آدمی کو جمے

ہوئے خون سے۔

٤٥٧٣ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾.

۴۵۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول وہ چیز کہ شروع کیے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے سچی خوابیں تھیں پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا سو اس نے کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو جمے ہوئے خون سے پڑھ اور تیرا رب بزرگ تر ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں پڑھ اور تیرا رب کریم تر ہے۔

٤٥٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾.

۴۵۷۴۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ وہ ہے جس نے علم سکھلایا قلم کی مدد سے۔

٤٥٧٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَدِيْجَةَ

۴۵۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے اور فرمایا کہ مجھ کو اوڑھاؤ! مجھ کو اوڑھاؤ! اور ذکر کی حدیث۔

فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہرگز نہیں کہ اگر باز نہ آئے گا تو ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر جیسے چوٹی جھوٹے گنہگار کی۔

٤٥٧٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلٰى عُنُقِهٖ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهٗ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ تَابَعَهٗ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ.

۴۵۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں محمد ﷺ کو کعبے میں نماز پڑھتے دیکھوں تو اپنے پاؤں سے اس کی گردن کچل ڈالوں گا سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرتا یعنی بے ادبی تو اس کو فرشتے پکڑ لیتے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل ہے اس واسطے کہ اس نے ابوجہل کے اس قول کا زمانہ نہیں پایا اس لیے کہ وہ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے اور عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن مسجد میں تھا تو ابوجہل آیا سو اس نے کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر نذر ہے کہ اگر میں محمد ﷺ کو سجدہ میں دیکھوں گا تو اس کی گردن کچل ڈالوں گا، الحدیث اور یہ جو کہا کہ فرشتے اس کو پکڑ لیتے تو ایک روایت میں ہے کہ بارہ فرشتے زبانیہ میں سے اترے ان کے سر آسمان پر تھے اور پاؤں زمین پر اور ایک روایت میں ہے کہ اگر یہود موت کو چاہتے تو مر جاتے اور اگر نکلتے وہ لوگ جنہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ کیا تھا تو البتہ پھرتے یعنی اپنے گھروں کی طرف نہ اپنے گھر والوں کو پاتے نہ مال کو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس نہ گھبراہٹ میں ڈالا ان کو کسی چیز نے مگر کہ ابوجہل اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹتا ہے اور اپنے ہاتھ سے بچتا ہے تو کسی نے کہا کہ کیا ہے واسطے تیرے؟ تو اس نے کہا کہ میرے اور اس کے درمیان آگ کی بھری ہوئی خندق ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابوجہل میرے پاس آتا تو فرشتے اس کے جوڑ جوڑ کو اچک لیتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت ہوا امر بیچ حق ابوجہل کے اور نہیں واقع ہوا مثل اس کی بیچ حق عقبہ بن ابی معیط کے جب کہ اس نے اونٹ کی اوجھڑی حضرت ﷺ کی پیٹھ پر ڈالی اور حالانکہ حضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے، کما تقدم شرحہ فی کتاب الطہارۃ اس واسطے کہ اگرچہ وہ دونوں شریک ہیں مطلق ایذا دینے میں وقت پڑھنے نماز کے لیکن زیادہ ہوا ہے ابوجہل ساتھ تہدید کے اور ساتھ دعوے اہل اطاعت

اپنی کے اور ساتھ روندنے گردن شریک کے اور اس میں مبالغہ ہے جو چاہتا ہے کہ اس کو جلدی سزا ملے اگر یہ کام کرے اور اس واسطے کہ اونٹ کی اوجھڑی کی ناپاکی تحقیق نہیں ہوئی اور البتہ سزا پائی عقبہ نے ساتھ بد دعا کرنے حضرت ﷺ کے اس پر اور جو شریک ہوا اس کو اس کے فعل میں سو مارے گئے جنگ بدر کے دن۔ (فتح)

سُوْرَةُ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ

سورۂ قدر کی تفسیر کا بیان

يُقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوْعُ وَالْمَطْلِعُ الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يُطْلَعُ مِنْهُ.

کہا جاتا ہے کہ مطلع کے معنی ہیں چڑھنا جو ساتھ فتح لام کے ہے اور جو ساتھ زیر لام کے ہے اس کے معنی ہیں وہ جگہ جس سے سورج نکلتا ہے اور مراد اس جگہ پہلے معنی ہیں۔

﴿اَنْزَلْنَاهُ﴾ اَلْهَآءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْاٰنِ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ﴾ خَرَجَ مَخْرَجَ الْجَمِيْعِ وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ وَالْعَرَبُ تُوَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمِيْعِ لِيَكُوْنَ اَثْبَتَ وَاَوْكَدَ.

یعنی اللہ کے قول انا انزلناہ میں ھا سے مراد قرآن ہے یعنی یہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے اگرچہ اس کا پہلے ذکر نہیں ہوا اور انا انزلناہ لفظ جمع کا ہے اور اتارنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عرب تاکید کرتے ہیں فعل واحد کو سو اس کو جمع کے لفظ سے بولتے ہیں تاکہ اس میں زیادہ تر ثبوت اور تاکید ہو یعنی واحد متکلم کی جگہ جمع متکلم کا لفظ بولا واسطے زیادہ تر ثبوت اور تاکید کے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر سورہ قدر کے کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں یہ حدیث من قام لیلۃ القدر وقد تقدم فی اواخر الصیام۔

سُوْرَةُ لَمْ يَكُنْ

سورۂ بینہ کی تفسیر کا بیان

﴿مُنْفَكِّيْنَ﴾ زَآئِلِيْنَ.

منفکین کے معنی ہیں دور ہونے والے اپنی راہ و رسم سے

﴿قَيِّمَةٌ﴾ اَلْقَآئِمَةُ ﴿دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ اَضَافَ الدِّيْنَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ.

القیمۃ کے معنی ہیں قائم اور یہ جو کہا کہ دین القیمۃ تو مضاف کیا ہے دین کو مؤنث کی طرف۔

٤٥٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيٍّ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ قَالَ

۴۵۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تیرے آگے ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ کی سورت پڑھوں تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! سو ابی بن

وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى.

کعب رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رونے لگے۔

۴۵۷۸ ۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ أُبَيٌّ آللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّاكَ لِيْ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِيْ قَالَ قَتَادَةُ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾.

۴۵۷۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تیرے آگے قرآن کو پڑھوں، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے میرا نام لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے تیرا نام لیا ہے تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رونے لگے، قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آگے ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ کی سورت پڑھی۔

۴۵۷۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَعْفَرٍ الْمُنَادِيْ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُقْرِئَكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ آللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ.

۴۵۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو قرآن پڑھاؤں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اللہ نے آپ کے واسطے میرا نام لیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اور اللہ کے نزدیک میرا ذکر ہوا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تو اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

فائدہ: ایک روایت میں مطلق قرآن کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ﴿لم یکن الذین﴾ کا ذکر ہے اور تطبیق دونوں روایتوں میں حمل کرنا مطلق کا ہے مقید پر واسطے پڑھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ﴿لم یکن الذین﴾ کو سوائے غیر اس کے کی سو بعض نے کہا کہ حکمت بیچ خاص کرنے اس کے کی ساتھ ذکر کے یہ ہے کہ اس میں ہے ﴿یتلوا صحفا مطھرۃ﴾ اور بیچ خاص کرنے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے تنبیہ ہے ساتھ اس کے کہ وہ اصحاب میں قرآن کے بڑے قاری ہیں اور جب پڑھیں اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود بڑے ہونے درجے آپ کے تو ہوگا غیر اس کا بطور تابع کے واسطے اس کے اور یہ جو کہا کہ میں تجھ کو قرآن پڑھاؤں یعنی میں تیرے آگے قرآن پڑھتا ہوں تا کہ تجھ کو سکھلاؤں کہ تو کس طرح پڑھا کرے۔ (فتح)

سُوْرَةُ إِذَا زُلْزِلَتْ

سورۂ زلزال کی تفسیر کا بیان

يُقَالُ ﴿أَوْحٰى لَهَا﴾ أَوْحٰى إِلَيْهَا وَوَحٰى

ان چاروں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی اللہ نے اس کی

لَهَا وَوَحٰى إِلَيْهَا وَاحِدٌ.

طرف وحی بھیجی مجرد اور مزید فیہ دونوں کے ایک معنی ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حکم بھیجا زمین کو ٹھہرنے کا سو وہ ٹھہر گئی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

٤٥٨٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهٗ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَ بِهٖ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهٗ فَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ

۴۵۸۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو بہر حال وہ شخص کہ اس کے واسطے ثواب ہیں سو وہ مرد ہے جس نے گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر اس کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ پہنچی اور جتنی گھاس کہ چریں تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے اپنے رسی توڑ کر پھر ایک یا دو بار زقند ماریں تو اس مرد کے واسطے اس کے پاؤں کی مٹی اور لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزریں سو ان میں سے پانی پئیں اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی ان کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا باعث ہیں اور جو مرد کہ گھوڑوں کو باندھے اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری کے مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولے یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کرے اور ضعیفوں کو ان کی سواری سے نہ روکے تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہیں یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور جو مرد

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾.

کہ گھوڑوں کو باندھے اترانے اور نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کی زکوۃ سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتارا مجھ پر اللہ نے ان کے باب میں کچھ سوائے اس آیت کے جو اکیلی اور جامع ہے یعنی بیان میں دوسری آیت کی محتاج نہیں کہ جو کرے ذرہ برابر بھلائی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

٤٥٨١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾.

۴۵۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حکم سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے باب میں کچھ چیز سوائے اس آیت کے جو جامع اور تنہا ہے کہ جو کرے ذرہ برابر نیکی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

سُوْرَةُ وَالْعَادِيَاتِ

سورۂ عادیات کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور مراد ساتھ عادیات کے گھوڑے ہیں اور بعض نے کہا کہ اونٹ ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْكَنُوْدُ الْكَفُوْرُ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ کنود کے معنی ہیں بہت کفر کرنے والا۔

يُقَالُ ﴿فَأَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا﴾ رَفَعْنَا بِهٖ غُبَارًا.

کہا جاتا ہے فاثرن بہ نقعا کے معنی ہیں کہ اٹھاتے ہیں اس وقت گرد۔

فائدہ: اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گھوڑے کہ صبح کو لوٹ کرتے ہیں اٹھاتے ہیں ساتھ اس کے گرد کو اور ضمیر بہ میں واسطے صبح کے ہے یعنی اٹھاتے ہیں اس کو وقت صبح کے اور بعض کہتے ہیں واسطے مکان کے اگرچہ پہلے مکان کا ذکر نہیں لیکن گرد کا اڑانا اس پر دلالت کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ضمیر واسطے دشمن کے ہے جس پر عادیات دلالت کرتے ہیں۔ (فتح)

﴿لِحُبِّ الْخَيْرِ﴾ مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ.

اور لام اللہ تعالیٰ کے اس قول میں لحب الخیر واسطے تعلیل کے ہے یعنی اس واسطے کہ وہ بہ سبب محبت مال کے بخیل ہے۔

﴿لَشَدِيدٌ﴾ لَبَخِيلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيلِ شَدِيدٌ.

اور شدید کے معنی ہیں بخیل اور کہا جاتا ہے واسطے بخیل کے شدید۔

﴿حُصِّلَ﴾ مُيِّزَ.

اور حصل کے معنی ہیں جدا کیا جائے اللہ نے فرمایا ﴿وحصل ما فی الصدور﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ جو جمع کیا جائے اور بعض کہتے ہیں نکالا جائے۔

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

سورۂ قارعہ کی تفسیر کا بیان

﴿كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ﴾ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَذٰلِكَ النَّاسُ يَجُوْلُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ.

اور اللہ کے قول ﴿کالفراش المبثوث﴾ کے معنی ہیں مانند چھوٹی ٹڈی کے کہ آپس میں اکٹھی ہوتی ہے اور ایک دوسرے پر چڑھتی ہے تہ بہ تہ یعنی ہجوم کرتی ہے اسی طرح آدمی آپس میں اکٹھے ہوں گے۔

فائدہ: اور مبثوث کے معنی ہیں جدا جدا اور حمل کرنا فراش کا اوپر حقیقت کے اولیٰ ہے اور بیچ تشبیہ دینے لوگوں کے ساتھ پتنگوں کے دن قیامت کے بہت مناسبتیں ہیں مانند طیش اور بکھرنے اور کثرت اور ضعف اور ذلت کے اور آنے کے بغیر رجوع کے اور قصد کے طرف داعی کے اور جلدی کرنے کے اور جمع ہونے کے ایک دوسرے پر۔

﴿كَالْعِهْنِ﴾ كَأَلْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَأَ عَبْدُ اللهِ كَالصُّوْفِ.

اور معنی عہن کے اللہ کے اس قول میں ﴿کالعھن المنفوش﴾ کہ ہو جائیں گے پہاڑ مانند رنگوں ان کے اور پڑھا ہے عبداللہ نے کالصوف یعنی بجائے کالعھن کے یعنی پہاڑ اس دن ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہو جائیں گے مانند اون کے جو دھنتے کے وقت

اڑتی ہے اور جب ہوگی یہ تاثیر قیامت کے بیچ حق بڑے پہاڑوں کے جو سخت ہیں تو کیا حال ہوگا آدمی ضعیف کا وقت سننے آواز قیامت کے۔ (ق)

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ
سورۂ تکاثر کی تفسیر کا بیان

فائدہ: حضرت ﷺ کے اصحاب اس سورہ کا نام سورۂ مقبرہ رکھتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿التَّكَاثُرُ﴾ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد تکاثر سے بہتات مال اور اولاد کی ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے جو رقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ وَالْعَصْرِ
سورۂ عصر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ يَحْيَى الْعَصْرُ الدَّهْرُ أَقْسَمَ بِهِ.

یعنی مراد عصر سے زمانہ ہے کہ قسم کھائی ہے اللہ اس کے ساتھ۔

فائدہ: عصر دن ہے یا رات اور حسن سے روایت ہے کہ مراد عصر سے وہ وقت ہے جو آفتاب ڈھلنے کے بعد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ساعت ہے دن کی ساعتوں سے اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جس کی عصر کی نماز فوت ہوئی، الحدیث۔

سُوْرَةُ وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ
سورۂ ویل لکل ھمزہ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور اس کو سورہ ہمزہ بھی کہا جاتا ہے اور مراد ہمزہ سے بہت عیب کرنے والا ہے اور اسی طرح لمزہ سے مراد بہت غیبت کرنے والا اور کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہمزہ کے کیا معنی ہیں تو انہوں نے کہا کہ چغلی کرنے والا بھائیوں میں جدائی ڈالنے والا۔

﴿الْحُطَمَةُ﴾ اِسْمُ النَّارِ مِثْلُ ﴿سَقَرَ﴾ وَ ﴿لَظٰى﴾.

حطمة نام ہے دوزخ کا مانند سقر اور لظی کے، اللہ نے فرمایا ﴿كلا لينبذن فى الحطمة﴾.

سُوْرَةُ الْفِيْلِ
سورۂ فیل کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَبَابِيْلَ﴾ مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد ابابیل سے پے در پے آنے والے اور ہجوم کرنے والے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وارسل عليهم طيرا ابابيل﴾.

فائدہ: یہ لفظ جمع کا ہے اس کا واحد نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جانور اونٹوں کی شکل کے تھے اور ان کے دانت درندوں کی طرح تھے ایسے جانور کسی نے نہ اس سے پہلے دیکھے ہیں اور نہ پیچھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِنْ سِجِّيلٍ﴾ هِيَ سَنْكِ وَكِلْ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿بحجارة من سجيل﴾ کہ مراد سجیل سے پتھر اور مٹی ہے یعنی کھنگر۔

فائدہ: اور طبری نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ وہ جانور ان کو پتھر مارتے تھے ان کے ساتھ آگ تھی جب وہ پتھر کسی کو پہنچا تھا تو اس کو چیچک نکل آتی تھی اور وہ پہلا دن ہے جس میں چیچک دیکھی گئی۔

سُوْرَةُ لِإِيْلَافِ قُرَيْشٍ — سورۂ قریش کی تفسیر کا بیان

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ لام متعلق ہے ساتھ اس قصے کے جو اس سے پہلی سورت میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متعلق ہے ساتھ چیز مقدر کے یعنی تعجب کر واسطے نعمت میری کے جو قریش پر ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لِإِيْلَافِ﴾ أَلِفُوْا ذٰلِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴿وَاٰمَنَهُمْ﴾ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِيْ حَرَمِهِمْ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے لایلاف کی تفسیر میں کہ الفت دی گئی کوچ کی پس نہیں دشوار اوپر ان کے کوچ کرنا جاڑے میں طرف یمن کے اور گرمی میں طرف شام کی اور امن دیا ان کو ان کے ہر دشمن سے حرم میں قتل وغیرہ سے۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿لِإِيْلَافِ﴾ لِنِعْمَتِيْ عَلٰى قُرَيْشٍ.

اور کہا ابن عیینہ نے کہ لایلاف کے معنی ہیں کہ واسطے نعمت میری کے قریش پر۔

فائدہ: اور کہا خلیل نے کہ داخل ہوئی فا بیچ قول اس کے ﴿فليعبدوا﴾ اس واسطے کہ اس کے سیاق میں شرط کے معنی ہیں یعنی اگر نہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی واسطے شکر گزاری پہلی نعمت اس کی کے تو چاہیے کہ عبادت کریں اس کی واسطے نعمت مذکور کے۔

فائدہ: ان دونوں سورتوں میں کوئی حدیث مرفوع مذکور نہیں اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ﴿يحسب ان ماله اخلده﴾ روایت کی ہے یہ حدیث ابن حبان نے اور بہر حال سورۂ فیل سو داخل ہوتی ہے اس میں حدیث مسور کی سے جو صلح حدیبیہ میں ہے واس میں ہے کہ روکا اونٹنی کو ہاتھی کے روکنے والے نے اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا اور اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع نہیں۔

سُوْرَةُ اَرَءَيْتَ — سورۂ ارایت کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اس کو سورۂ ماعون بھی کہتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَدُعُّ﴾ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ ﴿يُدَعُّوْنَ﴾ يُدْفَعُوْنَ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے یدع کے معنی ہیں ہٹاتا ہے مسکین کو اس کے حق سے کہا جاتا ہے وہ مشتق ہے دععت ماضی سے اور یدعون کے معنی ہیں ہٹائے جاتے ہیں آگ کی طرف یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿یوم یدعون الی نار جهنم﴾.

﴿سَاهُوْنَ﴾ لَاهُوْنَ.

ساھون کے معنی ہیں غافل ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿الذین هم عن صلاتهم ساهون﴾ یعنی جو نماز کو بے وقت پڑھے۔

وَ﴿الْمَاعُوْنَ﴾ الْمَعْرُوْفُ كُلُّهُ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُوْنُ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ أَعْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَأَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ.

اور ماعون ہر نیک کام ہے اور کہا بعض نے کہ ماعون پانی ہے اور کہا عکرمہ نے کہ اعلیٰ درجہ اس کا زکوٰۃ فرض ہے اور کم تر درجہ اس کا عاریت دینا اسباب کا ہے۔

فائدہ: کہا فراء نے کہ کہا بعض نے کہ ماعون ہر نیک کام ہے یہاں تک کہ پیالہ اور ڈول اور بسولے اور شاید مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے اور ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ماعون وہ اسباب ہیں جس کو لوگ آپس میں لیتے دیتے ہیں اور روایت کی ہے ابوداؤد اور نسائی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم گنتے ماعون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عاریت دینا ڈول اور ہانڈی کا اور نہیں ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو پہلے مذکور ہوئی۔ (فتح)

سُوْرَةُ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

سورۂ کوثر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿شَانِئَكَ﴾ عَدُوَّكَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شانئک کے معنی ہیں دشمن تیرا، اللہ نے فرمایا ﴿ان شانئك هو الابتر﴾ کہ بے شک تیرا دشمن وہی ہے پیچھا کٹا۔

فائدہ: اور کوثر فوعل ہے کثرت سے نام رکھی گئی ہے ساتھ اس کے نہر واسطے بہت ہونے پانی اس کے کی اور برتنوں اس کے اور بڑے ہونے قدر اس کے کی اور خیر اس کی کے اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس میں کہ دشمن مذکور کون تھا بعض نے کہا کہ عاص بن وائل تھا اور بعض نے کہا کہ ابو جہل تھا اور بعض نے کہا کہ عقبہ تھا۔

۴۵۸۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا

۴۵۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب

قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَآءِ قَالَ أَتَيْتُ عَلٰى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا فَقُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ.

حضرت ﷺ کو معراج ہوا تو فرمایا کہ میں ایک نہر پر پہنچا کہ اس کے دونوں کناروں پر نرم موتیوں کے خیمے تھے تو میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے تجھ کو دیا تو فرشتے نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اس کی مٹی سے مشک اذفر نکالی۔

٤٥٨٣ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ قَالَتْ نَهَرٌ أُعْطِيَهٗ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ اٰنِيَتُهٗ كَعَدَدِ النُّجُوْمِ رَوَاهُ زَكَرِيَّآءُ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ.

۴۵۸۳۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ ہم نے تجھ کو کوثر دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک نہر ہے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ دیے گئے اس کے دونوں کناروں پر نرم موتی کے خیمے ہیں اس کے برتن ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

٤٥٨٤ ۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُوْ بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهٗ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَلنَّهَرُ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ.

۴۵۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوثر کی تفسیر میں اس نے کہا کہ وہ خیر ہے جو اللہ نے آپ کو دی ابو بشر کہتا ہے کہ میں نے سعید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے بہشت میں کہا سعید نے وہ نہر کہ بہشت میں ہے خیر کثیر سے ہے جو اللہ نے آپ کو دی۔

فائدہ: یہ تاویل سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ہے تطبیق دی ہے اس نے ساتھ اس کے درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور شاید مراد ابو بشر کی ناس سے ابو اسحاق اور قتادہ وغیرہ ہیں جن سے صریح مروی ہے کہ کوثر نہر ہے

اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ وہ خیر کثیر ہے نہیں مخالف ہے اس کے غیر کے قول کو کہ مراد ساتھ اس کے ایک نہر ہے بہشت میں اس واسطے کہ نہر ایک فرد ہے افراد خیر کثیر کے سے اور شاید سعید رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے کہ تاویل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اولی ہے واسطے عام ہونے اس کے کی لیکن ثابت ہو چکی ہے تخصیص اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے پس نہیں ہے کوئی جگہ پھرنے کی اس سے اور مفسرین نے کوثر کی تفسیر میں ان دو قولوں کے سوائے اور بھی بہت قول نقل کیے ہیں جو دس سے زیادہ ہیں کہا عکرمہ نے کہ کوثر سے مراد نبوت ہے اور کہا حسن نے کہ کوثر قرآن ہے اور بعض نے کہا کہ اسلام ہے اور بعض نے کہا کہ توحید ہے اور بعض نے کہا کہ بلند ہونا ذکر کا ہے اور بعض نے کہا کہ شفاعت ہے اور بعض نے کہا کہ معجزات ہیں اور بعض نے کہا کہ پانچ نمازیں ہیں اور بعض نے کہا کہ قبول کرنا دعا کا ہے اور زیادہ بیان اس کا کتاب الرقاق میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا چیز ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا وہ ایک نہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مجھ سے وعدہ کیا اس پر خیر کثیر ہے وارد ہو گی اس پر امت میری دن قیامت کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ قُلْ يَآيُّهَا الْكَافِرُوْنَ

يُقَالُ ﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ﴾ اَلْكُفْرُ ﴿وَلِيَ دِيْنِ﴾ اَلْإِسْلَامُ وَلَمْ يَقُلْ دِيْنِيْ لِأَنَّ الْاٰيَاتِ بِالنُّوْنِ فَحُذِفَتِ الْيَآءُ كَمَا قَالَ ﴿يَهْدِيْنِ﴾ وَ ﴿يَشْفِيْنِ﴾.

سورۂ کافرون کی تفسیر کا بیان

کہا جاتا ہے کہ واسطے تمہارے ہے دین تمہارا یعنی کفر اور واسطے میرے ہے دین میرا یعنی اسلام یعنی اللہ کے قول ﴿دینکم﴾ میں دین سے مراد کفر ہے اور ﴿ولی دین﴾ میں دین سے مراد دین اسلام ہے اور نہیں کہا اللہ تعالیٰ نے دینی یعنی ساتھ یائے متکلم کے اس واسطے کہ فواصل آیتوں کے ساتھ نون کے ہیں یعنی اس سورت کی سب آیتوں کے اخیر میں نون ہے سو حذف کی گئی یا واسطے موافقت فواصل کے جیسے کہ اللہ کے اس قول میں ہے ﴿فھو یھدین ویشفین﴾ یعنی جیسے ان آیتوں میں یا محذوف ہے اسی طرح یہاں بھی حذف کی گئی۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ﴾ اَلْاٰنَ وَلَا أُجِيْبُكُمْ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِيْ ﴿وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾ وَهُمُ

یعنی اور کہا اس کے غیر نے کہ اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اب اور نہیں قبول کرتا میں حکم تمہارا اپنی باقی عمر میں یعنی یہ صیغہ

الَّذِيْنَ قَالَ ﴿وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا﴾.

مضارع کا حال اور استقبال دونوں کے واسطے ہے اور نہیں تم پوجنے والے جس کو میں پوجتا ہوں اور وہ یعنی مخاطب ساتھ لفظ انتم کے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور البتہ زیادہ کرے بہت لوگوں کو ان میں سے جو اتاری گئی تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نافرمانی اور کفر۔

فائدہ: یعنی گویا حضرت ﷺ کو کہا کہ تم ہمارے بتوں کو پوجو اور ہم تمہارے اللہ کو پوجتے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو جاہلیت میں اور اسلام میں اور نہیں میں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اب یعنی نہیں پوجتا میں اب جس کو تم پوجتے ہو اور نہیں مانتا میں کہا تمہارا اپنی باقی عمر میں یہ کہ پوجوں میں جس کو تم پوجتے ہو اور نہیں پوجتے تم جس کو میں پوجتا ہوں اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کفار قریش نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے بتوں سے باز رہو ان کو برا مت کہو اور اگر تو اس طرح نہ کرے تو ایک سال تو ہمارے بتوں کی پوجا کر اور ایک سال ہم تیرے رب کی پوجا کریں گے تو یہ آیت اتری اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں میں سورہ ﴿قل یاایها الکافرون﴾ اور ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھی۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ مخاطب ساتھ اس کے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ نے یہ آیت اتاری تو اس میں دفع کرنا شبہ کا ہے کہ بعض کافر مسلمان ہو گئے تھے سو دفع کیا اس کو ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ان کے اڑ رہنے والے ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کی اس واسطے کہ وہ جس طرح نزول کے وقت ایمان نہ لائے اسی طرح استقبال میں بھی ایمان نہ لائے۔ (ق)

سُوْرَةُ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ — سورۂ نصر کی تفسیر کا بیان

فائدہ: نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ سورت قرآن کی سب سورتوں سے پیچھے اتری اور سورۂ برأت کی تفسیر میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب سے پہلے سورۂ برأت اتری اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ مراد ساتھ آخریت سورۂ نصر کے اترنا اس کا ہے کامل طور سے برخلاف برأت کے کہ وہ کچھ پہلے اتری اور کچھ پیچھے۔

۴۵۸۵ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۵۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پڑھی حضرت ﷺ نے کوئی نماز بعد اترنے سورہ ﴿اذا جآء نصر اللہ﴾ کے اوپر آپ کے مگر کہ اس میں یہ دعا پڑھتے پاک ہے

عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ إِلَّا يَقُولُ فِيهَا سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي.

تو اے اللہ! رب ہمارے! اور میں تعریف کرتا ہوں ساتھ حمد تیرے الٰہی! مجھ کو بخش دے۔

۴۵۸۶ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

۴۵۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ دعا پڑھتے تھے پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور میں تعریف کرتا ہوں ساتھ حمد تیری کے الٰہی! مجھ کو بخش دے بجا لاتے اللہ کے اس حکم کو ﴿فسبح بحمد ربك واستغفره﴾ یعنی کرتے جو حکم کیے گئے ساتھ اس کے تسبیح اور تحمید اور استغفار سے اشرف اوقات اور احوال میں۔

فائدہ: ذکر کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ ہمیشگی کرنے حضرت ﷺ کے اوپر تسبیح اور تحمید اور استغفار کے اپنے رکوع اور سجود میں اور روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اتنا اس میں زیادہ ہے کہ میری امت میں ایک نشانی ہے اللہ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ جب میں اس کو دیکھوں تو یہ دعا بہت پڑھوں سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ واتوب الیہ سو میں نے دیکھا کہ آئی مدد اللہ کی اور فتح سے مراد فتح مکہ کی ہے اور میں نے دیکھا لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوجیں فوجیں کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ شاید لیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے اللہ کے اس قول سے واستغفرہ اس واسطے کہ حضرت ﷺ ہر کام کے پیچھے استغفار پڑھا کرتے تھے سو جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار کہتے استغفر اللہ۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے اللہ کے دین میں فوج فوج۔

۴۵۸۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ

۴۵۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصحاب کو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی پوچھے کہ جب آئے اللہ کی مدد اور فتح اصحاب نے کہا کہ مراد فتح ہونا شہروں اور محلوں کا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس! تو کیا کہتا ہے؟ کہا کہ مراد حضرت ﷺ کی موت ہے

اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ قَالُوْا فَتْحُ الْمَدَآئِنِ وَالْقُصُوْرِ قَالَ مَا تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَجَلٌ أَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُعِيَتْ لَهُ نَفْسُهُ.

یا مثال ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بیان کی گئی آپ کو اپنی موت کی خبر دی گئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اگلے باب میں آتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور بخشش مانگ اس سے بے شک وہ ہے معاف کرنے والا یعنی پھرنے والا ہے بندوں پر ساتھ قبول کرنے توبہ کے اور تواب آدمیوں سے وہ شخص ہے جو گناہ سے توبہ کرے۔

٤٥٨٨ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِيْ مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهِ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَآءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ مَنْ قَدْ عَلِمْتُمْ فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رُئِيْتُ أَنَّهُ دَعَانِيْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ لِيْ أَكَذَاكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ ﴿إِذَا

۴۵۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھ کو بدری بزرگوں کے ساتھ داخل کیا کرتے تھے یعنی ساتھ ان لوگوں کے جو جنگ بدر میں موجود تھے مہاجرین اور انصار سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ ہر آدمی کو اپنے اپنے درجہ کے موافق جگہ دیتے تو گویا کہ بعض ان میں سے اپنے دل میں غصے ہوئے سو کہا کہ تو اس کو ہمارے ساتھ کیوں داخل کرتا ہے اور اس کی مانند ہمارے بھی لڑکے ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو تم جانتے ہو سو ایک دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور ان کے ساتھ داخل کیا سو نہیں جانا میں نے کہ انہوں نے مجھ کو بلایا مگر تا کہ دکھائیں ان کو مجھ سے مثل اس کے جو دیکھا انہوں نے میرے علم سے سو کہا کہ خبردار ہو میں تم کو آج دکھلاتا ہوں وہ چیز جس کے ساتھ تم اس کی فضیلت کو پہچانو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اللہ کے اس قول میں کہ جب آئے مدد اللہ کی اور فتح؟ یعنی اس سے کیا مراد ہے؟ سو

جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ وَذٰلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُوْلُ.

بعض نے کہا کہ اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں جب کہ ہماری مدد اور فتح ہو اور بعض چپ رہے سو کچھ چیز نہ کہی تو پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے ابن عباس! کیا تو بھی اسی طرح کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا سو تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ مراد اس سے حضرت ﷺ کی موت ہے کہ اللہ نے آپ کو معلوم کروائی ، اللہ نے فرمایا کہ جب آئے مدد اللہ کی اور فتح تو یہ نشانی ہے تیری موت کی سو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور اس سے بخشش مانگ بے شک وہ ہے توبہ قبول کرنے والا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اس سے مگر جو تو کہتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ نہ کلام کرے یہاں تک کہ اور لوگو کلام کریں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے کچھ پوچھا انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو جواب دیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم عاجز ہوئے کہ اس لڑکے کے برابر ہو اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس جگہ سے ہے جو تم جانتے ہو تو ایک روایت میں ہے کہ وہ اس جگہ سے ہے کہ ہم جانتے ہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف قرابت اس کی کے حضرت ﷺ اور طرف معرفت اس کی کے اور دانائی اس کی کے اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب سورہ ﴿اذا جاء نصر الله﴾ اتری تو حضرت ﷺ کو موت کی خبر دی گئی تو حضرت ﷺ نے آخرت کے کام میں نہایت کوشش کرنی شروع کی اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور تاثیر ہے واسطے قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی کہ اللہ اس کو تاویل کا علم سکھا دے اور دین میں بوجھ دے، کما تقدم فی کتاب العلم اور یہ کہ جائز ہے مرد کو بیان کرنا حال اپنے نفس کا ساتھ مثل اس کی کے واسطے ظاہر کرنے نعمت اللہ کے اوپر اس کے اور معلوم کروانا اس شخص کو جو نہ پہچانتا ہو قدر اس کے کو تا کہ اتارے اس کو اس کی جگہ میں اور سوائے اس کے مقاصد صالحہ سے نہ واسطے فخر اور بڑائی کے اور یہ کہ جائز ہے تاویل قرآن کی ساتھ اس چیز کے کہ سمجھی جائے اشاروں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قادر ہوتا ہے اس پر وہ شخص جو مضبوط ہے قدم اس کا علم میں اسی واسطے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا سمجھ کہ اللہ کسی مرد کو قرآن میں دے۔ (فتح)

سُوْرَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ — سورۂ تبت یدا ابی لھب کی تفسیر کا بیان

فائدہ: ابولہب عبدالمطلب کا بیٹا ہے اور اس کا نام عبدالعزی ہے اور کنیت رکھا گیا ابولہب یا بہ سبب بیٹے اپنے کے یا

بہ سبب بہت سرخ ہونے دونوں رخساروں اس کے کی اور روایت کی ہے فاکہی نے عبداللہ بن کثیر سے کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نام رکھا گیا ابولہب اس واسطے کہ اس کا منہ حسن سے چمکتا تھا اور موافق ہوا یہ اس کی عاقبت کو کہ وہ نہ داخل ہوگا آگ شعلہ مارنے والی میں اسی واسطے ذکر کیا گیا ہے قرآن میں ساتھ کنیت اپنی کے سوائے نام اپنے کے اور واسطے ہونے اس کے مشہور ساتھ کنیت اپنی کے اور اس واسطے کہ بیچ نام اس کے نسبت ہے طرف بت کی اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ جواز کنیت رکھنے مشرک کے مطلق بلکہ محل جواز کا وہ ہے جب کہ نہ تقاضا کرے یہ تعظیم اس کی کو یا اس کی حاجت پڑے کہا واقدی نے کہ وہ حضرت ﷺ کا نہایت دشمن تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ ابو طالب اور ابولہب دونوں آپس میں جھگڑے تو ابولہب ابو طالب کے سینے پر بیٹھا سو حضرت ﷺ آئے اور ابولہب کے دونوں مونڈھوں سے پکڑ کر زمین پر مارا تو ابولہب نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہم دونوں تیرے چچا ہیں سو تو نے یہ کام میرے ساتھ کیوں کیا، قسم ہے اللہ کی میرا دل تجھ کو کبھی نہ چاہے گا اور یہ واقعہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور جب ابو طالب مر گیا تو اس کے بھائیوں نے کہا کہ اگر تو اپنے بھتیجے کی مدد کرتا تو سب لوگوں میں لائق تھا ساتھ اس کے پھر وہ حضرت ﷺ کو ملا اور آپ سے اپنے دادوں کا حال پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بے دین تھے سو وہ غضبناک ہوا اور دشمنی میں بدستور رہا اور ابولہب جنگ بدر کے بعد فوت ہوا اور نہ حاضر ہوا جنگ بدر میں بلکہ اپنی طرف سے بدیل کو بھیجا پھر جب اس کو قریش کے ماجرا کی خبر پہنچی تو غم سے مر گیا۔

تَبَابٌ خُسْرَانٌ تَتْبِيْبٌ تَدْمِيْرٌ.

اور تب کے معنی ہیں ٹوٹے میں پڑا اور تباب کے معنی ہیں ٹوٹا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وما کید فرعون الا فی تباب﴾ یعنی ہلاکت میں اور تتبیب کے معنی ہیں ہلاکت، اللہ کے اس قول میں ﴿وما زادوهم غير تتبيب﴾۔

٤٥٨٩ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوْا مَنْ هٰذَا فَاجْتَمَعُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ

۴۵۸۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ عذاب الٰہی سے ڈرا اے محمد! اپنے قریب برادری والوں کو اور خاص کر اپنی قوم کو ان میں سے (یہ تفسیر ہے قول سابق کی اور یہ قرأت شاذ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوخ التلاوت ہے) تو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ صفا پہاڑ پر چڑھے اور چلانے لگے کہ ارے لوگو خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آ پہنچا تو لوگوں نے کہا کہ یہ کون ہے سو لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے سو فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ وَقَدْ تَبَّ هٰكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ.

دشمن کا لشکر اس پہاڑ کے نیچے سے نکلتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جاننے والے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تجھ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے تو ابولہب نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا پھر اٹھ کھڑا ہو سو یہ آیت اتری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور البتہ ہلاک ہوا وہ اسی طرح پڑھا ہے اعمش نے اس دن یعنی اس نے تب سے پہلے وقد کا لفظ زیادہ کیا ہے اور قرآن میں یہ لفظ نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتَبَّ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو اس نے کمایا یعنی اس کی اولاد۔

۴۵۹۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَآءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادٰى يَا صَبَاحَاهْ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيْكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِيْ لَهَبٍ﴾ إِلٰى اٰخِرِهَا.

۴۵۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پتھریلی زمین کی طرف نکلے سو پہاڑ پر چڑھے اور پکارا ارے لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آ پہنچا تو کفار قریش آپ کے پاس جمع ہوئے سو فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں صبح یا شام ہوتے ہی دشمن کا لشکر تم پر ٹوٹ پڑے گا تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا سو بے شک میں تم کو ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے تو ابولہب نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا تو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے، آخر تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ داخل ہوگا آگ شعلہ مارنے والی میں۔

۴۵۹۱ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ

۴۵۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابولہب

حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ﴾ اِلٰى اٰخِرِهَا.

نے حضرت ﷺ سے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا تو اتری یہ آیت کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں مختصر کر دیا ہے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بخاری کی اکثر عادت یہ ہے کہ جب حدیث کے واسطے کئی طریقے ہوں تو ان کو ایک باب میں جمع نہیں کرتا بلکہ ہر ایک طریق کے واسطے جدا باب باندھتا ہے جو اس کے مناسب ہو اور کبھی باب باندھتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہو اس پر حدیث اگرچہ نہ بیان کرے اس کو اس باب میں واسطے کفایت کرنے کے ساتھ اشارہ کے اور یہ باب بھی اسی قبیل سے ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اس کی عورت سر پر لیے پھرتی ایندھن۔

فائدہ: ابولہب کی عورت کا نام عوراء تھا اور اس کی کنیت ام جمیل تھی اور وہ بیٹی ہے حرب کی اور بہن ہے ابوسفیان کی جو معاویہ کا باپ ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس کا نام اروی ہے اور عوراء اس کا لقب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا اس کو یہ واسطے خوبصورتی اس کی کے اور روایت کی ہے بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب سورہ تبت اتری تو ابولہب کی عورت آئی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اگر آپ الگ ہو جائیں تو بہتر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا سو وہ سامنے سے آئی اور کہا اے ابو بکر! تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی اس نے تیری ہجو نہیں کی وہ شعر نہیں کہتا اس نے کہا البتہ تو سچا کیا گیا ہے پھر جب اس نے پیٹھ پھیری تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اس نے آپ کو نہیں دیکھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا فرشتہ مجھ کو سایہ کیے یہاں تک کہ اس نے پیٹھ پھیری اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب سورت ﴿تبت یدا ابی لهب﴾ اتری تو کسی نے ابولہب کی عورت سے کہا کہ محمد ﷺ نے تیری ہجو کی ہے تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ کیا تو نے مجھ کو لکڑیوں کا گٹھا اٹھاتے دیکھا ہے یا میری گردن میں رسی دیکھی ہے؟۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ تَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد حمالة الحطب سے یہ ہے کہ چغلی لے چلتی تھی۔

فائدہ: یعنی مشرکوں کے آگے حضرت ﷺ کی چغلی کرتی تھی، کہا فراء نے کہ اس کی عورت چغل خوری کرتی تھی اور

دشمنی کی آگ کو بھڑکاتی تھی اور ان کے درمیان فتنہ وفساد ڈالتی تھی تو اس واسطے اس کو حمالة الحطب کہا گیا۔

﴿فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ يُقَالُ مِنْ مَّسَدٍ لِيْفِ الْمُقْلِ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِيْ فِي النَّارِ.

اس کی گردن میں رسی ہے مونج کی کہا جاتا ہے کہ مسد کہتے ہیں درخت مقل کے پوست کو اور مراد رسی سے زنجیر ہے جو دوزخ میں ہے یعنی جس کی درازی ستر ہاتھ ہے۔

فائدہ: یہ دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد حبل سے زنجیر ہے جو دوزخ میں ہے اور دوسرا یہ کہ مراد حبل سے رسی ہے پوست درخت صمغ کی ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

سورۂ قل ھو اللہ احد کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور اس کو سورہ اخلاص بھی کہا جاتا ہے اور آیا ہے بیچ سبب نزول ہونے اس کے کی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے آگے اپنے رب کی نسبت بیان کر تو یہ آیت اتری روایت کیا ہے اس کو ترمذی اور طبری نے اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے نہ کسی کو اس نے جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا اس واسطے کہ نہیں کوئی چیز جو پیدا ہو مگر کہ مر جائے گی اور کوئی چیز نہیں مرتی مگر کہ کوئی اس وارث ہوتا ہے اور نہیں واسطے اس کے کوئی کفو یعنی مشابہ اور نہ برابر۔

يُقَالُ لَا يُنَوَّنُ ﴿أَحَدٌ﴾ أَيْ وَاحِدٌ.

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿قل هو الله احد﴾ کہ احد پر تنوین نہیں پڑھی جاتی یعنی احد پڑھا جاتا ہے ساتھ وقف کے اور احد اور واحد کے ایک معنی ہیں یعنی اللہ ایک ہے۔

فائدہ: ہمزہ احد کا بدل ہے واؤ سے اس واسطے کہ وہ مشتق ہے وحدۃ سے اور یہ برخلاف ہے اس احد کے کہ مراد ساتھ اس کے عموم ہے کہ اس کا ہمزہ اصلی ہے، کہا فراء نے کہ جو اس کو بغیر تنوین کے پڑھتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ نون اعراب کا ہے جب اس کے بعد الف اور لام آئے تو حذف کیا جاتا ہے اور یہ لازم نہیں اور نصر بن عاصم اور یحییٰ بن ابی اسحاق نے بھی اس کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے۔ (فتح) اور کبھی تنوین کو حذف نہیں کرتے یعنی اللہ احدٌ کہتے ہیں اور وقف نہیں کرتے۔

٤٥٩٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِيَ ابْنُ آدَمَ

۴۵۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور کو یہ جائز نہ تھا اور مجھ کو گالی دی اور یہ اس کو لائق نہ تھا سو اس کا مجھ کو جھٹلانا تو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ مجھ

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيْبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيْدَنِيْ كَمَا بَدَأَنِيْ وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِيْ كُفُوًا أَحَدٌ.

کو بھی دوسری بار پیدا نہ کرے گا جیسا اس نے مجھ کو پہلی بار پیدا کیا اور حالانکہ اول بار پیدا کرنا مجھ پر بہت آسان نہیں دوسری بار پیدا کرنے سے یعنی دونوں بار پیدا کرنا مجھ کو برابر ہے یہ نہیں کہ اول بار کا پیدا کرنا آسان ہو اور دوسری بار کا مشکل اور بہر حال گالی دینا اس کا مجھ کو تو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنایا اور حالانکہ میں ایسا اکیلا پاک ہوں جو نہ کسی سے جنا اور نہ کسی کو جنا اور نہیں میرے جوڑ کا کوئی ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ بے پرواہ ہے سب اس کے محتاج ہیں ۔

وَالْعَرَبُ تُسَمِّيْ أَشْرَافَهَا الصَّمَدَ.

اور عرب اپنے سرداروں کو صمد کہتے ہیں ۔

فائدہ: صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف سب کو حاجت پڑے اور سب سے اوپر ہو کوئی اس سے اوپر نہ ہو ۔

وَقَالَ أَبُوْ وَائِلٍ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِيْ انْتَهٰى سُؤْدَدُهُ.

اور کہا ابو وائل نے صمد وہ سردار ہے جس کی سرداری نہایت کو پہنچے ۔

٤٥٩٢ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ أَمَّا تَكْذِيْبُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُوْلَ إِنِّيْ لَنْ أُعِيْدَهُ كَمَا بَدَأْتُهُ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُوْلَ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَأَنَا الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِيْ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ كُفُوًا وَكَفِيْئًا وَكِفَاءٌ وَاحِدٌ.

۴۵۹۲ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو یہ جائز نہ تھا اور مجھ کو گالی دی اور یہ اس کو لائق نہ تھا سو جھٹلانا اس کا مجھ کو تو اس کے اس قول میں ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ میں اس کو بھی دوسری بار پیدا نہ کروں گا جیسا کہ میں نے اس کو پہلی بار پیدا کیا اور بہر حال گالی دینا اس کا مجھ کو سو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنایا اور حالانکہ میں تو ایسا اکیلا پاک ہوں کہ نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ میں کسی سے جنا اور نہیں میرے جوڑ کا کوئی اور کفوا اور کفیا اور کفاء تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور گالی دی تو مراد بعض آدمی ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے قیامت سے انکار کیا عرب وغیرہ بت پرستوں سے اور دہریہ سے اور نیز جس نے عرب میں سے دعویٰ کیا کہ اللہ کی اولاد ہے اور یہود اور نصاریٰ سے اور چونکہ اللہ تعالیٰ پاک بذات خود واجب الوجود قدیم اور موجود تھا پہلے سب چیزوں کے اور ہر جتنی چیز محدث ہے تو نفی ہوئی اس سے والدیت اور جب کہ نہیں مشابہ ہے اس کو کوئی مخلوق اس کی سے اور نہ تھا واسطے اس کے کوئی جنس اس کی سے تاکہ ہو واسطے اس کے بیوی جنس اس کی سے جو جنے تو نفی ہوئی اس سے ولدیت کی اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿انی یکون له ولد ولم یکن له صاحبة﴾ اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ اس کا کوئی ہم مثل ہے اور نہ کوئی ہم شکل اور یا مراد نفی کفاءت کی ہے نکاح میں واسطے نفی کرنے مصاحبت کے اور پہلی وجہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ سیاق کلام کا واسطے نفی مکافاءت کے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے۔ (فتح)

سُوْرَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

سورۂ فلق کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿غَاسِقٍ﴾ اَللَّيْلُ ﴿اِذَا وَقَبَ﴾ غُرُوْبُ الشَّمْسِ

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر ﴿ومن شر غاسق اذا وقب﴾ کے کہ غاسق کے معنی ہیں رات اور اذا وقب کے معنی ہیں جب سورج ڈوب جائے۔

يُقَالُ اَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ.

کہا جاتا ہے کہ وہ ظاہر تر ہے فرق صبح سے اور فلق صبح سے یعنی فرق اور فلق دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی پھٹنا صبح کا اور مراد فلق سے آیت ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ میں صبح ہے۔

﴿وَقَبَ﴾ اِذَا دَخَلَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَاَظْلَمَ.

اذا وقب کے معنی ہیں جب داخل ہو ہر چیز میں اور اندھیرا ڈالے۔

فائدہ: اور مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ غاسق سے مراد چاند ہے یعنی آیت میں روایت کی اسے اس کو ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر کی سو فرمایا اے عائشہ! پناہ مانگ اللہ کی اس کی بدی سے فرمایا کہ یہ ہے غاسق جب کہ چھا جائے اور اس کی سند حسن ہے۔

٤٥٩٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۵۹۴۔ حضرت زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو معوذتین سے پوچھا یعنی کیا یہ دونوں سورتیں ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ قرآن میں داخل ہیں؟ تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

فَقَالَ قِيلَ لِي فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا مجھ سے کہا گیا سو میں نے کہا سو ہم کہتے ہیں جیسے حضرت ﷺ نے کہا۔

فائدہ: یہ حدیث پورے سیاق سے ساتھ شرح اپنی کے آئندہ سورۂ کی تفسیر میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سُوْرَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

سورۂ ناس کی تفسیر کا بیان

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الْوَسْوَاسِ﴾ إِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَإِذَا ذُكِرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَهَبَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ.

یعنی ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وسواس کی تفسیر میں کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو چوکتا ہے پھر جب اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو چلا جاتا ہے اور جب اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے تو اس کے دل پر ثابت رہتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ دکھلائے اس کو جگہ شیطان کی آدمی سے کہ کہاں رہتا ہے سو اللہ نے اس کو اس کی جگہ دکھلائی سو اچانک دیکھا کہ سر اس کا مثل سر سانپ کے ہے رکھنے والا ہے اپنے سر کو دل کے منہ پر سو بندہ جب اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو اس کو آرزو دلاتا ہے اور اس سے بات چیت کرتا ہے اور کہا ابن تین نے کہ لغت میں خنس کے معنی ہیں پلٹ آنا اور منقبض ہونا اس بنا پر پس خنس الشیطان کی توجیہ یہ ہے کہ اس سے منقبض ہو جاتا ہے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وسواس سے مراد شیطان ہے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور شیطان اس کے دل پر ہے سو وہ اس کو پھیرتا ہے جس طرف چاہتا ہے سو جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہو تو اس کے دل پر بیٹھ جاتا ہے اور وسواس ڈالتا ہے۔ (فتح) اور اس جگہ سے معلوم ہوئی حکمت مشروع ہونے اذان کے کی لڑکے کے کان میں اس واسطے کہ شیطان اس کو سن کر بھاگ جاتا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

٤٥٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أُبَيٌّ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي قِيلَ لِي فَقُلْتُ قَالَ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا

۴۵۹۵۔ حضرت زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں نے کہا اے ابا المنذر (یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تیرا بھائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا ایسا کہتا ہے تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو کہا گیا کہ کہو سو میں نے کہا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم کہتے ہیں جیسے حضرت ﷺ نے کہا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے یہ لفظ مبہم یعنی یہ بیان نہیں ہوا کہ اس نے کیا کہا اور شاید بعض راویوں نے اس کو مبہم بیان کیا ہے واسطے برا جاننے اس کے اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ سفیان راوی نے کہا ہے اور ابن حبان وغیرہ نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین یعنی ان دونوں سورتوں کو اپنے قرآن میں نہ دیکھتے تھے اور طبرانی اور ابن مردویہ نے عبدالرحمن بن یزید سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حکایت کرتے تھے معوذتین کو اپنے قرآن سے اور کہتے تھے کہ وہ دونوں سورتیں قرآن میں سے نہیں ہیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بزار نے اور اس کے اخیر میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ پناہ مانگی جائے ساتھ ان کے کہا بزار نے کہ نہیں پیروی کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس پر کسی صحابی نے اور البتہ صحیح اور ثابت ہو چکا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے ان دونوں کو نماز میں پڑھا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مسلم میں ہے اور ابن حبان نے اس کے اخیر میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو ان کو نماز میں پڑھا کرے تو کیا کر اور احمد نے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معوذین یعنی سورہ ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھائیں اور اس سے فرمایا کہ جب تو نماز پڑھے تو ان کو پڑھا کر اور اس کی سند صحیح ہے اور سعید بن منصور نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور اس میں معوذتین کو پڑھا اور البتہ تاویل کی ہے قاضی ابوبکر باقلانی نے اور پیروی کی ہے اس کی عیاض وغیرہ نے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے محکی ہے سو کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان دونوں سورتوں کے قرآن میں سے ہونے سے انکار نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس نے ثابت رکھنے ان دونوں کے سے مصحف میں اور شاید ان کی رائے یہ تھی کہ نہ لکھی جائے مصحف میں کوئی چیز مگر جس کے لکھنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور شاید اس کو اس کے لکھنے کی اجازت نہیں پہنچی سو یہ تاویل ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور نہیں ہے انکار قرآن ہونے ان کے سے اور یہ تاویل خوب ہے لیکن روایت صحیح صریح جو میں نے ذکر کی اس کو دفع کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں صریح ہے کہ وہ دونوں سورتیں قرآن میں سے نہیں ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے مہذب میں کہ اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ معوذتین اور سورہ فاتحہ قرآن میں سے ہیں اور جو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں اور اس سے پہلے یہ بات ابن حزم رحمہ اللہ نے کہی ہے اور اسی طرح کہا ہے فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اوائل تفسیر میں کہ غالب تر یہ گمان ہے کہ یہ نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کذب اور باطل ہے سو اس میں نظر ہے اور طعن کرنا صحیح روایتوں میں بغیر سند کے مقبول نہیں بلکہ روایت صحیح ہے اور تاویل کا احتمال ہے اور جو اجماع کہ نووی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اگر مراد اس کی شامل ہونا اس کا ہے واسطے ہر زمانے کے تو یہ مخدوش ہے اور اگر مراد اس کی قرار پانا اس کا ہے تو یہ مقبول ہے

اور البتہ کہا ابن صباغ نے بیچ کلام کے زکوۃ کے منع کرنے والوں پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لڑائی کی ان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوۃ کے منع کرنے پر اور یہ نہ کہا کہ وہ اس کے سبب سے کافر ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ کافر ٹھہرائے گئے اس واسطے کہ اجماع قرار نہ پاچکا تھا اور اب ہم کافر جانتے ہیں جو اس سے انکار کرے اور اسی طرح جو منقول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یعنی نہیں ثابت ہوا نزدیک اس کے قطع ساتھ اس کے پھر حاصل ہوا اتفاق اس کے بعد اور کہا فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے کہ اس جگہ ایک اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ہم کہیں کہ ہونا ان دونوں سورتوں کا قرآن میں سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں متواتر تھا تو لازم آئے گی تکفیر اس کی جو اس سے انکار کرے یعنی جو اس سے انکار کرے اس کو کافر کہنا ضروری ہوگا اور اگر ہم کہیں کہ ان کا قرآن سے ہونا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں متواتر نہ تھا تو آئے گا کچھ قرآن متواتر نہیں اور یہ عقیدہ سخت ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی متواتر ہوں لیکن فقط ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک درجہ تواتر کو نہ پہنچی ہوں پس حل ہوا یہ عقدہ ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے اور یہ جو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا تو نہیں ہے ابی رضی اللہ عنہ کے جواب میں تصریح ساتھ مراد کے مگر یہ کہ بیچ اجماع کے اوپر ہونے ان دونوں کے قرآن میں سے بے پرواہی ہے تکلیف اسانید کے سے ساتھ اخبار احاد کے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فتح) اور کہا عینی نے کہ اصحاب کو معوذتین کے قرآن ہونے میں اختلاف تھا میرا اختلاف دور ہوا اور اجماع ہوا اس پر کہ وہ دونوں قرآن میں سے ہیں اور اگر اب کوئی معوذین کے قرآن ہونے سے انکار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور کہا بزار نے کہ جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور اصحاب سے سنا کہ وہ قرآن میں سے ہیں تو اپنے قول سے رجوع کی۔ (عینی)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ — کتاب ہے فضائل قرآن کے بیان میں

بَابُ كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ. — باب ہے بیان میں کیفیت اترنے وحی کے اور بیان میں اس چیز کے کہ پہلے اتری۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے صحیح بخاری کے ابتدا میں بحث بیچ کیفیت اترنے وحی کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حارث نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو وحی کس طرح آتی ہے؟ اور اسی طرح اول اترنا اس کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ اول وہ چیز کہ شروع کی گئی ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے سچی خوابیں تھیں لیکن تعبیر ساتھ اول ما نزل کے خاص تر ہے تعبیر کرنے سے ساتھ اول ما بدئ کے اس واسطے کہ اترنا تقاضا کرتا ہے اس شخص کے وجود کو جو اس کو لے کر اترے اور اول اس کا آنا فرشتے کا ہے کھلم کھلا اس حال میں کہ پیغام پہنچانے والا تھا اللہ کی طرف سے ساتھ اس چیز کے کہ چاہی وحی سے اور بھیجنا وحی کا عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ اتارنے کے یا ساتھ الہام کے برابر ہے کہ واقع ہو بیچ خواب میں یا بیداری میں اور بہر حال نکالنا اس بات کا باب کی حدیثوں سے سو ذکر کریں گے ہم اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ نزدیک شرح ہر حدیث کے اس سے۔ (فتح) یہ ترجمہ واسطے بیان کیفیت نزول کے ہے اور جو ترجمہ کہ کتاب کے ابتدا میں ہے وہ واسطے بیان کیفیت ابتدا اور شروع ہونے وحی کے تھا اور وہ خاص تر ہے اس ترجمے سے جو اس جگہ مذکور ہے اور بہر حال اول ما نزل سو ساتھ رفع لام کے ہے پس وہ واسطے بیان اس چیز کے ہے کہ پہلے اتری پس نیز ہوگا یہ ترجمہ مغایر واسطے بیان کیفیت ابتدا وحی کے اور حاصل یہ ہے کہ وہ واسطے سوال کے ہے اور جواب اس کا وہ ہے جو حدیث میں ہے اور قیاس کر اس پر اس کی نظیروں کو (خیر جاری)۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُهَيْمِنُ الْأَمِينُ الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ. — اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت سورہ مائدہ کے جو قرآن کی فضیلت میں وارد ہے ﴿وانزلنا عليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمنا عليه﴾ کہ مہیمن کے معنی ہیں امین قرآن امین ہے ہر اگلی کتاب پر۔

فائدہ: اس اثر کا بیان سورہ مائدہ میں ہو چکا ہے اور وہ متعلق ہے ساتھ اصل ترجمے کے اور وہ قرآن کے فضائل ہیں

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کی توجیہ یہ ہے کہ قرآن بغل گیر ہے تصدیق تمام اس چیز کی کو کہ اس سے پہلے اتری اس واسطے کہ جو احکام کہ اس میں ہیں یا تو برقرار رکھنے والے ہیں اس چیز کو کہ اس سے پہلے گزری اور یا ناسخ ہیں اور یہ تقاضا کرتا ہے اثبات منسوخ کو اور یا جدید احکام ہیں اور یہ سب دلالت کرتا ہے اوپر تفصیل مجید کے۔ (فتح)

۴۵۹۶ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ.

۴۵۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا دونوں نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مکے میں ٹھہرے یعنی بعد پیغمبر ہونے کے آپ پر قرآن اترتا تھا اور دس سال مدینے میں ٹھہرے۔

فائدہ: ایک روایت میں صرف عشرا کا لفظ آیا ہے ساتھ ابہام معدود کے اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سال زندہ رہے جب جوڑا جائے ساتھ مشہور قول کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے سرے پر پیغمبر ہوئے لیکن ممکن ہے کہ راوی نے کسر کو چھوڑ دیا کما تقدم فی الوفاۃ النبویۃ اس واسطے کہ ہر شخص جس سے یہ روایت آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سال یا تریسٹھ سال سے زیادہ زندہ رہے اسی سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال زندہ رہے پس معتمد یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال زندہ رہے اور جو اس کے مخالف ہے یا تو محمول ہے اوپر چھوڑ دینے کسر کے سالوں میں یعنی جتنے سال ساٹھ سے زیادہ تھے ان کو راوی نے چھوڑ دیا اور یا محمول ہے اوپر جبر کرنے کسر کے مہینوں میں اور بہر حال حدیث باب کی سو ممکن ہے یہ کہ تطبیق دی جائے درمیان اس کے اور درمیان مشہور قول کے ساتھ اور وجہ کے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے سرے پر پیغمبر ہوئے سو خواب کے وحی کے مدت چھ مہینے تھی یہاں تک کہ اترا آپ پر فرشتہ رمضان کے مہینے میں بغیر بند ہونے وحی کے درمیان اس کے پھر بند ہوئی وحی پھر بدستور جاری ہوئی اور پے در پے اترنے لگی سو تھی مدت پے در پے اترنے وحی کی اور بدستور جاری رہنے اس کے کی مکے میں دس سال بغیر بند ہونے وحی کے درمیان اس کے یا یہ کہ چالیس سال کے سرے پر میکائیل علیہ السلام یا اسرافیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تعین کیا گیا سو مدت تین سال کی وہ آپ کی طرف کوئی بات یا کچھ چیز ڈالتا رہا جیسا کہ ایک حدیث مرسل میں آیا ہے پھر جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تعین ہوا سو وہ آپ پر مکے میں دس سال قرآن اتارتا رہا اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے اس چیز سے کہ متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے کہ قرآن ایک بار نہیں اترا بلکہ متفرق اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اترا مدت دراز میں یعنی ایک آیت کبھی اور ایک آیت کبھی اور چند آیتیں کبھی اور چند آیتیں کبھی اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ روایت کی ہے نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اتارا

گیا قرآن اکٹھا ایک بار طرف پہلے آسمان کے شب قدر کی رات میں پھر اس کے بعد بیس سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا گیا اور یہ آیت پڑھی ﴿وقرآنا فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث﴾ الآیۃ یعنی بھیجا ہم نے قرآن کو ساتھ تفریق کے یعنی بانٹ کر تا کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر آخر آیت تک اور حاکم کی روایت میں ہے کہ دنیا کے آسمان میں بیت العزت میں رکھا گیا پھر جبریل علیہ السلام اس کو حضرت ﷺ پر اتارنے لگا اور اس کی سند صحیح ہے اور واقع ہوا ہے بیچ منہاج حلیمی کے کہ جبریل علیہ السلام تھا اتارتا قرآن کو لوح محفوظ سے شب قدر کی رات میں طرف پہلے آسمان کے بقدر اس کے کہ اتارتا اس کو اس سال میں حضرت ﷺ پر آئندہ شب قدر کی رات تک یہاں تک کہ اتارا سب قرآن کو بیس شب قدروں میں بیس سال سے لوح محفوظ سے طرف آسمان دنیا کے اور وارد کیا ہے اس کو ابن انباری نے ساتھ طریق ضعیف اور منقطع کے اور صحیح اور معتمد وہ بات ہے جو پہلے گزری کہ قرآن اول ایک بار اکٹھا لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف اترا پھر اس کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر حضرت ﷺ پر اترا اور حکایت کی ہے ماوردی نے کہ قرآن لوح محفوظ سے ایک بار اکٹھا اترا اور چوکیدار فرشتوں نے اس کو جبریل علیہ السلام پر بیس راتوں میں تقسیم کیا اور جبریل علیہ السلام نے اس کو حضرت ﷺ پر بیس سال میں تقسیم کیا اور یہ روایت بھی غریب ہے اور معتمد یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام تھے دور کرتے ساتھ حضرت ﷺ کے ماہ رمضان میں ساتھ اس چیز کے کہ اتارتے اس کو حضرت ﷺ پر سال کے دورانیے میں اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے شعبی نے اور بدء الوحی میں پہلے گزر چکا ہے کہ اول اترنا جبریل علیہ السلام کا ساتھ قرآن کے رمضان کے مہینے میں تھا اور اس کتاب میں آئندہ آئے گا کہ جبریل علیہ السلام تھے دور کرتے حضرت ﷺ سے ساتھ قرآن کے رمضان کے مہینے میں اور اس میں دو حکمتیں ہیں ایک خبر گیری اس کی دوسری باقی رکھنا اس چیز کا کہ نہیں منسوخ ہوئی اس سے اور اٹھانا اس چیز کا کہ منسوخ ہوئی سو تھا رمضان کا مہینہ ظرف واسطے اتارنے اس کے کی اکٹھا اور از روئے تفصیل کے اور عرض کے اور احکام کے اور احمد اور بیہقی نے واثلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اتاری گئی تورات رمضان کی چھٹی کو اور انجیل تیرھویں کو اور زبور اٹھارویں کو اور قرآن چوبیسویں کو اور یہ سب مطابق ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن﴾ اور واسطے قول اللہ کے ﴿انا انزلناه فی لیلة القدر﴾ سو احتمال ہے کہ اس سال شب قدر یہی رات ہو سو اتارا گیا اس میں قرآن اکٹھا طرف پہلے آسمان کے پھر اتارا گیا چوبیسویں دن اول ﴿اقرأ باسم ربك﴾ اور مستفاد ہوتا ہے باب کی حدیث سے کہ سب قرآن خاص کر مکے اور مدینے میں اترا اور وہ اس طرح ہے لیکن بہت قرآن غیر حرمین میں اترا جس جگہ کہ تھے حضرت ﷺ سفر حج یا عمرہ یا جہاد میں لیکن اصطلاح یہ ہے کہ جو ہجرت سے پہلے اترا وہ مکی ہے اور جو ہجرت سے پیچھے اترا وہ مدنی ہے برابر ہے کہ اترا شہر میں بیچ حال اقامت کے یا غیر اس کے سفر کی حالت میں اور زیادہ بیان اس کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٤٥٩٧ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيْلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ أَبِيْ قُلْتُ لِأَبِيْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

۴۵۹۷۔ حضرت ابو عثمان سے روایت ہے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے پاس ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں سو بات کرنے لگا تو حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ یا جیسے فرمایا ، راوی کہتا ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ دحیہ کلبی صحابی ہیں (دحیہ کلبی مشہور صحابی ہیں بہت خوبصورت تھے جب جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آتے تو اکثر اس کی صورت پر آتے) سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی مسجد کو جانے کے لیے تو نہیں گمان کیا میں نے جبریل علیہ السلام کو مگر دحیہ (یہ کلام ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے) یہاں تک کہ سنا میں نے خطبہ حضرت ﷺ کا ساتھ خبر جبریل علیہ السلام کے یا جیسے کہا معتمر کہتا ہے کہ میرے باپ نے ابو عثمان سے کہا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی اس نے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو مراد یہ ہے کہ پوچھا حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس شخص کے حال سے جس سے بات کرتے تھے کہ انہوں نے اس کو فرشتہ سمجھا یا نہیں اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ مسجد کی طرف جانے کو کھڑے ہوئے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اس چیز سے جو انہوں نے گمان کیا کہ وہ دحیہ ہیں واسطے کفایت کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوگی آپ سے خطبے میں جو ظاہر کرے گی واسطے ان کے مقصود کو اور یہ جو کہا جیسے کہا تو مراد یہ ہے کہ شک کیا ہے راوی نے لفظ میں باوجود باقی رہنے معنی کے اس کے ذہن میں اور بہت ہوتی ہے استعمال محدثین کی ساتھ اس کلمے کے ایسی جگہ میں اور احتمال ہے کہ یہ سوال حضرت ﷺ کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جبریل علیہ السلام کے جانے کے بعد واقع ہوا ہو یا اس سے پہلے اس میں دونوں امر کا احتمال ہے اور یہ جو کہا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی؟ تو اس میں استفسار ہے اس شخص کے حال سے جو مبہم چھوڑا گیا راویوں سے اگرچہ جو مبہم چھوڑا گیا ثقہ معتمد اور فائدہ اس کا احتمال ہے کہ سامع کے نزدیک اس طرح نہ ہو تو اس کے بیان کرنے میں اٹھانا ہے واسطے اس احتمال کے ، کہا عیاض وغیرہ نے کہ اس حدیث میں ہے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے فرشتے کہ یہ کہ شکل پکڑے آدمی کی صورت پر اور یہ کہ اس کی اصلی اور ذاتی صورت اور ہے آدمی اس کو اس میں دیکھ نہیں سکتا واسطے ضعیف ہونے قوی بشریہ کے مگر جس کو اللہ چاہے کہ اس کو

اس کے دیکھنے کی قوت دے اسی واسطے اکثر اوقات جبریل علیہ السلام مرد کی صورت بن کے حضرت ﷺ کے پاس آتے تھے کما تقدم فی بدء الوحی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبھی میرے پاس فرشتہ مرد کی صورت بن کے آتا ہے اور نہیں دیکھا حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو اس کی پیدائشی صورت میں مگر دو بار جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں اور اس جگہ سے ظاہر ہوئی وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی اس باب میں اور کہا بعض نے کہ اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دحیہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اکثر اصحاب نے جبریل علیہ السلام کو مرد کی صورت میں دیکھا جب کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس مرد کی صورت میں آیا اور آپ سے اسلام اور ایمان اور احسان کی حقیقت پوچھی اور اس واسطے کہ اتفاق شبہ کا نہیں مستلزم ہے اثبات فضیلت معنوی کو اور غایت اس کی یہ ہے کہ اس کو خوبصورتی میں زیادتی ہوگی اور بس اور البتہ حضرت ﷺ نے ابن قطن سے کہا جب کہ فرمایا کہ دجال سب لوگوں میں زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ اس کے تو اس نے کہا کہ کیا اس کا مشابہ ہونا مجھ کو ضرر کرتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ (فتح)

۴۵۹۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ أُوْتِيْتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۴۵۹۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس کو معجزے دیئے گئے اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جس کو میری طرف اللہ نے بھیجا سو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن سب پیغمبروں سے زیادہ تر میرے تابعدار ہوں گے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کوئی پیغمبر نہیں مگر اس کو معجزے دیئے گئے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ پیغمبر کے واسطے معجزے کا ہونا ضروری ہے جو تقاضا کرے ایمان اس شخص کے کو جو اس کو مشاہدہ کرے اس حال میں کہ اس کو سچا کرے اور نہیں ضرر کرتا اس کو جو اصرار کرے عناد پر اور یہ جو کہا اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائیں تو مراد مثل سے عین شے کا ہے اور جو اس کے مساوی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر پیغمبر کو ایک یا زیادہ معجزہ دیا گیا کہ جو آدمی اس کو دیکھے تو اس کی شان سے ہے کہ ایمان لائے ساتھ اس کے، اس کے سبب سے اور علیہ ساتھ معنی لام کے ہے یا باء موحدہ کے اور نکتہ بیچ تعبیر کرنے کے ساتھ اس کے بغل گیر ہونا اس کا ہے غلبے کے معنی کے یعنی ایمان لا ہے ساتھ اس کے اس حال میں کہ مغلوب ہوتا ہے اس طور سے کہ اس کو اپنی جان سے ہٹا نہیں سکتا لیکن کبھی انکار کرتا ہے سو معاند ہوتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما﴾ اور کہا طیبی نے کہ موقع مثل کا موقع اس کا ہے اللہ

کے اس قول سے ﴿فاتوا بسورة من مثله﴾ یعنی اس کے صنعت پر بیان سے اور بلند طبقہ ہونے سے بلاغت میں اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی یعنی بے شک معجزہ میرا جس کے ساتھ میں نے کفار کا مقابلہ کیا وہ وحی ہے جو مجھ پر اتاری گئی یعنی قرآن واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر اعجاز واضح سے اور یہ مراد نہیں کہ حضرت ﷺ کو اس کے سوائے اور کوئی معجزہ نہیں ملا اور نہ یہ مراد ہے کہ نہیں دیے گئے حضرت ﷺ معجزوں سے جو اگلے پیغمبروں کو ملے بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ بڑا معجزہ ہے جو خاص حضرت ﷺ ہی کو ملا آپ کے سوائے اور کسی کو نہیں ملا اس واسطے کہ ہر پیغمبر کو ایک خاص معجزہ دیا گیا ہے جو بعینہ اس کے سوائے اور کسی کو نہ ملا کہ مقابلہ کیا اس نے ساتھ اس کے اپنی قوم سے اور ہر پیغمبر کو اس کی قوم کے حال کے مناسب معجزہ عنایت ہوتا تھا چنانچہ فرعون کے وقت میں جادو کا بہت چرچا تھا تو موسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی قسم کا معجزہ ملا اس صورت پر جو جادوگر بناتے تھے عصا سانپ بن جاتا تھا لیکن وہ نگل گیا جو انہوں نے بنایا اور یہ معجزہ ہو بہو ان کے سوائے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اور اسی طرح زندہ کرنا عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو اور اچھا کرنا اندھوں اور کوڑوں کو اس واسطے کہ اس زمانے میں طبیبوں اور حکیموں کا بہت زور تھا سو عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اسی قسم کا معجزہ دکھلایا جس پر وہ قادر نہ ہوئے اور اسی واسطے جب کہ عرب لوگ فصاحت اور بلاغت میں نہایت کو پہنچے ہوئے تھے تو حضرت ﷺ ان کے پاس قرآن لائے کہ مقابلہ کیا ان کو کہ اس کی مثل سورۃ بنا لائیں سو نہ قادر ہوئے اوپر اس کے اور بعض نے کہا کہ قرآن کے واسطے کوئی مثل نہیں نہ ظاہر میں نہ حقیقت میں برخلاف اور معجزوں کے کہ وہ نہیں خالی ہیں مثل سے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ہر پیغمبر دیا گیا معجزوں سے جو تھے مثل اس کی واسطے اس شخص کے جو اس سے آگے تھا صورت میں یا حقیقت میں اور نہیں دیا گیا کوئی مثل قرآن کے پہلے آپ سے سو اسی واسطے آپ نے اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں گے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جو مجھ کو ملا اس کی طرف تخییل کو راہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلام معجز ہے نہیں قادر ہے کوئی کہ لائے وہ چیز کہ خیال کیا جائے اس سے تشبیہ کا ساتھ اس کے برخلاف غیر آپ کے اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتا ہے ان کے معجزوں میں جو قادر ہوتا ہے جادوگر یہ کہ لائے جس سے اس شبہ کا خیال ہے سو جو ان کے درمیان فرق کرنا چاہے وہ نظر کا محتاج ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ گزر چکے ہیں معجزے پیغمبروں کے ساتھ گزر جانے ان کے زمانوں کے سو نہیں دیکھا ان کو مگر جو اس وقت موجود تھے اور معجزہ قرآن کا بدستور قائم اور دائم ہے قیامت تک اور خارق ہے واسطے عادت کے اپنی طرز میں اور بلاغت میں اور خبر دینے اس کے کی ساتھ چھپی چیزوں کے سو نہیں گزرے گا کوئی زمانہ زمانوں سے مگر کہ ظاہر ہوگی اس میں کچھ چیز اس قسم سے کہ خبر دی ساتھ اس کے کہ ہوگی جو دلالت کرے اوپر صحیح ہونے دعویٰ آپ کے کی اور یہ احتمال قوی تر ہے سب احتمالوں سے اور تکمیل اس کی اس چیز میں ہے جو اس کے بعد ہے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ

ہیں کہ اگلے پیغمبروں کے معجزے حسی تھے سر کی آنکھ سے دیکھے جاتے تھے مانند اونٹنی صالح علیہ السلام کے اور عصا موسیٰ علیہ السلام کے اور معجزہ قرآن کا دیکھا جاتا ہے ساتھ دل اور بوجھ کے سو جو اس سبب سے اس کے تابع ہوتا ہے وہ زیادہ ہو گا اس واسطے کہ جو سر کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے وہ موقوف ہو جاتا ہے ساتھ گزرنے مشاہد اس کے کی یعنی دیکھنے والے اس کے کی اور جو عقل کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے وہ باقی رہتا ہے ہمیشہ دیکھتا ہے اس کو ہر شخص جو پہلے کے بعد آتا ہے میں کہتا ہوں اور ممکن ہے جوڑنا ان سب اقوال کا ایک کلام میں اس واسطے کہ محصل اس کا نہیں منافی ہے بعض اس کا بعض کو اور یہ جو کہا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار بہت ہوں گے تو مرتب کیا اس کلام کو اس چیز پر جو گزر چکی ہے پہلے معجزے قرآن کے سے جو ہمیشہ رہنے والا قیامت تک واسطے بہت ہونے فائدہ اس کے کی اور عام ہونے نفع اس کی کے واسطے شامل ہونے اس کے اوپر دعوت اور حجت کے اور خبر دینے کے ساتھ حالات آئندہ کے یعنی پیشین گوئیوں کے سو عام ہوا نفع اس کا حاضر کو اور غائب کو اور موجود کو اور جو آئندہ پیدا ہو گا سو خوب ہوا مرتب کرنا امید مذکور کا اوپر اس کے اور یہ امید تحقیق ہو چکی ہے اس واسطے کہ آپ کے تابعدار سب پیغمبروں سے بہت ہیں وسیاتی بیانہ واضحا فی کتاب الرقاق انشاء اللہ تعالیٰ اور تعلق اس حدیث کا ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ قرآن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اترا ساتھ وحی کے جس کو فرشتہ لایا نہ ساتھ خواب کے اور نہ ساتھ الہام کے اور البتہ جمع کیا ہے بعض نے قرآن کے اعجاز کو چار چیزوں میں ایک خوب ہونا تالیف اس کی کا ہے اور پیوند ہونا کلموں اس کے کا ساتھ اختصار اور بلاغت کے دوم صورت سیاق اور طرز اس کے کی ہے جو مخالف ہے کلام اہل بلاغت کی طرزوں کو عرب سے نثر میں اور نظم میں یہاں تک کہ حیران ہوئیں اس میں عقلیں ان کی اور نہ راہ پائی انہوں نے طرف اس کی کہ اس کی مانند کچھ چیز لاسکیں باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر حاصل کرنے اس کے کی باوجود اس کے کہ قرآن نے ان کے کانوں کو ٹھوکا ساتھ اس کے کہ وہ اس سے عاجز ہوئے، سوم وہ چیز ہے جو شامل ہے اس پر قرآن خبر دینے سے پہلے امتوں کے حالات سے اور پرانی شریعتوں سے اس قسم سے کہ نہیں جانتے تھے بعض اس کے کو مگر کم لوگ اہل کتاب سے، چہارم خبر دیتا ہے اس چیز سے کہ آئندہ آئے گی واقعات سے یعنی پیش گوئیوں سے کہ بعض ان میں سے حضرت ﷺ کے زمانے میں واقع ہوئیں اور بعض آپ کے بعد اور سوائے ان چار کے اور بہت آیتیں ہیں جو وارد ہوئیں ساتھ عاجز کرنے قوم کے بعض کاموں میں کہ وہ ان کو نہ کر سکیں گے سو عاجز ہوئے وہ اس سے باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر جھٹلانے اس کے مانند تمنا کرنے یہود کے کی موت کو اور ایک ان میں سے خوف ہے جو حاصل ہوتا ہے واسطے سننے والے اس کے کی اور ایک یہ کہ اس کا پڑھنے والا اور تلاوت کرنے والا نہیں تھکتا ہے اس کے تکرار سے اور نہیں ناخوش ہوتا ہے سامع اس کا اور نہیں زیادہ ہوتی ساتھ بہت تکرار کے مگر تازگی اور لذت اور ایک یہ کہ وہ ایک نشانی ہے باقی اور دائم رہنے والی نہیں معدوم ہو گی جب تک کہ دنیا باقی ہے اور ایک یہ کہ وہ جامع

ہے علوم اور معارف کو کہ نہیں کم ہوتے عجائب اس کے اور نہیں ختم ہوتے فوائد اس کے۔ (فتح)

۴۵۹۹ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَابَعَ عَلٰى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتّٰى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ.

۴۵۹۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ نے اپنے رسول پر بہت وحی بھیجی آپ کی وفات سے پہلے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے وحی بہت کثرت سے اتاری یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی زیادہ اس سے کہ پہلے اترتی تھی یعنی جس زمانے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع ہوئی اس میں وحی کا اترنا بہ نسبت اور زمانوں کے زیادہ تھا پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت وحی اتاری آپ کی وفات سے پہلے تو اس کا راز یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد کہ ایلچیوں کی آمد و رفت بہت ہوئی اور احکام دین کی بہت پوچھ ہوئی تو اس سبب سے وحی کا اترنا بہت ہوا اور واقع ہوا ہے واسطے میرے سبب حدیث بیان کرتے انس رضی اللہ عنہ کی کا ساتھ اس کے دراوردی کی روایت سے زہری سے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے وحی بند ہوئی تھی؟ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں بلکہ اس میں بہ نسبت اور زمانوں کے زیادہ وحی اتری اور یہ جو کہا کہ پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو اس میں ظاہر کرنا ہے اس چیز کا کہ بغل گیر ہے اس کو غایت بیچ قول اس کے کی یہاں تک کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کی اور یہ حال جو اخیر میں واقع ہوا برخلاف اس حال کے ہے کہ پہلے واقع ہوا اس واسطے کہ پیغمبری کی ابتدا میں کچھ دنوں وحی بند ہوئی پھر اس کا اترنا بہت ہوا اور بیچ درمیان نزول کے مکے میں نہ اتری دراز سورتوں سے مگر کم پھر اتریں بعد ہجرت کے سورتیں دراز جو مشتمل ہیں اوپر غالب احکام کے مگر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے اخیر زمانے میں بہت قرآن اترا بہ نسبت اور زمانوں کے ساتھ اس سبب کے پہلے گزر چکا ہے اور ساتھ اس وجہ کے ظاہر ہوگئی وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے اشارت کو طرف کیفیت اترنے کے۔ (فتح)

۴۶۰۰ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا أُرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ

۴۶۰۰۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے سو ایک یا دو رات نہ اٹھے تو ایک عورت یعنی ام جمیل ابولہب کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتی مگر یہ کہ تیرے ساتھی نے تجھ کو چھوڑ دیا سو اللہ نے یہ سورت اتاری قسم ہے دن کی اور رات کی جب

فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾. کہ چھا جائے نہیں چھوڑا تجھ کو اللہ نے اور نہ بیزار ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ والضحیٰ میں گزر چکی ہے اور وجہ وارد کرنے اس کے کی اس باب میں اشارہ ہے کہ کبھی قرآن کے اترنے میں دیر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کسی حکمت کے واسطے واقع ہوتی تھی جو اس کا تقاضا کرتی تھی نہ واسطے قصد ترک کرنے اس کے بالکل سو اس کا اترنا مختلف طور سے تھا کبھی پے در پے اترتا تھا اور کبھی دیر کے ساتھ اور اس کے اترنے میں جدا جدا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کئی حکمتیں ہیں ایک سہل کرنا حفظ اس کے کا ہے اس واسطے کہ اگر اترتا اکٹھا ایک بار ان پڑھ امت پر کہ ان میں اکثر پڑھے لکھے نہ تھے تو البتہ دشوار ہوتا ان پر یاد کرنا اس کا اور اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ساتھ قول اپنے کے جو کفار کے رد میں اتارا اور کہا انہوں نے کہ کیوں نہیں اتارا گیا اس پر قرآن اکٹھا ایک بار اسی طرح یعنی اتارا اس کو ہم نے ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا کر کے تا کہ ثابت رکھیں ساتھ اس کے تیرے دل کو اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہم نے قرآن کو تا کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور ایک وہ ہے جو مستلزم ہے اس کو شرف سے واسطے اس کے اور کوشش سے ساتھ اس کے واسطے بہت آنے جانے ایلچیوں رب کے کی طرف آپ کے اس حال میں کہ سکھلاتا تھا آپ کو احکام جو واقع ہوتے واسطے آپ کے اور جواب اس چیز کے کہ پوچھے جاتے تھے آپ سے احکام اور حوادث سے اور ایک یہ کہ اتارا گیا ہے قرآن سات حرفوں پر سو مناسب ہوا کہ اتارا جائے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اس واسطے کہ اگر اکٹھا ایک بار اترتا تو البتہ دشوار ہوتا بیان اس کا عادت میں اور ایک یہ کہ اللہ نے تقدیر میں لکھا تھا کہ منسوخ کرے اس کے احکام سے جو چاہے سو اسی واسطے جدا جدا اتارا گیا تا کہ جدا جدا ہو جائے ناسخ منسوخ سے سو ہوا جدا جدا اتارنا اس کا اولیٰ اتارنے اس کے سے اکٹھا اور البتہ ضبط کیا ہے ناقلوں نے سورتوں کے نزول کی ترتیب کو کما سیاتی فی باب تالیف القرآن اور نہیں یاد رکھی انہوں نے ترتیب اترنے آیتوں کے کی اور پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر اقرأ باسم ربك کے کہ وہ پہلی سورت ہے جو اتری اور باوجود اس کے سو اول اس کے پہلے پانچ آیتیں اتریں پھر باقی اس کے بعد اتری اور یہی حال ہے سورۂ مدثر کا جو اس کے بعد اتری کہ پہلے اس کا اول اترا پھر باقی سورت اس کے بعد اتری اور واضح تر اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے اصحاب سنن ثلاثہ نے عثمان سے کہ حضرت ﷺ پر چند آیتیں اترتی تھیں سو فرماتے کہ اس کو فلاں فلاں سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور سوائے اس کے جس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَّالْعَرَبِ. وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا﴾ ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾.

اترا قرآن بیچ زبان قریش اور عرب کے اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ٹھہرایا قرآن کو عربی اور فرمایا کہ ہم نے اتارا قرآن کو عربی زبان میں جو ظاہر ہے۔

فائدہ: بہر حال اترنا اس کا ساتھ زبان قریش کے سو مذکور ہے باب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قول سے اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ بے شک قرآن قریش کی زبان میں اترا سو پڑھا لوگوں کو قریش کی زبان میں نہ ہذیل کی زبان میں اور بہر حال عطف عرب کا اوپر اس کے سو عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ قریش بھی عرب میں سے ہیں اور بہر حال جو ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے دونوں آیتوں سے سو وہ حجت ہے واسطے اس کے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تم زبان میں اختلاف کرو تو اس کو مضر کی زبان میں لکھو اور مضر وہ بن نزار بن معد بن عدنان ہے اور اس کی طرف تمام ہوتی ہے نسبت قریش اور قیس اور ہذیل وغیرہ کی کہا قاضی ابو بکر باقلانی نے کہ یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اترا قرآن قریش کی زبان میں تو مراد اس سے اکثر اس کا ہے یعنی اکثر قریش کی زبان میں اترا اور کچھ دوسرے عربوں کی زبان میں اور یہ کہ نہیں قائم ہوئی دلالت قاطع اس پر کہ تمام قرآن قریش کی زبان میں ہے اس واسطے کہ ظاہر اللہ کے اس قول سے ﴿انا جعلناه قرآنا عربیا﴾ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب عرب کی زبان میں اترا اور جو گمان کرے کہ مراد عرب سے فقط قوم مضر ہے سوائے ربیعہ کے یا دونوں ہیں سوائے یمن کے یا قریش ہیں سوائے غیر ان کے کی تو لازم ہے اس پر بیان کرنا اس واسطے کہ نام عرب کا شامل ہے سب کو شمول ایک اور اگر جائز ہو یہ دعویٰ تو جائز ہے واسطے دوسرے کہ یہ کہ کہے کہ وہ مثلاً بنی ہاشم کی زبان میں اترا اس واسطے کہ وہ نسب میں قریب تر ہیں طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب قریش سے اور کہا ابو شامہ نے احتمال ہے کہ ہو قول عثمان رضی اللہ عنہ کا نزل بلسان قریش یعنی ابتدا نزول اس کے کا قریش کی زبان میں تھا پھر مباح ہوا کہ ان کے سوائے لوگوں کی زبان میں بھی پڑھا جائے کما سیاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالٰی انتہی اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اترا پہلے قریش کی زبان میں ایک حرف پر سات حرفوں میں سے پھر اترا ساتھ سات حرفوں کے کہ اجازت دی گئی ہے ان کی قرأت میں واسطے آسانی اور سہولت کے کما سیاتی بیانہ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک حرف پر جمع کیا تو انہوں نے مصلحت یہ دیکھی کہ جس حرف میں پہلے قرآن اترا تھا وہی اولیٰ ہے سب حرفوں سے سو جمع کیا لوگوں کو اوپر اس کے واسطے ہونے اس کے زبان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور واسطے اس چیز کے کہ ہے واسطے اس کے اولیت مذکورہ سے اور اسی پر محمول ہوگی کلام عمر رضی اللہ عنہ کی واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

٤٦٠١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ فَأَمَرَ عُثْمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ

۴۶۰۱۔ اور خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سورتوں یا آیتوں کو قرآنوں میں لکھیں اور نقل کریں اور ان سے کہا کہ جب تم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کے کسی لفظ کی عربیت میں اختلاف

يَنسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي عَرَبِيَّةٍ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا.

کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو اس واسطے کہ قرآن قریش کی زبان میں اترا تو انہوں نے اسی طرح کیا۔

فائدہ: یہ جو زہری نے کہا اور خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ معطوف ہے اوپر شے محذوف کے جس کا بیان آئندہ باب میں آئے گا اور بخاری رحمہ اللہ نے حدیث سے صرف حاجت کی جگہ کو لیا ہے اور وہ قول عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس کو قریش کی زبان میں لکھو اور ضمیر ینسخوھا میں واسطے سورتوں کے ہے یا آیتوں کے یا ان صحیفوں کے یعنی اجزا کے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے منگوائے گئے تھے جن میں قرآن لکھا تھا۔ (فتح)

۴۶۰۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِيْ أَرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ مُّتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِيْ رَجُلٍ أَحْرَمَ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيْبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَآءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ فَجَآءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِيْ يَسْأَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ

۴۶۰۲۔ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتا تھا کہ کاش میں حضرت ﷺ کو دیکھوں جب کہ آپ پر وحی اترتی ہے یعنی مجھ کو کمال آرزو ہے کہ میں حضرت ﷺ کی صورت وحی اترنے کے وقت دیکھوں سو جب حضرت ﷺ مقام جعرانہ میں جو مکے کے پاس ہے اترے اور آپ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ چند اصحاب تھے کہ اچانک ایک شخص خوشبو سے لتھڑا ہوا آپ کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کہ یا حضرت! آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جس نے جبہ میں احرام باندھا بعد اس کے کہ خوشبو لگائی ہو؟ سو حضرت ﷺ نے ایک گھڑی دیکھا پھر آپ کے پاس وحی آئی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کی یعنی آ اب دیکھ حضرت ﷺ کی صورت سو یعلی رضی اللہ عنہ آیا اور اپنے سر کو کپڑے میں داخل کیا یعنی جس کپڑے سے حضرت ﷺ کو سایہ کیا گیا تھا سو اچانک دیکھا کہ حضرت ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا ہے آواز کرتے ہیں اسی طرح ایک گھڑی رہے پھر وہ حالت آپ سے دور ہوئی جو پاتے تھے بوجھ وحی سے پھر فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ

فَجِیْءَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ.

سے ابھی عمرے کا حال پوچھا تھا؟ سو لوگ اس کو تلاش کر کے حضرت ﷺ کے پاس لائے سو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو لگی ہے سو اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ کو تو اتار ڈال پھر کر تو اپنے عمرے میں جیسا کہ کرتا اپنے حج میں کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح حج میں گزر چکی ہے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی اس باب میں بہت اماموں پر یہاں تک کہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ظاہر تر یہ ہے کہ اس حدیث کو پہلے باب میں ذکر کیا جاتا ہے اور شاید یہ کسی ناقل کی غلطی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمے کے یہ ہے کہ کل وحی متلو ہو یا غیر متلو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عرب کی زبان میں اترا اور اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ حضرت ﷺ سب آدمیوں کی طرف پیغمبر ہیں عرب ہوں یا عجم یعنی جو لوگ عرب کے سوائے ہیں اس واسطے کہ جس زبان میں حضرت ﷺ پر قرآن اترا وہ عربی ہے اور حضرت ﷺ اس کو عرب کے گروہوں کی طرف پہنچائیں گے اور وہ ترجمہ کریں گے اس کو واسطے غیر عرب کے ان کی زبان میں اور اسی واسطے ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث کا پہلے باب میں داخل کرنا لائق تر تھا اور شاید مقصود اس کا تنبیہ کرنی ہے اس پر کہ وحی ساتھ قرآن اور سنت کے تھی اوپر صفت ایک کے اور زبان ایک کے۔ (فتح)

بَابُ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ. باب ہے جمع کرنے قرآن کے۔

فائدہ: مراد ساتھ جمع کے اس جگہ جمع مخصوص ہے اور وہ جمع کرنا اس کے ٹکڑوں کا ہے اجزا اور کاغذوں میں یعنی بغیر ترتیب سورتوں کے پھر جمع کیے گئے اجزا ایک مصحف میں ساتھ ترتیب سورتوں کے اور تین بابوں کے بعد باب تالیف القرآن آئے گا اور مراد اس کے ساتھ اس جگہ جوڑنا آیتوں کا ہے ایک سورت میں یا ترتیب سورتوں کی مصحف میں اور حاصل یہ ہے کہ قرآن پہلے ٹکڑے ٹکڑے تھا چند آیتیں کہیں تھی اور چند آیتیں کہیں اور کچھ کسی کے پاس تھا اور کچھ کسی کے پاس اور کچھ شانے کی ہڈیوں پر لکھا تھا اور کچھ کھجور کی چھڑیوں پر اور کچھ پتھروں پر پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے سب قرآن کو تلاش کر کے کاغذوں میں لکھ کر ایک جگہ اکٹھا کیا لیکن اس میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب نہ تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب قرآن کو باترتیب سورتوں کے جیسا کہ اب موجود ہے کئی مصحفوں میں نقل کروا کے ملکوں کی طرف بھیجا لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو مختلف زبانوں میں جمع کیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اور زبانوں سے چھانٹ کر صرف قریش کی زبان میں لکھوایا اور کہا قسطلانی نے کہ سب قرآن حضرت ﷺ کے زمانے میں لکھا ہوا تھا لیکن ایک جگہ میں جمع نہ تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی اور حضرت ﷺ نے اس کو ایک مصحف میں جمع نہ کیا اس واسطے کہ بعض قرآن پر نسخ وارد ہوتا تھا سو اگر جمع کیا جاتا پھر بعض کی تلاوت اٹھائی

جاتی تو البتہ اختلاف کی نوبت پہنچتی سو نگاہ رکھا اس کو اللہ نے دلوں میں زمانہ نسخ کے تمام ہونے تک ۔

٤٦٠٢ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ وَإِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَأٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ بَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ

۴۶۰۳ ۔ حضرت زید بن ثابت رٹائٹنا سے روایت ہے کہ ابو بکر رٹائٹنا نے مجھ کو یمامہ والوں کی لڑائی کے بعد بلا بھیجا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے پاس عمر فاروق رٹائٹنا بیٹھے ہیں ابو بکر صدیق رٹائٹنا نے کہا کہ بیشک عمر رٹائٹنا میرے پاس آئے سو کہا کہ بے شک یمامہ کی لڑائی کے دن قرآن کے بہت حافظ مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ گرم ہو قتل ساتھ قاریوں کے لڑائی کی جگہوں میں یعنی جن میں کہ کافروں کے ساتھ لڑائی واقع ہو پس جاتا رہے اور ضائع ہو بہت قرآن اور میں مصلحت دیکھتا ہوں یہ کہ تو قرآن کے جمع کرنے کا حکم کرے یعنی کاغذوں میں صدیق اکبر رٹائٹنا کہتے ہیں میں نے عمر رٹائٹنا سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے وہ کام جو حضرت مٹائیٹم نے نہیں کیا عمر فاروق رٹائٹنا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے عمر رٹائٹنا مجھ سے گفتگو اور تکرار کرتے یہاں تک کہ اللہ نے اس کے واسطے میرا سینہ کھولا اور میں نے اس میں مصلحت دیکھی جو عمر نے دیکھی زید رٹائٹنا کہتا ہے ابو بکر صدیق رٹائٹنا نے کہا کہ بے شک تو مرد جوان ہے عاقل ہے ہم تجھ کو کوئی تہمت نہیں کرتے اور تو حضرت مٹائیٹم کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر سو قسم ہے اللہ کی اگر مجھ کو کسی پہاڑ کے اٹھا لے جانے کی تکلیف دی جاتی تو نہ ہوتا یہ مجھ پر زیادہ تر بھاری اس چیز سے کہ حکم کیا اس نے مجھ کو ساتھ اس کے جمع کرنے قرآن کے سے میں نے کہا تم کس طرح کرتے ہو وہ کام جو حضرت مٹائیٹم نے نہیں کیا؟ ابو بکر رٹائٹنا نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے ابو بکر رٹائٹنا مجھ سے تکرار کرتے یہاں تک کہ کھولا

صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ أَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ أَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰی وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِیْ خُزَیْمَةَ الْاَنْصَارِیِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَیْرِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ حَتّٰی خَاتِمَةِ بَرَآءَةَ فَکَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِیْ بَکْرٍ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَیَاتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ.

اللہ نے سینہ میرا واسطے اس کے جس کے واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا سو میں نے قرآن کو تلاش کیا اس حال میں کہ جمع کرتا تھا میں اس کو کھجور کی چھڑیوں سے اور پتلے پتھروں سے اور لوگوں یعنی حافظوں کے سینوں سے یہاں تک کہ پایا میں نے اخیر سورہ توبہ کا پاس ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ انصاری کے کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ اخیر سورہ توبہ کا یہ ہے ﴿لقد جآئکم رسول من انفسکم﴾ سورہ برأت کے خاتمہ تک سو وہ صحیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا ان کی زندگی تک پھر ان کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا ان کی بیٹی کے پاس رہا۔

فائدہ: یہ جو کہا مقتل اہل یمامہ یعنی بعد قتل ہونے اہل یمامہ کے اور مراد ساتھ اہل یمامہ کے اس جگہ وہ لوگ ہیں جو شہید ہوئے اصحاب میں سے اس لڑائی میں جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ واقع ہوئی اور اس کا حال یوں ہے کہ مسیلمہ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قوی ہوا یہ دعویٰ اس کا بعد فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرتد ہونے بہت عرب کے سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر تیار کر کے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ نہایت سخت لڑائی ہوئی یہاں تک کہ اللہ نے اس کو رسوا کیا اور قتل کیا اور اس لڑائی میں اصحاب کی ایک بہت بڑی جماعت شہید ہوئی بعض کہتے ہیں کہ سات سو تھے اور بعض نے کہا کہ زیادہ اور یہ جو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ بہت قرآن ضائع ہو تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے مگر یہ کہ اس کو جمع کریں پہلے اس سے کہ باقی قاری شہید ہوں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ بہت لوگ جو یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے وہ قرآن کے حافظ اور قاری تھے یعنی ان میں سے ہر ایک قرآن کا حافظ تھا لیکن ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ تمام کو سارا قرآن یاد تھا نہ یہ کہ ہر شخص قرآن کا حافظ تھا اور اس کا زیادہ بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تو یہ کلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے حکایت کیا ہے اس کو دوسری بار واسطے زید رضی اللہ عنہ کے واسطے اس چیز کے کہ اس کو بھیجا اور یہ کلام اس شخص کا ہے جو اتباع کو اختیار کرے اور بدعت سے نفرت کرے اور جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے اس کام کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے نفرت کی اور کہا کہ میں کس طرح کروں

جو حضرت ﷺ نے نہیں کیا؟ خطابی وغیرہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ نہ جمع کیا ہو حضرت ﷺ نے قرآن کو مصحف میں واسطے اس چیز کے کہ تھے منتظر اس کے وارد ہونے ناسخ کے سے واسطے بعض احکام اس کے یا تلاوت اس کی کے پھر جب ختم ہوا اترنا اس کا ساتھ فوت ہونے حضرت ﷺ کے تو الہام کیا اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کو ساتھ اس کے واسطے پورا کرنے وعدہ صادق کے ساتھ ضامن ہونے حفاظت اس کی کے اس امت محمدی ﷺ پر زیادہ کرے اس کو اللہ بزرگی سو ہوئی ابتدا اس کی اوپر ہاتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورے عمر رضی اللہ عنہ کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ابوداؤد نے مصاحف میں ساتھ سند حسن کے عبد خیر سے کہ سنا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن کے اجر میں سب سے زیادہ ہیں اللہ کی رحمت ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ پر وہی ہیں جنہوں نے پہلے پہل قرآن کو جمع کیا اور لیکن جو مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کے سوا مجھ سے کچھ نہ لکھو سو یہ اس کے مخالف نہیں اس واسطے کہ کلام بیچ کتابت مخصوص کے ہے اوپر صفت مخصوص کے اور البتہ سب قرآن حضرت ﷺ کے زمانہ میں لکھا گیا تھا لیکن ایک جگہ میں جمع نہ تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی اور کہا بعض رافضیوں نے کہ وارد ہوتا ہے اعتراض اوپر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ کیا اس کو جمع کرنے قرآن کے سے مصحف میں سو کہا اس نے کہ کس طرح جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ کرے وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی اور جواب یہ ہے کہ نہیں کیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مگر بطور اجتہاد کے جو جائز اور پیدا ہونے والا ہے خیر خواہی ان کی سے واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس کی کتاب کے اور واسطے مسلمانوں کے سرداروں کے اور عام مسلمانوں کے اور البتہ حضرت ﷺ نے قرآن کے لکھنے کی اجازت دی تھی اور منع کیا یہ کہ اس کے ساتھ کچھ اور لکھا جائے سو نہ حکم کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مگر ساتھ لکھنے اس چیز کے کہ پہلے لکھی ہوئی تھی اور اسی واسطے توقف کیا زید رضی اللہ عنہ نے سورہ براۃ کے اخیر کی آیت لکھنے سے یہاں تک کہ اس کو لکھا ہوا پایا باوجود اس کے کہ وہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو یاد تھی یعنی جو اس کے ساتھ مذکور ہوئے اور جب غور کرے منصف اس میں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تو یقین جانے گا کہ وہ اس کے فضائل سے گنا جاتا ہے اور خبر دیتا ہے ساتھ بڑے ہونے مرتبے اس کے کی واسطے ثابت ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ جو اچھی راہ نکالے تو اس کو ثواب ملے گا اور جو اس کے بعد اس کے ساتھ عمل کرے گا اس کا ثواب ہے اس کو ملے گا سو نہیں جمع کیا قرآن کو کسی نے بعد آپ کے مگر کہ آپ کو اس کے برابر ثواب ملے گا قیامت تک اور البتہ تھی واسطے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوشش سے ساتھ پڑھنے قرآن کے وہ چیز کہ اختیار کیا انہوں نے ساتھ اس کے یہ کہ پھیر دیں ابن دغنہ کو پناہ اس کی اور راضی ہوں ساتھ پناہ اللہ اور اس کے رسول کے اور یہ قصہ مفصل طور سے ان کے فضائل میں پہلے گزر چکا ہے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں معلوم کروایا کہ وہ جمع کیا گیا ہے کاغذوں میں اللہ کے اس قول میں ﴿یتلوا صحفا مطھرۃ﴾ اور سب قرآن صحیفوں میں لکھا ہوا تھا پھر جدا جدا تھا کچھ کہیں تھا

اور کچھ کہیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک جگہ میں جمع کیا پھر ان کے بعد محفوظ رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے نقل کرنے کا حکم دیا سو اس کے چند قرآن نقل کروا کر شہروں کی طرف بھیجے، کما سیاتی بیان ذلک اور یہ جو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تو نوجوان مرد ہے، الخ تو ذکر کیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے واسطے چار صفتیں جو تقاضا کرتیں ہیں خصوصیت کو ساتھ اس کے ہونا اس کا جوان پس ہوگا خوش دل واسطے اس چیز کے کہ طلب کی جاتی ہے اس سے اور ہونا اس کا عاقل سو ہوگا زیادہ تر باعث واسطے اس کے اور نہ ہونا اس کا متہم سو مائل کرے گا نفس اس کی طرف اور ہونا اس کا کہ وحی کو لکھتا تھا سو ہوگا اکثر تجربہ کار واسطے اس کے اور یہ چار دن صفتیں کہ اس کے واسطے جمع ہوئیں کبھی پائے جاتے ہیں اس کے غیر میں لیکن متفرق اور واقع ہوا ہے بیچ روایت سفیان کے کہ کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ جب تو نے اس کا قصد کیا ہے تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا بھیج کہ وہ نوجوان ہے وحی کو لکھتا تھا سو اس کو بلا بھیج تا کہ ہمارے ساتھ اس کو جمع کرے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا سو دونوں نے مجھ کو بلا بھیجا تو میں ان کے پاس آیا تو دونوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم قرآن کو کسی چیز میں اکٹھا کریں سو تو ہمارے ساتھ مل کر اس کو جمع کر اور ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ بے شک اس نے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک کام کی طرف بلایا ہے اور تو وحی کو لکھتا تھا سو اگر تو اس کے ساتھ ہو تو میں بھی تمہاری پیروی کروں گا اور اگر تو میری موافقت کرے تو میں یہ کام نہیں کروں گا پھر اس نے عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا تو میں اس سے بجز کا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم دونوں یہ کام کرو تو اس میں کچھ حرج نہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے غور کیا تو معلوم کیا کہ ہم پر کچھ گناہ نہیں، کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفرت کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلی بار پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دوسری بار اس واسطے کہ دونوں نے خیال کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں کیا تو انہوں نے برا جانا کہ اتاریں اپنی جان کو جگہ اس شخص کی جو زیادہ کرے احتیاط اپنی کو واسطے دین کے اوپر احتیاط رسول کے پھر جب تنبیہ کی ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے اوپر فائدہ اس کے کی اور یہ کہ وہ ڈر ہے اس کا کہ متغیر ہو حال آئندہ زمانے میں اگر نہ جمع کرے قرآن کو سو پھر جائے طرف حالت خفا کے بعد مشہور ہونے کے تو دونوں نے اس کی طرف رجوع کیا کہا اس نے اور دلالت کی اس نے اس پر کہ فعل رسول کا جب خالی ہو قرینوں سے اور اسی طرح ترک کرنا آپ کا نہیں دلالت کرتا وجوب پر اور نہ تحریم پر اور نہیں ہے یہ زیادتی اوپر احتیاط رسول کے بلکہ وہ نکالا گیا ہے ان قاعدوں سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بنیاد رکھی، کہا باقلانی نے کہ شاید جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا ہو فرض کفایہ ہے ساتھ دلالت قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ لکھو مجھ سے کچھ سوائے قرآن کے ساتھ قول اللہ کے کہ ہم پر ہے جمع کرنا اس کا اور قول اس کے ﴿ان هذا لفي الصحف الاولى﴾ اور قول اس کے ﴿رسول من الله يتلوا صحفا مطهرة﴾ سو ہر کام کہ رجوع کیا جائے واسطے یاد رکھنے اس کے کی تو وہ فرض کفایہ ہے اور ہوگا یہ خیر خواہی سے واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس کی کتاب کے اور مسلمانوں

کے سرداروں کے اور عام مسلمانوں کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے جو اس کو ترک کیا تو اس میں منع پر دلالت نہیں اور رجوع کیا اس کی طرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واسطے کہ اس میں وجہ صواب کی دیکھی اور یہ کہ نہیں ہے منقول میں اور نہ معقول میں جو اس کے مخالف ہو اور جو مترتب ہوتا ہے اوپر نہ جمع کرنے اس کے کی ضائع ہونے بعض قرآن کے سے پھر پیروی کی ان دونوں کی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور باقی اصحاب نے اوپر ٹھیک ہونے اس رائے کے اور یہ جو کہا کہ میں نے قرآن کو تلاش کیا سو ابوداؤد نے مصاحف میں روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یعنی لوگوں میں سو کہا کہ جس نے قرآن کی کوئی چیز حضرت ﷺ سے سیکھی ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس لائے اور تھے لکھتے اس کو کاغذوں میں اور تختیوں پر اور کھجور کی چھڑیوں پر اور نہ قبول کرتے تھے کسی سے کچھ چیز یہاں تک کہ گواہی دیں دو گواہ اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ تھے زید رضی اللہ عنہ نہ کفایت کرتے ساتھ پانے اس کے کی کہ لکھا ہوا یہاں تک کہ گواہی دی ساتھ اس کے جس نے اس کو کانوں سے سن کر سیکھا ہے باوجود اس کے کہ زید رضی اللہ عنہ کو وہ یاد ہوتے اور کرتے تھے یہ واسطے مبالغہ کرنے کے احتیاط میں اور نیز ابوداؤد نے ہشام بن عروہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ سو جو تمہارے پاس دو گواہ لائے اوپر کسی چیز کے قرآن سے تو اس کو لکھ لو اور اس کے راوی معتبر ہیں باوجود منقطع ہونے اس کے کی اور شاید مراد ساتھ دو گواہوں کے حفظ اور کتابت ہے یا مراد یہ ہے کہ دو مرد گواہی دیں کہ یہ مکتوب حضرت ﷺ کے روبرو لکھا گیا یا گواہی دیں اس پر کہ یہ ان وجہوں سے ہے جن کے ساتھ قرآن اترا اور ان کی غرض یہ تھی کہ نہ لکھا جائے مگر ہو بہو جو حضرت ﷺ کے روبرو لکھا گیا نہ محض یادداشت سے اور یہ جو کہا کہ حافظوں کے سینوں سے یعنی جس جگہ کہ میں نے اس کو لکھا ہوا نہ پایا واؤ ساتھ معنی مع کے ہے یعنی لکھتا تھا میں اس کو مکتوب سے جو موافق ہوتا اس چیز کو کہ محفوظ ہوتی سینوں میں اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا یعنی لکھی ہوئی واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ نہ کفایت کرتے تھے وہ ساتھ حفظ کے سوائے لکھے کے اور زید رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت نہ پایا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ متواتر ہوئی ہو نزدیک اس شخص کے جس نے اس کو حضرت ﷺ سے نہ سیکھا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے زید رضی اللہ عنہ طلب کرتے زیادہ ثبوت کو اس شخص سے کہ سیکھا اس کو بغیر واسطہ کے اور شاید جب زید رضی اللہ عنہ نے اس کو ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا تو اس کو لوگوں نے یاد کیا جیسے کہ یاد کیا اس کو زید رضی اللہ عنہ نے اور فائدہ تلاش کا مبالغہ ہے ظاہر کرنے میں اور وقوف کے نزدیک اس چیز کے کہ لکھی گئی روبرو حضرت ﷺ کے کہا خطابی نے یہ اس قسم سے ہے کہ پوشیدہ رہتے ہیں معنی اس کے اور وہم پیدا کرتا ہے کہ تھے وہ کفایت کرتے بیچ اثبات آیات کے ساتھ خبر ایک شخص کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ جمع ہوئے اس میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور حکایت کی ہے ابن تین نے داؤدی سے کہا اس نے کہ نہیں

اکیلا ہوا ساتھ اس کے ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ بلکہ شریک ہوا ہے اس کو اس پر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس بنا پر پس ثابت ہو گی ساتھ دو مردوں کے اور شاید اس نے گمان کیا ہے کہ قول ان کا کہ نہیں ثابت ہوتا قرآن ساتھ خبر واحد کے یعنی ایک شخص کے اور نہیں جیسا کہ گمان کیا اس نے بلکہ مراد ساتھ خبر واحد کے خلاف خبر متواتر کا ہے سو اگر پہنچیں راوی خبر کے بہت عدد کو اور متواتر کے شرطوں سے کوئی چیز نہ پائی جائے تو نہیں نکلتی ہونے اس کے سے خبر واحد اور حق یہ ہے کہ مراد ساتھ نفی کے نفی وجود اس کے کی ہے مکتوب یعنی وہ کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ پائی نہ یہ کہ وہ کسی کو یاد نہ تھی یعنی تا کہ عدم تواتر ان دونوں آیت کا لازم نہ آئے اور البتہ واقع ہوا ہے نزدیک ابوداؤد کے یحییٰ بن عبدالرحمن کی روایت سے کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے کہا کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے دو آیتوں کو چھوڑ دیا سو تم نے ان کو نہیں لکھا، انہوں نے کہا کہ وہ کون سی ہیں؟ کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ﴿لقد جآء کم رسول من انفسکم﴾ آخر سورہ تک سو تھے صحیفے یعنی جن کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور یہ جو کہا کہ پھر وہ صحیفے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے تو موطا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کاغذوں میں جمع کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس کا سوال کیا اس نے کہا نہ مانا یہاں تک کہ مدد لی اس پر عمر رضی اللہ عنہ سے اور موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ابن شہاب سے ہے کہ جب مسلمان یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ گھبرائے اور ڈرے کہ ہلاک ہو ایک گروہ حافظوں کا سو لائے لوگ جو ان کے پاس تھا قرآن سے یہاں تک کہ جمع کیا گیا بیچ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ورقوں میں سو پہلے پہل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کو مصحف میں جمع کیا اور یہ سب نہایت صحیح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا قرآن چمڑے میں اور کھجور کی چھڑیوں میں پہلے اس سے کہ جمع کیا جائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھر جمع کیا گیا بیچ صحیفوں کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر اخبار صحیحہ جو ہم معنی ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر وہ صحیفے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ شروع کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف کے لکھنے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے اس واسطے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت تھی سو بدستور رہی وہ چیز جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھی نزدیک حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تک کہ طلب کیا اس کو اس سے اس شخص نے جس کو اس کا طلب کرنا پہنچتا تھا۔ (فتح)

٤٦٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِیْ أَهْلَ الشَّامِ فِیْ فَتْحِ إِرْمِيْنِيَةَ وَأَذْرَبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ

۴۶۰۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام والے اور عراق والے دونوں ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے بیچ فتح ارمینیہ اور آذر بائیجان کے یعنی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی جہاد میں ان کے ساتھ تھے سو گھبراہٹ میں ڈالا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مختلف ہونے ان کے

اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي

نے قرأت میں تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پا اس امت کو یعنی انتظام کر ان کا پہلے اس سے کہ مختلف ہوں قرآن میں مثل مختلف ہونے یہود اور نصاریٰ کے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی کو حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا کہ صحیفوں کو ہماری طرف بھیج دو کہ ہم ان کو مصحفوں میں نقل کریں پھر ہم ان کو تمہاری طرف بھیج دیں گے سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے ان کو مصحفوں میں نقل کیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں کی جماعت سے کہا کہ جب تم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن قریش کی زبان میں اترا تو انہوں نے اسی طرح کیا یہاں تک کہ جب انہوں نے صحیفوں کو مصحف میں نقل کیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے جو صحیفے حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دیئے اور ہر طرف ایک قرآن بھیجا اس سے کہ انہوں نے نقل کیا اور حکم کیا کہ جو اس کے سوائے ہے قرآن سے ہر صحیفے یا مصحف میں یہ کہ جلا دیا جائے۔ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہ خبر دی مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت رحمہ اللہ نے کہ اس نے سنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہ پائی میں نے ایک آیت سورہ احزاب سے جب کہ نقل کیا ہم نے مصحف کو کہ البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے سو ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس کو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پایا وہ آیت یہ ہے کہ ایمان والوں میں سے کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جس پر قول کیا تھا اللہ سے سو ہم نے اس کو قرآن میں اس کی سورت سے ملایا۔

سُوَرَهَا فِي الْمُصْحَفِ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ نے اور یہ سند ابن شہاب تک بعینہ وہی سند ہے جو پہلے گزری دوہرایا ہے اس کو واسطے اشارے کے طرف اس کی کہ وہ دونوں حدیثیں ہیں مختلف اگرچہ مختلف ہیں بیچ لکھنے قرآن کے اور جمع کرنے اس کے کی اور ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے تیسرا قصہ بھی مروی ہے جیسا کہ بیان کیا ہے اس کو ہم نے خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے بیچ قصے آیت احزاب کے اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ بیچ اخیر اس قصے کے اور روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ متفرق طور کے پس روایت کیا ہے پہلے قصے کو بیچ تفسیر سورہ توبہ کے اور روایت کیا ہے دوسرے قصے کو اس سے پہلے باب میں لیکن ساتھ اختصار کے اور روایت کیا ہے تیسرے قصے کو بیچ سورہ احزاب کے کما تقدم اور یہ جو کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام اور عراق والے دونوں ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے بیچ فتح آرمینیہ اور آذر بیجان کے تو مراد یہ ہے کہ آرمینیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا اور عراق والوں کے لشکر کا سردار سلمان بن ربیعہ تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام اور عراق والوں کو حکم دیا تھا کہ اس جہاد میں اکٹھے ہو جائیں اور دونوں لشکر جمع ہو کر جہاد کریں اور شام والوں کے لشکر کا سردار حبیب بن مسلمہ تھا اور اس جنگ میں حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ غازیوں میں تھے اور وہ مدائن والوں پر عامل تھے اور وہ منجملہ اعمال عراق سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور تھے جہاد کرتے وہ ساتھ اہل عراق کے طرف آرمینیہ کے ان کے جہاد میں ساتھ ان لوگوں کے کہ جمع ہوئے اہل شام اور اہل عراق سے اور آرمینیہ ایک بڑا شہر ہے نواح اخلاط سے شامل ہے بہت شہروں پر اور وہ شمال کی طرف ہے اور کہا سمعانی نے کہ وہ روم کے شہروں کی جہت میں ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ارمن کی بنا سے ہے جو نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور آذر بیجان بھی ایک بڑا شہر ہے عراق کے پہاڑوں کی جہت میں اور وہ اب تبریز ہے اور قصبات اس کے اور وہ پچھم کی طرف سے آرمینیہ کے ساتھ لگتا ہے اور متفق ہوا ہے جہاد ان کا ایک سال میں اور جمع ہوئے بیچ جہاد ہر ایک کے دونوں میں سے اہل شام اور اہل عراق اور تھا یہ قصہ پچیسویں سال میں ہجرت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دوسرے یا تیسرے سال میں اور تھی خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کی بعد شہید ہونے عمر رضی اللہ عنہ کے اور تھا شہید ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا بیچ اخیر ذی الحجہ کے تیسویں سال میں ہجرت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیرہ برس پیچھے اور یہ جو کہا کہ گھبراہٹ میں ڈالا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مختلف ہونے ان کے نے قرأت میں تو ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے قرآن کو ذکر کیا سو اس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان فتنہ وفساد واقع ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک جہاد سے پھرے سو نہ داخل ہوئے اپنے گھر میں یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو کہا اے سردار مسلمانوں کے! پا اس امت کو انہوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ کہا کہ جہاد کیا میں نے ارمینیہ کا سو اچانک میں نے دیکھا کہ شام والے

قرآن کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے ہیں سو لاتے ہیں جو عراق والوں نے نہیں سنا اور اچانک میں نے دیکھا کہ عراق والے قرآن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے ہیں سو لاتے ہیں جو شام والوں نے نہیں سنا سو بعض بعض کو کافر کہتے ہیں اور نیز ابن ابی داؤد نے یزید بن معاویہ نخعی سے روایت کی ہے کہ البتہ میں ولید بن عقبہ کے زمانے میں مسجد میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سو اس نے ایک مرد سے سنا کہتا تھا کہ قرآن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت سے پڑھنا چاہیے اور دوسرے کو سنا کہتا تھا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت سے پڑھنا چاہیے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے سو اللہ کی حمد اور ثناء کی اور ان کی دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں پھر کہا کہ اسی طرح تم سے پہلوں نے اختلاف کیا تھا قسم ہے اللہ کی کہ میں امیر المومنین کی طرف سوار ہوں گا اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ دو مردوں نے سورہ بقرہ کی آیت میں اختلاف کیا ایک نے پڑھا ﴿واتموا الحج والعمرة لله﴾ اور دوسرے نے پڑھا ﴿واتموا الحج والعمرة للبيت﴾ سو حذیفہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے اور ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ کوفے والے کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت بہتر ہے اور بصری والے کہتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت بہتر ہے قسم ہے اللہ کی کہ اگر میں امیر المومنین کے پاس گیا تو ان سے عرض کروں گا کہ اس کو ایک قرأت ٹھہرا دیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو تجھ سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اس نے کہا ہاں! میں نے برا جانا کہ کہا جائے کہ یہ قرأت فلانے کی ہے اور یہ قرأت فلانے کی سو اختلاف کریں جیسا اہل کتاب نے اختلاف کیا اور یہ قصہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ وہ متقدم ہے اس قصے پر جو واقع ہوا واسطے اس کے قرأت میں اور یہ قصہ شاید حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب اہل شام اور اہل عراق کے درمیان بھی اختلاف دیکھا تو ان کو سخت ہوا سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سوار ہو کر آئے اور موافق پڑے اس بات کو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی اس طرح واقع ہوا ہے سو ابن داؤد نے مصاحف میں روایت کی ہے ابو قلابہ سے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی تو کوئی معلم کسی قاری کی قرأت سے پڑھاتا اور کوئی معلوم کسی قاری کی قرأت سے پڑھاتا سو لڑکے اول سے سیکھنے لگے سو اختلاف کرنے لگے یہاں تک کہ اس کی نوبت معلموں تک پہنچی یہاں تک کہ بعض نے بعض کو کافر کہا سو یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی سو خطبہ پڑھا اور کہا کہ تم میرے پاس ہو کر جھگڑتے ہو سو جو مجھ سے دور ہیں شہروں سے وہ زیادہ اختلاف کریں گے سو شاید اللہ جانتا ہے کہ جب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شہروں کا اختلاف معلوم کروایا تو تحقیق ہوا نزدیک ان کے جو انہوں نے گمان کیا تھا اور مصعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم قرأت میں شک کرتے ہو تم کہتے ہو کہ قرأت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اور قرأت ابی رضی اللہ عنہ کی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ تیری قرأت ٹھیک نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی مرد پڑھتا تھا یہاں تک کہ کوئی مرد اپنے ساتھی سے کہتا کہ کفر کیا میں نے ساتھ اس کے جو تو کہتا ہے سو یہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کی طرف اٹھایا گیا تو ان کو اپنے جی میں یہ بات بہت بھاری معلوم ہوئی اور لوگوں سے کلام کیا اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ صحیفوں کو ہماری طرف بھیج دیں کہ ہم ان کو مصاحف میں نقل کروا دیں اور فرق صحف اور مصحف کے درمیان یہ ہے کہ صحف خالی ورقوں کو کہا جاتا ہے جن میں قرآن جمع کیا گیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور سورتیں جدا جدا بے ترتیب تھیں ہر سورت اپنی آیتوں سے علیحدہ مرتب تھی لیکن باترتیب ایک دوسرے کے آگے پیچھے نہ تھیں پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے نقل کی گئیں اور باترتیب ایک دوسری کے آگے پیچھے رکھی گئیں تو ہو گیا مصحف یعنی اس کو مصحف کہا گیا اور البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انہوں نے یہ کام اصحاب کے مشورے سے کیا سو روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ کہو عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں مگر بہتر سو قسم ہے اللہ کی نہیں کیا اس نے مصاحف میں جو کیا مگر ہمارے مشورے سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ تم کیا کہتے ہو اس امر میں کہ بعض کہتے ہیں کہ میری قرأت تیری قرأت سے بہتر ہے اور یہ قریب ہے کہ ہو کفر ہم نے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا میں مصلحت دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کروں سو نہ رہے کچھ اختلاف ہم نے کہا خوب ہے جو تم نے مصلحت دیکھی اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا سو ایک روایت میں ہے کہ جمع کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ مرد کو قریش اور انصار سے ان میں سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں میں زیادہ تر لکھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں، پھر پوچھا کہ لوگوں میں بہت عربی زبان کون جانتا ہے اور کون زیادہ تر فصیح ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ، کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ سو چاہیے کہ سعید رضی اللہ عنہ لکھوائے اور زید رضی اللہ عنہ لکھتا جائے اور یہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بڑے مقبول صحابی ہیں ان کا نسخہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھا اور واقع ہوا ہے تسمیہ باقی لوگوں کا جنہوں نے لکھا یا لکھوایا نزدیک ابن ابی داؤد سے متفرق طور سے ان میں سے ہیں مالک بن ابی عامر اور کثیر بن افلح اور ابی بن کعب اور انس بن مالک اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم پس یہ تو آدمی ہیں جن کے نام ہم نے پہچانے بارہ آدمیوں میں سے اور گویا کہ ابتدا اس کام کی زید رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ کے لیے تھی واسطے ان معنی کے جو مذکور ہوئے پھر اور لکھنے والوں کی بھی حاجت پڑی اس واسطے کہ کئی قرآنوں کی ضرورت ہوئی جو ملکوں کی طرف بھیجے جائیں سو زیادہ کیا انہوں نے ساتھ زید رضی اللہ عنہ کے ان کو جو مذکور ہوئے پھر مدد لی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لکھوانے میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جو قرآن کے لکھنے اور لکھوانے میں شریک نہ کیا گیا تو یہ بات ان کو بہت ناگوار گزری سو کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں قرآن کے لکھنے سے الگ کیا جاؤں اور تعین ہو اس کے لکھنے پر وہ شخص کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں مسلمان ہوا اور بے شک وہ البتہ کافر مرد کی پیٹھ میں تھا یعنی ابھی پیدا نہیں ہوا تھا مراد زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے ستر سورتیں سیکھیں اور البتہ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لڑکوں میں کھیلتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا عذر اس میں یہ ہے کہ انہوں نے یہ کام مدینے میں کیا او عبداللہ رضی اللہ عنہ اس وقت کوفے میں تھے اور نہ دیر کی انہوں نے اس چیز میں جس کا قصد کیا یہاں تک کہ ان کو بلوائیں اور وہ حاضر ہوں اور نیز عثمان رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا صحیفوں کے نقل کروانے کا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع ہوئے تھے اور یہ کہ ان کو ایک مصحف بنا دیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی زید رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو نقل کیا تھا کما تقدم اس واسطے کہ وہ وحی کے کاتب تھے سو ان کے واسطے اس امر میں اولیت تھی جو ان کے سوائے اور کسی کو نہ تھی اور ترمذی نے اس حدیث کے اخیر میں روایت کی ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کو بہت اصحاب نے برا جانا اور یہ جو کہا کہ جب تم اور زید رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو ایک روایت میں ہے کہ جب تم قرآن کے کسی لفظ کی عربیت میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو تو ترمذی کے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے سو اس دن انہوں نے تابوت کے لفظ میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ تابوت ہے اور بعض نے کہا کہ تابوہ ہے تو قریشیوں نے کہا کہ تابوت ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تابوہ ہے سو یہ اختلاف عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھایا گیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو تابوت لکھو اور یہ جو کہا کہ جب انہوں نے صحیفوں کو قرآنوں میں نقل کیا تو وہ صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دیے تو ابن ابی داؤد نے اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہ خبر دی مجھ کو سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مروان نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا یعنی جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینے کا حاکم تھا ان سے صحیفے مانگے جن سے قرآن نقل ہوا تھا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو صحیفے نہ دیے کہا سالم رضی اللہ عنہ نے پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں اور ہم ان کے دفن سے پھرے تو مروان نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قسم دے بھیجی کہ ان صحیفوں کو اس کی طرف بھیج دیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو مروان کے پاس بھیج دیا تو مروان نے ان کو لے کر جلایا اور کہا کہ میں نے یہ کام اس واسطے کیا ہے کہ میں ڈرا کہ زمانہ دراز ہو اور شک کرنے والا قرآن کے حق میں شک کرے اور یہ جو کہا کہ ہر طرف ایک قرآن بھیجا تو اختلاف ہے مصحفوں کی گنتی میں جن کو عثمان رضی اللہ عنہ نے اطراف میں بھیجا سو مشہور یہ ہے کہ وہ پانچ تھے اور حمزہ زیات سے روایت ہے کہ چار تھے اور ابن ابی داؤد نے کہا کہ میں نے ابو حاتم بجستانی سے سنا کہتا تھا کہ سات قرآن لکھوائے گئے ایک مکے کی طرف بھیجا گیا اور ایک شام کی طرف اور ایک یمن کی طرف اور ایک بحرین کی طرف اور ایک بصری کی طرف اور ایک کوفے کی طرف اور ایک مدینے میں رکھا گیا اور یہ جو کہا کہ حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ جو چیز کہ قرآن کے سوا ہے ہر صحیفے میں یا مصحف میں یہ کہ جلائی جائے تو ایک روایت میں ہے کہ حکم دیا کہ جلا ڈالیں ہر قرآن کو مخالف ہو اس قرآن کو جو بھیجا گیا کہا پس یہ زمانہ ہے کہ عراق میں قرآن آگ سے جلائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ کہو بیچ حق عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کے جلانے میں مگر نیک اور مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے

مصاحف کو جلایا اس وقت عام لوگ موجود تھے سو یہ بات ان کو خوش لگی یا کہا کہ کسی نے ان میں سے اس پر انکار نہ کیا اور جب فارغ ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ مصحف سے تو شہروں والوں کی طرف لکھا کہ میں نے ایسا ایسا کیا اور مٹایا جو میرے پاس تھا سو مٹاؤ تم جو تمہارے پاس ہے اور مٹانا عام ہے اس سے کہ ہو ساتھ دھو ڈالنے یا جلا دینے کے اور اکثر روایتیں صریح ہیں جلا ڈالنے میں سو یہی ہے جو واقع ہوا اور احتمال ہے وقوع ہر ایک کا دونوں میں سے باعتبار اس کے کہ مصلحت دیکھی اس شخص نے جس کے پاس قرآن کی کچھ چیز تھی اور البتہ جزم کیا ہے عیاض نے کہ انہوں نے اس کو اول پانی سے دھویا پھر اس کو جلایا واسطے مبالغہ کے اس کے دور کرنے میں کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جلانا ان کتابوں کا جس میں اللہ کا نام ہو ساتھ آگ کے اور یہ کہ یہ اکرام ہے واسطے اس کے اور نگاہ رکھنا ہے اس کا قدموں کے ساتھ روندنے سے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے طاؤس سے کہ وہ جلا ڈالتا تھا خطوط اور رسائل کو جن میں اللہ کا نام ہوتا جب کہ جمع ہو جاتے اور اسی طرح کیا ہے عروہ نے اور مکروہ جانا ہے اس کو ابراہیم نے اور کہا ابن عطیہ نے کہ یہ حکم ہے جو اس وقت میں واقع ہوا اور اب دھو ڈالنا بہتر ہے جب کہ اس کے دور کرنے کی حاجت پڑے اور یہ جو کہا کہ حکم کیا ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے یعنی سوائے اس مصحف کے جس کو نقل کروایا اور ان مصحفوں کے جو اس سے نقل کیے گئے اور سوائے ان صحیفوں کے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور اس کو پھیر دیا اسی واسطے استدراک کیا مروان نے امر کو بعد حفصہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کو بھی معدوم کیا واسطے اس خوف کے کہ کسی کو ان کے دیکھنے سے وہم پیدا ہو کہ جو اس میں ہے وہ مخالف ہے اس مصحف کو جس پر امر قرار پایا کما تقدم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ جلا ڈالنے عثمان رضی اللہ عنہ کے صحیفوں کو ان لوگوں پر جو قائل ہیں ساتھ قدیم ہونے حرفوں اور آوازوں کے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ہونے کلام اللہ کے قدیم یہ کہ ہوں سطریں جو ورقوں میں لکھی ہیں قدیم اگر یہ ہو بعینہ اللہ کا کلام ہوتا تو اس کے جلا ڈالنے کو اصحاب جائز نہ رکھتے، واللہ اعلم۔ (فتح)

اور یہ جو ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو خارجہ نے تو یہی ہے تیسرا قصہ اور وہ موصول ہے طرف ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ سند مذکور کے کما تقدم بیانہ واضحا اور پہلے گزر چکا ہے بطور موصول ہونے کے جہاد میں اور سورہ احزاب کی تفسیر میں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ پائی اس نے آیت احزاب کی ان صحیفوں میں جن کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نقل کیا تھا یہاں تک کہ اس کو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا اور ایک روایت میں ہے واقع ہوا ہے کہ نہ پانا اس کا اس آیت کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا اور صحیح وہ ہے جو صحیح میں ہے اور جس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نہ پایا تھا وہ دو آیتیں ہیں سورہ براۃ کے آخر سے اور بہر حال جو آیت کہ سورہ احزاب میں ہے سو نہ پایا اس کو جب کہ لکھا مصحف کو بیچ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کہا ابن تین نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کرنے کے درمیان فرق یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس خوف سے

جمع کیا تھا کہ قرآن کی کوئی چیز جاتی نہ رہے اس کے حافظوں کے مرجانے کے سبب سے اس واسطے کہ وہ ایک جگہ جمع نہ تھا سو جمع کیا اس کو صحیفوں میں اس حال میں کہ اس کی ہر سورت کی آیتوں کو باترتیب رکھا اس چیز پر جس پر ان کو حضرت ﷺ نے ٹھہرایا اور جمع کرنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن کو تھا جب کہ بہت ہوا اختلاف بیچ وجوہ قرآن کے جب کہ پڑھا اس کو لوگوں نے اپنی اپنی زبان میں بولیوں کے فراخ ہونے کی وجہ سے سو اس نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ بعض نے بعض کو خطا کار کہا اور چوک کی نسبت کی سو ڈرے اختلاف کرنے ان کے سے بیچ اس کے سو نقل کروایا ان صحیفوں کو ایک مصحف میں باترتیب سورتوں اس کی کے کما سیاتی فی باب تالیف القرآن اور فقط اس کو قریش کی زبان میں لکھا اور اس کے سوائے اور بولیوں کو چھوڑ دیا اس دلیل سے کہ وہ ان کی زبان میں اترا اگرچہ وسعت دیئے گئے تھے بیچ پڑھنے اس کے اوروں کی زبان میں واسطے دور کرنے حرج اور مشقت کے بیچ ابتدائے اسلام کے سو انہوں نے دیکھا کہ اب ان کی حاجت باقی نہ رہی پس اقتصار کیا ایک زبان پر اور قریش کی زبان سب زبانوں سے بہتر تھی سو فقط قرآن کو اسی میں لکھا اور زیادہ بیان اس کا ایک باب کے بعد آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ، کہا ابن معین نے کہ نہیں روایت کیا کسی نے جمع قرآن کی حدیث کو بہت عمدہ سیاق سے ابراہیم بن سعد کے۔ (فتح)

بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. باب ہے حضرت ﷺ کے کاتب کے بیان میں۔

فائدہ: کہا ابن کثیر نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب النبی ﷺ اور باب میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سوائے کچھ ذکر نہیں کیا اور یہ عجیب ہے اور شاید اس کو اس کے سوائے کوئی حدیث اپنی شرط کے موافق نہیں ملی پھر اشارہ کیا کہ اس نے سیرۃ نبویہ میں پورے طور سے بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں واقف ہوا میں بیچ کسی چیز کے نسخوں سے مگر ساتھ لفظ کاتب کے ساتھ افراد کے اور وہ مطابق ہے واسطے حدیث باب کے ہاں! زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سوائے اور اصحاب نے بھی وحی کو لکھا لیکن جو قرآن کہ مکے میں اترا سو وہ تو تمام اور ہی لوگوں نے لکھا ہے اس واسطے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تو ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے اور بہر حال جو قرآن کہ مدینے میں اترا سو اس کو اکثر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی لکھتے تھے اور واسطے بہت لکھنے ان کے کی بولا اس کو الکاتب ساتھ لام عہد کے یعنی وہی کاتب جو معلوم ہے جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں ہے اور اسی واسطے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تو وحی کو لکھتا تھا اور کبھی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر نہ ہوتے تو ان کے سوائے کوئی اور وحی کو لکھتا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت ﷺ کے واسطے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وحی کو لکھا کرتے تھے اور مدینے میں بھی پہلے پہل وحی کو اسی نے لکھا اور مکے میں پہل پہل قریش میں سے عبداللہ بن سعد نے لکھا پھر مرتد ہو گیا پھر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے فی الجملہ لکھا چاروں خلیفے ہیں اور زبیر بن عوام اور خالد اور ابن دونوں سعید کے بیٹے اور حنظلہ بن

ربیع اسدی اور معیقیب بن ابی فاطمہ اور عبداللہ بن ارقم زہری اور شرحبیل اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اور لوگوں میں اور اصحاب سنن نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک زمانہ آتا کہ اس میں چند معدود سورتیں اترتیں سو جب آپ پر کوئی چیز اترتی تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے سو فرماتے کہ اس کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ذکر ہے، الحدیث۔ (فتح)

٤٦٠٥ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ الْقُرْاٰنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ اٰيَتَيْنِ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ إِلٰى اٰخِرِهٖ.

۴۶۰۵۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا سو کہا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر سو میں نے تلاش کیا یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کے اخیر کی دو آیتوں کو ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا کہ میں نے ان کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ دونوں آیتیں یہ ہیں ﴿لقد جآء کم رسول من انفسکم﴾ آخر تک۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے کہنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ تو وحی کو لکھا کرتا تھا اور باقی شرح اس حدیث کی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

٤٦٠٦ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ﴿وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُ لِيْ زَيْدًا وَّلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ اُكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ﴾ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرُو

۴۶۰۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر ہیں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید رضی اللہ عنہ کو میرے واسطے بلا لاؤ اور چاہیے کہ لائے تختی اور دوات اور مونڈھے کی ہڈی یا فرمایا کہ مونڈھے کی ہڈی اور دوات پھر فرمایا کہ لکھ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے بیٹھے تھے اس نے عرض کی کہ یا حضرت! مجھ کو کیا حکم ہے، میں اندھا ہوں؟ تو اتری اسی لکھنے کی جگہ یعنی اسی وقت فی الحال پہلے اس سے کہ

بْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ الْأَعْمٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنِيْ فَإِنِّيْ رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ﴿وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

قلم خشک ہو نہیں برابر ہیں بیٹھنے والے مسلمان سوائے ضرر والوں کے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

بَابُ أُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.

باب ہے اس حدیث کی تفسیر میں کہ اتارا گیا قرآن سات حرفوں پر۔

فائدہ: یعنی سات وجہوں پر کہ ان میں سے ہر وجہ کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور یہ مراد نہیں کہ ہر کلمہ یا ہر جملہ اس کا ساتھ وجہوں پر پڑھا جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ نہایت وہ چیز کہ پہنچا ہے طرف اس کی عدد قراتوں کا ایک کلمے میں طرف سات کی ہے یعنی جس کلمے کو کہ کئی قراتوں سے پڑھنا جائز ہے ان کی حد سات قراتوں تک ہے سات سے زیادہ قراتوں کے ساتھ اس کو پڑھنا جائز نہیں اور اگر کوئی کہے کہ ہم بعض کلموں کو پاتے ہیں کہ سات سے زیادہ وجہوں سے پڑھے جاتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ اکثر تو زیادتی ثابت نہیں ہوتی اور یا ہوتا ہے قسم اختلاف سے بیچ کیفیت ادا کے جیسا کہ مد اور امالہ میں ہے اور مانند ان کے اور بعض نے کہا کہ سات سے حقیقت عدد کی مراد نہیں بلکہ مراد سہل اور آسان کرنا ہے اور لفظ سات کا بولا جاتا ہے اوپر ارادے کثرت کے احاد میں اور نہیں ہے مراد عدد معین اور اس کی طرف مائل کی ہے عیاض نے اور جو اس کے تابع ہے اور ذکر کیا ہے قرطبی نے ابن حبان سے کہ سات حرفوں کے معنی میں پینتیس قول تک اختلاف ہے اور میں ذکر کروں گا جو پہنچا ہے طرف میری اقوال علماء سے بیچ اس کے ساتھ بیان کرنے مقبول قول کے ان میں سے اور مردود کے انشاء اللہ اس باب کے اخیر میں۔ (فتح) اور کہا عینی نے کہ مراد سات بولیاں ہیں کہ ان میں سے جس بولی میں قرآن کو پڑھے جائز ہے۔

٤٦٠٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِيْ

۴۶۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو ایک وجہ پر قرآن پڑھایا سو میں نے اس سے تکرار کیا کہ اس کو میری امت پر آسان کر کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی سو ہمیشہ رہا میں اس سے زیادتی طلب کرتا کہ طلب کرے اللہ سے زیادتی حرفوں میں واسطے سہولت کے اور وہ مجھ کو زیادہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات حرفوں تک پہنچا۔

حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.

فائدہ: اور مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا ایک مرد نماز کے واسطے مسجد کے اندر آیا سو اس نے قرأت پڑھی کہ میں نے اس سے انکار کیا پھر ایک اور مرد اندر آیا تو اس نے اور طرح سے قرأت پڑھی پھر جب ہم نماز پڑھ چکے تو ہم سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے سو میں نے عرض کی کہ بے شک اس نے قرأت پڑھی کہ میں نے اس کو اس پر انکار کیا پھر ایک اور مرد داخل ہوا تو اس نے اور طرح سے نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو فرمایا کہ پڑھو دونوں نے پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو خوب کہا پھر فرمایا کہ اے اُبی! مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں قرآن کو ایک وجہ پر پڑھوں، آخر حدیث تک اور یہ جو کہا ہمیشہ رہا میں اس سے زیادہ سہولت چاہتا تو ایک روایت میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام آپ کے پاس دوسری بار آیا اور کہا کہ پڑھ قرآن کو دو وجہ سے پھر تیسری بار آپ کے پاس آیا اور کہا کہ قرآن کو تین وجہ سے پڑھ پھر چوتھی بار آیا سو کہا قرآن کو سات وجہ پر پڑھ اور اپنی امت کو حکم کر کہ قرآن کو سات وجہ سے پڑھیں سو جس وجہ سے پڑھیں ٹھیک ہے، اور طبری کی روایت میں ہے کہ پڑھ سات حرفوں پر بہشت کے سات دروازوں سے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ نہیں اس سے کچھ مگر کافی شافی یہ کہ تو کہے ﴿سمیعا علیما﴾ ﴿عزیزا حکیما﴾ یعنی ان چاروں میں سے کوئی پڑھے درست ہے جب تک کہ نہ ختم کرے آیت عذاب کی ساتھ رحمت کے اور آیت رحمت کی ساتھ عذاب کے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبریل! میں ان پڑھ امت کا رسول ہوں ان میں بہت بوڑھے اور لڑکے اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے کبھی کچھ نہیں پڑھا اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احمد کے نزدیک یہ ہے کہ سب کلمے کافی شافی ہیں مانند قول تیرے کے هلم و تعالٰی الحدیث اور یہ حدیثیں قوی کرتی ہیں اس کو کہ مراد ساتھ حرفوں کے بولیاں ہیں یا قرأتیں یعنی اتارا گیا ہے قرآن سات بولیوں یا قراتوں پر اور احرف جمع ہے حرف کی پس بنا بر پہلی وجہ کے معنی یہ ہوں گے کہ سات وجہوں پر بولیوں سے اور دوسرے معنی کی بنا پر ہوگی مراد اطلاق حرف کے سے اوپر کلمے کے مجاز واسطے ہونے اس کے کی بعض اس کا۔ (فتح)

٤٦٠٨ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ

۴۶۰۸۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تو میں نے اس کی قرأت کی طرف کان لگایا سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ اس کو پڑھتا ہے کئی وجہوں پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائیں سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس کو جھپٹ لوں سو میں نے زور سے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے نماز سے سلام پھیرا سو میں نے اس کی چادر اس کے

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهٖ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَّمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ بِرِدَآئِهٖ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ أَقُوْدُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَّمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَآءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَآءَةَ الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

گلے میں ڈالی اور میں نے کہا کہ کس نے تجھ کو یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی ہے میں نے کہا تو جھوٹا ہے سو بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو وہ سورت پڑھائی برخلاف اس کے کہ تو نے پڑھی سو میں اس کو کھینچا حضرت ﷺ کی طرف چلا میں نے کہا کہ بے شک میں اسے سنا سورہ فرقان پڑھتا تھا کئی وجہوں پر جو آپ نے ہم کو نہیں پڑھائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اے ہشام! پڑھ سو اس نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے پڑھا جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری پھر فرمایا کہ اے عمر! تو پڑھ سو میں نے اس کو پڑھا جس طرح مجھ کو حضرت ﷺ نے پڑھائی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی بے شک یہ قرآن اتارا گیا عرب کی سات بولیوں میں سو اس میں سے پڑھو جو تم کو سہل معلوم ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے اس کی چادر اس کے گلے میں ڈالی تا کہ مجھ سے چھوٹ نہ جائے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ امر معروف میں بہت سخت گرفت کرتے تھے اور یہ کام انہوں نے اپنے اجتہاد سے کیا واسطے اس گمان کے کہ ہشام صواب کے برخلاف ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے ان پر انکار نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اور یہ جو کہا کہ تو جھوٹا ہے تو اس میں اطلاق جھوٹ کا ہے اوپر ظن غالب کے اور یا مراد جھوٹ سے یہ ہے کہ تو نے خطا کی اور یہ جو عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی تھی تو کہا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واسطے استدلال کرنے کے اپنے مذہب پر جھٹلانے ہشام کے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا واسطے ان کے واسطے مضبوط ہونے قدم ان کے کی اسلام میں اور سابق ہونے ان کے کی بیچ اس کے برخلاف ہشام کے کہ وہ تازہ مسلمان ہوا تھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ شاید اس کو قرأت پکی طرح یاد نہ ہو برخلاف اپنے آپ کے کہ ان کو پکی طرح یاد تھا جو انہوں نے سنا اور ان کی قرأت کو اختلاف کا سبب یہ تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قدیم میں یاد کیا ہوا تھا پھر نہ سنا انہوں نے جو اس کے بعد اترا برخلاف اس چیز کے کہ یاد رکھی اور آنکھ سے دیکھی اور نیز ہشام رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہے جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس طرح پڑھائی تھی کہ اخیر میں اتری سو پیدا ہوا اختلاف ان دونوں کا اس سبب سے اور جلدی کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا واسطے انکار کے محمول ہے اس پر کہ انہوں نے یہ حدیث نہ سنی تھی کہ یہ قرآن اتارا گیا سات بولیوں پر مگر اس واقعہ میں اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتارا گیا یہ قرآن سات بولیوں پر تو وارد کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اطمینان دلانے عمر رضی اللہ عنہ کے تاکہ نہ انکار کریں دو چیز مختلف کے ٹھیک کہنے سے اور طبری نے اسحاق بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے قرآن پڑھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس پر غیرت آئی تو دونوں جھگڑتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ نے مجھ کو اس طرح نہ پڑھایا تھا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کیوں نہیں! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینے میں کچھ شک پیدا ہوا جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے میں پہچانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے میں ہاتھ مارا اور فرمایا کہ دور کر شیطان کو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا پھر فرمایا اے عمر! سب ٹھیک ہے جب تک کہ نہ کرے تو رحمت کو عذاب اور عذاب کو رحمت اور واقع ہوئی ہے واسطے ایک جماعت اصحاب کے نظیر اس کی جو واقع ہوئی واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہشام رضی اللہ عنہ کے ایک یہ ہے کہ جو واقع ہوا واسطے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کما تقدم فی النحل اور ایک وہ ہے جو روایت کی ہے احمد نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد نے قرآن کی ایک آیت پڑھی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ وہ ایسی ایسی ہے دونوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ قرآن سات بولیوں پر اتارا گیا ہے سو جس وجہ پر اس کو تم پڑھو ٹھیک ہے سو اس میں جھگڑا مت کرو اور واسطے طبری کے ہے ابوجہم کی حدیث سے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے قرآن کی ایک آیت میں ہر ایک گمان کرتا تھا کہ اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے پھر ذکر کی مثل حدیث عمرو رضی اللہ عنہ کے اور طبرانی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک سورت پڑھائی جو زید رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھ کو پڑھائی سو ان کی قرأت مختلف ہوئی سو ہم کس کی قرأت کو لیں؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے اور علی رضی اللہ عنہ ان کے پہلو میں تھے سو فرمایا کہ چاہیے کہ

پڑھے آدمی جو جانتا ہو یعنی جس طرح اس کو یاد ہو کہ وہ بہتر اور خوب ہے اور اسی طرح واقع ہوا ہے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مرد کے اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک کیا تم سے پہلوں کو اختلاف نے پھر علی رضی اللہ عنہ کو کان میں کچھ فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ تم کو حکم کرتے ہیں کہ پڑھے ہر مرد جس طرح جانتا ہو سو ہم چلے اور ہر مرد ہم میں سے پڑھتا تھا کئی طرح پر کہ اس کا ساتھی ان کو نہیں پڑھتا تھا اور اصل اس کا اخیر حدیث میں ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالی اور البتہ علماء کو سات حرفوں کے مطلب میں اختلاف ہے بہت قولوں پر پہنچا ہے ان کو ابو حاتم پینتیس اقوال تک کہا منذری نے کہ اکثر ان میں غیر مختار ہیں اور یہ جو فرمایا کہ سو پڑھو جو تم کو اس سے آسان معلوم ہو تو ضمیر منہ کی منزل کی طرف پھرتی ہے یعنی اس چیز سے جو اتاری گئی اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت کی تعدد میں جو مذکور ہے اور یہ کہ وہ واسطے آسانی کرنے کے ہے پڑھنے والے پر اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ حرفوں کے ادا کرنا معنی کا ہے ساتھ ایسے لفظ کے جو اس کے ہم معنی ہو اگرچہ ایک بولی سے ہو اس واسطے کہ ہشام رضی اللہ عنہ کی زبان قریش کی زبان ہے اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اور باوجود اس کے پس مختلف ہوئی قرأت ان کی تنبیہ کی ہے اس پر ابن عبدالبر نے اور نقل کیا ہے اس نے اکثر اہل علم سے کہ یہی ہے مراد ساتھ سات حرفوں کے اور ابو عبیدہ اور لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ مراد مختلف ہونا بولیوں کا ہے اور یہی مختار ہے نزدیک ابن عطیہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا کہ عرب کی بولیاں سات سے زیادہ ہیں اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد ان میں سے فصیح بولیاں ہیں اور عرب کی سات بولیاں جن میں قرآن اترا یہ ہیں، پہلی ہذیل کی بولی، دوسری کنانہ کی بولی، تیسری قیس کی بولی، چوتھی ضبہ کی بولی، پانچویں تیم رباب کی بولی، چھٹی اسد بن خزیمہ کی بولی، ساتویں قریش کی بولی۔ پس یہ سب قبیلے مضر کے ہیں جو سب بولیوں کو حاوی ہیں اور کہا بعض نے کہ سات بولیاں قریش کی بطنوں میں ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابو علی اہوازی نے اور نقل کیا ہے ابو شامہ نے بعض شیخوں سے کہ اس نے کہا کہ اتارا گیا قرآن اول قریش کی زبان میں اور جو ہمسایہ ان کا ہے فصیح عربوں میں سے پھر مباح ہوا واسطے سب عرب کے کہ پڑھیں اس کو اپنی زبانوں میں کہ جاری ہوئی ہے عادت ان کی ساتھ استعمال کرنے ان کے، ان کے الفاظ اور اعراب کے مختلف ہونے کی بنا پر اور نہ تکلیف دی گئی کسی کو ان میں سے ساتھ انتقال کرنے کے ایک زبان سے دوسری زبان کی طرف واسطے مشقت کے اور واسطے اس چیز کے کہ تھی ان میں حمیت سے اور واسطے طلب آسان کرنے فہم مراد کے جائز ہوا یہ سب اختلاف ساتھ ایک ہونے معنی کے اور اسی پر اتارا جائے گا اختلاف ان کا بیچ قرأت کے کما تقدم اور ٹھیک فرمانا حضرت ﷺ کا ہر ایک کو ان میں سے۔ میں کہتا ہوں اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اباحت مذکورہ نہیں واقع ہوئی ساتھ مجرد خواہش نفس کے یعنی ہر ایک بدلے کلمے کو ساتھ لفظ ہم معنی اس کے کی کسی بولی میں بلکہ معتبر اس میں وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ سے سنی گئی اور اشارہ کرتا

ہے اس کی طرف قول ہر ایک کا عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ سے باب کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی لیکن ثابت ہو چکا ہے بہت اصحاب سے کہ انہوں نے اس کو ہم معنی لفظ سے پڑھا اگرچہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے نہیں سنا تھا اسی واسطے انکار کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر جب کہ اس نے عتی حین پڑھا بدلے حتی حین کے اور اس کی طرف لکھا کہ قرآن ہذیل کی بولی میں نہیں اترا سو پڑھا لوگوں کو قریش کی بولی میں اور نہ پڑھا ان کو ہذیل کی بولی میں اور تھا یہ حال پہلے اس سے کہ جمع کریں عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو ایک قرأت پر اور کہا ابن عبدالبر نے اس کے بعد کہ روایت کیا اس کو ابوداؤد کے طریق سے اس کی سند سے احتمال ہے کہ ہو یہ عمر رضی اللہ عنہ سے بطور اختیار کے یعنی ان کے نزدیک مختار یہی بات ہو نہ یہ کہ جس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا ہے اس طرح جائز نہیں اور جب مباح ہے قرأت سات وجھوں سے جو اتاری گئیں تو جائز ہے اختیار اس چیز میں کہ اتاری گئی یعنی ہر وجہ سے پڑھنا جائز ہوگا کہا ابو شامہ نے احتمال ہے کہ ہو مراد عمر رضی اللہ عنہ کی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی ساتھ قول اپنے کے کہ قرآن قریش کی زبان میں اترا یہ کہ یہ حکم اس کے ابتدا اترنے کے وقت میں تھا پھر اللہ نے اس کو لوگوں پر آسان کیا سو ان کے واسطے جائز کیا کہ اس کو اپنی بولیوں میں پڑھیں اس شرط پر کہ یہ عرب کی زبان سے نہ نکلے واسطے ہونے اس کے عربی زبان میں جو ظاہر ہے اور جو عرب کے سوائے اور لوگوں میں سے اس کو پڑھنا چاہے تو اس کے واسطے مختار یہ ہے کہ اس کو قریش کی زبان میں پڑھے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے اور اسی پر محمول ہوگا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو لکھا اس واسطے کہ بہ نسبت غیر عربی کے سب بولیاں برابر ہیں تعبیر میں سو ضروری ہے کہ ایک بولی ہو سو چاہیے کہ حضرت ﷺ کی زبان میں ہو اور بہر حال عربی جو پیدا کیا گیا ہے اپنی بولی پر اگر تکلیف دی جائے اس کو ساتھ پڑھنے اس کے کی قریش کی زبان میں تو البتہ دشوار ہو اس پر پڑھنا باوجود مباح کرنے اللہ کے واسطے اس کے یہ کہ پڑھے اس کو اپنی زبان میں اور اشارہ کرتا ہے اس کی طرف قول حضرت ﷺ کا ابی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ آسان کر میری امت پر اور قول حضرت ﷺ کا کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی اور شاید پہنچے آپ سات تک اور اس سے زیادہ فراخی طلب نہ کی واسطے معلوم کرنے آپ کے کی کہ بے شک شان یہ ہے کہ نہیں محتاج ہوتا کوئی لفظ قرآن کے لفظوں سے طرف زیادہ کے اس عدد سے اکثر اور نہیں مراد ہے کما تقدم کہ اس کا ہر لفظ سات وجھوں سے پڑھا جاتا ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اس پر اجماع ہے بلکہ وہ ممکن نہیں ہے بلکہ نہیں پایا جاتا ہے قرآن میں کوئی لفظ کہ پڑھا جائے سات وجھوں پر مگر کم چیز مثل عبدالطاغوت کے اور کہا ابو عبید نے کہ نہیں ہے مراد یہ کہ ہر لفظ اس کا پڑھا جاتا ہے سات بولیوں پر بلکہ ساتوں بولیاں گندی ہوئی ہیں قرآن میں کوئی کہیں اور کوئی کہیں سو بعض لفظ قرآن کا قریش کی زبان میں ہے اور کوئی ہذیل کی زبان میں اور کوئی ہوازن کی زبان میں اور کوئی یمن وغیرہ کی زبان میں اور بعض بولیاں عمدہ ہیں بعض سے اور انکار کیا ہے ابن قتیبہ نے کہ ہو قرآن میں کوئی ایسا لفظ جو پڑھا جائے سات وجھوں سے

اور رد کیا ہے اس پر انباری نے ساتھ مثل عبدالطاغوت اور لا تقل لھما اف اور جبرئیل کے اور دلالت کرتا ہے اس پر جو اس نے تقریر کی کہ قرآن اول قریش کی زبان میں اترا پھر آسان کیا گیا امت پر یہ کہ پڑھیں اس کو ساتھ غیر زبان قریش کے اور یہ بعد اس کے تھا کہ عرب کی بہت قومیں اسلام میں داخل ہوئیں سو ثابت ہو چکا ہے کہ تخفیف ہجرت کے بعد واقع ہوئی کما تقدم اور حاصل ان لوگوں کے مذہب کا یہ ہے کہ معنی حضرت ﷺ کی اس حدیث کے کہ اتارا گیا قرآن سات حرفوں پر یعنی اتارا گیا اس حال میں کہ فراخ کیا گیا ہے قاری پر کہ پڑھے اس کو سات وجہوں پر یعنی پڑھے ساتھ جس حرف کے کہ چاہے ان میں سے بطور بدل کے اس کے ساتھی سے گویا کہ فرمایا کہ اتارا گیا ہے اس شرط پر یا اس وسعت پر اور یہ واسطے سہل کرنے قرأت اس کی کے ہے اس واسطے کہ اگر ان کو فقط ایک ہی حرف کے پڑھنے کا حکم ہوتا تو ان پر دشوار ہوتا اور ابن قتیبہ نے کہا کہ اللہ کے آسانی دینے سے یہ مراد ہے کہ حکم کیا اپنے پیغمبر کو کہ پڑھے ہر قوم قرآن کو اپنی زبان میں پس ہذلی پڑھے عتی حین بدلے حتی حین کے اور پڑھے اسدی تعلمون ساتھ کسرہ اول کے اور پڑھے تمیمی ساتھ ہمزہ کے اور قریشی بغیر ہمزہ کے اور اگر ارادہ کرتا ہر گروہ ان میں سے یہ کہ دور ہو اپنی زبان سے اور جو جاری ہوا ہے اوپر زبان اس کی کے لڑکپن میں اور جوانی میں اور بڑھاپے میں تو البتہ دشوار ہوتا اوپر ان کے سو آسان کیا ان پر اللہ نے ساتھ احسان اپنے کے اور اگر ہوتی یہ مراد کہ ہر لفظ اس کا پڑھا جاتا ہے سات وجہوں سے تو کہا جاتا مثلاً کہ اتارے گئے سات حرف اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ آئے لفظ میں ایک وجہ یا دو وجہیں یا تین یا اکثر تک کہا ابن عبدالبر نے کہ انکار کیا ہے اکثر اہل علم نے کہ ہوں معنی حرفوں کے بولیاں واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے مختلف ہونے ہشام رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی سے اور حالانکہ دونوں کی بولی ایک ہے کہا انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد سات وجہیں ہیں معنوں سے جو متفق ہیں ساتھ مختلف لفظوں کے مثل اقبل اور تعال اور هلم کے پھر بیان کیا ان حدیثوں کو جو پہلے گزریں جو دلالت کرتی ہیں ان معنی پر۔ میں کہتا ہوں اور ممکن ہے تطبیق دونوں قولوں میں ساتھ اس طور کے کہ ہو مراد ساتھ احرف کے مغائر ہونا لفظوں کا باوجود متفق ہونے معنی کے باوجود بند ہونے ان کے کی سات بولیوں میں لیکن دونوں قول کے اختلاف کا ایک اور فائدہ ہے اور وہ یہ ہے جس پر تنبیہ کی ہے ابو عمر دانی نے کہ سب ساتوں حرف قرآن میں متفرق نہیں ہیں اور نہ اس میں موجود ہیں ایک ختم میں سو جب قاری قرآن کو ایک قرأت سے پڑھے تو اس نے ساتوں حرف میں سے بعض حرف پڑھے سب نہیں پڑھے اور یہ حاصل ہوتا ہے اوپر قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ مراد حرفوں سے بولیاں ہیں اور بہرحال جو لوگ دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو حاصل ہوتا ہے یہ ایک ختم میں بغیر شک کے بلکہ ممکن ہے اس قول پر یہ کہ حاصل ہوں ساتوں وجہ بعض قرآن میں کما تقدم اور البتہ حمل کیا ہے ابن قتیبہ وغیرہ نے عدد مذکور کو ان وجہوں پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ ان کے تغایر سات چیزوں میں اول وہ چیز ہے کہ متغیر ہو حرکت اس کی اور نہ متغیر ہوں معنی

اس کے اور نہ صورت اس کی مثل ﴿ولا یضار کاتب ولا شھید﴾ ساتھ زبر را کے اور پیش اس کے کی ، دوسری وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ متغیر ہونے فعل کے مثل بعد بین اسفارنا اور باعد بین اسفارنا ساتھ صیغے طلب کے اور فعل ماضی کے، تیسری وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ نقطے بعض حرفوں کے جن پر نقطہ نہ ہو مثل ﴿ننشزھا﴾ ساتھ را اور زا کے، چوتھی وہ ہے کہ متغیر ہو ساتھ بدلنے حرف کے ساتھ اس حرف کے جو قریب المخرج ہو مثل طلح منضود وطلع منضود، پانچویں وجہ یہ ہے جو متغیر ہو ساتھ آگے کرنے اور پیچھے کرنے کے مثلا وجاءت سکرت الموت بالحق اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قرأت میں ہے وجاء سکرت الحق بالموت، چھٹی وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ زیادتی یا نقصان کے، کما تقدم فی التفسیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے واللیل اذا یغشی والنھار اذا تجلی والذکر والانثی یہ مثال نقصان کی ہے اور بہر حال زیادتی اس کی مثال وہ ہے جو سورہ تبت کی تفسیر میں گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وانذر عشیرتك الاقربین ورھطك منھم المخلصین، ساتویں وہ ہے کہ متغیر ہو بدل کرنے ایک کلمے کے ساتھ دوسرے کلمے کے جو اس کا ہم معنی ہو مثل العھن المنفوش کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قرأت میں ہے کالصوف النفوش اور یہ وجہ خوب ہے اور نہیں مراد ہے یہ کہ ہر لفظ پڑھا جاتا ہے سات وجہوں پر بلکہ ظاہر حدیثوں کا یہ ہے کہ کلمہ ایک پڑھا جاتا ہے دو وجہوں پر اور تین پر اور چار پر سات تک اور کہا ابو شامہ نے کہ اختلاف ہے سلف کو بیچ سات حرفوں کے کہ اترا ہے قرآن ساتھ ان کے کہ کیا وہ سب جمع ہیں اس قرآن میں جو اب لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے یا نہیں ہیں اس میں مگر ایک حرف ان میں سے مائل کی ہے باقلانی نے طرف پہلے قول کی اور تصریح کی ہے طبری اور ایک جماعت نے ساتھ دوسری کے اور یہی ہے معتمد اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابو طاہر سے کہ پوچھا میں نے ابن عیینہ سے مختلف ہونے قرأت مدنیوں اور عراقیوں کی سے کہ یہی ہیں سات جو حدیث میں آئی ہیں؟ کہا نہیں بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سات حرف مثل ھلم اور تعال اور اقبل کے ہیں کہ جس کو تو ان میں سے کہے جائز ہے اور حق یہ ہے کہ جو چیز کہ جمع کی گئی ہے قرآن میں اتفاق کیا گیا ہے اوپر اتارنے اس کے کی قطعی ہے جو لکھا گیا ہے ساتھ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں سات حرفوں میں سے بعض ہیں سب نہیں ہیں جیسا کہ واقع ہوا ہے بیچ مصحف مکی کے سورہ برأت کے اخیر میں تجری من تحتھا الانھار اور اس کے سوائے اور مصحفوں میں من نہیں ہے اور اسی طرح ہے جو واقع ہوا ہے مختلف ہونے مصاحف شہروں کے سے چند واؤں سے جو ثابت ہیں بعض میں سوائے بعض کے اور چند ہاؤں اور چند لاموں سے اور ساتھ اس کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ دونوں طور سے اترا اور حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لکھنے اس کے کی دو شخصوں کو یا معلوم کروایا یہ ایک شخص کو اور حکم دیا اس کو ساتھ ثابت رکھنے دونوں کے دو وجہوں پر اور جو قرأتیں کہ سوائے اس کے ہیں جو رسم خط کے موافق نہیں تو وہ اس قسم سے ہیں کہ تھی قرأت ساتھ ان کے جائز رکھی گئی واسطے وسعت اور سہولت کے لوگوں پر سو

جب رجوع کیا حال نے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی اختلاف سے بیچ زمانے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کافر کہا بعض نے بعض کو تو اختیار کیا اقتصار کو اس لفظ پر کہ اجازت دی گئی تھی اس کے لکھنے میں اور چھوڑا باقی کو اور ہو گیا جس پر اقتصار کیا اصحاب نے مانند اس شخص کے کہ اقتصار کرے اس چیز سے کہ اختیار دیا گیا ہے بیچ اس کے ایک خصلت پر اس واسطے کہ حکم کرنا ان کو ساتھ وجھوں مذکورہ کے نہ تھا بطور ایجاب کے بلکہ بطور رخصت کے۔ میں کہتا ہوں اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باب کی حدیث میں کہ پڑھو قرآن سے جو تم کو آسان معلوم ہو اور طبری نے اس تقریر کو بہت طول کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کے مخالف کو واہی کہا ہے اور موافقت کی ہے اس کی اس پر ایک جماعت نے ان میں سے ہیں ابو العباس اور کہا صحیح تر جس پر حاذق لوگ ہیں یہ ہے کہ جو قرآن کہ اب پڑھا جاتا ہے یہ بعض حرف ہیں سات حرفوں میں سے جن کے پڑھنے کی اجازت ہوئی نہ سب اور ضابطہ اس کی وہ چیز ہے جو رسم خط کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف ہو مثل ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج اور مثل اذا جآء فتح اللّٰه والنصر تو یہ ان قراتوں سے ہے جو چھوڑی گئیں اگر صحیح ہو سند ساتھ اس کے اور نہیں کافی ہے صحیح ہونا سند اس کے کا بیچ اثبات ہونے اس کے کی قرأت خاص کر بہت لفظ ان میں سے اس قسم سے ہیں کہ احتمال ہے کہ ہوں اس تاویل سے جو جوڑی گئی ہے ساتھ قرآن کے تو لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ بھی قرآن ہے اور کہا بغوی نے شرح السنہ میں کہ یہ مصحف جس پر امر قرار پا چکا ہے یہ اخیر دور ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا سو حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ نقل کرنے اس کے کی مصاحف میں اور جمع کیا لوگوں کو اوپر اس کے اور جو سوائے اس کے ہے اس کو دور کیا واسطے کاٹنے مادے خلاف کے سو ہو گیا جو خط مصحف کے مخالف ہے بیچ حکم منسوخ کے مانند باقی منسوخ آیتوں کے سو نہیں جائز ہے کسی کو کہ تجاوز کرے لفظ میں طرف اس چیز کے کہ خارج ہے خط سے کہا ابو شامہ نے کہ گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ سات قرأتیں جواب موجود ہیں یہی ہیں مراد حدیث میں اور یہ خلاف ہے اجماع سب اہل علم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بعض جاہلوں کا گمان ہے کہا ابو بکر بن عربی نے کہ نہیں ساتوں قرأتیں مقرر واسطے جواز کے کہ ان کے سوائے اور قرأتیں جائز نہ ہوں مانند قرأت ابو جعفر اور شیبہ اور اعمش وغیرھم کے اس واسطے کہ یہ سب امام ان کے برابر ہیں یا ان سے زیادہ ہیں اور اسی طرح کہا ہے اور اماموں نے ان میں سے ہیں مکی بن ابو طالب اور ابو العلاء وغیرہ قرأت کے اماموں سے کہا ابن ابی ہاشم نے کہ سبب بیچ اختلاف سات قراتوں کے اور جو سوائے ان کے ہے یہ ہے کہ جن طرفوں میں قرآن بھیجے گئے وہاں بعض اصحاب تھے کہ اس طرف کے لوگوں نے ان سے قرآن سیکھا اور قرآن نقطوں اور شکلوں سے خالی تھا سو ثابت رہے ہر طرف کے لوگ اس پر جس کو اصحاب سے سن کر سیکھا تھا ساتھ شرط موافق ہونے خط کے اور چھوڑا جو خط کے مخالف تھا واسطے بجا لانے حکم عثمان رضی اللہ عنہ کے جس پر اصحاب نے اس کی موافقت کی واسطے اس چیز کے کہ اس میں قرآن کے واسطے احتیاط دیکھی اور اسی واسطے واقع ہوا اختلاف درمیان

قاریوں شہروں کے باوجود ہونے ان کے کی تمسک کرنے والا ساتھ ایک حرف کے سات حرفوں میں سے جن کا بیان باب کی حدیث میں ہے اور کہا مکی بن ابی طالب نے کہ یہ قرائتیں جواب پڑھی جاتی ہیں اور صحیح ہوئی روایت ان کی اماموں سے وہ ایک جزو ہے سات حرفوں سے جن کے ساتھ قرآن اترا اور جو گمان کرے کہ قرأت ان قاریوں کی مانند نافع اور عاصم کے یہی ہے سات حرف جو حدیث میں مذکور ہیں تو اس نے بڑی غلطی کی اور لازم آتا ہے اس سے کہ جو ان ساتوں قرأتوں سے باہر ہے اس قسم سے ہے کہ ثابت ہو چکا ہے اور اماموں سے اور خط مصحف کے موافق ہے کہ قرآن نہ ہو اور یہ بڑی غلطی ہے اس واسطے کہ جنہوں نے قرأت کو تصنیف کیا ہے متقدمین اماموں سے مثل ابو عبید قاسم اور ابو حاتم سجستانی اور ابو جعفر طبری اور اسماعیل بن اسحاق اور قاضی کے تو انہوں نے اور اماموں کو ان لوگوں سے کئی گنا زیادہ ذکر کیا ہے اور سبب بیچ اقتصار کے سات پر باوجود یہ قرأت کے اماموں میں وہ امام ہیں جو قدر میں ان سے زیادہ ہیں یا مثل ان کے جو ان سے گنتی میں اکثر ہیں یہ ہے کہ راوی اماموں سے نہایت بہت ہوئے سو جب ہمتیں کم ہوئیں تو اختیار کیا انہوں نے اس قسم سے کہ خط کے موافق ہے اس چیز پر کہ آسان ہو یاد کرنا اس کا اور ضبط ہو قرأت ساتھ اس کے سو نظر کی انہوں نے طرف اس شخص کے کہ مشہور ہے ساتھ ثقاہت اور امانت اور طول ہونے عمر کے بیچ لازم پکڑنے قرأت کے اور اتفاق ہونے کے اوپر سیکھنے کے اس سے تو انہوں نے ہر شہر سے ایک امام کو چھانٹا اور باوجود اس کے نہ چھوڑا انہوں نے نقل کرنے اس چیز کے کہ قرأتوں سے جس پر اور امام ہیں سوائے ان لوگوں کے اور نہ چھوڑا قرأت کو ساتھ اس کے مانند قرأت یعقوب اور عاصم اور ابو جعفر اور شیبہ وغیرہ کے اور کہا سمعانی نے کہ تمسک کرنا ساتھ قرأتوں ساتوں کے سوائے غیر ان کے کی نہیں ہے اس میں کوئی اثر اور نہ سنت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جمع بعض متاخرین کی سے ہے اور اس کے غیر نے بھی سات قرأتوں میں بھی تصنیف کی ہے سو ذکر کیا اس نے بہت روایتوں کو ان سے سوائے اس کے کہ اس کی کتاب میں ہے سو کسی نے نہیں کہا کہ اس کے ساتھ قرأت جائز نہیں واسطے خالی ہونے اس مصحف کے اس سے اور اصل معتمد علیہ بیچ اس کے نزدیک اماموں کے یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ صحیح ہو سند اس کی سماع میں اور مستقیم ہو وجہ اس کی عربیت میں اور موافق ہے لفظ اس کا خط مصحف کو جو امام ہیں تو وہ بھی ساتوں قرأتوں میں داخل ہیں پس اسی اصل پر مبنی ہے قبول کرنا قرأت کا خواہ سات اماموں سے ہو یا ہزار سے یعنی ان ساتوں کی کوئی شرط نہیں اور جب کوئی شرط ان تینوں شرطوں سے نہ پائی جائے تو وہ شاذ ہے اور اس تقریر سے رد ہوا گمان اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ مشہور قرائتیں بند ہیں تیسیر اور شاطبی جیسے کتابوں میں اور سخت انکار کیا ہے اس علم کے اماموں نے اس شخص پر جو یہ گمان کرتا ہے مانند ابو شامہ اور ابو حیان کے اور اخیر جس نے اس کے ساتھ تصریح کی ہے بکی ہے اور اس سورہ میں یعنی سورہ فرقان میں ایک سو تیس جگہ ہیں کہ اختلاف کیا ہے اس میں قاریوں نے اصحاب کے زمانے سے اور جو ان کے بعد ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ

پڑھو جو تم کو اس سے آسان معلوم ہو اور جائز ہونے قرأت کے ساتھ ہر اس چیز کے کہ ثابت ہو قرآن سے ساتھ ان شرطوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اور یہ ایسی شرطیں ہیں کہ ضروری ہے اعتبار کرنا ان کا اور جب ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ قرأت معتمد نہ ہوگی اور ابو شامہ نے الوجیز میں اس کی نہایت عمدہ تقریر کی ہے اور کہا کہ نہ یقین کیا جائے ساتھ کسی قرأت کے کہ وہ اللہ کی اتاری گئی ہے مگر جب کہ متفق ہوں سب طریقے اس امام سے کہ قائم ہوا ہے ساتھ امامت مصر کے ساتھ قرأت کے اور اجماع کیا ہے اس کے زمانے والوں نے اور جو ان کے بعد ہیں اوپر امامت اس کی کے علم میں کہا اور جب مختلف ہوں طریقے تو نہیں ہے یقین اور اگر شامل ہو ایک آیت مختلف قرأتوں پر باوجود پائے جانے شرط مذکور کے تو جائز ہے قرأت پڑھنی ساتھ اس کے بشرطیکہ معنی میں خلل نہ ہو اور نہ اعراب بدلے۔ (فتح)

بَابُ تَأْلِيفِ الْقُرْآنِ. باب ہے بیچ بیان تالیف قرآن کے۔

فائدہ: یعنی ایک سورت کی آیتوں کو جمع کرنا یا سورتوں کو باترتیب قرآن میں جمع کرنا۔

۴۶۰۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ وَأَخْبَرَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ إِنِّيْ عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِذْ جَآءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَرِيْنِيْ مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّيْ أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ قَرَأْتَ قَبْلُ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُوْرَةٌ مِّنَ الْمُفَصَّلِ فِيْهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتّٰى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوْا لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۰۹۔ حضرت یوسف بن ماہک سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا کہ اچانک ایک عراقی آیا سو اس نے کہا کون کفن بہتر ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہائے تجھ کو اور کیا چیز ضرر کرتی ہے تجھ کو یعنی ہر قسم کا کفن جائز ہے پھر اس نے کہا کہ اے ماں مسلمانوں کی! مجھ کو اپنا مصحف دکھلا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں؟ اس نے کہا شاید کہ میں قرآن کو باترتیب جمع کروں کہ وہ پڑھا جاتا ہے اس حال میں کہ نہیں جمع کیا ہوا ہے باترتیب یعنی اس میں سورتوں کی ترتیب نہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور نہیں ضرور کرتا تجھ کو جس سورت کو تو پہلے پڑھے جائز ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے پہل قرآن سے مفصل میں سے ایک سورت اتری جس میں کہ بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا یعنی اسلام میں بہت لوگ داخل ہوئے تو پھر حلال اور حرام اترا اور اگر پہلے پہل اترتا کہ شراب نہ پیو تو کہتے کہ ہم شراب کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور اگر اترتا کہ حرام کاری نہ کرو تو کہتے کہ ہم حرام کاری کو کبھی نہیں چھوڑیں گے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّيْ لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾ وَمَا نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَآءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهٗ قَالَ فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ.

اور البتہ کے میں حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری اور میں لڑکی تھی کھیلتی بلکہ قیامت ہے وعدہ کی جگہ ان کی اور قیامت بہت سخت اور بہت کڑوی ہے اور نہیں اتری سورہ بقرہ اور سورہ نساء اور حالانکہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھی، کہا راوی نے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے واسطے مصحف کو نکالا اور اس پر سورتوں کی آیتوں کو لکھوایا۔

فائدہ: ایک عراقی یعنی ایک مرد عراق والوں میں سے اور یہ جو کہا کہ کون سا کفن بہتر ہے؟ تو شاید اس عراقی نے حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ کی جو مرفوع ہے سنی ہو گی کہ اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو اور انہیں میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو کہ وہ بہت پاک اور ستھرے ہیں اور یہ حدیث ترمذی میں ہے اور شاید عراقی نے اس کو سنا تو اس نے چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا زیادہ ثبوت چاہے اور تھے اہل عراق مشہور ساتھ تعنت کے سوال میں اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ کیا چیز تجھ کو ضرر کرتی ہے یعنی جس کفن میں تو کفنائے کفایت کرتا ہے اور قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کا واسطے اس شخص کے جس نے اس کو مچھر کے مارنے سے پوچھا تھا مشہور ہے جب کہ انہوں نے کہا کہ دیکھو عراق والوں کو مچھر کے مارنے سے پوچھتے ہیں اور حالانکہ انہوں نے حضرت ﷺ کے نواسے کو مار ڈالا اور یہ جو اس نے کہا کہ شاید میں قرآن کو باترتیب جمع کروں تو ظاہر یہ ہے کہ یہ عراقی ان لوگوں میں سے تھا جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کو لیتے تھے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کوفے کی طرف بھیجا تو نہ موافقت کی ان کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ رجوع کرنے کے اپنی قرأت سے اور نہ اوپر گم کرنے مصحف ان کے کی جیسا کہ آئندہ باب میں آئے گا سو ان کے قرآن کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کی ترتیب کے مخالف تھی اور نہیں شک ہے کہ مصحف عثمانی رضی اللہ عنہ کی ترتیب اکثر ہے مناسبت میں اس کے غیر سے پس اسی واسطے عراقی نے کہا کہ وہ باترتیب جمع نہیں ہوا اور یہ سب تقریر اس بنا پر ہے کہ سوال سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے سورتوں کی ترتیب سے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ نہیں ضرر کرتا تجھ کو جو سورہ کہ تو پہلے پڑھے اور احتمال ہے کہ مراد اس کی ہر سورت کی آیتوں کی تفصیل ہو واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث کے آخر میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر سورتوں کی آیتوں کو لکھوایا گویا اس کو کہتی تھیں کہ فلانی سورت مثلاً ایسی ایسی ہے پہلی آیت اس طرح ہے اور دوسری اس طرح اور یہ رجوع کرتا ہے طرف اختلاف عدد آیتوں کے اور اس میں اختلاف ہے درمیان مدنی اور شامی اور بصری کے اور نہایت کوشش کی ہے قرأت کی اماموں نے ساتھ جمع کرنے اس کے کی اور بیان کرنے اختلاف کے بیچ اس کے اور پہلا احتمال ظاہر تر ہے۔ اور احتمال ہے کہ واقع ہوا ہو سوال دونوں امر سے اور اللہ خوب جانتا ہے کہا ابن بطال نے میں نہیں جانتا کہ کسی نے

سورتوں کی ترتیب کو قرأۃ میں واجب کہا ہو نہ نماز کے اندر اور نہ اس سے باہر بلکہ جائز ہے کہ پڑھے سورہ کہف کو پہلے
سورہ بقرہ کے اور حج کو پہلے کہف کے مثلا اور بہر حال جو سلف سے آیا ہے کہ قرآن کو الٹا پڑھنا منع ہے تو مراد ساتھ
اس کے یہ ہے کہ سورہ کو اخیر سے اول کی طرف پڑھے اور ایک جماعت کرتی تھی اس کو قصیدہ میں شعر میں واسطے
مبالغہ کے اس کے یاد کرنے میں اور واسطے ذلیل کرنے زبان اپنی کے اس کے پڑھنے میں سو منع کیا اس کو سلف نے
قرآن میں سو وہ حرام ہے اور کہا قاضی عیاض نے بیچ شرح حذیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رات کی نماز میں
سورہ نساء پڑھی آل عمران سے پہلے اور وہ اسی طرح ہے بیچ مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اور اس میں حجت ہے واسطے
اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ترتیب سورتوں کی اجتہادی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیف سے نہیں اور یہ قول جمہور علماء کا
ہے اور اختیار کیا ہے اس کو قاضی باقلانی نے کہا اس نے اور ترتیب سورتوں کی نہیں ہے واجب تلاوت میں اور نہ نماز
میں اور نہ درس میں اور نہ تعلیم میں پس اسی واسطے مختلف ہوئے مصاحف پھر مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھا گیا تو مرتب کیا
انہوں نے اس کو اس ترتیب پر جس پر کہ اب موجود ہے پھر کہا کہ ہر سورت کی آیتوں کی ترتیب اس بنا پر ہے کہ اس پر
اب قرآن موجود ہے اللہ کی طرف سے توقیفی ہے یعنی اس میں اجتہاد کو دخل نہیں اور اس پر نقل کیا ہے اس کو امت
نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ جو کہا کہ پہلے پہل مفصل سے سورت اتری کہ اس میں بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے تو
ظاہر اس کا مخالفت ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ پہلے پہل سورت اقرأ باسم ربک اتری اور نہیں ہے اس
میں ذکر بہشت اور دوزخ کا سو شاید من مقدر ہے یعنی اس چیز میں سے کہ اول اتری یا مراد سورت مدثر ہے اس
واسطے کہ بند ہونے وحی کے بعد پہلے پہل وہی اتری اور اس کے اخیر میں بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے سو شاید کہ اترا
تھا آخر اس کا پہلے اترنے باقی سورت اقرأ کے اس واسطے کہ اول سورت اقرأ سے فقط پانچ آیتیں اتری تھیں اور یہ جو
کہا کہ پھر حلال اور حرام اترا تو اس میں اشارہ ہے طرف حکمت الہی کے بیچ ترتیب نزول کے اور یہ کہ اول جو چیز کہ
قرآن سے پہلے اتری بلانا تھا طرف توحید کے اور بشارت دینا واسطے ایماندار اور فرمانبردار کے ساتھ بہشت کے اور
ڈرانا کافر اور نافرمان کو ساتھ آگ کے پھر جب نفسوں نے اس کے ساتھ چین پکڑا تو اتارے گئے اور احکام اور اسی
واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر اول یہ اترتا کہ نہ پیو شراب کو تو کہتے ہم اس کو کبھی نہ چھوڑیں گے اور یہ واسطے اس
چیز کے ہے کہ پیدا ہوئے ہیں اس پر نفس نفرت کرنے سے مالوف چیزوں سے اور مفصل کی مراد چوتھی حدیث میں
آئے گی اور یہ جو کہا کہ البتہ مکے میں اتری الخ تو اس میں اشارہ ہے طرف تقویت کرنے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی
واسطے ان کے حکمت مذکورہ سے اور پہلے گزر چکا ہے نزول سورہ قمر کا اور نہیں اس میں کوئی چیز احکام سے اوپر نزول
سورہ بقرہ اور نساء کے باوجود بہت ہونے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس پر دونوں سورتیں احکام سے اور اشارہ کیا
عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قول اپنے کے اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھی یعنی مدینے میں اس واسطے کہ داخل ہونا

عائشہ رضی اللہ عنہا کا اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا بعد ہجرت کے اتفاقا اور پہلے گزر چکا ہے ان کے مناقب میں اور اس حدیث میں رد ہے نحاس پر جو اس نے گمان کیا ہے کہ سورہ نساء مکی ہے ساتھ سند اس آیت کے کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ادا کرو امانتوں کو طرف مالکوں ان کے کی کہ اتری یہ آیت مکے میں اتفاقا بیچ قصے چابی کعبے کے لیکن یہ حجت واہی ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا اترنے ایک آیت یا بہت آیتوں کسی لمبی سورت کے سے مکے میں جب کہ اکثر اس کا مدینے میں اترا ہو یہ کہ ہو مکی بلکہ راجح تر یہ ہے کہ جو ہجرت کے بعد اترا وہ مدنی ہیں معدود ہے اور البتہ کوشش کی ہے بعض اماموں نے ساتھ بیان کرنے اس چیز کے کہ اتری آیتوں سے مدینے میں مکی سورتوں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو سورتیں کہ مدینے میں اتریں یہ ہیں، سورہ بقرہ پھر آل عمران پھر انفال پھر احزاب پھر مائدہ پھر ممتحنہ اور نساء پھر اذا زلزلت پھر حدید پھر قتال پھر رعد پھر رحمن پھر انسان پھر طلاق پھر اذا جاء نصر اللہ پھر نور پھر منافقون پھر مجادلہ پھر حجرات پھر تحریم پھر جاثیہ پھر تغابن پھر صف پھر فتح پھر براۃ اور ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ سورہ کوثر مدنی ہے پھر چند آیتوں کو ذکر کیا پھر ان کے بعد کہا کہ پس یہ آیتیں ہیں جو مدینے میں اتریں ان سورتوں میں سے جو مکے میں اتر چکی تھیں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نے جو عثمان رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت آیتیں اترتیں سو فرماتے کہ اس کو فلانی فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور بہر حال عکس اس کا اور وہ اترنا کسی آیت کا ہے کسی سورہ سے مکے میں جو متاخر ہوا ہے اترنا اس کا طرف مدینے کی سو یہ بہت کم ہے ہاں اترا مدنی سورتوں سے جو پہلے گزر چکا ہے ذکر ان کا مکے میں پھر اتری سورت نزول بعد ہجرت کے عمرے میں اور فتح اور حج میں اور بہت جگہوں میں جہادوں میں اور مانند تبوک وغیرہ کی بہت چیزیں کہ سب کا نام مدنی رکھا جاتا ہے اصطلاح میں۔ (فتح)

٤٦١٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ بْنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطٰهٰ وَالْأَنْبِيَاءِ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ.

۴۶۱۰۔ حضرت عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے سنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے ان پانچ سورتوں کے حق میں کہ یہ پانچوں اول قدیمی سورتوں میں سے ہیں یا جودت میں نہایت کو پہنچی ہیں اور وہ قدیمی محفوظ خبروں میں سے ہیں۔

فائدہ: مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ یہ سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئیں قرآن سے اور یہ کہ ان کے لیے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے قصوں سے اور پیغمبروں اور اگلی امتوں کی خبروں سے اور باقی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ ہے کہ یہ سورتیں مکے میں اتریں اور یہ کہ یہ جس ترتیب سے عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ہے اسی ترتیب سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ہیں اور باوجود متقدم ہونے ان کے کی نزول میں پس

وہ مؤخر ہیں ترتیب مصاحف میں اور مراد ساتھ عتاق کے یہ ہے کہ وہ قدیمی اس چیز سے ہیں کہ پہلے اتری۔ (فتح)

۴۶۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۶۱۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیکھی میں نے سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ پہلے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ یہ سورت اترنے میں متقدم ہے اور وہ باوجود اس کے قرآن کے اخیر میں ہے۔ (فتح)

۴۶۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَقَدْ تَعَلَّمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ عِشْرُوْنَ سُوْرَةً مِّنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰى تَأْلِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ آخِرُهُنَّ الْحَوَامِيْمُ حٰمٓ الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ.

۴۶۱۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ البتہ میں نے جانا ہم مثل سورتوں کو جن میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو کو ایک رکعت میں پڑھتے تھے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور علقمہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ داخل ہوئے پھر علقمہ رضی اللہ عنہ نکلے سو ہم نے ان کو پوچھا یعنی ان سورتوں سے کہ ہم مثل ہیں تو اس نے کہا کہ بیس سورتیں اول مفصل سے بنا بر تالیف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ان میں سے پچھلی سورتیں حامیموں میں سے ہیں حم الدخان اور عم یتساء لون۔

فائدہ: یہ جو کہا میں نے جانا ہم مثل سورتوں کو تو اس کی شرح صفۃ الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور اس میں نام ہیں ان سب سورتوں کے جو مذکور ہیں اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب کے مخالف ہے اور اول اس کے سورۂ فاتحہ ہے پھر بقرہ پھر نساء پھر آل عمران اور نہیں اوپر ترتیب نزول کے اور کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کا مصحف نزول کی ترتیب پر ہے اول اس کا اقرأ ہے پھر مدثر پھر ن والقلم پھر مزمل پھر تبت پھر تکویر پھر سبح اور اسی طرح آخر مکی تک پھر مدنی، واللہ اعلم۔ اور بہر حال ترتیب قرآن کی اوپر اس چیز کے کہ اب اس پر موجود ہے سو کہا قاضی ابوبکر باقلانی نے کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ترتیب کا حکم دیا ہو اور احتمال ہے کہ ہو اجتہاد اصحاب کے سے پھر ترجیح دی پہلی وجہ کو ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ باب میں آئے گی کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور کرتے ساتھ اس کے جبریل علیہ السلام سے ہر سال میں سو ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور کیا اس سے

ساتھ اس کے اسی طرح اس ترتیب پر کہ ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن انباری نے اور اس میں نظر ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ دور کرتے جبریل علیہ السلام سے ساتھ اس کے اوپر ترتیب نزول کے ہاں ترتیب بعض سورتوں کی بعض پر یا اکثر سورتوں کی نہیں منع ہے کہ ہو توقیفی اگرچہ بعض ترتیب بعض اصحاب سے ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور اصحاب سنن نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تم کو کہ تم نے قصد کیا طرف انفال کے اور وہ مثانی میں سے اور طرف براۃ کے اور وہ مئین میں سے ہے سو تم نے ان دونوں کو جوڑ دیا اور تم ان کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور تم نے ان دونوں کو سبع طوال میں رکھا یعنی سات لمبی سورتوں میں تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہت وقت حضرت ﷺ پر ایسی سورت اترتی جس میں بہت آیتیں ہوتیں سو جب آپ ﷺ پر اس سے کوئی چیز اترتی تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیتوں کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور تھی انفال ان سورتوں میں سے جو پہلے پہل مدینے میں اتریں اور براۃ آخر قرآن کے تھی اترنے میں اور اس کا قصہ اس کے ساتھ مشابہ تھا سو میں نے گمان کیا کہ وہ اس میں سے ہے پھر حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اور نہ بیان کیا ہمارے واسطے کہ وہ اس میں سے ہے پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ترتیب آیتوں کی ہر سورت میں توقیفی ہے یعنی اللہ کے حکم سے ہے سو جب نہ بیان کیا حضرت ﷺ نے حال سورت برائت کا تو جوڑا اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے طرف انفال کی اپنے اجتہاد سے اور بعض نے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں براۃ کے ابتدا میں بسم اللہ موجود ہے اور نہیں لیا جاتا ہے اس کو اور ابتدا سورہ کی نشانی بسم اللہ کا اترنا تھا پہلے پہل بسم اللہ اتری اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہ معلوم ہوتا تھا حضرت ﷺ کو ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اترتی سو جب بسم اللہ الرحمن الرحیم اترتی تو معلوم کرتے کہ سورہ ختم ہو چکی ہے اور ابوداؤد نے اس سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے اصحاب سے پوچھا کہ تم قرآن کا کس طرح وظیفہ پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ پڑھتے ہیں ہم تین سورتیں اور پانچ سورتیں اور سات سورتیں اور نو سورتیں اور گیارہ سورتیں اور بارہ سورتیں اور وظیفہ مفصل کا ق سے اخیر قرآن تک۔ میں کہتا ہوں سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ ترتیب سورتوں کی کہ اب قرآن میں موجود ہے اسی طرح حضرت ﷺ کے زمانے میں تھی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ فقط مفصل کا وظیفہ مرتب تھا برخلاف باقی قرآن کے اور مستفاد ہوتا ہے اوس کی اس حدیث سے کہ راجح قول مفصل میں یہ ہے کہ وہ سورہ ق سے اخیر قرآن تک ہے لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ فاتحہ پہلے تین سورتوں میں نہیں گنی جاتی اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس شخص کے قول پر جو اس کو گنتا ہے کہ ہو اول مفصل کا حجرات سے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے اماموں کی ایک جماعت نے اور باقی شرح اس کی صفۃ الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

اور سلف نے قرآن مجید کی سورتوں کو اس طرح سے تقسیم کیا ہے کہ سورت بقرہ سے سورت یونس تک کو طوال کہتے ہیں

اور عربی میں طوال لمبی کو کہتے ہیں اور یہ سورتیں بھی بہت لمبی لمبی ہیں اور سورت یونس سے شعرا تک کو مئین کہتے ہیں اور مئین جمع مائہ کی ہے اور مائہ سو کو کہتے ہیں اور یہ سورتیں سو سو آیتوں سے زیادہ ہیں اس لیے ان کو مئین کہتے ہیں اور سورت شعراء سے سورت حجرات تک کو مثانی کہتے ہیں وہ سو آیتوں سے کم کم کی ہیں اور قصے ان میں مکرر ہیں اس واسطے ان کو مثانی کہتے ہیں اور سورت حجرات سے آخر قرآن تک کو مفصل کہتے ہیں اس واسطے کہ ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ کا فاصلہ نزدیک ہے پھر مفصل کو تین قسم کیا ہے ایک طوال مفصل دوسری اوساط تیسری قصار سورت حجرات سے سورت بروج تک کو طوال مفصل کہتے ہیں اور سورت بروج سے لم یکن الذین تک کو اوساط مفصل کہتے ہیں اور لم یکن سے آخر قرآن تک کو قصار مفصل کہتے ہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انفال مثانی میں سے ہے اس واسطے کہ سو آیتوں سے کم کی ہے اور سورت براۃ مئین میں سے ہے اس واسطے کہ سو آیتوں سے زیادہ کی ہے سو ان کو آپس میں نزدیک کر کے طوال میں کیوں رکھا لائق تھا کہ انفال کو مثانی میں لکھتے اور براۃ کو مئین میں اور خیر یہ بھی کیا پھر ان کے درمیان بسم اللہ کیوں نہ لکھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کے درمیان ایک قسم سے اشتباہ ہے تو یہ دونوں سورتیں ایک سورت ہیں اس سبب سے رکھنا اس کا سات لمبی سورتوں میں اور نہ لکھنا بسم اللہ کا درمیان ان کے درست ہوا اور ایک وجہ سے دو سورتیں ہیں اس لیے ان کے درمیان فاصلہ چھوڑا۔ (ع، ح)

بَابُ كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ تھے پڑھتے جبریل علیہ السلام قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یعنی طلب کرتے اس بات کو کہ پڑھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے جبریل علیہ السلام کے جو جبریل علیہ السلام نے آپ کو پڑھایا۔

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِيْ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِيْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کان میں کہا کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن کا ایک بار دور کیا کرتے تھے اور یہ اس نے مجھ سے اب کے سال دو بار قرآن کا دور کیا ہے اور نہیں جانتا میں اس کو مگر میری موت حاضر ہوئی۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو پوری علامات النبوۃ میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزری اور گزر چکا ہے فائدہ دور کرنے کا پہلے باب میں اور معارضہ مفاعلہ ہے دونوں طرف سے گویا کہ ہر ایک دونوں میں

سے ایک بار پڑھتا تھا اور دوسرا سنتا تھا۔ (فتح)

۴۶۱۳ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

۴۶۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ تر سخی تھے ساتھ بھلائی کے اور بہت سخاوت کرتے تھے رمضان کے مہینے میں بہ نسبت اور دنوں کے اس واسطے کہ جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ تمام ہوتا حضرت ﷺ قرآن کو جبریل علیہ السلام کے سامنے پڑھتے پھر جب جبریل علیہ السلام سے ملتے تو ہوتے آپ زیادہ تر سخاوت کرنے والے ہوا چھوڑی گئی سے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ تر سخی تھے تو اس میں احتراس بلیغ ہے تاکہ نہ خیال کیا جائے قول آپ کے سے کہ آپ رمضان کے مہینے میں بہت سخاوت کرتے تھے کہ بہت سخاوت کرنا آپ کا خاص ہے ساتھ رمضان کے سو ثابت کیا واسطے آپ کے اجودیت مطلق کو پہلے پھر عطف کیا اس پر کہ اس کی زیادتی کو رمضان کے مہینے میں اور یہ جو کہا کہ اس واسطے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو اس میں بیان ہے اجودیت مذکورہ کے سبب کا اور یہ جو کہا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہوتا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی طرح ہمیشہ ہر رمضان میں حضرت ﷺ سے ملتے تھے جس دن سے آپ پر قرآن اترنا شروع ہوا اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ رمضانوں ہجرت کے اگرچہ رمضان کے مہینے کا روزہ ہجرت کے بعد فرض ہوا اس واسطے کہ اس مہینے کا روزہ فرض ہونے سے پہلے بھی اس کا نام رمضان ہی تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے سامنے قرآن کو پڑھتے تھے تو یہ عکس اس کا ہے کہ واقع ہوا ہے ترجمہ میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام قرآن کو حضرت ﷺ کے سامنے پڑھتے تھے پس یہ محمول ہوگا اس پر کہ دونوں میں سے ہر ایک اس کو دوسرے پر پڑھتا تھا اور تائید کرتا ہے اس کی جو باب کے اخیر کی حدیث میں واقع ہوا ہے اور اس حدیث میں اطلاق قرآن کا ہے بعض قرآن پر اور اکثر پر اس واسطے کہ پیغمبر ہونے کے بعد اول رمضان میں نہ اترا تھا قرآن سے مگر بعض اس کا پھر اسی طرح ہر رمضان اس کے بعد اخیر رمضان تک کہ اس وقت تک سب اتر چکا تھا مگر جو رمضان مذکور سے پیچھے اترا اور یہ دسویں سال میں تھا یہاں تک کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ بیچ مہینے ربیع الاول کے گیارھویں سال میں اور اس چیز سے کہ اس مدت میں اتری یہ قول اللہ تعالیٰ کا

ہے ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ اس واسطے کہ یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور حضرت مَلَّاتِیْمُ بالاتفاق عرفات میں تھے اور گویا کہ جو ان دنوں میں اترا جب کہ تھا قلیل بہ نسبت اس قرآن کے کہ پہلے اترا تو معاف سمجھا گیا امر دور اس کے کا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ قرآن بطور مجاز کے بعض پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی واسطے نہیں حانث ہوتا جو قسم کھائے کہ قرآن کو پڑھے گا پھر بعض قرآن کو پڑھے سارا قرآن نہ پڑھے مگر یہ کہ سب کا قصد کیا ہو اور اختلاف ہے بیچ اخیر دور کے کہ کیا تمام حرفوں کے ساتھ تھا جن کے پڑھنے کی اجازت ہوئی یا ان میں سے ایک حرف کے ساتھ تھا اور دوسرے احتمال کی بنا پر سو کیا وہ حرف وہ ہے جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کو جمع کیا یا کوئی اور حرف ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور ابن ابی داؤد اور طبری نے عبیدہ بن عمر سلمانی کے طریق سے اور جس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا وہ اخیر دور ہے اور سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری قرأت اخیر دور ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت اخیر دور ہے اور یہ محمول ہے اس پر کہ ممکن ہے کہ اخیر کے دونوں دور دونوں حرف سے واقع ہوئے ہوں تو دونوں کو اخیر کا دور کہنا صحیح ہوگا اور یہ جو کہا کہ زیادہ تر سخاوت کرنے والے تھے ہوا چھوڑی گئی سے تو اس میں جواز مبالغہ کا ہے تشبیہ میں اور جواز تشبیہ معنوی کا ہے ساتھ محسوس کے تا کہ قریب ہو طرف فہم سامع کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ اول آپ کے واسطے اجودیت کے وصف کو ثابت کیا پھر ارادہ کیا کہ اس سے زیادہ آپ کی توصیف کریں سو آپ کی سخاوت کو ہوا چھوڑی گئی کے ساتھ تشبیہ دی بلکہ ٹھہرایا اس کو ابلغ اس سے اس واسطے کہ ہوا کبھی تھم بھی جاتی ہے اور اس میں احتراس ہے اس واسطے کہ بعض ہوا بانجھ بھی ہوتی ہے جو ضرر پہنچاتی ہے اور بعض ہوا مینہ کی خوشی سناتی ہے پس موصوف کیا اس کو ساتھ چھوڑی گئی کے تا کہ معین کرے دوسرے قسم کو اور اشارہ کیا طرف قول اللہ تعالیٰ کے کہ وہی اللہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والیاں اور مانند اس کے پس ہوا چھوڑی گئی بدستور رہتی ہے مدت چھوڑنے اپنے کے اور اسی طرح تھا عمل آپ مَلَّاتِیْمُ کا رمضان کے مہینے میں دائم جاری نہیں بند ہوتا تھا اور اس میں استعمال افعل کا ہے اسناد حقیقی اور مجازی میں اس واسطے کہ سخاوت حضرت مَلَّاتِیْمُ سے حقیقتا ہے اور ہوا سے مجازا تو گویا کہ استعارہ کیا واسطے ہوا کہ جود کو باعتبار لانے اس کے خیر کو اس واسطے کہ وہ اتاری گئی ہے بڑی سخاوت کرنے والے سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے تعظیم ہے رمضان کے مہینے کے واسطے خاص ہونے اس کے کی ساتھ شروع ہونے نزول قرآن کے بیچ اس کے پھر دور کرنے اس کے بیچ اس کے اور لازم آتا ہے اس سے بہت اترنا جبریل علیہ السلام کا بیچ اس کے اور بیچ بہت اترنے اس کے کی وارد ہونے خیر اور برکتوں سے ہے وہ چیز جس کا کچھ حساب نہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ فضیلت زمانہ کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتی ہے ساتھ زیادہ ہونے عبادت کے بیچ اس کے اور اس میں ہے کہ تلاوت قرآن کی ہمیشگی واجب کرتی ہے خیر کے زیادہ ہونے کو اور اس میں ہے کہ مستحب ہے بہت کرنا عبادت کا

اخیر عمر میں اور باہم ذکر کرنا فضیلت والوں کا خیر اور علم کو اگرچہ نہ پوشیدہ ہو یہ اوپر اس کے واسطے زیادتی یادداشت اور نصیحت پکڑنے کے اور یہ کہ رات رمضان کی افضل ہے دن اس کے سے اور یہ کہ مقصود تلاوت سے حضور اور فہم ہے اس واسطے کہ رات اس کا وقت ہے واسطے اس چیز کے کہ دن میں ہے شواغل اور عوارض دینی اور دنیاوی سے اور احتمال ہے کہ تقسیم کرتے ہوں حضرت ﷺ اس چیز کو کہ اترتی آپ ﷺ پر ہر سال میں رمضان کی راتوں پر کئی حصے سو ہر رات کو ایک حصہ پڑھتے رات کے ایک حصے میں اور سبب اس میں وہ چیز ہے کہ تھے مشغول ہوتے ساتھ اس کے ہر رات میں سوائے اس کے تہجد سے اور بدن کے آرام سے اور گھر والوں کی خبر گیری سے اور شاید کہ تھے دوہراتے آپ اس جزو کو کئی بار موافق گنتی حرفوں کے جن کے پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی اور تا کہ جمع کرے برکت قرآن کی سارے مہینے کو اور اگر یہ تصریح نہ ہوتی کہ تھے حضرت ﷺ دور کرتے اس سے ہر سال ایک بار اور دور کیا حضرت ﷺ نے اخیر سال میں دو بار تو البتہ جائز ہوتا یہ کہنا کہ تھے دور کرتے حضرت ﷺ تمام قرآن اترے ہوئے کو ہر رات میں پھر دوہراتے اس کو باقی راتوں میں اور البتہ روایت کی ہے ابو عبید نے داؤد بن ابی ہند کے طریق سے کہ میں نے شعبی سے کہا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہینہ رمضان کا وہ ہے کہ اس میں قرآن اتارا گیا کیا باقی گیارہ مہینوں میں آپ پر قرآن نہ اترتا تھا اس نے کہا کیوں نہیں! لیکن تھے جبریل علیہ السلام دور کرتے ساتھ حضرت ﷺ کے رمضان کے مہینے میں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری سو پکا کرتا اللہ جس کو چاہتا اور ثابت رکھتا جو چاہتا اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت کے قسطوں کے ٹھہرانے میں جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے واسطے تفصیل اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو محکم اور منسوخ سے اور نیز تائید کرتی ہے وہ روایت جو بدء الخلق میں گزر چکی ہے ساتھ اس لفظ کے **فیدارسه القرآن** اس واسطے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک اس کو دوسرے پر پڑھتا تھا اور یہ موافق ہے واسطے اس کے قول کے **فیعارضه** سو یہ استدعا کرتا ہے زمانے زائد کو اس پر جب کہ تنہا پڑھے اور نہیں مخالف ہے اللہ کے اس قول کے ﴿**سنقرئك فلا تنسى**﴾ جب کہ ہم کہیں لا نافیہ ہے جیسا کہ مشہور اور قول اکثر کا ہے اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ جب اللہ آپ کو پڑھا دے گا تو آپ نہیں بھولیں گے جو آپ کو اللہ نے پڑھایا اور جبریل علیہ السلام کا دور کرنا بھی منجملہ پڑھانے کے ہے یا مراد یہ ہے کہ منفی ساتھ قول اللہ کے ﴿**فلا تنسى**﴾ وہ بھولنا ہے جس کے بعد بھولی چیز یاد نہ آئے نہ وہ بھولنا کہ اس کے بعد اسی وقت بھولی چیز یاد آ جائے یہاں تک کہ اگر فرض کیا جائے کہ آپ کوئی چیز بھول گئے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت آپ کو یاد دلا دیتا تھا اور باقی فوائد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بدء الوحی میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

٤٦١٤ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ

۴۶۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام ہر سال حضرت ﷺ کے سامنے ایک بار قرآن پڑھا کرتے

هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ.

تھے سو جس سال آپ ﷺ کی روح قبض ہوئی اس سال جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے سامنے دو بار قرآن پڑھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے تھے سو جس سال آپ کی روح قبض ہوئی اس سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

فائدہ: کان یعرض مجہول صیغہ ہے اور بعض نسخوں میں معلوم کے صیغہ کے ساتھ ہے اور اس کا فاعل جبریل علیہ السلام ہے تصریح کی ہے ساتھ اس کے اسرائیل نے اپنی روایت میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ تھے جبریل علیہ السلام پڑھتے قرآن کو سامنے حضرت ﷺ کے ہر رمضان میں اور طرف اسی روایت کے اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں اور پہلے گزر چکی ہے حکمت بیچ دو بار دور کرنے کے اخیر سال میں اور احتمال ہے کہ ہو راز بیچ اس کے کہ پہلے سال کے رمضان میں دور نہ واقع ہوا تھا اس واسطے کہ رمضان میں قرآن کا اترنا شروع ہوا پھر وحی بند ہوئی پھر بدستور جاری ہوئی تو واقع ہوا دور اخیر سال میں دو بار تا کہ سالوں اور دوروں کی گنتی برابر ہو اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اخیر سال میں بیس دن اعتکاف کیا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے رمضان کے بیس دن اعتکاف کیا اور یہ مناسب ہے واسطے فعل جبریل علیہ السلام کے کہ اس نے ہر سال میں قرآن کا دو بار دور کیا اور احتمال ہے کہ ہو سبب اس کا جو پہلے گزرا ہے اعتکاف میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے سو ایک سال حضرت ﷺ نے سفر کیا اور اعتکاف نہ کیا تو آئندہ سال میں بیس دن اعتکاف کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ اس سفر میں کہ رمضان کے مہینے واقع ہوا ہو اور نویں سال رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور حالانکہ حضرت ﷺ جنگ تبوک میں تھے اور یہ برخلاف اس قصے کے ہیں جو گزر چکا ہے کتاب الصیام میں کہ حضرت ﷺ نے پچھلی دس راتوں کے ابتدا میں اعتکاف شروع کیا پھر جب آپ نے دیکھا کہ آپ کی بیویوں نے خیمے گاڑے تو اعتکاف کو چھوڑ دیا پھر شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا اور احتمال ہے کہ قصہ ایک ہو اور احتمال ہے کہ جو قصہ کہ باب کی حدیث میں ہے یہی ہو جس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور اصل اس کا بخاری میں ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تھے حضرت ﷺ اعتکاف کرتے بیچ کی دس راتوں میں پھر جب اکیسواں دن آتا تو اعتکاف سے پھرتے سو ایک مہینہ حضرت ﷺ نے اعتکاف کیا بیچ کی دس راتوں میں پھر جب اکیسواں دن ہوا تو اعتکاف کی جگہ سے باہر نہ آئے بلکہ اسی میں ٹھہرے رہے اور فرمایا کہ میں بیچ کے دس دن اعتکاف کیا کرتا تھا پھر میرے واسطے ظاہر ہوا کہ اخیر کے دس دنوں میں اعتکاف کروں سو آپ نے پچھلے دس دنوں میں اعتکاف کیا سو ہوگی مراد بیس دنوں سے دس بیچ کے اور دس اخیر کے۔ (فتح)

بَابُ الْقُرَّآءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں قاریوں کے حضرت ﷺ کے اصحاب سے۔

فائدہ: یعنی جو مشہور ہوئے ساتھ یاد کرنے قرآن کے اور در پے ہونے کے واسطے تعلیم اس کی کے اور سلف کی عرف میں اس شخص کو بھی قاری بولا جاتا ہے جو قرآن میں بوجہ حاصل کرے۔

٤٦١٥ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

۴۶۱۵۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یاد کیا سو کہا کہ میں ہمیشہ اس سے محبت رکھتا ہوں میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ سیکھو قرآن کو چار شخصوں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور سالم رضی اللہ عنہ سے اور معاذ رضی اللہ عنہ سے اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور معاذ رضی اللہ عنہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں اور پہلے دو مہاجرین میں سے ہیں اور پچھلے دو انصار میں سے اور مستفاد ہوتی ہے اس سے محبت رکھنی اس شخص سے کہ ہو ماہر قرآن میں اور یہ کہ پہلے ذکر کرنا ایک مرد کا اس کے غیر سے ایک کام میں کہ اس میں اس کا غیر اس کو شریک ہو دلالت کرتا ہے اوپر متقدم ہونے اس کے کی بیچ اس کے اور باقی شرح اس کی پہلے گزر چکی ہے۔ کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے خبر دینے کا ساتھ اس چیز کے کہ ہو بعد آپ کے یعنی یہ چاروں باقی رہیں گے یہاں تک کہ اکیلے ہوں گے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں اکیلے ہوئے وہ ساتھ اس کے بلکہ جن لوگوں نے مہارت پیدا کی بیچ تجوید وقرأت کے بعد زمانے حضرت ﷺ کے وہ کئی گنا زیادہ ہیں ان چاروں سے جو مذکور ہوئے اور البتہ شہید ہوا سالم رضی اللہ عنہ غلام آزاد ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بعد حضرت ﷺ کے یمامہ کی لڑائی میں جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی اور فوت ہوئے معاذ رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور فوت ہوئے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیچ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور پیچھے رہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ختم ہوئی ان کی طرف ریاست قرأت کی اور ان کے بعد بہت زمانہ جیتے رہے سو ظاہر یہ ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ سیکھنے کے ان سے اس وقت میں کہ صادر ہوا یہ قول بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ نہ ہو کوئی اس وقت میں جو شریک ہو ان کو بیچ ضبط کرنے قرآن کے بلکہ اصحاب کی ایک جماعت کو ان کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ یاد تھا اور غزوہ بئر معونہ میں پہلے گزر چکا ہے کہ جو وہاں اصحاب مارے گئے ان کو قاری کہا جاتا تھا وہ ستر مرد تھے۔

٤٦١٦ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِيْنَ سُوْرَةً وَّاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيْقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُوْلُوْنَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ.

۴۶۱۶۔ حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا سو کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں سیکھیں اور قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو معلوم ہے کہ میں ان میں اللہ کی کتاب کو زیادہ تر جانتا ہوں اور میں ان میں بہتر نہیں ہوں فضیلت میں، کہا شقیق رحمہ اللہ نے سو میں حلقے میں بیٹھا سنتا جو لوگ کہتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول میں سو میں نے نہیں سنا کسی رد کرنے والے کو کہ اس کے سوائے اور کچھ کہتا ہوں۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں سیکھیں تو ایک روایت میں ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب یہ مذکور ہے کہ جب حکم کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ بدل ڈالنے قرآنوں کے تو یہ بات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بری معلوم ہوئی سو کہا کہ میں چھوڑ دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ اور ایک روایت میں ہے کہا کہ میں اپنے قرآن کی خیانت کرنے والا ہوں سو جس سے ہو سکے کہ اپنے قرآن میں خیانت کرے تو چاہیے کہ کرے اور ابو میسرہ سے روایت ہے کہ میں صبح کو گیا تو اچانک میں نے اشعری اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے قرآن کو نہیں چھوڑوں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھایا اور یہ جو کہا کہ میں ان میں کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہوں تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو میں اس کی طرف کوچ کرتا اور یہ حدیث نہیں نفی کرتی اثبات مساوات کو اس واسطے کہ اس نے نفی اعلمیت کی کی ہے اور نہیں نفی کی مساوات کی اور یہ جو کہا کہ میں ان میں بہتر نہیں ہوں تو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ زیادتی بیچ ایک صفت کی فضیلت کی صفتوں میں سے نہیں تقاضا کرتی ہے فضیلت مطلق کو پس قرآن کو زیادہ جاننا نہیں مستلزم ہے مطلق زیادہ تر جاننے کو بلکہ احتمال ہے کہ اس کے سوائے اور کوئی اس سے زیادہ عالم ہو اور علموں میں اسی واسطے کہا کہ میں ان میں بہتر نہیں ہوں اور یہ جو کہا کہ میں نے نہیں سنا کسی رد کرنے والے کو کہ اس کے سوائے کچھ کہتا ہو یعنی نہیں سنا میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کسی مخالف سے کہ اس کے سوائے اور کچھ کہے یا مراد وہ شخص ہے کہ اس کے اس قول کو رد کرے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت مسلم کے کہ کہا شقیق رحمہ اللہ نے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حلقے میں بیٹھا سو میں نے نہیں سنا کہ کسی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو رد کیا ہو یا عیب کیا ہو اور مراد

اصحاب محمد ﷺ سے فقط وہی اصحاب ہیں جو کوفے میں تھے اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو روایت کی ہے ابن داؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث باب کے اور اس میں ہے کہا زہری نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو بہت اصحاب نے برا جانا اس واسطے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ جن لوگوں نے ان کے اس قول کو برا جانا تھا وہ اور اصحاب تھے سوائے ان کے جن کو شقیق رحمہ اللہ نے کوفے میں دیکھا اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ خیانت کرنے قرآن کے چھپانا اس کا ہے اور پوشیدہ کرنا اس کا تا کہ نہ نکلے سو معدوم ہو اور تھی رائے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی برخلاف رائے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ان کے موافقوں کے اوپر بند کرنے قرآن کے ایک قرأت پر اور چھوڑ دینے اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے یا ان کو ایک قرأت پر اقتصار کرنے سے انکار نہ تھا واسطے اس چیز کے کہ عدم اقتصار میں ہے اختلاف سے بلکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ انہیں کی قرأت معتبر ہو اس کے سوائے اور قرأت معتبر نہ ہو اس واسطے کہ ان کے لیے زیادتی ہے بیچ اس کے جو اس کے غیر کے واسطے نہیں جیسا کہ لیا جاتا ہے یہ ظاہر اس کی کلام سے سو جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات فوت ہوئی اور ان کی رائے میں آیا کہ فقط زید رضی اللہ عنہ کی قرأت پر اقتصار کرنا ترجیح بلا مرجح ہے نزدیک ان کے تو بدستور رہے اپنی قرأت پر علاوہ اس کے ابن ابی داؤد نے باب باندھا ہے باب ہے بیچ بیان راضی ہونے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ فعل عثمان رضی اللہ عنہ لیکن نہیں وارد کی اس نے وہ چیز کہ ترجمہ کے صریح مطابق ہو۔ (فتح)

٤٦١٧ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ.

۴۶۱۷۔ حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم شہر حمص میں تھے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف پڑھی تو ایک مرد نے کہا کہ اس طرح نہیں اتری، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ پر پڑھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے خوب پڑھی اور اس سے شراب کی بو پائی سو کہا کیا تو جمع کرتا ہے یہ کہ قرآن کو جھٹلا دے اور شراب کو پیئے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری تو کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس پر کہ تھی واسطے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ولایت اقامت حد کی بطور نائب ہونے کے امام کی طرف سے یا بطور عموم کے یا بطور خصوص کے اور محمول ہے اس پر کہ اقرار کیا اس مرد نے ساتھ پینے اس کے عذر کے بغیر نہیں تو نہیں واجب ہے حد ساتھ مجرد بو اس کی کے اور اس پر کہ جھٹلانا اس کا قرآن کو تھا ساتھ انکار بعض اس کے بسبب بے علمی کے یعنی اس کو اس

کا علم نہ تھا اس واسطے کہ اگر اس کو حقیقتاً جھٹلاتا تو کافر ہو جاتا کہ اتفاق ہے اس پر کہ جو انکار کرے ایک حرف کو جس پر اجماع ہو چکا ہے قرآن سے تو کافر ہو جاتا ہے انتہی ۔ اور احتمال اول کھرا ہے اور نیز احتمال ہے کہ ہو قول اس کا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری یعنی اس کو حاکم کے پاس لے گئے تو اس نے اس کو حد ماری سو منسوب کیا حد کو طرف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بطور مجاز کے واسطے ہونے ان کے کی سبب بیچ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قائم کی اس پر حد اس واسطے کہ حاکم نے اس کو اس کا اختیار دیا تھا یا انہوں نے دیکھا کہ وہ قائم ہوئے امام کی طرف سے ساتھ واجب کے اور یا اس واسطے کہ وہ اس زمانے میں کوفے کے حاکم تھے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کوفے کے حاکم رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں بھی ، انتہی ۔ اور احتمال دوسرا با وجہ ہے اور اخیر احتمال میں غفلت ہے اس چیز سے کہ حدیث کے اول میں ہے کہ یہ واقعہ حمص میں ہوا اور نہیں حاکم ہوئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس میں جہاد کرنے کے وقت داخل ہوئے تھے اور یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا اور بہر حال جواب دوسرا نووی رحمہ اللہ کا بو سے سو رد کرتی ہے اس کو نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تھے وہ واجب جانتے وجوب حد کو ساتھ مجرد پائی جانے بو کے اور البتہ واقع ہوا ہے مثل اس کی واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے ولید بن عقبہ کے اور واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے پیچھے اس حدیث کے علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اس بات سے انکار کیا کہ اس نے ایک مرد کو مجرد بو کے پانے سے حد ماری جب کہ نہ اقرار کیا اس نے اور نہ اس پر کوئی گواہ گزرا ، کہا قرطبی نے اس حدیث میں حجت ہے اس پر جو منع کرتا ہے واجب ہونے حد کے کو ساتھ مجرد بو کے مانند حنفیوں کے اور حالانکہ قائل ہوئے ہیں ساتھ اس کے امام مالک رحمہ اللہ اور یاران کے اور ایک جماعت اہل حجاز سے ، میں نے کہا اور اس مسئلے میں اختلاف مشہور ہے اور واسطے مانع کے ہے یہ کہ کہے کہ جب احتمال ہے کہ اس نے اقرار کیا ہو تو ساقط ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے اور جب حکایت کیا موفق نے مغنی میں اختلاف کو بیچ واجب ہونے حد کے ساتھ مجرد پانے بو کے تو اختیار کیا اس نے کہ نہ مارا جائے حد ساتھ مجرد بو کے بلکہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی قرینہ ہو جیسے پایا جائے مست یا قے کرتا ہو اس کو اور مانند اس کی ہے کہ پائی جائے ایک جماعت جو مشہور ہوں ساتھ گناہ کرنے کے اور پایا جائے ساتھ ان کے شراب اور ان میں کسی ایک سے شراب کی بو پائی جائے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے بعض سلف سے کہ جو شخص کہ واجب ہوتی ہے اس پر حد ساتھ مجرد بو کے وہ شخص وہ ہے کہ ہو مشہور ساتھ پینے شراب کے اور کہا گیا ہے مثل اس تفصیل کے اس شخص کے حق میں جو شک کرے اور حالانکہ وہ نماز میں ہو کہ کیا اس سے ہوا نکلی یا نہیں سو اگر اس کے ساتھ بو بھی پائی جائے تو دلالت کرے گا یہ اوپر ٹوٹ جانے وضو کے سو وضو کرے اور اگر نماز میں ہو تو چاہیے کہ پھرے اور جو وارد ہوا ہے کہ شک سے وضو نہیں جاتا تو یہ محمول ہے اس پر جب کہ صرف ظن ہو کوئی قرینہ نہ ہو اور اس کی بحث حدود میں آئے گی انشاء

اللہ تعالیٰ اور نووی رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا جواب بھی کھرا ہے لیکن احتمال ہے کہ نہ دیکھتے ہوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ مؤاخذہ ساتھ اس کلام کے کہ صادر ہوتی ہے مست سے نشے کی حالت میں، کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ اس مرد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جھٹلایا ہو اور قرآن کو نہ جھٹلایا ہو اور یہی ظاہر ہوتا ہے اس کے قول سے کہ اس طرح نہیں اتری کہ ظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ثابت کیا اس نے اترنے اس کے کو اور انکار کیا اس کیفیت سے کہ وارد کیا اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور کہا اس مرد نے یہ یا بے علمی سے ہے یا کم یاد رکھنے سے یا نہ ثابت ہونے سے کہ باعث ہوا اس کو اوپر اس کے نشہ اور باقی بحث اس کی کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۶۱۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ مَا أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللهِ تُبَلِّغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.

۴۶۱۸۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں کہ نہیں کوئی سورت کتاب اللہ میں سے مگر کہ میں جانتا ہوں کہ کہاں اتری اور نہیں اتاری گئی کوئی آیت کتاب اللہ میں سے مگر کہ میں جانتا ہوں کہ کس چیز کے حق میں اتری اور اگر میں جانتا کہ کوئی قرآن کو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے جس کے پاس اونٹ پہنچیں تو البتہ میں اس کی طرف سوار ہو جاتا۔

فائدہ: یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ قرآنوں کے جو کیا تو کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے الخ اور یہ جو کہا کہ البتہ میں اس کی طرف سوار ہو کر جاتا تو ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی کو جانتا جس کی طرف مجھ کو اونٹ پہنچا سکیں کہ وہ قریب تر ہے زمانے میں ساتھ دور اخیر کے مجھ سے تو میں تکلیف اٹھا کر اس کے پاس پہنچتا اور شاید کہ احتراز کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ مجھ کو اونٹ اس کی طرف پہنچائیں اس شخص سے جو سواریوں پر اس کے پاس نہ پہنچ سکے یا تو اس واسطے کہ سوار ہوتے تھے وہ دریا میں یعنی قید کی ساتھ خشکی کے یا اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ کوئی آدمی ان سے اس بات میں زیادہ نہیں پس احتراز کیا آسمان کے رہنے والوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے آدمی کے کہ یاد کرے اپنے آپ کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں فضیلت ہے بقدر حاجت کے اور جو اس کی مذمت میں وارد ہوا ہے تو محمول ہے اس شخص کے حق میں کہ واقع ہو یہ اس سے بطور فخر اور خود پسندی کے۔ (فتح)

۴۶۱۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا

۴۶۱۹۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس

هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّأَبُوْ زَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ.

بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس نے سارے قرآن کو زبانی حفظ کیا تھا؟ کہا چار شخصوں نے سب انصار میں سے ہیں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اور ابو زید رضی اللہ عنہ نے، متابعت کی اس کی فضل نے حسین سے اس نے ثمامہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے سعید بن ابی عروبہ کے طریق سے اس نے روایت کی ہے قتادہ رحمہ اللہ سے اس حدیث کے اول میں کہ فخر کیا ایک دوسرے پر دونوں گروہ اوس اور خزرج نے سو اوس نے کہا کہ ہم میں سے چار شخص ہیں ایک وہ شخص ہے جس کے واسطے عرش نے جنبش کیا یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور ایک وہ شخص ہے جس کی گواہی دو گواہوں کے برابر گنی گئی اور وہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک وہ شخص ہے جس کو فرشتوں نے نہلایا اور وہ حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ ہے اور ایک وہ شخص ہے جس کو شہد کی مکھیوں نے کافروں سے بچایا اور وہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے تو خزرج نے کہا کہ ہم میں سے چار شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو جمع کیا یعنی ہر ایک کو سارا قرآن زبانی یاد تھا ان کے سوائے اوروں کو یاد نہ تھا اور ابو زید انس کا چچا ہے اور اس کا نام قیس ہے اور جائز رکھا ہے میں نے مناقب میں کہ نہ ہو واسطے قول انس رضی اللہ عنہ کے اربعہ مفہوم میں لیکن روایت سعید کی جس کو میں نے اب ذکر کیا ہے صریح ہے حصر میں یعنی ان چاروں کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن یاد نہ تھا اور باوجود اس کے احتمال ہے کہ مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہو کہ ان کے سوا اور لوگوں کو یاد نہ تھا یعنی قبیلہ اوس میں سے ساتھ قرینے مفاخرہ مذکورہ کے کہ ایک نے دوسرے پر فخر کیا اور نہیں مراد ہے انس رضی اللہ عنہ کی نفی کرنی اس کی مہاجرین سے یعنی انس رضی اللہ عنہ کی یہ مراد نہیں کہ مہاجرین میں بھی قرآن کا کوئی حافظ نہیں تھا اور قاضی ابو بکر باقلانی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے کئی جواب دیئے ہیں اول یہ کہ نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے سو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن حفظ نہ ہو، دوم یہ کہ مراد یہ ہے کہ نہیں جمع کیا اس کو کسی نے اوپر تمام وجہوں اور قرأتوں کے جن کے ساتھ قرآن اترا مگر انہیں چار شخصوں نے، سوم یہ کہ نہیں جمع کیا اس چیز کو کہ منسوخ ہوئی اس سے بعد تلاوت کے اور جو منسوخ نہیں ہوئے مگر انہیں چاروں نے اور یہ دوسرے جواب کے قریب ہے، چہارم یہ کہ مراد ساتھ جمع کرنے اس کے سیکھنا اس کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے بغیر واسطہ کے برخلاف غیر ان کے کی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض قرآن واسطے سے سیکھا گیا ہو، پنجم یہ کہ درپے ہوئے وہ واسطے سکھلانے اس کے کی اور تعلیم اس کی کے پس مشہور ہوئے ساتھ اس کے اور پوشیدہ رہا

حال غیر ان کے کا اس شخص سے کہ پہچانے حال ان کے کو پس حصر کیا اس نے اس کو بیچ ان کے موافق علم اپنے کے اور حالانکہ در حقیقت اس طرح نہیں یا سبب بیچ چھپانے ان کے کی یہ ہے کہ ڈر سے وہ آفت ریا اور خود پسندی کے سے اور نڈر ہوئے اس سے جنہوں نے اس کو ظاہر کیا۔ چھٹی یہ کہ مراد ساتھ جمع کے لکھنا ہے تو اس سے اس کی نفی نہیں آتی کہ ان کے سوائے اور لوگوں کو زبانی یاد ہو۔ ساتویں یہ کہ مراد یہ ہو کہ نہیں تصریح کی ہے کسی نے کامل کیا ہے اس نے حفظ اس کے کو بیچ زمانے حضرت ﷺ مگر انہیں چار شخصوں نے برخلاف غیر ان کے کہ نہیں تصریح کی کسی نے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں حفظ کیا اس کو کسی نے مگر نزدیک وفات حضرت ﷺ کے اور ان میں سے اکثر احتمالوں میں تکلف ہے اور اشارہ کیا ہے میں نے اس سے پہلے طرف اور احتمال کے اور وہ یہ ہے کہ مراد ثابت کرنا اس کا ہے واسطے خزرج کے فقط سوائے اوس کے تو نہیں نفی آتی اس سے ان لوگوں کی جو ان دونوں قبیلوں کے سوائے ہیں مہاجرین سے اور جو ان کے بعد پیدا ہوئے اور جو ظاہر ہوتا ہے بہت حدیثوں سے یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے زمانے میں سارا قرآن زبانی یاد تھا اور اسی طرح پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن زبانی حفظ تھا موافق ترتیب نزول کے اور اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی سارا قرآن یاد تھا روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اگلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن زبانی حفظ تھا اور یہ سب مہاجرین میں سے ہیں اور ذکر کیا ہے ابو عبید نے قاریوں کو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے سو گنا اس نے مہاجرین میں سے چاروں خلیفوں کو اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو اور سعید کو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اور سالم رضی اللہ عنہ کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو اور عبادلہ کو اور عورتوں میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو لیکن ان میں بعض نے اس کو حضرت ﷺ کے بعد کامل کیا ہے پس نہ وارد ہوگا یہ اس حصر پر جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اور نیز گنا ہے ابن ابی داؤد نے مہاجرین میں سے تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کو اور عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور انصار میں سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو جس کی کنیت ابو حلیمہ ہے اور مجمع بن حارثہ کو اور فضالہ بن عبید کو اور مسلمہ بن مخلد وغیرہ کو اور تصریح کی ہے کہ بعض نے اس کو حضرت ﷺ کے بعد حفظ کیا ہے اور اسی طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن یاد تھا اور اسی طرح عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو بھی سارا قرآن یاد تھا۔ (فتح)

٤٦٢٠ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْاٰنَ

۴۶۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ چار شخصوں کے سوا کسی نے سارے قرآن کو زبانی یاد نہ کیا تھا یعنی سوائے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور ابو

غَيْرُ أَرْبَعَةٍ أَبُو الدَّرْدَآءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْ زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ

زید رضی اللہ عنہ کے ، کہا انس رضی اللہ عنہ نے اور ہم اس کے وارث ہوئے یعنی ابو زید رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلی حدیث کو دو وجہ سے مخالف ہے ایک تصریح ہے ساتھ صیغہ حصر کے چار میں دوسرے یہ کہ اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بدلے ابو درداء رضی اللہ عنہ واقع ہوا ہے سو پہلی مخالفت کا جواب تو کئی وجہ سے گزر چکا ہے کہا مازری نے کہ نہیں آتا قول انس رضی اللہ عنہ کے سے کہ ان چاروں کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن یاد نہ تھا کہ نفس الامر میں اسی طرح واقع ہوا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ ان کے سوا کسی نے اس کو یاد کیا ہو نہیں تو کس طرح ممکن ہے احاطہ کرنا ساتھ اس کے باوجود بہت ہونے اصحاب کے اور پھیل جانے ان کے شہروں میں اور یہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ ان میں ہر ہر ایک کو الگ الگ ملا ہو اور اس نے اس کو اپنے حال سے خبر دی ہو کہ نہیں کامل ہوا واسطے اس کے یاد کرنا سارے قرآن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور یہ عادت میں نہایت بعید ہے اور جب ہوا مرجع اس کا اس کے علم کی طرف تو نہ لازم آیا کہ واقع میں بھی اسی طرح ہو کہا اس نے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس قول انس رضی اللہ عنہ کے ملحدوں کی ایک جماعت نے اور نہیں ہے سند واسطے ان کے بیچ اس کے اس واسطے کہ ہم نہیں مانتے کہ وہ ظاہر پر محمول ہے ہم نے مانا لیکن کہاں سے ثابت ہو سکتا ہے واسطے ان کے یہ کہ حقیقت میں بھی اسی طرح ہو ہم نے مانا کہ جم غفیر میں سے ہر ایک کو سارا قرآن یاد نہ تھا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کل جم غفیر کو سارا قرآن یاد نہ ہو اور نہیں شرط تواتر کی یہ کہ ہر فرد کو سارا قرآن یاد ہو بلکہ جب کل کو کل قرآن یاد ہو اگرچہ بطور منقسم ہونے کے ہو تو کافی ہے اور استدلال کیا ہے اس پر قرطبی نے ساتھ بعض اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ جنگ یمامہ کے دن ستر قاری مارے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بئر معونہ میں اسی قدر مارے گئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے انس رضی اللہ عنہ نے ان چاروں کو ساتھ ذکر کے واسطے سخت ہونے تعلق کے ساتھ ان کے یا اس واسطے کہ وہی اس کے ذہن میں تھے سوائے غیر ان کے کی اور لیکن دوسری وجہ مخالفت کی سو کہا اسماعیلی نے کہ یہ دونوں حدیثیں آپس میں مخالف ہیں اور نہیں جائز کہ ہوں صحیح میں باوجود مخالف ہونے ان کے کی اور جزم کیا ہے بیہقی نے کہ ذکر ابو درداء رضی اللہ عنہ کا اس حدیث میں وہم ہے اور ٹھیک اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ہے لیکن نہیں برابر ہے یہ حدیث قتادہ رحمہ اللہ کی حدیث کو جو اس سے پہلے ہے اور ترجیح دیتی ہے قتادہ رحمہ اللہ کی روایت کو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی بیچ ذکر اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اور وہ خاتمہ ہے باب کی حدیثوں کا اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ روایت کرنے کے طرف اس بات کے واسطے تصریح کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ترجیح دینے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قرأت میں اس کے غیر پر اور احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث دو بار دو وقتوں میں بیان کی ہو ایک بار اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہو اور ایک بار اس کے بدلے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہو اور کہا کرمانی نے شاید سامع اس کا اعتقاد کرتا تھا کہ ان چاروں نے قرآن کو یاد نہیں کیا اور ابو درداء رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں

سے تھے جو قرآن کے حافظ تھے تو کہا انس رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے رد کرنے کے اوپر اس کے اور لائے ساتھ صیغے حصر کے واسطے ادعا اور مبالغہ کے اور نہیں لازم آتی اس سے نفی غیر ان کے سے بطور حقیقت کے اور یہ جو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ہم اس کے وارث ہوئے یعنی جب کہ وہ مر گیا اس واسطے کہ اس کی اولاد نہ تھی۔ (فتح)

٤٦٢١ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحَنِ أُبَيٍّ وَأُبَيٌّ يَقُوْلُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾.

۴۶۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ ہم سب میں زیادہ تر حکم کرنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں اور زیادہ تر قاری قرآن کے ہم میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ ہم چھوڑتے ہیں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قول سے اور اُبی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سیکھا ہے سو میں اس کو کسی چیز کے واسطے نہیں چھوڑوں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو منسوخ کرتے ہیں ہم آیتوں سے یا بھلاتے ہیں اس کو تو لاتے ہیں بہتر اس سے یا مانند اس کے۔

فائدہ: اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جو چیز قرآن کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سیکھی تھی اس کو چھوڑتے نہیں تھے اگرچہ کوئی غیر ان کو خبر دیتا کہ اس کی تلاوت منسوخ ہوئی اس واسطے کہ جب اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا تو حاصل ہوا اس کو یقین ساتھ اس کے سو نہ دور ہوگا وہ اس سے ساتھ خبر دینے کسی غیر کے کہ منسوخ ہوئی تلاوت اس کی اور البتہ استدلال کیا اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساتھ آیت کے جو دلالت کرتی ہے اوپر نسخ کے اور یہ زیادہ تر ظاہر دلیل ہے اوپر اس کے اور باقی شرح اس کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

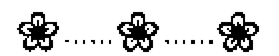
اَلْحَمدُ لِلّٰہ کہ صحیح بخاری کے بیسویں پارے کا ترجمہ تمام ہوا وما توفیقی الا باللّٰہ.

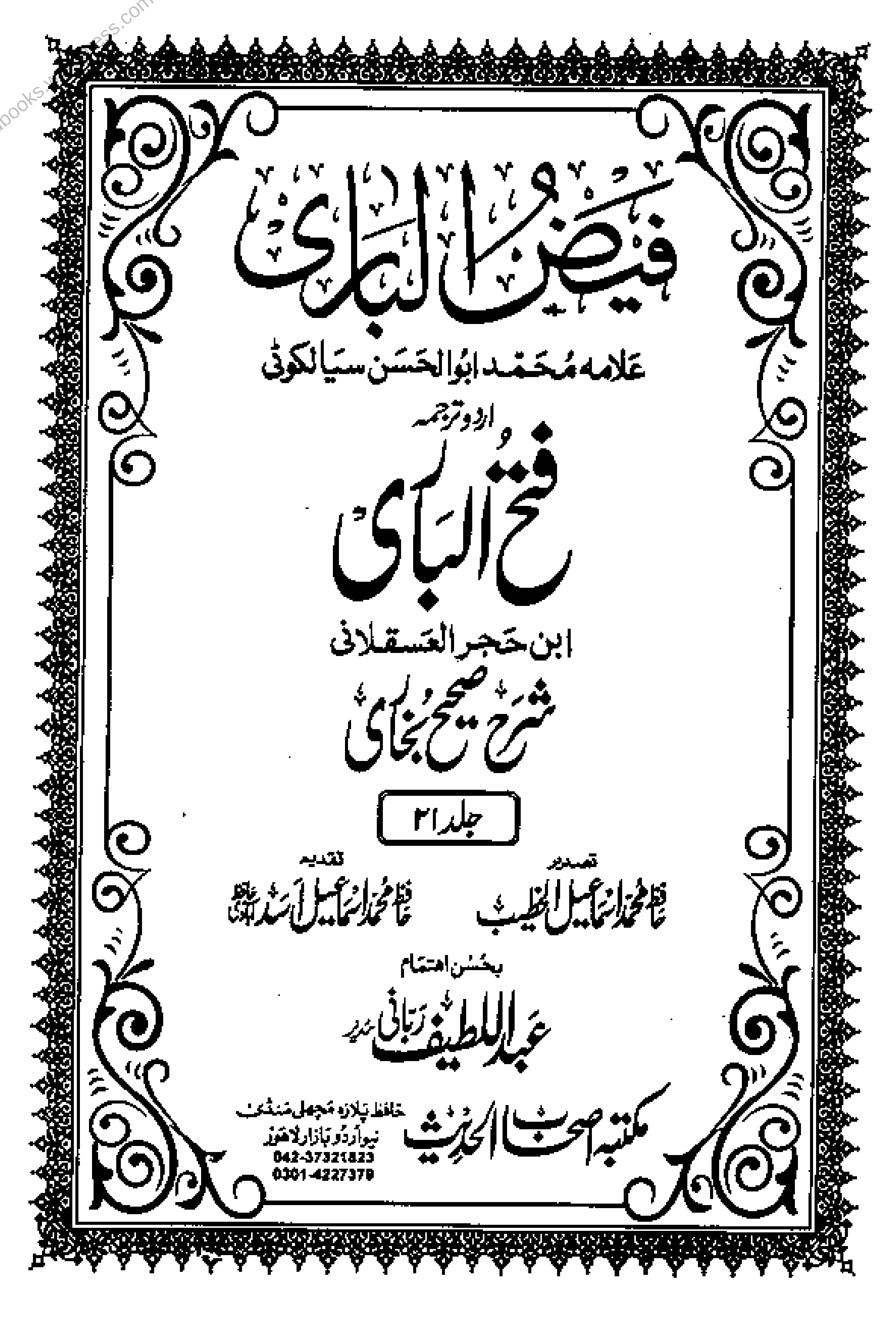
❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

فضائل القرآن





فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۱

تصدیر: حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم: حافظ محمد اسماعیل اسد

بحسن اہتمام

عبداللطیف ربانی

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الْوَاحِدِ وَعِشْرِيْنَ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِاِنْتِهَائِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِاِبْتِدَائِهٖ.

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۴۶۲۲ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ.

باب ہے سورۂ فاتحہ کی فضیلت میں۔

۴۶۲۲۔ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے خبیب نے حفص بن عاصم سے اس نے روایت کی سعید بن معلی سے اس نے کہا کہ میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا میں نے آپ کو جواب نہ دیا یعنی اور جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے کہا یا حضرت! میں نماز پڑھتا تھا یعنی اس واسطے میں نے آپ کو جواب نہیں دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ حکم قبول کرو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کیا میں تجھ کو ایک سورت نہ سکھلاؤں جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے پہلے اس سے کہ تو مسجد سے نکلے پھر حضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر جب ہم نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ الحمد ہے جس کا نام سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بڑی ہونے کے بڑا ہونا قدر ثواب کا ہے جو حاصل ہوتا ہے اس کے پڑھنے پر اگرچہ اس کے

سوا اور سورتیں اس سے زیادہ تر دراز ہیں اور یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ شامل ہے اس کو فاتحہ معتون سے جو اس کے واسطے مناسب ہیں اور باقی شرح اس کی پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

۴۶۲۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيْرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فَجَآءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيْمٌ وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَّا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِيْنَ شَاةً وَّسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِيْ قَالَ لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا لَا تُحْدِثُوْا شَيْئًا حَتّٰى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا كَانَ يُدْرِيْهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ بِهٰذَا.

۴۶۲۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے سو ہم اترے سو ایک لونڈی آئی تو اس نے کہا کہ اس قوم کا سردا کاٹا گیا یعنی اس کو سانپ نے کاٹا اور ہمارے مرد موجود نہیں کہ اس کا علاج کریں سو کیا تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے تو ایک مرد اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور ہم اس کو منتر پڑھنے کی تہمت نہ دیتے تھے یعنی ہم جانتے تھے کہ اس کو منتر نہیں آتا سو اس نے اس کو جھاڑ پھونک کیا اور وہ اچھا ہو گیا تو اس نے اس کے واسطے تیس بکریوں کے دینے کا حکم دیا یعنی اس کو تیس بکریاں دی گئیں اور اس نے ہم کو دودھ پلایا پھر جب وہ پھرا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو منتر خوب جانتا تھا یا کہا کیا جھاڑ پھونک جانتا تھا اس نے کہا نہیں اور نہیں جھاڑ پھونک کی میں نے مگر سورۂ فاتحہ سے ہم نے کہا کوئی نئی چیز نہ نکالو یعنی اس اجرت کی اباحت اور کراہت میں یہاں تک کہ ہم پہنچیں یا حضرت ﷺ سے پوچھیں پھر جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کیا معلوم تھا کہ وہ منتر کیا ہے بکریوں کو آپس میں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی نکالو، کہا ابو معمر نے حدیث بیان کی ہم سے عبدالوارث نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد نے الخ یعنی سماع ہشام کا محمد سے اور محمد کا معبد سے ثابت ہے جو پہلی سند میں مذکور نہ تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اجارہ میں گزر چکی ہے اور اس کی دلالت ظاہر ہے اوپر فضیلت فاتحہ کے کہا قرطبی نے کہ

خاص کی گئی فاتحہ ساتھ اس کے کہ وہ مبدء قرآن کا اور حاوی ہے اس کے سارے علموں کو واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر تعریف اللہ کے اور اقرار کے ساتھ بندگی اس کی کے اور اخلاص کے واسطے اس کے اور سوال کرنے ہدایت کے اس سے اور اشارہ کی طرف اعتراف کے ساتھ عجز کے قائم ہونے سے ساتھ نعمتوں اس کی کے اور طرف حال معاد کے اور بیان عاقبت محنت کرنے والوں کے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ سب جھاڑ پھونک کی جگہ ہے اور ذکر کیا ہے ذیابی نے کہ بسم اللہ قرآن کی سب سورتوں سے افضل ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حدیث آیۃ الکرسی کے اور وہ صحیح ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ.

باب ہے سورۂ بقرہ کی فضیلت کے بیان میں۔

٤٦٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ.

۴۶۲۴۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو آیتوں کو پڑھے۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے بخاری نے اس قدر پر متن سے پھر پھیرا سند کو طرف طریق منصور کے ابراہیم سے ساتھ سند مذکور کے اور کامل کیا متن کو سو کہا کہ جو شخص کہ پڑھے دو آیتیں سورہ بقرہ کے اخیر سے رات کو تو اس کو کفایت کرتی ہیں اور روایت کیا ہے احمد نے حجاج بن محمد سے اس روایت کی ہے شعبہ سے سو کہا اس نے سورۂ بقرہ سے اور نہیں کہا اس نے لفظ آخر کا اور شاید یہی راز ہے بیچ تحویل سند کے تاکہ بیان کرے اس کو اوپر لفظ منصور کے۔

وَحَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رات کو سورۂ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں پڑھے یعنی آمن الرسول سے آخر تک تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

فائدہ: امن الرسول سے مصیر تک پہلی آیت ہے اور مصیر سے اخیر سورۂ تک دوسری آیت ہے اور لیکن ما اکتسبت سو نہیں سر آیت کا ساتھ اتفاق شمار کرنے والوں کے اور علی بن سعید نے ثواب قرآن میں روایت کی ہے کہ بے شک اللہ نے ایک کتاب لکھی ہے اس سے دو آیتیں اتاریں کہ ان کے ساتھ سورۂ بقرہ کو ختم کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کو پڑھو اور اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو سکھاؤ اس واسطے کہ وہ دونوں قرآن ہیں اور نماز ہیں اور دعا ہیں اور یہ جو کہا کہ اس کو کفایت کرتی ہیں یعنی کفایت کرتی ہیں اس کو قیام لیل سے ساتھ قرآن کے اور کہا

بعض نے کہ کفایت کرتی ہیں اس کو مطلق قرآن کے پڑھنے سے برابر ہے کہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور کہا بعض نے کہ کفایت کرتی ہیں اس کو اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اعتقاد کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں دونوں اوپر اس کے ایمان سے اور عملوں سے بطور اجمال کے اور کہا بعض نے کہ کفایت کرتی ہیں اس کو ہر بدی سے اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتی ہیں شیطان کی بدی سے اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتی ہیں اس کو بدی آدمیوں اور جنوں کی سے اور شاید خاص کی گئیں وہ دونوں ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہیں دونوں اوپر اس کے اصحاب کی تعریف سے ساتھ خوب فرمانبردار ہونے ان کی کے واسطے اللہ کے اور رجوع کرنے ان کے کی طرف اس کی اور جو حاصل ہوا واسطے ان کے اجابت سے طرف مطلوب ان کے کی اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتی ہیں اس کو سب آفتوں سے اور جائز ہے کہ سب معنی مراد ہوں اور پہلی وجہ صریح وارد ہو چکی ہے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خاتمہ سورۂ بقرہ کا پڑھے کفایت کرتا ہے اس کو قیام رات کے سے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی اور دو آیتوں کو اس سے اتارا کہ ان کے ساتھ سورۂ بقرہ کو ختم کیا جس گھر میں تین راتیں پڑھی جائیں اس گھر میں شیطان نہیں گھستا روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور نیز حاکم نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے جن کو پکڑا تو اس نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی رات کو سورۂ بقرہ کا خاتمہ پڑھے تو اس رات کوئی جن اس کے گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَّ الْحَدِيْثَ فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَّزَالَ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقہ عید الفطر کی نگہبانی پر تعین کیا سو کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور دونوں ہاتھ بھر بھر کے اناج لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پکڑ کر لے چلوں گا پھر بیان کی حدیث سو کہا کہ جب تو اپنے بچھونے پر ٹھکانہ پکڑا کرے تو آیۃ الکرسی کو پڑھ لیا کر ہمیشہ اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے نزدیک نہیں آئے گا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس بات میں تجھ سے سچ بولا اور وہ بڑا جھوٹا ہے یہ شیطان ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس نے تجھ سے سچ کہا اور وہ بڑا جھوٹا ہے تو یہ تتمیم بلیغ ہے اس واسطے کہ جب وہم پیدا ہوا وصف

کرنے اس کے سے ساتھ سچ بولنے کے بیچ قول اپنے کے کہ اس نے تجھ سے کہا تو استدراک کیا نفی صدق کو اس سے ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور معنی یہ ہیں کہ اس نے تجھ سے اس بات میں سچ بولا باوجود اس کے کہ اس کی عادت ہمیشہ جھوٹ بولنا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ شیطان ہے تو واقع ہوا ہے وکالت میں بیچ اس جگہ کے ذاک الشیطان ساتھ لام کے اور لام اس میں واسطے جنس کے ہے یا عہد ذہنی ہے اس واسطے کہ وارد ہوا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے شیطان ہے جو اس کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے یا لام بدل ہے ضمیر سے گویا کہ کہا کہ یہ تیرا شیطان ہے یا مراد وہ شیطان جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ تیرے پاس شیطان نہیں آئے گا اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا کہ تیرے نزدیک شیطان نہیں آئے گا مطلق ہے شائع ہے اس کے جنس میں اور دوسرا ایک فرد ہے اس جنس کے افراد میں سے اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو کہ نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ باز رہے حضرت ﷺ شیطان کے پکڑنے سے بسبب دعا سلیمان علیہ السلام کے کہ انہوں نے کہا کہ الٰہی! دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ایسی کسی کو نہ ملے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تابع کیا واسطے اس کے ہوا کو پھر فرمایا اور جنوں کو اور باب کی حدیث میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑا جس کو دیکھا اور چاہا کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑ کر لے جائے اور جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد وہ شیطان ہے جس کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا اور وہ سردار ہے سب شیطانوں کا کہ لازم آتا ہے اس کے قابو کرنے سے قابو کرنا سب شیطانوں کا تو مشابہ ہوگا یہ اس وقت اس چیز کو کہ حاصل ہوئی واسطے سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونے شیطانوں کے سے اور باندھنے ان کے سے اور مراد ساتھ شیطان کے باب کی حدیث میں یا خاص شیطان اس کا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ مقرر ہے اور یا کوئی اور ہے اس واسطے کہ اس کے قابو کرنے سے اور شیطانوں کا قابو ہونا لازم نہیں آتا یا جس شیطان کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا ظاہر ہوا تھا وہ واسطے آپ کے اپنی اصلی صورت میں جس پر پیدا ہوا اور اسی طرح سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں تھے اپنی اصلی صورت پر اور بہر حال جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے ظاہر ہوا تھا تو وہ آدمیوں کی صورت میں ظاہر ہوا تھا تو اس کے پکڑنے میں سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کی مشابہت نہ تھی اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ.

باب ہے سورۂ کہف کی فضیلت کے بیان میں۔

٤٦٢٥ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَإِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ

۴۶۲۵۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے پاس گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا تو اس کو ایک بدلی نے ڈھانک لیا تو وہ آہستہ آہستہ قریب ہونے لگی اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا تو اس نے صبح کو یہ حال حضرت ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ

وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ.

سکینت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب سے اتری۔

فائدہ: اور بہت جگہ وارد ہوا ہے لفظ سکینہ کا قرآن اور حدیث میں سے روایت کی ہے طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ایک ہوا ہے کہ اس کے واسطے منہ ہے مانند منہ آدمی کے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے دو سر بھی ہیں اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کا سر بلی کے سر کی مانند ہے اور ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی آنکھ کے واسطے روشنی ہے اور سدی سے روایت ہے کہ یہ ایک طشت ہے سونے کا بہشت میں کہ اس میں پیغمبروں کے دل دھوئے جاتے ہیں اور ابو مالک سے روایت ہے کہ وہ طشت وہی ہے کہ ڈالا اس میں موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں اور توراۃ اور عصا کو اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کی روح ہے اور ضحاک سے روایت ہے کہ وہ رحمت ہے اور اسی سے روایت ہے کہ وہ اطمینان دل کا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے طبری نے اور بعض نے کہا کہ وہ طمانیت ہے اور بعض نے کہا کہ وہ وقار ہے اور بعض نے کہا کہ وہ فرشتے ہیں ذکر کیا ہے اس کو صنعانی نے اور ظاہر ہے کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے ان سب معنوں پر جو معنی جس جگہ کے مناسب ہوگا اس پر محمول کیا جائے گا اور مناسب ساتھ حدیث باب کے پہلے معنی ہیں اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فانزل الله سكينته عليه﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿هو الذى انزل السكينة فى قلوب المؤمنين﴾ سو احتمال رکھتا ہے پہلے معنی کا اور احتمال رکھتا ہے قول وہب اور ضحاک کے کا اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا فیہ سکینۃ من ربکم سو احتمال ہے کہ سدی اور ابو مالک کے معنی اس میں مراد ہوں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مختار یہ ہے کہ وہ ایک چیز ہے مخلوقات میں سے اس میں طمانیت اور رحمت ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد سورۂ کہف پڑھتا تھا تو بعض نے کہا کہ وہ اُسید بن حضیر صحابی ہے چنانچہ خود اس کی حدیث تین باب کے بعد آئے گی لیکن اس میں ہے کہ وہ سورۂ بقرہ پڑھتا تھا اور اس میں ہے کہ سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کا ظاہر تعدد ہے یعنی دو واقعہ کا ذکر ہے اور اسی طرح ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی واقع ہوا ہے اور روایت کی ہے ابو داؤد نے طریق مرسل سے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا ثابت بن قیس کو کہ آج رات کو اس کا گھر چراغوں سے روشن رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید اس نے سورۂ بقرہ پڑھی ہوگی پھر اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے سورۂ بقرہ پڑھی تھی اور احتمال ہے کہ اس نے دونوں سورتیں پڑھیں ہوں یا کچھ سورۂ بقرہ سے پڑھا ہو اور کچھ سورۂ کہف سے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ.

باب ہے سورۂ فتح کی فضیلت میں۔

٤٦٢٦ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۶۲۶۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار

مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ حَتّٰى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ أَنْ يَّنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِيْ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾.

حضرت ﷺ اپنے بعض سفر میں رات کو چلے جاتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کچھ پوچھا حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا پھر آپ ﷺ سے پوچھا پھر بھی آپ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا پھر پوچھا پھر بھی حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے یعنی اپنے آپ کو بد دعا دی تو نے تین بار حضرت ﷺ کا پیچھا کیا حضرت ﷺ نے تجھ کو کسی بار جواب نہیں دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے اپنا اونٹ چھیڑا یہاں تک کہ لوگوں کے آگے بڑھا اور میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترے سو مجھ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے پکارنے والے کو سنا پکارتا ہے یعنی مجھ کو سو میں نے کہا البتہ میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترا ہو کہا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ آج رات کو مجھ پر ایسی سورت اتری کہ میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے پھر حضرت ﷺ نے ﴿انا فتحنا﴾ کی سورت پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ فتح کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ فَضْلِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ.

باب ہے سورۂ قل ھو اللہ احد کی فضیلت کے بیان میں۔

٤٦٢٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ

۴۶۲۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کو سنا کہ سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اس حال میں کہ بار بار اس کو دوہراتا ہے سو جب اس نے صبح کی تو حضرت ﷺ کے پاس آیا اور یہ حال آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ جیسے وہ مرد اعتقاد کرتا تھا کہ وہ کم ہے یعنی اس نے گمان کیا کہ اس کے اس عمل میں ثواب بہت کم ہے تو حضرت ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَزَادَ أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ أَخْبَرَنِیْ أَخِیْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى الرَّجُلُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ.

نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بے شک قل ھو اللہ احد قرآن کے تہائی کے برابر ہے اور زیادہ کیا ہے ابو معمر نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے اسماعیل نے مالک بن انس سے اس نے روایت کی عبدالرحمن بن عبداللہ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا خبر دی مجھ کو میرے بھائی قتادہ نے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سحری سے کھڑا ہوا سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتا تھا اس پر کچھ زیادہ نہ کرتا تھا یعنی بار بار اسی کو دوہراتا تھا اس کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملاتا تھا پھر جب ہم نے صبح کی تو وہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا مانند اس کے یعنی مانند پہلی حدیث کے۔

فائدہ: اس باب میں حدیث عمرہ کی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس نے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا اس کا اول یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ایک چھوٹے لشکر پر سردار بنا کر بھیجا تو وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تھا اور قرأت کو سورۂ قل ھو اللہ احد کے ساتھ ختم کرتا تھا، الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے کہ اس کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو کم جانتا تھا تو مراد کم جاننا عمل اس کے کا ہے نہ تنقیص اس کی اور یہ جو کہا کہ سحری سے کھڑا یعنی پچھلی رات کو تہجد کی نماز کے واسطے کھڑا ہوا۔ (فتح)

۴۶۲۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِیُّ عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهٖ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ فِیْ لَيْلَةٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا أَيُّنَا يُطِيْقُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ

۴۶۲۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب سے کہ کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے اس سے کہ تہائی قرآن کو ہر رات پڑھے سو یہ بات ان پر بہت بھاری گزری اور کہا کہ یا حضرت! تہائی قرآن کو ہر رات کو پڑھنا کس سے ہو سکتا ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ قل ھو اللہ احد قرآن کی تہائی ہے کہا فربری نے (امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد) نے کہ سنا میں نے ابو جعفر سے کہا ابو عبداللہ نے ابراہیم سے مرسل اور

ثُلُثُ الْقُرْآنِ. ضحاک مشرقی سے مسند۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ روایت ابراہیم نخعی کی ابوسعید سے منقطع ہے اور روایت ضحاک کی اس سے متصل ہے اور ابو عبداللہ مذکور وہ امام بخاری رحمہ اللہ ہے جو اس کتاب صحیح بخاری کا مصنف ہے اور شاید فربری نے خود یہ کلام اس سے نہیں سنی سو اٹھایا اس کو ابوجعفر سے اس نے بخاری رحمہ اللہ سے یعنی نقل کیا ہے اس نے اس کلام کو بخاری رحمہ اللہ سے ساتھ واسطہ ابوجعفر امام بخاری رحمہ اللہ کا کاتب تھا ان کے واسطے حدیثوں کو نقل کرتا جاتا تھا اور ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے حال کو خوب پہنچانتا تھا اور تھا ان لوگوں میں سے جنہوں نے بخاری رحمہ اللہ سے بہت علم سیکھا اور البتہ ذکر کیے ہیں فربری نے ابوجعفر سے حج اور مظالم اور اعتصام میں بہت فائدے جن کو اس نے بخاری رحمہ اللہ سے نقل کیا اور لیا جاتا ہے اس کلام سے کہ بخاری رحمہ اللہ منقطع حدیث کو مرسل کہتا تھا اور متصل کو مسند بولتا تھا اور مشہور استعمال یہ ہے کہ مرسل اس کو کہتے ہیں کہ منسوب کرے اس کو تابعی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسند وہ ہے کہ منسوب کرے اس کو صحابی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بشرطیکہ ظاہر اسناد کا اتصال ہو اور یہ دوسری قسم نہیں مخالف ہے اس چیز کو کہ مطلق چھوڑا اس کو مصنف نے اور یہ جو کہا کہ سورہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے تو حمل کیا ہے اس کو بعض علماء نے اس کے ظاہر پر سو کہا یہ وہ تہائی ہے باعتبار معنوں قرآن کے اس واسطے کہ قرآن میں تین چیزیں ہیں احکام اور اخبار اور توحید اور البتہ شامل ہے یہ سورت تیسری قسم پر سو وہ اس اعتبار سے قرآن کی تہائی ہے اور مدد لی جاتی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابوعبیدہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو تین حصے کیا سو قل ھو اللہ احد کی سورت کو ایک حصہ ٹھہرایا اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے یہ سورت اوپر دو ناموں کے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو بغل گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو کہ وہ دونوں اس کے سوا کسی سورت میں نہیں پائے گئے اور وہ احد اور صمد ہیں اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتے ہیں اور ایک ہونے ذات پاک کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ احد خبر دیتا ہے ساتھ وجود خاص اس کے کی کہ نہیں شریک ہے اس میں اس کو کوئی اور صمد خبر دیتا ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ اس کی طرف ختم ہوتی ہے سرداری اس کی سو ہوگا مرجع طلب کا اس سے اور طرف اس کے اور نہیں پورا ہوتا یہ اوپر وجہ تحقیق کے مگر واسطے اس شخص کے جو گھیرے تمام اوصاف کمال کو اور یہ نہیں لائق ہے مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے سو جب شامل ہوئی یہ سورت اوپر پہچانے ذات پاک کے تو ہوگی بہ نسبت تمام معرفت کے ساتھ صفات ذات کے اور صفات فعل کی تہائی اور محمول کیا ہے اس کو بعض نے اوپر حاصل کرنے ثواب کے سو کہا کہ اس کے تہائی قرآن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حاصل ہوتا ہے ثواب واسطے پڑھنے والے اس کے مثل ثواب اس شخص کے جو تہائی قرآن پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس کی بغیر دوگنا ہونے کے اور یہ دعویٰ ہے بغیر دلیل کے اور تائید کرتی ہے اطلاق کو جو روایت کی ہے مسلم نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مانند حدیث ابو

سعید رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے اور نیز مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع ہو جاؤ کہ میں تم پر تہائی قرآن پڑھوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور سورت قل ھو اللہ احد پڑھی پھر فرمایا کہ خبردار ہو بے شک وہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے سورت قل ھو اللہ احد پڑھی اس نے تہائی قرآن پڑھا اور جب یہ اپنے ظاہر پر محمول ہوا تو کیا وہ قرآن کی تہائی معین کے برابر ہے یا ہر تہائی کہ فرض کی جائے اس میں نظر ہے اور لازم آتا ہے دوسری وجہ پر کہ جو اس کو پڑھے تین بار تو ہوگا وہ مثل اس شخص کے جو کامل ختم پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو شخص عمل کرے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو یہ سورت اخلاص سے اور توحید سے تو ہوگا وہ مثل اس شخص کے کہ پڑھے تہائی قرآن کو اور دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ یہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ جس کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور کہا ابن عبدالبر نے کہ جس نے اس حدیث کی تاویل نہیں کی خلاصی پائی اس نے اس شخص سے کہ جواب دیا اس نے ساتھ رائے کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا فضیلت قل ھو اللہ احد کا ہے اور البتہ بعض علماء نے کہا کہ وہ مشابہ ہے کلمہ توحید کو واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر جملوں سے جو ثابت کرنے والے ہیں اور نفی کرنے والے ہیں ساتھ زیادتی تعلیل کے اور معنی نفی کے اس میں یہ ہیں کہ وہ خالق رازق ہے معبود ہے اس واسطے کہ نہیں کوئی اوپر اس کے جو اس کو منع کرے مانند باپ کے اور نہ اس کو اس میں کوئی برابر ہے مانند کفو کے اور نہ وہ شخص ہے کہ مدد کرے اس کو اوپر اس کے مثل بیٹے کے اور اس میں ڈالنا عالم کا ہے مسائل کو اپنے ساتھیوں پر اور استعمال لفظ کا غیر اس چیز میں کہ جلدی کرتا ہے فہم طرف اس کے اس واسطے کہ متبادر تہائی قرآن کے اطلاق سے یہ ہے کہ مراد تہائی سے تہائی حجم اس کی ہے جو لکھا ہوا ہے مثلا اور البتہ ظاہر ہوا کہ یہ مراد نہیں۔

تنبیہ: روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے کہ اذا زلزلت کی سورت آدھے قرآن کے برابر ہے اور سورۂ کافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ نصر بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور اسی طرح آیۃ الکرسی بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ. باب ہے بیان میں ان سورتوں کے جن کے ابتدا میں اعوذ کا لفظ ہے یعنی پناہ مانگی گئی ساتھ ان کے۔

فائدہ: مراد معوذات سے سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہیں میں نے باب الوفاۃ النبویہ میں جائز رکھا تھا کہ جمع بیچ اس کے اس بنا پر ہے کہ ادنیٰ درجہ جمع کا دو ہیں پھر ظاہر ہوا اس باب کی حدیث سے کہ وہ ظاہر پر ہے اور یہ کہ مراد ساتھ معوذات کے یہ ہے کہ وہ تینوں سورتوں کو پڑھتے تھے اور ذکر سورۂ قل ھو اللہ احد کا ساتھ ان دونوں کے بطور تغلیب کے ہے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے وہ اوپر اس کے صفت رب کی سے اگرچہ اس میں صریح اعوذ کا

ذکر نہیں اور روایت کی ہے اصحاب سنن ثلاثہ اور احمد اور ابن حبان وغیرہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ان کے ساتھ پناہ مانگا کر اس واسطے کہ نہیں پناہ مانگی گئی ساتھ مثل ان کیکی ۔ (فتح) اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ ان تین سورتوں کو پڑھنا موجب پناہ کا ہے شیطان سے اور ایک روایت میں ہے کہ پڑھ معوذات کو پیچھے ہر نماز کے ۔

٤٦٢٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

۴۶۲۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بیمار ہوتے تو معوذات کو پڑھ کر اپنے آپ کو دم کرتے سو جب آپ کو بیماری کی شدت ہوئی تو میں آپ پر پڑھتی تھی اور آپ کے ہاتھ سے مسح کرتی تھی واسطے امید برکت اس کی کے ۔

٤٦٣٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۴۶۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب رات اپنے بستر پر آتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کرتے پھر ان میں دم کرتے سو ان میں یہ تینوں سورتیں پڑھتے قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پھر دونوں ہاتھ سے اپنے بدن کو مسح کرتے جہاں تک ہو سکتا پہلے پہل ان سے اپنے سر اور منہ پر مسح کرتے اور بدن کی اگلی طرف سے اور یہ تین بار کرتے ۔

فائدہ: یہ حدیث مخالف ہے پہلی حدیث کے اور راجح یہ امر ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ہیں جدا جدا اور ان کی شرح کتاب الطب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ ۔

بَابُ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ.

باب ہے اترنا سکینہ اور فرشتوں کا وقت پڑھنے قرآن کے ۔

فائدہ: جمع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے درمیان سکینت اور فرشتوں کے اور نہیں واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں ذکر سکینت کا اور نہ بیچ حدیث براء رضی اللہ عنہ کے جو سورہ کہف کی فضیلت میں گزری ہے ذکر فرشتوں کا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ دونوں ایک قصہ ہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ مراد ساتھ ظلہ کے باب کی حدیث میں سکینت ہے لیکن جزم کیا ہے ابن بطال نے کہ ظلہ بدلی ہے اور یہ کہ فرشتے تھے بیچ اس کے اور اس کے ساتھ سکینت تھی کہا ابن بطال نے کہ قضیہ ترجمہ کا یہ ہے کہ سکینت ہمیشہ فرشتوں کے ساتھ اترتی ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيْبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيْبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ إِلَى السَّمَآءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِيْ مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ الْهَادِ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جس حالت میں رات کو سورۂ بقرہ پڑھتے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا تھا کہ اچانک گھوڑا بدکا سو وہ چپ رہے تو گھوڑا بدکنے سے ٹھہرا پھر انہوں نے پڑھا تو گھوڑا بدکنے لگا پھر وہ چپ رہے اور گھوڑا بھی ٹھہر گیا پھر انہوں نے پڑھا پھر گھوڑا بدکا سو وہ پھرے اور ان کا لڑکا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا سو ڈر گئے کہ کہیں لڑکا کچل نہ جائے پھر جب انہوں نے اپنے لڑکے کو کھینچا اس مکان سے جس میں وہ تھا تا کہ اس کو گھوڑا نہ کچل ڈالے تو اپنے سر کو آسمان کی طرف لٹایا تو اچانک دیکھا کہ وہ بدلی کی مانند ہے اس میں چراغ جلتے ہیں سو وہ آسمان کی طرف چڑھ گئی یہاں تک کہ وہ بدلی ان کی نظر سے غائب ہو گئی پھر جب انہوں نے صبح کی تو یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھ اے حضیر کے بیٹے! پڑھ اے حضیر کے بیٹے! اس نے کہا یا حضرت! میں ڈرا کہ کہیں یحییٰ کو کچل نہ ڈالے اور وہ گھوڑے کے قریب تھا سو میں نے اپنا سر اٹھایا پھر میں اس کی طرف پھرا پھر میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ بدلی کی مانند ہے اس میں چراغوں کی مانند ہیں سو میں نکلا یہاں تک کہ میں اس کو نہیں

وَحَدَّثَنِیْ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ أُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ.

دیکھا حضرت ﷺ نے فرمایا تو جانتا ہے کہ وہ بدلی کیا چیز تھی؟ انہوں نے کہا نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تیرے قرآن پڑھنے کی آواز سننے کو قریب ہوئے تھے اور اگر تو پڑھے جاتا تو فجر کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے فرشتے ان سے نہ چھپتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ رات کو سورۂ بقرہ پڑھتا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں ایک سورت کو پڑھتا تھا سو جب میں اس کے اخیر تک پہنچا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس نے جس سورت کو شروع کیا تھا اس کو ختم کیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس مکان میں تھا جس میں کھجوریں تھیں اور یہ جو کہا کہ پڑھ اے حضیر کے بیٹے! یعنی تجھ کو لائق تھا کہ تو بدستور اس کو پڑھے جاتا، رخصت نہیں ہے یہ امر واسطے اس کے ساتھ پڑھنے کے بیچ حالت بیان کرنے اس حال کے اور گویا کہ حاضر کیا حضرت ﷺ نے سورت حال کو سو ہو گیا وہ گویا کہ حاضر ہے نزدیک اس کے جب کہ اس نے دیکھا جو دیکھا سو گویا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بدستور اس کو پڑھے جاتا کہ ہمیشہ رہے واسطے تیرے برکت ساتھ اترنے فرشتوں کے اور سننے ان کے کی واسطے قرأت تیری کے اور اُسید رضی اللہ عنہ نے اس کو سمجھا سو جواب دیا ساتھ عذر اپنے کے بیچ قطع کرنے قرأت کے اور وہ قول اس کا ہے کہ میں ڈرا کہ کہیں لڑکے کو کچل نہ ڈالے یعنی میں ڈرا کہ اگر میں بدستور رہا تو کہیں گھوڑا میرے لڑکے کو کچل نہ ڈالے اور دلالت کرتا ہے سیاق حدیث کا اوپر محافظت کرنے اسید کے اوپر خشوع اپنے کے اپنی نماز میں اس واسطے کہ جب اول گھوڑا ابدکا تو اسی وقت اس کو ممکن تھا کہ اپنے سر کو اٹھاتا اور شاید اس کو نبی کی حدیث پہنچی ہو گی کہ نمازی نماز کی حالت میں اپنے سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھائے سو نہ اٹھایا اس نے اپنے سر کو یہاں تک کہ سخت ہوئی ساتھ اس کے مہم اور احتمال ہے کہ اس نے نماز تمام کرنے کے بعد اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا ہو اسی واسطے دراز ہوا ساتھ اس کے یہی حال تین بار اور یہ جو کہا کہ فرشتے تیری آواز کو سننے کے واسطے قریب ہوئے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھ اے اسید کے تجھ کو داؤد علیہ السلام کے لوگوں سے بانسری ملی اور اس زیادتی میں اشارہ ہے طرف باعث کے اوپر سننے فرشتوں کے قرأت اس کی کو اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو صبح تک پڑھے جاتا تو عجب چیزیں دیکھتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے دیکھنا احاد امت کا فرشتوں کو اور یہ صحیح ہے لیکن جو ظاہر ہوتا ہے قید کرنا ہے ساتھ نیک بخت یا خوش آواز وغیرہ کے اور اس حدیث میں فضیلت ہے قرأت کی اور یہ کہ وہ سبب ہے اترنے رحمت کے کا اور حاضر ہونے فرشتوں کے کا۔ میں کہتا ہوں کہ حکم مذکور عام ہے دلیل سے سو جو روایت میں ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا ہوا ہے قرأت خاص سے سورت خاص سے ساتھ صفت خاص کے اور احتمال ہے خصوصیت سے جو مذکور نہیں ہوا تو اگر ہوتا اطلاق پر تو حاصل ہوتا

اواسطے ہر قاری کے اور البتہ اشارہ کیا بیچ آخر اس حدیث کے ساتھ قول اپنے کے کہ فرشتے ان سے نہ چھپتے طرف اس بات کے کہ فرشتے واسطے استغراق ان کے کی قرآن کے سننے میں بدستور رہتے نہ پوشیدہ ہونے میں کہ ان کے شان سے پوشیدہ ہونا ہے اور اس میں فضیلت ہے واسطے اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے اور فضیلت پڑھنے سورۂ بقرہ کے رات کی نماز میں اور فضیلت عاجزی کرنے کی نماز میں اور یہ کہ مشغول ہونا کسی کام میں دنیا کے کاموں سے اگرچہ مباح ہو کبھی فوت کرتا ہے بہت نیکی کو پس کیا حال ہے جب کہ مشغول ہو ایسے کام میں جو مباح نہ ہو۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

فائدہ: یعنی جو مصحف میں ہے اور یہ مراد نہیں کہ چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو مجموع درمیان دو تختیوں کے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے اس چیز کو جو پہلے گزر چکی ہے جمع کرنے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے سے اور غرض اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بہت قرآن جاتا رہا واسطے جاتے رہنے حاملوں اس کے اور وہ ایک چیز ہے جو رافضیوں نے از خود پیدا کی ہے واسطے صحیح کرنے دعوے اپنے کے کہ تنصیص کرنا اوپر امامت علی رضی اللہ عنہ کے اور مستحق ہونے ان کے خلافت کو وقت فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا ثابت بیچ قرآن کے اور یہ کہ اصحاب نے اس کو چھپا ڈالا اور یہ دعویٰ باطل ہے اس واسطے کہ نہیں چھپایا انہوں نے مثل اس حدیث کے کہ تو میرے نزدیک بجائے ہارون علیہ السلام کے ہے موسیٰ علیہ السلام سے اور سوائے اس کے ظاہر حدیثوں سے کہ استدلال کرتا ہے کبھی ساتھ ان کے جو دعویٰ کرتا ہے خلافت ان کی کا جیسے نہ چھپایا انہوں نے جو اس کے معارض ہے یا خاص کیا جائے گا عموم اس کا یا مقید کیا جائے گا مطلق اس کا اور البتہ باریک بینی کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استدلال کرنے کے رافضیوں پر ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو ان کے ایک امام نے جس کی امامت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ محمد بن حنفیہ ہے اور وہ بیٹا ہے علی رضی اللہ عنہ کا سو اگر ہوتی اس جگہ کوئی چیز جو متعلق ہے ساتھ باپ اس کے تو ہوتے وہ لائق تر سب لوگوں میں ساتھ اطلاع کے اوپر اس کے اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی ہیں اور سب لوگوں سے زیادہ ان کے ساتھ رہتے تھے اور ان کو ان کے حال پر زیادہ اطلاع تھی۔ (فتح)

٤٦٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۳۱۔ حضرت عبدالعزیز سے روایت ہے کہ میں اور شداد بن معقل دونوں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو شداد نے ان سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز چھوڑی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں چھوڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سوا

مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.

کچھ نہیں چھوڑا، عبدالعزیز نے کہا کہ پھر ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے سو ہم نے ان سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کچھ چھوڑا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کچھ نہیں چھوڑا مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو اس قرآن میں ہے یعنی نہیں چھوڑا قرآن سے جو پڑھا جاتا ہے مگر جو داخل ہے اس مصحف میں جو لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر جو پہلے گزرا علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ہمارے پاس مگر اللہ کی کتاب اور جو اس کاغذ میں ہے اس واسطے کہ مراد علی رضی اللہ عنہ کی وہ احکام ہیں جن کو انہوں نے حضرت ﷺ سے لکھا اور نہیں نفی کی اس کی کہ ہوں ان کے پاس اور احکام جن کو انہوں نے نہیں لکھا تھا اور بہر حال جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ کا سو ان کی مراد تو صرف وہ قرآن ہے جو پڑھا جاتا ہے یا مراد اس قسم سے ہے جو امامت کے ساتھ متعلق ہے یعنی نہیں چھوڑی کچھ چیز جو امامت کے متعلق ہو مگر وہ چیز جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور تائید کرتا ہے اس کو جو ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے ذکر بہت چیزوں کے سے جو قرآن میں اتریں پھر ان کی تلاوت منسوخ ہوئی اور ان کا حکم باقی رہا یا نہ باقی رہا مثل حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب حرام کاری کریں تو ان دونوں کو سنگسار کرو اور مثل حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے قاریوں کے جو بئر معونہ میں مارے گئے کہا سو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں قرآن اتارا بلغوا عنا قومنا انا قد لقينا ربنا یعنی ہماری قوم کو ہماری طرف سے خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے اور مثل حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کے برابر تھی اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں پڑھتے براءۃ کی چوتھائی کو اور یہ سب صحیح حدیثیں ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکروہ جانتے تھے کہ کوئی مرد کہے کہ میں نے سارا قرآن پڑھا اور کہتے تھے کہ اس میں سے بعض قرآن منسوخ ہوا اور نہیں ان میں کوئی چیز جو باب کی حدیث کے معارض ہو اس واسطے کہ یہ سب قرآن اس قسم سے ہے کہ منسوخ ہوئی تلاوت اس کی حضرت ﷺ کی زندگی میں۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ. باب ہے قرآن کو سب کلاموں پر فضیلت کے بیان میں

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کے معنی کو ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ جس شخص کو قرآن کے شغل نے میرے ذکر سے اور میرے سوال سے باز رکھا تو میں دیتا ہوں اس کو افضل اس چیز سے جو دیتا ہوں مانگنے والوں کو اور قرآن کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کو فضیلت ہے اپنی تمام مخلوق پر اور اس کے راوی معتبر ہیں مگر عطیہ کہ اس میں ضعف ہے اور ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کی کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر اور اس کی سند میں بھی

ایک راوی ضعیف ہے۔ (فتح)

٤٦٣٢ ۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُوْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّالَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَّلَا رِيْحَ لَهَا.

۴۶۳۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ایماندار کی مثل کہ قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی میٹھے لیموں کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا اور اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس میں بو نہیں اور اس گنہگار کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے وہ نیاز بو کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا ہے اور اس فاجر کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ کڑوا ہے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ خاص کی گئی صفت ایمان کی ساتھ مزے کے اور صفت تلاوت کی ساتھ بو کے اس واسطے کہ ایمان لازم تر ہے واسطے ایماندار کے قرآن سے اس واسطے کہ ممکن ہے حاصل ہونا ایمان کا قرأت کے بغیر اور اسی طرح مزہ لازم ہے واسطے جوہر کے بو سے سو البتہ کبھی بو جاتی رہتی ہے اور اس کا مزہ باقی رہتا ہے پھر کہا گیا کہ حکمت بیچ خاص کرنے ترنج کے ساتھ تمثیل کے سوائے اور کسی میوے کے جو جامع ہوتا ہے اچھے مزے اور اچھی بو کو مانند سیب اور ناشپاتی کے اس واسطے کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اس کے چھلکے کے اور وہ مفرح ہوتا ہے ساتھ خاصیت کے اور نکالا جاتا ہے تیل اس کے دانوں سے کہ اس میں بہت منافع ہیں اور اس کے واسطے اور بھی بہت فائدے ہیں جو مفردات میں مذکور ہیں اور یہ جو کہا کہ اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے اور یہ زیادتی تفسیر کرتی ہے مراد کو اور یہ کہ تمثیل واقع ہوئی ہے ساتھ اس شخص کے جو قرآن کو پڑھے اور نہ مخالفت کرے اس چیز کی کہ شامل ہے اس پر قرآن امر اور نہی سے نہ مطلق تلاوت اور اگر کہا جائے کہ اگر اس طرح ہوتا تو تقسیم بہت ہو جاتی مثل اس کے کہ کہا جاتا کہ جو پڑھے اور اس پر عمل کرے اور عکس اس کا جو عمل کرے اور نہ پڑھے اور عکس اس کا اور یہ چاروں قسم ممکن ہیں غیر منافق میں اور بہر حال منافق سو اس کے واسطے فقط دو ہی قسمیں ہیں اس واسطے کہ نہیں اعتبار واسطے عمل اس کے کی جب کہ ہو نفاق اس کا نفاق کفر کا اور گویا کہ جواب اس کا یہ ہے کہ دو قسمیں تمثیل سے حذف کی گئیں ہیں ایک وہ جو پڑھتا ہے اور نہیں عمل کرتا ساتھ اس کے دوسرا وہ جو نہ

پڑھتا ہے اور نہ عمل کرتا ہے اور یہ دونوں قسم مشابہ ہیں ساتھ حال منافق کے پس ممکن ہے تشبیہ اول قسم کی ساتھ ریحانہ کے اور دوسری قسم کے ساتھ پھل اندرائن کے سو اکتفا کیا ساتھ ذکر منافق کے اور دوسری دونوں قسمیں مذکور ہیں اور اس حدیث میں فضیلت ہے حال قرآن کی اور بیان کرنا مثل کا ہے واسطے قریب کرنے کے طرف فہم کے اور یہ کہ مقصود قرآن کی تلاوت سے عمل کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے۔ (فتح)

٤٦٣٣ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيْ أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَآءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ شِئْتُ.

۴۶۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کوئی مثل نہیں ہو سکتی کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم ہے جیسے عصر سے شام تک اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانوں مثل یہود اور نصاریٰ کے مگر جیسے مثل اس مرد کی جس نے مزدور ٹھہرائے سو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے دوپہر تک پھر اس مرد نے کہا کہ کون ایسا ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر تک سو کام کیا نصاریٰ نے پھر تم اے مسلمانوں عمل کرتے ہو عصر سے شام تک دو دو قیراط پر تو یہود اور نصاریٰ قیامت میں کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجیب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو مزدوری کہ ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم کر دیا؟ کہیں گے نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور مطابقت حدیث اول کی واسطے ترجمہ قرآن پڑھنے والے کی فضیلت ثابت ہونے کی جہت سے ہے پس لازم آتا ہے اس سے کہ قرآن کو فضیلت ہے سب کلاموں پر جیسے کہ فضیلت دی گئی ترنج کو تمام میووں پر اور مناسبت حدیث دوسری کی اس جہت سے ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت کو اور امتوں پر فضیلت ہے اور ثابت ہونا فضیلت کا واسطے اس کے بسبب اس چیز کے ہے کہ ثابت

ہو چکی ہے فضیلت کتاب اس کی سے جس کے ساتھ ان کو عمل کرنے کا حکم ہوا۔ (فتح)

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

باب ہے بیچ بیان وصیت کرنے کے ساتھ قرآن کے۔

٤٦٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوْا بِهَا وَلَمْ يُوْصِ قَالَ أَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ.

۴۶۳۴۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں تو میں نے کہا کہ پھر لوگوں پر وصیت کس طرح لکھی گئی یا کس طرح حکم ہوا ان کو وصیت کا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں کی؟ اس نے کہا کہ وصیت کی ساتھ کتاب اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الوصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو اس نے پہلے کہا کہ وصیت نہیں کی اور پھر اخیر میں کہا کہ کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کی تو ان دونوں اقوال میں ظاہرا مخالفت ہے اور جواب یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ نفی کی ہے اس نے اس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ خلاف کے اور مانند اس کے کہ نہ مطلق وصیت اور کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کرنے سے مراد اس کی نگہبانی کرنی ہے ظاہر میں اور باطن میں پس تعظیم کی جائے اس کی اور حفاظت کی جائے اور نہ سفر کیا جائے ساتھ اس کے طرف زمین دشمن کے اور پیروی کی جائے اس کی جو اس میں ہے سو عمل کیا جائے ساتھ حکموں اس کے کی اور پرہیز کی جائے اس کی منع کی چیزوں سے اور ہمیشگی کی جائے اس کی تلاوت پر اور اس کے سیکھنے پر اور سکھلانے پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ.

باب ہے بیان میں جو قرآن کے ساتھ بے پرواہ نہ ہو۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جس کو بخاری رحمہ اللہ نے احکام میں روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قرآن کے ساتھ بے پرواہ ہو تو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ سنن میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ﴾.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا نہ کفایت کرتا ان کو یہ کہ بے شک ہم نے تجھ پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے طرف ترجیح تفسیر ابن عیینہ کے کہ مراد تغنی سے یہ ہے کہ بے پرواہ ہوئے کما سیاتی فی هذا الباب عنه اور البتہ بیان کیا ہے اسحاق بن راھویہ نے یہ ابن عیینہ سے کہ وہ استغناء خاص ہے اور اسی طرح کہا احمد نے وکیع سے کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پہلی امتوں کی خبروں سے اور البتہ روایت کی ہے طبری نے یحییٰ بن جعدہ سے کہ بعض مسلمان کچھ کتابیں لائے اور البتہ لکھا تھا انہوں نے

بیچ ان کے جو سنا تھا یہود سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کفایت کرتی ہے قوم کو گمراہی یہ کہ منہ پھیریں اس چیز سے کہ لایا ان کے پاس پیغمبر ان کا اور رغبت کریں اس چیز کی طرف کہ لایا ہے غیر اس کا طرف غیر ان کے تو یہ آیت اتری کیا نہیں کافی ہے ان کو یہ کہ کتاب اتاری ہم نے اوپر تیرے جو پڑھی جاتی ہے اوپر ان کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت اس آیت کی بہت لوگوں پر مانند ابن کثیر وغیرہ کے سوا اس نے کہا اس آیت کے ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں علاوہ اس کے ابن بطال نے باوجود متقدم ہونے کے اشارہ کیا ہے طرف مناسبت کے کہا کہ مراد ساتھ آیت کے استغناء اور بے پرواہ ہونا ہے اگلی امتوں کی خبروں سے اور نہیں مراد ہے وہ استغناء جو ضد ہے فقر کی کہا اس نے اور بخاری رحمہ اللہ جو اس آیت کو ترجمہ کے پیچھے لایا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا مذہب بھی یہی ہے اور کہا ابن تین نے سمجھا جاتا ہے ترجمہ سے کہ مراد ساتھ تغنی کے استغناء ہے اس واسطے کہ پیچھے لایا ہے وہ آیت کو جو بغل گیر ہے انکار کو اس شخص پر جو نہ بے پرواہ ہو ساتھ قرآن کے غیر اس کے کی سے پس حمل کرنا اس کا اوپر کفایت کرنے کے ساتھ اس کے اور نہ محتاج ہونے کے طرف غیر اس کے اور حمل کرنا اس کا اوپر ضد فقر کے منجملہ اس کے ہے۔ (فتح)

٤٦٣٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهِ.

۴۶۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی پیغمبر کی قرأت رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پیغمبر ﷺ خوش آوازی سے قرآن پڑھے اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی یعنی عبدالحمید بن عبدالرحمن نے کہا کہ مراد تغنی سے یہ ہے کہ قرآن کو پکار کر پڑھے۔

فائدہ: اور ظاہر اس کا اللہ کے حق میں مراد نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے اللہ کے حق میں اکرام قاری کا ہے اور بہت کرنا ثواب اس کے کا اس واسطے کہ یہی ہے ثمرہ سننے کا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی، الخ۔ (فتح)

٤٦٣٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْاٰنِ قَالَ سُفْيَانُ

۴۶۳۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پکار کے قرآن پڑھے، کہا سفیان نے تفسیر اس کی یہ ہے کہ بے پرواہ ہو ساتھ اس کے۔

تَفْسِيْرُهُ يَسْتَغْنِيْ بِهٖ.

فائدہ: اور ممکن ہے یہ کہ تائید لی جائے واسطے اس کے اس کے ساتھ اس چیز کے جو عبداللہ بن ابی نہیک سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور میں بازار میں تھا سو فرمایا کہ تو سوداگر ہے کماتا ہے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں ہم میں سے جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے اور البتہ راضی ہوا ہے ابو عبید ساتھ تفسیر یتغنی کے ساتھ غنی ہونے کے اور کہا کہ وہ جائز ہے عرب کی کلام میں اس بنا پر کہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے بہتات دنیا کی سے تو نہیں وہ ہم میں سے یعنی ہمارے طریقے پر اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ معنی قول اس کے کی یتغنی چار قول پر ایک خوش آوازی ہے دوسرا استغنا ہے، تیسرا غمناک ہونا، چوتھا مشغول ہونا اور تائید کرتا ہے چوتھے قول کی بیت اعشیٰ کا جو پہلے گزر چکا ہے یعنی خفیف المناخ طویل التغنی اس واسطے کہ مراد اس کی ساتھ قول اس کے کی طویل التغنی طول اقامت ہے نہ استغناء اس واسطے کہ وہ لائق تر ہے ساتھ وصف طول کے یعنی تھا وہ ملازم واسطے وطن اپنے کے اپنے گھر والوں کے درمیان یعنی اپنے وطن سے باہر نہیں جاتا تھا اور اس بات کو اہل عرب موجب مدح کہتے تھے پس ہوں گے معنی حدیث کے رغبت دلانا اوپر لازم پکڑنے قرآن کے اور یہ کہ نہ تجاوز کیا جائے طرف غیر اس کے کی اور وہ باعتبار معنی کے رجوع کرتا ہے طرف اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو بخاری نے خاص کرنے استغناء کے سے اور یہ کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور کتابوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو نہ نفع دے قرآن بیچ ایمان اس کے کی اور نہ سچا جاننے اس چیز کو کہ اس میں ہے وعدے اور وعید سے اور نہیں مراد ہے جو اختیار کیا ہے ابو عبید نے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے غنی سوائے فقر کے لیکن جو اختیار کیا ہے ابو عبید نے وہ مدفوع نہیں جب کہ ارادہ کیا جائے ساتھ اس کے غنی معنوی اور وہ قناعت ہے نہ غنی محسوس جو ضد فقر کی ہے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتی یہ ساتھ مجرد ملازمت قرأت کے مگر یہ کہ ہو یہ ساتھ خاصیت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مراد خوش آوازی سے قرآن پڑھنا ہے اور ساتھ اس کے تفسیر کیا ہے ابن ابی ملیکہ اور عبداللہ بن مبارک اور نضر بن شمیل نے کہا شافعی نے کہ اگر مراد غنی ہوتا تو فرماتے لم یستغن اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ مراد حسن ترنم ہے ساتھ قرآن کے کہا طبری نے کہ ترنم نہیں ہوتا مگر ساتھ آواز کے جب کہ قاری خوش آواز نکالے اور اچھے لہجے سے پڑھے اور اگر اس کے معنی استغناء ہوتے تو البتہ نہ ہوتے واسطے ذکر صوت کے اور جہر کے کوئی معنی اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو تفسیر کیا ہے اس کو ابن عیینہ نے وہ مدفوع نہیں اگرچہ ظاہر حدیثوں کا اس کو ترجیح دیتا ہے کہ مراد پڑھنا قرآن کا ہے خوش آوازی سے لیکن ابن عیینہ کا قول بھی بے سند نہیں اور حاصل یہ ہے کہ ممکن ہے تطبیق درمیان اکثر تاویلوں مذکورہ کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے پکار کے اچھے لہجے سے طریقے غمناک ہونے کے بے پرواہی چاہنے والا اس کے سوائے

اور اخبار سے طلب کرنے والا ساتھ اس کے نفی نفس اور خوش آوازی قرآن پڑھنے کی بحث علیحدہ باب میں آئے گی اور نہیں شک ہے اس میں کہ نفس رغبت کرتے ہیں طرف سننے قرأت کے ساتھ خوش آوازی کے زیادہ رغبت کرنے ان کے سے واسطے اس شخص کے کہ نہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے اس واسطے کہ خوش آوازی کو تاثیر ہے بیچ نرم کرنے دل کے اور جاری کرنے آنسو کے اور تھا درمیان سلف کے اختلاف بیچ جواز پڑھنے قرآن کے ساتھ الحان کے اور بہر حال پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے اور مقدم کرنا خوش آواز کا اوپر غیر اس کے کی سو نہیں ہے کوئی جھگڑا بیچ اس کے سو حکایت کی ہے عبدالوھاب مالکی نے مالک سے کہ حرام ہے پڑھنا قرآن کو ساتھ راگ کے اور حکایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے ایک جماعت اہل علم سے اور حکایت کی ہے ابن بطال اور عیاض اور قرطبی نے مالکیوں میں سے اور ماوردی نے اور بندنیجی اور غزالی نے شافعیوں میں سے اور صاحب ذخیرہ نے حنفیہ میں سے کراہت کو اور اسی کو اختیار کیا ہے ابو یعلی اور ابن عقیل نے حنبلیوں میں سے اور حکایت کی ابن بطال نے ایک جماعت اصحاب اربعین سے کہ جائز ہے اور ساتھ اسی کے نص کی ہے شافعی نے اور نقل کیا ہے اس کو طحاوی نے حنفیہ سے اور کہا فوازنی شافعی نے کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور محل ان اختلافات کا وہ ہے جب کہ حرف اپنے مخرج سے نہ نکلے اور اگر کوئی حرف متغیر ہو تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے جب کہ نہ نکلے حد قرأت سے پس اگر نکلے یہاں کہ زیادہ ہو کوئی حرف یا پوشیدہ کرے کسی حرف کو تو حرام ہے اور جو حاصل ہوتا ہے دلیلوں سے یہ ہے کہ پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے مطلوب ہے اور اگر اس کی آواز خوش نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو خوش آوازی سے پڑھے جہاں تک ہو سکے اور منجملہ تحسین اس کی سے یہ ہے کہ خوش آوازی کے قواعد کی رعایت کرے اس واسطے کہ خوش آواز کے آواز اس سے زیادہ خوش ہوتی ہے اور اگر اس سے نکلے تو اثر کرتا ہے یہ اس کی خوش آوازی میں اور جو خوش آواز نہ ہو وہ اکثر اوقات ان کی رعایت سے پورا ہو جاتا ہے جب تک کہ نہ نکلے شرط ادا کی سے جو معتبر ہے نزدیک قرأت والوں کے اور اگر ان قواعد سے نکلے تو نہیں وفا کرتا خوش ہونا آواز کا ساتھ بڑی ادا کے اور شاید یہی سند ہے اس شخص کی جو مکروہ جانتا ہے قرأت کو ساتھ نغمہ کے اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ جو نغمہ کی رعایت کرتا ہے وہ ادا کی رعایت نہیں کرتا اور اگر کوئی دونوں کی رعایت کرے تو نہیں شک ہے کہ وہ راجح تر ہے غیر سے اس واسطے کہ وہ لاتا ہے اس چیز کو جو مطلوب ہے خوش آوازی سے اور پرہیز کرتا ہے ممنوع کو حرمت ادا سے۔ (فتح)

بَابُ اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ. باب ہے بیان میں کہ رشک کرنا قرآن والے کا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں باب رشک کرنے کا علم اور حکمت میں اور ذکر کی ہے میں نے اس جگہ تفسیر غبطہ کی اور فرق درمیان اس کے اور درمیان حسد کے اور یہ کہ حسد حدیث میں بطور مجاز کے بولا گیا ہے اور کہا اسماعیلی

نے کہ اس جگہ ترجمہ باب کا یہ ہے کہ اغتباط صاحب القرآن اور یہ فعل صاحب قرآن کا ہے سو وہی ہے جو رشک کرتا ہے اور جب وہ خود اپنے کام سے رشک کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ خوش ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے اپنے کام سے اور نہیں ہے یہ مطابق میں کہتا ہوں اور ممکن ہے جواب ساتھ اس طور کے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جب حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ غیر صاحب قرآن کا رشک کرتا ہے صاحب قرآن سے بسبب اس چیز کے کہ دیا گیا وہ عمل کرنے سے ساتھ قرآن کے تو رشک کرنا صاحب قرآن کا ساتھ عمل نفس اپنے کے اولیٰ ہے جب کہ سنے اس بشارت کو جو سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں وارد ہے۔ (فتح)

٤٦٣٧ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ.

۴۶۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں پر ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں خیرات کیا کرتا ہے۔

فائدہ: نہیں حسد یعنی نہیں رخصت بیچ حسد کرنے کے مگر دو خصلتوں میں یا نہیں خوب ہے حسد اگر خوب ہو یا بولا حسد کو واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ ترغیب کے بیچ حاصل کرنے دونوں خصلتوں کے گویا کہ کہا گیا کہ اگر نہ حاصل ہوں یہ دونوں مگر ساتھ بد طریق کے تو البتہ ہوگی وہ چیز جو ان میں ہے فضیلت سے باعث اوپر حاصل کرنے دونوں کے ساتھ اس کے پس کیا حال ہے اور حالانکہ ممکن ہے حاصل کرنا ان دونوں کا ساتھ طریقے خوب کے اور وہ اس آیت کی جنس سے ہے ﴿فاستبقوا الخيرات﴾ اس واسطے کہ حقیقت سبقت کی یہ ہے کہ آگے پڑھے اپنے غیر سے مطلوب میں اور پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں کہ مراد ساتھ قیام کے عمل کرنا ہے ساتھ اس کے ساتھ تلاوت کے اور بندگی کے۔ (فتح)

٤٦٣٨ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِيْ

۴۶۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حسد کرنا مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھلایا ہے سو وہ اس کو رات کی اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے سو اس

اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَّهُ فَقَالَ لَيْتَنِيْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَّيْتَنِيْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

کے ہمسائے نے اس کو سنا تو کہا کہ کاش مجھ کو قرآن آتا جیسے فلاں کو آتا ہے تو میں بھی عمل کرتا جیسے وہ عمل کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تو وہ اس کو بے جا خرچ کرتا ہے تو دوسرے مرد نے کہا کہ کاش کہ مجھ کو مال ملتا جیسے فلاں کو ملا ہے تو میں عمل کرتا جیسے فلانا کرتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہلاک کرتا ہے اس کو حق میں تو اس میں احتراس بلیغ ہے گویا کہ جب وہم پیدا ہوا بے جا خرچ کرنے کا اہلاک کے عام ہونے کی جہت سے تو قید کیا اس کو ساتھ حق کے۔ (فتح)

بَابُ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.

باب ہے اس بیان میں کہ تم لوگوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔

فائدہ: اسی طرح باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث کے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ روایت راجح واؤ کے ساتھ ہے۔

٤٦٣٩ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ قَالَ وَأَقْرَأَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِيْ أَقْعَدَنِيْ مَقْعَدِيْ هٰذَا.

۴۶۳۹۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے جو خود قرآن کو سیکھے اور غیروں کو سکھلائے، کہا سعد نے اور پڑھا ابوعبدالرحمٰن نے قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر کہا ابوعبدالرحمٰن نے اور یہی حدیث ہے جس نے مجھ کو اس جگہ بٹھایا یعنی جگہ تعلیم قرآن کی۔

فائدہ: روایت ابوعبدالرحمٰن کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے معنعن ہے اور البتہ واقع ہوئی ہے بعض طریقوں میں تصریح ساتھ تحدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ابوعبدالرحمٰن کے لیکن اس کی سند میں کلام ہے لیکن ظاہر ہوا واسطے میرے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے اس کے موصول ہونے پر اور بیچ ترجیح ملاقات ابوعبدالرحمٰن کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس زیادتی کی بنا پر کہ واقع ہوئی ہے بیچ روایت شعبہ کے سعد بن عبیدہ سے اور وہ یہ ہے کہ ابوعبدالرحمٰن عثمان رضی اللہ عنہ

کے زمانے سے حجاج کے زمانے تک لوگوں کو قرآن پڑھاتا رہا اور البتہ جو چیز کہ اس کو باعث ہوئی وہ یہی حدیث ہے جو مذکور ہے پس دلالت کی اس نے کہ سنا ہے اس کو اس زمانے میں اور جب اس نے اس کو اس زمانے میں سنا اور نہیں موصوف ہے ساتھ تدلیس کے تو اس نے تقاضا کیا کہ اس نے اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے خاص کر باوجود اس چیز کے کہ مشہور ہوئی قاریوں میں کہ ابو عبدالرحمن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ سے پڑھا اور سند لی ہے انہوں نے اس کی ان سے پس ہوگا یہ اولیٰ قول اس شخص کے سے جو کہتا ہے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور یہ جو کہا کہ **من تعلم القرآن و علمه** تو ایک روایت میں واؤ کی جگہ او واقع ہوا ہے اور ظاہر باعتبار معنی کے روایت واؤ کی ہے اس واسطے کہ جو روایت کہ او کے ساتھ ہے وہ تقاضا کرتی ہے اثبات خیریت مذکورہ کو واسطے اس شخص کے جو دونوں امروں سے ایک کام کرے سو لازم آتا ہے کہ جو قرآن کو سیکھے اگر اپنے غیر کو نہ سکھلائے یہ کہ ہو بہتر اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے مثلاً اگرچہ اس کو نہ سیکھے اور اگر کوئی کہے کہ واؤ کی روایت پر بھی لازم آتا ہے کہ جو اس کو سیکھے اور غیر کو سکھلائے یہ کہ ہو افضل اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے سوائے اس کے کہ اس کو سیکھے اور نہ غیر کو سکھلائے تو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خیریت کے جہت حصول تعلیم سے بعد علم کے اور جو غیر کو سکھلاتا ہے اس کے واسطے نفع متعدی حاصل ہوتا ہے برخلاف اس شخص کے جو فقط عمل کرتا ہے بلکہ اشرف علم غیر کا سکھلانا ہے اور جو کوئی غیر کو قرآن سکھلائے مستلزم ہے کہ اس نے خود اس کو سیکھا ہو اور سکھلانا اس کا غیر اپنے کو عمل ہے اور حاصل کرنا ہے نفع متعدی کا اور اگر کوئی کہے کہ اگر ہوتے معنی حاصل ہونا نفع متعدی کا تو البتہ شریک ہوتا ہر شخص کہ اپنے غیر کو کوئی علم سکھلائے بیچ اس کے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ قرآن سب علموں سے اشرف ہے تو جو اس کو پڑھے اور اپنے غیر کو پڑھائے وہ اشرف ہوگا اس شخص سے جو قرآن کے سوائے اور علم سیکھے اگرچہ اس کو پڑھائے پس ثابت ہوگا مدعی اور نہیں شک ہے اس میں کہ جو قرآن کے سیکھنے اور سکھلانے کے درمیان ہو وہ کامل کرنے والا ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو جامع ہے درمیان نفع قاصر اور نفع متعدی کے اسی واسطے ہوا افضل اور وہ ان لوگوں میں ہے جن کو مراد رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے کے ﴿**ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال اننى من المسلمين**﴾ اور اللہ کی طرف بلانا مختلف طور سے ہوتا ہے منجملہ ان کے قرآن کا سکھلانا ہے اور وہ اشرف ہے سب سے اور عکس اس کا کافر ہے جو مانع ہے اپنے غیر کو اسلام سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿**ومن اظلم ممن كذب بآيات الله وصدف عنها**﴾ اور اگر کوئی کہے کہ اس بنا پر پڑھانے والا افضل ہو فقیہ سے تو ہم کہتے ہیں کہ نہیں اس واسطے کہ جو لوگ کہ اس کے ساتھ مخاطب تھے وہ فقیہ تھے اس واسطے کہ وہ اہل زبان تھے سو جانتے تھے وہ قرآن کے معنوں کو ساتھ سلیقہ کے اکثر اس چیز سے کہ جانا اس کو ان لوگوں نے جو ان کے بعد آئے ساتھ کسب کرنے کے تو فقہ ان کا دستور تھا سو جو ان کے سے حال میں ہو وہ

ان کو اس میں شریک ہے نہ جو شخص پڑھنے والا یا پڑھانے والا ہو نہ سمجھتا ہو کچھ معنوں اس چیز کے سے کہ اس کو پڑھتا ہے یا پڑھاتا ہے پھر اگر کوئی کہے کہ پس لازم آتا ہے یہ کہ ہو پڑھانے والا افضل اس شخص سے جو اعظم ہے از روئے غناء کے اسلام میں ساتھ مجاہدے کے اور رباط کے اور امر بالمعروف کے اور نہی عن المنکر کے مثلا تو ہم کہتے ہیں کہ حرف سئلہ کا گھومتا ہے اوپر نفع متعدی کے سو جو شخص کہ ہو حصول اس کا نزدیک اس کے اکثر ہو گا وہ افضل سو شاید من مضمر ہے خبر میں اور ضروری ہے باوجود اس کے رعایت اخلاص کی ہر قسم میں ان سے اور احتمال ہے کہ خیریت اگرچہ مطلق ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ خاص لوگوں کے خطاب کیے گئے ساتھ اس کے کہ تھا یہ لائق ساتھ حال ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ بہتر سیکھنے والوں میں وہ ہے جو اپنے غیر کو سکھلائے نہ وہ جو خود سیکھ لے اور بس اور رعایت حیثیت کی ہے اس واسطے کہ قرآن سب کلاموں سے بہتر ہے سو سیکھنے والا اس کا بہتر ہے اس کے غیر کے سیکھنے والے سے بہ نسبت خیریت قرآن کے اور بہر حال وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ قرآن سکھائے اور سیکھے ساتھ اس حیثیت کے کہ جانا ہو جو اس پر فرض عین ہے اور یہ جو کہا کہ پڑھایا ابو عبدالرحمٰن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر میں کہتا ہوں کہ درمیان اول خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اخیر حکومت حجاج کے بہتر سال کا فاصلہ ہے مگر تین مہینے کم اور درمیان اخیر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اول حکومت حجاج کے عراق پر اڑتیس سال کا فاصلہ ہے اور مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ ابو عبدالرحمٰن نے کب پڑھانا شروع کیا اور کب چھوڑا ان کی اس کلام کے واسطے بیان طول مدت پڑھانے اس کے کی ہے قرآن کو یعنی اس نے کتنی مدت لوگوں کو قرآن پڑھایا اور اللہ خوب جانتا ہے اس کی مقدار کو اور جو میں نے ذکر کیا اس سے نہایت مدت اور ادنیٰ پہچانی جاتی ہے اور اشارہ ساتھ قول اس کے کی ذلک طرف حدیث مرفوع کے ہے یعنی وہ حدیث کہ بیان کیا ہے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیچ افضلیت اس شخص کے جو قرآن کو سیکھے اور سکھلائے باعث ہوئی ابو عبدالرحمٰن کو اس پر کہ لوگوں کو قرآن پڑھانے کے واسطے بیٹھا واسطے حاصل کرنے اس فضیلت کے اور یہ مطلب ایک روایت میں صریح آچکا ہے یعنی سکھلاتا رہا ابو عبدالرحمٰن قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حجاج کا زمانہ پہنچا۔ (فتح)

٤٦٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ.

۴۶۴۰۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل تم لوگوں میں وہ ہے جو قرآن کو سیکھے یا اس کو سکھلائے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر تعلیم قرآن کے اور البتہ کسی نے ثوری سے پوچھا کہ جہاد کرنا افضل

ہے یا قرآن کا پڑھانا تو اس نے کہا قرآن کا پڑھانا اور حجت پکڑی اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی داؤد نے۔ (فتح)

٤٦٤١ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِيْ فِي النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا قَالَ أَعْطِهَا ثَوْبًا قَالَ لَا أَجِدُ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۴۶۴۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان اللہ اور اس کے رسول کو بخشی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تو عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے کہا کہ میرا نکاح اس سے کر دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کپڑا دے اس نے کہا کہ میں کپڑا نہیں پاتا تو فرمایا کہ اس کو کچھ دے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو اس نے آپ سے عذر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا قرآن کے یاد کرا دینے پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کا نکاح اس سے کر دیا واسطے تعظیم قرآن کے اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی یہ ہے کہ فضیلت قرآن کی ظاہر ہو اس کے صاحب پر دنیا میں ساتھ اس طور کے کہ قائم ہوا واسطے اس کے مقام مال کے کہ پہنچتا ہے آدمی ساتھ اس کے طرف غرض کے اور بہر حال نفع اس کا آخرت میں سو ظاہر ہے اس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَآءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ.

باب ہے بیان میں کہ قرآن کو زبانی پڑھنا بغیر دیکھنے کے۔

٤٦٤٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَآءَتْ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۴۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تا کہ اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی سو نظر کو اس کی طرف اٹھایا اور جھکایا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا جب عورت نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں دیا تو بیٹھ گئی

فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَّا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

تو ایک مرد آپ ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے تو اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھرا تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ نہیں پایا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو پھر وہ گیا پھر پھرا تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے مجھ کو اللہ کی مجھ کو لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی لیکن میرے پاس یہ ایک تہہ بند ہے، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو آدھا تہہ بند اس کے واسطے ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے تہہ بند سے کیا کرے گا اگر تو اس کو پہنے گا تو اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر عورت اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھا یہاں تک کہ بہت دیر بیٹھا رہا پھر اٹھا تو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرتے دیکھا سو حکم دیا اس کے بلانے کا وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہے پاس تیرے قرآن سے؟ اس نے کہا میرے پاس فلانی فلانی سورت ہے اور ان کو گنا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن کے بدلے جو تم کو یاد ہے یعنی عورت کو وہ قرآن یاد کروا دینا۔

فائدہ: یہ حدیث شریف ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے قول حضرت ﷺ کے بیچ اس کے کہ کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں پس دلالت کی اس نے اوپر فضیلت پڑھنے قرآن کے یاد حفظ سے اس واسطے کہ اس سے تعلیم کی طرف پہنچنا زیادہ ممکن ہے کہا ابن کثیر نے کہ اگر مراد امام

بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ حدیث کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ تلاوت قرآن کی یاد سے افضل ہے تلاوت اس کی سے قرآن سے دیکھ کر کے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ وہ خوب نہ لکھ سکتا تھا اور حضرت ﷺ نے اس کو جانا ہو تو نہیں دلالت کرتا یہ کہ زبانی قرآن پڑھنا افضل ہے اس شخص کے حق میں کہ خوب جانتا ہو اور خوب نہ جانتا ہو اور نیز پس سیاق حدیث کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے طلب ثبوت اس بات کے ہے کہ وہ اول سورتوں کو زبانی یاد رکھتا ہے تاکہ قادر ہو اس کی تعلیم پر واسطے عورت اپنی کے اور نہیں مراد ہے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے میں کہتا ہوں اور نہیں وارد ہوتی بخاری رحمہ اللہ پر کوئی چیز اس قسم سے جو مذکور ہوئی اس واسطے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ باب القراءۃ عن ظہر القلب مشروع ہونا اس کا ہے یا مستحب ہونا اس کا اور حدیث مطابق ہے واسطے اس چیز کے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے ہونے اس کے افضل دیکھ کر کے پڑھنے سے اور البتہ تصریح کی ہے بہت علماء نے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے زبانی یاد پڑھنے سے اور ابو عبید نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ دیکھ کر قرآن پڑھنے والے کی فضیلت اس شخص پر جو اس کو یاد پڑھے جیسے فضیلت فرضوں کی ہے نفلوں پر اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کو ہمیشہ دیکھ کے پڑھا کرو اور اس کی سند صحیح ہے اور باعتبار معنی کے یہی افضل ہے اس واسطے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنے میں غلطی نہیں ہوتی لیکن زبان پڑھنا بعید تر ہے ریا سے اور زیادہ قدرت دینے والا ہے اوپر خشوع کے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ پڑھو قرآن کو اور نہ مغرور کریں تم کو یہ قرآن جو لٹکے ہوئے ہیں اور بے شک اللہ نہیں عذاب کرتا کسی دل کو جس نے قرآن کو یاد رکھا اور گمان کیا ابن بطال نے کہ بیچ قول حضرت ﷺ کے کہ کیا تو ان کو زبانی پڑھتا ہے رد ہے واسطے اس چیز کے کہ تاویل کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے بیچ نکاح کر دینے مرد کے اس پر کہ مہر اس عورت کا اجرت تعلیم اس کی ہے اور نہیں دلالت ہے بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی بلکہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ آپ نے اس سے ثبوت چاہا، کما تقدم۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِذْكَارِ الْقُرْاٰنِ وَتَعَاهُدِهٖ.

باب ہے بیان میں یاد کرنے قرآن کے اور ہمیشہ پڑھنے اس کے کی۔

فائدہ: استذکار القرآن کے معنی ہیں طلب کرنا نفس اپنے سے یاد کرنے قرآن کے کو اور تعاہد کے معنی ہیں خبر گیری کرنی اس کی یعنی تجدید عہد کی ساتھ اس کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی۔

٤٦٤٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۶۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صاحب قرآن کی مثل

عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.

ساتھ قرآن کے بند ہے اونٹ والے کی سی مثل ہے اگر اس کا مالک اس کی خبر گیری کرتا رہا تو اس کو اپنے قابو میں بند رکھا اور اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ صاحب کے وہ ہے جس کو قرآن کی الفت ہو یعنی اس کو تلاوت کی الفت ہو اس کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہو اور یہ عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے دیکھ کر پڑھتا ہو یا زبانی پڑھتا ہو اس واسطے کہ جو اس پر ہمیشگی کرتا ہے ذلیل ہوتی ہے واسطے اس کے زبان اس کی اور آسان ہوتا ہے اس پر پڑھنا اس کا اور جب اس کو چھوڑ دے تو بھاری ہوتی ہے اس پر تلاوت اس کی اور مشکل ہوتی ہے اور قول اس کا انما تقاضا کرتا ہے حصر کو راجح پر لیکن وہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت یاد کرنے اور بھول جانے کے ساتھ تلاوت کرنے اور چھوڑ دینے کے اور یہ جو کہا مثل اونٹ والے کی ہے یعنی ساتھ اونٹ کے اور معقلہ یعنی بندھا ہوا عقال سے اور وہ رسی ہے جو اونٹ کے گھٹنے میں باندھی جاتی ہے تشبیہ دی قرآن کے پڑھنے والے کو اور اس کی تلاوت ہمیشہ کرنے کو ساتھ باندھنے اونٹ کے کہ خوف کیا جاتا ہے اس سے بھاگنا سو جب تک کہ خبر گیری موجود ہے اس کی نگہبانی بھی موجود ہے جیسے کہ اونٹ بندھا ہو قابو میں رہتا ہے اور خاص کیا اونٹ کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ گھر کے پلے ہوئے جانداروں میں زیادہ تر بھڑکنے والا ہے اور وہ بھاگنے کے بعد قابو میں مشکل آتا ہے اور یہ جو کہا کہ اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا تو ایک روایت میں ہے کہ جب قرآن والا کھڑا ہوا اور اس کے رات اور دن میں پڑھا تو اس کو یاد کیا اور اگر نہ کھڑا ہوا تو اس کو بھول گیا۔ (فتح)

٤٦٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُوْلَ نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ.

۴۶۴۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بری بات ہے ہر ایک مسلمان کے حق میں کہ یوں کہے کہ میں فلاں فلاں آیت قرآن کی بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ وہ شخص بھلا دیا گیا اور یاد کرتے رہا کرو قرآن کو اس واسطے کہ قرآن مردوں کے سینے سے جلد نکل جاتا ہے ان اونٹوں سے بھی زیادہ جو اپنے زانو بند رسی سے چھوٹ بھاگیں۔

فائدہ: نسی ایک روایت میں نسی ساتھ تشدید کے آیا ہے اور ایک روایت میں تخفیف کے ساتھ آیا ہے کہا قرطبی نے کہ معنی مشدد کے یہ ہیں کہ وہ سزا دیا گیا ساتھ واقع ہونے بھول کے اوپر اس کے واسطے قصور کرنے اس کے کی بیچ خبر گیری اس کی کے اور یاد کرنے اس کے کی اور معنی مخفف کے یہ ہیں کہ مرد نے اس کو چھوڑا ہے بطور عدم التفات

کے اور اختلاف ہے بیچ متعلق ذم کے اس کے قول بئس سے کئی وجہوں پر یعنی اس کو برا کیوں کہا اور کس سبب سے کہا؟ اول وجہ یہ ہے بعض نے کہا کہ وہ اس بنا پر ہے کہ آدمی نے اپنی بھول کو اپنی جان کی طرف منسوب کیا اور حالانکہ وہ اس کا کام نہیں اور جب اس نے اس کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا تو اس نے وہم دلایا کہ وہ متفرد ہوا ہے ساتھ فعل اس کے کی اللہ کو اس کے فعل میں کچھ دخل نہیں اور لائق یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میں بھلایا گیا ساتھ صیغہ مجہول کے یعنی اللہ ہی نے مجھ کو بھلایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى﴾ اور ساتھ اسی وجہ کے جزم کیا ہے ابن بطال نے سو اس نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جاری ہو بندوں کی زبان پر نسبت افعال کی طرف خالق ان کے کی یعنی ہر کام میں یہی کہنا لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا اس واسطے کہ اقرار ہے واسطے اس کے ساتھ عبودیت کے یعنی بندہ ہونے کے اور مان لینا ہے اس کی قدرت کو اور یہ اولیٰ ہے اس سے کہ افعال کو ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کیا جائے باوجود اس کے کہ ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کرنا بھی جائز ہے ساتھ دلیل قرآن اور حدیث کے پس منسوب کرنا ان کو اللہ کی طرف ان معنوں سے ہے کہ وہ ان کا خالق ہے اور منسوب کرنا ان کو نفس کی طرف ان معنوں میں ہے کہ آدمی اس کا کمانے والا ہے، کہا قرطبی نے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ منسوب کیا حضرت ﷺ نے بھول کو اپنے نفس کی طرف کما سياتى اور اسی طرح منسوب کیا اس کو یوشع نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا انہوں نے کہ میں مچھلی کا قصہ کہنا آپ سے بھول گیا اور اسی طرح منسوب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور البتہ بیان کیا ہے قول اصحاب کا ﴿ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا﴾ جگہ مدح کی اور اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا ﴿سنقرئك فلا تنسى الا ما شاء الله﴾ سو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ذم اس کے متعلق نہیں اور مائل کی ہے اس نے دوسری وجہ کی طرف اور وہ مانند پہلی وجہ کے ہے لیکن سبب ذم کا وہ چیز ہے کہ بیچ اس کے ہے اشعار سے ساتھ نہ کوشش کرنے کے ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے نسیان مگر ساتھ نہ خبر گیری کرنے اس کے کی اور بہت غفلت کے پس اگر خبر گیری کرے اس کی ساتھ تلاوت اس کی کے اور قائم ہونے کے ساتھ اس کے نماز میں تو اس کو ہمیشہ یاد رہے سو جب آدمی کہے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا تو گویا کہ اس نے شہادت دی اپنے نفس پر ساتھ قصور کے سو ہوگا متعلق ذم کا ترک استذکار اور خبر گیری کا اس واسطے کہ وہی ہے جو بھول کو پیدا کرتا ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ برا جانا ہو اس کو کہ کہے آدمی بھول گیا ساتھ ان معنوں کے کہ میں نے چھوڑ دیا نہ ساتھ معنی بھول جانے کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نسو الله فنسيهم﴾ اور اسی وجہ کو اختیار کیا ہے ایک جماعت اور ابو عبید نے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نیز اسماعیلی نے کہا احتمال ہے کہ ہوں فاعل نسیت کے حضرت ﷺ گویا کہ فرمایا کہ نہ کہے کوئی میری طرف سے کہ میں کوئی آیت بھول گیا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے مجھ کو بھلائی ہے واسطے حکمت منسوخ کرنے اس کے اور اٹھا دینے

تلاوت اس کی کے اور مجھ کو اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ اللہ ہی ہے جو مجھ کو بھلاتا ہے سو بھلاتا ہے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کو وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے منسوخ کرنے اس کے کا، پانچویں وجہ یہ ہے کہ کہا خطابی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ منع خاص ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے اور تھا قسم نسخ سے بھول جانا چیز کا جو اتاری گئی پھر منسوخ ہوئی بعد اترنے کے پس جاتی رہی رسم اس کی اور اٹھائی جائے تلاوت اس کی اور ساقط ہو حفظ اس کی یاد رکھنے والوں سے سو کوئی کہنے والا کہے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا سو منع کیے گئے اس سے تا کہ نہ وہم پیدا ہو اوپر محکم قرآن کے ضائع ہونے کا اور اشارہ کیا طرف اس کے کی جوان کے واسطے واقع ہوتا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اللہ کے حکم سے ہے واسطے اس کے کہ اس میں مصلحت دیکھی اور راجح تر سب وجہوں میں دوسری وجہ ہے اور تائید کرتا ہے اس کی عطف امر کا ساتھ یاد رکھنے قرآن کے اوپر اس کے کہا عیاض نے اولیٰ وہ چیز ہے کہ تاویل کی جائے اوپر اس کے ذم حال کی ہے نہ ذم قول کی یعنی برا ہے حال اس شخص کا کہ اس کو یاد کرے پھر اس سے غافل ہو یہاں تک کہ اس کو بھول جائے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کراہت اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور یہ جو کہا کہ یاد کرتے رہا کرو قرآن کو یعنی ہمیشہ اس کو پڑھتے رہو اور طلب کرو اپنے نفسوں سے اس کی مذاکرہ کو کہا طیبی نے کہ وہ عطف ہے باعتبار معنوں کے اوپر قول اس کے کی بئس مالاحدھم یعنی نہ قصور کرو اس کی خبر گیری میں اور یاد رکھنے میں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ قرآن وحشی ہے یعنی وحشی کی مانند ہے اور اس حدیث میں زیادتی ہے اوپر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں تشبیہ ایک امر کی ہے ساتھ دوسرے کے اور اس میں ہے کہ قرآن چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے زیادہ تر ہے اسی واسطے تصریح کی ساتھ باب کے تیسری حدیث میں جس جگہ کہا کہ البتہ وہ سخت تر ہے چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے اپنی رسی میں اس واسطے کہ اونٹ کی شان یہ ہے کہ چاہتا ہے کہ چھوٹ بھاگے جہاں تک کہ ہو سکے سو جب تک اس کو رسی میں نہ باندھے رکھے چھوٹ بھاگتا ہے پس اسی طرح حافظ قرآن کا اگر اس کی خبر گیری نہ کرے تو چھوٹ بھاگتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث موافق ہے دو آیتوں کے ﴿انا سنلقی علیك قولا ثقیلا﴾ ﴿ولقد یسرنا القرآن﴾ سو جو متوجہ ہو اس کی طرف ساتھ محافظت اور خبر گیری کے تو آسان ہوتا ہے واسطے اس کے اور جو اس سے غافل ہو اس سے چھوٹ بھاگتا ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ مِثْلَهُ تَابَعَهُ بِشْرٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ شَقِيْقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث بیان کی ہم سے عثمان نے کہا کہ اس نے حدیث بیان کی ہم سے جریر نے اس نے روایت کی منصور سے مثل اس کے یعنی مثل حدیث کے جو اس سے پہلے ہے اور یہ مشعر ہے کہ سیاق جریر کا مساوی ہے واسطے سیاق شعبہ کے متابعت کی ہے اس کی بشر نے ابن مبارک سے اس نے شعبہ سے یعنی

عبداللہ بن مبارک نے متابعت کی محمد بن عرعرہ کی بیچ روایت اس حدیث کے شعبہ سے اور متابعت کی ہے اس کی ابن جریج نے عبدہ سے اس نے روایت کی شقیق سے اس نے کہا سنا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا سنا میں نے حضرت ﷺ سے اور شاید مراد ساتھ اس متابعت کے دفع کرنا ہے اس شخص کی علت کا جو معلول ٹھہراتا ہے خبر کو ساتھ روایت حماد بن زید کے اور ابوالاحوص کے واسطے اس کے منصور سے موقوف ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر۔ (فتح)

٤٦٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنَ الْإِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا.

۴۶۴۵۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ پڑھتے رہا کرو قرآن کو سوقسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ قرآن زیادہ تر چھوٹ بھاگنے والا ہے ان اونٹوں سے جو اپنی رسی میں بندھے ہیں۔

فائدہ: اونٹ جہاں اپنی رسی سے چھوٹا بھاگا اسی طرح حافظ قرآن نے جب دور چھوڑا بھولا۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی درمیان تین چیزوں کے ساتھ تین چیزوں کے پس حافظ قرآن کا تشبیہ دیا گیا ہے ساتھ اونٹنی والے کے اور قرآن ساتھ اونٹنی کے اور یاد رکھنا ساتھ باندھنے کے کہا طیبی نے کہ نہیں درمیان قرآن کے اور اونٹنی کے کوئی مناسبت اس واسطے کہ قرآن قدیم ہے اور اونٹنی حادث لیکن واقع ہوئی ہے تشبیہ معنی میں اور ان حدیثوں میں رغبت دلانا ہے اوپر یاد کرنے قرآن کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی اور تکرار تلاوت اس کی کے اور دور اس کے کی اور بیان کرنا مثلوں کا ہے واسطے واضح کرنے مقاصد کے اور اخیر حدیث میں قسم کھائی ہے نزدیک دینے خبر کے جس کے سچے ہونے کا یقین ہو واسطے مبالغہ کرنے کے اس کے ثابت کرنے میں سننے والوں کے سینے میں اور حکایت کی ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ دعویٰ کیا گیا اس پر ساتھ مال کے وہ منکر ہوا اور قسم کھائی اس نے پھر اس پر گواہ قائم ہوئے تو اس نے کہا کہ میں بھول گیا تھا تو اس کو اس میں معذور رکھا جائے۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ.

باب ہے سواری پر قرآن پڑھنا۔

فائدہ: یعنی واسطے اس کے کہ اس پر سوار ہو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا

ہے چنانچہ نقل کیا ہے اس کو ابن ابی داؤد نے بعض سلف سے اور پہلے گزر چکی ہے یہ بحث بیچ قرأت قرآن کے حمام وغیرہ میں کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد بخاری کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیچ پڑھنے قرآن کے سواری پر سنت موجود ہے اور اصل اس سنت کا اللہ کا یہ قول ہے ﴿لتستوا علی ظهوره ثم تذكروا نعمة ربكم اذا استويتم﴾ ۔

٤٦٤٦ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ سُوْرَةَ الْفَتْحِ.

۴۶۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن اور حالانکہ آپ اپنی سواری پر سورۂ فتح پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ فتح میں گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْاٰنَ. چھوٹے لڑکوں کو قرآن سکھلانے کا بیان۔

فائدہ: شاید اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور مروی ہے کراہت اس کی سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی سے اور لفظ ابراہیم کا یہ ہے کہ تھے مکروہ جانتے قرآن سکھلانا چھوٹے لڑکے کو یہاں تک کہ سمجھے بوجھے اور کلام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا دلالت کرتا ہے کہ مکروہ ہونا اس کا اس جہت سے ہے کہ اس کو ملال حاصل ہوتا ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے اشعث بن قیس سے کہ اس نے ایک لڑکے کو آگے کیا تو لوگوں نے اس پر عیب کیا تو اس نے کہا نہیں آگے کیا میں نے اس کو مگر یہ کہ آگے کیا ہے اس کو قرآن نے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وہ زیادہ تر باعث ہے طرف ثبوت اس کے کی اور مضبوط ہونے اس کے کی بیچ دل اس کے کی جیسے کہا جاتا ہے کہ لڑکپن میں پڑھنا مانند نقش کے ہے پتھر پر اور کلام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا دلالت کرتا ہے کہ پہلے لڑکے کو آرام میں چھوڑا جائے پھر اس کو آہستہ آہستہ پکڑا جائے اور یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اشخاص کے، واللہ اعلم ۔ (فتح)

٤٦٤٧ ۔ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ

۴۶۴۷۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس چیز کو تم مفصل کہتے ہو وہ محکم ہے اس نے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ میں دس برس کا تھا اور البتہ میں محکم پڑھ چکا تھا۔

عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ.

فائدہ: اسی طرح ہے اس میں تفسیر مفصل کی ساتھ محکم کے سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی کلام سے اور یہ دلالت کرتا ہے کہ دوسری روایت میں ضمیر لہ کا سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی طرف پھرتی ہے اور فاعل قلت کا ابو بشر ہے برخلاف ظاہر متبادر کے کہ ضمیر واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہے اور فاعل قلت کا سعید رحمہ اللہ ہے اور احتمال ہے کہ ہر ایک نے یہ اپنے شیخ سے پوچھا ہو اور مراد ساتھ محکم کے وہ قرآن ہے جس میں کچھ منسوخ نہیں اور بولا جاتا ہے محکم او پر ضد متشابہ کے اور یہ اصطلاح اہل اصول کی ہے اور مراد ہے ساتھ مفصل کے وہ سورتیں ہیں جن میں بسم اللہ کے ساتھ فصل بہت ہے اور وہ سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک ہیں صحیح قول پر اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ترجمے میں طرف قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ تفسیر مجھ سے پوچھا کرو کہ میں نے قرآن کو یاد کر لیا تھا چھوٹی عمر میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت دس برس کے تھے اور نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں قریب بلوغت کے پہنچے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت پندرہ برس کے تھے تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ قول ان کا کہ میں دس برس کا تھا راجع ہو طرف یاد کرنے قرآن کے نہ طرف وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہوگی تقدیر کلام کی یہ کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ میں محکم قرآن کو پڑھ چکا تھا اور میں دس برس کا تھا سو اس میں تقدیم وتاخیر ہے اور ایک روایت میں تیرہ برس کا ذکر آیا ہے اور ایک میں چودہ برس کا سو تطبیق یہ ہے کہ تیرہ برس کی عمر میں احتلام کے قریب پہنچے پھر بالغ ہوئے جب کہ ان کو کامل کیا اور داخل ہوئے چودھویں سال میں سو اطلاق پندرہ برس کا بنظر اعتبار دونوں کسر کے ہے اور اطلاق تیرہ برس کا ساتھ لغو کرنے کسر کے ہے اور اطلاق چودہ کا ساتھ لغو کرنے ایک کسر کے ہے اور اختلاف ہے بیچ اول مفصل کے باوجود اتفاق ہونے کے اس پر کہ وہ قرآن کا اخیر حصہ ہے دس قول پر۔ (فتح)

٤٦٤٨ ۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ.

۴۶۴۸۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمع کیا میں نے محکم قرآن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ابو بشر کہتا ہے میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہا کہ کیا ہے محکم کہا کہ مفصل۔

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْاٰنِ وَهَلْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

باب ہے بھول جانے قرآن کے اور کیا جائز ہے کہ کہے کہ میں فلاں آیت کو بھول گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾. ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا مگر جو اللہ چاہے۔

فائدہ: شاید مراد یہ ہے کہ نہی اس قول سے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا نہیں واسطے زجر کے ہے اس لفظ سے بلکہ واسطے زجر کے ہے اسباب زجر کے لین دین کرنے سے جو تقاضا کرتے ہیں اس لفظ کے بولنے کو اور احتمال ہے کہ منع اور اباحت کو دو حالتوں پر اتارا جائے سو جو شخص کہ پیدا ہو نسیان اس کا مشغول ہونے سے ساتھ امر دینی کے مانند جہاد کے تو اس کے واسطے یہ کہنا منع نہیں اس واسطے کہ نہیں پیدا ہوا ہے بھولنا دینی کام کے چھوڑنے سے اور اس پر محمول ہوگا جو وارد ہوا ہے حضرت ﷺ سے منسوب کرنے بھول کے سے طرف نفس اپنے کے اور جو شخص کہ پیدا ہو نسیان اس کا مشغول ہونے اس کے سے ساتھ کام دنیاوی کے خاص کر جو حرام کام ہو تو اس کو یہ کہنا منع ہے واسطے لین دین کرنے اس کے ساتھ اسباب بھول کے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا تو یہ پھرنا ہے اس سے طرف اختیار کرنے اس چیز کے کہ جس پر اکثر علماء ہیں کہ لا اللہ تعالیٰ کے قول فلا تنسی میں واسطے نفی کے ہے اور یہ کہ اللہ نے آپ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نہیں بھولیں گے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پڑھایا اور بعض نے کہا کہ لا واسطے نہی کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اشباع سین میں واسطے تناسب سر آیتوں کے اور اختلاف ہے استثناء میں یعنی بیچ قول اللہ تعالیٰ الا ماشاء اللہ سو فراء نے کہا کہ وہ تبرک کے واسطے ہے اور یہاں کوئی چیز مستثنیٰ نہیں اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ مگر جو مقدر کیا اللہ نے کہ اس کی تلاوت اٹھائی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مگر جو ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ تجھ سے بھلا دے تا کہ اس کو بھول جائے اور بعض نے کہا کہ فلا تنسی کے معنی ہیں کہ نہ چھوڑے تو عمل کو ساتھ اس کے مگر جو چاہا اللہ نے کہ اس کو منسوخ کرے سو اس کے ساتھ عمل کے تو چھوڑے۔ (فتح)

۴۶۴۹۔ حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا.

۴۶۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو مسجد میں پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے البتہ اس نے مجھ کو فلانی فلانی آیت فلانی سورت سے یاد دلائی اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ جس آیت کو میں نے فلانی فلانی سورت سے نسیان کے سبب سے ساقط کیا تھا یعنی مجھ کو بھول گئی تھی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ

روایت ہے محمد بن عبید بن میمون سے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عیسیٰ نے ہشام سے اور کہا ساقط کیا تھا میں نے ان کو

سُوْرَةِ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ.

فلاں سورۃ سے تابع ہوا علی بن مسہر اور عبدہ ہشام سے۔

٤٦٥٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِيْ سُوْرَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا.

۴۶۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو رات میں قرآن پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے کہ البتہ اس نے مجھ کو فلانی آیت یاد دلائی جو مجھ کو فلانی فلانی سورت سے بھول گئی تھی۔

فائدہ: یہ حدیث مفسر ہے واسطے قول آپ کے کی کہ میں نے اس کو ساقط کیا تھا سو گویا کہ فرمایا کہ ساقط کیا تھا میں نے اس کو بھول سے نہ کہ جان بوجھ کر، کہا اسماعیلی نے کہ بھول جانا حضرت ﷺ کا واسطے کسی چیز کے قرآن سے دو قسموں پر ہے ایک وہ قسم ہے جو تھوڑی دیر کے بعد آپ کو یاد آ جاتا ہے اور یہ قائم ہے ساتھ طبع بشری کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بھی آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسا تم بھول جاتے ہو دوسرا قسم یہ ہے کہ اٹھاتا ہے اس کو اللہ آپ کے دل سے اوپر ارادے منسوخ کرنے تلاوت اس کی کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ استثناء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سنقرئك فلا تنسى الا ما شآء الله﴾ بہر حال پہلی قسم سو عارض ہے جلدی دور ہو جاتی ہے واسطے دلیل ظاہر اس آیت کے ﴿انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون﴾ اور دوسری قسم سو داخل ہے اس آیت میں ﴿ماننسخ من آية او ننسها﴾ اس شخص کی قرأت کی بنا پر جو اس کو ضمہ اول کے ساتھ پڑھتا ہے بغیر ہمزہ کے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے بھول کو حضرت ﷺ پر اس چیز میں کہ نہیں طریق اس کا پہنچانا مطلق اور اسی طرح اس چیز میں کہ طریق اس کا پہنچانا ہے لیکن ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ وہ اس کے بعد ہے کہ واقع ہو آپ سے تبلیغ اس کی دوسرے یہ کہ نہیں رہتے قائم اپنی بھول پر ہمیشہ بلکہ یا تو خود بخود آپ کو یاد آ جاتا ہے یا کوئی غیر آپ کو یاد دلا دیتا ہے اور کہا اس میں فوری بھی شرط ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں بہر حال اس کی تبلیغ سے پہلے سو اس میں آپ کو بھول جانا اس میں بالکل جائز نہیں اور بعض صوفیوں نے یہ گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ سے بھول جانا بالکل واقع نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صواب نسیان کی واقع ہوتی ہے، کہا عیاض نے کہ اس کا کوئی قائل نہیں مگر ابو المظفر اور یہ قول ضعیف ہے اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بلند کرنا آواز کا ساتھ پڑھنے قرآن کے رات کو اور مسجد

میں اور دعا واسطے اس شخص کے کہ جس کی جہت سے خیر حاصل ہو اگرچہ نہ قصد کیا ہو اس شخص نے جس کی طرف سے نیکی حاصل ہوئی اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ بھول جانے قرآن کے سو بعض نے اس کو کبیرہ گناہ ٹھہرایا ہے اور ان کی حجت ایک یہ حدیث ہے جو ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ میری امت کے گناہ میرے سامنے لائے گئے سو نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا اس سے کہ ایک مرد کو قرآن کی سورت ملی سو وہ اس کو بھول گیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہم بہت بڑا گناہ دیکھتے تھے کہ آدمی قرآن کو سیکھے پھر اس کو بھول جائے اور اس کی سند جید ہے اور اسی طرح روایت ہے ابن سیرین سے اور ابو داؤد نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو قرآن کو پڑھے پھر اس کو بھول جائے تو ملے گا اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں کہ وہ اجذم ہو گا یعنی اس کا ہاتھ کٹا ہو گا یا اس کا ہاتھ خیر سے خالی ہو گا یا حقیقۃً کوڑھی ہو گا اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو المکارم اور رویانی شافعیوں میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ تلاوت سے منہ پھیرنا سبب ہے واسطے بھول جانے قرآن کے اور بھول جانا اس کا دلالت کرتا ہے اوپر نہ کوشش کے ساتھ اس کے اور سستی کے ساتھ امر اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ جس نے سارے قرآن یا بعض کو یاد کیا تو بلند ہوا رتبہ اس کا بہ نسبت اس شخص کے جس نے اس کو یاد نہ کیا ہو سو جب اس نے اس مرتبے میں قصور کیا باوجود دینی ہونے کے یہاں تک کہ دور ہوا اس سے تو مناسب ہوا کہ اس کو اس پر عذاب کیا جائے اس واسطے کہ قرآن کی خبر گیری کو چھوڑ دینا پہنچاتا ہے طرف رجوع کرنے کے طرف جہل کی اور رجوع کرنا طرف جہل کے بعد علم کے بہت سخت ہے اور کہا اسحاق نے مکروہ ہے کہ چالیس دن مرد پر گزریں کہ ان میں قرآن کو نہ پڑھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ کہے فلانی آیت کو فلانی سورت سے میں نے ساقط کر ڈالا یعنی بھول گیا جب کہ واقع ہو یہ اس سے۔ (فتح)

٤٦٥١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ.

۴۶۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بری بات ہے واسطے ہر ایک مسلمان کے یہ کہ کہے میں فلانی فلانی آیت کو بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ میں بھلایا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَقُوْلَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو نہیں دیکھتا ڈر اس کہنے کا کہ سورۂ بقرہ اور فلاں سورۃ۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور کہتا

ہے کہ نہ کہا جائے مگر یوں کہ وہ سورۃ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور پہلے گزر چکا ہے حج میں اعمش کے طریق سے کہ اس نے سنا حجاج بن یوسف کو کہ کہتا ہے منبر پر وہ سورہ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور یہ کہ رد کیا اس نے اوپر اس کے ساتھ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے کہا قاضی عیاض نے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حجت ہے بیچ جواز کہنے سورۃ بقرہ کے اور مانند اس کی کے اور البتہ اس میں اختلاف ہے بعض نے اس کو جائز رکھا ہے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے اور کہا کہ کہا جائے وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے، میں کہتا ہوں اور حج میں گزر چکا ہے کہ ابراہیم نخعی نے انکار کیا حجاج کے اس قول پر کہ مت کہو سورہ بقرہ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ سنت ہے اور وارد کی حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اور قوی تر اس سے حجت میں وہ چیز ہے جس کو بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے اور وارد ہوئی ہیں اس میں بہت حدیثیں بیچ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں جائز ہے یہ کہ کہے سورۃ بقرہ اور سورۃ عنکبوت اور اسی طرح باقی سورتوں کو بھی اور اس میں کوئی کراہت نہیں اور بعض سلف نے کہا کہ یہ مکروہ ہے اور ٹھیک بات پہلی ہے کہ یہ کہنا جائز ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور جو حدیثیں کہ اس میں وارد ہوئی ہیں زیادہ ہیں اس سے کہ گنی جائیں اور اسی طرح اصحاب سے ہے اور جو ان کے بعد ہیں، میں کہتا ہوں اور ان بعض کے قول کے موافق بھی ایک حدیث مرفوع آ چکی ہے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا کہ مت کہو سورۃ بقرہ اور نہ سورۃ آل عمران اور نہ سورۃ نساء اور اسی طرح سارا قرآن روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور اس کی سند میں عبیس راوی ہے اور وہ ضعیف ہے اور وارد کیا ہے اس کو ابن جوزی رحمہ اللہ نے موضوعات میں اور منقول ہے امام احمد رحمہ اللہ سے کہ وہ حدیث منکر ہے میں کہتا ہوں اور باب تالیف القرآن میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اس آیت کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے کہا ابن کثیر نے نہیں شک ہے اس میں کہ یہ احوط ہے لیکن قرار پا چکا ہے اجماع اوپر جواز کے مصاحف اور تفاسیر میں، میں کہتا ہوں اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ احتیاط مذکور کے ایک جماعت مفسرین نے اور ان میں سے ہیں ابو محمد اور متقدمین میں سے ہیں کلبی اور نقل کیا ہے اس کو قرطبی نے حکیم ترمذی سے کہ عزت قرآن کی سے ہے یہ کہ نہ کہا جائے سورۃ بقرہ اور سورۃ نحل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جائے کہ وہ سورت جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس طور کے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اس کے معارض ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے تعارض باوجود ممکن ہونے تطبیق کے سو حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جواز پر دلالت کرے گی اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اگر ثابت ہو تو محمول ہوگی خلاف اولیٰ پر۔

٤٦٥٢ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي

۴۶۵۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رات کو سورۃ بقرہ کی اخیر کی دو آیتیں پڑھے گا تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

فائدہ: اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

۴۶۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ حَدِيْثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهٖ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُوَ أَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُوْدُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا

۴۶۵۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تو میں نے اس کی قرأت کی طرف کان لگایا سو اچانک دیکھا کہ وہ اس کو پڑھتا ہے بہت حرفوں پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائے سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس پر اچھل پڑوں سو میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کو گلے میں چادر ڈال کر کھینچا میں نے کہا کہ تجھ کو یہ سورت کس نے پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تو میں اس کو کھینچتا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا تو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اس کو سنا سورۂ فرقان پڑھتا تھا کئی وجہوں پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائیں اور بے شک آپ نے مجھ کو سورۂ فرقان پڑھائی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ہشام! اس کو پڑھ سو اس نے اس کو پڑھا جس طور سے میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا پڑھ اے عمر! سو میں نے اس کو پڑھا جس طور سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک یہ قرآن اتارا گیا سات وجہوں پر سو ان میں سے پڑھو جو تم کو سہل معلوم ہو۔

الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اِقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۴۶۵۴۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا.

۴۶۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو مسجد میں رات کو قرآن پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے کہ البتہ اس نے مجھ کو یاد دلائی فلانی فلانی آیت جس کو میں نے نسیان کے سبب ساقط کر ڈالا تھا فلانی فلانی سورت سے۔

فائدہ: یہ تینوں حدیثیں ترجمہ کے واسطے شہادت دیتی ہیں اور مناسب ہیں واسطے اس کے۔

بَابُ التَّرْتِيْلِ فِي الْقِرَاءَةِ. قرأت کو کھول کھول کر پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ظاہر کرنا حرفوں اس کے کا اور آہستگی کرنی بیچ ادا کرنے ان کے کی تا کہ وہ زیادہ تر بلانے والا طرف سمجھنے معنی ان کے کی۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھ قرآن کو کھول کھول کر صاف۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے سلف سے بیچ تفسیر اس کی کے سو مجاہد سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پڑھ بعض کو پیچھے بعض کے ٹھہر ٹھہر کر اور قتادہ سے روایت ہے کہ بیان کر اس کو بیان کرنا اور یہ امر اگر وجوب کے واسطے نہ ہو تو مستحب ہو گا۔

وَقَوْلِهٖ ﴿وَقُرْاٰنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهٗ عَلَى

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور قرآن کو جدا جدا بھیجا ہم

النَّاسِ عَلٰی مُكْثٍ﴾. نے تا کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر۔

فائدہ: اس کی توجیہ آئے گی ان شاء اللہ تعالی۔

وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ. اور جو مکروہ ہے یہ کہ نہایت جلد پڑھے بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستحب ہونا ترتیل کا نہیں لازم پکڑتا ہے جلدی پڑھنے کی کراہت کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ نہایت جلدی پڑھنا ہے اس طور سے کہ بہت حرف پوشیدہ رہیں یا اپنے مخرجوں سے نہ نکلیں اور البتہ ذکر کیا گیا ہے باب میں انکار ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس شخص پر جو قرآن کو نہایت جلد جلد پڑھے جیسا کہ شعر پڑھا جاتا ہے اور دلیل جلدی پڑھنے کے جواز کی وہ حدیث ہے جو احادیث الانبیاء میں پہلے گزر چکی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا قرآن داؤد علیہ السلام پر سو وہ اپنی سواریوں کے کسنے کا حکم کرتے تھے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔ (فتح)

﴿فِيهَا يُفْرَقُ﴾ يُفَصَّلُ. یفرق کے معنی ہیں تفصیل کیا جاتا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَرَقْنَاهُ﴾ فَصَّلْنَاهُ. کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرقناہ کے معنی ہیں تفصیل کیا ہم نے اس کو۔

فائدہ: مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک مرد ہے جو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو پڑھتا ہے اور ایک مرد ہے کہ فقط سورۂ بقرہ کو پڑھتا ہے دونوں کا قیام بھی برابر ہے اور رکوع بھی ایک اور سجدہ بھی ایک تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پڑھنا میرا سورۂ بقرہ کو فقط افضل ہے پھر یہ آیت پڑھی اور قرآن کو ہم نے تفریق کے ساتھ اتارا تا کہ پڑھے تو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور ایک روایت میں ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں اور البتہ میں تین دن میں قرآن پڑھتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ پڑھنا میرا سورۂ بقرہ کو ساتھ ترتیل اور تدبر کے بہتر ہے یہ کہ پڑھوں جیسے تو کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں البتہ میں ایک رات میں قرآن کو پڑھتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ پڑھنا میرا ایک سورۂ کو بہتر ہے اگر تو ضرور پڑھنے والا ہو تو ایسے طور سے پڑھ کہ تیرے کان اس کو سنیں اور تیرا دل اس کو یاد رکھے اور تحقیق یہ ہے کہ ایک جہت سے جلدی پڑھنے کو فضیلت ہے اور ایک جہت سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو فضیلت ہے بشرطیکہ جلدی پڑھنے والا نہ چھوڑے کسی چیز کو حروف اور حرکات اور سکون سے جو واجب ہیں سو نہیں منع ہے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ہو اگرچہ برابر ہیں اس واسطے کہ جو کھول کھول کر پڑھے اور غور کرے اس شخص کی مانند ہے جو ایک موتی قیمتی خیرات کرے اور جو جلد پڑھے تو وہ مثل اس شخص کے جو

چند موتی خیرات کرے لیکن ان کی قیمت اس ایک موتی کے برابر ہو اور کبھی ایک موتی کی قیمت دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے اور کبھی عکس۔ (فتح)

۴٦۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَدَوْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ اٰلِ حٰمٓ.

۴٦۵۵۔ حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ ہم ایک دن صبح کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ایک مرد نے کہا کہ میں نے آج رات سب مفصل کو پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے قرآن کو نہایت جلدی پڑھا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے البتہ ہم نے قرأت کو سنا اور البتہ میں یاد رکھتا ہوں ہم مثل سورتوں کو جن کو حضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے وہ اٹھارہ سورتیں ہیں مفصل سے اور دو سورتیں آل حم سے۔

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ایک دن صبح کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے سو ہم نے دروازے پر سلام کیا تو ہم کو اجازت ملی پھر ہم تھوڑی دیر دروازے پر ٹھہرے تو لونڈی نکلی سو اس نے کہا کہ کیا اندر نہیں جاتے؟ سو ہم اندر گئے تو اچانک ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے سبحان اللہ پڑھتے تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس چیز نے تم کو منع کیا اندر آنے سے اور حالانکہ تم کو اجازت ہو چکی تھی؟ ہم نے کہا ہم نے گمان کیا تھا کہ بعض گھر والے سوتے ہوں گے، کہا گمان کیا تم نے ام عبد کو غافل پھر ساری حدیث بیان کی، کہا خطابی نے کہ هذًّا کے معنی ہیں نہایت جلدی پڑھنا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اٹھارہ سورتیں مفصل سے تو ایک روایت میں ہے کہ بیس سورتیں اول مفصل سے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد اٹھارہ سورتیں سوائے سورۂ دخان کے ہیں اور جو اس کے ساتھ ہے اور سب کو مفصل کہا بطور تغلیب کے ہے نہیں تو دخان مفصل میں سے نہیں راجح قول پر لیکن جائز ہے کہ ہو تالیف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی برخلاف ترتیب عثمانی کے اس واسطے کہ اعمش کی روایت کے اخیر میں ہے کہ آخران کا حم دخان ہے اور عم بنا بر اس کے تغلیب نہیں اور یہ جو کہا کہ آل حم سے تو مراد وہ سورتیں ہیں جن کے اول میں حم ہے اور بعض نے کہا کہ خود حم مراد ہے اور غریب بات کہی ہے داؤدی نے سو کہا اس نے کہ قول اس کا من آل حم ابو وائل کی کلام سے ہے نہیں تو اول مفصل کا نزدیک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اول جاثیہ سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوتا ہے یہ اگر ترتیب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب عثمانی کے موافق ہو اور حالانکہ امر اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب کے مخالف ہے سو شاید یہ بھی اسی سے ہو اور ہو اول مفصل کا نزدیک اس کے اول جاثیہ کا اور دخان متاخر اس کی

ترتیب میں جاشیہ سے نہیں ہے کوئی مانع اس سے۔ (فتح)

٤٦٥٦ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْآيَةَ الَّتِيْ فِيْ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ﴾ فَإِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِيْ صَدْرِكَ ﴿وَقُرْاٰنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ.

۴۶۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ تو جلدی کرے ساتھ اس کے کہا کہ تھے حضرت ﷺ جب اترتے جبریل علیہ السلام ساتھ وحی کے یعنی لاتے قرآن کو اور ہلاتے ساتھ اس کے اپنی زبان کو اور دونوں ہونٹوں کو تو آپ پر مشکل ہوتا اور یہ آپ سے پہچانا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جو سورۂ لا اقسم میں ہے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ جلدی کرے تو اس کے ساتھ بے شک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور پڑھنا اس کا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مراد یہ ہے کہ ہمارا ذمہ ہے یہ کہ ہم اس کو تیرے سینے میں جمع کریں اور پڑھنے اس کے کو یہ کہ پڑھیں ہم اس کو اور جب ہم اس کو پڑھیں تو پیروی کر اس کے پڑھنے کی یعنی جب ہم اس کو تجھ پر اتاریں تو کان لگا کر سنا کر پھر ہمارا ذمہ ہے بیان کرنا اس کا یعنی ضروری ہے ہم پر کہ ہم بیان کریں اس کو تیری زبان پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر اس کے بعد یہ دستور تھا کہ جب جبریل علیہ السلام آتا تو حضرت ﷺ سر نیچے ڈالتے پھر جب جبریل علیہ السلام چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ قیامہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مما یحرک کی توجیہ بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ممن یحرك آیا ہے اور متعین ہے کہ من واسطے تبعیض کے ہو اور من موصولہ، واللہ اعلم اور شاہد ترجمہ کا اس سے منع کرتا ہے جلد پڑھنے سے سو یہ تقاضا کرتا ہے کہ مستحب ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور یہی مناسب ہے واسطے ترتیل کے اور اس باب میں حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضرت ﷺ کھول کھول کر پڑھتے تھے سورت کو یہاں تک کہ نہایت دراز تر ہو جاتے اور روایت ہے کہ علقمہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر قرآن پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھول کر پڑھا تو نے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں اس واسطے کہ وہ زینت ہے قرآن کی۔ (فتح)

بَابُ مَدِّ الْقِرَآءَةِ.

باب ہے بیچ بیان کھینچنے آواز کے ساتھ قرأت قرآن کے۔

فائدہ: قرآن پڑھنے کے وقت آواز کو کھینچنا دو طور پر ہے ایک اصلی ہے اور وہ دراز کر کے پڑھنا اس حرف کا ہے جس کے بعد الف یا واؤ یا یا ہو اور ایک غیر اصلی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے حرف کے بعد جس کی یہ صفت ہے ہمزہ لایا جائے اور وہ متصل ہے اور منفصل سو متصل وہ ہے جو نفس کلمے سے ہو اور منفصل وہ ہے جو دوسرے کلمے سے ہو سو لایا جاتا ہے پہلے میں الف اور واؤ اور یا پورے طور سے ادا کیا ہو بغیر زیادتی کے اور دوسرا زیادہ کی جاتی بیچ تمکین الف اور واؤ اور یا کے زیادتی اوپر اس کے کہ نہیں ممکن ہے بولنا ساتھ اس کے مگر ساتھ مد کے اور مذہب اعدل یہ ہے کہ کھینچا جائے ہر حرف ان میں سے دوگنا اس سے کہ پہلے کھینچا جاتا تھا اور کبھی تھوڑا سا اس سے زیادہ کیا جاتا ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ محمود نہیں اور مراد ترجمہ میں پہلی قسم ہے۔ (فتح)

٤٦٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَآءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا.

۴۶۵۷۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے حضرت ﷺ کی قرأت کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تھے کھینچتے یعنی قرأت کو۔

٤٦٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ.

۴۶۵۸۔ کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کی قرأت کس طرح تھی؟ انہوں نے کہا کہ تھے کھینچتے آواز اپنی کو ساتھ قرأت کے پھر پڑھتے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کھینچتے بسم اللہ کو پھر کھینچتے رحمٰن کو پھر کھینچتے الرحیم کو۔

فائدہ: ظاہر ہوا پہلی روایت سے کہ قتادہ رحمہ اللہ راوی خود ہی سائل ہے اور یہ جو پہلی روایت میں کہا کہ تھے کھینچتے لام کے جو ہا سے پہلے ہے اسم اللہ سے اور ساتھ کھینچنے میم کے جو پہلے نون سے ہے رحمٰن میں اور ساتھ کھینچنے حا کے رحیم سے اور کانت مدا کے معنی ہیں ذات مد یعنی صاحب کھینچنے کے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی آواز کو کھینچتے تھے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے قطبہ بن مالک کے طریق سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فجر کی نماز میں سورۂ ق پڑھی سو گزرے اس لفظ پر طلع نضید سو کھینچا آواز اپنی کو ساتھ نضید کے اور یہ شاہد جید ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اصل اس کی مسلم میں ہے۔

تنبیہ: استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حضرت ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم نماز میں پڑھتے تھے اور مقصود اس کا ساتھ اس کے معارضہ کرنا ہے نیز انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ بسم اللہ کو نماز میں نہیں پڑھتے تھے اور اس استدلال میں نظر ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ جب بسم اللہ کو پڑھتے تو اپنی آواز کو اس کے ساتھ کھینچتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو نماز کی ہر رکعت میں سورۂ الحمد کی ابتدا میں پڑھتے تھے اور نیز سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوتی ہے یہ حدیث بصورت مثال کے سو نہ متعین ہو گی بسم اللہ اور علم اللہ کے پاس ہے۔

بَابُ التَّرْجِيعِ. باب ہے بیچ بیان ترجیع کے۔

فائدہ: اور وہ قریب ہونا اقسام حرکتوں کا ہے اور اس کی اصل تردید ہے یعنی پھیرنا آواز کا حلق میں جیسا کہ توحید میں اس حدیث میں اس کی تفسیر آئے گی ساتھ قول اس کے کی کہ آ آ ساتھ ہمزہ مفتوح کے کہ اس کے بعد الف ساکن ہے پھر دوسرا ہمزہ ہے پھر انہوں نے کہا کہ اس میں دو امروں کا احتمال ہے ایک یہ کہ پیدا ہوا یہ چلنے اونٹنی کے سے دوسرا یہ کہ اشباع کیا حضرت ﷺ نے مد کو اپنی جگہ میں تو اس سے یہ پیدا ہوا اور یہ دوسرا احتمال مشابہ تر ہے ساتھ سیاق کے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو میں تمہارے لیے اس آواز سے پڑھتا اور البتہ اس جگہ کے سوائے اور جگہ میں بھی ترجیع ثابت ہو چکی ہے سو روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کی آواز کو سنا قرآن کو ترجیع کے ساتھ پڑھتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ترجیع میں کچھ قدر زیادتی ہے ترتیل پر یعنی کھول کھول کر پڑھنے پر اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ معنی ترجیع کے خوش آوازی سے قرآن کو پڑھنا نہ ترجیع راگ کی اس واسطے کہ پڑھنا قرآن کا ساتھ ترجیع راگ کے مخالف ہے خشوع کو جو مقصود ہے تلاوت قرآن کی سے اور اس حدیث میں ثابت ہونا ملازمت حضرت ﷺ کی کا ہے واسطے عبادت کے یعنی ہر وقت حضرت ﷺ عبادت میں رہتے تھے اس واسطے کہ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور وہ چلتے تھے آپ نے عبادت کو نہیں چھوڑا اور اس کو پکار کر پڑھنے میں ارشاد ہے طرف اس کے کہ عبادت کو ظاہر کرنا کبھی ہوتا ہے افضل پوشیدہ کرنے سے اور وہ وقت تعلیم کا ہے اور جگانے غافل کے اور مانند اس کے۔ (فتح)

۴۶۵۹۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهٖ أَوْ جَمَلِهٖ وَهِيَ

۴۶۵۹۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو پڑھتے دیکھا اور حالانکہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر تھے اور وہ چلتی تھی اور وہ سورۂ فتح یا سورۂ فتح سے پڑھتے تھے قرأت نرم پڑھتے تھے ساتھ ترجیع کے۔

يَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ.

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ. خوش آوازی سے قرآن مجید کو پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: باب من لم یتغن بالقرآن میں مذکور ہو چکا ہے کہ اجماع ہے اوپر استحباب سننے قرآن کے خوش آواز سے یعنی خوش آواز سے قرآن سننا مستحب ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش آواز جوان کو خوش آوازی کے سبب سے امام بناتے تھے۔ (فتح)

۴۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا أَبَا مُوْسَى لَقَدْ أُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوُدَ.

۴۶۶۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابو موسیٰ! البتہ تجھ کو بانسری دی گئی داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ساتھ اس لفظ کے کہ اگر تو مجھ کو دیکھتا اور حالانکہ میں تیرے قرآن پڑھنے کو آج رات سنتا تھا اور روایت کی ہے ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں رات کے وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر گزرے اور وہ اپنے گھر میں قرآن پڑھتے تھے سو دونوں اس کی قراءت کے سننے کو کھڑے ہوئے پھر وہاں سے گزرے پھر صبح کے وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھ پر گزرا تھا سو ذکر کی ساری حدیث اور دارمی نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے اور وہ نہایت خوش آواز تھے کہ البتہ اس کو بانسری دی گئی داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے سو شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اس طریق کی طرف اور مراد ساتھ بانسری کے خوب اور خوش ہونا آواز کا ہے اور اصل مزمار آلہ کو کہتے ہیں بولا گیا ہے نام اس کا آواز پر واسطے مشابہت کے اور اس حدیث میں دلالت ظاہر ہے اس پر کہ قراءت غیر اس چیز کے ہے جو پڑھی گئی اور باقی بحث اس کی توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ. جو چاہے کہ اپنے غیر سے قرآن کو سنے اس کا بیان۔

۴۶۶۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۶۶۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ

إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ.

میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا، حضرت مَثَلِّقَيْمِ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطور اختصار کے پھر وارد کیا ہے اس کو دوسرے باب میں ساتھ درازی کے باب ہے قول مقری کا واسطے قاری کے کہ تجھ کو کفایت کرتا ہے اور مراد ساتھ قرآن کے بعض قرآن کا ہے کہ اکثر روایتوں میں لفظ قرآن کا نہیں بلکہ مطلق ہے پاس صادق آتا ہے بعض قرآن پر کہا ابن بطال نے احتمال ہے کہ قرآن کو اپنے غیر سے اس واسطے سننا چاہتے ہوں کہ ہو دور قرآن کا سنت اور احتمال ہے کہ اس واسطے ہو کہ اس کو سمجھیں اور سوچیں اس واسطے سننے والا قوی تر ہے اوپر سوچنے کے اور نفس اس کا خالی ہے اور خوش دل ہے واسطے اس کے قاری سے واسطے مشغول ہونے اس کے کی ساتھ قرأت کے اور احکام اس کے کی اور یہ برخلاف اس چیز کے ہے کہ حضرت مَثَلِّقَيْمِ نے اس کو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ پر پڑھا جیسا کہ مناقب وغیرہ میں گزر چکا ہے اس واسطے کہ حضرت مَثَلِّقَيْمِ نے ارادہ کیا تھا کہ سکھلائیں اس کو کیفیت اور قرأت کے اور مخارج حروف کے اور مانند اس کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ.

کہنا پڑھوانے والے کا پڑھنے والے کو کہ تجھ کو اسی قدر کافی ہے اس کا بیان۔

٤٦٦٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى أَتَيْتُ إِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ

۴۶۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَثَلِّقَيْمِ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن کو پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت مَثَلِّقَيْمِ نے فرمایا ہاں! سو میں نے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ ہم ہر امت کے گواہ یعنی پیغمبر کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے فرمایا بس اب تجھ کو اسی قدر کفایت کرتا ہے تو میں نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اچانک آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

بَابُ فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾.

کتنے دنوں میں قرآن پڑھا جائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھ جو تم کو آسان معلوم ہو قرآن سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ کم سے کم جو چیز کہ ہر دن رات میں کفایت کرتی ہے قرآن کا چالیسواں حصہ ہے یعنی ہر دن رات میں اس سے کم نہ پڑھے اور یہ منقول ہے اسحاق بن راھویہ سے اور حنابلہ سے اس واسطے کہ عموم قول اللہ تعالیٰ کا کہ پڑھو جو تم کو آسان معلوم ہو قرآن سے اس سے کم کو بھی شامل ہے سو جو قرآن کے کچھ حصے کی تعیین کا دعویٰ کرے تو لازم ہے اس پر بیان کرنا اور روایت کی ہے ابو داؤد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ چالیس دن میں قرآن پڑھا جائے پھر کہا کہ مہینے میں اور نہیں ہے اس میں دلالت مطلوب پر۔ (فتح)

٤٦٦٢ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ أَجِدْ سُوْرَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ اٰيَاتٍ فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ اٰيَاتٍ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَلَقِيْتُهُ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

۴۶۶۲۔ حدیث بیان کی ہم سے علی نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے کہ ابن شبرمہ نے مجھ سے کہا کہ میں نے سوچا کہ آدمی کو کتنا قرآن کفایت کرتا ہے یعنی نماز میں سو میں نے تین آیتوں سے کم تر کوئی سورت نہ پائی تو میں نے کہا کہ نہیں لائق کسی شخص کو کہ تین آیتوں سے کم تر پڑھے، کہا سفیان نے خبر دی ہم کو منصور نے ابراہیم سے اس نے روایت کی عبدالرحمن سے خبر دی اس کو علقمہ نے ابو مسعود سے کہا عبدالرحمن نے اور میں ابو مسعود سے ملا اور وہ خانے کعبے کا طواف کرتا تھا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رات کو سورۂ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں پڑھے تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے کہ کفایت کرنے سے کیا مراد ہے اور جو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے سفیان بن عیینہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ ایک وجہ کی بنا پر ہے جو دونوں آیتوں کے کفایت کرنے کی تاویل میں کہی گئی ہے یعنی بیچ قیام رات کی نماز کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ ترجمہ کے ابن کثیر پر اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ اس جہت سے ہے کہ جس آیت کے ساتھ ترجمہ باندھا گیا ہے وہ مناسب ہے اس چیز کو کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن عیینہ نے ابو مسعود کی حدیث سے اور جامع درمیان دونوں کے یہ ہے کہ ہر

ایک آیت اور حدیث سے دلالت کرتی ہے اوپر کافی ہونے کے برخلاف اس کے جو ابن شبرمہ نے کہا۔ (فتح)

٤٦٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُولُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقَنِي بِهِ فَلَقِيتُهُ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً وَاقْرَإِ الْقُرْاٰنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلٰى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبُعَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوّٰى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۴۶۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک عورت عمدہ نسب والی سے کروایا یعنی قریش میں سے سو وہ بہو یعنی اپنے بیٹے کی بیوی کی خبر گیری کرتا تھا سو اس سے اس کے خاوند کا حال پوچھتا سو وہ کہتی کہ خوب مرد ہے وہ مرد کہ نہ اس نے ہمارے بستر پر پاؤں رکھا اور نہ اس نے ہمارا پردہ ڈھونڈا جس دن سے ہم اس کے پاس آئے سو جب یہ حال عمر رضی اللہ عنہ پر دراز ہوا تو اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا یعنی اپنے بیٹے کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو مل پھر میں اس کے بعد آپ سے اتفاقاً ملا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کس طرح روزہ رکھتا ہے؟ کہا ہر دن حضرت ﷺ نے فرمایا قرآن کو کس طرح ختم کرتا ہے؟ کہا ہر رات میں، فرمایا ہر مہینے میں تین روزے رکھا کر اور ہر مہینے میں ایک بار قرآن پڑھا کر میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر جمعے میں تین روزے رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن نہ رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا روزہ رکھا کر افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا اور پڑھ قرآن کو ہر ہفتے میں ایک بار سو کاش کہ میں نے حضرت ﷺ کی رخصت کو قبول کیا ہوتا اور یہ تمنا اس سبب سے ہے کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہوا ہوں سو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما دن کو اپنے بعض گھر والوں پر ساتواں حصہ قرآن کا پڑھتے اور جو پڑھتے اس کا دور دن سے کرتے تا کہ ہلکا ہو اوپر ان کے پڑھنا اس کا رات کو اور جب

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ عَلَى سَبْعٍ.

چاہے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ رکھتے اور گنتے اور ان کے برابر اور دن روزہ رکھتے واسطے برا جاننے اس بات کو کہ چھوڑیں کچھ چیز جس پر حضرت ﷺ کو چھوڑا، کہا ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے اور کہا بعض نے تین دن میں اور پانچ دن میں اور اکثر راوی سات دن پر ہیں۔

فائدہ: ہمارے بستر پر کبھی پاؤں نہیں رکھا یعنی ہمارے ساتھ کبھی نہیں لیٹا تا کہ ہمارے بستر کو روندے اور نہ اس نے ہمارا پردہ ڈھونڈا یعنی اس نے مجھ سے کبھی جماع نہیں کیا اور یہ جو کہا کہ جب اس پر یہ حال دراز ہوا گویا کہ اس نے دیر کی اس کی شکایت میں واسطے اس امید کے کہ باز آ جائے اور تدارک کرے پھر جب وہ بدستور رہا اپنے حال پر تو ڈرے یہ کہ لاحق ہو اس کو گناہ بسبب ضائع کرنے حق بیوی اپنی کے سو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی اور واقع ہوا ہے اس روایت میں بعد قول اس کے کہ ایک دن روزہ رکھا کر اور ایک دن نہ رکھا کر کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں اور شاید اس میں تقدیم وتاخیر واقع ہوئی ہے یعنی راوی نے اس کلام کو مؤخر کر دیا ہے ورنہ درحقیقت یہ کلام مقدم ہے اور پڑھ قرآن کو ہر ہفتے میں ایک بار یعنی ہر ہفتہ میں قرآن کا ایک بار ختم کیا کر اور یہ جو کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بعض گھر والوں پر قرآن کا ساتواں حصہ پڑھتے تھے یعنی جس پر ان میں سے میسر ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ کام دن کو کرتے تھے تا کہ یاد کریں وہ چیز جس کو رات کی نماز میں پڑھیں اس خوف سے کہ کوئی چیز ان سے پوشیدہ رہے بسبب بھول جانے کے اور یہ جو کہا کہ جب چاہتے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ رکھتے، الخ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ افضل واسطے اس شخص کے کہ روزہ رکھنا چاہے داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے ہمیشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل سے لیا جاتا ہے کہ جو اس سے افطار کرے پھر اتنے روزے اور دنوں میں رکھے تو کفایت کرتا ہے اس کو روزہ رکھنا ایک دن کا اور نہ رکھنا ایک دن کا اور یہ جو کہا کہ کہا بعض نے کہ تین دن میں یا سات دن میں تو شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف روایت شعبہ کے مغیرہ سے ساتھ اس اسناد کے سو فرمایا کہ پڑھو قرآن کو ہر مہینے میں کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں سو ہمیشہ رہے وہ بھی کہتے یہاں تک کہ کہا تین دن میں اس واسطے کہ پانچ پکڑے جاتے ہیں اس سے بطور تضمن کے پھر پایا میں نے مسند دارمی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے کہا یا حضرت! میں کتنے دن میں قرآن ختم کیا کروں؟ فرمایا کہ مہینے میں اس کو ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پچیس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا کہ میں اسے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ اس کو بیس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ قرآن کو پندرہ دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا

پانچ دن میں اس کو ختم کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا نہ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تین دن میں ختم کیا کر اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں سمجھتا جو قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھے اور شاھد اس کا نزدیک سعید بن منصور کے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کرتے تھے اور اسی کو اختیار کیا ہے احمد اور اسحاق بن راھویہ وغیرھم نے اور ثابت ہو چکا ہے بہت سلف سے کہ انہوں نے قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھا، کہا نووی رحمہ اللہ نے مختار یہ بات ہے کہ یہ مختلف ہے اشخاص کے ساتھ سو جو شخص کہ ہو اہل فہم اور تدقیق فکر سے تو مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ اسی قدر پڑھے کہ نہ خلل انداز ہو مقصود میں تدبر سے اور استخراج معانی کے سے اور اسی طرح جو شخص کہ ہو واسطے اس کے شغل ساتھ علم کے یا ساتھ غیر اس کے مہمات دین سے اور عام مسلمانوں کی بھلائیوں سے تو مستحب ہے اس کو کہ قرآن کو اسی قدر پڑھا کرے جو نہ خلل انداز ہو ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس میں ہے اور جو اس طرح نہ ہو یعنی فارغ البال ہو تو اولیٰ واسطے اس کے بہت پڑھنا قرآن کا ہے جہاں تک کہ ہو سکے سوائے نکلنے کے طرف ماندگی کے اور یہ جو کہا کہ اکثر راوی سات پر ہیں تو یہ اشارہ ہے طرف روایت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد موصول آتی ہے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ اس سے زیادہ نہ کرے یعنی نہ بدلے حال مذکور کو طرف حالت دوسرے کے اور یہاں لفظ زیادت کا بولا ہے اور مراد کمی ہے اور زیادتی اس جگہ بطور تدلی کے ہے یعنی نہ پڑھے قرآن سات دن سے کم تر میں اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں ساری حدیث کے بعد یہ لفظ ہے کہ سات سے کم نہ کر اور یہ اگر محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو نہیں مانع ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دو بار فرمایا ہو بطور تاکید کے اور شاید نہی زیادتی سے نہیں ہے واسطے تحریم کے جیسا کہ امر ان سب میں نہیں واسطے وجوب کے اور پہچانا گیا ہے یہ حال کہ قرینوں سے جن کی طرف سیاق راہ دکھاتا ہے اور وہ نظر کرنا ہے طرف عاجز ہونے ان کے کی غیر اس کے سے حال میں یا انجام میں اور غریب بات کہی ہے بعض ظاہریہ نے سو کہا کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھنا حرام ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اکثر علماء اس پر ہیں کہ اس کا کوئی اندازہ معین نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باعتبار خوش دلی اور قوت کے ہے اس بنا پر پس مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے۔ (فتح)

٤٦٦٥ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ.

۴۶۶۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن کو کتنے دن میں پڑھتا ہے۔

۴۶۶۶۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِیْ زُهْرَةَ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسِبُنِیْ قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَإِ الْقُرْاٰنَ فِیْ شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّیْ أَجِدُ قُوَّةً حَتّٰى قَالَ فَاقْرَأْهُ فِیْ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ.

۴۶۶۶۔ اور دوسری روایت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کو ایک مہینے میں پڑھا کر میں نے کہا میں قوت پاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو سات دن میں پڑھا کر اور اس سے کم نہ کر۔

فائدہ: مراد ساتھ قرآن کے باب کی حدیث میں تمام قرآن ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اوپر اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ قصہ حضرت ﷺ کی وفات سے بہت مدت پہلے اور تھا یہ واقع پہلے اس سے کہ اترے بعض قرآن جو پیچھے اترا اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے مانا لیکن عبرت ساتھ اس چیز کے ہے جس پر اطلاق دلالت کرتا ہے اور یہی ہے جس کو صحابی نے سمجھا سو کہتا تھا کہ کاش کہ میں نے حضرت ﷺ کی رخصت کو قبول کیا ہوتا اور نہیں شک ہے کہ یہ حضرت ﷺ کے بعد ہے گویا کہ جوڑا اس نے اس چیز کو کہ پیچھے اتری ساتھ اس چیز کے کہ اول اتری پس مراد ساتھ قرآن کے تمام وہ چیز ہے جو اس وقت اتر چکی تھی اور وہ اکثر قرآن ہے اور واقع ہوا اشارہ طرف اس چیز کے کہ اس کے بعد اتری تقسیم کی جائے گی ساتھ حصے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ. قرآن پڑھنے کے وقت رونے کا بیان۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ قرآن پڑھنے کے وقت رونا عارفوں کی صفت ہے اور صالحین کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے اور حدیثیں اس میں بہت ہیں، کہا غزالی نے کہ مستحب ہے رونا وقت پڑھنے قرآن کے اور نزدیک اس کے یعنی جب خود پڑھتا ہو یا کوئی اس کے نزدیک پڑھتا ہو اور طریق حاصل کرنے اس کے کا یہ ہے کہ حاضر کرے دل اپنے میں غم اور خوف کو ساتھ تامل کرنے اس چیز کے کہ اس میں ہے تہدید اور وعید شدید سے اور عہد و پیمان سے پھر نظر کرے قصور اپنے کو بیچ اس کے اور اگر اس کو غم حاضر نہ ہو تو چاہیے کہ روئے اس کے نہ ہونے پر اور یہ کہ وہ بڑی مصیبت ہے۔ (فتح)

۴۶۶۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ يَحْيٰى بَعْضُ

۴۶۶۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور

الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيْثِ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَعَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّيْ أَشْتَهِيْ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَآءَ حَتّٰى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ لِيْ كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ.

حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر آدمی سے سنوں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں نے سورہ نساء پڑھی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ ہم امت کے گواہ کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا بس سو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

فائدہ: اور پہچانی گئی اس جگہ سے مراد ساتھ قول اس کے کہ بعض حدیث عمرو بن مرہ سے ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ سنا ہے اعمش نے حدیث مذکور کو ابراہیم نخعی سے اور سنا ہے بعض حدیث کو عمرو بن مرہ سے اس نے ابراہیم سے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ جو قدر کہ اس حدیث سے اعمش بن مرہ سے سنا ہے وہ اس کے قول (سو میں نے سورۂ نساء پڑھی) سے اخیر حدیث تک ہے اور بہر حال جو اس سے پہلے ہے حضرت ﷺ کے اس قول تک کہ میں اس کو اپنے غیر سے سنوں تو یہ اعمش نے ابراہیم سے سنا ہے جیسا کہ اس باب کے دوسرے طریق میں ہے اور روایت کی ہے ابن مبارک نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہ نہیں آتا کوئی دن مگر کہ حضرت ﷺ کی امت آپ کے سامنے لائی جاتی ہے صبح کو اور شام کو سو پہچانتے ہیں ان کو حضرت ﷺ ان کی نشانیوں سے اور عملوں سے سو اسی واسطے گواہی دیں گے اوپر ان کے اور یہ حدیث مرسل ہے اور اس حدیث میں ہے وہ چیز کہ اٹھاتی ہے اس اشکال کو کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث فضالہ کی، واللہ اعلم۔ کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رونے حضرت ﷺ وقت پڑھنے اس آیت کے اس واسطے کہ صورت بنائی گئی واسطے نفس آپ کے کی اہوال دن قیامت کے کی اور شدت حال کے جو داعی ہے آپ کو طرف گواہی دینے کے واسطے امت اپنی کے ساتھ تصدیق کے اور سوال کرنے آپ کے کی شفاعت کو

واسطے لوگوں کے اور یہ امر ایسا ہے کہ حق ہے واسطے اس کے بہت رونا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ روئے واسطے رحم کرنے کے اپنی امت پر اس واسطے کہ آپ نے جانا کہ ضرور ہے کہ گواہی دیں حضرت ﷺ اوپر ان کے ساتھ عمل ان کے کی اور عمل ان کے کبھی سیدھے اور درست نہیں ہوں گے تو نوبت پہنچائے گا یہ طرف عذاب کرنے ان کے کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٦٦٨ ۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ.

۴۶۶۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا مجھ سے نبی ﷺ نے مجھ پر قرآن پڑھ عرض کی کہ میں آپ پر پڑھوں اور حالانکہ آپ پر اتارا گیا؟ فرمایا حضرت ﷺ نے کہ مجھ کو بہت پسند ہے یہ کہ میں قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ رَآئٰى بِقِرَآءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهٖ أَوْ فَخَرَ بِهٖ.

جو دکھلانے اور نمود کے واسطے قرآن پڑھے یا طلب کرے روزی کو ساتھ اس کے یعنی وہ اس کو اپنی روزی کا وسیلہ ٹھہرائے یا اس کے ساتھ گناہ کرے۔

٤٦٦٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِّمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۴۶۶۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہو گی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل تمسک کریں گے ساتھ بہترین چیز کے کہ تمسک کرتے ہیں ساتھ اس کے لوگ یعنی پڑھیں گے قرآن کو نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکاری جانور سے ایمان نہ اترے گا ان کے حلقوں کے نیچے یعنی گلے کے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا سو جہاں کہیں تم ان سے ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والے کو ثواب ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ ایمان ان کے دلوں میں مضبوط نہ ہوگا اس واسطے کہ جو چیز گلے میں ٹھہر جائے اور حلق سے نیچے

نہ اترے وہ دل تک نہیں پہنچتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے دلوں میں ایمان کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ (فتح)

٤٦٧٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَّعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَّعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَّعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ.

۴۶۷۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ ناچیز سمجھو گے اور اپنے عمل کو ان کے عملوں کے ساتھ کچھ نہ جانو گے وہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے ان کے گلے کی ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کا کچھ اثر نہ ہوگا وہ لوگ نکل جائیں گے اسلام سے جیسے جانور سے تیر پار ہو جاتا ہے اس کے پھالے کو دیکھے گا تو خون کا کچھ اثر نہ پائے گا پھر تیر کی لکڑی کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر تیر کے پر کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے اور شک کیا جاتا ہے سوفار میں کہ کیا اس میں بھی کوئی چیز ہے یا نہیں یا راوی کو شک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ فرمایا ہے یا نہیں۔

فائدہ: مراد اس حدیث میں خارجی لوگ ہیں جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور امام برحق سے بغاوت کی اور اس کی شرح مرتدوں کے باب میں آئے گی اور مناسبت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے یہ ہے کہ جب قرآن کا پڑھنا غیر اللہ کے واسطے ہو تو وہ ریا کے واسطے ہے یا واسطے طلب رزق کے ساتھ اس کے اور مانند اس کے سو تینوں حدیثیں دلالت کرتی ہیں واسطے رکنوں ترجمہ کے اس واسطے کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اس کو ریا اور نمود کے واسطے پڑھا اور اس کی طرف اشارہ ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بعض نے اس کو طلب رزق کے واسطے پڑھا اور یہ بھی اسی کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور بعض نے اس کے ساتھ گناہ کیا اور وہ علی رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سیکھو قرآن کو اور مانگو اللہ تعالیٰ سے ساتھ اس کے پہلے اس سے کہ سیکھے اس کو ایک قوم جو مانگیں ساتھ اس کے دنیا اس واسطے کہ قرآن کو تین آدمی سیکھتے ہیں ایک مرد اس کو فخر کے واسطے پڑھتا ہے اور ایک مرد ساتھ اس کے مال طلب کرتا ہے اور ایک مرد اس کو اللہ کے واسطے پڑھتا ہے۔ (فتح)

٤٦٧١ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

۴۶۷۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيْثٌ وَّرِيْحُهَا مُرٌّ.

نے فرمایا کہ جو ایماندار کہ قرآن کو پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل ترنج کے ہے کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور اس کی بو بھی اچھی اور جو ایماندار کہ قرآن کو نہیں پڑھتا اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل چھوہارے کے ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس کی بو نہیں اور اس منافق کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے نیاز بو کی سے مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا اور اس منافق کی مثل جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ بھی کڑوا خبیث ہے اور اس کی بو بھی کڑوی ہے۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ.

پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں۔

۴۶۷۲ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ.

۴۶۷۲۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور جب کہ تم اس کے معنوں کو سمجھنے میں اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو۔

فائدہ: یعنی تا کہ نہ کھینچے تم کو اختلاف طرف فتنے وفساد کے کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو نہی خاص ساتھ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا کہ نہ ہو یہ سبب واسطے اترنے اس چیز کے کہ ان کو بری لگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے مت پوچھو بہت چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ پڑھو اور لازم پکڑو اتفاق کو اس چیز پر کہ دلالت کرے اوپر اس کے قرآن اور کھینچے طرف اس کے اور جب واقع ہو اختلاف یا عارض ہو کوئی شبہ جو تقاضا کرے جھگڑے کو جو بلانے والا ہے طرف جدائی کے تو چھوڑ دو قرأت کو اور تمسک کرو ساتھ حکم کے جو موجب ہے واسطے الفت کے اور اعراض کرے متشابہ سے جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور احتمال ہے کہ ہو نہی قرأت سے جب کہ واقع ہو اختلاف بیچ کیفیت ادا کے ساتھ اس طور کے کہ جدا جدا

ہوں وقت اختلاف کے اور بدستور رہے ہر ایک اپنی اپنی قرأت پر اور مثل اس کے وہ چیز ہے جو پہلے گزر چکی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب کہ واقع ہوا درمیان اس کے اور درمیان اور اصحاب کے اختلاف بیچ ادا کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑے کو لے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب خوب پڑھتے ہو اور ساتھ اس نکتہ کے ظاہر ہو گی حکمت بیچ ذکر کرنے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے حدیث جندب رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

٤٦٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيْعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

۴۶۷۳۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور الفت پکڑیں اور جب تم اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو متابعت کی ہے سلام کی حارث اور سعید نے ابو عمران سے یعنی اس حدیث کے مرفوع کرنے میں اور نہیں مرفوع کیا اس کو حماد اور ابان نے اور کہا غندر نے شعبہ سے اس نے روایت کی ابو عمران سے اس نے کہا سنا میں نے جندب سے قول اس کا اور کہا ابن عون نے ابو عمران سے اس نے روایت کی عبداللہ بن صامت سے عمر سے قول اس کا اور جندب اصح اور اکثر ہے یعنی صحیح ہے سند میں اور اکثر ہے باعتبار طریقوں کے یعنی اس واسطے کہ جم غفیر نے اس کو جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٤٦٧٤ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ اٰيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَاٰ أَكْبَرُ عِلْمِيْ قَالَ فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوْا فَأَهْلَكُوْا.

۴۶۷۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو ایک آیت پڑھتے سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا خلاف سنا تھا سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو سو تم دونوں پڑھو، شعبہ راوی کہتا ہے کہ میرا اکبر علم یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلوں نے اختلاف کیا تھا سو اختلاف نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تم سے پہلوں کو اختلاف ہی نے ہلاک کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس سورہ

میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا تھا وہ آل حم سے تھی اور خطیب کے مبہمات میں ہے کہ وہ احقاف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اختلاف ان کا اس کے عدد میں تھا کہ کیا وہ پینتیس آیتیں ہیں یا چھتیس ہیں اور اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے رغبت دلانا ہے جماعت پر اور الفت پر اور ڈرانا ہے فرقت اور جدائی سے اور اختلاف سے اور نہی ہے جھگڑنے سے قرآن میں ناحق اور اس کے شر سے یہ ہے کہ ظاہر ہو دلالت آیت کی اوپر کسی چیز کے جو رائے کے مخالف ہو سو توسل کیا جائے ساتھ نظر کے اور باریک بینی اس کے کی طرف تاویل اس کی کے اور حمل کرنا اس کا اس رائے پر اور واقع ہوتی ہے بھی بیچ اس کے۔ (فتح)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ النِّكَاحِ — کتاب ہے نکاح کے بیان میں

فائدہ: نکاح کے معنی لغت میں ہیں جوڑنا اور ایک دوسرے میں داخل ہونا اور کہا فراء نے کہ بہت ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ وطی کے اور نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے عقد واسطے ہونے اس کے سبب اس کا اور شرع میں حقیقت ہے عقد میں مجاز ہے وطی میں صحیح قول پر اور حجت اس میں بہت وارد ہونا اس کا ہے قرآن اور حدیث میں واسطے عقد کے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ نہیں وارد ہوا ہے قرآن میں مگر واسطے عقد کے اور ایک قول شافعیوں کا یہ ہے کہ وہ حقیقت ہے وطی میں مجاز ہے عقد میں اور یہی قول ہے حنفیوں کا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے اوپر ایک کے دونوں میں سے اور یہی ہے جو راجح ہے بیچ نظر میری کے اگرچہ بہت ہوا ہے استعمال اس کا عقد میں اور البتہ جمع کیا ہے نکاح کے ناموں کو ابن قطان نے سو زیادہ ہوئے ہزار سے۔ (فتح)

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي النِّكَاحِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ الْأٰيَةَ.

باب ہے بیچ بیان رغبت دلانے کے نکاح میں واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے۔

فائدہ: وجہ استدلال کی یہ ہے کہ وہ صیغہ امر کا ہے تقاضا کرتا ہے طلب کو اور ادنیٰ درجہ اس کا استحباب ہے پس ثابت ہوا رغبت دلانا کہا قرطبی نے کہ نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ آیت بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے اس چیز کے کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان اس کے عورتوں کی گنتی سے اور احتمال ہے کہ نکالا ہو اس کو بخاری رحمہ اللہ نے امر کرنے سے ساتھ نکاح طیب کے باوجود وارد ہونے نہی کے ترک کرنے طیب کے سے اور منسوب کرنے فاعل اس کے طرف اعتداء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا﴾ اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے نکاح میں سو کہا شافعیوں نے کہ نہیں ہے عبادت اسی واسطے اگر اس کی نذر مانی تو منعقد نہیں ہوتا اور حنفیوں نے کہا کہ وہ عبادت ہے اور تحقیق یہ ہے کہ جس صورت میں کہ نکاح مستحب ہے کما سیاتی بیانہ مستلزم ہے کہ یہ کہ ہو اس وقت عبادت سو جس نے اس کی نفی کی ہے اس نے اس کی حد ذات کی طرف نظر کی ہے اور جس نے اس کو ثابت کیا ہے اس نے اس کی صورت مخصوص کی طرف نظر کی ہے۔ (فتح)

٤٦٧٥ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ ۴۶۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلٰى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّيْ أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ اٰخَرُ أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ.

حضرت ﷺ کی بیویوں کے گھروں کی طرف آئے حضرت ﷺ کی عبادت کا حال پوچھتے تھے سو جب وہ خبر دیے گئے تو گویا انہوں نے اس کو کم جانا سو انہوں نے کہا کہ ہم کہاں اور حضرت ﷺ کہاں آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب بخشے گئے یعنی ہم کو اپنا خاتمہ معلوم نہیں تو ہم کو زیادہ عبادت کرنا چاہیے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا اور دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا کبھی نہ چھوڑا کروں گا اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ ہوتا ہوں سو میں کبھی نکاح نہیں کروں گا سو حضرت ﷺ ان کے پاس آئے سو فرمایا کہ تم ہی ہو جنہوں نے ایسا ایسا کہا ہے خبردار! قسم ہے اللہ کی البتہ میں تم سے زیادہ تر اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تر اللہ کا پرہیز گار ہوں لیکن میں تو روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے صحبت بھی کرتا ہوں سو جو میری سنت اور راہ سے پھرا وہ میرا نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ تینوں صاحب یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے چاہا کہ خواہشوں کو حرام کریں سو سورہ مائدہ کی آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دس اصحاب تھے اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں اور اگر یہ محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ تین آدمی وہ ہوں جنہوں نے خاص یہ پوچھا سو کبھی خاص ان تین کی طرف منسوب ہوا اور کبھی سب کی طرف واسطے شریک ہونے سب کے بیچ طلب اس کی کے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ وہ تین سے زیادہ تھے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ چھ آدمیوں نے حضرت ﷺ کی زندگی میں اس بات کا ارادہ کیا تھا سو ان کو اس سے منع ہوا اور یہ جو کہا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخشے گئے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے گناہ بخشے گئے یا نہیں تو اس کو چاہیے کہ

عبادت میں مبالغہ کرے اور بہت عبادت کرے امید ہے کہ حاصل ہو برخلاف اس شخص کے کہ حاصل ہو چکا ہے واسطے اس کے یہ لیکن حضرت ﷺ نے بیان کر دیا کہ یہ لازم نہیں سو اشارہ کیا اس کی طرف اس کے ساتھ کہ آپ بہ نسبت ان کے گناہوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور یہ نسبت مقام عبودیت کی ہے ربوبیت کی جانب میں اور اشارہ کیا ہے بیچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرف اور معنی کے کہ کیا میں بندہ شکر گزار نہ ہوں اور یہ جو کہا کہ میں رات بھر ہمیشہ نماز پڑھا کروں گا تو اس میں ابدا قید اصلی کی نہیں بلکہ رات کی قید ہے اور یہ جو کہا کہ میں کبھی نکاح نہیں کروں گا تو مصلی اور عورتوں سے الگ ہونے والا ساتھ ہمیشگی کے تاکید کیا گیا ہے اور نہیں تاکید کیا گیا ہے روزہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ ضروری ہے کھولنا روزے کا رات کو اور اسی طرح عید کے دنوں میں بھی اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں کہ بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا اور بعض نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہیں لیٹوں گا اور ظاہر اس کا تاکید کرتا ہے کہ اس کے قائل تین سے زیادہ تھے اس واسطے کہ گوشت کو نہ کھانا خاص تر ہے ہمیشہ روزہ رکھنے سے اور رات بھر نماز پڑھنا خاص تر ہے ترک سونے سے بستر پر اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس اختیار کرنے کسی قسم کے مجاز سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے ایسا ایسا کہا اور تطبیق یہ ہے کہ پہلے ان کو عموماً ظاہر میں منع کیا بغیر تعیین کے پھر ان کو خاص کر منع کیا پوشیدہ طور سے اور یہ جو کہا کہ البتہ میں بہ نسبت تمہاری اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور زیادہ اللہ تعالیٰ کا پرہیز گار ہوں تو اس میں اشارہ ہے رد کرنے کی طرف اس چیز کے جس پر انہوں نے اپنے کام کو بنا کیا کہ جس کے گناہ بخشے گئے ہوں اس کو زیادہ عبادت کی حاجت نہیں برخلاف اس کے غیر کے سو آپ نے ان کو معلوم کروا دیا باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ عبادت میں نہایت مبالغہ کرتے ہیں زیادہ تر ڈرنے والے ہیں اللہ سے اور زیادہ تر پرہیز گار ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جو سختی کرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اسی طرح ہوا اس واسطے کہ سختی کرنے والا نہیں بے خوف ہے تھکنے سے برخلاف میانہ رو کے کہ وہ زیادہ تر قادر ہے اس کے ہمیشہ کرنے پر اور بہتر وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور یہ جو کہا لیکن میں تو یہ استدراک ہے چیز محذوف سے دلالت کرتا ہے اس پر سیاق یعنی میں اور تم بہ نسبت عبودیت کے برابر ہیں لیکن میں ایسا عمل کرتا ہوں اور یہ جو کہا کہ میرے طریقے سے پھرا تو مراد سنت سے طریقہ ہے نہ وہ جو فرض کے مقابل ہے اور رغبت ایک چیز سے منہ پھیرنا ہے اس سے طرف اس کے غیر کے اور مراد یہ ہے کہ جس نے میرا طریقہ چھوڑا اور غیر کا طریقہ لیا تو وہ مجھ سے نہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف طریقے رہبانیت کے اس واسطے کہ وہی ہیں جنہوں نے تشدید کو نکالا جیسا کہ اللہ نے ان کو اس کے ساتھ موصوف کیا اور اللہ نے ان پر عیب کیا ساتھ اس کے کہ جس چیز کو اپنے اوپر لازم کیا تھا اس کو پورا نہ کیا اور طریقہ حضرت ﷺ کا حنیف اور آسان

ہے سو افطار کرے تا کہ قوت حاصل کرے روزے پر اور سوئے تا کہ قوت حاصل کرے کھڑے ہونے پر اور نکاح کرے واسطے توڑنے شہوت کے اور بچانے نفس کے حرام سے اور زیادہ کرنے نسل کے اور یہ جو کہا کہ وہ مجھ سے نہیں اگر ہو منہ پھیرنا اس سے ساتھ کسی قسم کے تاویل سے تو اس شخص کو معذور رکھا جائے بیچ اس کے سو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ وہ میرے طریقہ پر نہیں اور نہیں لازم آتا کہ دین سے نکل جائے اور اگر ہو منہ پھیرنا بطور اعراض اور تنطع کے یعنی سخت پرہیز گاری کے جو پہنچائے نوبت طرف راجح تر ہونے عمل اس کے کی تو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ نہیں میری ملت اور دین پر اس واسطے کہ یہ اعتقاد ایک قسم کا کفر ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت نکاح کے اور ترغیب کے بیچ اس کے اور اس میں ڈھونڈنا حال بزرگوں کا ہے واسطے پیروی کرنے کے ساتھ کاموں ان کے کی اور یہ کہ جو پکا قصد کرے کسی کام نیک پر جو محتاج ہو طرف ظاہر کرنے اس کے کی کہ جس جگہ ریا سے بے خوف ہو تو یہ منع نہیں اور اس میں مقدم کرنا حمد وثناء کا ہے اللہ پر وقت بتلانے مسائل علم کے اور بیان ہے واسطے احکام مکلفوں کے اور دور کرنا شبے کے مجتہدوں سے اور یہ کہ مباح چیزیں کبھی پلٹ جاتی ہیں ساتھ قصد کے طرف کراہت اور استحباب کے کہا طبری نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے حلال کے استعمال کو کھانے کی چیزوں اور پہننے کی چیزوں سے اور اختیار کرتا ہے موٹے کپڑوں اور سخت کھانوں کو کہا عیاض نے کہ سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض طبری کے قول کی طرف مائل ہوئے ہیں اور بعض اس کے برعکس ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے ﴿اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا﴾ یعنی لے گئے تم اپنی ستھری چیزوں کو دنیا کی زندگی میں کہا اور حق یہ ہے کہ یہ آیت کافروں کے حق میں ہے اور حضرت ﷺ نے دونوں امر کو لیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت کرتا یہ واسطے کسی ایک کے دونوں فرقوں سے اگر ہو ہمیشگی کرنی اوپر ایک صفت کے اور حق یہ ہے کہ ملازمت استعمال ستھری چیزوں کی نوبت پہنچاتی ہے طرف خواہش عیش اور اترانے کے اور نہیں بے خوف ہوتا پڑنے سے شبے کی چیزوں میں اس واسطے کہ جس کی یہ عادت ہو وہ کبھی اس کو نہیں پاتا اور اس سے پھر نہیں سکتا تو حرام چیز میں پڑتا ہے جیسا کہ منع تناول اس کا کبھی نوبت پہنچاتی ہے طرف سخت پرہیز گاری کے جو منع ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر صریح قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده والطيبات من الرزق﴾ جیسے کہ عبادت میں سختی کرنی نوبت پہنچاتا ہے طرف تھک جانے کے جو قاطع ہے واسطے اصل اس کے کی اور مثلا ہمیشہ فقط فرضوں کا پڑھنا اور نفلوں کا چھوڑنا نوبت پہنچاتا ہے طرف بطالت اور نہ خوش دلی کے طرف عبادت کے اور بہتر وہ کام ہے جو متوسط ہو اور نیز اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو جاننا اور پہچاننا اس چیز کا کہ واجب ہے حق اس کے سے بڑا درجہ ہے مجرد عبادت بدنی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۶۷۶ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ

۴۶۷۶۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے

إِبْرَاهِيْمَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيْدُ أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا أَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فَيُكْمِلُوا الصَّدَاقَ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے تو نکاح کرو ایک عورت سے یا جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے یہ نزدیک تر ہے اس کے کہ نہ ظلم کرو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! یتیم لڑکی اپنے ولی کی گود میں ہوتی سو رغبت کرتا وہ اس کے مال میں اور جمال میں اور چاہتا کہ نکاح کرے اس سے ساتھ کم تر مہر کے اس کے مہر کے دستور سے سو منع کیے گئے یہ کہ نکاح کریں ان سے مگر یہ کہ انصاف کریں واسطے ان کے سو ان کو مہر پورا دیں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح کرنے کے ان عورتوں سے جو سوائے ان کے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ لِأَنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ.

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ جو تم میں سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں منکم کا لفظ نہیں اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ خطاب اس حکم کے ساتھ خاص نہیں اور اس پر اتفاق ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ عام بطور نص کے ہوتا ہے یا استنباط سے۔

وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَّا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ.

اور کیا نکاح کرے جس کو نکاح کی حاجت نہیں؟۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوئی سو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک عورت سے نکاح کرنے کو کہا سو جواب دیا اس نے اس کو ساتھ اس حدیث کے سو احتمال ہے کہ ان کو اس کی حاجت نہ ہو تو انہوں نے اس کی موافقت نہ کی اور احتمال ہے کہ موافقت کی اگرچہ یہ منقول نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اختلاف ہے درمیان علماء کے اس شخص کے حق میں جس کو نکاح کی طرف شوق نہ ہو کہ کیا وہ اس کی طرف بلایا جائے یا نہیں اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٦٧٧ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَوَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هٰذَا أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَآءٌ.

۴۶۷۷۔ حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں ان سے ملے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن! (یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مجھ کو تجھ سے کچھ کام ہے سو دونوں الگ ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبدالرحمن! کیا تم کو حاجت ہے اس میں کہ میں تجھ کو ایک کنواری عورت نکاح کر دوں جو تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے یا تجھ کو تیرا گزرا زمانہ یاد دلا دے سو جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا یہ کہ اس کو حاجت نہیں تو میری طرف اشارہ کیا سو کہا اے علقمہ! آگے آ! سو میں اس کے پاس پہنچا اور حالانکہ وہ کہتے تھے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اگر تو نے یہ کہا تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو خانہ داری کی طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا اس واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا خصی کرنا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے تو ایک روایت میں ہے کہ یاد دلا دے تجھ کو جو تجھ سے فوت ہوا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ معاشرت جوان عورت کی قوت اور نشاط کو زیادہ کرتی ہے برخلاف عکس اس کے کہ وہ بالعکس ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے صحیح تر اور مختار یہ بات ہے کہ شاب اس کو کہتے ہیں جو بالغ ہو اور تیس برس سے آگے نہ بڑھے اور جب تیس برس سے آگے بڑھے تو اس کو کہل کہتے ہیں یہاں تک کہ آگے بڑھے چالیس برس سے پھر اس کو شیخ کہتے ہیں اور خاص کیا ہے جوانوں کو ساتھ خطاب کے اس واسطے کہ جو قوت کہ نکاح کی طرف بلاتی ہے غالب انہیں میں پائی جاتی ہے برخلاف بوڑھوں کے اگرچہ معنی معتبر ہیں یعنی جب بوڑھوں میں سبب پایا جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے اور یہ جو کہا من استطاع منکم الباء ة تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مراد کے باء ة سے اس جگہ دو قول پر یعنی باء ة سے کیا مراد ہے؟ صحیح تر یہ قول ہے کہ مراد اس کے معنی لغوی ہیں اور وہ جماع ہیں پس تقدیر اس کی یہ ہے کہ جو طاقت رکھے تم میں جماع کی واسطے قادر ہونے کے اس کے خرچ پر اور وہ نکاح کے خرچ ہیں تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھے جماع کی واسطے عاجز ہونے اس کے اس کے خرچ سے تو لازم ہے

اس پر روزہ رکھنا تا کہ دفع کرے اس کی شہوت کو اور کاٹے اس کی منی کے شر کو جیسا کہ کاٹتا ہے اس کو خصی ہونا اور اسی قول کی بنا پر واقع ہوا ہے خطاب ساتھ جوانوں کے جن میں عورتوں کی شہوت کا گمان ہے کہ اکثر اس سے جدا نہیں ہوتے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ باءۃ کے اس جگہ نکاح کے خرچ ہیں یعنی جو نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے اور جو لوگ کہ اس دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو ان کو اس پر باعث یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ جو طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا انہوں نے جو جماع سے عاجز ہو وہ نہیں محتاج ہے طرف روزہ رکھنے کے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے پس واجب ہے تاویل باءۃ کی ساتھ خرچ نکاح کے اور نہیں مانع ہے کہ عام تر معنی مراد ہوں ساتھ اس طور کے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ باءۃ کے قدرت جماع کی اور خرچ نکاح کے اور جواب دوسرے قول کی تعلیل سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ ارشاد کیا جائے اس شخص کو جو نہیں طاقت رکھتا جماع کی جوانوں سے واسطے بہت ہونے شرم کے یا نہ ہونے شہوت کے یا نامردی کے مثلاً طرف اس چیز کے کہ میسر ہو اس کو بدستور رہنا اس حالت کا اس واسطے کہ جوانی جگہ گمان جوش مارنے شہوت کے کی ہے جو بلاتی ہے طرف جماع کے سو اس کی ایک حالت میں توڑنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ بدستور ٹوٹی رہے پس اسی واسطے ارشاد کیا طرف اس چیز کے کہ بدستور رہے ساتھ اس کے کسر مذکور سو جوان دو قسم کے ہوں گے ایک وہ ہیں کہ ان کو نکاح کی خواہش ہے اور ان کو قدرت ہے سو بلایا ان کو طرف نکاح کرنے کے واسطے دفع کرنے اس خوف کے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ ان کو ایک ایسے امر کی طرف بلایا کہ جس کے ساتھ ان کی حالت بدستور رہے اس واسطے کہ یہ ارفق ہے ساتھ ان کے واسطے اس علت کے کہ مذکور ہوئی اور وہ علت یہ ہے کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتے تھے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو نکاح کا سامان نہ پائے اور اس کو اس کی خواہش ہو تو مستحب ہے اس کو نکاح کرنا واسطے دفع کرنے محذور کے اور یہ جو کہا کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی منع کرنے والا ہے واقع ہونے سے بیچ حرام کاری کے اور کیا باریک بینی ہے جو مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے تھوڑا سا پیچھے واقع ہوا ہے کہ اس نے اس حدیث کے پیچھے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ جب کسی کو تم میں سے کوئی عورت خوش لگے سو اس کے دل میں واقع ہو تو چاہیے کہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے اس واسطے کہ یہ دور کر دے گا جو اس کے دل میں واقع ہوا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مراد کے باب کی حدیث سے اور یہ جو فرمایا کہ لازم ہے اس پر روزہ رکھنا تو روزے کے بدلے بھوک کا لفظ نہ بولا اور عدول کیا کم کرنے اس چیز کے سے جو شہوت کو اٹھائے اور استدعا کرے منی کے جوش کو کھانے اور پینے سے اس واسطے کہ نہیں آیا ہے یہ واسطے حاصل کرنے عبادت کے جو دراصل مطلوب ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ مطلوب روزے سے اصل میں توڑنا شہوت کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو جماع کی طاقت

نہ رکھتا ہو تو مطلوب اس سے یہ ہے کہ وہ نکاح نہ کرے اس واسطے کہ ارشاد کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے طرف اس
چیز کے جو اس کے مخالف ہے اور اس کے باعثوں کو کمزور کرتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے حق میں مطلق مکروہ
ہے اور تقسیم کیا ہے علماء نے مرد کو نکاح میں کئی قسموں پر اول وہ شخص ہے کہ اس کو غلبہ شہوت ہو اور وہ اس کے خرچ پر
قادر ہو اور اپنے نفس پر زنا کا خوف کرنے والا ہو تو مستحب ہے واسطے اس کے نکاح نزدیک سب علماء کے اور حنبلیوں
کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ واجب ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو عوانہ شافعیوں میں سے اور یہی قول
ہے داؤد کا اور اس کے تابعداروں کا اور کہا ابن حزم نے کہ جو جماع پر قادر ہو اس پر فرض ہے اگر پائے جو نکاح کرے
ساتھ اس کے یا لونڈی پکڑے یہ کہ ایک دونوں میں سے کرے اور اگر اس سے عاجز ہو تو چاہیے کہ بہت روزے
رکھے اور یہ قول ایک جماعت کا ہے سلف میں سے اور کہا ابن بطال نے کہ جو نکاح کرنے کو واجب نہیں کہتا اس نے
حجت پکڑی ہے ساتھ اس قول حضرت ﷺ کے کہ جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا اس
نے سو جب روزہ جو اس کا بدل ہے واجب نہ ہوا تو اسی طرح اس کا مبدل بھی واجب نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے
ساتھ اس کے کہ امر ساتھ روزے کے مرتب ہے اوپر نہ ہونے طاقت کے اور نہیں محال ہے یہ کہ کہے قائل کہ میں نے
تجھ پر ایسا واجب کیا اور اگر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو میں تجھ کو ایسے امر کی طرف بلاتا ہوں اور مشہور احمد سے یہ ہے
کہ نہیں واجب ہے واسطے قادر غلبہ شہوت والے کے مگر جب کہ خوف کرے گناہ کا اور کہا ماوردی نے کہ مذہب
مالک رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ نکاح کرنا مستحب ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے نزدیک ہمارے اس شخص کے حق میں جو نہ باز
آئے زنا سے مگر ساتھ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت اس کے واجب ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور کہا ابن
دقیق نے کہ واجب ٹھہرایا ہے اس کو بعض علماء نے اس وقت جب کہ گناہ سے خوف کرے اور نکاح پر قادر ہو اور
لونڈی نہ مل سکے اور حرام ہے اس کے حق میں جو خلل ڈالے بیچ جماع اپنی بیوی کے اور خرچ کرنے کے باوجود نہ
قدرت ہونے کے اوپر اس کے اور نہ غلبہ شہوت ہونے اس کے کی طرف اس کے اور مکروہ اس شخص کے حق میں ہے
جس جگہ بیوی کو ضرر نہ ہو اور اگر منقطع ہو ساتھ اس کے کوئی چیز بندگی کے کاموں سے عبادت ہو یا علم کے ساتھ مشغول
ہونا ہو تو سخت ہوتی ہے کراہت اور مستحب اس وقت ہے جب کہ حاصل ہو ساتھ اس کے معنی مقصود توڑنے شہوت کے
سے اور بچانے نفس کے سے اور نگاہ رکھنے شرم گاہ کے سے اور مانند اس کے اور مباح اس وقت ہے جب کہ نہ باقی
رہے کوئی باعث اور مانع اور بعض بدستور استحباب پر رہے ہیں اس شخص کے حق میں جس کی یہ صفت ہو واسطے ظاہر
حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ اس کے، کہا عیاض نے کہ وہ مستحب ہے اس شخص کے حق میں جس نے نسل کی امید
کی ہو اگرچہ اس کو جماع میں شہوت نہ ہو واسطے قول حضرت ﷺ کے فانی مکاثر بکم اور واسطے ظواہر ترغیب کے
اور اس طرح اس شخص کے حق میں جس کو عورتوں سے نفع اٹھانے کی رغبت ہو اور بہر حال جس کی نسل نہ ہو اور نہ اس کو

عورتوں کی خواہش ہو اور نہ عورتوں سے متعہ کی تو یہ اس کے حق میں مباح ہے جب کہ عورت اس کو جان لے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے اور کبھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مستحب ہے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں ہے درویشی اسلام میں یعنی عورتوں سے الگ رہنا اور کہا غزالی نے احیاء میں کہ جس شخص کے واسطے نکاح کے فائدے جمع ہوں اور آفات دور ہوں تو مستحب ہے اس کے حق میں نکاح کرنا اور جو ایسا نہ ہو تو اس کے حق میں ترک افضل ہے اور جس کے حق میں امر معارض ہو تو چاہیے کہ کوشش کرے اور راجح پر عمل کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس باب میں حدیثیں بہت وارد ہو چکی ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے **تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر بكم يوم القيامة** اور ایک یہ حدیث ہے **تناكحوا تكاثروا فاني اباهي بكم الامم** اور ایک یہ ہے **تزوجوا فاني مكاثر بكم الامم ولا تكونوا كرهبانية النصارى** اور ایک حدیث یہ ہے **من كان موسرا فلم ينكح فليس منا** اور ایک حدیث میں ہے جس کو نیک عورت ملے تو آدھا دین بچانے میں اس کی اعانت کی پس چاہیے کہ باقی آدھے میں ڈرے اور یہ حدیثیں اگرچہ اکثر ان میں ضعیف ہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے اوپر اس چیز کے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے مقصود ترغیب سے نکاح کرنے میں لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے جس سے نسل حاصل ہو اور نیز اس حدیث میں ارشاد ہے اس شخص کو جو نکاح سے عاجز ہو طرف روزے کی اس واسطے کہ شہوت نکاح کی تابع ہے واسطے شہوت کھانے کے قوی ہوتی ہے اس کے قوی ہونے سے اور ضعیف ہوتی ہے اس کے ضعیف ہونے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اوپر جائز ہونے علاج کے واسطے قطع کرنے شہوت نکاح کے ساتھ دواؤں کے اور لائق ہے کہ حمل کیا جائے اس دوا پر جو شہوت کو کم کرے اور ساکن کرے نہ ہو وہ اس کو بالکل قطع کر ڈالے اس واسطے کہ وہ کبھی اس کے بعد قادر ہوتا ہے سو نادم ہوتا ہے واسطے فوت ہونے اس کے کی اس کے حق میں اور البتہ تصریح کی ہے شافعیوں نے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے اس کو ساتھ کافور کے اور حجت اس میں یہ ہے کہ اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر منع ہونے کاٹنے سے ذکر کے اور خصی ہونے کے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے دوا کرنے سے ساتھ قطع کرنے شہوت کے بالکل اور نیز استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اس پر کہ مقصود نکاح سے وطی ہے اس واسطے کہ مشروع ہوا ہے خیار نامردی میں اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر روکنے نظر کے اور بچانے شرم گاہ کے ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو اور نہ تکلیف دینے کے ساتھ اس شخص کے جو طاقت نہیں رکھتا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حظوظ نفسوں اور شہوتوں کے نہیں مقدم ہوتے احکام شرع پر بلکہ دائر ہیں ساتھ ان کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اوپر حرام ہونے مشت زنی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نکاح سے عاجز ہونے کے وقت روزے کی طرف ارشاد کیا ہے جو شہوت کو کاٹے سو اگر مشت زنی مباح ہوتی تو ہوتا امر طرف سہل تر کے اور تعاقب کیا گیا ہے دعوے اس کے آسان تر ہونے کا اس واسطے کہ ترک سہل تر ہے فعل سے اور البتہ مباح جانا اور

جائز رکھا ہے مشت زنی کو ایک گروہ نے علماء سے اور وہ نزدیک حنابلہ اور بعض حنفیہ کے ہے واسطے تسکین شہوت کے اور یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو جوان عورت سے نکاح کروا دوں تو اس میں مستحب ہونا نکاح جوان عورت کا ہے خاص کر جب کہ کنواری ہو اور مفصل شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْبَآءَةَ فَلْيَصُمْ.

جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزے رکھے

٤٦٧٨ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلٰى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَآءٌ.

۴۶۷۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ میں علقمہ اور اسود کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حالت جوانی میں کچھ چیز نہ پاتے تھے یعنی جس سے نکاح کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اے جوانوں کے گروہ! جو طاقت رکھتا ہو تم میں سے جماع کی اور خانہ داری کی تو چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح بڑا نظر کا روکنے والا ہے اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے اور جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم جانے اپنے اوپر روزہ رکھنا اس واسطے کہ روزہ رکھنا اس کے حق میں خصی کرنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَآءِ.

بہت عورتوں سے نکاح کرنا یعنی چار تک۔

فائدہ: یعنی اس شخص کے واسطے جوان کے درمیان عدل کر سکے۔ (فتح)

٤٦٧٩ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جِنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يَقْسِمُ

۴۶۷۹۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام سرف میں میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں حاضر ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے سو جب تم اس کے جنازے کو اٹھاؤ تو اس کو نہ جنبش دو نہ ہلاؤ اور آرام سے چلو سو تحقیق شان یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھیں آٹھ بیویوں کے واسطے باری تقسیم کرتے تھے اور ایک کے واسطے نہ کرتے تھے۔

لِثَمَانٍ وَّلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ.

فائدہ: سرف ایک جگہ کا نام ہے بارہ میل مکہ سے اور نعش اس چار پائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دفنایا ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف میں اس قبے میں جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت کی تھی اور ان کی قبر میں عبدالرحمن بن خالد اترا اور یہ جو کہا کہ آرام سے چلو یعنی میانہ روی سے چلو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایماندار کی عزت اور تعظیم مرنے کے بعد بھی باقی ہے جیسے کہ اس کی زندگی میں تھی اور اس میں ایک حدیث ہے کہ مسلمان کے مردے کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسے اس کو زندگی میں توڑنا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھیں یعنی وقت وفات پانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کی اور وہ یہ ہیں سودہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا اور اس ترتیب کی بنا پر ہے جس ترتیب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے حالانکہ وہ سب آپ کے نکاح میں تھیں اور اختلاف ہے ریحانہ رضی اللہ عنہا میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں یا لونڈی اور آپ سے پہلے فوت ہوئی یا پیچھے اور یہ جو کہا کہ ایک اس کے واسطے تقسیم نہ کرتے تھے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس کے واسطے باری تقسیم نہیں کرتے تھے وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں، کہا طحاوی نے یہ وہم ہے اور ٹھیک سودہ رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی اور روایت کی ہے ابن سعید نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے باری تقسیم کیا کرتے تھے لیکن اس کی سند میں واقدی ہے اور وہ حجت نہیں اور تعقب کیا ہے مغلطائی نے واسطے تقویت واقدی کے سو جس نے اس کو ثقہ کہا ہے اس کی کلام کو اس نے نقل کیا اور جس نے اس کو واہی اور متہم کہا ہے اس سے چپ رہا اور حالانکہ اس کو ضعیف کہنے والے اکثر ہیں گنتی میں اور سخت تر ہیں مضبوطی میں اور قوی تر ہیں معرفت میں پہلوں سے اور راجح نزدیک میرے وہ چیز ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکی ہے یعنی سودہ رضی اللہ عنہا اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے حذف کیا ہے اس زیادتی کو جان بوجھ کر اور زندہ رہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ شہید ہوئیں وہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ عاشورے کے دن سنہ ۶۱ میں۔ (فتح)

٤٦٨٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلَى نِسَآءِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّلَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۴۶۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے تھے اور حالانکہ آپ کی نو بیویاں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ساتھ اس کے یعنی مطابقت اس کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاصہ سے ہے کہ آپ کو چار

سے زیادہ عورتوں سے نکاح میں لانا اور جمع کرنا درست تھا اور اختلاف ہے کہ کیا زیادتی کے واسطے کوئی انتہا بھی ہے یا نہیں اور اس میں دلالت ہے کہ تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی۔ (فتح)

وَقَالَ لِيْ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مراد ساتھ اس کے بیان کرنا تصریح قتادہ کا ہے ساتھ تحدیث انس رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کے۔ (فتح)

٤٦٨١ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

۴۶۸۱۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ نکاح کر اس واسطے کہ بہتر اس امت کا اکثر ہے از روئے عورتوں کے۔

فائدہ: قید کی ساتھ اس امت کے تا کہ نکل جائیں سلیمان علیہ السلام کہ ان کی بہت عورتیں تھیں کما تقدم اور اسی طرح ان کے باپ داؤد علیہ السلام کی بھی بہت عورتیں تھیں اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ خیر کے حضرت ﷺ ہیں اور مراد ساتھ امت کے خاص اصحاب ہیں اور اشارہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ نکاح نہ کرنا مرجوح بات ہے اس واسطے کہ اگر راجح ہوتا تو نہ اختیار کرتے حضرت ﷺ غیر اس کے کو اور حضرت ﷺ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے سب لوگوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور سب سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ جانتے تھے مگر تاہم بہت ہی نکاح کرتے تھے واسطے مصلحت پہنچانے ان احکام کے کہ نہیں اطلاع پاتے ان پر مرد اور واسطے ظاہر کرنے بڑے معجزے کے خرق عادت میں اس واسطے کہ اکثر اوقات نہ پاتے تھے جو پیٹ بھریں ساتھ اس کے اور اگر پاتے تو اکثر کو خیرات کر ڈالتے اور بہت روزے رکھتے اور طے کے روزے رکھتے اور باوجود اس کے ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے اور نہیں حاصل ہوتی ہے طاقت اس کی مگر ساتھ قوت بدن کے اور قوت بدن کی تابع ہے واسطے اس چیز کے کہ قائم ہو ساتھ اس کے بدن استعمال کرنے قوت دینے والی چیزوں کے کھانے اور پینے کے چیز سے اور وہ حضرت ﷺ کے پاس نہایت کم تھیں بلکہ معدوم تھیں اور واقع ہوا ہے شفا میں کہ عرب مدح کرتے تھے ساتھ بہت نکاح کرنے کے واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر کمال مردی کے اور نہ مشغول کرنا آپ کو بہت ہونا ان کا اپنے رب کی عبادت سے بلکہ آپ کی عبادت اس سے زیادہ ہوئی واسطے بچانے ان کے اور قائم ہونے آپ کے کی ساتھ حقوق ان کے کی اور کسب کرنے آپ کے کی واسطے ان کے اور ہدایت کرنے آپ کے کی ان کو اور شاید مراد ساتھ تحصین کے بند کرنا آنکھ ان کی کا ہے اوپر آپ کے سو نہ جھانکیں طرف غیر آپ کے برخلاف نہ خاوند والی عورت کے اس واسطے کہ عفیفہ بھی طمع

بشری کے سبب سے نکاح کرنے کی طرف جھانکتی ہے اور یہ وصف لائق ہے ساتھ ان کے اور جو حاصل ہوتا ہے کلام اہل علم کی سے بیچ حکمت نکاح کرنے حضرت مُلَاثِیْم کے بہت عورتوں سے دس وجہ ہیں ایک وجہ یہ کہ تا کہ بہت ہو جو آپ کے حال باطن کا مشاہدہ کرے سو دور ہو آپ سے وہ چیز جس کا مشرکین گمان کرتے ہیں کہ وہ جادوگر ہے یا غیر اس کا، دوم یہ کہ تا کہ مشرف ہوں بسبب اس کے قبیلے عرب کے ساتھ سسرال ہونے آپ کے کی بیچ ان کے، سوم واسطے زیادتی کے بیچ الفت پیدا ہونے ان کے کی واسطے اس کے، چہارم واسطے زیادتی کے تکلیف میں اس واسطے کہ تکلیف دی گئی ساتھ اس کے کہ نہ مشغول کرے آپ کو جو آپ کو ان میں زیادہ محبوب ہے مبالغہ کرنے سے علم پہنچانے میں، پنجم واسطے بہت کرنے قرابتیوں کے اپنی عورتوں کی طرف سے سو زیادہ ہوں مددگار آپ کے۔ چھٹی نقل کرنا احکام شرع کا جن پر مرد اطلاع نہیں پاتے اس واسطے کہ اکثر جو بیوی کے ساتھ واقع ہوتا ہے وہ اس قسم سے ہوتا ہے کہ ویسا پوشیدہ رہتا ہے۔ ساتویں اطلاع پانی ہے اوپر محاسن اخلاق باطنہ کے سو البتہ نکاح کیا حضرت مُلَاثِیْم نے ام حبیبہ رٹائی سے اور حالانکہ اس کا باپ اس وقت آپ کا دشمن تھا اور نکاح کیا صفیہ رٹائی سے بعد قتل ہونے اس کے باپ اور خاوند کے سو اگر حضرت مُلَاثِیْم خوش خلقی میں سب خلقت سے افضل اور کامل تر نہ ہوتے تو البتہ وہ آپ سے نفرت کرتیں بلکہ واقع یہ ہے کہ حضرت مُلَاثِیْم ان کے نزدیک اپنے سب گھر والوں سے بہت پیارے تھے۔ آٹھویں خرق عادت کا ہے واسطے آپ کے بیچ بہت جماع کرنے کے باوجود نہایت کم کھانے پینے کے اور بہت روزے رکھنے کے اور وصال کے اور البتہ حکم کیا کہ جو نکاح کے خرچ کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے اور اشارہ کیا کہ بہت روزے رکھنا شہوت کو توڑ ڈالتا ہے سو یہ آپ کے حق میں خرق عادت ہوا۔ نواں اور دسواں وہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے نقل اس کی صاحب شفاء سے اپنی بیویوں کے بچانے سے اور قائم ہونے سے ساتھ حقوق ان کے کی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوٰى.

جو ہجرت کرے یا نیک عمل کرے واسطے نکاح کسی عورت کے تو واسطے اس کے ہے جو اس نے نیت کی۔

٤٦٨٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ

۴۶۸۲۔ حضرت عمر فاروق رٹائی سے روایت ہے کہ حضرت مُلَاثِیْم نے فرمایا کہ عمل کا اعتبار نیت سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہر آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کہ ہجرت دنیا کے واسطے ہو کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی

إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

ہجرت اس کے واسطے ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا یا عورت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور جو بخاری رائیٹیہ نے ہجرت کا باب باندھا سو وہ تو اس میں صریح موجود ہے اور نیک عمل کرنے والا اس سے مستنبط ہے اس واسطے کہ ہجرت نیک عملوں میں سے ہے سو جس طرح کہ عام کیا اس کو تیر میں مطلوب کے شق میں اور تمام کیا اس کو اس لفظ سے سو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کی طرف اس نے ہجرت کی تو اسی طرح طلب کی شق بھی شامل ہے سب نیک عملوں کو ہجرت ہو یا حج مثلاً یا نماز ہو یا خیرات ہو اور قصہ مہاجر ام قیس کا روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ مسند کرنے کے اور داخل ہوتا ہے بیچ قول اس کے کی اور عمل خیر جو واقع ہوا ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہ وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کرنے سے باز رہیں یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوا اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابو طلحہ! تجھ سا مرد نہیں پھیرا جاتا لیکن تو کافر مرد ہے اور میں مسلمان عورت ہوں اور مجھ کو حلال نہیں کہ میں تجھ سے نکاح کروں سو اگر تو مسلمان ہو جائے تو یہی ہے مہر میرا سو ابو طلحہ مسلمان ہو گئے اور اس کا مسلمان ہونا مہر قرار پایا اور وجہ داخل اس کے کی یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رغبت کی لیکن اس کے کفر نے اس کو اس کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا سو وہ اپنی غرض کی طرف پہنچ گئی ساتھ خرچ کرنے نفس اپنے کے سو ظفریاب ہوئی ساتھ دونوں نیکیوں کے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ الَّذِيْ مَعَهُ الْقُرْاٰنُ وَالْإِسْلَامُ فِيْهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اس حکم میں حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے جو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

فائدہ: مراد حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے اس عورت کے قصے میں جس نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی تھی اور ترجمہ ماخوذ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو سو اس نے تلاش کی سو کچھ چیز نہ پائی اور باوجود اس کے اس کو نکاح کر دیا۔ (فتح)

٤٦٨٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ

۴۶۸۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے واسطے عورتیں نہ تھیں سو ہم نے کہا یا حضرت! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع کیا۔

لَنَا نِسَآءٌ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَسْتَخْصِیْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ.

فائدہ: اور البتہ باریک بینی کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استنباط کرنے حکم کے گویا کہتا ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ان کو خصی ہونے سے منع کیا باوجود اس کے کہ ان کو عورتوں کی حاجت تھی اور باوجود اس کے کہ ان کے پاس کچھ نہ تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے نفس اس حدیث میں اور ہر ایک کو ان میں سے کچھ قرآن ضرور یاد تھا تو متعین ہوا نکاح کر دینا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے قرآن سے سو حکم ترجمہ کا سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نص کے ساتھ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کے ساتھ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی معسر سے وہ شخص ہے جس کے پاس مال نہ ہو ساتھ دلیل قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيْهِ انْظُرْ اَیَّ زَوْجَتَیَّ شِئْتَ حَتّٰی اَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ.

مرد اپنے بھائی مسلمان سے کہے کہ دیکھ تو میری کس بیوی کو چاہتا ہے تا کہ میں اس سے تیرے واسطے اتروں یعنی اس کو طلاق دے دوں، روایت کیا ہے اس کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ باب لفظ حدیث عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا ہے جو بیچ میں گزری۔

٤٦٨٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِیْرٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَاٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیِّ وَعِنْدَ الْاَنْصَارِیِّ امْرَاَتَانِ فَعَرَضَ عَلَیْهِ اَنْ یُّنَاصِفَهٗ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِیْ عَلَی السُّوْقِ فَاَتَی السُّوْقَ فَرَبِحَ شَیْئًا مِّنْ اَقِطٍ وَّشَیْئًا مِّنْ سَمْنٍ فَرَاٰهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَیَّامٍ وَّعَلَیْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْیَمْ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ

۴۶۸۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے حضرت ﷺ نے اس کو اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا اور انصاری کی دو عورتیں تھیں سو اس نے اس کے آگے عرض کیا کہ اس کو آدھا اہل اور مال بانٹ دے سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اہل اور مال میں برکت دے مجھ کو بازار کی راہ بتلا سو وہ بازار میں آیا سو اس نے کچھ پنیر اور کچھ گھی نفع پایا تو حضرت ﷺ نے اس کو چند دنوں کے بعد دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے اے عبدالرحمٰن! یعنی اس زردی کا کیا سبب ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس کو کیا مہر دیا؟ اس نے

أَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

کہا کہ گٹھلی کے برابر سونا حضرت مَلَّاتِیْمُ نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگر چہ ایک بکری ہی سہی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ دیکھ تو میری دونوں عورتوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے؟ سو اس کا نام لے کر میں اس کو طلاق دوں سو جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لینا اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب اوپر اس کے اختیار غیر کے سے اوپر اپنے یہاں تک کہ اپنی جان اور اہل سے اور اس میں جائز ہونا نظر مرد کا ہے طرف عورت کے وقت ارادے نکاح کرنے کے اس سے اور جائز ہے وعدہ کرنا ساتھ طلاق عورت کے اور ساقط ہونا غیرت کا بیچ اس کے اور دور رکھنا مرد کو اپنے نفس کو اس چیز سے کہ خرچ کرے وہ واسطے اس کے اس قسم سے اور راجح ہونا کسب بنفسہ کا ساتھ تجارت کے یا کسی اور پیشے کے اور اس میں تجارت کرنا بزرگوں کا ہے خود اپنے ہاتھ سے باوجود میسر ہونے اس شخص کے کہ ان کو کفایت کرے وکیل وغیرہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت مَلَّاتِیْمُ کے زمانے میں تجارت کے واسطے بصرہ کو گئے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ.

جو مکروہ ہے ترک کرنے نکاح کے سے اور خصی ہونے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ تبتل کے اس جگہ ترک کرنا نکاح کا ہے اوپر اس کے جو اس کے تابع ہے ملازمت سے طرف عبادت کے اور بہر حال ماسوا اللہ کے اس قول میں ﴿وتبتل الیه تبتیلا﴾ سو البتہ تفسیر کیا ہے اس کو مجاہد رحمہ اللہ نے سو کہا کہ اخلاص کرو واسطے اس کے اخلاص کرنا اور یہ تفسیر بالمعنی ہیں نہیں تو اصل میں معنی تبتل کے منقطع ہونا ہے اور یہ جو کہا کہ جو مکروہ ہے تبتل اور خصی ہونے سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مکروہ ہے تبتل سے وہی ہے جو پہنچائے طرف سخت پرہیزگاری کے اور حرام کرنے اس چیز کے جو اللہ نے حلال کی اور تبتل اصل میں مکروہ نہیں اور معطوف کیا ہے خصی ہونے کو اوپر اس کے اس واسطے کہ بعض اس کا جائز ہے اس حیوان میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ (فتح)

٤٦٨٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.

۴۶۸۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت مَلَّاتِیْمُ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تبتل کی اجازت دی یعنی بلکہ اس کو منع کیا اور اگر حضرت مَلَّاتِیْمُ اس کو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَّلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا.

حضرت ﷺ نے تبتل کی اجازت نہ دی اور اگر حضرت ﷺ اس کے واسطے تبتل کو جائز رکھتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبرانی نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا یا حضرت! میں مرد ہوں کہ مشکل ہے مجھ پر مجرد رہنا سو حکم ہو تو میں خصی ہو جاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن روزے رکھ سو احتمال ہے کہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تھا وہ حقیقتاً خصی ہونا ہو اور تعبیر کیا راوی نے اس سے ساتھ تبتل کے اس واسطے کہ وہ اس سے پیدا ہوتا ہے اور اسی واسطے کہا کہ اگر اس کو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے اور احتمال ہے کہ اس کا عکس ہو اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ ہم خصی ہو جاتے البتہ ہم کرتے فعل اس شخص کا سا جو خصی ہوتا ہے اور وہ الگ ہونا ہے عورتوں سے کہا طبری نے کہ جو تبتل کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا وہ حرام کرنا عورتوں اور ستھری چیزوں کا ہے اور جو چیز کہ لذت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اسی واسطے اترا اس کے حق میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور پہلے گزر چکا ہے نام ان لوگوں کا جنہوں نے یہ ارادہ کیا تھا اور کہا طیبی نے کہ حقیقتاً خصی ہونا مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے یعنی ہم مبالغہ کرتے تبتل میں یہاں تک کہ نوبت پہنچاتا امر ساتھ ہمارے طرف خصی ہونے کے اور بعض نے کہا کہ ظاہر یہ ہے یعنی حقیقتاً خصی ہونا مراد ہے اور تھا یہ حکم پہلے منع کرنے سے خصی ہونے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوئی تعبیر ساتھ خصی ہونے بلیغ تر تعبیر کرنے سے ساتھ تبتل کے اس واسطے کہ وجود آلت کا تقاضا کرتا ہے ہمیشہ موجود رہنے شہوت کے کو اور وجود شہوت کا مخالف ہے اس چیز کو کہ مراد ہے تبتل سے پس متعین ہو گا خصی ہونا طریق طرف حاصل کرنے مطلوب کے غایت یہ کہ اس میں سر دست بڑا درد ہے دنیا میں معاف ہے بیچ پہلو اس چیز کے کہ دور ہوتی ہے ساتھ اس کے آخرت میں سو وہ مانند قطع کرنے انگلی کے ہے جب کہ واقع ہو ہاتھ میں گوشت خورہ واسطے بچانے باقی ہاتھ کے اور نہیں ہے ہلاک ساتھ خصی ہونے کے محقق بلکہ نادر ہے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے بہت موجود ہونا چوپایوں میں باوجود زندہ رہنے ان کے کی بنا بر اس کے سو شاید راوی نے تعبیر کیا ہے ساتھ خصی ہونے کے آلت کے کاٹنے سے اس واسطے کہ وہی ہے جو حاصل کرتا ہے مقصود کو اور حکمت بیچ منع کرنے ان کے خصی ہونے سے ارادہ ہے بہت پیدا ہونے نسل کے کا تاکہ ہمیشہ رہے جہاد کافروں کا اور نہیں تو اگر اجازت دیتے تو قریب تھا پے در پے وارد ہونا ان کا او پر اس کے پس قطع ہوتی نسل اور کم ہو جاتے مسلمان بسبب قطع ہونے اس کے اور بہت ہو جاتے کفار سو وہ خلاف مقصود کا ہے

حضرت ﷺ کی پیغمبری سے۔ (فتح)

٤٦٨٦ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾.

۴۶۸۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی یعنی دنیا کے مال سے سو ہم نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے ہم کو اس سے منع فرمایا پھر ہم کو اجازت دی کہ نکاح کریں عورت سے کپڑے پر پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہم پر یہ آیت پڑھی ،اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے حلال کیں اور نہ حد سے بڑھو اس واسطے کہ اللہ نہیں چاہتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

فائدہ: کیا ہم خصی نہ ہو جائیں یعنی کیا ہم نہ بلائیں اس کو جو ہم کو خصی کرے یا ہم خود اپنے آپ کو علاج سے خصی کریں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو منع کیا تو یہ نہی بالاتفاق حرام کرنے کے واسطے ہے آدمیوں میں کما تقدم اور نیز اس میں مفاسد سے عذاب کرنا نفس کا اور تشویہ ساتھ داخل کرنے ضرر کے جو نوبت پہنچاتا ہے طرف ہلاک کے اور اس میں باطل کرنا رجولیت کے معنی کا ہے اور تغیر کرنا اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو اور کفر نعمت کا اس واسطے کہ آدمی کو مرد پیدا کرنا ایک نعمت ہے بڑی نعمتوں سے اور جب یہ دور ہو تو البتہ مشابہ ہوا ساتھ عورتوں کے اور اختیار کیا نقص کو کمال پر کہا قرطبی نے کہ خصی ہونا آدمیوں کے سوائے اور حیوانوں میں منع ہے مگر واسطے مصلحت کے کہ اس کے ساتھ حاصل ہو مانند ستھرا کرنے گوشت کے یا قطع کرنے ضرر کے اس سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حرام ہے خصی کرنا غیر ماکول میں مطلق اور بہر حال ماکول میں یعنی جس چیز کا گوشت کھایا جاتا ہے تو جائز ہے چھوٹی عمر میں نہ بڑی عمر میں لیکن اگر کسی ضرور کے دور کرنے کے واسطے ہو تو بڑی عمر میں بھی جائز ہے اور یہ جو کہا کہ نکاح کریں ہم عورتیں سے کپڑے پر یعنی ایک مدت معین تک متعہ کے نکاح میں اور ظاہر شہادت لینا ابن مسعود کا ساتھ اس آیت کے اس جگہ مشعر ہے کہ وہ نکاح متعہ کو جائز رکھتے تھے، کہا قرطبی نے شاید ان کو اس وقت ناسخ نہ پہنچا تھا پھر ان کو ناسخ پہنچا تو انہوں نے اس سے رجوع کیا اور تائید کرتا ہے اس کی جو ذکر کیا ہے اس کو اسماعیلی نے کہ ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر اس کا حرام ہونا آیا۔ (فتح)

وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میں جوان ہوں اور میں اپنے نفس پر زنا سے ڈرتا ہوں اور میں

أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ وَّأَنَا أَخَافُ عَلٰى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَآءَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ.

نہیں پاتا جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں تو حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ چپ رہے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے پھر میں نے اسی طرح کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ! خشک ہو چکا قلم جس سے تو ملنے والا ہے سو خصی بن اس بات پر یا چھوڑ دے خصی ہونے کو۔

فائدہ: یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی قلم خشک ہو چکا یعنی تمام ہو چکا مقدور ساتھ اس چیز کے کہ لکھی گئی لوح محفوظ میں سو باقی رہا قلم جس کے ساتھ لکھا گیا خشک اس میں سیاہی نہیں عیاض نے کہا کہ لکھنا اللہ کا اور اس کی لوح اور اس کا قلم اس کے غیب کے علم سے ہے جس کے ساتھ ہم ایمان لائے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس پر خصی بن یا اس کو چھوڑ دے تو اس کے معنی یہ ہیں سو کر جو تو نے ذکر کیا یا اس کو چھوڑ دے اور پیروی کر اس کی جو میں نے تجھ کو حکم دیا اور نہیں ہے امر اس میں واسطے طلب فعل کے بلکہ وہ تہدید کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وقال الحق من ربکم فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر﴾ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر تو کرے یا نہ کرے سو ضروری ہے جاری ہونا تقدیر کا اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے حکم خصی ہونے کے اور محصل جواب کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں جو ازل میں لکھے گئے سو خصی ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اس واسطے کہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور واقع ہونے والا ہے اور قول اس کا علی ذلک وہ متعلق ہے ساتھ مقدر کے یعنی خصی ہو حال بلندی چاہنے کے علم پر کہ ہر چیز اللہ کی قضا اور قدر سے ہے اور نہیں ہے یہ اذن خصی ہونے میں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف منع کرنے کے اس سے گویا کہ فرمایا کہ جب تو نے جانا کہ ہر چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو نہیں ہے کوئی فائدہ خصی ہونے میں اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس سے منع کیا جب کہ اس نے آپ سے اجازت مانگی اور اس کا مرنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کرنے سے بہت مدت پہلے تھا اور روایت کی ہے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے مجرد ہونے کا گلہ کیا سو اس نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خصی ہو یا خصی کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصی ہونا برا ہے وقد تقدم ما فیہ اور یہ کہ تقدیر جب جاری ہو چکی تو حیلے کچھ فائدہ نہیں دیتے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنا شخص کا آگے بڑے کے جو واقع ہو

واسطے اس کے اگرچہ قبیح ہو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مہر نہ پائے وہ نکاح کے واسطے کسی کو نہ کہے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنی تین بار اور جواب دینا واسطے اس شخص کے جو نہ قناعت کرے ساتھ چپ رہنے کے اور یہ کہ جائز ہے چپ رہنا جواب سے واسطے اس شخص کے جو گمان کیا جائے کہ سمجھتا ہے مراد کو مجرد سکوت سے اور یہ مستحب ہے کہ حاجت والا اپنی حاجت سے پہلے اپنا عذر بیان کرے سوال میں اور کہا شیخ ابی محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جب تک مکلف اسباب شرع سے کسی چیز کو کر سکے تو نہ توکل کرے مگر بعد عمل اس کے تاکہ حکمت کے مخالفت نہ ہو اور جب اس پر قادر نہ ہو تو ٹھہرائے اپنے نفس کو اوپر راضی ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اس پر اس کے اللہ نے اور نہ تکلف کرے اسباب سے جس کی اس کو طاقت نہیں اور اس میں ہے کہ جب اسباب تقدیر کے موافق نہ پڑیں تو کچھ فائدہ نہیں دیتے اور اگر کہا جائے کہ کیوں نہ حکم کیے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتھ روزہ رکھنے کے واسطے توڑنے شہوت اپنی کے جیسا کہ حکم کیا گیا غیر اس کا تو جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اکثر حال یہ تھا کہ وہ روزہ رکھتے تھے اس واسطے کہ وہ اصحاب صفہ میں سے تھے، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی ہو کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم میں سے جماع کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نکاح کرے، الحدیث لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو یہ جہاد کے وقت میں پوچھا تھا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے واقع ہوا اور تھے جہاد کی حالت میں اختیار کرتے روزہ نہ رکھنے کو روزہ رکھنے پر یعنی جہاد میں روزہ نہیں رکھتے تھے سو پہنچایا ان کو ان کے اجتہاد نے طرف اکھاڑنے مادے شہوت کی کے کو ساتھ خصی ہونے کے جیسا کہ ظاہر ہوا واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے سو منع کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ ارشاد کیا اس کو طرف متعہ کی جس میں اس کے غیر کو رخصت دی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتا اور جو بالکل کچھ چیز نہ پائے نہ کپڑا اور نہ غیر اس کا تو کس طرح متعہ کرے اور جس کے ساتھ متعہ کیا جاتا ہے اس کے واسطے کچھ چیز کا ہونا ضروری ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں اور ساتھ اس کے مطابق ہوگا جواب سوال سے۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ. باب ہے بیچ بیان نکاح کرنے کنواریوں کے۔

فائدہ: کنواری وہ ہے جس سے کسی مرد نے جماع نہ کیا ہو اور اپنی پہلی حالت میں بدستور ہو۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكْرًا غَيْرَكِ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری سورہ نور کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

٤٦٨٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۴۶۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا

قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِي أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيرَكَ قَالَ فِي الَّذِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا.

حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر آپ کسی نالے میں اتریں اور اس میں ایک درخت ہو کہ اس سے کھایا گیا ہو یعنی کوئی اس کو چر گیا ہو اور آپ ایک درخت پائیں کہ اس سے کسی نے نہ چرا ہو تو آپ اپنے اونٹ کو کس میں چرائیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں کوئی نہیں چرا، مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں وہ ہوں اور اس حدیث میں مشروع ہونا ضرب المثل کا ہے اور تشبیہ دینا ہے ایک چیز کو جو موصوف ہے ایک صفت ہے ساتھ ایسی چیز کے کہ وہ مثل اس کے ہے اور اس میں وہ صفت نہیں اور اس میں بلاغت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور خوبی نرمی ان کے کی کاموں میں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں جس میں کوئی نہیں چرا یعنی مقدم کروں گا اس کو اختیار میں غیر پر سو نہ ہوگا وارد یہ اعتراض کہ واقع حضرت ﷺ سے یہ ہے کہ آپ نے بیوہ عورتوں سے نکاح کیا اور احتمال ہے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس سے محبت ہو۔ (فتح)

٤٦٨٨ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ.

۴۶۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی دو بار کہ اچانک تجھ کو ایک مرد یعنی فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں اٹھاتا ہے سو وہ کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں اس کو کھولتا ہوں تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

فائدہ: ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ فرشتہ جبریل علیہ السلام تھا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت کو لایا تھا اور اس کی شرح چھ باب کے بعد آئے گی، انشاء اللہ تعالی۔

بَابُ تَزْوِيجِ الثَّيِّبَاتِ.

بیوہ عورتوں سے نکاح کرنے کا بیان۔

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ

یعنی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نکاح کرنے کو مجھ سے

بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ. نہ کہا کرو۔

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول حضرت ﷺ کے سے اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ خطاب کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی بیویوں کو تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ ان کے واسطے بیٹیاں ہوں اور خاوند ہے سوائے حضرت ﷺ کے اور یہ مستلزم ہے اس کے کہ وہ بیوہ ہوں جیسا کہ وہ اکثر اور غالب ہے۔ (فتح)

٤٦٨٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِّيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيْرِيْ كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا أَيْ عِشَآءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ.

۴۶۸۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگ سے پلٹے تو میں نے جلدی کی اپنے اونٹ پر جو سست قدم تھا تو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا تو اس نے میرے اونٹ کو اپنے نیزے سے چھیڑا سو میرا اونٹ چلا کہ جیسے کہ تو نہایت تیز قدم اونٹ دیکھے تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہیں سو فرمایا کہ تیرے جلدی چلنے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا کہ میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ شادی کی ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا کہ بیوہ سے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ کو ہنساتی اور تو اس کو ہنساتا پھر جب ہم مدینے میں داخل ہونے لگے تو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تا کہ عشاء کو داخل ہونا تا کہ کنگھی کرے عورت پریشان بال والی اور زیر ناف کے بال صاف کر لے غائب خاوند والی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے واسطے تیرے اور کنواریوں کے اور لب اس کے کی اس میں اشارہ ہے طرف چوسنے زبان اس کی کے اور دونوں ہونٹ اس کے کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرا باپ فوت ہوا اور اس نے سات بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو جمع رکھے اور ان کو کنگھی کرے اور ان کی کارساز ہو اور میں نے مکروہ جانا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کی طرح بے وقوف ہو اور اس حدیث میں ترغیب ہے بیچ نکاح کرنے کے کنواری عورت سے اور اس سے صریح تر یہ حدیث ہے کہ لازم جانو اپنے اوپر کنواریوں کو اس واسطے کہ ان کی کلام میٹھی ہوتی ہے اور ان کی رحم پاک ہوتی ہے اور تھوڑی چیز سے راضی ہو جاتی ہیں

اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث سابق کہ بہت جننے والی عورتوں سے نکاح کرو اس واسطے کہ کنواری ہونے سے اس کا بہت اولاد والی ہونا معلوم نہیں ہوتا اور جواب یہ ہے کہ کنوارای جگہ ظن کی ہے واسطے بہت ہونے اولاد کے تو مراد ساتھ ولود کے یہ ہے کہ بہت اولاد والی ہو ساتھ تجربہ کے یا گمان کے اور بہر حال جو تجربہ سے بانجھ ظاہر ہو تو دونوں حدیثیں متفق ہیں اوپر مرجوع ہونے اس کے کی اور اس میں فضیلت ہے واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے شفقت اس کی کے اپنی بہنوں پر اور واسطے مقدم کرنے مصلحت ان کی کے اوپر حظ نفس اپنے کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب دو مصلحتیں جمع ہوں تو اہم کو مقدم کیا جائے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ کے فعل کو اچھا جانا اور اس کے واسطے دعا کی اور اس سے لیا جاتا ہے دعا کرنا واسطے اس شخص کے کہ نیک کام کرے اگرچہ کام داعی سے متعلق نہ ہو اور اس میں سوال امام کا ہے اپنے یاروں کو ان کے کاموں سے اور تلاش کرنا ان کے احوال کو اور ان کو انکی بھلائیوں کی طرف راہ دکھلانا اور تنبیہ کرنی ان کو اوپر وجہ مصلحت کے اگرچہ نکاح کے باب میں ہو اور اس چیز میں کہ اس کے ذکر سے شرم آتی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنا اپنے خاوند کی اور اس شخص کی کہ اس کو اس سے کچھ تعلق ہو مانند بھائی اور بیٹے اس کے کی اور یہ کہ اگر مرد اپنی عورت سے اس کام کا قصد کرے تو کچھ حرج نہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ وہ اس کی بہنوں کی خدمت کرے اگرچہ یہ عورت پر واجب نہیں لیکن پکڑا جاتا ہے اس سے کہ عادت جاری ہے ساتھ اس کے اسی واسطے حضرت ﷺ نے انکار نہ کیا اور دوسری روایت میں خرقاء کا لفظ آیا ہے اور خرقاء اس عورت کو کہا جاتا ہے جو اپنے ہاتھ سے کچھ کام نہ کرے نہ اپنی بھلائی کو جانے نہ اپنے غیر کی بھلائی کو اور تستحد کے معنی ہیں استعمال کرے لوہے کو یعنی استرے کو اور مراد دور کرنا بال زیر ناف کا ہے اور تعبیر کیا ساتھ استعمال کرنے استرے کے اس واسطے کہ غالب ہوا ہے استعمال اس کا بیچ دور کرنے بالوں کے اور نہیں ہے اس میں دلیل کہ استرے کے سوا اور چیز سے بالوں کا دور کرنا منع ہے اور یہ جو کہا تا کہ داخل ہو رات کو تو یہ مخالف ہے اس حدیث کو جو طلاق میں آئے گی کہ کوئی رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے اور تطبیق یہ ہے کہ جو باب میں ہے یہ اس شخص کے واسطے ہے جس کے آنے کی خبر معلوم ہو اور اس کے آنے کی خبر پہنچ جائے اور جو حدیث آئندہ آتی ہے وہ اس شخص کے حق میں ہے جو اچانک آ پہنچے اور اس کے گھر والوں کو کچھ خبر معلوم نہ ہو۔ (فتح)

٤٦٩٠ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَا لَكَ

۴۶۹۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نکاح کیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے کیسی عورت سے نکاح کیا؟ پس میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) میں نے بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کنواریوں (کے نکاح کرنے) سے اور ان کے ساتھ

وَلِلْعَذَارٰى وَلِعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ.

کھیلنے سے تجھے کیا (مانع درپیش) ہوا۔ شعبہ راوی کہتا ہے میں نے عمرو بن دینار سے اس بات کا ذکر کیا تو عمر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے نوجوان لڑکی سے کیوں نکاح نہ کیا؟ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ.

چھوٹی لڑکیوں کو بڑوں سے نکاح میں دینا جو عمر میں بڑا ہو یعنی اس شخص کے نکاح میں دینا۔

٤٦٩١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا أَخُوْكَ فَقَالَ أَنْتَ أَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ.

۴۶۹۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی درخواست کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میرا بھائی ہے اللہ کے دین میں اور اس کی کتاب میں اور تیری بیٹی مجھ کو حلال ہے۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اور جواب یہ ہے کہ ممکن ہے یہ کہ پکڑا جائے قول ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں اس واسطے کہ اکثر اوقات یہی حال ہے کہ بھائی کی بیٹی اپنے چچا سے چھوٹی ہوتی ہے اور نیز پس کافی ہے جو ذکر کیا اس نے بیچ موافق ہونے حدیث کے واسطے ترجمہ کے اگرچہ خارج معلوم ہو یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کا کم عمر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے سوائے اور حدیث سے معلوم ہے کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے نکاح کر دینا چھوٹی لڑکی کا بڑی عمر والے مرد سے بالاجماع اگرچہ ہنڈولے میں ہو لیکن نہ قابو دیا جائے اوپر اس کے یہاں تک کہ لڑکی جماع کے لائق ہو سو اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ نہیں ہے کوئی فائدہ واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہا اس نے اور لیا جاتا حدیث سے کہ باپ نکاح کر دے چھوٹی لڑکی کنواری کو بغیر اذن لینے کے اس سے میں کہتا ہوں شاید لیا ہے اس نے اس کو نہ مذکور ہونے سے اور نہیں ہے یہ ظاہر دلالت میں بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ حکم پہلے وارد ہونے حکم کے ساتھ اجازت مانگنے کے کنواری سے اور یہی ظاہر ہے اس واسطے کہ واقع ہوا یہ قصہ مکے میں پہلے ہجرت سے اور یہ جو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں تو یہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت حرام ہونے نکاح بھائی کی بیٹی کے اور یہ جو کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اللہ کی کتاب میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿انما المؤمنون اخوۃ﴾ اور جو اس کے مانند ہے اور جو فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال ہے

تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ باوجود یہ کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے حلال ہے واسطے میرے نکاح کرنا ساتھ اس کے اس واسطے کہ جو برادری کہ نکاح سے مانع ہے وہ برادری نسب اور رضاعت کی ہے نہ برادری دین کی اور کہا مغلطائی نے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے پیغام کے واسطے خولہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور یہ حدیث اس کے مخالف ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے اس کو بھیجا پھر اس کے بعد خود بھی حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سامنے ہو کر کہا۔ (فتح)

بَابُ إِلَى مَنْ يَّنْكِحُ وَأَيُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ وَّمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَّتَخَيَّرَ لِنُطَفِهِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کس سے نکاح کرے اور کون قوم کی عورتوں سے نکاح کرنا بہتر ہے اور کیا مستحب ہے کہ اختیار کرے واسطے نطفے اپنے کے بغیر اس کے واجب کرنے کے۔

فائدہ: باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ ارادہ نکاح کا کرے منتہی ہوتا ہے امر اس کا کہ کس عورت سے نکاح کرے (تنبیہ) شامل ہے یہ بات تین احکام پر اور لینا اول اور دوسرے حکم کا باب کی حدیث سے ظاہر ہے اور یہ کہ جو شخص کہ ارادہ نکاح کرنے کا رکھتا ہو اس کو لائق ہے کہ قریش میں نکاح کرے اس واسطے کہ ان کی عورتیں بہتر ہیں سب عورتوں سے اور یہ حکم دوسرا ہے اس پر تیسرا سو لیا جاتا ہے اس سے بطور لزوم کے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وہ بہتر ہیں اپنے غیر سے تو مستحب ہوا اختیار کرنا ان کا واسطے اولاد کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے تیسرے حکم میں حدیث صریح روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے کہ اختیار کرو اپنے نطفے کے واسطے اور نکاح کرو ہم کفو سے۔ (فتح)

٤٦٩٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ.

۴۶۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں کہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں ان میں قریشیوں کی نیک عورتیں بہتر ہیں یعنی سب عرب کی عورتوں سے قوم قریش کی عورتیں بہتر ہیں نہایت مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبانی کرنے والی اپنے خاوند کے مال کی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مریم عمران کی بیٹی اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں سو شاید اس نے ارادہ کیا نکالنے اس کے کا اس تفضیل سے اس واسطے کہ وہ کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں سو نہ ہوگی اس میں تفضیل واسطے عورتوں قریش کے اوپر اس کے اور نہیں شک ہے کہ مریم کے واسطے فضیلت ہے اور وہ افضل ہے قریش کی سب

عورتوں سے اگر ثابت ہو کہ وہ پیغمبر ہے یا ان کی اکثر عورتوں سے اگر پیغمبر نہ ہو اور مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب عورتوں میں بہتر مریم ہے اور سب عورتوں میں بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے اور یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک دونوں میں سے بہتر ہے دنیا کی عورتوں سے اپنے زمانے میں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہے بیچ جگہ ترغیب کے قریشی عورتوں کے نکاح میں سو نہیں ہے اس میں تعرض واسطے مریم کے اور نہ واسطے غیر اس کے کی ان عورتوں میں سے جن کا زمانہ گزر چکا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ قریش کی نیک عورتیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قریش کی عورتیں تو یہ مطلق محمول ہے مقید پر سو قریش کی بہتر عورتیں وہ ہیں جو نیک ہیں نہ عام عورتیں اور مراد ساتھ اصلاح کے اس جگہ صلاح دین کی ہے اور حسن معاشرت کی ساتھ خاوند کے اور اپنے خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے والے یعنی ساتھ امانت کے اور صیانت کے اور بے جا خرچ کرنے کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر نکاح اشراف عورتوں کے خاص کر قریش کی عورتوں سے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ عورت کا نسب جس قدر اعلیٰ ہو اتنا ہی زیادہ مستحب ہے اور پکڑا جاتا ہے اس سے اعتبار کفو کا نسب میں اور یہ کہ جو قریش کے سوائے عورتیں ہیں وہ ان کے کفو نہیں ہیں اور فضیلت ہے مہربانی اور شفقت کے اور خوب پالنے کے اور قائم ہونے کے اولاد پر اور خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے اور اس میں نیک تدبیر کرنی ہے اور لیا جاتا ہے اس سے خرچ کرنا خاوند کا بیوی پر اور اس حدیث کا سبب آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا.

رکھنا لونڈیوں کا اور جو لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے۔

فائدہ: سراری جمع ہے سریہ کی اور سریہ ماخوذ ہے سرّ سے اور سر جماع کو کہتے ہیں اور نام رکھا گیا ہے لونڈی کا سریہ اس واسطے کہ اکثر اوقات چھپایا جاتا ہے امر اس کا بیوی سے اور مراد ساتھ اتخاذ کے اقتناء ہے یعنی رکھنا اور البتہ وارد ہو چکا ہے امر ساتھ اس کے صریح ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ لازم پکڑو اپنے اوپر لونڈیوں کو اس واسطے کہ ان کے رحموں میں برکت ہے اور عطف کیا ہے آزاد کرنے کو اوپر اقتناء کے اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتا ہے بعد لونڈی رکھنے کے اور کبھی پہلے اس کے اور باب کی پہلی حدیث موافق ہے ساتھ اس شق دوسری کے۔

٤٦٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ

۴۶۹۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مرد کے پاس لونڈی ہو سو اس کو شرع کے علم بتلائے اور اس کی اچھی تعلیم کرے اور اس کو ادب سکھلائے سو بہت اچھی طرح ادب سکھلائے پھر اس کو آزاد کرے اس کے بعد اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور جو مرد اہل کتاب

كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِيْ فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا مَمْلُوْكٍ أَدَّى حَقَّ مَوَالِيْهِ وَحَقَّ رَبِّهِ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَهَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا.

میں سے یعنی یہودی اور نصرانی اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لائے اور میرے ساتھ ایمان لائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو غلام کہ اپنے مالکوں کا حق اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔ کہا شعبی راوی نے اپنے شاگرد صالح سے کہ لے اس کو بغیر عوض کسی چیز کے یعنی میں نے تجھ کو یہ حدیث مفت سکھلا دی اور البتہ مرد اس سے کم کے واسطے مدینے کی طرف کوچ کرتا تھا اور کہا ابو بکر نے ابو حصین اس نے روایت کی ابو بردہ سے اس نے اپنے باپ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے۔

فائدہ: اس حدیث میں تین قسم کے لوگ مذکور ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے اور ان کے سوا اور بھی بہت لوگ ایسے ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے چنانچہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو قرآن پڑھے اور وہ اس پر دشوار ہو تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جب کوئی حاکم اجتہاد کرے سو ٹھیک بات کو پا جائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو تیمم کر کے نماز پڑھے پھر پانی پائے پھر نماز کو دوہرائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو اسلام میں نیک راہ نکالے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور تلاش کرنے سے اور بھی کئی آدمی پائے جاتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے عدد کے جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو فقط تین ہی آدمیوں کا ذکر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تین کے سوا کسی اور کو دوہرا ثواب نہ ہو اور اس میں دلیل ہے اوپر زیادہ فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے برابر ہے کہ اس کو ابتدا کے واسطے آزاد کرے یا کسی اور سبب سے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے سو شاید ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر لونڈی کو آزاد کرے تو پھر اس سے نکاح نہ کرے یہی روایت ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی سے اور عطاء اور حسن سے روایت ہے کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور یہ جو دوسری روایت میں کہا کہ اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے تو شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس روایت کے کہ مراد تزویج سے دوسری روایت میں یہ ہے کہ واقع ہو ساتھ مہر جدید کے سوائے آزاد کرنے کے نہ جیسا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا ہے سو اس طریق نے مہر کو ثابت کیا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ اس کے پہلے طریق میں بلکہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ آزاد کرنا نفس مہر ہے اور یہ لفظ ایک روایت میں صریح آ چکا ہے چنانچہ ابو داؤد طیالسی نے روایت کی ہے کہ جب مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس کو

نکاح میں لائے اور مہر جدید دے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لونڈی کا آزاد کرنا نفس مہر نہیں ہوتا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے بلکہ وہ شرط ہے واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوتا ہے اس پر ثواب دوہرا جو مذکور ہے اور نہیں ہے قید جواز میں۔ (فتح)

٤٦٩٤ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيْمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي آجَرَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَآءِ.

۴۶۹۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کبھی ایسی بات نہیں بولے جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی سوائے تین بار کے جس حالت میں کہ ابراہیم علیہ السلام ایک ظالم پر گزرے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سارہ تھیں پھر ذکر کی ساری حدیث تو اس بادشاہ نے ان کو خدمت کے لیے ہاجرہ دی تو سارہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ روکا اور اس نے مجھ کو آجر خدمت کے لیے دی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو یہ تمہاری ماں ہے اے آسمان کے پانی کی اولاد! یعنی اے عرب۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے، کہا ابن منیر نے کہ مطابقت حدیث ہاجرہ کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ وہ مملوکہ تھیں اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو جنوایا بعد اس کے کہ اس کے مالک ہوئے سو وہ لونڈی تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کی مراد یہ ہے کہ یہ واقع ہوا ہے صحیح میں صریح تو یہ صحیح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو صحیح میں ہے کہ سارہ اس کی مالک ہوئیں اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نطفے سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جنا اور یہ کہنا کہ نہیں جائز ہے اپنی عورت کی لونڈی سے اولاد طلب کرنی مگر ساتھ مالک ہونے کے تو یہ حکم اس حدیث کے سوا اور حدیث سے لیا گیا ہے چنانچہ فاکہی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ سے چاہا کہ ہاجرہ کو ہبہ کر دیں تو سارہ نے حاجرہ ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کر دی اور شرط کی سارہ نے کہ اس سے صحبت نہ کریں پھر ان کو اس پر رشک آیا سو ہوا یہ بہ سبب بیچ جلا وطنی اس کی کے ساتھ بیٹے اس کے اسماعیل علیہ السلام کی طرف مکے کے۔ (فتح) اور آسمان کے پانی کی اولاد عرب کو اس واسطے کہا کہ اکثر وہ لوگ جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے تھے اور اکثر گزران ان کی آسمان کے پانی پر تھی اور بعض نے کہا کہ یہ نام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا ہے واسطے پاک

ہونے نسب ان کی کے اور شرافت ذاتی ان کی کے۔

٤٦٩٥ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأَلْقٰى فِيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَقَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطّٰى لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

۴۶۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت تھا حکم کیا چمڑے کے دسترخوان بچھانے کا اور ڈالا گیا اس میں کچھ کھجوروں میں سے اور پنیر سے اور گھی سے سو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا تو مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی ایک ماں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے آزاد عورتوں سے یا لونڈی ہے اور اگر آپ نے اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈی ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا یا اس کو لونڈی بنایا اور شاید ترجمہ کا اس سے تردد کرنا اصحاب کا ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیوی ہے یا لونڈی سو مطابق ہوگی یہ حدیث ترجمہ کے ایک رکن کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے نکاح کے بغیر گواہوں کے اس واسطے کہ اگر صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں گواہ ہوتے تو نہ پوشیدہ رہتا یہ اصحاب پر تا کہ تردد کرتے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جو نکاح کے وقت حاضر تھے وہ اور لوگ ہوں اور جنہوں نے تردد کیا تھا وہ اور لوگ ہوں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ سب نے تردد کیا تو یہ مذکور ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے کہ نکاح کریں بغیر ولی اور گواہوں کے جیسا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْأَمَةِ صَدَاقَهَا.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو لونڈی کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں کسی حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا اور لیا ہے اس کے ظاہر کو اگلے لوگوں سے سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے اور ابراہیم نخعی نے اور طاؤس نے اور زہری نے اور شہروں کے فقہاء سے ثوری نے اور ابو یوسف

نے اور احمد نے اور اسحاق نے ان سب کا یہ قول ہے کہ جب کوئی اپنی لونڈی کو آزاد کرے اس شرط پر کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور آزاد کرنا اور مہر بنا بر ظاہر حدیث کے اور باقی لوگوں نے ظاہر حدیث سے کئی طرح جواب دیا ہے قریب تر طرف لفظ حدیث کے یہ جواب دیا ہے کہ آزاد کیا اس کو حضرت ﷺ نے اس شرط پر کہ اس سے نکاح کریں تو واجب ہوئی واسطے حضرت ﷺ کے اوپر صفیہ رضی اللہ عنہا کے قیمت اس کی اور وہ معلوم تھی سو نکاح کیا اس سے اوپر اس کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا عبدالعزیز کی روایت میں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو قیدیوں میں پکڑا سو اس کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو کہا عبدالعزیز نے ثابت ہے کہ اے ابو محمد تو نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر کیا دیا؟ اس نے کہا کہ اس کا نفس اس کو مہر دیا تو اس نے تبسم کیا سو یہ ظاہر ہے کہ جو مہر ٹھہرایا گیا تھا وہ نفس کا آزاد کرنا ہے سو پہلی تاویل کا کچھ ڈر نہیں اس واسطے کہ اس کے اور قواعد کے درمیان کوئی مخالفت نہیں یہاں تک کہ اگر اس کی قیمت مجہول ہو اس واسطے کہ بیچ صحیح ہونے عقد کے ساتھ شرط مذکور کے ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ نفس آزاد کرنا مہر ٹھہرایا گیا لیکن وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ماوردی نے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کیا یعنی ساتھ مہر جدید کے اور جب انس رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر دیا تو کہا کہ اس کا نفس اس کے مہر میں دیا یعنی میرے علم میں حضرت ﷺ نے اس کو کچھ چیز مہر میں نہیں دی اور نہیں نفی کی اس نے اصل صداق کی اور اسی واسطے ابو الطیب طبری شافعی اور ابن مرابط مالکی نے کہا کہ یہ قول انس رضی اللہ عنہ کا مرفوع نہیں بلکہ یہ انہوں نے گمان کے ساتھ اپنی طرف سے کہا ہے اور اکثر اوقات تائید لی جاتی ہے واسطے اس کے اس حدیث سے جو بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کو نکاح کیا اور اس کو مہر میں لونڈی دی جس کا نام رزینہ تھا اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی اور اس سے معارض ہے جو خود صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو آزاد کیا اور میری آزادی کو میرا مہر ٹھہرایا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گمان سے کہا اور نیز یہ حدیث مخالف ہے اس چیز کو جس پر سب اہل سیر ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے دن بندیوں میں تھیں اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے وہ قریظہ کے بندیوں میں سے تھیں اور احتمال ہے کہ اس کو آزاد کیا ہو اس شرط پر کہ اس سے مہر کے بغیر نکاح کریں سو لازم ہوا صفیہ کو وفا کرنا ساتھ اس کے اور یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ آزاد کیا ہو اس کو بغیر عوض کے اور نکاح کیا ہو اس سے بغیر مہر کے فی الحال اور نہ انجام میں کہا ابن صلاح نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آزاد کرنا اترتا ہے جگہ مہر کے اگرچہ مہر نہیں اور یہ وجہ صحیح تر

ہے سب وجہوں سے اور قریب تر ہے طرف لفظ حدیث کے اور شافعیوں میں سے ابن حبان بھی احمد کے ساتھ ہے
اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر حدیث کا ساتھ احمد کے ہے اور جو اس کے موافق ہے اور قیاس ساتھ دوسروں کے
ہے سو متردد ہے حال درمیان اس گمان کے کہ ظاہر حدیث سے پیدا ہوا اور اس گمان کے کہ قیاس سے پیدا ہوا باوجود
اس کے کہ واقعہ خصوصیت کا احتمال رکھتا ہے اور یہ احتمال خصوصیت کا اگرچہ اصل کے خلاف ہے لیکن قوی ہوتا ہے یہ
حضرت ﷺ کے خصائص سے نکاح میں خاص کر خصوصیت آپ کی ساتھ نکاح کرنے اس عورت کے جس نے
حضرت ﷺ کو جان بخشی اللہ کے اس قول سے کہ اگر کوئی عورت اپنی جان پیغمبر ﷺ کو بخشے ، الآیہ اور اسی طرح
نقل کیا ہے اس کو مزنی نے شافعی سے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں کہا اس نے اور
جگہ خصوصیت یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو آزاد کیا مطلق اور نکاح کیا اس سے مہر کے بغیر اور بغیر ولی کے اور بغیر
گواہوں کے اور یہ حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور روایت کیا ہے جائز ہونا اس کا عبدالرزاق نے علی سے
اور ایک جماعت تابعین سے اور ابراہیم نخعی کے طریق سے کہ تھے مکروہ جانتے یہ کہ آزاد کرے لونڈی کو پھر نکاح
کرے اس سے اور کہتے تھے کہ اس میں کوئی ڈر نہیں کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرا دے اور کہا قرطبی نے کہ منع کیا
ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے واسطے محال ہونے اس کے کی اور تقریر محال ہونے کی دو وجہ سے ہے ایک
یہ کہ اگر نکاح کرے اس سے اس کے نفس پر تو یہ یا تو واقع ہوگا اس کے آزاد کرنے سے پہلے اور یہ محال ہے واسطے
معارض ہونے دو حکموں کے آزادی اور غلامی کے اس واسطے کہ آزادی کا حکم مستقل ہوتا ہے اور غلامی اس کی ضد ہے
اور یا یہ واقع ہوگا عقد بعد آزاد کرنے کے اور یہ بھی محال ہے واسطے دور ہونے حکم مہر کے اس سے ساتھ آزاد ہونے
کے سو جائز ہے کہ نہ راضی ہو اور اس وقت نہ نکاح کی جائے مگر اس کی رضامندی سے وجہ دوسری یہ ہے کہ جب ہم
آزادی کو مہر ٹھہرائیں تو یا قرار پائے گا عتق حالت غلامی کی اور وہ محال ہے واسطے معارض ہونے ان کے کی یا بیچ
حالت آزاد ہونے کے تو لازم آئے گا آگے بڑھنا اس کا نکاح سے پس لازم آئے گا وجود آزاد ہونے کا حالت فرض
کرنے اس کے عدم کے اور وہ محال ہے اس واسطے کہ ضروری ہے کہ متقدم ہو تقرر مہر کا خاوند پر یا نصاً یا حکماً تا کہ
مالک ہو وہ بیوی اس کے طلب کرنے کی اور اگر علت بیان کریں ساتھ نکاح تفویض کے تو پرہیز کی ہے ہم نے اس
سے ساتھ قول اپنے کے حکماً اس واسطے کہ اگرچہ نہیں متعین ہوئی واسطے عورت کے بیچ حالت عقد کے کوئی چیز لیکن وہ
مالک ہے مطالبہ کی سو ثابت ہوا کہ ثابت ہے واسطے اس کے حالت عقد کے کوئی چیز کہ مطالبہ کرے ساتھ اس کے
خاوند سے اور ایسا مہر میں میسر نہیں ہو سکتا پس محال ہے کہ ہو مہر اور تعاقب کیا گیا ہے جو دعویٰ کیا ہے اس نے محال
ہونے کا ساتھ جائز ہونے تعلیق مہر کے شرط پر کہ جب پائی جائے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت جیسے کہے کہ میں نے
تجھ سے نکاح کیا اس چیز پر کہ مستحق ہوگی واسطے میرے نزدیک فلانے کے اور وہ ایسی ہے سو جب میسر ہو مال جس پر

عقد واقع ہوا ہے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت اور تائید کرتی ہے انس رٹائٹنہ کی حدیث کو جو طحاوی نے جویریہ کے حق میں ابن عمر رٹائٹا سے روایت کی ہے کہ حضرت مَثَاثِیْمِ نے اس کے آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سردار کو نکاح کرنا اپنی لونڈی سے ساتھ اپنے جب کہ آزاد کر دے اس کو اور نہیں حاجت ہے اس کو طرف ولی کے اور نہ حاکم کے، کہا ابن جوزی رائیٹیہ نے کہ اگر کہا جائے کہ آزاد کرنے کا ثواب بڑا ہے تو حضرت مَثَاثِیْمِ نے کس طرح اس کو فوت کیا اور حالانکہ اور چیز کا مہر ٹھہرانا ممکن تھا اور جواب یہ ہے کہ صفیہ رٹائٹا بادشاہ کی بیٹی تھی اور ویسی عورت نہیں قناعت کرتی ہے مگر ساتھ بہت مہر کے اور حضرت مَثَاثِیْمِ کے پاس اس قدر مال نہ تھا جس سے اس کو راضی کریں اور نہ مناسب جانا آپ نے کہ اس کو کم مہر دیں سو اس کی جان کو اس کا مہر ٹھہرایا اور یہ صفیہ رٹائٹا کے نزدیک اشرف تھا بہت مال سے۔ (فتح)

۴۶۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

۴۶۹۶۔ حضرت انس رٹائٹنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَثَاثِیْمِ نے صفیہ رٹائٹا کو آزاد کیا اور آزاد کرنے کو اس کا مہر مقرر کیا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ.

باب ہے بیان میں نکاح کرنے تنگ دست کے۔

فائدہ: نکاح کی ابتدا میں یہ ترجمہ گزر چکا ہے نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اور یہ باب اس سے خاص تر ہے۔

لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِنْ يَكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾.

واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر محتاج ہوں گے تو اللہ ان کو مال دار کر دے گا۔

فائدہ: یہ تعلیل ہے واسطے حکم ترجمہ کے اور محصل اس کا یہ ہے کہ محتاج ہونا بالفعل نہیں مانع ہے نکاح کرنے کو واسطے حاصل ہونے مال کے انجام میں، واللہ اعلم۔

۴۶۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۶۹۷۔ حضرت سہل بن سعد رٹائٹنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت مَثَاثِیْمِ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تا کہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت مَثَاثِیْمِ نے اس کی طرف نظر کی اور اس کے اوپر اور نیچے کے دھڑ کو دیکھا یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے دیکھا کہ حضرت مَثَاثِیْمِ نے اس

وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَّا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی تو ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا اور کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے؟ یعنی واسطے مہر کے اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ چیز پاتا ہے سو وہ گیا اور پھر پھرا سو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھرا سو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی لیکن میرا یہ تہ بند ہے میں اس کو آدھا تہ بند دیتا ہوں، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے تہ بند کو اگر وہ اس کو پہنے گی تو تیرے پاس اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر تو اس کو پہنے گا تو اس پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب بہت دیر بیٹھا رہا تو اٹھ کھڑا ہوا سو جب حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرتے دیکھا تو حکم دیا اس کے بلانے کا سو بلایا گیا جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلانی فلانی سورت یاد ہے، اس نے ان کو گنا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کو یاد پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْأَكْفَآءِ فِي الدِّيْنِ. باب ہے بیچ معتبر ہونے کفو کے دین میں۔

فائدہ: اکفاء جمع کفو کی ہے اس کے معنی ہیں مثل اور نظیر اور اعتبار کفو کا دین میں متفق علیہ ہے سو مسلمان عورت کو کافر کے واسطے بالکل حلال نہیں۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَّكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾. اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہی ہے جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا واسطے اس کے نسب اور سسرال کو اور ہے رب تیرا قادر۔

فائدہ: کہا فراء نے نسب اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح حلال نہ ہو اور صہر وہ ہے جس کے ساتھ نکاح کرنا حلال ہو سو گویا کہ جب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ حصر واقع ہوا ہے ساتھ دو قسموں کے تو صحیح ہوا تمسک کرنا ساتھ عموم کے واسطے موجود ہونے صلاحیت کے مگر جس کے معتبر ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وہ مستثنیٰ ہونا کافر کا ہے اور بعض نے کہا کہ اعتبار کفو کا خاص ہے ساتھ دین کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے مالک نے اور منقول ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور تابعین میں سے محمد بن سیرین اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اور کہا جمہور نے کہ نسب میں بھی کفو معتبر ہے ان کے نزدیک کفو نسبی کا اعتبار کرنا ضروری ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قریش آپس میں ایک دوسرے کی نسب ہیں اور اسی طرح عرب بھی ایک دوسرے کے کفو ہیں اور نہیں کوئی عرب میں سے کفو واسطے قریش کے جیسا کہ کوئی غیر عرب میں سے عرب کے کفو نہیں اور وہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور صحیح یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب مقدم ہیں غیروں پر اور جو ان کے سوائے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے کفو ہیں اور کہا ثوری نے کہ جب نکاح کرے غلام آزاد عربی عورت کو توڑا جائے نکاح اور یہی قول ہے احمد کا اور میانہ روی اختیار کی ہے شافعی نے سو کہا کہ نہیں نکاح کرنا غیر کفو میں حرام کہ میں اس کے ساتھ نکاح کو پھیروں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تقصیر ہے ساتھ عورت کے اور ولیوں کے سو جب سب راضی ہوں تو صحیح ہوتا ہے نکاح اور ان کا حق ہے جس کو انہوں نے چھوڑا اور اگر سب راضی ہوں اور ایک نہ ہو تو جائز ہے واسطے اس کے فسخ کرنا اور ذکر کیا گیا ہے کہ معنی بیچ شرط ہونے ولایت کے نکاح میں یہ ہیں کہ تا کہ نہ ضائع کرے عورت نفس اپنے کو غیر کفو میں انتہی۔ اور کفو نسبی کے معتبر ہونے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور لیکن جو بزار نے روایت کی ہے کہ عرب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور غلام آزاد ایک دوسرے کے کفو ہیں سو اس کی سند ضعیف ہے اور حجت پکڑی ہے بیہقی نے ساتھ حدیث واثلہ رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے بنی کنانہ کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے اور یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ حدیث اس کے واسطے حجت نہیں ہو سکتی لیکن بعض نے اس کے ساتھ اس حدیث کو جوڑا ہے کہ قریش کو آگے کرو اور پیچھے نہ کرو اور نقل کیا ہے ابن منذر نے بویطی سے کہ کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اعتبار کفو دینی کا ہے۔

۴۶۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَمَوَالِيكُمْ﴾ فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۴۶۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے) سالم کو بیٹا لے پالک بنایا اور اس کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت ولید سے کروایا اور وہ غلام آزاد تھا ایک انصاری عورت کا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو بیٹا بنایا اور جاہلیت کے زمانے کا دستور تھا کہ جو کوئی کسی مرد کو لے پالک بناتا لوگ اس کو اس کا بیٹا کہتے اور وہ اس کے بعد اس کی میراث کا وارث ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری پکارو لے پالکوں کو اپنے باپ یعنی ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرو اللہ کے اس قول تک اور تمہارے غلام آزاد سو رد کے گئے اپنے باپوں کی طرف یعنی اپنے باپوں کی طرف منسوب کیے گئے اور جس کا باپ معلوم نہ تھا تو اس کو مولی یعنی غلام آزاد اور دین کا بھائی پکارا جاتا سو سہلہ رضی اللہ عنہا سہیل رضی اللہ عنہ کی بیٹی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! ہم سالم رضی اللہ عنہ کو بیٹا اعتقاد کرتے تھے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں اتارا جو آپ کو معلوم ہے پس ذکر کی ساری حدیث۔

فائدہ: اور یہ جو کہا غلام آزاد اور دینی بھائی تو اس میں اشارہ ہے طرف قول ان کے کی کہ کہتے تھے مولی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اس واسطے کہ اس کا باپ معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ جو آپ کو معلوم ہے یعنی جو آیت کہ پہلے بیان کی اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے پکارو لے پالکوں کو اپنے باپ کا اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں ٹھہرایا اور باقی حدیث ابو داؤد نے اس طرح سے بیان کی ہے سو آپ کیا فرماتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دے تو اس نے اس کو پانچ گھونٹ دودھ پلایا تو وہ بجائے اس کے رضاعی بیٹے کے ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا

کا دستور تھا کہ اپنے بھتیجوں اور بھانجوں کو حکم کرتیں یہ کہ دودھ پلائیں جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا چاہیں یہ کہ اس کو دیکھیں اور اس پر داخل ہوں اگرچہ بڑا ہو پانچ گھونٹ پھر وہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویوں نے انکار کیا کہ کوئی آدمی اس رضاعت سے ان پر داخل ہو یہاں تک کہ لڑکپن میں دودھ پیے یعنی دو برس کے اندر اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ رخصت خاص سالم رضی اللہ عنہ کے واسطے تھی اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! بے شک سالم رضی اللہ عنہ بالغ ہو چکا ہے اور البتہ وہ ہم پر داخل ہوتا ہے اور میں ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں اس سے کچھ چیز دیکھتی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دے اس پر حرام ہو جا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! وہ داڑھی والا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلا دے اس سے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی غیرت جاتی رہے گی اس نے کہا قسم ہے اللہ کی سو میں نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں کچھ چیز نہیں پہچانی اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویوں نے اس سے انکار کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا اس عموم سے مخصوص ہیں اور یہ مسئلہ بڑے مرد کو دودھ پلانے کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٦٩٩ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللَّهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

۴۶۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی پر داخل ہوئے تو اس سے فرمایا کہ شاید تو نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کر اور شرط کر لے اور یوں کہہ کہ الٰہی! جہاں تو مجھ کو روک دے گا یعنی جہاں بیماری غالب ہو جائے گی تو میں وہیں احرام اتار ڈالوں گی اور وہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں جواز قسم کا ہے درج کلام میں بغیر قصد کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں واجب ہے عورت پر یہ کہ اجازت مانگے اپنے خاوند سے حج کے فرض میں اس طرح کہا گیا ہے اور یہ جو حکم ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ منع کرے اپنی بیوی کو حج سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا استئذان بھی ساقط ہو جائے اور مرد سے اجازت مانگنے کی حاجت نہ ہو اور یہ جو حدیث کے اخیر میں کہا کہ وہ مقداد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی تو ظاہر سیاق حدیث کا یہ ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام سے ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث سے اس باب میں اس واسطے کہ مقداد بن عمر کندی ہے منسوب ہے طرف اسود کے اس واسطے کہ اس نے اس کو لے پالک بیٹا بنایا تھا سو وہ قریش کے حلیفوں میں تھا اور نکاح کیا اس نے ضباعہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ ہاشم کی

اولاد سے تھی سو اگر کفونسبی کا اعتبار ہوتا تو مقداد رضی اللہ عنہ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا یعنی تو پس ثابت ہوا کہ کفونسبی کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نسب میں اس سے اوپر ہے اور جو کفونسبی کو معتبر جانتا ہے اس کے واسطے جائز ہے یہ کہ کہے وہ خود بھی راضی ہوگئی تھی اور اس کے ولی لوگ بھی راضی ہو گئے تھے پس ساقط ہوا حق ان کا کفارت سے اور یہ جواب صحیح ہے اگر ثابت ہو اصل اعتبار کفوء کا نسب میں لیکن وہ ثابت نہیں۔ (فتح)

۴۷۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ.

۴۷۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکاح کیا جاتا ہے چار سبب سے اس کے مال کے سبب سے اور اس کے حسب نسب کے سبب سے اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے اور اس کی دینداری کے سبب سے سو تو دیندار عورت کو طلب کر تیرے ہاتھوں میں خاک آگر تو نے دیندار کو چھوڑا۔

فائدہ: حسب کے معنی ہیں شرافت اور بزرگی اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ شریف نسب والا مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے شریف نسب والی عورت کو مگر یہ کہ معارض ہو نسب والی جو دیندار نہ ہو اور غیر نسب جو دیندار ہو سو مقدم کی جائے دیندار اور اسی طرح ہے ہر صفت میں اور کہا بعض شافعیوں نے کہ مستحب ہے قریبی رشتہ کی عورت سے نکاح نہ کرے سو اگر اس کی سند ہے تو اس کو کوئی اصل نہیں اور اگر تجربہ سے ہے کہ دو قریبیوں کے درمیان جولڑکا پیدا ہو وہ احمق ہوتا ہے تو یہ باوجہ ہے اور احمد اور نسائی نے روایت کی ہے کہ دینداروں کی نسب مال ہے سو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ مال نسب ہے اس شخص کی جس کی کوئی نسب نہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو اعتبار کرتا ہے کفو کو ساتھ مال کے اور یہ جو کہا اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے نکاح کرنا خوب صورت عورت سے مگر یہ کہ معارض ہو خوبصورت بے دین اور دیندار جو خوبصورت نہ ہو ہاں اگر دونوں دین میں مساوی ہوں تو خوبصورت اولیٰ ہے اور ملحق ہے ساتھ خوبصورت کے وہ عورت جس کی صفتیں خوب ہوں اور اس قسم سے ہے جس کا مہر تھوڑا ہو اور یہ جو فرمایا کہ تو دیندار کو طلب کر تو اس کے معنی یہ ہیں لائق ساتھ دیندار کے یہ ہے کہ اس کو ہر چیز میں دین مدنظر ہو خاص کر اس چیز میں جس کی صحبت دراز ہو سو حکم کیا اس کو ساتھ حاصل کرنے دیندار عورت کے جو نہایت مقصود ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ نہ نکاح کرو عورتوں سے ان کی خوبصورتی کے سبب سے پس قریب ہے کہ ان کی خوبصورتی ان کو ہلاک کر دے اور نہ نکاح کرو ان سے ان کے مال کے سبب سے اس واسطے کہ قریب ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور گمراہی میں ڈالے لیکن نکاح کرو دیندار عورتوں سے اور البتہ کالی لونڈی دیندار افضل ہے اور یہ جو کہا کہ تیرا ہاتھ خاک میں ملے تو مراد فقر اور محتاجی سے ہے اور وہ خبر ہے ساتھ معنی دعا کے لیکن اس کی حقیقت مراد نہیں اور

ساتھ اس کے جزم کیا ہے صاحب عمدہ نے اور اس کے غیر نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ صادر ہونا اس کا حضرت ﷺ سے مسلمان کے حق میں قبول نہیں ہوتا اور کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ دستور ہے کہ عورت کے نکاح کی رغبت انہیں چار خصلتوں کے سبب سے ہوتی ہے سو یہ خبر ہے واقع سے یہ معنی نہیں کہ اس کے ساتھ امر واقع ہوا ہے بلکہ ظاہر اس کا مباح ہونا نکاح کا ہے واسطے ہر ایک کے ان خصلتوں میں سے لیکن قصد کرنا دین کا اولیٰ ہے کہا اس نے کہ نہ گمان کیا جائے اس حدیث سے کہ ان چار خصلتوں سے کفو پکڑی جاتی ہے یعنی کفو منحصر ہے بیچ ان کے اس واسطے کہ اس کا کوئی قائل نہیں میرے علم میں اگرچہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کفارت ہے کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خاوند کو فائدہ اٹھانا ساتھ مال بیوی کے سو اگر عورت کا دل خوش ہو تو مرد کو وہ مال حلال ہوتا ہے نہیں تو جائز ہے اس کو اس قدر کہ خرچ کرے واسطے مہر کے اور تعاقب کیا گیا ہے کہ نہیں ہے یہ تفصیل حدیث میں اور نہیں مخصر ہے قصد نکاح عورت کا اس کے مال کے سبب سے بیچ فائدہ اٹھانے خاوند کے بلکہ کبھی قصد کرتا ہے مالدار عورت کے نکاح کا واسطے اس چیز کے کہ امید رکھتا ہے کہ حاصل ہو واسطے اس کے اس سے اولاد سو عود کرے طرف اس کے یہ مال بطور وراثت کے اگر واقعہ ہو یا اس واسطے کہ بے پرواہ ہو عورت ساتھ اپنے مال کے بہت مطالبہ کرنے اس چیز کے سے جو محتاج ہوتی ہے طرف اس کے عورت اور مانند اس کے۔ (فتح)

٤٧٠١ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُّنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُّشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُّسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَّا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَّا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا.

۴۷۰۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ پر گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات سنی جائے پھر حضرت ﷺ چپ رہے پھر ایک مرد ان کے محتاجوں میں سے گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ لائق ہے اس کے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نہ نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات کوئی نہ سنے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ فقیر بہتر ہے پر ہونے زمین کے سے ساتھ مثل اس مال دار کے یعنی اگر زمین ایسے مال داروں سے بھر جائے تو یہ فقیر ان سب سے بہتر ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر پہلا مرد کافر تھا تو اس کی وجہ ظاہر ہے اور اگر مسلمان تھا تو یہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا ہوگا میں کہتا ہوں کہ پہچانی جاتی ہے مراد دوسرے طریق سے جو کتاب الرقاق میں ہے کہ ایک مرد نے رئیسوں میں سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ لائق ہے الخ، سو حاصل جواب کا یہ ہے کہ اس نے مطلق فضیلت دی محتاج مذکور کو اوپر مال دار مذکور کے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فقیر کو ہر مالدار پر فضیلت ہو اور اس مسئلے کی بحث رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ.

مال میں کفو کا بیان اور نکاح کرنا مفلس مرد کا مال دار عورت سے۔

فائدہ: بہر حال اعتبار کفو کا مال میں سو یہ مختلف فیہ ہے نزدیک ان لوگوں کے جو شرط کرتے ہیں کفو کو اور مشہور تر نزدیک شافعیوں کے یہ ہے کہ وہ معتبر نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کفو معتبر ہے دین میں اور مال میں اور نسب میں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابو الطیب اور ایک جماعت نے اور اعتبار کیا ہے اس کو ماوردی نے شہروں کے لوگوں میں اور خاص کیا ہے اس نے خلاف کو جنگلوں اور دیہات کے لوگوں میں جو باہم فخر کرنے والے ہیں ساتھ نسب کے سوائے مال کے۔

٤٧٠٢ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي هٰذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلَى ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللَّهُ

٤٧٠٢۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ اگر تم خوف کرو کہ نہ عدل کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! مراد یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو سو وہ رغبت کرتا ہے اس کے جمال میں اور مال میں اور چاہتا ہے کہ اس کو کم مہر دے سو منع کیے گئے ان کے نکاح سے مگر یہ کہ ان کو پورا مہر دیں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح کرنے ان عورتوں سے جو ان کے سوائے ہیں یعنی تو لوگوں نے اس سے مطلق منع سمجھ کر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا چھوڑ دیا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو لوگوں نے اس کے بعد حضرت ﷺ سے اجازت مانگی یعنی اس بنا پر کہ اس سے مطلق منع سمجھ لیا تھا تو اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے مقدمے میں اللہ تعالی کے اس قول تک کہ تم

لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوْا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَسُنَّتِهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفٰى فِي الصَّدَاقِ

رغبت کرتے ہو کہ ان سے نکاح کرو تو اللہ نے ان کے واسطے یہ حکم اتارا کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مالدار ہو تو اس کے نکاح اور نسب میں رغبت کرتے ہیں کہ اس کو پورا مہر مثل دیں اور جب اس کی رغبت نہیں ہوتی تو بسبب کم اس کے مال اور جمال کے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے سوائے اور عورتوں سے نکاح کرتے ہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے اسی طرح ان کو اس میں رغبت کرنے کے وقت بھی اس سے نکاح کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کے واسطے انصاف کریں اور اس کو پورا مہر دیں۔

فائدہ: اور لیا جاتا ہے یہ مسئلہ اس حدیث سے عام ہونے تقسیم کے۔ بیچ اس کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر مالدار اور مفلس مرد کے اور مالدار اور مفلس عورت کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس کے جائز ہونے پر اور نہیں وارد ہوتا اس شخص پر جو اس کو شرط کرتا ہے واسطے احتمال پوشیدہ ہونے رضا مندی عورت کے اور ولیوں کے اور اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے واسطے ولی کے یہ کہ نکاح کرے اپنی پرورش کردہ یتیم لڑکی سے اور اس کی بحث عنقریب آئے گی اور اس سے ثابت ہوا کہ واسطے ولی کے حق ہے نکاح کر دینے میں اس واسطے کہ اللہ نے اولیاء کو اس کے ساتھ خطاب کیا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾.

جو پرہیز کی جاتی ہے عورت کی بے برکتی اور نحوست سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری بیویاں اور اولاد میں تمہارے دشمن ہیں۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف خاص ہونے بے برکتی کے ساتھ بعض عورتوں کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ آیت بعض پر دلالت کرتی ہے کہ حرف من کا واسطے تبعیض کے ہے۔

۴۷۰۲ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۴۷۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست اور بے برکتی عورت میں ہے اور گھر میں اور گھوڑے میں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ.

٤٧٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ.

۴۷۰۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نامبارکی کا ذکر کیا یعنی کس چیز میں نحوست ہے اور کس میں نہیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہے تو گھر میں ہے اور عورت میں اور گھوڑے میں۔

٤٧٠٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ.

۴۷۰۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہو تو گھوڑے میں ہے اور عورت میں اور گھر میں۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بعض حدیثوں میں وہ چیز جو شاید کہ اس کی تفسیر ہو اور وہ یہ حدیث ہے جس کو روایت کیا ہے احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے سعد کی حدیث سے مرفوعا کہ آدمی کی نیک بختی تین چیزیں ہیں عورت نیک اور گھر نیک اور گھوڑا نیک اور آدمی کی بدبختی تین چیزیں ہیں عورت بد اور گھر بد اور گھوڑا بد اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ بدبختی آدمی کی دنیا میں بد ہونا گھر کا ہے اور عورت کا اور چوپائے اور گھر کی بدی اس کی صحن کا تنگ ہونا اور اس کے ہمسائیوں کا خبیث ہونا اور بدی چوپائے کی یہ ہے کہ شریر ہو اور کسی کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دے اور عورت کی بدی یہ ہے کہ بانجھ اور بدخو ہو۔ (فتح)

٤٧٠٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى

۴۷۰۶۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر پہنچانے والا ہو مردوں پر عورتوں سے۔

الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ.

فائدہ: یعنی مردوں کے حق میں عورتوں کے برابر کوئی فتنہ نہیں اس واسطے کہ ان کا گھورنا اور حرام کاری اور ان کی اطاعت دین میں خلل ڈالتی ہے۔

فائدہ: کہا شیخ تقی الدین سبکی نے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے نامبارکی کے ساتھ اس شخص کے کہ حاصل ہو اس سے دشمنی اور فتنہ نہ جیسا سمجھا ہے بعض نے نامبارکی سے ساتھ نفتنے اس کے کی یا یہ کہ واسطے اس کے بیچ اس کے تاثیر ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی علماء میں سے اس کا قائل نہیں اور جو کہتا ہے کہ وہ اس کا سبب ہے تو وہ جاہل ہے اور جو بینہ کو ستاروں کی تاثیر سے جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کافر کہا سو کیا حال ہے اس شخص کو جو بدی کو کہ واقع ہو عورت کی طرف منسوب کرے اس قسم سے کہ نہیں ہے اس کو اس میں کوئی دخل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قضاء اور قدر اتفاقاً آپس میں موافق پڑتے ہیں سو نفرت کرتا ہے نفس اس سے سو جس کے واسطے یہ واقع ہو تو نہیں کوئی ضرر اس کے چھوڑ دینے میں اس کے اعتقاد کے بغیر کہ یہ فعل اس کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ فتنہ عورتوں کا سخت تر ہے ان کے غیر کے فتنے سے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿زین للناس حب الشهوات من النسآء﴾ سو ٹھہرایا ان کو اللہ تعالیٰ نے عین شہوتوں کا اور شروع کیا ساتھ ان کے پہلے سب قسموں سے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ وہی ہیں اصل بیچ اس کے اور مشاہدے میں واقع ہوا ہے کہ جو عورت مرد کے پاس موجود ہو اس کی اولاد سے مرد کو زیادہ محبت ہوتی ہے بہ نسبت اس اولاد کے کہ اس کے سوائے اور عورت سے ہے اور اس کی مثال میں سے قصہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا ہبہ کے باب میں ہے اور بعض حکماء نے کہا کہ عورتیں کامل فتنہ ہیں اور زیادہ تر بد چیز ان میں یہ ہے کہ ان سے بے پرواہی نہیں ہو سکتی اور باوجود اس کے کہ وہ کم عقل اور ناقص دین ہوتی ہیں باعث ہوتی ہیں مرد کو اس چیز کے کرنے پر کہ اس میں توڑنا عقل اور دین کا ہے مانند مشغول ہونے اس کے کی دین کے کاموں سے اور باعث ہونے اس کے کی اوپر ہلاک ہونے کے دنیا کے طلب میں اور یہ سخت تر فساد ہے اور مسلم نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ بچو عورتوں سے کہ پہلا فتنہ جو قوم بنی اسرائیل میں واقع ہوا عورتوں ہی میں ہوا۔ (فتح)

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ. عورت کا غلام کے نکاح میں ہونا۔

فائدہ: یعنی جائز ہے نکاح کرنا غلام کا آزاد عورت سے اور وارد کیا ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جب کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا بعد آزاد ہونے کے اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف اس کی کہ جب بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی آزاد ہوئی تو اس وقت اس کا خاوند غلام تھا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷۰۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَّأُدْمٌ مِّنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيْلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

۴۷۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں شرع کے تین حکم تھے یعنی اس کی تقریب سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو آزاد کیا تو وہ اختیار دی گئی یعنی خواہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا نہ رہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اور حضرت ﷺ اندر تشریف لائے اور ہانڈی آگ پر تھی سو روٹی اور گھر کا سالن آپ کے آگے لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں ہانڈی نہیں دیکھتا؟ سو کسی نے کہا کہ وہ گوشت ہے جو بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس پر خیرات ہے اور ہمارے واسطے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾.

نہ نکاح کرے چار سے زیادہ عورتوں کو واسطے دلیل اس آیت کے کہ نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔

فائدہ: بہر حال حکم ترجمہ سو اجماع سے ثابت ہے یعنی اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح کرنا جائز نہیں مگر قول اس شخص کا کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ خلاف اس کے کہ رافضی ہے اور مانند اس کے ہے اور لیکن نکالنا اس کا آیت سے سو اس واسطے کہ ظاہر اس سے اختیار دینا ہے درمیان عدد مذکور کے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے خود اسی آیت سے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے تو ایک ہی بس ہے اور اسی واسطے کہ جو کہے کہ آئی قوم مثنیٰ مثنیٰ وثلاث ورباع تو اس کی مراد یہ ہے کہ آئے دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد ان کے آنے کی حقیقت کا بیان کرنا ہے اور یہ کہ وہ اکٹھے نہیں آئے اور نہ اکیلے اکیلے اس بنا پر پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ نکاح کرو دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد جمع ہیں نہ مجموع اور اگر اعداد مذکورہ کا مجموع ہونا مراد رکھا جائے تو البتہ ہوتا قول اس کا مثلاً تسعا نہایت مناسب اور بلیغ تر اور نیز پس لفظ مثنیٰ کا معدول ہے اثنین اثنین سے یعنی جیسا کہ علم نحو میں مذکور ہے سو دلالت کرتا ہے وارد کرنا اس کا کہ مراد اختیار دینا ہے درمیان اعداد مذکور کے اور حجت پکڑی ان کی ساتھ اس کے کہ واؤ

واسطے جمع کے ہے فائدہ نہیں دیتی باوجود قرینہ کے جو دلالت کرتا ہے اوپر نہ جمع ہونے کے اور نیز حجت پکڑنی اس کی ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے نو عورتوں کو اکٹھا کیا معارض ہے ساتھ حکم حضرت ﷺ کے اس واسطے سنن میں ثابت ہو چکا ہے کہ جب غیلان مسلمان ہوا تو اس کے نکاح میں دس عورتیں تھیں تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم فرمایا کہ چار عورتوں کو رکھ لے اور جو چار سے زیادہ ہوں ان کو چھوڑ دے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں اکٹھا کرنا جائز نہیں۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِيْ مَثْنٰى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.

یعنی کہا علی بن حسین رحمہ اللہ نے کہ واؤ اللہ کے اس قول میں ساتھ معنی او کے ہے سو وہ واسطے نوع نوع کرنے کے ہے۔

فائدہ: اور یہ بڑی خوب دلیل ہے رافضیوں کے رد میں اس واسطے کہ یہ تفسیر امام زین العابدین رحمہ اللہ کی ہے اور وہ ان کے اماموں میں سے ہیں کہ رجوع کرتے ہیں طرف قول ان کے کی اور اعتقاد رکھتے ہیں ان کے معصوم ہونے کا۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿اُولِيْ أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ يَعْنِيْ مَثْنٰى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دو دو پر والے اور تین تین پر والے اور چار چار پر والے یعنی دو دو پر والے یا تین تین پر والے یا چار چار پر والے۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے کہ مراد ساتھ اس کے نوع نوع کرنا عددوں کا ہے نہ یہ کہ ہر ایک فرشتے کے واسطے مجموع عدد مذکور کا ہے۔

٤٧٠٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ قَالَتِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلٰى مَالِهَا وَيُسِيْءُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِيْ مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهٗ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهَا مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ.

۴۷۰۸۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد یتیم لڑکی ہے کہ ایک مرد کے پاس ہوتی ہے اور وہ اس کا ولی ہے سو نکاح کرتا ہے اس کے مال کے واسطے اور برا کرتا ہے اس کی صحبت کو یعنی اس کے ساتھ سختی کرتا ہے اور نہیں انصاف کرتا اس کے مال میں یعنی سو اس کو حکم ہوا کہ نکاح کرے جو خوش لگے اس کو اس کے سوائے اور عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ﴾ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہے رشتہ داری سے۔

فائدہ: یہ باب اور تین باب جو اس کے بعد ہیں یہ رضاعت کے احکام کے ساتھ متعلق ہیں اور یہ جو کہا کہ حرام ہوتا ہے رضاعت سے، الخ تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس قول کے طرف اس کے جو آیت میں ہے وہ بیان ہے بعض شخص کا جو دودھ پینے سے حرام ہو جاتا ہے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو سنت نے۔ (فتح)

۴۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ اَلرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

۴۷۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تھے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے میں نے کہا یا حضرت! یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو گمان کرتا ہوں فلانا مرد اور کہی حضرت ﷺ نے یہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے چچا سے جو دودھ کے رشتہ سے تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر فلانا زندہ ہوتا اپنے رضاعی چچا سے تو مجھ پر داخل ہوتا؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! دودھ پینا حرام کرتا ہے جو رشتہ حرام کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی اور مباح کرتا ہے دودھ پینا جو مباح کرتا ہے رشتہ اور وہ ساتھ اجماع کے ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حرام کرنے نکاح کے اور جو اس کے تابع ہے اور پھیلنے حرمت کے درمیان رضیع یعنی لڑکے دودھ پینے والے کے اور درمیان اولاد اس عورت کے جو دودھ پلاتی رہے اور اتارنے ان کے جگہ قریبی رشتہ داروں کی بیچ جائز ہونے نظر کے اور خلوت کے اور سفر کرنے کے لیکن نہیں مترتب ہیں ان پر باقی احکام ماں ہونے کے باہم وارث ہونے سے اور وجوب انفاق سے اور عتق سے ساتھ مالک ہونے کے اور گواہی دینے سے اور دیت سے اور ساقط کرنے قصاص کے سے اور ایک روایت میں ہے کہ حرام ہوتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے نسب سے ماموں سے یا چچا سے یا بھائی سے کہا قرطبی نے کہ حدیث میں دلالت ہے کہ دودھ پینا پھیلا دیتا ہے حرمت کو درمیان

رضیع یعنی دودھ پینے والے لڑکے کے اور درمیان دودھ پلانے والی کے اور اس کے خاوند کے یعنی وہ شخص کہ واقع ہوا ہے دودھ پلانا ساتھ دودھ لڑکے اس کے کی یا سردار کے سو حرام ہو جاتی ہے وہ عورت اس لڑکے پر اس واسطے کہ وہ اس کی ماں ہو جاتی ہے اور مرضعہ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس لڑکے کی نانی ہے اور اسی طرح جو اوپر ہے یعنی پڑنانی وغیرہ اور اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کی بہن بھی اس لڑکے پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی خالی ہوئی اور اس کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بہن ہوئی اور س کی نواسی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے نیچے کے درجے کی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہوئی اور دودھ والے مرد کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ بھی اس کی بہن ہے اور اس کی نواسی بھی اور جو اس سے نیچے ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہے اور وہ دودھ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے اوپر ہے اس واسطے کہ وہ اس کی دادی ہوئی اور اس کی بہن بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی پھوپھی ٹھہری اور نہیں بڑھتی حرمت طرف کسی کے رضیع کے قرابتیوں سے جو اس کی رضاعی بہن ہے یعنی جو اوپر گزری وہ اس کے بھائی کی بہن نہیں اور نہ اس کے باپ کی بیٹی اس واسطے کہ ان کے درمیان دودھ کا حکم جاری نہیں ہو سکتا اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سبب نکاح کے حرام ہونے کا وہ چیز ہے جو جدا ہوتی ہے عورت کے بدن سے اور اس کے خاوند سے اور وہ دودھ ہے سو جب دودھ پینے والے لڑکے نے اس کے ساتھ غذا پائی تو ہو گیا وہ ایک جزء ان دونوں کی جزوں سے سو حکم حرمت کا ان کے درمیان پھیل گیا برخلاف رضیع سے قرابتیوں کے اس واسطے کہ ان کے اور دودھ پلانے والی عورت اور اس کے خاوند کے درمیان نہ کوئی نسب ہے اور نہ کوئی سبب، واللہ اعلم۔

٤٧١٠ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ.

۴۷۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سے کہا گیا کیا آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو مجھ کو حلال نہیں اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے کہا بشر نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا سنا میں نے قتادہ رحمہ اللہ سے اس نے کہا سنا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے یعنی سماع شعبہ کا قتادہ رحمہ اللہ سے اور سماع قتادہ رحمہ اللہ کا جابر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

فائدہ: جس نے یہ حضرت ﷺ سے کہا یہ علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا کہ یا حضرت! کیا ہے واسطے آپ کے کہ آپ قریش کو اختیار کرتے ہیں اور ہم کو چھوڑتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا آپ اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

نکاح نہیں کرتے کہ وہ قریش کی سب جوان لڑکیوں سے خوبصورت ہے اور علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے دودھ شریک بھائی ہیں یا جائز رکھا انہوں نے خصوصیت کو یا حکم کی تقریر سے پہلے تھا، کہا قرطبی نے اور بعید ہے یہ کہ کہا جائے کہ علی رضی اللہ عنہ کو اس کا حرام ہونا معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نکاح حرام ہو جاتا ہے دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ داری سے اور اسی طرح ہے نزدیک مسلم کے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی ہے مطابق واسطے لفظ ترجمہ کے کہا علماء نے کہ یہ جو فرمایا کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ سے تو اس حدیث کے عموم سے چار عورتیں مخصوص ہیں کہ وہ نسب کے سبب سے مطلق حرام ہیں اور دودھ پینے میں کبھی حرام نہیں ہوتیں اول بھائی کی ماں ہے کہ وہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو وہ ماں ہے یا باپ کی بیوی ہے اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو دودھ پلاتی ہے بھائی کو سو نہیں حرام ہوتا ہے نکاح اس کا اس کے بھائی پر دوسرے نواسے کی ماں حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ یا تو بیٹی ہے یا بیٹے کی بیوی اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو نواسے کو دودھ پلاتی ہے سو نہیں حرام ہوتی اس کے دادا پر تیسری لڑکی کی جدہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو ماں ہے یا بیوی کی ماں اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے اور لڑکے کو دودھ پلاتی ہے سو اس کے باپ کو جائز ہے کہ اس سے نکاح کرے چوتھی بہن لڑکے کی حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ ہو یا تو بیٹی ہے یا ربیبہ یعنی بیوی کی لڑکی دوسرے خاوند سے اور رضاعت میں کبھی کوئی اجنبی عورت دودھ پلاتی ہے لڑکے کو سو نہیں حرام ہوتی داماد پر اس کی بیٹی اور بعض نے کہا کہ چچا کی ماں اور پھوپھی کی ماں اور ماموں کی ماں اور خالہ کی ماں کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ وہ نسب میں حرام ہیں اور رضاعت میں حرام نہیں اور نہیں ہے یہ عموم پر اور ثویبہ نے یعنی جس کا ذکر آئندہ حدیث میں آئے گا حضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا اس کے بعد اس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا پھر اس نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام امامہ تھا۔ (فتح)

۴۷۱۱ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ أَوَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۴۷۱۱۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کیجیے یعنی جس کا نام درہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات کو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! نہیں میں تنہا ساتھ آپ کے اور نہ خالی سوکن سے یعنی جب میں سوکن سے خالی نہیں ہوں تو پھر رشک کرنا بے فائدہ ہے اور محبوب تر نزدیک میرے جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے یعنی اس کا میری سوکن ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے اور

وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ قُلْتُ فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ قَالَ عُرْوَةُ وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِيْ لَهَبٍ كَانَ أَبُوْ لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهِ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ.

سوکنوں سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا ہم گفتگو سنتے ہیں کہ آپ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی بے شک وہ تو میرے دودھ بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اس کے باپ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے دودھ پلایا تھا، سوائے میری بیویوں! اپنی لڑکیوں اور بہنوں کے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو، کہا عروہ رحمہ اللہ نے اور ثویبہ ابولہب کی لونڈی آزاد کی ہوئی تھی ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا ہوا تھا سو اس نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا پھر جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعد گھر والوں نے اس کو خواب میں بدتر حال میں دیکھا سو اس سے کہا کہ مرنے کے بعد تجھ کو کیا چیز پیش آئی تو ابولہب نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کچھ آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ مجھ کو پانی ملا اس میں (اور اشارہ کیا طرف گڑھے کی کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان ہے) بسبب آزاد کرنے میرے ثویبہ کو۔

فائدہ: مراد خیر سے حضرت ﷺ کی ذات شریف ہے اور یہ جو کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تو یہ استفہام ثبوت مانگنے کے واسطے ہے یا استفہام انکاری ہے کہ اور معنی یہ ہیں کہ اگر ہو وہ بیٹی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے تو وہ دو وجہ سے مجھ پر حرام ہے کما سیاتی اور اگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور عورت سے ہو تو وہ ایک وجہ سے حرام ہے اور شاید ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس کے حرام ہونے کی خبر نہ ہوئی تھی یا تو اس واسطے کہ تھا یہ واقعہ پہلے اترنے آیت تحریم کے اور یا بعد اس کے اور گمان کیا اس نے اس کو حضرت ﷺ کے خصائص سے اسی طرح کہا ہے کرمانی نے اور دوسرا احتمال معتمد ہے اور پہلے احتمال کو سیاق حدیث کا رد کرتا ہے اور شاید ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے استدلال کیا اوپر جواز جمع کرنے دو بہنوں کے ساتھ جمع کرنے کے درمیان عورت کے اور بیٹی اس کی کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ ربیبہ ہمیشہ کے واسطے حرام ہے اور بہن فقط جمع کرنے کی صورت میں حرام ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ یہ مجھ کو حلال نہیں

اور جو چیز کہ اس کو پہنچی وہ حق نہیں اور یہ کہ وہ آپ پر دو وجہ سے حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی تو ظاہر یہ ہے کہ یہ تنبیہ ہے اس پر کہ اگر ہوتا ساتھ اس کے ایک مانع تو البتہ کفایت کرتا حرام ہونے میں سو کیا حال ہے اور مجھ کو کیونکر حلال ہوئی حالانکہ اس کے ساتھ دو مانع ہیں یعنی اول تو میری ربیبہ ہے یعنی میری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے دوسرے دودھ کے رشتے کی میری بھتیجی ہے اور نہیں ہے یہ معلوم ساتھ دو علتوں کے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ حرام ہونا ساتھ ربیبہ کے سخت تر ہے حرام ہونے سے ساتھ رضاعت کے اور یہ جو کہا کہ میری گود میں تو اس میں آیت کے لفظ کی رعایت کی ہے نہیں تو جمہور کے نزدیک اس کا کوئی مفہوم نہیں یعنی اگر ربیبہ گود میں نہ ہو تو بھی حرام ہے اور یہ جو کہا کہ ثویبہ نے تو سیر النبی میں ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا کرتی تھی اور حضرت ﷺ اس کی تکریم کیا کرتے تھے اور وہ مدینے سے اس کو تحفہ بھیجا کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ اس کے بعض گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا تو ذکر کیا ہے سہیلی نے کہ کہا عباس نے کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا بدتر حال میں تو ابولہب نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ سوموار کے دن مجھ سے عذاب ہلکا کیا جاتا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ حضرت ﷺ سوموار کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تھی سو اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ کبھی نفع دیتا ہے عمل نیک کافر کو آخرت میں لیکن یہ مخالف ہے واسطے ظاہر قرآن کے اللہ نے فرمایا اور متوجہ ہوئے ہم طرف اس چیز کے کہ عمل کیا انہوں نے سو ہم نے کر دیا اس کو اڑتی خاک اور جواب دیا گیا ہے اول ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور بر تقدیر موصول ہونے کے کہا جائے گا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے سو نہیں ہے اس میں حجت اور ثانی بر تقدیر قبول کے احتمال ہے کہ جو چیز کہ حضرت ﷺ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ اس سے مخصوص ہو ساتھ دلیل قصے ابو طالب کے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ابو طالب سے عذاب ہلکا کیا گیا کہا بیہقی نے جو وارد ہوا ہے کہ کافروں کے نیک عمل باطل ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے واسطے آگ سے خلاصی نہ ہوگی اور نہ ان کو بہشت میں داخل ہونا نصیب ہوگا اور جائز ہے کہ ہلکا کیا جائے ان سے عذاب جس کے وہ مستحق ہیں اس چیز کی بنا پر کہ اختیار کی انہوں نے گناہوں سے سوائے کفر کے بسبب اس چیز کے کہ کیا انہوں نے نیکیوں سے اور کہا عیاض نے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ نہ فائدہ دیں گے کافروں کو عمل ان کے اور نہ ثواب پائیں گے اوپر اس کے ساتھ نعمتوں کے اور نہ ساتھ ہلکا کرنے عذاب کے اگرچہ بعض کو بعض سے سخت تر عذاب ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اور نہیں رد کرتا یہ اس احتمال کو بیہقی نے ذکر کیا ہے اس واسطے کہ کل جو چیز کہ وارد ہوئی ہے اس قسم سے اس چیز میں ہے کہ تعلق رکھتی ہے ساتھ گناہ کفر کے اور بہر حال جو گناہ کہ کفر کے سوائے ہے نہیں ہے کوئی مانع اس کے ہلکا ہونے کو کہا قرطبی نے کہ یہ تخفیف خاص ہے ساتھ اس کے اور

ساتھ اس شخص کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص، کہا ابن منیر نے کہ اس جگہ دو حکم ہیں ایک تو محال ہے اور وہ معتبر ہونا کافر کی بندگی کا ہے باوجود کفر اس کے کی اس واسطے کہ شرط بندگی کی یہ ہے کہ قصہ صحیح سے واقع ہو اور یہ امر کافر میں پایا نہیں جاتا دوسرا ثواب دینا ہے کافر کو بعض عملوں پر بطور فضل کے اللہ کی طرف سے اور اس کو عقل محال نہیں جانتی اور جب یہ بات قرار پائی تو ابولہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا قربت معتبرہ نہ ہوگی اور جائز ہے کہ فضل کرے اللہ اوپر اس کے جو چاہے جیسا کہ فضل کیا ابو طالب پر اور پیروی اس میں توقیف ہے نفی میں اور اثبات میں، میں کہتا ہوں اور تتمہ اس کا یہ ہے کہ واقع ہو فضل مذکور واسطے اکرام اس شخص کے کہ واقع ہوئی ہے کافر سے نیکی واسطے اس کے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے رضاعت بعد دو برس کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ دو برس پورے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کرے یہ کہ پورا کرے رضاعت کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف قول حنفیوں کے کہ نہایت مدت دودھ پلانے کی تیس مہینے ہیں اور ان کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے ﴿وحمله وفصاله ثلاثون شهرا﴾ یعنی مدت مذکور واسطے ہر ایک کے ہے حمل اور دودھ چھڑانے سے یعنی حمل کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور دودھ چھڑانے کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور یہ تاویل ضعیف ہے اور مشہور نزدیک جمہور کے یہ ہے کہ وہ اندازہ ادنیٰ مدت حمل اور اکثر مدت رضاع کا ہے اور اس کی طرف رجوع کیا ہے ابو یوسف اور محمد بن حسین نے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہایت مدت حمل کی اڑھائی برس ہیں اور مالکیوں کی ایک روایت بھی حنفیوں کے قول کے موافق ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ دو برس کے بعد ایک مدت چھوڑی جائے جس میں لڑکا طعام کھانے کا عادی ہو اور وہ مدت بھی دو برس کے ساتھ ملحق ہے یہ بعض نے کہا کہ وہ آدھا سال ہے اور بعض نے کہا کہ وہ دو مہینے اور بعض نے کہا کہ ایک مہینہ اور بعض نے کہا کہ دو برس سے زیادہ نہ کی جائے اور یہی ایک روایت ہے مالک سے اور یہی قول جمہور کا ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے رضاعت مگر جو دو برس میں ہو یعنی اگر دو برس کے بعد دودھ پیئے تو حکم رضاعت کا ثابت نہیں ہوتا اور دو برس کے اندر ثابت ہوتا ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور کہا کہ نہیں مسند کیا اس کو ابن عیینہ سے مگر ہیثم نے اور وہ ثقہ حافظ ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے اور کہا کہ ہیثم کے سوائے اور راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کیا ہے اور یہی ہے محفوظ اور ان کے نزدیک جب واقع ہو دودھ پینا دو برس کے بعد اگرچہ ایک لحظہ ہو تو نہیں مترتب ہوتا اس پر کوئی حکم اور شافعیوں کے نزدیک ہے کہ

اگر مہینے کے درمیان بچہ جنے تو جتنے دن اس مہینے سے کم ہوں اتنے دن اور مہینے سے پورے کیے جائیں اور کہا زفر نے کہ بدستور تین برس تک حکم رضاعت کا ثابت ہوتا ہے جب کہ دودھ کے ساتھ کفایت کرے اور طعام کے ساتھ کفایت نہ کرے اور اوزاعی سے اسی طرح مروی ہے لیکن شرط ہے کہ چھوڑے نہیں سو جب بیچ میں چھوڑ دے اگرچہ دو برس سے پہلے ہو تو اس کے بعد اگر پھر دودھ پیئے تو نہیں ہوتی ہے رضاعت اور نہیں ثابت ہتا ہے حکم رضاعت کا۔

وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيرِهِ. اور جو حرام ہے تھوڑی رضاعت سے اور بہت سے۔

فائدہ: اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف تمسک کے ساتھ عموم کے جو وارد ہے حدیثوں میں مثل حدیث باب وغیرہ کے اور یہی ہے قول مالک اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری اور اوزاعی اور لیث کا اور یہی مشہور ہے نزدیک احمد کے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ حرام وہ ہے جو ایک گھونٹ سے زیادہ ہو پھر اختلاف ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس گھونٹ پینے کی روایت آئی ہے اور انہیں سے سات بار پینے کی بھی روایت آئی ہے اور انہیں سے پانچ بار پینے کی روایت بھی آئی ہے کہ پانچ بار سے کم پینا حرام نہیں کرتا اور یہی مذہب ہے شافعی کا اور یہی ہے ایک روایت احمد سے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے ابن حزم اور اسحاق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ابن منذر اور داؤد اور اس کے تابعداروں کا یہ مذہب ہے کہ تین بار پینا حرام کرتا ہے اس سے کم نہیں واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں حرام کرتا ہے ایک بار چوسنا اور دو بار چوسنا اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور ثابت حدیثوں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے پانچ بار چوسنے میں اور بہر حال یہ حدیث کہ نہیں حرام کرتا ایک گھونٹ اور دو گھونٹ سو شاید یہ مثال ہے واسطے اس چیز کے کہ پانچ سے کم ہے نہیں تو حرام ہوتا ہے ساتھ تین بار چوسنے کے اور جو اس سے زیادہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے حدیث سے ساتھ مفہوم کے اور البتہ معارض ہے اس کو مفہوم حدیث دوسری کا جو مسلم میں ہے اور وہ پانچ ہیں سو مفہوم **لاتحرم المصة و لا المصتان** کا یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور مفہوم خمس رضعات کا یہ ہے کہ چار بار سے کم چوسنا حرام نہیں کرتا سو یہ دونوں مفہوم آپس میں معارض ہیں سو رجوع کیا جائے گا طرف ترجیح کے اور حدیث پانچ بار کے چوسنے کی صحیح طریقوں سے آئی ہے اور حدیث المصتان کی بھی صحیح طریقوں سے آئی ہے لیکن کہا بعض نے کہ یہ مضطرب ہے لیکن نہیں قدح کیا اس اضطراب نے نزدیک مسلم کے کہا قرطبی نے کہ یہ بڑی نص ہے باب میں مگر ممکن ہے حمل کرنا اس کا اس پر جب کہ نہ تحقیق ہو پہنچنا اس کا رضیع کے پیٹ میں اور قوی کیا ہے اس نے جمہور کے مذہب کو ساتھ اس طور کے کہ حدیثیں عدد میں مختلف ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا جس نے اس کو روایت کیا ہے البتہ اس پر اختلاف کیا گیا ہے اس چیز میں کہ معتبر ہے اس سے سو واجب ہوا رجوع کرنا طرف اول اس چیز کے کہ بولا جاتا ہے اس پر اسم اور قوی کرتا ہے اس کو باعتبار نظر کے یہ کہ وہ ایک معنی ہیں عارض تائید کرنے میں تحریم کی سو نہ شرط ہو گا اس میں عدد مانند سسرال کے یا کہا جائے ایک بہتی چیز ہے پیٹ میں داخل

ہوتی ہے سو حرام کرتی ہے سو نہ شرط کیا جائے گا اس میں عدد مانند منی کے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پہلے دس بار پینا معلوم تھا پھر پانچ پینے سے منسوخ ہوا تو یہ حجت پکڑنے کے واسطے قائم نہیں ہو سکتا بنا بر صحیح قول اہل اصول کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے قرآن مگر ساتھ تواتر کے اور راوی نے یہ روایت کی ہے کہ یہ قرآن ہے نہ خبر سو نہ ثابت ہوگا ہونا اس کا قرآن اور نہ خبر۔ (فتح)

۴۷۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ إِنَّهُ أَخِي فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ.

۴۷۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور ان کے پاس کوئی مرد تھا تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا گویا آپ ﷺ نے اس کو برا جانا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے دودھ کے رشتے سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوچا کرو اور تامل کیا کرو کہ کون ہیں تمہارے بھائی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دودھ پینا حرام نہیں کرتا مگر بھوک سے۔

فائدہ: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ تامل کرو جو واقع ہو اس سے کہ کیا وہ رضاعت صحیح ہے ساتھ شرط اپنی کے واقع ہونے اس کے رضاعت کے زمانے میں اور اندازے دودھ پینے کے سے اس واسطے کہ جو حکم کہ پیدا ہوتا ہے دودھ پینے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے جب کہ واقع ہو رضاعت ساتھ شرط کے کہا مہلب نے معنی اس کے یہ ہیں کہ سوچو کیا سبب ہے اس برادری کا اس واسطے کہ حرام ہونا رضاعت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھوٹی عمر میں ہوتا ہے یہاں تک کہ بند کرے دودھ پینا بھوک کو اور یہ جو کہا کہ رضاعت بھوک سے ہے تو یہ علت ہے جو باعث ہے اوپر سوچنے اور غور کرنے کے اس واسطے کہ رضاعت ثابت کرتی ہے نسب کو اور کرتی ہے رضیع کو حرام اور قول اس کا من المجاعۃ یعنی وہ رضاعت کہ ثابت ہوتی ہے ساتھ اس کے حرمت اور حلال ہوتی ہے ساتھ اس کے خلوت وہ اسی وقت ہے جب کہ ہو رضیع چھوٹا بچہ کہ بند کرے دودھ اس کی بھوک کو اس واسطے کہ اس کا معدہ ضعیف ہے اس کو دودھ کفایت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا گوشت اگتا ہے سو ہوتا ہے مانند جزء کے دودھ پلانے والے سے سو یہ شریک ہوتا ہے حرمت میں ساتھ اولاد اس کی کے سو گویا کہ نہیں ہے رضاع معتبر مگر جو بے پرواہ کرے بھوک سے اور اس کے شواہد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نہیں ہے رضاع مگر جو مضبوط کرے ہڈی کو اور اگائے گوشت کو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ ایک بار دودھ چوسنا حرام نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ بھوک سے بے پرواہ نہیں کرتا اور جب کہ وہ ایک اندازے کے طرف محتاج ہوا تو اولی لائق عمل کرنے کے وہ چیز ہے جس کا اندازہ شریعت نے ٹھہرایا ہے اور وہ پانچ بار دودھ پینا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ عورت کے دودھ

کے ساتھ غذا کھانی حرام کرتی ہے برابر ہے کہ ہو ساتھ پینے کے یا کھایا جائے جس طور سے کہ ہو یہاں تک کہ ساتھ نسوار وغیرہ کے بھی جب کہ واقع ہو یہ ساتھ شرط مذکور کے عدد سے اس واسطے کہ یہ مٹاتا ہے بھوک کو اور وہ موجود ہے ہر طور میں پس موافق ہوگا جز اور معنی کو اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن استثناء کیا ہے حنفیوں نے حقنہ کو کہ اس سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور خلاف کیا ہے اس میں اہل ظاہر اور لیث نے سو انہوں نے کہا کہ رضاعت حرام کرنے والی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے جب کہ رضیع عورت کے پستان کو اپنے منہ سے پکڑے اور اس سے دودھ چوسے اور وارد کیا گیا ہے ابن حزم پر یہ کہ لازم آتا ہے ان کے قول پر اشکال اور وہ یہ ہے کہ سالم نے سہلہ رضی اللہ عنہا کے پستان کو اپنے منہ میں لیا اور حالانکہ وہ اس سے اجنبی تھے سو البتہ عیاض نے جواب دیا ہے اشکال سے ساتھ اس طور کے کہ احتمال ہے کہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پستان سے دوہا ہو پھر سالم رضی اللہ عنہ نے اس کو پیا ہو بغیر اس کے کہ اس کے پستان کو چھوا ہو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ احتمال خوب لیکن نہیں فائدہ دیتا ابن حزم کو اس واسطے کہ نہیں کفایت کرتا وہ رضاع میں مگر ساتھ منہ میں لینے پستان کے لیکن جواب دیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس طور کے کہ اس میں حاجت کے واسطے معاف ہو گیا تھا اور بہر حال ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ سو استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قصے سالم رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ جائز ہے واسطے اجنبی مرد کے کہ بیگانی عورت کے پستان کو ہاتھ لگائے اور اس کے پستان کو منہ میں لے جب کہ ارادہ کرے کہ اس کا دودھ پیئے مطلق اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس کے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رضاعت کا اعتبار تو چھوٹی عمر میں ہے اس واسطے کہ وہ حال ہے کہ ممکن ہے اس میں بند کرنا بھوک کا ساتھ دودھ کے برخلاف حال بڑی عمر کے اور اس کا ضابطہ دو برس ہیں کما تقدم فی الترجمة وعليه دل حدث ابن عباس المذكور، کہا قرطبی نے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رضاعت بھوک سے ہے کہ اس میں ثابت کرنا ہے ایک قاعدہ کلیہ کا جو صریح ہے بیچ اعتبار ہونے رضاع کے اس زمانے میں کہ بے پرواہ ہوتا ہے ساتھ اس کے رضیع طعام کھانے سے ساتھ دودھ کے اور قوی ہوتا ہے یہ ساتھ اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لمن اراد ان یتم الرضاعة﴾ اس واسطے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مدت نہایت مدت رضاع کی ہے جس کی عادت میں حاجت پڑتی ہے اور شرع میں معتبر ہے اور جو اس پر زیادہ ہو تو اس کی عادۃً حاجت نہیں ہوتی تو شرع میں اس کا اعتبار نہ ہوگا اس واسطے کہ نہیں ہے حکم واسطے نادر کے اور بیچ اعتبار کرنے رضاع بڑی عمر والے مرد کے توڑنا ہے عورت کی حرمت کا ساتھ دودھ پینے اجنبی مرد کے اس سے واسطے جھانکنے اس کے کی اوپر چھپی چیز عورت کے اگرچہ اس کے پستان کو منہ میں پکڑنے کے ساتھ ہو اور یہ اخیر بنا بر غالب کے ہے اور اس شخص کے مذہب پر جو شرط کرتا ہے پستان کے منہ میں لینے کو اور پانچ باب سے پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نہیں فرق کرتی تھیں بیچ حکم رضاع کے درمیان چھوٹی عمر اور بڑی عمر کے اور مشکل ہے یہ باوجود اس کے کہ یہ حدیث اس کی روایت سے ہے یعنی باب کی حدیث اور حجت پکڑی

ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قصے سالم کے جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مولیٰ تھا سو شاید عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کہ رضاعت معتبر بھوک سے ہے اعتبار کرنا مقدار اس چیز کا کہ بند کرے بھوک مرضعہ کے دودھ سے واسطے اس کے جو اس سے پیئے اور یہ عام تر ہے اس سے کہ دودھ پینے والا چھوٹا ہو یا بڑا سو نہ ہوگی حدیث نص بیچ منع ہونے اعتبار رضاع کبیر کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بر تقدیر ثابت ہونے اس کے کی نہیں ہے نص بیچ اس کے اور نہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یعنی نہیں ہے رضاع مگر جو انتڑیوں کو کھولے اور ہو بعد فطام کے واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ مراد یہ ہو کہ رضاع بعد دودھ چھوڑنے کے منع ہے پھر اگر واقع ہو تو مرتب ہوگا اس پر حکم تحریم کا سو نہیں ہے حدیث مذکور میں جو دفع کرے اس احتمال کو اس واسطے عمل کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے قرطبی نے داؤد ظاہری سے کہ رضاع بڑی عمر والے مرد کا فائدہ دیتا ہے اس کا کہ اس سے پردہ نہ کیا جائے اور اس نقل میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے داؤد سے کہ وہ اس مسئلے میں جمہور کے ساتھ ہے اور وہ زیادہ پہچاننے والا ہے ساتھ مذہب اپنے کے غیر سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذہب کی مدد کی ہے وہ ابن حزم رحمہ اللہ ہے اور روایت کیا ہے اس نے اس کو علی رضی اللہ عنہ سے اور اس کی سند میں حارث اعور ہے اسی واسطے ضعیف کہا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اور کہا عبدالرزاق نے ابن جریج سے کہ ایک مرد نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت نے مجھ کو دودھ پلایا تھا بعد بس کے کہ میں بڑا ہوا سو کیا میں اس سے نکاح کروں؟ اس نے کہا نہ، ابن جریج نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ یہ تیری رائے ہے؟ اس نے کہا ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ حکم کرتی تھیں اپنی بھتیجیوں کو اور یہ قول لیث بن سعد کا ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے تہذیب الآثار میں اس مسئلے کو اور بیان کیا ہے ساتھ سند صحیح کے حفصہ رضی اللہ عنہا سے مثل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور وہ اس مسئلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہیں برخلاف باقی سب بیویوں کے کہ وہ سب انکار کرتی تھیں کہ اس رضاعت کے سبب سے کوئی ان پر داخل ہو اور یہی قول ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمد اور عروہ کا اور لوگوں میں کہ بڑی عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ رضاع محرم وہی ہے جو چھوٹی عمر میں ہو اور سالم کے قصے سے انہوں نے کئی طور سے جواب دیا ہے ایک یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے محب طبری نے لیکن یہ دعویٰ ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا متاخر ہونے اسلام راوی کے سے اور چھوٹی ہونے عمر اس کی سے یہ کہ نہ ہو جو روایت کی ہے اس نے متقدم اور نیز سالم کے قصے کے سیاق میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حولین کے اعتبار کرنے کا حکم متقدم ہے واسطے قول ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی عورت کے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ اس کو دودھ پلائے کہ وہ داڑھی والا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلائے اور یہ مشعر ہے کہ وہ عورت پہچانتی تھی کہ رضاع حرام میں چھوٹی عمر کا ہونا معتبر ہے اور ایک یہ دعویٰ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ سالم کے اور عورت اس کی کے اور اصل اس

میں قول ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور حضرت ﷺ کی بیویوں کا ہے کہ ہم نہیں دیکھتے مگر یہ رخصت ہے جو حضرت ﷺ نے خاص سالم رضی اللہ عنہ کو دی اور بعض نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں خصوصیت کا احتمال ہے سو واجب ہے توقف کرنا بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس کے اور نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر عورت اعتراف کرے کہ فلانے شخص نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے تو اس مرد کو اس پر داخل ہونا جائز ہے اور یہ کہ وہ بھائی ہو جاتا ہے اور قبول کرنا عورت کے قول کا اس شخص کے حق میں کہ اقرار کرے ساتھ اس کے اور یہ کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کے گھر میں داخل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ اپنی عورت سے پوچھے کہ یہ مرد گھر میں کس سبب سے داخل ہوا (کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟) اور احتیاط کرنی بیچ اس کے اور اس میں نظر کرنی اور سالم رضی اللہ عنہ کے قصے میں جائز ہونا ارشاد کا ہے طرف حیلوں کے اور اس سے لیا جاتا ہے جواز لین دین اس چیز کا کہ حاصل ہو ساتھ اس کے علت آئندہ زمانے میں اگرچہ حال میں حلال نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ. نر کا دودھ یعنی مرد کا۔

فائدہ: اور نسبت دودھ کی طرف اس کے مجازی ہے یعنی اس کو مرد کا دودھ کہنا بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کے سبب سے اترا اور نہ درحقیقت اس کی عورت کا دودھ ہے۔

٤٧١٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَآءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ اٰذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ اٰذَنَ لَهُ.

۴۷۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک افلح ابوالقعیس کا بھائی آیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگتا تھا بعد اترنے آیت پردے کے اور وہ ان کا دودھ کے سبب سے چچا تھا سو میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کیا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو خبر دی اس کی جو میں نے کیا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کو اجازت دوں۔

فائدہ: ابوقعیس کی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا تو ابوقعیس ان کا رضائی باپ ہوا اور افلح ابوقعیس کا سگا بھائی تھا تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا چچا ہوا ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے پوچھوں اس واسطے کہ اس کے بھائی نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوالقعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پردہ نہ کر اس واسطے کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتے سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے سو پھیل جاتی ہے حرمت

واسطے اس شخص کے جس کا دودھ چھوٹا بچہ پیئے سو جس عورت نے اس کو دودھ پلایا ہو اس کے خاوند کی لڑکی اس لڑکے پر حرام ہو جاتی ہے جو اس کے سوائے اور عورت سے ہو مثلا اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے حکایت کیا گیا ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے اور زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور تابعین میں سے سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور ابو سلمہ رحمہ اللہ سے اور قاسم سے او سالم سے اور سلیمان بن یسار سے اور عطاء بن یسار اور شعبی سے اور ابراہیم نخعی سے اور ابو قلابہ سے اور ایاس سے روایت کیا ہے ان اقوال کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق وغیرہ نے اور زینب بنت ام سلمہ سے روایت ہے کہ اس نے سوال کیا اور حالانکہ اصحاب بہت تھے اور امہات المؤمنین بھی موجود تھیں سو اصحاب نے کہا کہ دودھ پینا مرد کی طرف سے کسی چیز کو حرام نہیں کرتا اور اس کے ساتھ قائل ہے فقہاء سے ربیعہ اور ابراہیم بن علیہ اور ابن بنت شافعی اور داؤد ظاہری اور اس کے تابعداروں سے اور حجت ان کی بیچ اس کے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وامہاتکم الاتی ارضعنکم﴾ اور نہیں ذکر کیا ہے پھوپھی اور بیٹی کو اور ان کا جواب دیا گیا ہے ان کو یہ کہ خاص کرنا چیز کا ساتھ ذکر کے نہیں دلالت کرتا اوپر نفی کرنے حکم کے اس چیز سے کہ اس کے سوائے ہے خاص کر یہ کہ صحیح حدیثیں آ چکی ہیں اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ قیاس کے بایں طور کے دودھ نہیں جدا ہوتا ہے مرد سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جدا ہوتا ہے عورت سے سو کس طرح پھیلے گی حرمت طرف مرد کے اور جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سو نہ التفات کیا جائے گا اس کی طرف اور نیز پس سبب دودھ کا وہ منی مرد اور عورت دونوں کی ہے سو واجب ہے کہ دودھ پینا بھی دونوں سے ہو مانند دادا کے جب کہ تھا وہ سبب ولد کا تو اس نے پوتے کو حرام ہونے کو واجب کیا واسطے تعلق اس کے کی ساتھ بیٹے اپنے کے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ قول اپنے کے اس مسئلے میں کہ لقاح ایک ہے اور نیز پس وطی جاری کرتی ہے دودھ کو مرد کے واسطے بھی اس میں حصہ ہے اور مذہب جمہور اصحاب اور تابعین اور فقہاء امصار کا مانند اوزاعی کے اہل شام میں اور ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے اہل کوفہ میں اور ابن جریج کے اہل مکہ میں اور مالک کے مدینہ والوں میں اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ان کے تابعداروں کا یہ ہے کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے اور ان کی حجت یہ حدیث صحیح ہے اور الزام دیا ہے شافعی نے مالکیوں کو ساتھ رد کرنے ان کے اصل کے اور ان کا اصل یہ ہے کہ مدینے والوں کا عمل مقدم ہے اگرچہ صحیح حدیث کے مخالف ہو جب کہ ہو احاد سے واسطے اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو عبدالعزیز بن محمد سے اس نے روایت کی ہے ربیعہ سے کہ دودھ مرد کا حرام نہیں کرتا کہا عبدالعزیز نے کہ یہ ہے رائے ہمارے فقہاء کی یعنی اہل مدینہ کی سوائے زہری کے کہا شافعی نے کہ نہیں جانتا میں کوئی چیز علم خاصہ سے لائق تر ہو یہ کہ ہو عام ظاہر اس سے یعنی اہل مدینہ کا عمل یہ ہے کہ حرام نہیں دودھ مرد کا اور حالانکہ چھوڑا ہے انہوں نے اس کو واسطے حدیث وارد کے سو بنا بر اس کے لازم ہے اوپر ان کے کہ یا تو اس حدیث کو رد کریں اور حالانکہ انہوں نے اس کو رد نہیں کیا یا رد کریں اس چیز کو

کہ حدیث کے مخالف ہو اور ہر حال میں مطلوب حاصل ہے کہا قاضی عبدالوہاب نے کہ مرد کے دودھ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ہے کہ اس کی دو عورتیں ہیں ایک عورت ایک لڑکے کو دودھ پلاتی ہے اور دوسری عورت ایک لڑکی کو دودھ پلاتی ہے سو جمہور کہتے ہیں کہ حرام ہے اس لڑکے پر نکاح کرنا اس لڑکی سے اور جو ان کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھوڑا دودھ پینا بھی حرام کرتا ہے جیسا کہ بہت پینا حرام کرتا ہے واسطے نہ تفصیل طلب کرنے کے بیچ اس کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اوپر عدم محض کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کسی حکم میں شک کرے تو توقف کرے وہ عمل سے یہاں تک کہ علماء سے اس کا حکم پوچھے اور یہ کہ جس شخص پر کوئی چیز مشتبہ ہو وہ مدعی سے اس کے بیان کا مطالبہ کرے تا کہ ایک دونوں میں سے اس کی طرف رجوع کرے اور یہ کہ عالم جب پوچھا جائے تو سچا کرے اس کو جو اس میں ٹھیک کہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو بیگانے مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے اور محرم کا اپنے محرم سے اندر آنے کے لیے اجازت مانگنا مشروع ہے اور یہ کہ عورت کسی مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکھنا ساتھ افلح کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مسئلہ پوچھنے والا جب جلدی کرے ساتھ تعلیل کے فتویٰ سننے سے پہلے تو اس پر انکار کیا جائے واسطے قول حضرت مَالِیَّیْمِ کے کہ تیرا دایاں ہاتھ خاک میں ملے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر حق یہ تھا کہ فقط حکم سے سوال کرتیں اور علت بیان نہ کرتیں کہ ابوقعیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ اس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور الزام دیا ہے ساتھ اس کے بعض نے حنفیوں کو جو قائل ہیں کہ جب صحابی حضرت مَالِیَّیْمِ سے کوئی حدیث روایت کرے اور صحیح ہو جائے وہ حدیث اس سے پھر صحیح ہو اس سے عمل برخلاف اس حدیث کے تو عمل کیا جائے ساتھ رائے اس کی کے نہ ساتھ اس حدیث کے جو اس نے روایت کی اس واسطے کہ صحیح ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں ہے اعتبار ساتھ دودھ مرد کے ذکر کیا ہے اس کو مالک نے مؤطا میں اور مذہب جمہور علماء کا اور حنفیوں کا برخلاف اس کے ہے اور عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابوقعیس کے بھائی کے قصے میں اور حرام کیا ہے انہوں نے نکاح کو ساتھ دودھ مرد کے ان کے قاعدے کے موافق ان پر لازم تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل کی پیروی کرتے اور اس کی روایت سے منہ پھیرتے اور اگر اس حدیث کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہوتا تو ان کے واسطے عذر ہوتا لیکن اس کے سوائے کسی نے اس کو روایت نہیں کیا اور یہ الزام پکا ہے۔ (فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ. باب ہے بیان میں شہادت دودھ پلانے والی کے۔

فائدہ: یعنی فقط اسی کی گواہی کافی ہے دودھ پلانے کے باب میں اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور جو اس میں اختلاف ہے اس کا بیان شہادات میں گزر چکا ہے اور عجب بات کہی ہے ابن بطال نے اس جگہ سو کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ رضاعت میں اکیلی عورت کی گواہی جائز نہیں اور یہ بات اس کی عجیب ہے اس واسطے کہ یہی قول

ایک جماعت کا ہے سلف سے یہاں تک کہ مالکیہ کے نزدیک ایک روایت یہ ہے کہ اکیلی عورت کی گواہی قبول کی جائے لیکن بشرط مشہور ہونے اس کے کی ہمسایوں میں۔ (فتح)

٤٧١٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لٰكِنِّيْ لِحَدِيْثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَآءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَآءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ لِيْ إِنِّيْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنِّيْ فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ قُلْتُ إِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيْلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى يَحْكِيْ أَيُّوْبَ.

۴۷۱۴۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے کہا کہ میں نے فلانی عورت فلانی کی بیٹی سے نکاح کیا تھا پھر ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے اور حالانکہ وہ جھوٹی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے منہ پھیرا سو میں آپ کے منہ کی طرف سے آپ کے سامنے آیا میں نے کہا کہ وہ جھوٹی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس عورت کے ساتھ کس طرح رہے گا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اس عورت کو اپنے نکاح سے چھوڑ دے اشارہ کیا اسماعیل نے اپنی دونوں انگلیوں شہادت اور بیچ کی انگلی سے حکایت کرتا تھا ایوب سے۔

فائدہ: یعنی حکایت کرتا تھا ایوب کہ اشارے کی اور قائل اس کا علی ہے اور حکایت کرنے والا اسماعیل ہے اور مراد حکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے تو ہر راوی نے اپنے ماتحت کے واسطے اس کو حکایت کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ رضاعت میں کوئی عدد شرط نہیں کہ اتنی بار اتنے گھونٹ ہو اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہ ذکر کرنے سے نہ شرط ہونا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ حکم شرط عدد کے مقرر کرنے سے پہلے ہو یا بعد مشہور ہونے اس کے کی سو نہ حاجت تھی ذکر کرنے اس کے کی ہر واقعہ میں اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے کہ حکم ساتھ جدا کرنے اس کے نہ تھا واسطے حرام ہونے اس کے اوپر اس کے ساتھ قول دودھ پلانے والی عورت کے بلکہ واسطے احتیاط کے یہ کہ احتیاط کرے جو نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا نکاح کرے پھر مطلع ہو کسی امر پر تو اس میں

علماء کو اختلاف ہے مانند اس شخص کے کہ اس کے ساتھ زنا کرے یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن سے بدن لاگے یا زنا کرے ساتھ اس کے اصل اس کی یا فرع اس کی یا پیدا ہوئی ہو زنا کرنے اس کے سے ساتھ ماں اس کی کے یا شک کرے بیچ حرام ہونے اس کے اوپر اپنے سسرال کی جہت سے یا قرابت سے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَآءِ وَمَا يَحْرُمُ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾.

باب ہے بیچ بیان ان عورتوں کے جو حلال ہیں اور جو حرام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں دونوں آیتوں کے اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے جاننے والا حکمت والا۔

فائدہ: اور یہ شامل ہے دونوں آیتوں کو اس واسطے کہ پہلی آیت غفور رحیما تک ہے۔

وَقَالَ اَنَسٌ ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ الْحَرَآئِرُ حَرَامٌ ﴿اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿والمحصنات﴾ سے خاوند والیاں آزاد عورتیں ہیں اور ﴿الا ما ملکت ایمانکم﴾ کی تفسیر میں نہ دیکھتے تھے ڈر یہ کہ کھینچے مرد اپنی لونڈی کو اپنے غلام سے یعنی مراد ﴿ما ملکت ایمانکم﴾ سے اپنی لونڈی ہے جو اپنے غلام کے نکاح میں ہو کہ اس کو اس سے صحبت کرنی جائز ہے۔

فائدہ: اور کہتے تھے کہ اس کا بیچ ڈالنا اس کی طلاق ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مراد محصنات سے خاوند والیاں ہیں یعنی ان سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہ کہ مراد ساتھ استثناء کے اللہ تعالیٰ کے قول میں ﴿الا ما ملکت ایمانکم﴾ وہ عورتیں ہیں جو بندیوں میں پکڑی آئیں جب کہ خاوند والیاں ہوں یعنی ان کے اگلے خاوند موجود ہوں کہ وہ بھی حلال ہیں واسطے اس کے جو ان کو قید کر کے لائے۔

وَقَالَ ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تنبیہ کے اس عورت پر کہ حرام ہے نکاح اس سے زیادہ ان عورتوں پر جو دونوں آیتوں میں مذکور ہیں یعنی علاوہ ان عورتوں کے جو ان دونوں آیتوں میں مذکور ہیں مشرکہ عورتوں سے بھی نکاح

کرنا حرام ہے اور کتابیہ یعنی یہود اور نصاریٰ کی عورتیں مشرکہ سے مستثنیٰ ہیں اور اسی طرح جو چار سے زیادہ ہو وہ بھی حرام ہے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ جو عدد کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آئندہ قول میں مذکور ہے اس کے واسطے کوئی مفہوم نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی حصر کرنا ان عورتوں کا ہے جو دونوں آیتوں میں ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلٰی أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو چار سے زیادہ ہو تو وہ حرام ہے مانند ماں اس کی کے اور بیٹی اس کی کے اور بہن اس کی کے۔

وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ حَبِيْبٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَّمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الْآيَةَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ سات عورتیں نسب سے حرام ہیں اور سات سسرال سے حرام ہیں پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اخیر آیت تک۔

فائدہ: اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دونوں آیتیں پڑھیں اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کہ کہا علیما حکیما تک اس واسطے کہ وہ اخیر ہے دونوں آیتوں کا۔

فائدہ: اور طبرانی میں اس حدیث کے اخیر میں اس طرح واقع ہوا ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں یہاں تک کہ جب بنات الاخت پر پہنچے تو کہا یہ کہ عورتیں نسب کے سبب سے حرام ہیں پھر پڑھا اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا یہاں تک کہ پہنچے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر اور یہ کہ جمع کرو دو بہنوں کو اور پڑھا اور نہ نکاح کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے پھر کہا کہ یہ عورتیں سسرالی کے علاقے سے حرام ہیں اور جب دونوں روایتوں کو جمع کیا جائے تو مکمل پندرہ عورتیں ہوں گی اور جو رضاع کے سبب سے حرام ہیں اس کو صہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور اسی طرح غیر کی عورت کو صہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور یہ سب عورتیں ہمیشہ کو حرام ہیں مگر دو بہنوں کو جمع کرنا اور اسی طرح غیر کی عورت بھی ملحق ہے ساتھ ان عورتوں کے جو مذکور ہوئیں وہ عورت جس سے دادا نے وطی کی اگرچہ اوپر کے درجے کا ہو اور نانی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح دادی اور پوتی اگرچہ نیچے کے درجہ کی ہو اور اسی طرح نواسی اور بھانجی کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجہ کی ہو اور اسی طرح ربیب کی بیٹی اور پوتے کی بیوی اور نواسے کی بیوی اور اسی طرح بھتیجی کی بیٹی اور بھتیجے کی بیٹی اور بھانجے کی بیٹی اور باپ کی پھوپھی اگرچہ اوپر کے درجہ کی ہو اور اسی طرح ماں کی پھوپھی اور ماں کی خالہ اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح باپ کی خالہ اور بیوی کی دادی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور ربیبہ کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجے کی ہو اور جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کی پھوپھی کے اور

اس کی خالہ کے وسیاتی فی باب مفرد و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب.

وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَّامْرَاَةِ عَلِيٍّ.

اور جمع کیا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے علی کی بیٹی اور اس کی عورت کو یعنی دونوں کو اپنے نکاح میں اکٹھا کیا۔

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو خیال کرتا ہے کہ علت بیچ منع جمع کرنے کے درمیان دونوں بہنوں کے وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے درمیان دونوں کے قطعیت سے یعنی ناتے کے توڑنے سے پس عام ہوگا یہ حکم ہر دو عورتوں کو جو رشتے میں قریب ہوں اگرچہ سسرال کے علاقہ سے ہو سو اسی قسم سے ہے جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کے خاوند کی بیٹی کے اور ان کی بیٹی کا نام زینب تھا اور ان کی عورت کا نام لیلیٰ تھا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَأْسَ بِهٖ.

اور کہا ابن سیرین نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے

فائدہ: عکرمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن صفوان نے نکاح کیا ایک ثقفی مرد کی عورت سے اور اس کی بیٹی سے جو اس کے سوائے اور عورت سے تھی سو یہ مسئلہ ابن سیرین سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ ایک مرد مصر میں تھا اس نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ.

اور حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک بار اس کو مکروہ جانا پھر کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اور سلیمان بن یسار اور مجاہد اور شعبی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس میں کچھ ڈر نہیں۔

وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِيْ لَيْلَةٍ.

اور جمع کیا حسن بن حسن بن علی نے دو چچیری بہنوں کو ایک رات میں یعنی وہ دونوں عورتیں آپس میں چچیری بہنیں تھیں ایک بیٹی محمد بن علی کی اور ایک بیٹی عمر بن علی کی۔

وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيْعَةِ.

اور مکروہ جانا ہے اس کو جابر بن زید نے واسطے قطعیت کے کہ۔

فائدہ: اس میں رشتہ توڑنا لازم آتا ہے اس واسطے کہ عادت ہے کہ سوکنوں کے درمیان حسد ہوتا ہے جو واجب کرتا ہے رشتہ توڑنے کو اور آئندہ آئے گی تصریح ساتھ اس علت کے بیچ حدیث نہی کے جمع کرنے سے درمیان عورت کے اور پھوپھی اس کی کے بلکہ آئی ہے یہ علت منصوص سب قرابتوں میں سو روایت کی ابو داؤد نے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ نکاح کی جائے عورت اپنے رشتہ دار عورت پر واسطے خوف قطعیت کے اور اسی طرح روایت کی ہے خلال نے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ مکروہ جانتے تھے وہ جمع کرنے کو درمیان قرابتیوں کے واسطے خوف

کہنے کے اور اسی کے ساتھ منقول ہے عمل ابن ابی لیلیٰ اور زفر سے لیکن منعقد ہو چکا ہے اجماع اس کے خلاف پر یعنی جائز ہے جمع کرنا نکاح میں دو عورتوں کو جو آپس میں رشتہ دار ہوں نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر وغیرہ نے۔ (فتح)

وَلَيْسَ فِيْهِ تَحْرِيْمٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾.

اور نہیں ہے اس صورت میں حرام ہونا واسطے دلیل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ حلال ہیں تم کو جو سوائے ان عورتوں کے ہیں۔

فائدہ: یہ تفقہ ہے بخاری رحمہ اللہ کا کہا ابن منذر نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس نکاح کو باطل کہا ہو اور جو اس میں قیاس کے داخل ہونے کا قائل ہے اس پر لازم آتا ہے کہ اس کو حرام کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا زَنٰى بِأُخْتِ امْرَأَتِهٖ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهٗ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب اپنی عورت کی بہن سے زنا کرے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

فائدہ: یہ پھرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طرف اس کی کہ یہ جو آیا ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے تو مراد اس نہی سے جمع کرنا ان کا اس وقت ہے جب کہ ہو جمع کرنا ان کا ساتھ عقد نکاح کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مخالفت کی ہے اس میں ایک گروہ نے کما سیاتی۔ (فتح)

وَيُرْوٰى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِيْ جَعْفَرٍ فِيْمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهٗ فِيْهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهٗ وَيَحْيٰى هٰذَا غَيْرُ مَعْرُوْفٍ وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ.

اور مروی ہے یحییٰ کندی سے اس نے روایت کی ہے شعبی اور ابو جعفر سے اس شخص کے حق میں جو لڑکے سے کھیلتا ہے کہ اگر آلت کو اس کی دبر میں داخل کرے یعنی اس سے لواطت کرے تو وہ اس کی ماں سے نکاح نہ کرے اور یہ یحییٰ غیر معروف ہے کسی نے اس کی اس پر متابعت نہیں کی۔

فائدہ: یعنی اس کی عدالت معروف نہیں نہ یہ کہ مجہول ہے اور یہ قول جس کو یحییٰ نے روایت کیا ہے البتہ منسوب کیا گیا ہے طرف سفیان ثوری اور اوزاعی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے احمد اور اسی طرح اگر لواطت کرے اپنے سسر سے یا سالے سے یا کسی شخص سے پھر اس شخص کی لڑکی ہو تو ہر ایک ان میں سے حرام ہوتی ہے لواطت کرنے والے پر واسطے ہونے اس کے کی بیٹی یا بہن اس شخص کی جس سے اس نے لواطت کی اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے سو خاص کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ اس عورت کے جس سے نکاح کیا جائے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر قرآن سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وامھات نسآء کم وان تجمعوا بین الاختین﴾ اور مرد عورتوں میں سے نہیں ہے اور نہ بہن اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے سو لواطت کرے ساتھ اس کے تو کیا اس مرد پر اس عورت کی بیٹی

حرام ہوتی ہے یا نہیں سو شافعیوں کے اس میں دو قول ہیں، واللہ اعلم۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنٰى بِهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ.

اور کہا عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب اپنی عورت کی ماں سے حرام کاری کرے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

فائدہ: اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع ہے روایت کیا ہے اس کو دار قطنی اور طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد سے کہ ایک عورت زنا کرے پھر اس کی بیٹی سے نکاح کرے یا بیٹی سے زنا کرے پھر اس کی ماں سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرام کرتا حرام حلال کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کرتی ہے وہ چیز جو حلال نکاح سے ہو اور اس کی سند میں ایک راوی متروک ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں حرام کرتا حرام حلال کو اور اس کی سند پہلی حدیث سے اصح ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ نَصْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ وَأَبُوْ نَصْرٍ هٰذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهِ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو نصر سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے اس کو حرام کہا اور اس ابو نصر کا سماع ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت نہیں۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو ثوری نے اپنی جامع میں کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ابن ابی شیبہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو کسی عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھے تو اس مرد کو نہ اس کی ماں حلال ہوتی ہے اور نہ اس کی بیٹی کہا بیہقی نے کہ اس کی سند مجہول ہے۔

وَيُرْوٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ.

اور روایت کی گئی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور جابر بن زید اور حسن اور بعض اہل عراق سے کہ اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور قتادہ نے کہا کہ حرام نہیں ہوتی لیکن اس سے صحبت نہ کرے جب تک کہ نہ گزرے عدت اس عورت کی جس سے زنا کیا اور کہا یحییٰ بن یعمر نے شعبی سے کہ قسم ہے اللہ کی کہ حرام نے کبھی حلال کو حرام نہیں کیا تو کہا شعبی نے کیوں نہیں! اگر تو شراب کو پانی میں ڈالے تو اس پانی کا پینا حرام ہو جاتا ہے اور شاید مراد ساتھ بعض اہل عراق کے ثوری ہے کہ وہ بھی اسی قول کے ساتھ قائل ہے اور کہا شعبی نے کہ اگر کوئی کسی عورت کی ماں سے زنا کرے تو دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور یہی ہے قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں کا کہا انہوں نے کہ جب کوئی مرد کسی عورت

سے زنا کرے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے اوزاعی اور احمد اور عطاء اور یہی ہے ایک روایت مالک سے اور جمہور نے اس سے انکار کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نکاح شرع میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا جاتا ہے عقد پر نہ محض وطی پر اور نیز زنا میں نہ مہر ہے اور نہ عدت اور نہ میراث ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع کیا ہے اہل فتویٰ نے شہروں سے اس پر کہ نہیں حرام ہے زانی پر نکاح کرنا اس عورت سے جس سے زنا کیا ہو سو اس کی ماں اور بیٹی کا نکاح بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتّٰى يُلْزِقَ بِالْاَرْضِ يَعْنِيْ يُجَامِعَ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں حرام ہوتی اوپر اس کے یہاں تک کہ زمین سے ملائی جائے یعنی جماع کیا جائے ساتھ اس کے۔

فائدہ: اور شاید یہ اشارہ ہے طرف خلاف حنفیوں کے اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ حرام ہوتی ہے اس پر عورت اس کی ساتھ مجرد چھونے ماں اس کی کے اور نظر کرنے کے طرف شرم گاہ اس کی کے سو حاصل یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کلام کا ظاہر یہ ہے کہ وہ حرام نہیں ہوتی مگر یہ کہ واقع ہو جماع سو اس مسئلے میں تین قول ہوں گے سو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نہیں حرام ہوتی مگر ساتھ جماع کے جو عقد شرعی سے ہو اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ جو مباشرت کہ شہوت سے ہو وہ بھی جماع کے ساتھ ملحق ہے واسطے ہونے اس کے نفع اٹھانا اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ ہو مباشرت ساتھ سبب مباح کے اور بہر حال حرام سبب سو وہ اثر نہیں کرتا مانند زنا کے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ جب واقع ہو جماع حلال یا زنا تو اثر کرتا ہے بخلاف مقدمات اس کے۔ (فتح)

وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ.

اور جائز رکھا ہے اس کو ابن مسیب رحمہ اللہ اور عروہ رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ نے۔

فائدہ: یعنی جائز رکھا ہے انہوں نے واسطے مرد کے یہ کہ رہے ساتھ اپنی عورت کے اگرچہ زنا کیا ہو اس کی ماں سے یا بہن سے برابر ہے کہ جماع کیا ہو یا جماع کے مقدمات کو کیا ہو اسی واسطے جائز رکھا ہے انہوں نے یہ کہ نکاح کرے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے جس کے ساتھ زنا کیا ہو اور عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد کسی سے زنا کرے تو اس کی ماں اس کو حلال ہے یا نہیں؟ عروہ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں حرام کرتا حرام حلال کو۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهٰذَا مُرْسَلٌ.

زہری رحمہ اللہ کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی یعنی اپنی ساس کے ساتھ زنا کرنے سے اور یہ منقطع ہے۔

بَابُ ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِيْ فِيْ

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ تمہاری بیویوں کی

حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ اللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں ان عورتوں سے جن سے تم نے دخول کیا۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے تفسیر ربیبہ کے اور یہ کہ دخول سے کیا مراد ہے بہر حال ربیبہ سو مرد کی عورت کی بیٹی ہے اور خاوند سے کہا گیا اس کو یہ اس واسطے کہ یہ مربوبہ ہے اور بہر حال دخول سو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ اس کے جماع ہے اور یہ صحیح تر قول شافعی کا ہے اور دوسرا قول اور وہ قول تین اماموں کا ہے کہ مراد ساتھ اس کے خلوت ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الدُّخُوْلُ وَالْمَسِيْسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد دخول اور مسیس اور لماس سے جماع ہے اور اسی طرح مباشرت اور رفث اور افضاء۔

وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهٖ فِي التَّحْرِيْمِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ حَبِيْبَةَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ. اور بیان ہے اس شخص کا جو کہتا ہے کہ عورت کی پوتیاں وہ اس کی بیٹیاں ہیں حرام ہونے میں یعنی اپنی عورت کی پوتی سے بھی نکاح کرنا حرام ہے جیسے کہ اس کی بیٹی سے جس کو ربیبہ کہا جاتا ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے اے بیویوں! اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح مجھ سے کرنے کو نہ کہا کرو۔

فائدہ: اور یہ وجہ دلالت کی حضرت ﷺ کے اس قول کے عموم سے ہے کہ اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ بیٹے کی بیٹی بھی بیٹی ہے۔

وَكَذٰلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْأَبْنَاءِ. اور اسی طرح تمہارے پوتوں کی عورتیں وہ بیٹوں کی عورتیں ہیں یعنی وہ بھی ان کی طرح حرام ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور اسی طرح بیٹوں کی بیٹیاں اور بیٹیوں کی بیٹیاں۔

وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيْبَةَ وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ فِيْ حَجْرِهٖ. اور کیا نام رکھا جاتا ہے ربیبہ اگرچہ اس کی گود میں نہ ہو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ تقیید ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے فی حجورکم کیا وہ غالب کے واسطے ہے یا اس میں مفہوم مخالف معتبر ہے اور جمہور کا مذہب پہلا ہے اور اس مسئلے میں قدیم سے اختلاف ہے اور صحیح

ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فتوی دیا کہ اگر لڑکی گود میں نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا درست ہے روایت کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے اور یہ مسئلہ اگرچہ جمہور اس کے مخالف ہیں سو البتہ حجت پکڑی ہے ابو عبید نے واسطے جمہور کے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اپنی بیٹیوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو اس واسطے کہ یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام ہے حجر کے ساتھ مقید نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ مطلق محمول ہے مقید پر اور اگر نہ ہوتا اجماع حادث اس مسئلے میں اور کم یاب ہونا مخالف کا تو البتہ اس کو لینا اولی ہوتا اس واسطے کہ حرام ہونا مشروط ہے ساتھ دو امروں کے یہ کہ ہو پرورش میں اور یہ کہ جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہے اس نے اس کی ماں کے ساتھ دخول کیا ہو سو نہ حرام ہوگی ساتھ پائی جانے ایک شرط کے اور حدیث کے اکثر طریقوں میں بھی حجر کی قید آ چکی ہے جیسے کہ قرآن میں ہے سو قوی ہوا اعتبار کرنا اس کا۔ (فتح)

وَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيبَةً لَهُ إِلٰى مَنْ يَّكْفُلُهَا.

اور دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ربیبہ اس شخص کو جو اس کو پالے۔

فائدہ: زینب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل کو دی اور فرمایا کہ اس کو پرورش کر سو وہ اس کو لے گیا پھر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اپنی ماں رضاعی کے پاس ہے۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا.

اور نام رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کے بیٹے کو بیٹا۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف قوی کرنے اس چیز کے جس کو ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ بیوی کی پوتی اس کی بیٹی کے حکم میں ہے۔ (فتح)

٤٧١٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ أَتُحِبِّينَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِيكَ أُخْتِي قَالَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي قُلْتُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ قَالَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي

۴۷۱۵۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ کو ابو سفیان کی بیٹی کی رغبت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیا کروں؟ میں نے کہا نکاح کیجیے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس اکیلی نہیں ہوں اور میں سوکنوں سے خالی نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو آپ کی ذات میں شریک ہو میری بہن ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

مَا حَلَّتْ لِيْ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةُ بِنْتُ أَبِيْ سَلَمَةَ.

جس درہ نام ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی کہ مجھ کو اور اس کے باپ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا سو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں یہ کہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے گزر چکا۔

٤٧١٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ أُخْتِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَوَاللهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ.

٤٧١٦۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس تنہا نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا یا حضرت! البتہ ہم چرچا سنتے ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، سوائے میری بیویو! اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو۔

فائدہ: دو بہنوں کا نکاح میں ساتھ ہی جمع کرنا بالاجماع حرام ہے برابر ہے کہ دونوں بہنیں عینی ہوں یعنی دونوں کا ماں باپ ایک ہو یا صرف باپ کی طرف سے ہوں یا صرف ماں کی طرف سے ہوں اور برابر ہے کہ نسب کے سبب

ہوں یا دودھ کے سبب سے اور اگر دوسگی بہنیں لونڈیاں ہوں تو بعض سلف نے اس کو جائز رکھا ہے اور جمہور اور شہروں کے فقہاء اس پر ہیں کہ منع ہے اور اس کی نظیر جمع کرنا ہے درمیان عورت اور پھوپھی اس کی کے اور خالہ اس کی کے اور حکایت کیا ہے اس کو ثوری نے شیعہ سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا.

نہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یعنی اور نہ اس کی خالہ پر۔

٤٧١٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

۴۷۱۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر اور کہا داؤد اور ابن عون نے شعبی سے اس نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: بہرحال روایت داؤد کی سو موصول کیا ہے اس کو ترمذی اور دارمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر یا پھوپھی اور اپنی بھتیجی پر یا خالہ کا اپنی بھانجی پر نہ چھوٹی کا بڑی پر اور نہ بڑی کا چھوٹی پر اور یہ حدیث بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے مکروہ جانا یہ کہ جمع کیا جائے درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو پھوپھیوں اور دو خالاؤں کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم نے اپنا ناتا توڑ ڈالا کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ حرام ہونا جمع کا درمیان عورت کے اور پھوپھی اس کی کے یا خالہ اس کی کے یہی قول ہے جس کو میں بلا مفتیوں سے یعنی سب عالموں کا یہی قول ہے ان کو اس میں اختلاف نہیں اور کہا ترمذی رحمہ اللہ نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے ہم ان کے درمیان اختلاف نہیں جانتے کہ نہیں حلال ہے واسطے مرد کے یہ کہ نکاح میں عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک ساتھ جمع کرے اور نہ یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا خالہ پر کہا ابن منذر نے کہ میں اس کے منع ہونے میں اب کچھ اختلاف نہیں جانتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خارجیوں کے ایک فرقے نے اس کو جائز رکھا ہے اور جب ثابت ہو حکم ساتھ سنت کے اور اتفاق کریں اہل علم اوپر قائل ہونے کے ساتھ اس کے تو نہیں ضرر کرتا اس کو خلاف مخالف کا اور اسی طرح نقل کیا ہے اجماع کو ابن عبدالبر اور ابن حزم اور قرطبی وغیرہ نے لیکن استثناء کیا ہے اس نے ایک گروہ کو خارجیوں سے اور شیعہ سے اور نقل کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کو جمہور سے اور نہیں معین کیا اس نے مخالف کو۔ (فتح)

٤٧١٨ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

۴۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکاح میں ایک عورت کو اور اس کی پھوپھی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے اور نہ بھانجی اور اس کی خالہ کو جمع کیا جائے۔

٤٧١٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا فَنُرٰى خَالَةَ أَبِيْهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

۴۷۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر اور عورت کا اس کی خالہ پر سو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ عروہ نے حدیث بیان کی مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حرام جانو رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کہ اس کی پھوپھی پر تو ظاہر اس کا خاص کرتا منع کا ہے ساتھ اس کے جب کہ ایک کو دوسرے پر نکاح کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ دونوں سے اکٹھا نکاح کرنا بھی منع ہے سو اگر دونوں کو نکاح میں اکٹھا کرے تو دونوں کا نکاح باطل ہو جاتا ہے یا با ترتیب نکاح کرے تو دوسرا باطل ہو جاتا ہے اور نری کے معنی ہیں کہ ہم اعتقاد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی حرام ہے تو یہ حکم اس حدیث سے لینا مشکوک فیہ ہے اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ الحاق کرے جو حرام ہے سسرال کے علاقے سے ساتھ اس کے جو حرام ہے نسب سے جیسا کہ حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے اور جب باپ کی خالہ رضائی سے نکاح کرنا حلال نہیں تو اسی طرح باپ کی خالہ نکاح میں اس کو اور اس کی بھانجی کی بیٹی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ ان حدیثوں کے اور خاص کیا ہے انہوں نے ساتھ ان کے عموم قرآن کو یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عموم کو ﴿واحل لکم ما وراء ذلکم﴾ یعنی اور حلال ہوئیں تم کو جو سوائے ان کے ہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے خاص کرنا عموم قرآن کا ساتھ خبر واحد کے اور جدا ہوا ہے صاحب ہدایہ حنفیہ میں سے اس بات کے ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مشہور حدیثوں سے ہے جن کے ساتھ کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ الشِّغَارِ.

باب ہے بیچ بیان کرنے شغار کے۔

۴۷۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

۴۷۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ مرد اپنی بیٹی دوسرے کو نکاح کر دے اس شرط پر کہ وہ دوسرا اپنی بیٹی کو اس کو نکاح کر دے ان کے درمیان کوئی مہر نہ ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دے اور میں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیتا ہوں اور تو اپنی بہن مجھ کو نکاح کر دے اور میں اپنی بہن تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں، روایت کیا ہے مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ نکاح کیا جائے اس عورت کا بدلے اس عورت کے بغیر مہر کے کہ اس کا فرج اس کا مہر ہو اور اس کا فرج اس کا مہر ہو کہا قرطبی نے کہ تفسیر شغار کی صحیح ہے موافق ہے واسطے قول اہل لغت کے سو اگر مرفوع ہو تو یہی ہے مقصود اور اگر صحابی کا قول ہو تو بھی قبول ہے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ کلام کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیا اعتبار کیا جائے شغار ممنوع میں ظاہر حدیث کا بیچ تفسیر اس کی کے اس واسطے کہ اس میں دو صفتیں ہیں ایک یہ کہ ہر ایک ولی دونوں میں سے اپنی بیٹی یا بہن دوسرے کو نکاح کر دے بشرطیکہ دوسرا اس کو اپنی بیٹی یا بہن نکاح کر دے دوسری خالی ہونا ہر ایک کی فرج کا ہے مہر سے سو بعض نے تو دونوں کو اکٹھا اعتبار کیا ہے یہاں تک کہ نہیں ہے منع مثلا جب کہ ہر ایک دونوں میں سے دوسرے کو نکاح کر دے بغیر شرط کے اگرچہ مہر کو ذکر نہ کرے یا ہر ایک دوسرے کو شرط نکاح کر دے اور مہر کو ذکر کرے اور اکثر شافعیوں کا یہ مذہب ہے کہ علت نہی کی شریک ہونا ہے بضع میں اس واسطے کہ فرج ہر ایک کا دونوں میں سے ہوتا ہے مورد عقد کا اور ٹھہرانا بضع کا مہر مخالف ہے واسطے وراز کرنے عقد نکاح کے اور مہر کا ذکر نہ کرنا نہیں تقاضا کرتا بطلان کو اس واسطے کہ نکاح بغیر مہر مقرر کرنے کے بھی صحیح ہوتا ہے اور اختلاف ہے جب کہ نہ ذکر کریں دونوں بضع یعنی شرم گاہ کو صرتح سو صحیح نزدیک ان کے صحیح ہونا نکاح کا ہے لیکن نص شافعی کی اس کے برخلاف پائی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ یہی ہے وہ شغار جس سے حضرت ﷺ نے منع فرمایا اور یہ منسوخ ہے اور مختلف ہے نص شافعی کے جب کہ مقرر کرے ساتھ اس کے مہر کو سو نص کی ہے اس نے املا میں بطلان پر اور نص کی ہے اس نے مختصر میں صحت پر اور کہا قفال نے کہ علت بطلان میں تعلیق ہے اور توقیف سو گویا کہ کہتا ہے کہ نہیں منعقد ہوگا نکاح میری بیٹی کا واسطے تیرے یہاں تک کہ منعقد ہو نکاح بیٹی تیری کا واسطے میرے اور خطابی نے کہا کہ ابن ابی ہریرہ تشبیہ دیتا تھا ساتھ اس مرد کے جو کسی عورت سے نکاح کرے اور کسی عضو کو اس

کے اعضاء سے مستثنیٰ کرے اور تقریر اس کی یہ ہے کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو اور مستثنیٰ کرے اس کی شرم گاہ کو جب کہ ٹھہرائے اس کو مہر واسطے دوسرے کے کہا غزالی نے وسیط میں کہ اس کی پوری صورت یہ ہے کہ میں نے تجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دی اس شرط پر کہ تو مجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دے اس شرط پر کہ دونوں میں سے ہر ایک کا بضع دوسری کا مہر ہو اور جب میری بیٹی کا نکاح منعقد ہو گا تو اس وقت تیری بیٹی کا نکاح بھی منعقد ہو جائے گا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ لائق ہے کہ اتنا اور زیادہ کیا جائے یہ کہ نہ ہو ساتھ بضع کے کوئی چیز اور تا کہ بالاتفاق حرام ہو مذہب میں اور نقل کیا ہے خرقی نے کہ احمد نے نص کی ہے کہ علت نکاح شغار کے باطل ہونے کی نہ ذکر کرنا مہر کا ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ نکاح شغار کا جائز نہیں لیکن اختلاف ہے اس کی صحت میں کہ صحیح ہوتا ہے یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک باطل ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ فسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حکایت کیا ہے ابن منذر نے اوزاعی سے اور حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ نکاح شغار صحیح ہے اور واجب ہے مہر مثل کا اور یہ قول زہری اور مکحول اور ثوری اور لیث کا ہے اور ایک روایت ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور سے اور یہ قول ہے اوپر مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عورتیں حرام ہیں مگر جو حلال کیں اللہ تعالیٰ نے یا لونڈی سو جب وارد ہوئی نکاح سے تو پکی ہو جاتی ہے تحریم، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اجماع ہے کہ بہنوں اور بھتیجیوں وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِأَحَدٍ.

کیا جائز ہے واسطے کسی عورت کے کہ اپنی جان کسی کو بخشے۔

فائدہ: یعنی پس حلال ہو واسطے اس کے نکاح اس عورت کا اور یہ شامل ہے دو صورتوں کو ایک مجرد ہبہ کرنا اپنی جان کو بغیر ذکر مہر کے اور دوسرا عقد ساتھ لفظ ہبہ کے سو پہلی صورت میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نکاح باطل ہے اور کہا حنفیوں نے کہ جائز ہے اور یہی قول ہے اوزاعی کا لیکن انہوں نے کہا کہ واجب ہوتا ہے مہر مثل کا اور کہا اوزاعی نے کہ اگر نکاح کرے لفظ ہبہ سے اور شرط کرے کہ مہر نہیں تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور حجت جمہور کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿خالصة لك من دون المؤمنين﴾ سو انہوں نے اس کو حضرت ﷺ کے خصائص سے گنا ہے اور یہ کہ جائز ہے حضرت ﷺ کو نکاح کرنا بغیر مہر کے حال میں اور انجام میں اور جو اس کو جائز رکھتے ہیں وہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جان بخشنے والی خاص ہوتی ہے ساتھ آپ کے نہ مطلق ہبہ اور لیکن دوسری صورت سو شافعیوں اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے نکاح مگر ساتھ لفظ نکاح کے تزویج کے اس واسطے کہ وہ دونوں لفظ صریح ہیں جن کے ساتھ وارد ہوا ہے قرآن اور حدیث اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہوتا ہے نکاح کنایات سے اور حجت پکڑی ہے واسطے ان کے طحاوی نے ساتھ قیاس کے طلاق پر کہ وہ جائز ہے صریح لفظوں سے اور کنایات سے ساتھ قصد کے۔ (فتح)

۴۷۲۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ مِنَ اللَّائِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا تَسْتَحِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿ تُرْجِىءُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ ﴾ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ.

۴۷۲۱۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کہا خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا عورت نہیں شرماتی یہ کہ اپنی جان مرد کو بخشے؟ سو جب یہ آیت اتری کہ پیچھے ہٹا تو جس کو چاہے عورتوں میں سے، میں نے کہا یا حضرت! نہیں دیکھتی میں آپ کے رب کو مگر کہ آپ کی رضا مندی میں جلدی کرتا ہے۔

اور روایت کیا ہے اس کو ابوسعید مؤدب اور محمد بن بشر اور عبدہ نے ہشام سے اس نے روایت کی ہے اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعض بعض پر زیادہ کرتے تھے۔

فائدہ: یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا نے غیرت کے سبب سے کہا نہیں تو منسوب کرنا ہوی کا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر پر محمول نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما ينطق عن الهوى﴾ اور اگر عائشہ رضی اللہ عنہا رضا کا لفظ بولتیں تو لائق تر ہوتا لیکن غیرت کے سبب سے ایسے لفظ کا بولنا معاف ہے۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ.

باب ہے بیچ نکاح کرنے محرم کے۔

فائدہ: شاید بخاری رحمہ اللہ حجت پکڑتا ہے طرف جواز کے یعنی احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز ہے اس واسطے کہ اس نے باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی سوائے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور نہیں روایت کیا اس نے منع کی حدیث کو شاید وہ اس کی شرط کے موافق صحیح نہیں ہوئی۔ (فتح)

۴۷۲۲ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۴۷۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے امر کو عباس رضی اللہ عنہما کی طرف گردانا تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس سے کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ خلوت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اس حال میں کہ وہ حلال تھیں اور فوت ہوئیں سرف میں کہا اثرم نے میں نے احمد سے کہا کہ ابوثور کہتا ہے کہ کس طرح [illegible]

جائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو باوجود صحیح ہونے اس کے کی تو کہا اس نے اللہ ہے مددگار، ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہم کیا اور حالانکہ میمونہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا اور آپ حلال تھے یعنی احرام میں نہ تھے اور البتہ معارض ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ نکاح کرے کسی دوسرے کا، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور تطبیق یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث محمول ہے اس پر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ حدیثیں اس حکم میں مختلف آئی ہیں لیکن حلال ہونے کی حالت میں نکاح کرنے کی روایت بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن احتمال ہے وہم کا ایک کی طرف قریب تر ہے وہم سے طرف جماعت کے سوا دنی درجہ دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ معارض ہوں سو طلب کی جائے حجت ان کے غیر سے یعنی کوئی اور حدیث طلب کی جائے جو ان دونوں کا فیصلہ کرے اور حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی محرم کے نکاح کے منع ہونے میں صحیح ہے پس اسی پر ہے اعتماد اور ترجیح دی جاتی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ساتھ اس طور کے کہ وہ ایک قاعدہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس میں کئی قسم کے احتمالات ہیں ایک یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ جو ہدی کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالے وہ محرم ہو جاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمرے میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس میں ہدی کے گلے میں ہار ڈالا تھا تو اس کے اس قول سے کہ نکاح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں یہ مراد ہے عقد کیا اس سے اس کے بعد کہ ہدی کے گلے میں ہار ڈالا اگرچہ ابھی احرام نہ باندھا تھا اور اس کا سبب یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کو نکاح کا پیغام دے کر میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو اس نے اپنی طرف سے عباس رضی اللہ عنہ کو مختار کیا عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور روایت کی ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ترمذی نے ابو رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ آپ حلال تھے اور بنا کی اس سے اس حال میں کہ حلال تھے اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا اور ایک یہ کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم ہونے سے یہ ہے یعنی داخل ہونے والے تھے حرم یا مہینے حرام میں اور اس تاویل کی طرف مائل کی ہے ابن حبان نے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معارض ہے حدیث یزید بن اصم کی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ حلال تھے اور وہ میری خالہ تھیں اور کہا طبری نے ٹھیک بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نکاح محرم کا فاسد ہے واسطے صحیح ہونے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بہر حال قصہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سو اس میں حدیثیں متعارض ہیں پھر بیان کیا اس نے ایوب کے طریق سے کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں اختلاف اس وجہ سے واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تھا تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح میمونہ رضی اللہ عنہا سے کر دیں سو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس سے کر دیا سو بعض نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام سے پہلے نکاح کر دیا

اور بعض نے کہا کہ احرام کی حالت میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ عمر اور علی رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب نے جدا کیا ایک مرد کو اس کی عورت سے جس نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا اور نہیں ہوتا یہ مگر ثبوت سے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو نسائی اور دار قطنی نے اور اس میں رد ہے ابن عبدالبر پر کہ اس نے کہا کہ اصحاب میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوائے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور مجاہد اور شعبی سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور شاید انس رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی کہ احرام کی حالت میں نکاح کرنا حلال نہیں۔ (فتح)

بَابُ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اٰخِرًا.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ سے اخیر میں منع فرمایا۔

فائدہ: نکاح متعہ یہ ہے کہ کہے مرد اس عورت کو کہ موانع سے خالی ہو کہ فائدہ اٹھاؤں گا میں ساتھ تیرے مدت دس روز تک مثلاً یا کہے کہ چند روز یا نہ ذکر کرے دنوں کا بدلے اتنے مال کے خواہ مدت دراز ہو یا کم پھر جب وہ مدت گزر جائے تو واقع ہو جدائی درمیان مرد اور عورت کے اور یہ جو ترجمہ میں کہا اخیرًا تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ پہلے مباح تھا اور یہ کہ اس سے نہی اخیر زمانے میں واقع ہوئی اور باب کی حدیثوں میں اس کی تصریح نہیں کہ نہی اخیر زمانے میں واقع ہوئی لیکن باب کے اخیر میں کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نکاح متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں چند حدیثیں صحیح جو صریح ہیں اس میں کہ پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی پھر اس کے بعد اس سے منع فرمایا اور جو نہایت قریب تر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ہے وہ یہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے زہری کے طریق سے روایت کی ہے کہ ہم عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھے سو ہم نے آپس میں نکاح متعہ کا ذکر کیا تو ایک مرد نے جس کو ربیع بن سبرہ کہا جاتا تھا کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اپنے باپ پر کہ اس نے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں نکاح متعہ سے منع کیا۔ (فتح)

٤٧٢٣ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

۴۷۲۳۔ حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن نکاح متعہ اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ
لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ میں کچھ ڈر نہیں دیکھتے کما سیاتی فی الحیل اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر گزرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فتوی دیتے تھے نکاح متعہ میں کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہر اے ابن عباس! اور علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ایک اشکال ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نکاح متعہ سے خیبر کے دن ممانعت واقع ہوئی اور حالانکہ اس بات کو کوئی اہل سیر نہیں پہچانتا سو ظاہر یہ ہے کہ زہری کے لفظ میں تقدیم وتاخیر واقع ہوئی ہے اور مسند حمیدی میں اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد یہ ہے کہ ابن عیینہ نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے اس دن منع نہیں کیا یعنی بلکہ دن جنگ خیبر کے سوائے اور دن میں منع کیا کہا ابن عبدالبر نے کہ اسی پر ہیں اکثر لوگ، کہا بیہقی نے لائق ہے کہ ہو جیسا ابن عیینہ نے کہا واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے بعد نکاح متعہ کی رخصت دی پھر اس سے منع کیا سو نہ تمام ہوگی حجت پکڑنی علی رضی اللہ عنہ کی مگر جب کہ واقع ہو نہی اخیر تا کہ قائم ہو ساتھ اس کے حجت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں کہا کہ میں نے اہل علم سے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے چپ رہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن منع کیا اور ان لوگوں کو باعث اس پر یہ چیز ہوئی ہے کہ خیبر کی جنگ کے بعد بھی نکاح متعہ کی اجازت ثابت ہو چکی ہے جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ شاید علی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن نکاح متعہ کی اجازت نہیں پہنچی واسطے واقع ہوتے نہی کے اس سے عنقریب اور کہا ماوردی نے کہ نکاح متعہ کئی بار مباح ہوا اسی واسطے اخیر بار میں کہا قیامت تک واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ تحریم ماضی تھی خبر دینے والی کہ اس کے بعد مباح ہوگا برخلاف اس بار کے کہ وہ تحریم مؤبد یعنی قیامت تک حرام ہے اس کے بعد کبھی مباح نہیں ہوگا اور یہی معتمد ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ نکاح متعہ دو بار مباح ہوا اور دو بار حرام ہوا سو جنگ خیبر سے پہلے مباح تھا پھر اس میں حرام ہوا پھر مباح ہوا دن فتح مکہ کے اور وہ سال جنگ اوطاس کا ہے پھر حرام ہوا قیامت تک اور نہیں ہے کوئی مانع کہ کئی بار مباح ہوا ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ نکاح متعہ دو بار منسوخ ہوا اور پہلے گزر چکی ہے اول نکاح میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیچ سبب اجازت کے نکاح متعہ میں اور یہ کہ جب وہ جنگ کرتے تھے تو ان پر مجرد رہنا مشکل ہوتا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح متعہ کی اجازت دی سو شاید نہی دوہرائی جاتی تھی ہر جگہ میں اجازت کے بعد سو جب اخیر بار میں واقع ہوا

کہ نکاح متعہ قیامت تک حرام ہوا تو اس کے بعد اجازت واقع نہ ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں امر کی رخصت دیتے تھے نکاح متعہ کی بھی اور گدھوں کے گوشت کی بھی کما سیاتی سو یہی حکم ہے اس میں کہ علی رضی اللہ عنہ نے دونوں امروں کو جمع کیا اور دونوں حکم میں ان پر رد کیا اور یہ کہ یہ خیبر کے دن واقع ہوا سو یا تو یہ حدیث ظاہر پر محمول ہوگی اور یہ کہ دونوں ایک وقت میں منع ہوئے اور یا جواذن کہ فتح مکہ کے دن واقع ہوا وہ علی رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچا واسطے چھوٹے ہونے مدت اجازت کے اور وہ تین دن ہیں کما تقدم اور مسلم میں سمرہ بن معبد سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! البتہ میں نے تم کو اجازت دی تھی عورتوں سے متعہ کرنے کی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اس متعہ کو حرام کیا ہے قیامت تک سو جس کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ہم کو حکم دیا ساتھ نکاح متعہ کے جب کہ ہم مکے میں داخل ہوئے پھر نہ نکلے مکے سے یہاں تک کہ ہم کو اس سے منع کیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا وہ حرام ہے تمہارے اس دن سے قیامت تک اور سبب مباح ہونے متعہ کا حاجت جماع کی ہے باوجود نہ میسر ہونے کسی چیز کے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ میں اس واسطے کہ لوگوں پر مجرد رہنا مشکل ہوا پھر اس سے منع کیا پھر جب خیبر فتح ہوا اور مال اور بندیوں کی فراخی ہوئی تو مناسب ہوا منع کرنا متعہ سے واسطے دور ہونے سبب مباح ہونے کے اور تھا یہ تمامی شکر سے اللہ کی نعمت پر کہ اللہ نے لوگوں کو تنگی کے بعد وسعت دی یا اباحت صرف ان جنگوں میں واقع ہوتی تھی جن میں مسافت دور ہوتی اور مشقت ہوتی اور خیبر مدینے سے قریب ہے سو واقع ہوئی نہی متعہ سے بیچ اس کے واسطے اشارہ کے طرف اس کے بغیر متقدم ہونے اجازت کے بیچ اس کے پھر جب پھرے طرف سفر دور دراز مدت والے کے اور وہ جنگ فتح مکہ کا تھا اور ان پر مجرد رہنا دشوار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فقط تین دن متعہ کی اجازت دی واسطے دفع کرنے حاجت کے پھر تین دن کے گزرنے کے بعد ان کو اس سے منع کیا اور اسی طرح جواب دیا جاتا ہے ہر سفر سے کہ ثابت ہوئی ہے اس میں نہی اجازت کے بعد اور راجح تر یہ بات ہے کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن حرام ہوا۔ (فتح)

٤٧٢٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيْدِ وَفِي النِّسَآءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

۴۷۲۴۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ کسی نے ان سے نکاح متعہ کا حکم پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی رخصت دی سو ان کے غلام آزاد نے ان سے کہا کہ یہ حکم سخت حال میں تھا اور عورتیں کم تھیں یا مانند اس کے کہا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ رخصت جہاد میں تھی اور عورتیں کم تھیں اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں تو ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا متعہ رخصت بیچ ابتدا اسلام کے واسطے اس شخص کے جو اس کی طرف بے بس ہو مانند مردار کے اور خون کے اور سور کے گوشت کے اور تائید کرتی ہے اس کی جو خطابی اور فاکہی نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ البتہ چلے تیرے فتوے کے ساتھ سوار اور اس میں شاعروں نے شعر کہے یعنی نکاح متعہ میں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے اس کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا اور نہیں ہے وہ مگر مانند مردار کے نہیں حلال ہے مگر بے بس کو اور ایک روایت میں ہے کہ خبردار ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند مردار اور لہو اور سور کے گوشت کے ہے اور یہ آثار قوی کرتے ہیں بعض بعض کو اور حاصل ان کا یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اجازت دی گئی ہے نکاح متعہ میں بسبب مجرد ہونے کے حالت سفر میں اور یہ موافق ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حدیث کو جو ابتدا نکاح میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٧٢٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِيْ جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنِيْ إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا فَمَا أَدْرِيْ أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوْخٌ.

٤٧٢٥۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہمارے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک تم کو اجازت ہوئی کہ تم فائدہ اٹھاؤ سو تم فائدہ اٹھاؤ یعنی عورتوں سے متعہ کرو اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرد اور عورت موافقت کریں نکاح میں یعنی مطلق بغیر ذکر مدت کے تو عشرت ان دونوں کے درمیان تین دن ہیں پھر اگر تین دن گزرنے کے بعد چاہیں کہ زیادہ کریں مدت میں زیادہ کریں اور اگر چاہیں کہ جدا جدا ہوں تو جدا جدا ہوں سو میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا سب لوگوں کے واسطے عام تھی۔ کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ بیان کیا ہے اس کو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نکاح متعہ منسوخ ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو اس سے تعیین معلوم نہیں لیکن روایت کی ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اوطاس کے سال تین دن متعہ کی اجازت دی پھر اس سے منع کیا اور ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ

سے آیا ہے کہ متعہ کیا ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور ایک روایت میں اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا عمرو بن حریث کے حال میں اور اس کا قصہ یوں ہے کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ عمرو بن حریث کوفے میں آیا اور ایک لونڈی آزاد سے متعہ کیا سو وہ اس سے حاملہ ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اس نے اقرار کیا کہا سو اسی وقت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور یہ نہی عمر رضی اللہ عنہ کی موافق ہے حضرت ﷺ کی نہی کو۔ میں کہتا ہوں اور جابر رضی اللہ عنہ اور سلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جو لوگ کہ حضرت ﷺ کے بعد نکاح متعہ کے جواز پر بدستور رہے تو شاید ان کو نہی نہیں پہنچی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا اور نیز مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے اجتہاد کے ساتھ منع نہیں کیا بلکہ منع کیا ان کو ساتھ سند کے حضرت ﷺ سے اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے اس حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو خطبہ پڑھا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو نکاح متعہ کی تین دن اجازت دی پھر اس کو حرام کر ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ حمد وثناء کے بعد کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ نکاح متعہ کرتے ہیں بعد منع کرنے حضرت ﷺ کے اس سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈھا دیا ہے متعہ کو نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث نے روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ مرد اور عورت موافقت کریں نکاح پر تو ان کی گزران تین دن ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مدت کا مطلق ہونا محمول ہے مقید پر ساتھ تین دنوں کے سمیت ان کی راتوں کے اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا عام لوگوں کے واسطے تھی تو واقع ہوئی ہے تصریح ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ خاص ہونے کے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اس سے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حلال ہوا واسطے ہمارے یعنی واسطے اصحاب حضرت ﷺ کے متعہ کرنا عورتوں سے تین دن پھر حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور یہ جو کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت ﷺ سے بیان کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے تو مراد اس کی ساتھ اس کے تصریح علی رضی اللہ عنہ کی ہے حضرت ﷺ سے ساتھ نہی کے اس سے بعد اجازت دینے کے بیچ اس کے اور اس کا بیان بسط کے ساتھ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ منسوخ کیا رمضان نے ہر روزے کو اور منسوخ متعہ کو طلاق اور عدت اور میراث نے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ نکاح متعہ کے کہا ابن منذر نے کہ پہلوں سے اس کی رخصت آئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اس کو اب جائز رکھتا ہو مگر بعض رافضی اور نہیں ہیں کوئی معنی واسطے اس قول کے جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اور کہا عیاض نے کہ پھر واقع ہوا ہے اجماع سب علماء کا اوپر حرام ہونے اس کے مگر رافضیوں نے اس کو جائز رکھا ہے اور بہر حال ابن عباس رضی اللہ عنہما سو مروی ہے اس سے مباح ہونا اس کا اور کبھی مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا کہا ابن بطال نے کہ روایت رجوع کی اس سے ضعیف

سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اجازت متعہ کی اس سے صحیح تر ہے اور یہی ہے مذہب شیعہ کا اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جب واقع ہو جواب تو باطل کیا جائے برابر ہے کہ دخول سے پہلے ہو یا پیچھے مگر قول زفر کا کہ ٹھہرایا اس نے اس کو مانند شرط فاسد کے اور رد کرتا ہے اس کو قول حضرت ﷺ کا کہ جس شخص کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور یہ حدیث مسلم میں ہے، کہا خطابی نے کہ حرام ہونا نکاح متعہ کا مانند اجماع کے ہے مگر بعض شیعہ سے اور نہیں صحیح ہے ان کے قاعدے پر اس واسطے کہ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ مختلف مسئلوں میں علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کی طرف رجوع کیا جائے سو البتہ صحیح ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ متعہ منسوخ ہوا اور نقل کیا ہے بیہقی نے جعفر بن محمد سے کہ وہ متعہ سے پوچھے گئے تو کہا کہ وہ ہو بہو زنا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ جو بعض حنفیوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس کا جواز نقل کیا ہے تو وہ خطا ہے اس واسطے کہ مبالغہ کیا ہے مالکیوں نے بیچ منع کرنے نکاح موقت کے یہاں تک کہ باطل کہا ہے انہوں نے توقیت حل کو اس کے سبب سے سو کہا انہوں نے کہ اگر معلق کرے ایسے وقت پر کہ اس کا آنا ضرور ہے تو واقع ہوتی ہے طلاق اب اس واسطے کہ یہ توقیت ہے واسطے حل کے یعنی موقت کرنا پس ہوگا بیچ منع متعہ نکاح کے کہا عیاض نے اور اجماع ہے اس پر کہ شرط بطلان کی تصریح کرتی ہے ساتھ شرط کے سو اگر نیت کرے وقت عقد کے یہ کہ چھوڑے بعد مدت کے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح مگر اوزاعی نے اس کو باطل کہا ہے اور اختلاف ہے کہ اگر کوئی نکاح متعہ کرے تو اس کو حد ماری جائے یا تعزیر اس میں دو قول ہیں ماخذ ان کا یہ ہے کہ اتفاق بعد خلاف کے کیا اٹھا دیتا ہے خلاف پہلے کو اور کہا قرطبی نے کہ سب روایتوں کا اتفاق ہے اس پر کہ زمانہ اباحت متعہ کا دراز نہیں ہوا اور یہ کہ وہ حرام ہوا پھر اجماع کیا ہے سلف اور خلف نے اس کے حرام ہونے پر مگر جس کی طرف التفات نہیں کیا جاتا رافضیوں سے اور جزم کیا ہے ایک جماعت نے کہ اکیلے ہوئے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما ساتھ مباح جاننے اس کے کی سو وہ مسئلہ مشہورہ سے ہے اور وہ کمیاب ہونا مخالف کا ہے فقط ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی نے اس کو مباح کہا ہے ان کے سوائے کسی نے اس کو مباح نہیں کہا لیکن کہا ابن عبدالبر نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھی مکے والوں اور یمن والوں سے اس کو مباح کہتے ہیں پھر اتفاق کیا ہے شہروں کے فقہاء نے اس پر کہ وہ حرام ہے اور کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ ثابت ہو چکی ہے اباحت اس کی بعد حضرت ﷺ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کی سند صحیح نہیں اور باوجود اس کے کہ اعتراف کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے ساتھ حرام ہونے اس کے کی واسطے ثابت ہونے اس کے کی حضرت ﷺ سے کہ وہ حرام ہے قیامت تک۔ (فتح)

بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ. جائز ہے واسطے عورت کے پیش کرنا اپنی جان کا نیک مرد پر۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے حاشیہ میں کہ بخاری کے لطائف سے ہے جب اس نے معلوم کیا خصوصیت کو بیچ قصے اس

عورت کے جس نے اپنی جان حضرت مَلَّاتِیْمِ کو بخشی تھی تو استنباط کی حدیث سے وہ چیز جس میں خصوصیت نہیں اور وہ جواز عرض کرنا عورت کا ہے اپنی جان کو نیک مرد پر واسطے رغبت کے اس کی پرہیز گاری اور نیکو کاری میں سو یہ عورت کو جائز ہے اور جب رغبت کرے مرد بیچ اس کے تو نکاح کرے اس سے ساتھ شرط اس کی کے۔ (فتح)

٤٧٢٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ قَالَ أَنَسٌ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلَكَ بِيْ حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا وَا سَوْأَتَاهُ وَا سَوْأَتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

۴۷۲۶۔ حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی ایک بیٹی تھی کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت حضرت مَلَّاتِیْمِ کے پاس آئی عرض کرتی تھی کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی کہا یا حضرت! کیا آپ کو میری حاجت ہے؟ تو انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ کیا کم شرم تھی اے فعل بد! اے فعل بد! انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تجھ سے بہتر تھی کہ اس نے حضرت مَلَّاتِیْمِ کے نکاح کی رغبت کی سو اپنی جان حضرت مَلَّاتِیْمِ پر عرض کی۔

فائدہ: میں اس عورت کی تعیین پر واقف نہیں ہوا اور شاید یہ ان عورتوں میں سے ہے جنہوں نے اپنی جان حضرت مَلَّاتِیْمِ کو بخشی تھی اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ کہ یہ عورت اور ہے جس عورت کا سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہے اور وہ اور ہے۔ (فتح)

٤٧٢٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ زَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ وَلَهَا نِصْفُهُ

۴۷۲۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت مَلَّاتِیْمِ کو بخشی سو ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا جا اور تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ مڑ گیا پھر پھرا سو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نے کچھ چیز نہیں پائی اور نہ لوہے کی ایک انگوٹھی لیکن میرا یہ تہہ بند ہے میں اس کو آدھا دیتا ہوں سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا تہہ بند سے اگر تو اس کو پہنے گا تو

قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهُ رِدَآءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر اس سے کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی تو اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھ کر بلایا یا آپ کے پاس بلایا گیا سو فرمایا کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے اس نے چند سورتوں کو گنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا قرآن (یاد کروانے) کے بدلے جو تیرے پاس ہے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے کہ مرد کو کہے کہ تو مجھ سے نکاح کر لے یا میں نے اپنی جان نکاح کر دی اور اس کو معلوم کروانا کہ مجھ کو تجھ سے رغبت ہے اور یہ کہ نہیں ہے کوئی نقص اس پر بیچ اس کے اور یہ کہ جس مرد پر عورت اپنی جان کو پیش کرے اس کو اختیار ہے نکاح کرنے اور نہ کرنے میں لیکن مرد کو لائق نہیں کہ اس کو صریحا کہے کہ میں تجھ سے نکاح نہیں کرتا یا مجھ کو تیری حاجت نہیں بلکہ کافی ہے چپ رہنا اور اس میں چپ رہنا عالم کا ہے اور جو کسی حاجت سے سوال کیا جائے جب کہ نہ ارادہ کرے اسعاف کا اور یہ نرم تر ہے سائل کے پھیرنے میں۔ (فتح)

بَابُ عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ.

عرض کرنا آدمی کا اپنی بیٹی یا بہن کو نیک لوگوں پر۔

۴۷۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ

۴۷۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی یعنی میری بہن خنیس سے بیوہ ہوئی یعنی ان کا خاوند مر گیا اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے تھا سو مدینے میں فوت ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تو حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لے سو اس نے کہا کہ میں اپنے کام یعنی اس بات میں سوچوں گا سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ سے ملا

أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِيْ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلْتُهَا.

سو اس نے کہا مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دوں سو ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا سو مجھ کو ان پر عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ تھا (کہ اس نے مجھ کو صاف جواب دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو مطلق کچھ جواب نہ دیا) پھر میں چند دن ٹھہرا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے اس کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا پھر مجھ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے سو کہا کہ جب تو نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ کہا تھا اور میں نے تجھ کو کچھ جواب نہ دیا تو شاید تو مجھ پر غصے ہوا ہوگا؟ میں نے کہا ہاں! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ شان یہ ہے کہ نہ منع کیا مجھ کو کسی چیز نے تیرے جواب دینے سے اس چیز میں کہ تو نے مجھ پر عرض کی مگر اس نے کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر کیا سو مجھ کو لائق نہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کروں اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا۔

فائدہ: اس حدیث میں عرض کرنا بیٹی کا ہے نیک مرد پر اور یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ کہ مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں تو شاید عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی وہ خبر پہنچی ہوگی جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی ذکر کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے واسطے حفصہ رضی اللہ عنہا کے سو کیا اس نے جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا راز کے ظاہر نہ کرنے سے اور جواب دیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ خوب طرح کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر زیادہ غضبناک ہونا دو وجہ سے تھا ایک یہ کہ ان کو آپس میں نہایت دوستی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو آپس میں بھائی بنایا ہوا تھا دوم یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی

بار جواب دیا اور دوسری بار عذر کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطلق کچھ جواب نہ دیا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سخت غضبناک تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے غضب سے عثمان رضی اللہ عنہ پر اور یہ جو کہا کہ اگر حضرت اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو نکاح کرتا تو ایک روایت میں ہے کہ اگر یہ عذر نہ ہوتا تو میں اس کو قبول کرتا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے عذر اس کا بیچ اس کے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہ کہا جیسے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں اور اس حدیث میں فضیلت ہے راز کے چھپانے کی اور جب خود راز والا اس کو ظاہر کر دے تو سامع سے اس کا جرح اٹھ جاتا ہے اور اس میں عتاب کرنا مرد کا ہے واسطے بھائی اپنے کے اور عذر کرنا اس کا ہے طرف اس کی اور یہ آدمی کی پیدائشی بات ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو اس راز کو چھپایا تو احتمال ہے کہ وہ ڈرے ہوں اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر ہو کہ اس سے نکاح نہ کریں تو اس سے عمر رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ جائے اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی خبر دی ہو گی کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا چاہتا ہوں یا بطور مشورے کے یا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کوئی چیز نہ چھپاتے تھے جس کا ارادہ کرتے یہاں تک کہ وہ چیز بھی جس پر عادت میں نقص ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھی اور اس بات کو بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہ چھپایا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ وہ آپ کو اپنی جان پر مقدم کرتے ہیں اور اسی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اس پر اطلاع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں لائق ہے چھوٹے کو یہ کہ نکاح کا پیغام کرے اس عورت کو جس سے کوئی بزرگ نکاح کرنا چاہتا ہو اگرچہ اس کی طرف سے نکاح کا پیغام نہ واقع ہوا ہو چہ جائیکہ اس طرف جھکے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نکاح اس عورت سے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام کیا ہو یا اس سے نکاح کا ارادہ کیا ہو واسطے قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے آدمی کے یہ کہ عرض کرے اپنی بیٹی وغیرہ کو جس کا وہ ولی ہو اس شخص پر کہ اعتقاد رکھتا ہو اس کی خیر اور بزرگی کا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے نفع سے جو پھرنے والا ہے طرف اس عورت کے جس کو عرض کیا گیا اور یہ کہ اس میں شرم کرنی لائق نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے عرض کرنا اس کا اس مرد پر اگرچہ اس کے نکاح میں آگے کوئی عورت ہو اس واسطے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اس وقت عورت تھی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ فلانے کا راز ظاہر نہیں کرے گا پھر راز والا خود اپنا راز ظاہر کر دے پھر وہ قسم کھانے والا اس کو ظاہر کرے تو وہ حانث نہیں ہوتا اور اس پر کفارہ قسم کا نہیں آتا اس واسطے کہ راز والے نے خود اپنا راز ظاہر کیا ہے قسم کھانے والے نے ظاہر نہیں کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوہ کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جائے جیسا کہ کنواری کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جاتا ہے اور خود اس عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے اور نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو دلالت کرے اس پر کہ خود عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو جو بیوہ

ہو بغیر اس کے مشورے کے جب کہ جانتا ہو کہ وہ اس بات کو برا نہیں جانتی اور پیغام کرنے والا اس کے کفو سے ہو اور نہیں ہے حدیث میں تصریح ساتھ نفی مذکور کے مگر یہ کہ لیا جاتا ہے یہ اس کے غیر سے اور البتہ باب باندھا ہے واسطے اس کے نسائی نے کہ نکاح کر دینا مرد کا اپنی بیٹی کو جو بڑی ہو یعنی بالغ ہو سو اگر مراد ساتھ رضا مندی کے ہے تو نہیں مخالف ہے قواعد کے اور اگر مراد اس کے ساتھ خبر کرنے کے ہے تو منع کیا جائے ، واللہ اعلم ۔ (فتح)

٤٧٢٩ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّ أَبَاهَا أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

۴۷۲۹ ۔ حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے کہا کہ البتہ ہم نے آپس میں چرچا کیا کہ بے شک آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اگر میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ مجھ کو حلال نہ تھی کہ بے شک اس کا باپ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نہیں ذکر کیا مقصود ترجمہ کو یعنی جو جملہ اس کا ترجمہ کے موافق ہے اس کو ذکر نہیں کیا واسطے بے پرواہ ہونے کے ساتھ اشارے کے طرف اس کے اور وہ قول ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ میری بہن سے نکاح کر لیجیے، واللہ اعلم ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ جَلَّ وَعَزَّ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِيْ أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ﴾ اَلْاٰيَةَ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ گناہ نہیں تم پر کہ پردہ میں کہو پیغام نکاح کا عورتوں کو یا چھپا رکھو اپنے دل میں اللہ کو معلوم ہے غفور حلیم تک۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ شامل ہے یہ آیت چار احکام کو دو مباح ہیں تعریض یعنی کنایت کرنا اور چھپانا اپنے جی میں اور دو منع ہیں نکاح عدت میں اور وعدہ کرنا بیچ اس کے۔

﴿أَوْ أَكْنَنْتُمْ﴾ أَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتَهٗ وَأَضْمَرْتَهٗ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ.

او اکننتم کے معنی ہیں چھپا رکھو تم اپنے دل میں اور ہر چیز کہ نگاہ رکھے تو اس کو سو وہ مکنون ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں عورت کی عدت کے دنوں میں مباح ہیں کچھ حرج نہیں۔

وَقَالَ لِيْ طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ﴾ يَقُوْلُ إِنِّي أُرِيْدُ التَّزْوِيْجَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ تَيَسَّرَ لِيْ إِمْرَأَةٌ صَالِحَةٌ.

کی تفسیر میں فیما عرضتم کہا کہ کہے میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ مجھ کو کوئی نیک عورت میسر ہو۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے واسطے تعریض کے جو مذکور ہے آیت میں کہا زمخشری نے کہ تعریض یہ ہے کہ ذکر کرے متکلم کسی چیز کو کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جس کو ذکر نہیں کیا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ تعریف مجاز کو نہیں نکالتی اور جواب دیا ہے سعد الدین نے کہ اس نے تعریف کا قصد نہیں کیا پھر تحقیق کیا ہے اس نے تعریض کو ساتھ اس کے کہ وہ ذکر کرنا ہے ایک چیز مقصود کا ساتھ لفظ حقیقی یا مجازی یا کنائے کے کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جو کلام میں مذکور نہیں مثل اس کے کہ ذکر کرے کہ میں سلام کو آیا ہوں اور مقصد اس کا تقاضا کرنا ہو اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث موقوف پر اور باب میں حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور وہ فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہ جب تو عدت سے حلال ہو تو مجھ کو خبر کرنا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ اس حکم کے وہ عورت ہے جس کا خاوند مر گیا ہو اور جو عورت کہ طلاق بائن کی عدت میں ہو تو اس میں اختلاف ہے اور اسی طرح جس کا نکاح موقوف ہو اور بہر حال رجعی طلاق والی عورت تو کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے اس کو عدت میں نکاح کی تعریض کرے اور حاصل یہ ہے کہ صریح نکاح کا پیغام سب عدت والی عورتوں کو حرام ہے اور تعریض مباح ہے واسطے پہلی کے حرام ہے پچھلی میں مختلف ہے بائن میں۔ (فتح)

وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُوْلُ إِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيْمَةٌ وَّإِنِّيْ فِيْكِ لَرَاغِبٌ وَّإِنَّ اللّٰهَ لَسَآئِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

اور کہا قاسم نے کہ کہے کہ بے شک تو مجھ پر بزرگ ہے اور البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں اور اللہ ہانکنے والا ہے تیری طرف خیر کو یا مانند اس کے۔

فائدہ: یہ دوسری تفسیر ہے واسطے تعریض کے اور یہ سب مثالیں ہیں اسی واسطے اس کے اخیر میں کہا یا مانند اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اس کے خاوند کی موت میں کہے اور یہ جو مثالوں میں کہا کہ البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اگر عدت میں صریح رغبت کا لفظ بولے تو منع نہیں اور نہیں ہوتا ہے صریح اس کے نکاح کے پیغام میں یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ متعلق رغبت کے جیسے کہے میں تیرے نکاح میں رغبت کرنے والا ہوں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ جو قاسم نے ذکر کیا ہے یہ تعریض کی صورت ہے اور تصریح کی صورتوں میں سے یہ ہے کہ کہے کہ اپنی جان کو مجھ سے آگے نہ بڑھا کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں اور اگر یہ نہ کہے کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں تو یہ تعریض کی صورت ہے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوْحُ يَقُوْلُ إِنَّ لِيْ حَاجَةً وَّأَبْشِرِيْ وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ وَّتَقُوْلُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَّلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِيْ عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا.

یعنی اور کہا عطاء نے کہ تعریض کرے اور صریح نہ کہے یعنی یوں کہے کہ مجھ کو حاجت ہے اور تو ساتھ حمد اللہ کے ہر شخص کو محبوب ہے اور تجھ کو ہر شخص چاہتا ہے اور وہ عورت کہے کہ البتہ میں سنتی ہوں جو تو کہتا ہے اور نہ وعدہ کرے کچھ اور نہ وعدہ کرے اس کا ولی بغیر اس کے علم کے اور اگر عورت اپنی عدت میں کسی شخص سے نکاح کا وعدہ کرے پھر وہ مرد اس کے بعد یعنی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرے تو ان کے درمیان تفریق نہ کی جائے۔

فائدہ: یعنی نکاح کے صحیح ہونے میں کچھ نقصان نہیں آتا اگرچہ گناہ واقع ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ بہتر ہے واسطے تیرے یہ کہ تو اس سے جدا ہو جائے اور اگر عدت میں نکاح کا پیغام صریح کرے لیکن عقد عدت گزرنے کے بعد کرے تو اس میں اختلاف ہے سو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے جدا ہو جائے اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ مرتکب ہوا ہے نہی کو ساتھ تصریح مذکور کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا مہلب نے کہ علت منع کی تصریح سے عدت میں یہ ہے کہ یہ ذریعہ ہے طرف جماع کے عدت میں اور وہ رد کی گئی ہے اس میں مردے کے پانے پر یا مطلق اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ یہ علت صرف عقد کے منع ہونے کی قابلیت رکھتی ہے مجرد تصریح کی نہیں رکھتی مگر یہ کہ کہا جائے کہ تصریح ذریعہ ہے عقد کا اور عقد ذریعہ ہے جماع کا اور اگر عقد عدت میں واقع ہو اور دخول کرے تو اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ ان کے درمیان تفریق کی جائے اور کہا مالک رحمہ اللہ اور لیث اور اوزاعی نے کہ نہیں حلال ہے اس کو نکاح کرنا اس عورت سے اس کے بعد اور باقی لوگوں نے کہا کہ اس کو حلال ہے کہ جب عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کرے جب چاہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا﴾ الزِّنَا.

یعنی اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد سرًّا سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ولا تواعدوھن سرًّا﴾ میں زنا ہے۔

فائدہ: اور قول اس کا سرًّا کہا قتادہ نے اس کی تفسیر میں کہ عدت میں عورت سے عہد و پیمان نہ لے یہ کہ عورت اس کے سوائے کسی اور کو نکاح نہ کرے اور یہ احسن ہے اس شخص کے قول سے جو اس کو زنا کے ساتھ تفسیر کرتا ہے اس واسطے کہ کلام کا ماقبل اور مابعد اس پر دلالت نہیں کرتا اور جائز ہے لغت میں یہ کہ نام رکھا جائے جماع کا سرًّا اور اس واسطے جائز ہے اطلاق اس کا عقد پر اور نہیں شک ہے کہ وعدہ کرنا زیادہ ہے تعریض ماذون فیہ سے اور استدلال کیا گیا

ہے ساتھ آیت کے اس پر کہ تعریض قذف میں نہیں واجب کرتی حد کو اس واسطے کہ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام کرنا حرام ہے اور اس میں تصریح اور تعریض کے ساتھ فرق کیا گیا ہے سو تصریح منع ہے اور تعریض جائز ہے باوجود اس کے کہ مقصود مفہوم ہے دونوں سے پس اسی واسطے فرق کیا جاتا ہے بیچ واجب کرنے حد قذف کے درمیان تصریح اور تعریض کے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ﴾ تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ.

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول حتی یبلغ الکتاب اجلہ سے یہ ہے کہ عدت گزر جائے یعنی نہ قصد کرو نکاح کا یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ.

باب ہے نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا۔

فائدہ: استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جائز ہونا باب کی دونوں حدیثوں سے اس واسطے کہ جن حدیثوں سے اس بات کی تصریح ہے وہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اگرچہ صحیح ہیں اور اس باب میں بہت حدیثیں آ چکی ہیں ان میں زیادہ ترجیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ انصاریوں کی آنکھ میں کچھ چیز ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور مراد چیز سے آنکھ کا چھوٹا ہونا ہے اور مراد مرد سے احتمال ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ ہو اس واسطے کہ ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اس نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ یہ لائق تر ہے کہ الفت ڈالے درمیان تمہارے اور ابو داود نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے سو اگر اس سے ہو سکے کہ نظر کرے اس چیز کی طرف یعنی اس کے اعضاء کے جو اس کو اس کے نکاح کی باعث ہو تو چاہیے کہ کرے اور اس کی سند حسن ہے اور واسطے اس کے شاہد ہے محمد بن سلمہ کی حدیث سے صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح)

۴۷۲۰ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُكِ فِي الْمَنَامِ يَجِيْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ

۴۷۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے کہ میں نے تجھ کو خواب میں دیکھا کہ فرشتہ تجھ کو میرے پاس لاتا ہے ریشمی ٹکڑے میں سو وہ یوں کہتا ہے کہ یہ تیری بیوی ہے سو میں نے تیرے چہرے سے کپڑا کھولا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا

هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ.

ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی یعنی اگر اس خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہوئی تو بے شک نکاح ہوگا اس واسطے کہ پیغمبر ﷺ کی خواب میں کچھ شک اور تردد نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اکشفا ساتھ لفظ مضارع کے ہے اور تعبیر لفظ مضارع کی واسطے حاضر کرنے صورت حال کے ہے کہا ابن منیر نے کہ احتمال ہے کہ دیکھی ہو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعضاء سے وہ چیز جس کا خاطب کو دیکھنا جائز ہے اور ضمیر اکشفہا میں واسطے سرقہ کے ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے محمول کیا ہے اس کو اس پر کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے اور یہ کہ وہ جس طرح جاگتے معصوم ہیں اسی طرح خواب میں بھی معصوم ہیں اور نیز اس نے کہا کہ اس حدیث سے ترجمہ پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں بلکہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت لڑکپن کی عمر میں تھیں سو البتہ ان میں کوئی مستور چیز نہ تھی لیکن لگاؤ طلب کیا جاتا ہے ساتھ اس کے فی الجملہ کہ نکاح سے پہلے عورت کے دیکھنے میں ایک مصلحت ہے جو راجع ہے طرف عقد کے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ واقعہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہو سو اس میں کچھ اشکال نہیں اور اگر پیغمبر ہونے کے بعد ہو تو اس میں تین احتمال ہیں ایک تردد ہے اس میں کہ کیا وہ دنیا اور آخرت دونوں میں آپ کی بیوی ہے یا فقط دنیا میں؟ دوسرا یہ شک ہے اس کا ظاہر مراد نہیں، تیسرا وجہ تردد کی یہ ہے کہ آیا وہ خواب وحی ہے اپنے ظاہر اور حقیقت پر ہے یا خواب وحی ہے کہ اس کے واسطے کوئی تعبیر ہے اور دونوں کام پیغمبروں کے حق میں جائز ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اخیر احتمال معتمد ہے اور اس کے سوائے کوئی احتمال ٹھیک نہیں اور پہلے احتمال کو رد کرتا ہے سیاق حدیث کا اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں کہ ظاہر حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ اچانک وہ صورت تیری تھی مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے پہلے دیکھا ہو اور پہچانا تھا اور واقع یہ ہے کہ وہ پیغمبر ہونے کے بعد پیدا ہوئیں اور تین احتمال کے پہلے احتمال کو رد کرتی ہے حدیث ابن حبان کی کہ وہ تیری بیوی ہے دنیا اور آخرت میں اور دوسرا احتمال بعید ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۷۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۷۳۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں آئی ہوں تاکہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَآءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَّبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَّإِنْ لَّبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی پھر ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھا سو اس نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سو تلاش کر کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھرا سو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا جا اور تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھرا سو کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں پائی لیکن میرا تہہ بند ہے سو آدھا اس کو دیتا ہوں سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے اس تہہ بند کو اگر تو اس کو پہنے گا تو اس پر اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی پھر اٹھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرتے دیکھا تو حضرت ﷺ نے اس کے بلانے کا حکم کیا سو وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلانی فلانی سورت یاد ہے اس نے ان کو گنا فرمایا کہ کیا تو ان کو یاد پڑھ سکتا ہے؟ اس نے کہ ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا جا کہ ہم نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اور شاہد ترجمہ کا اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو پاؤں تک دیکھا اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا جمہور نے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ دیکھے اس عورت کو جس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہو کہا انہوں نے اور اس کی دونوں ہتھیلیوں اور منہ کے سوا اور کسی چیز کو نہ دیکھے اور کہا اوزاعی نے

کہ اس کا جو عضو چاہے دیکھے سوائے شرم گاہ کے اور کہا ابن حزم نے کہ جائز ہے کہ اس کے آگے پیچھے کو دیکھے اور احمد کی اس میں تین روایتیں ہیں پہلی مانند جمہور کے ہے دوسری یہ کہ جو عضو اکثر اوقات کھلا رہتا ہے اس کو دیکھے تیسری یہ ہے کہ اس کو ننگی دیکھے اور نیز جمہور نے کہا کہ جائز ہے کہ اس کو دیکھے جب چاہے اس کی اجازت کے بغیر اور مالک سے ایک روایت ہے کہ اس کی اجازت شرط ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ایک قوم سے کہ نکاح سے پہلے مخطوبہ عورت کو دیکھنا کسی حال میں درست نہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت ابھی بیگانی ہے اور رد کیا ہے اس نے اوپر ان کے ساتھ حدیثوں مذکورہ کے۔ (فتح) اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کا اور یہی قول ہے شافعی کا۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ. باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے۔

فائدہ: استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس حکم کو آیتوں اور حدیثوں سے جن کو اس باب میں بیان کیا ہے اس واسطے کہ جس حدیث میں ترجمہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہ اس کی شرط پر نہیں اور مشہور اس میں حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع ساتھ لفظ اس کے کی روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم اور ابن حبان نے لیکن کہا ترمذی نے اس کے بعد کہ ذکر کیا اختلاف کو کہ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو موصول کیا ہے اسرائیل ہے ابو اسحاق سے اس نے روایت کی ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے اپنے باپ سے اور منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو مرسل روایت کیا ہے شعبہ اور سفیان ہے ابو اسحاق سے اس نے روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے اس میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور جس نے اس کو موصول کیا ہے وہ صحیح تر ہے اس واسطے کہ سنا ہے انہوں نے اس کو مختلف اوقات میں اور شعبہ اور سفیان اگرچہ زیادہ تر حافظ ہیں سب راویوں سے جنہوں نے اس کو ابو اسحاق سے روایت کیا ہے لیکن دونوں نے اس کو ایک وقت میں سنا ہے پھر بیان کیا ابو داؤد طیالسی کے طریق سے اس نے روایت کی شعبہ سے کہا سنا میں سفیان ثوری سے کہ ابو اسحاق سے پوچھتا تھا کہ کیا تو نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہے مگر ساتھ ولی کے؟ اس نے کہا ہاں اور اسرائیل ثابت ہے ابو اسحاق میں پھر بیان کیا مہدی کے طریق سے اور اس نے کہا کہ نہیں فوت ہوا مجھ سے جو فوت ہوا مجھ سے ثوری کی حدیث سے ابو اسحاق سے مگر اس واسطے کہ اعتماد کیا میں نے اسرائیل پر اس واسطے کہ وہ اس کو پورے طور سے بیان کرتا تھا اور روایت کی ہے ابن عدی نے عبدالرحمن بن مہدی سے کہ اسرائیل ابو اسحاق میں اثبت ہے شعبہ اور سفیان سے اور مسند کیا ہے حاکم نے علی بن مدینی اور بخاری اور ذہلی وغیرہم کی حدیث سے کہ انہوں نے اسرائیل کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور جو تامل کرے جو میں نے ذکر کیا تو پہچان لے کہ جنہوں نے اس کے موصول ہونے کو صحیح کہا ہے تو ان کی سند فقط یہی نہیں ہے کہ وہ زیادتی ثقہ کی ہے بلکہ واسطے قرینوں کے جو تقاضا کرتی ہیں واسطے ترجیح روایت اسرائیل کے کہ موصول کیا ہے اس کو

اس کے غیر پر اور اس حدیث کے باقی طریقوں کی طرف آئندہ اشارہ آئے گا ، ان شاء اللہ تعالیٰ علاوہ یہ ہے کہ استدلال کرنا ساتھ لا نکاح کے اوپر منع ہونے نکاح کے بغیر ولی کے منظور فیہ ہے اس واسطے کہ وہ محتاج ہے طرف تقدیر کے سو جو نفی صحت کی مقدر کرتا ہے تو قائم ہوتا ہے واسطے اس کے یہ استدلال اور جو نفی کمال کی مقدر کرتا ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے سو وہ محتاج ہے طرف تائید احتمال اول کے ساتھ ان دلیلوں کے جو باب میں مذکور ہیں اور جو اس کے مابعد ہیں۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِيْهِ الثَّيِّبُ وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ.

یعنی نہیں صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جب طلاق دو تم عورتوں کو سو پہنچ جائیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے سو داخل ہوئی اس میں عورت شوہر دیدہ اور اسی طرح کنواری۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے واسطے عام ہونے لفظ نساء کے اور وجہ حجت پکڑنے کی آیت سے واسطے ترجمہ کے آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَقَالَ ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کر دو مشرکوں کو یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

فائدہ: وجہ حجت پکڑنے کی اس آیت سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا ساتھ نکاح کر دینے کے مردوں کو اور نہیں خطاب کیا ساتھ اس کے عورتوں کو سو گویا کہا کہ نہ نکاح کر دو اے ولیو! مشرکوں کو وہ عورتیں جن کے تم ولی ہو۔

وَقَالَ ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾.

یعنی اور نکاح کر دو اپنی بیوہ عورتوں کو۔

٤٧٣٢ ـ قَالَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِّنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوْ

۴۷۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم پر تھا اس میں سے ایک قسم یہ نکاح ہے جو آج کل لوگ کرتے ہیں ایک مرد دوسرے مرد کو اس کی ولیہ یا بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا سو اس کے مہر کو معین کرتا (اور اس کی تعداد کا نام لیتا) پھر اس سے نکاح کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ دستور تھا کہ کوئی مرد اپنی عورت سے کہتا جب وہ اپنے حیض سے پاک ہوتی کہ فلانے مرد کو بلائے اور اس سے جماع طلب کر یعنی اس کو کہہ کہ تجھ

ابنته فيصدقها ثم ينكحها ونكاح اخر
كان الرجل يقول لامرأته اذا طهرت من
طمثها ارسلي الى فلان فاستبضعي منه
ويعتزلها زوجها ولا يمسها ابدا حتى
يتبين حملها من ذلك الرجل الذي
تستبضع منه فاذا تبين حملها اصابها
زوجها اذا احب وانما يفعل ذلك رغبة
في نجابة الولد فكان هذا النكاح نكاح
الاستبضاع ونكاح اخر يجتمع الرهط
ما دون العشرة فيدخلون على المرأة
كلهم يصيبها فاذا حملت ووضعت ومر
عليها ليال بعد ان تضع حملها ارسلت
اليهم فلم يستطع رجل منهم ان يمتنع
حتى يجتمعوا عندها تقول لهم قد
عرفتم الذي كان من امركم وقد
ولدت فهو ابنك يا فلان تسمي من
احبت باسمه فيلحق به ولدها لا يستطيع
ان يمتنع به الرجل ونكاح الرابع يجتمع
الناس الكثير فيدخلون على المرأة لا
تمتنع ممن جاءها وهن البغايا كن ينصبن
على ابوابهن رايات تكون علما فمن
ارادهن دخل عليهن فاذا حملت
احداهن ووضعت حملها جمعوا لها
ودعوا لهم القافة ثم الحقوا ولدها
بالذي يرون فالتاط به ودعي ابنه لا

سے جماع کرے اور اس کا خاوند اس سے الگ ہو جاتا اور
اس سے کبھی صحبت نہ کرتا یہاں تک کہ ظاہر ہوتا حمل اس کا
اس مرد سے جس سے جماع کرانا چاہتی پھر جب اس کا حمل
ظاہر ہوتا تو اس کا خاوند اس سے صحبت کرتا جب چاہتا اور
سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرتا وہ مرد یہ کام واسطے رغبت کے
اولاد کی شرافت اور نجابت میں یعنی واسطے حاصل کرنے کے
مرد کی منی سے اس واسطے کہ تھے طلب کرتے اس کو اپنے
سرداروں اور رئیسوں سے دلاوری اور سخاوت وغیرہ سے تا
کہ اولاد نجیب اور شریف ہو تو اس نکاح کا نام نکاح استبضاع
تھا تیسری قسم یہ ہے کہ دس سے کم مرد جمع ہوتے پھر ایک
عورت پر داخل ہوتے اور سب اس سے صحبت کرتے سو جب
وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی اور اس پر چند روز گزرتے بچہ جننے
کے بعد تو ان مردوں کو بلا بھیجتی سو کوئی مرد ان میں سے باز
نہ رہ سکتا یہاں تک کہ اس کے پاس جمع ہوتے وہ ان سے
کہتی کہ البتہ تم نے اپنے کام کو پہچانا جو تم نے کیا اور البتہ میں
نے بچہ جنا سو اے فلانے وہ تیرا بیٹا ہے نام لیتی جس کا چاہتی
سو اس عورت کا بیٹا اس مرد کے ساتھ لاحق ہوتا یعنی وہ اسی کا
بیٹا سمجھا جاتا وہ مرد اس سے انکار نہ کر سکتا، چوتھی قسم یہ ہے کہ
بہت لوگ جمع ہو کر ایک عورت پر داخل ہوتے نہ باز رہتی
اس شخص سے جو اس کے پاس آتا اور وہ حرام کار عورتیں تھیں
کہ اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کرتی تھیں یعنی تا کہ
ان کو ہر کوئی پہچانے سو جو ان کا ارادہ کرتا ان پر داخل ہوتا
پھر جب کوئی ان میں سے حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وہ سب
اس کے پاس جمع کیے جاتے اور اپنے واسطے قیافہ شناس کو
بلاتے سو لاحق کرتے اس کے بچے کو جس کے ساتھ اس کی

يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

مشابہت دکھلائی جاتی سو وہ اس کے ساتھ لاحق ہوتا اور اس کا بیٹا بلایا جاتا اس سے ہٹ نہ سکتا پھر جب حضرت ﷺ سچے پیغمبر ہوئے تو جاہلیت کے سب نکاحوں کو ڈھا دیا گیا مگر جو نکاح کہ لوگ آج کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم تھا تو کہا داؤدی نے کہ چند قسمیں نکاح کی باقی رہیں ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر نہیں کیا ایک نکاح خدن ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ولا متخذات اخدان﴾ کہتے تھے کہ جو چھپے یاری لگائے اس کا کچھ ڈر نہیں اور جو ظاہر ہو وہ ملامت ہے دوسرا نکاح متعہ کا وقد تقدم بیانہ تیسرا نکاح بدل ہے اور روایت کی دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نکاح بدل جاہلیت کے زمانے میں تھا ایک مرد دوسرے مرد کو کہتا کہ تو میرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دے اور میں تیرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دیتا ہوں اور کچھ زیادہ دیتا ہوں اور اس کی سند ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں اور پہلا قسم وارد نہیں ہوتا اس واسطے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اُن عورتوں کا بیان کرنا ہے جن کے خاوند تھے یا جس کو خاوند نے اس کی اجازت دی تھی اور احتمال ہے کہ دوسرا قسم بھی وارد نہ ہو اس واسطے کہ ممنوع اس سے ہونا اس کا ہے مقدمہ ساتھ وقت معین کے نہ یہ کہ ولی کا نہ ہونا اس میں شرط ہے اور نہ وارد ہونا تیسرے کا سب سے زیادہ تر ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ جب حیض سے پاک ہوتی تو راز اس میں یہ ہے کہ تا کہ اس کو جلدی سے اس کا نطفہ ٹھہر جائے اور یہ جو کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہے یعنی جب لڑکا ہوتا اور جب لڑکی ہوتی تو کہتی یہ تیری بیٹی ہے لیکن احتمال ہے کہ نہ کرتی ہو یہ کام مگر جب کہ لڑکا ہوتا ہو اس واسطے کہ معلوم ہے کہ وہ بیٹی کو برا جانتے تھے اور بعض بیٹیوں کو مار ڈالتے تھے اور قافہ اس شخص کو کہتے ہیں جو پہچانے مشابہت بچے کی ساتھ والد کے پوشیدہ نشانیوں سے اور یہ جو کہا سب نکاحوں کو ڈھا ڈالا تو داخل ہے اس میں جس کو ذکر کیا اور جس کو نہ ذکر کیا اور یہ جو کہا مگر یہ نکاح جو لوگ آج کل کرتے ہیں یعنی جس کو میں نے اول ذکر کیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے کو نکاح کا پیغام بھیجے اور حجت پکڑی بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اوپر شرط ہونے ولی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو اس حدیث کی راوی ہیں وہ بغیر ولی کے نکاح کو جائز رکھتی ہیں جیسے کہ مالک نے روایت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی یعنی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو نکاح کر دیا اور وہ موجود نہ تھا اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ حدیث میں اس کی تصریح وارد نہیں ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی زبان سے عقد نکاح کروایا تھا البتہ احتمال ہے کہ ان کی وہ بھتیجی شوہر دیدہ ہو اور کفو کی طرف بلایا ہو اور اس کا باپ موجود نہ تھا سو منتقل ہوئی ولایت طرف ولی ابعد کے یا طرف بادشاہ کے اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کروایا ایک مرد کو اپنے بھائی کی اولاد سے سو ان کے درمیان پردہ ڈالا پھر کلام کیا یہاں تک کہ جب عقد کے سوائے کچھ باقی نہ رہا تو انہوں نے ایک

مرد کو حکم کیا اس نے نکاح پڑھا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عورتوں کو نکاح باندھنے کا اختیار نہیں روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے۔ (فتح)

٤٧٢٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ اللَّاتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ﴾ قَالَتْ هٰذَا فِي الْيَتِيْمَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا أَنْ تَكُوْنَ شَرِيْكَتَهُ فِيْ مَالِهِ وَهُوَ أَوْلٰى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَّنْكِحَهَا فَيَعْضُلَهَا لِمَالِهَا وَلَا يُنْكِحَهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَّشْرَكَهُ أَحَدٌ فِيْ مَالِهَا.

۴۷۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں یتیم لڑکیوں کے حق میں کہ نہیں دیتے تم ان کو جو ان کے واسطے لکھا گیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ تم ان کے نکاح کرو، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہ آیت یتیم لڑکی کے حق میں ہے جو کسی مرد یعنی ولی کی گود میں ہو شاید وہ اس کو اس کے مال میں شریک ہوتی ہو اور وہ قریب تر ہے طرف اس کے یعنی اور ولیوں سے بیچ نکاح کرنے اس کے ساتھ اپنے سومنہ پھیرتا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرے سو روکتا ہے اس کو اس کے مال کے سبب سے اور اس کو غیر کے نکاح میں نہیں دیتا واسطے برا جانتے ہوئے اس بات کو کہ کوئی اس کو اس کے مال میں شریک ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٤٧٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنَ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ فَقَالَ بَدَا لِيْ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ

۴۷۲۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی خنیس سے بیوہ ہوئیں اور وہ ان اصحاب میں سے تھا جو جنگ بدر میں موجود تھے مدینے میں فوت ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس پر عرض کیا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں؟ اس نے کہا کہ میں اپنے کام میں سوچوں گا، سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ کو ملا سو اس نے کہا مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں۔

إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ.

فائدہ: دلالت کی اس حدیث نے اعتبار کرنا ولی کا فی الجملہ اور اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٧٢٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ ﴿ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ ﴾ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْهِ قَالَ زَوَّجْتُ أُخْتًا لِّيْ مِنْ رَّجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتّٰى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَآءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهٗ زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَا تَعُوْدُ إِلَيْكَ أَبَدًا وَّكَانَ رَجُلًا لَّا بَأْسَ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيْدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ ﴾ فَقُلْتُ الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

٤٧٣٥۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری کہا کہ میں نے اپنی بہن ایک مرد کو نکاح کر دی اور اس نے اس کو طلاق دی یہاں تک کہ جب اس کی عدت گزر چکی تو آیا اس کے نکاح کا پیغام کرتا یعنی اس کے ولی سے کہ وہ میں تھا تو میں نے کہا میں نے تجھ کو اپنی بہن نکاح کر دی اور میں نے اس کو تیرا بچھونا ٹھہرایا اور میں نے تجھ کو اکرام کیا سو تو نے اس کو طلاق دی پھر تو اس کے نکاح کے پیغام کو آیا قسم ہے اللہ کی وہ تیری طرف کبھی نہیں پھرے گی یعنی میں تجھ کو کبھی نکاح نہیں کروں گا اور وہ کھرا آدمی تھا یا نیک آدمی تھا اور وہ عورت بھی چاہتی تھی کہ اس کی طرف پلٹ جائے یعنی مرد کو اس کی حاجت تھی اور عورت کو اس کی حاجت تھی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ان کو نہ روکو سو میں نے کہا کہ میں اب کرتا ہوں یا حضرت! سو اسی سے اس کا نکاح کر دیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ کو معقل رضی اللہ عنہ نے تو یہ صریح ہے اس حدیث کے مرفوع اور موصول ہونے میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو یہ صریح ہے کہ یہ آیت اس قصے میں اتری اور نہیں منع کرتا اس کو یہ کہ ظاہر خطاب کا سیاق سے خاوندوں کے واسطے ہو جس جگہ واقع ہوا ہے اس میں کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو لیکن قول اللہ تعالیٰ کا باقی آیت میں ان ینکحن ازواجھن ظاہر ہے اس میں کہ عضل ولیوں کے ساتھ متعلق ہے اور پہلے گزر چکی ہے تفسیر عضل کی جو متعلق ہے ساتھ ولیوں کے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا﴾ الآیۃ اور یہ جو کہا کہ پھر اس نے اس کو نکاح کر دیا یعنی پلٹ دیا اس کو طرف اس کی ساتھ عقد جدید کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور یہ قول اکثر مفسرین کا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ

اس سے بھی اسی طرح واقع ہوا تھا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے ولی میں سو کہا جمہور نے اور انہیں میں سے ہیں مالک اور لیث اور ثوری اور شافعی وغیرہ کہ ولی نکاح میں عصبہ ہیں یعنی باپ بیٹا بھائی چچا وغیرھم اور نہیں واسطے ماموں کے اور نہ واسطے نانے کے اور نہ واسطے بھائیوں کے جو ماں کی طرف سے ہوں اور نہ واسطے ان کے جو ان کے مانند ہوں ولایت اور حنفیوں کا یہ قول ہے کہ یہ بھی ولیوں میں سے ہیں اور حجت پکڑی ہے ابہری نے ساتھ اس طور کے کہ جو ولا یعنی آزادی کے حق کے وارث ہوتے ہیں وہ عصبہ ہیں سوائے ذوی الاحلام کے پس اسی طرح عقد نکاح اور اختلاف ہے اس میں کہ جب باپ مر جائے اور ایک مرد کو اپنی اولاد پر وصیت کر جائے تو کیا ہوتا ہے افضل ولی قریب عقد نکاح میں یا مثل اس کی یا نہیں ولایت اس کی سو ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ربیعہ نے کہا کہ وصی اولی ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ شرط ہونے ولی کے نکاح میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا شرط ہے اور کہا انہوں نے کہ عورت اپنے آپ کا بالکل نکاح نہ کرے یعنی عورت کو جائز نہیں کہ خود اپنا نکاح کسی مرد سے کر دے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ احادیث مذکورہ کے اور ان میں قوی تر یہ سبب ہے جو مذکور ہے بیچ نازل ہونے آیت مذکورہ کے اور یہ صریح تر دلیل ہے اوپر معتبر ہونے ولی کے نہیں تو اس کے روکنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے اور اس واسطے کہ اگر عورت کو خود اپنا نکاح کرنا جائز ہوتا تو اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جس کو خود اپنا اختیار ہو تو اس کے حق میں یہ نہیں کہا جاتا کہ اس کے غیر نے اس کو منع کیا اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ اصحاب میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں پہچانا جاتا اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر شریف نہ ہو تو اپنے آپ کا نکاح کر دے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا بالکل شرط نہیں اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ خود آپ اپنا نکاح کر لے بغیر ولی کے اگرچہ ولی کی اجازت نہ ہو جب کہ کفو میں نکاح کرے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قیاس کرنے کے بیع پر کہ عورت اس کو مستقل کر سکتی ہے اور جو حدیثیں کہ ولی کے شرط ہونے میں وارد ہوئی ہیں انہوں نے ان کو چھوٹی لڑکی کے حق میں محمول کیا ہے اور خاص کیا ہے اس نے ساتھ قیاس کے ان حدیثوں کے عموم کو اور یہ عمل جائز ہے اصول میں اور وہ جائز ہونا تخصیص عموم کا ہے ساتھ قیاس کے لیکن معقل رضی اللہ عنہ کی حدیث نے جو مذکور ہوئی اس قیاس کو اٹھا دیا ہے اور دلالت کرتی ہے اوپر شرط ہونے ولی کے نکاح میں سوائے غیر اس کے کی تاکہ دفع کرے اپنی ولایت والی عورت سے عار کو ساتھ اختیار کرنے کفو کے اور جدا ہوئے ہیں بعض ان کے اس ایراد سے ساتھ اس کے کہ انہوں نے ولی کے شرط ہونے کو مان لیا ہے لیکن یہ اس کو مانع نہیں کہ وہ خود اپنا نکاح کر لے اور موقوف ہے یہ ولی کی اجازت پر جیسا کہ انہوں نے بیع میں کہا اور یہ مذہب اوزاعی کا ہے اور معقل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ جب ولی روکے تو نہ نکاح کرے اس کا بادشاہ مگر اس کے بعد کہ حکم کرے اس کو ساتھ رجوع کے روکنے سے سو اگر وہ اس بات کو قبول کرے تو فبہا نہیں تو حاکم اس کو کسی سے نکاح کر دے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبَ. جب خود ولی نکاح کا پیغام کرنے والا ہو۔

فائدہ: یعنی نکاح میں جو ولی ہو تو کیا خود اپنا آپ نکاح کر لے یا اور ولی کی حاجت ہے جو اس کا نکاح اس سے کر دے کہا ابن منیر نے کہ ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ وہ چیز جو دلالت کرتی ہے جواز اور منع دونوں پر تا کہ سپرد کرے اس میں امر کو طرف مجتہد کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید لیا ہے اس نے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا لیکن بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری سے ظاہر ہوتا ہے کہ جواز کا قائل ہے کہ اس کو خود اپنی ولی سے اپنا نکاح کر لینا جائز ہے اور کسی ولی کی حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ آثار جن میں حکم ولی کا ہے اپنے غیر کو کہ وہ اس کو نکاح کر دے نہیں ہے اس میں تصریح اس کی کہ اس کو خود اپنا نکاح کرنا منع ہے اور البتہ وارد کیا ہے اس نے ترجمہ اثر عطاء کا جو دلالت کرتا ہے اوپر جواز کے اگرچہ اولیٰ اس کے نزدیک یہ ہے کہ متولی ہو کسی طرف کا عقد کے دونوں طرف سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ اس کے سو کہا اوزاعی اور ربیعہ اور ثوری اور مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے اکثر اصحاب اور لیث نے کہ جائز ہے ولی کو کہ اپنی ولیہ سے خود اپنا نکاح کر لے اور موافقت کی ہے ابو ثور نے اور مالک سے ہے کہ اگر شوہر دیدہ عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا جس سے مناسب دیکھے اور وہ خود آپ اس سے نکاح کر لے یا کسی سے تو اور اس عورت پر لازم ہو جاتا ہے اگرچہ نہ پہچانتی ہو ہو بہو خاوند کو اور کہا شافعی نے کہ نکاح کر دے اس کو بادشاہ یا کوئی اور ولی مثل اس کے یا کم تر اس سے اور موافقت کی اس کی زفر نے اور ان کی حجت یہ ہے کہ ولایت شرط ہے عقد میں سو نہ ہوگا ناکح اپنا نکاح کرنے والا جس طرح نہیں بیچتا اپنے نفس سے۔ (فتح)

وَخَطَبَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَأَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهُ. اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جس سے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے قریب تھا سو اس نے ایک مرد کو حکم دیا سو اس نے اس کا نکاح باندھا۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے شعبی کے طریق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چچیری بہن سے نکاح کا ارادہ کیا سو اس نے عبداللہ بن ابی عقیل کو بلا بھیجا اور کہا کہ اس کا نکاح مجھ سے کر دے اس نے کہا میں یہ نہیں کرنے والا تو شہر کا سردار ہے اور اس کا چچیرا بھائی ہے پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عثمان بن ابی العاص کو بلا بھیجا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور یہ عثمان اس کو پردادا میں ملتا ہے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ بہ نسبت اس کی اس عورت سے قریب تر تھا سو ظاہر ہوئی مراد ساتھ قول اس کے اولی الناس بھا۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِأُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ قَارِظٍ أَتَجْعَلِيْنَ أَمْرَكِ إِلَيَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكِ. یعنی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ام حکیم قارظ کی بیٹی سے کہا کہ کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

نے تجھ سے نکاح کیا۔

فائدہ: روایت ہے کہ ام حکیم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو لوگوں نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے سو تو میرا نکاح جس سے چاہے کر دے تو اس نے کہا کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا سو اس کا نکاح جائز رہا۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ لِيُشْهِدْ أَنِّي قَدْ نَكَحْتُكِ أَوْ لِيَأْمُرْ رَجُلًا مِنْ عَشِيْرَتِهَا.

اور کہا عطاء نے چاہیے کہ گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا یا کسی مرد کو عورت کی برادری سے حکم کرے کہ وہ اس کا نکاح اس سے کر دے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت کو اس کے چچیرے بھائی نے نکاح کا پیغام بھیجا اس کے سوائے اس عورت کا کوئی مرد نہیں عطاء نے کہا کہ چاہیے کہ گواہی کرے کہ فلانے یعنی اس کے چچیرے بھائی نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور وہ مرد کہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس سے نکاح کیا یا عورت کے رشتہ داروں سے کسی مرد کو حکم کرے جو اس کو نکاح کر دے۔ (فتح)

وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا.

اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں آپ کو اپنی جان بخشتی ہوں تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے واہبہ کی حدیث کا جو پہلے گزری۔

٤٧٣٦ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ قَوْلِهِ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِيْ مَالِهِ فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُّزَوِّجَهَا غَيْرَهُ فَيَدْخُلَ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهِ فَيَحْبِسُهَا فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ.

۴۷۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے بارے میں تو کہہ کہ اللہ اجازت دیتا ہے تم کو آخر آیت تک، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے جو ایک مرد کی گود میں ہو اس کے مال میں اس کی شریک ہو سو نہیں چاہتا کہ اس سے نکاح کرے اور برا جانتا ہے کہ اس کو غیر کے نکاح میں دے سو وہ اس کے مال میں دخل کرے سو اس کو روک رکھتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اس سے ان کو منع کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ قول اس کا سونہیں چاہتا کہ اس سے نکاح عام تر ہے اس سے کہ خود آپ اپنا نکاح کرے یا کسی غیر کو حکم کرے وہ اس کو نکاح کر دے اور حجت پکڑی ہے محمد بن حسن نے ساتھ اس کے جواز پر اس واسطے کہ جب عتاب کیا اللہ نے ولیوں کو اس عورت کے نکاح کرنے پر جو مالدار اور خوبصورت ہو بغیر پورا دینے اس کے مہر کے اور عتاب کیا ان کو اوپر ترک کرنے نکاح اس عورت کے جو کم مال دار اور کم خوبصورت ہو تو اس نے دلالت کی اس پر کہ جائز ہے ولی کو نکاح کرنا اس سے بغیر واسطہ اور مرد کے اس واسطے کہ نہیں عتاب کیا جاتا کوئی اوپر ترک کرنے اس چیز کے جو اس پر حرام ہے اور دلالت کی اس نے کہ وہ اس سے نکاح کرے اگرچہ چھوٹی ہو اس واسطے کہ خاوند نے حکم کیا ہے کہ اس کو پورا مہر دے اور اگر بالغ ہوتی تو البتہ نہ منع کرتا اس کو یہ کہ نکاح کرے اس سے ساتھ اس چیز کے جس پر دونوں راضی ہوں سو معلوم ہوا کہ مراد وہ عورت ہے جس کو اپنی جان کا اختیار نہیں اور البتہ جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مراد بیوقوف عورت ہو سو نہیں ہے واسطے رضامندی اس کی کے مہر کے بغیر مانند کنواری کے۔ (فتح)

۴۷۲۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسًا فَجَآءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَّضَ فِيْهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ زَوِّجْنِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِيْ هٰذِهٖ فَأُعْطِيْهَا النِّصْفَ وَاٰخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

۴۷۲۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اس نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا سو اس کو نہ چاہا تو ایک مرد نے آپ کے اصحاب میں سے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں؟ اس نے کہا اور لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں لیکن میں اپنی چادر کو پھاڑ ڈالتا ہوں سو آدھی اس کو دیتا ہوں اور آدھی آپ رکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کہ جا ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن کے یاد کروانے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: وجہ دلالت کی اس سے بھی اطلاق ہے لیکن جو اس کو منع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے گنا جاتا ہے کہ خود آپ اپنا نکاح آپ کر لیں اور نکاح کریں بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے اور بغیر

اجازت مانگنے کے اور ساتھ لفظ ہبہ کے کما یاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ.

نکاح کر دینا مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کو واسطے دلیل اس آیت کے اور جن کو حیض نہیں آیا (تو عدت تین مہینے ہیں) سو ٹھہرائی اللہ تعالیٰ نے عدت اس کی تین مہینے بالغ ہونے سے پہلے۔

فائدہ: یعنی سو اس نے دلالت کی کہ بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے اور یہ استنباط خوب ہے لیکن نہیں ہے آیت میں تخصیص اس کی ساتھ والد کے اور نہ ساتھ کنواری کے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اصل شرم گاہوں میں حرام ہونا ہے مگر جس کے حلال ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وارد ہو چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح حضرت ﷺ سے کر دیا اور وہ بالغ نہیں تھیں سو باقی رہا اپنے اصل پر جو اس کے سوائے ہے اور واسطے اسی راز کے وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو کہا مہلب نے اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ نکاح کر دے اپنی چھوٹی بیٹی کنواری کو اگرچہ ویسی سے جماع نہ کیا جاتا ہو مگر یہ کہ طحاوی نے ابن شبرمہ سے نقل کیا ہے کہ جس سے جماع نہ کیا جاتا ہو اس کو نکاح کر دینا منع ہے اور حکایت کی ہے ابن حزم نے ابن شبرمہ سے مطلق کہ نہیں جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی چھوٹی بیٹی کو نکاح کر دے یہاں تک کہ بالغ ہو اور اجازت دے اور گمان کیا ہے اس نے کہ حضرت ﷺ نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ برس کی عمر میں نکاح کیا تو یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور مقابل اس کے ہے قول حسن اور نخعی کا کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی بیٹی کو جبرا نکاح کر دے برابر ہے کہ چھوٹی ہو یا بڑی کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ (فتح)

٤٧٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

۴۷۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور حضرت ﷺ کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نو برس کی تھیں اور حضرت ﷺ کے پاس نو برس رہیں یعنی پھر حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ.

باب ہے اس بیان میں کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح امام سے کر دے۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ولی خاص مقدم ہے ولی عام پر اور اس میں مالکیوں کا اختلاف ہے۔

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ.

کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا سو میں نے اس کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔

٤٧٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَ هِشَامٌ وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ.

۴۷۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نو برس کی لڑکی تھیں، کہا ہشام نے مجھ کو خبر پہنچی کو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ باپ اولیٰ ہے بیچ نکاح کر دینے اپنی بیٹی کے امام سے اور یہ کہ بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور یہ کہ ولی کا ہونا نکاح کی شرط میں سے ہے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے دونوں حدیثوں میں دلالت اوپر شرط ہونے کسی چیز کے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں واقع ہوتا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو اس کے سوا ہے وہ منع ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اور دلیلوں سے لیا جاتا ہے اور کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ منع ہے نکاح کر دینا کنواری کو یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے تو یہ خاص ہے ساتھ بالغ کے یہاں تک کہ متصور ہو اس سے اجازت اور لیکن چھوٹی لڑکی سو اس کے واسطے تو کوئی اجازت ہی نہیں ہے، کما سیاتی تقریرہ ان شاء اللّٰہ تعالٰی۔

بَابُ السُّلْطَانُ وَلِيٌّ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

بادشاہ ولی ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن پڑھانے کے بدلے پر جو تجھ یاد ہے۔

٤٧٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ

۴۷۴۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو وہ بہت دیر تک کھڑی رہی تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں سوائے

مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِيْ إِلَّا إِزَارِيْ فَقَالَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

میرے اس تہہ بند کے حضرت مُلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ اگر تو تہہ بند اس کو دے گا تو تیرے پاس کچھ نہ رہے گا سو تو کچھ چیز تلاش کر، اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں پاتا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو اس نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہ پائی تو حضرت مُلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ قرآن ہے؟ اس نے کہا ہاں! فلانی فلانی سورت واسطے چند سورتوں کے کہ ان کا نام لیا حضرت مُلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں صریح آچکا ہے کہ بادشاہ ولی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو عورت نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے، الحدیث اور اس میں ہے کہ بادشاہ ولی ہے اس کا جس کا کوئی ولی نہیں روایت کیا ہے ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے اور کہا کہ حسن ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابو عوانہ اور ابن حبان اور ابن خزیمہ وغیرہ نے لیکن چونکہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں تو اس کو واہبہ کے قصے سے استنباط کیا۔ (فتح)

بَابُ لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا.

نہ نکاح کر دے باپ وغیرہ کنواری کو اور شوہر دیدہ کو مگر اس کی رضامندی سے۔

فائدہ: اس ترجمہ میں چار صورتیں ہیں ایک نکاح کر دینا باپ کا اپنی کنواری بیٹی کو دوسری نکاح کر دینا باپ کا شوہر دیدہ کو تیسری نکاح کر دینا غیر باپ کا شوہر دیدہ کو چوتھی نکاح کر دینا غیر باپ کا کنواری کو اور جب چھوٹی اور بڑی کو اعتبار کیا جائے تو صورتیں زیادہ ہو جائیں گی پس شوہر دیدہ بالغ کو نہ باپ نکاح کر دے اور نہ غیر اس کا مگر اس کی رضامندی سے اتفاقا مگر جس نے اجماع کا خلاف کیا کما تقدم اور کنواری چھوٹی کو اس کا باپ نکاح کر دے اتفاقا مگر جو اجماع کے مخالف ہے اور جو شوہر دیدہ کہ بالغ نہ ہو اس میں اختلاف ہے مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا باپ اس کو نکاح کر دے جیسے کنواری کو نکاح کر دیتا ہے اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کو نکاح نہ کر دے جب کہ دور ہوئی ہو بکارت ساتھ وطی کے نہ ساتھ غیر اس کے اور علت ان کے نزدیک یہ ہے کہ دور ہونا بکارت کا دور کرتا ہے شرم کو جو کنواری میں ہے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اس کا باپ نکاح کر دے اور اسی طرح اس کے اور ولی بھی اور اختلاف ہے اس کے امر طلب کرنے میں اور حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے باپ کو جبر کرنا اوپر اس کے جب وہ انکار کرے اور حکایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اکثر اہل علم سے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ دادا کا بھی یہی حکم ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی نے کہ اگر شوہر دیدہ ہو اور چھوٹی ہو تو اس کو

ہر ولی نکاح کر دے اور جب بالغ ہو تو ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے اختیار یعنی خواہ نکاح رکھے خواہ فسخ کر دے اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ جب نو برس سے آگے بڑھے تو جائز ہے واسطے ولیوں کے جو باپ کے سوائے ہوں نکاح اس کا اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ جو باپ کا وصی ہو وہ بھی ساتھ اس کے ملحق ہے سوائے باقی ولیوں کے اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنا قائم مقام کیا ہے پھر ترجمہ معقود ہے واسطے شرط ہونے رضا مندی عورت کے برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اور خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اور اسی کو تقاضا کرتا ہے ظاہر حدیث کا لیکن چھوٹی مستثنیٰ ہے باعتبار معنی کے اس واسطے کہ اس کے واسطے کوئی عبارت نہیں۔

٤٧٤١ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِىْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ.

۴۷۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جائے بیوہ عورت کا مگر یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور نہ نکاح کیا جائے کنواری عورت کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے، اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کنواری کی اجازت کس طرح ہو؟ یعنی وہ شرم سے نہیں بتلاتی فرمایا کہ اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔

فائدہ: استئمار کے معنی ہیں طلب کرنا امر کا سو معنی یہ ہیں کہ نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور لیا جاتا ہے اس کے قول تستامر سے کہ نہ عقد کرے مگر اس کے بعد کہ وہ اس کا حکم دے اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر نہ شرط ہونے ولی کے اس کے حق میں بلکہ اس میں اشعار ہے ساتھ شرط ہونے اس کے کی اور یہ جو کہا کہ نہ نکاح کیا جائے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے تو اسی طرح واقع ہوا ہے تفرقہ درمیان شوہر دیدہ اور کنواری کے شوہر دیدہ کے واسطے امر طلب کرنے کا لفظ بولا گیا اور کنواری کے واسطے اجازت لینے کا لفظ بولا گیا سو لیا جاتا ہے اس سے فرق درمیان دونوں کے اس جہت سے کہ استئمار دلالت کرتا ہے اوپر تاکید مشورے کے اور ٹھہرانے اختیار کے طرف امر طلب کی گئی عورت کے اسی واسطے ولی محتاج ہے طرف صریح اجازت اس کی کے عقد میں اور جب صریح منع کرے تو نکاح کرنا بالاتفاق منع ہے اور کنواری اس کے برخلاف ہے اور اجازت دائر ہے درمیان قول اور سکوت کے یعنی دونوں کو شامل ہے برخلاف امر کے کہ وہ صریح ہے قول میں کہ صریح زبان سے کہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا چپ رہنا اجازت بیچ حق کنواری کے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے۔ (فتح)

٤٧٤٢ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ

۴۷۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! کنواری شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے

أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلٰى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِيْ قَالَ رِضَاهَا صَمْتُهَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا اس کا چپ رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ جاریہ کے مسلم کی روایت میں کنواری ہے سوائے شوہر دیدہ کے کہا ابن منذر نے کہ مستحب ہے کنواری کو معلوم کروانا یہ کہ اس کا چپ رہنا اجازت ہے لیکن اگر وہ عورت نکاح کے بعد کہے کہ میں نے نہیں جانا کہ میرا چپ رہنا اجازت ہے تو نہیں باطل ہوتا اس کے ساتھ نکاح نزدیک جمہور کے اور بعض مالکیوں نے کہا کہ باطل ہے اور کہا ابن شعبان نے مالکیوں میں سے کہ یہ اس کو تین بار کہا جائے کہ اگر تو راضی ہے تو چپ رہ اور اگر تو ناراض ہے تو بول اور بعض نے کہا کہ اس کے پاس بہت دیر تک ٹھہرا جائے تا کہ نہ شرمسار ہو سو نہ منع کرے اس کو یہ جلد جواب دینے سے اور اختلاف ہے جب کہ نہ کلام کرے بلکہ ظاہر ہو اس سے قرینہ غصے کا یا رضا کا ساتھ ہنسنے کے مثلاً یا رونے کے سو مالکیوں کے نزدیک اگر بھڑکے یا روئے یا اٹھ کھڑی ہو یا ظاہر ہو اس سے جو دلالت کرے کراہت پر تو نہ نکاح کیا جائے اور شافعیوں کے نزدیک ان میں سے کسی چیز کو منع میں اثر نہیں مگر یہ کہ متصل ہو ساتھ رونے کے چلانا اور مانند اس کے اور فرق کیا ہے بعض نے درمیان رونے آنسو کے سو اگر آنسو گرم ہوں تو یہ منع کی دلیل ہے اور اگر ٹھنڈے ہوں تو یہ رضا مندی کی دلیل ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ کنواری عورت جس کی اجازت لینے کا حکم ہوا ہے مراد اس سے بالغ ہے اس واسطے کہ جو نہ جانتی ہو کہ اجازت کیا چیز ہے اس سے اجازت لینے کے کیا معنی اور اسی طرح جس کا چپ رہنا اور ناراض ہونا برابر ہو اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے مالک رحمہ اللہ سے کہ چپ رہنا کنواری یتیم کا پہلے اجازت اور تفویض اس کی کے اس کی رضا مندی نہیں برخلاف اس کے کہ ہو بعد تفویض اس کی کے طرف ولی اپنے کے اور خاص کیا ہے بعض شافعیوں نے اکتفا کو ساتھ چپ رہنے بکر بالغہ کے بہ نسبت باپ اور دادے کے سوائے غیر ان کے کی اس واسطے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے ان دونوں سے زیادہ شرماتی ہے اور صحیح قول جس پر جمہور ہیں استعمال کرنا حدیث کا ہے سب کنواریوں میں بہ نسبت سب ولیوں کے اور اختلاف باپ میں کہ نکاح کر دے کنواری بالغ کو بغیر اجازت اس کی کے سو کہا اوزاعی اور ثوری اور حنفیہ نے اور ابو ثور نے اور جو ان کے موافق ہیں کہ شرط ہے اجازت لینا اس کا سو اگر اجازت لینے کے بغیر اس کا نکاح کر دے تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اور لوگوں نے کہا کہ جائز ہے واسطے باپ کے کہ اس کو نکاح کر دے بغیر اجازت کے اگرچہ بالغ ہو اور یہ قول ابن ابی لیلیٰ اور مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا ہے اور ان کی حجت باب کی حدیث کا مفہوم ہے اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ شوہر دیدہ کو لائق تر ساتھ نفس اپنے کے اپنے ولی سے سو اس نے دلالت کی کہ کنواری کا ولی زیادہ حق دار ہے ساتھ اس کے اس سے اور یہ جو کہا کہ امر طلب کیا جائے اس سے تو داخل ہوتا ہے اس میں باپ

اور غیر اس کا پس نہیں تعارض درمیان روایتوں کے اور باقی رہے گی نظر اس میں کہ امر طلب کرنا کیا وہ شرط ہے بیچ صحیح ہونے عقد کے یا مستحب ہے بطور دل خوش کرنے کے دونوں امروں کا احتمال ہے اور زیادہ بحث آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چھوٹی لڑکی شوہر دیدہ ہو تو نہیں جائز جبر کرنا اوپر اس کے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ وہ زیادہ حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور اس پر کہ جس عورت کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو اگرچہ زنا سے کسی کو جبر کرنا اس پر نہیں پہنچتا نہ اس کے باپ کو اور نہ اس کے غیر کو واسطے عام ہونے حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ بیوہ زیادہ تر حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ وہ مانند بکر کے ہے اور اس کے دونوں ساتھی اس کے مخالف ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے کہ علت کفایت کرنے کی ساتھ چپ رہنے کنواری کے شرم ہے اور وہ باقی ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ مسئلہ مفروض ہے اس عورت کے حق میں جس کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو نہ اس کے حق میں جس کا پیشہ اور عادت زنا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث نے نص کی ہے اس پر کہ حیا متعلق ہوتا ہے ساتھ کنواری کے اور مقابلہ کیا ہے اس کا ساتھ شوہر دیدہ کے سو دلالت کی اس نے کہ حکم اس کا مختلف ہے اور یہ بیوہ ہے شرع میں بھی اور باعتبار لغت کے بھی اس واسطے کہ اگر وصیت کرے ساتھ آرزو ہونے ہر شوہر دیدہ کے جو اس کے ملک میں ہے تو داخل ہوتی ہے یہ اجماعاً اور بہر حال باقی رہنا اس کے حیا کا مانند بکر کے سو ممنوع ہے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے ذکر وقوع گناہ کے سے اس سے اور بہر حال ثابت ہونا حیا کا اصل نکاح سے سو نہیں اس میں مانند کنواری کے جس نے اس کو کبھی تجربہ نہیں کیا، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے واسطے بیوہ کے کہ نکاح کرے بغیر ولی کے لیکن خود اپنی زبان کے ساتھ نکاح نہ کرے بلکہ اپنے نکاح کا کسی مرد کو اختیار دے وہ اس کو نکاح کر دے حکایت کیا ہے اس کو ابن حزم رحمہ اللہ نے داؤد سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ جو عورت کہ نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، کما تقدم اور وہ بیان کرتی ہے کہ حضرت ﷺ کے اس قول کے معنی احق بنفسها من ولیها یہ ہیں کہ نہیں جاری ہوتا عورت پر حکم مرد کا اس کی اجازت کے بغیر اور نہ جبر کرے اور جب عورت نکاح کا ارادہ کرے تو نہیں جائز اس کو نکاح مگر اپنے ولی کی اجازت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب کنواری کھل کھلا منع کرے تو نہیں جائز ہے نکاح اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اور اگر صریحاً راضی ہو جائے تو بطریق اولیٰ جاری ہوتا ہے اور بعض اہل ظاہر نے کہا کہ جائز نہیں ہوتا واسطے ٹھہر جانے کے اس قول پر اور اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور وہ اس نکاح سے

فَنِكَاحُهُ مَرْدُوْدٌ. ناخوش ہوتو اس کا نکاح مردود ہے۔

فائدہ: اس طرح مطلق بولا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے سو شامل ہوگا کنواری اور بیوہ کو لیکن باب کی حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ بیوہ عورت کے سو شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ میں عنقریب اس کو بیان کروں گا اور جب عورت بیوہ ہو اور اس کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کیا جائے تو اس نکاح کے مردود ہونے پر اجماع ہے مگر جو منقول ہے حسن سے کہ اس نے کہا کہ جائز ہے باپ کو جبر کرنا شوہر دیدہ عورت پر اگرچہ وہ ناخوش ہو کما تقدم اور جو نخعی سے منقول ہے کہ اگر اس کے عیال میں ہو تو جائز ہے نہیں تو مردود ہے اور جب واقع ہو عقد اس کی رضامندی کے بغیر سو کہا حنفیوں نے کہ اگر عورت جائز رکھے تو جائز ہے اور مالکیوں سے ہے کہ جب عنقریب ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور باقی لوگوں نے اس کو مطلق مردود کہا ہے۔ (فتح)

٤٧٤٢ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

۴۷۴۳۔ حضرت خنساء خذام کی بیٹی سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے اس کو ناخوش جانا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح رد کر دیا۔

فائدہ: عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ خذام نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک مرد سے کر دیا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر جبر نہ کرو سو اس نے اس کے بعد ابولبابہ سے نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی اور روایت کی ہے طبرانی نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اس قصے کے اور اس میں ہے کہ اس کو اس کے خاوند سے کھینچا اور وہ بیوہ تھی سو اس نے اس کے بعد ابولبابہ سے نکاح کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا پہلا خاوند جنگ احد میں شہید ہوا پھر اس کے باپ نے اس کا نکاح ایک مرد سے کر دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح جائز نہ رکھا اور یہ سب حدیثیں ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور سب دلالت کرتی ہیں اس پر کہ وہ عورت بیوہ تھی اور نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ کنواری تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور اسی طرح روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لیکن اس حدیث میں ضعف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اگر ثابت ہو حدیث بکر میں تو حمل کی جائے گی اس پر کہ اس کا نکاح غیر کفو میں ہوا تھا، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں اور یہی جواب ہے معتمد اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں تعمیم ثابت نہیں ہوگی۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَجُلًا يُدْعٰى خِذَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَّهُ نَحْوَهُ.

عبدالرحمٰن اور مجمع سے روایت ہے کہ ایک مرد نے جس کو خذام کہا جاتا تھا اپنی بیٹی کو نکاح کر دیا مانند اس کے۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الْيَتِيْمَةِ لِقَوْلِهِ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا﴾.

باب ہے یتیم لڑکی کے نکاح کر دینے کے بیان میں واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم عورتوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے۔

وَإِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَمَكُثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِيَ كَذَا وَكَذَا أَوْ لَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب ولی سے کہا کہ مجھ کو فلانی عورت نکاح کر دے اور وہ ایک گھڑی دیر کرے یا کہے کیا ہے تیرے پاس وہ کہے میرے پاس ایسی ایسی چیز ہے پھر دونوں دیر کریں پھر ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا تو وہ جائز ہے اس حکم میں سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی حدیث واہبہ کی جو کئی بار گزر چکی ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی اور مراد اس کی اس سے یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان فرق کرنا جب ایک مجلس میں ہوں تو ضرر نہیں کرتا لیکن اس حدیث سے اس پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ اس نے ایجاب کے پیچھے قبول کیا ہو۔ (فتح)

٤٧٤٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ لَهَا يَا أُمَّتَاهُ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ

۴۷۴۴۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یعنی اس آیت کی تفسیر سے کہ اگر انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں ماملکت ایمانکم تک عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میری بہن کے بیٹے! مراد اس آیت سے یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی گود میں ہو سو اس کے مال اور اس کی خوبصورتی میں رغبت کرتا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو مہر مثل سے کم دے سو منع کیا گئے ان کے نکاح سے مگر یہ

تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَّجَمَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبًا عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَّنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ.

کہ انصاف کریں واسطے ان کے مہر پورا دینے میں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح ان عورتوں کے جو ان کے سوائے ہیں پس لوگ اس سے بالکل ہٹ گئے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اس کے بعد لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں ترغبون تک سو اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے اس آیت میں یہ حکم اتارا کہ جب یتیم لڑکی مالدار اور خوبصورت ہوتی ہے تو اس کے نکاح اور نسب اور مہر میں رغبت کرتے ہیں یعنی کم تر مہر مثل سے اور جب اس کی رغبت نہ ہو بسبب کم ہونے مال کے تو اس سے نکاح نہیں کرتے اور اس کے سوائے اور عورتوں کو نکاح کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے تو اسی طرح نہیں جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ نکاح کریں اس سے جب کہ اس میں رغبت کریں مگر یہ کہ واسطے اس کے انصاف کریں اور اس کو اس کا مہر پورا دیں۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ تفسیر آیت مذکورہ کے اور اس کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ باپ کے سوا ولی کو بھی جائز ہے کہ نکاح کر دے اس عورت کو جو بالغ نہ ہو برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اس واسطے کہ حقیقت میں یتیم لڑکی وہ ہے جو بالغ نہ ہو اور نہ اس کا باپ ہو اور البتہ اجازت دی گئی ہے اس کے نکاح کر دینے میں بشرطیکہ اس کے مہر میں کمی نہ کرے سو جو اس کو منع کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور البتہ حجت پکڑی ہے بعض شافعیوں نے ساتھ اس حدیث کے کہ نکاح نہ کی جائے یتیم لڑکی یہاں تلک اس سے امر طلب کیا جائے اور اگر کہا جائے کہ نہیں امر طلب کیا جاتا چھوٹی سے تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف تاخیر کر دینے اس کے کی یہاں تک کہ بالغ ہو اور امر طلب کرنے کے لائق ہو سو اگر کہا جائے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں ہوتی تو ہم کہتے ہیں تقدیر یہ ہے کہ نکاح نہ کیا جائے یتیم لڑکی کا یہاں تک کہ بالغ ہو پھر اس کا امر

طلب کیا جائے واسطے تطبیق کے درمیان دلیلوں کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا جَازَ النِّكَاحُ وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ أَرَضِيْتَ أَوْ قَبِلْتَ.

جب نکاح کا پیغام کرنے والا عورت کے ولی سے کہے کہ مجھ کو فلانی عورت نکاح کر دے اور وہ کہے میں نے تجھ کو ایسی ایسی چیز کے بدلے نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہے اگرچہ ولی خاوند سے نہ کہے کہ کیا تو راضی ہوا یا تو نے قبول کیا۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس مسئلے کے کہ کیا نکاح کی درخواست قبول کے قائم مقام ہوتی ہے سو ہو جیسے مقدم ہو قبول ایجاب پر جیسے کہے کہ میں نے فلانی عورت سے اتنے پر نکاح کیا اور ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اس کے بدلے پر یا ضروری ہے دوہرانا قبول کا سو استنباط کیا بخاری رحمہ اللہ نے واہبہ کے قصے سے کہ جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح کر دیا اس عورت سے قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تیرے ساتھ ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بعد یہ منقول نہیں ہوا کہ اس مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور اعتراض کیا ہے اس پر مہلب نے کہ نکاح سے پہلے اس مرد نے اس کی درخواست کی اور آپس میں تکرار ہوا اور جس کا یہ حال ہو اس کو قبول کے ساتھ تصریح کرنے کی حاجت نہیں اور غایت اس کی یہ ہے کہ تسلیم کیا ہے اس نے استدلال کو لیکن خاص کرتا ہے وہ اس کو ساتھ ایک خاطب کے سوائے دوسرے کے اور میں نے پہلے بیان کی ہے وجہ خدشہ کی اصل استدلال میں۔ (فتح)

٤٧٤٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِيَ الْيَوْمَ فِي النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۴۷۴۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی آج کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے، حضرت ﷺ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اسے کچھ دے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا فلانی فلانی سورت حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ مجھ کو آج عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو اس میں اشکال ہے اس جہت سے کہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نکاح کا ارادہ رکھتے تھے اگر آپ کو پسند آتی سو معنی حدیث کے یہ ہوں گے کہ جو عورت اس صفت سے ہو اس کی مجھ کو حاجت نہیں اور احتمال ہے کہ مطلق نظر کرنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہو اگرچہ نکاح کا ارادہ نہ رکھتے ہو اور ہوگا فائدہ اس کا یہ احتمال کہ آپ کو خوش لگی سو اس سے نکاح کریں باوجود بے پرواہ ہونے آپ کے اس وقت زیادتی سے عورتوں پر جو آپ کے پاس تھیں۔ (فتح)

بَابٌ لَّا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ.

نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

٤٧٤٦ ـ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

۴۷۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ تم میں سے کوئی اپنا مال دوسرے کے بیچتے ہوئے پر بیچے اور پیغام نکاح کا نہ کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ چھوڑ دے جس نے پہلے نکاح کا پیغام کیا یا اس کو خاطب اجازت دے۔

فائدہ: باب میں یدع کا لفظ ہے اور حدیث میں یترک کا لفظ ہے اور ایک روایت میں یدع کا لفظ بھی آ چکا ہے اور اس کی سند صحیح ہے تو مراد بھائی سے بھائی مسلمان ہے جیسا کہ بیوع میں گزر چکا ہے اور یہ لفظ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مخاطب ساتھ اس کے مسلمان لوگ ہیں۔

٤٧٤٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا وَّلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى

۴۷۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے یعنی بے تحقیق صرف اپنے گمان پر کسی مسلمان سے بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے اور نہ لوگوں کی بات کی طرف کان لگاؤ اور نہ عیب جوئی کرو اور نہ آپس میں بغض اور عداوت رکھو اور بھائی بن جاؤ (اے اللہ کے بندو) اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں

يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ. تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: کہا جمہور نے کہ یہ نہی واسطے تحریم کے ہے اور کہا خطابی نے کہ یہ نہی واسطے تادیب کے ہے تحریم کے واسطے نہیں اور باطل کرتی ہے عقد کو نزدیک اکثر فقہاء کے اور نہیں ہے ملازمہ درمیان ہونے اس کے کی واسطے تحریم کے اور درمیان بطلان کے نزدیک جمہور کے بلکہ وہ ان کے نزدیک تحریم کے واسطے ہے اور نہیں باطل ہوتی ہے عقد بلکہ حکایت کی ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں نہی بالا جماع تحریم کے واسطے ہے لیکن اس کی شرطوں میں اختلاف ہے سو کہا شافعیہ او حنابلہ نے کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ تصریح کرے مخطوبہ یا ولی اس کا جس کو اس نے اجازت دی ہے جس جگہ ہوا جازت اس کی معتبر ساتھ اجابت کے سو اگر رد کے ساتھ تصریح واقع ہو تو حرام نہیں سو اگر نہ جانے دوسرا ساتھ حال کے تو جائز ہے ہجوم کرنا اوپر منگنی کے اس واسطے کہ اصل اباحت ہے اور حنبلیوں کی اس میں دو روایتیں ہیں اور اگر واقع ہوا جابت ساتھ تعریض کے مانند قول عورت کے کی کہ نہیں منہ پھیرتا تجھ سے تو اس میں شافعیہ کے نزدیک دو قول ہیں صحیح تر یہ ہے کہ یہ بھی حرام نہیں اور یہی قول ہے مالکیہ اور حنفیہ کا اور اگر نہ رد کرے اور نہ قبول کرے تو جائز ہے اور حجت اس میں قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ مجھ کو معاویہ اور ابو جہم نے نکاح کا پیغام بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر اس بات کا انکار نہ کیا بلکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کو نکاح کا پیغام کیا اور اشارہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اس میں حجت نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ دونوں نے اکٹھا نکاح کا پیغام بھیجا ہو یا دوسرے کو پہلے کا خطبہ معلوم نہ ہوا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ کیا اور نکاح کا پیغام نہیں کیا اور برتقدیر اس کے کہ نکاح کا پیغام کیا ہو تو شاید جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہم اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا عیب بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اس نے ان دونوں سے منہ پھیرا سو اس کو اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے نکاح کا پیغام کیا اور حکایت کی ہے ترمذی نے شافعی سے کہ معنی باب کی حدیث کے یہ ہیں کہ جب مرد عورت کو نکاح کا پیغام کرے اور وہ اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کی منگنی پر منگنی کرے اور جب اس کی رضامندی معلوم نہ ہو تو نہیں کوئی ڈر کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے اور حجت اس میں قصہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا ہے اس واسطے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ دی کہ وہ دونوں میں سے کس پر راضی ہے اور اگر وہ اس کی خبر دیتی کہ میں دونوں میں سے فلانے کے ساتھ راضی ہوں تو نہ اشارہ کرتے اس پر ساتھ کسی شخص کے سوائے اس کے جس کو اس نے اختیار کیا اور اگر نہ پائی جائے اس سے اجابت اور نہ رد تو کہا بعض شافعیوں نے کہ جائز ہے اور بعض نے دونوں قول کو جائز رکھا ہے اور نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے کنواری میں کہ اس کا چپ رہنا رضا مندی ہے ساتھ خاطب کے اور بعض مالکیوں سے ہے کہ نہیں منع ہے منگنی کرنی مگر اس شخص کی منگنی پر جن کے درمیان مہر پر رضامندی واقع ہو اور جب پائی جائیں شرطیں تحریم کی اور واقع ہو عقد دوسرا تو کہا جمہور نے کہ نکاح صحیح ہے باوجود ارتکاب تحریم کے اور کہا داؤد نے کہ فسخ کیا جائے نکاح پہلے دخول کے اور بعد اس کے اور نزدیک مالکیہ کے

خلاف ہے مانند دونوں قول کے اور کہا بعض نے فسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ منع نکاح کا پیغام ہے اور پیغام نکاح کا نہیں شرط ہے عقد کے صحیح ہونے میں سو نہ فسخ ہوگا نکاح ساتھ نہ صحیح واقع ہونے پیغام نکاح کے اور حکایت کی ہر طبری نے بعض علماء سے کہ یہ نہی منسوخ ہے ساتھ قصے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پھر رد کیا اس پر ساتھ اس کے کہ وہ مشورے کو آئی تھی سو مشورہ دیا گیا اس کو اس چیز کے ساتھ کہ وہ اولیٰ ہے اور نہ تھی وہاں منگنی منگنی پر پھر ایسے مسئلوں میں فسخ کا دعویٰ کرنا غلط ہے اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے طرف علت نہی کے عقد کی حدیث میں ساتھ اخوۃ کے اور وہ صف لازمہ ہے اور علت مطلوب ہے واسطے دوام کے سو نہیں صحیح ہے کہ لاحق ہو اس کو دعویٰ فسخ کا، واللہ اعلم۔ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جب پہلا خاطب یعنی نکاح کا پیغام کرنے والا دوسرے خاطب کو اجازت دے تو دور ہو جاتی ہے تحریم لیکن کیا یہ اجازت فقط اس کے ساتھ خاص ہے جس کو اجازت دی گئی یا اس کے سوائے اور شخص کو بھی جائز ہے اس واسطے کہ مجرد اجازت جو صادر ہے پہلے خاطب سے دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس نے اس عورت کے نکاح سے منہ پھیرا اور جب اس نے منہ پھیرا تو اس کے غیر کے واسطے جائز ہوگا کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے ظاہر دوسری بات ہے یعنی نکاح کا پیغام فقط اس شخص کے ساتھ خاص نہیں جس کو اس نے اجازت دی بلکہ اس کے سوائے اور شخص کو بھی نکاح کا پیغام کرنا جائز ہے سو جس کو اس نے اجازت دی اس کے واسطے تو نص سے جائز ہوگا اور اس کے سوائے اور شخص کو الحاق کے ساتھ ہوگا اور تائید کرتا ہے اس کو قول آپ کا باب کی دوسری حدیث میں او یترك یعنی یا چھوڑ دے اور تصریح کی ہے رویانی نے شافعیہ میں سے ساتھ اس کے کہ محل تحریم کا وہ ہے جو خطبہ اول سے جائز اور اگر وہ منع ہو جیسے کہ عدت میں اس کو نکاح کا پیغام کرے تو نہیں ضرر کرتا دوسرے کو یہ کہ عدت گزرنے کے بعد اس کو خطبہ کرے اور یہ ظاہر ہے اس واسطے کہ اول کا حق عدت کی وجہ سے ثابت نہیں ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ اپنے بھائی کے خطبے پر کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ نکاح کا پیغام کرنے والا مسلمان ہو سو اگر نکاح کا پیغام کرے ذمی مرد ذمی عورت کو پھر ارادہ کرے مسلمان کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے تو اس کو یہ مطلق جائز ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور موافقت کی ہے اس کی شافعیہ میں سے ابن منذر اور خطابی وغیرہ نے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث مسلم کی کہ ایماندار بھائی ہے دوسرے ایماندار کا سو نہیں حلال ہے واسطے ایماندار کے یہ کہ بیچے اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ منگنی کرے اس کی منگنی پر کہا خطابی نے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان اور کافر کی برادری توڑ ڈالی ہے سو خاص ہوگی نہی ساتھ مسلمان کے کہا ابن منذر نے کہ اصل اس میں اباحت ہے یہاں تک کہ وارد ہو منع اور البتہ وارد ہوئی ہے منع مقید ساتھ مسلم کے سو باقی راہ جو اس کے سوائے ہے اصل اباحت پر اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ ذمی کافر اس میں ملحق ہے ساتھ مسلم کے اور یہ کہ تعبیر ساتھ بھائی کے نکلی ہے بنا بر غالب کے سو نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿ولا تقتلوا اولادکم وربائبکم اللاتی

فی حجور کم﴾ اور مانند اس کے اور بنا کیا ہے اس کو بعض نے اس پر کہ یہ چیز ممنوع کیا عقد کے حقوق سے ہے یا متعاقدین کے حقوق سے بنا بر پہلی وجہ کے راجح وہ ہے جو خطابی نے کہا اور بنا بر دوسری وجہ کے راجح وہ ہے جو اس کے غیر نے کہا اور قریب ہے اس بنا سے اختلاف ان کا بیچ ثابت ہونے شفعہ کے واسطے کافر کے سو جس نے اس کو ملک کے حقوق سے ٹھہرایا ہے اس نے اس کے واسطے ثابت کیا ہے اور جس نے اس کو حقوق مالک سے ٹھہرایا ہے اس نے منع کیا ہے اور قریب اس بحث سے ہے جو منقول ہے ابن قاسم مالک کے ساتھ سے کہ پہلا خاطب جب فاسق ہو تو جائز ہے واسطے پرہیزگار کے یہ کہ منگنی کرے اس کی منگنی پر اور ترجیح دی ہے اس کو ابن عربی نے ان میں سے اور وہ باوجہ ہے جب کہ ہو مخطوبہ پاک دامن سو ہوگا فاسق غیر کفو واسطے اس کے سو اس کا نکاح پیغام کالعدم ہوگا اور نہیں اعتبار کیا ہے اس کو جمہور نے جب کہ صادر ہو عورت سے علامت قبول کی اور بعض نے کہا کہ اس قول کے خلاف پر اجماع ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو حکایت کی بعض نے جائز ہونے سے جب کہ نہ ہو پہلا خاطب لائق عادت میں واسطے منگنی اس عورت کے جیسا کہ ساقی بادشاہ کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کرے اور یہ راجع ہے طرف ہم کفو ہونے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے منگنی عورت کے دوسری عورت کی منگنی پر واسطے لاحق کرنے حکم عورتوں کے ساتھ حکم مردوں کے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں رغبت کرتی ہے اور اس کو اپنے نکاح کی طرف بلاتی ہے کہ وہ مرد اس سے نکاح کرے پھر ایک اور عورت آتی ہے اور وہ اس مرد کو اپنی طرف بلاتی ہے اور اپنے نکاح کی رغبت دلاتی ہے اور اس کو پہلے سے الگ کرواتی ہے اور البتہ تصریح کی ہے علماء نے ساتھ مستحب ہونے خطبہ اہل فضل کے مردوں سے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ مخطوب مرد نے قصد کیا ہو کہ ایک عورت کے سواء اور نکاح نہ کرے گا لیکن اگر دونوں کو جمع کرے تو حرام نہیں اور یہ جو کہا کہ حتی ینکح یعنی یہاں تک کہ نکاح کرے خاطب پہلا سو حاصل ہو ناامیدی محض یا چھوڑ دے یعنی خاطب اول نکاح کرنے کو سو جائز ہوگا اس وقت واسطے دوسرے کے خطبہ سو دونوں غایتیں مختلف ہیں پہلی ناامیدی کی طرف راجع ہے اور دوسری رجا کی طرف راجع ہے۔

بَابُ تَفْسِيْرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ. ترک خطبہ کی تفسیر۔

فائدہ: یعنی خطبہ کے قبول کرنے سے عذر کرنے کے طریق کا بیان جیسا کہ حدیث میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے شارح تراجم نے کہا کہ بخاری کی یہی مراد ہے۔

٤٧٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۷۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں

عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ لَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

پھر میں چند روز ٹھہرا پھر حضرت ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہا کہ نہیں منع کیا مجھ کو کسی چیز نے یہ کہ میں تجھ کو جواب دوں اس چیز کا جو تو نے عرض کی مگر یہ کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کا ذکر کیا ہے سو نہ تھا میں کہ حضرت ﷺ کا راز ظاہر کروں اور اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا متابعت کی ہے شعیب کی یونس اور موسیٰ سے اور ابن ابی عتیق نے زہری سے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اور اس کے اخیر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے باب میں ترک خطبہ کی تفسیر صریح گزر چکی ہے حضرت ﷺ کے یہ قول حتی ینکح او یترك میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے اس ترک خطبہ کی تفسیر ظاہر نہیں ہوتی اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا ہے لیکن قصد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے معنی دقیق کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تیز ہونے ذہن اس کے کی اور مضبوط ہونے کے استنباط میں اور اس کا بیان یوں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ جب حضرت ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام کریں گے تو وہ آپ کو رد نہیں کریں گے بلکہ اس میں رغبت کریں گے اور شکر کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا ہے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا علم ساتھ اس حال کے قائم ہوا مقام جھکنے اور تراضی کے سو گویا کہ کہتا ہے کہ جو جانتا ہو کہ نہ پھیرا جائے جب کہ نکاح کا پیغام کرے تو کسی کو لائق نہیں کہ اس کی منگنی پر منگنی کرے اور کہا ابن منیر نے جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ تحقیق کرے منع ہونا منگنی کا منگنی پر مطلق اس واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ باز رہے اور نہ قطع ہوا تھا امر درمیان خاطب اور ولی کے سو کیا حال ہے جب کہ پکا ہو اور دونوں آپس میں جھکیں سو شاید استدلال ہے ساتھ اولیٰ کے میں کہتا ہوں جو ابن بطال نے ظاہر کیا اور وہ ادق اور اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخُطْبَةِ.

باب ہے بیان میں خطبہ پڑھنے کے وقت عقد نکاح کے

۴۷۴۹ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا.

۴۷۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد پورب سے آئے تو دونوں نے خطبہ پڑھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان تو جادو ہوتا ہے یعنی جیسے جادو سے آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض آدمی کی تقریر ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے طب میں آئے گی کہا ابن تین نے داخل کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کتاب النکاح میں اور حالانکہ وہ اس کی جگہ نہیں ہے کہا اور بیان دو قسم ہے اول وہ ہے جو بیان کرے ساتھ اس کے مراد کو دوسرا خوش آوازی سے پڑھنا ہے تا کہ سننے والوں کے دل مائل کریں اور دوسرا قسم ہے جو جادو کے مشابہ ہے اور مذموم اس سے وہ ہے جس کے ساتھ باطل کا قصد کیا جائے اور تشبیہ دی اس کو ساتھ جادو کے اس واسطے کہ سحر پھیرنا چیز کا ہے اپنی حقیقت سے۔ میں کہتا ہوں اور اسی جگہ سے لی جاتی ہے مناسبت اور پہچانا جاتا ہے کہ اس نے اس کو اپنی جگہ میں ذکر کیا ہے گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے کہ خطبہ اگرچہ مشروع ہے نکاح میں لیکن لائق ہے کہ متوسط ہو اور نہ ہو اس میں وہ چیز جو تقاضا کرے حق کے پھیرنے کو طرف باطل کے ساتھ خوش تقریر کے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں خطبہ نکاح کی تفسیر میں بہت حدیثیں ان میں سے مشہور تر یہ ہے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره ، الحدیث کہا ترمذی نے کہ اہل علم نے کہا کہ نکاح جائز ہے بغیر خطبہ کے اور یہ قول ثوری وغیرہ اہل علم کا ہے اور کہا بعض اہل ظاہر نے کہ وہ شرط ہے نکاح میں اور یہ قول شاذ ہے۔ (فتح)

بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيمَةِ.

بجانا دف کا نکاح اور ولیمہ کے وقت میں۔

فائدہ: اور ولیمہ معطوف ہے نکاح پر یعنی بجانا دف کا ولیمہ میں اور وہ عام ہے بعد خاص کے اور احتمال ہے کہ مراد خاص ولیمہ نکاح کا ہو اور یہ کہ بجانا دف کا مشروع ہے نکاح میں وقت عقد کے اور وقت دخول کے مثلا اور وقت ولیمہ کے اسی طرح اور اول اشبہ ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہو چکی ہے، كما سياتي انشاء الله تعالى۔

۴۷۵۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ

۴۷۵۰۔ حضرت ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ تشریف لائے اور میرے گھر میں آئے جب کہ میں اپنے خاوند کے گھر میں لائی گئی اور مجھ سے خلوت ہوئی سو میرے بچھونے پر بیٹھے جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے اور

بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ.

ہماری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا کر ہمارے باپوں کی جو جنگ بدر کے دن مارے گئے خوبیاں اور بہادرے کے قصے بیان کرنے لگیں کہ اچانک ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے بیچ میں ایک پیغمبر ہیں کہ جانتے ہیں جو کل ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے اور جو پہلے کہتی تھی وہی کہہ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جسے تو بیٹھا ہے تو یہ اس نے اس شخص سے کہا جس نے اس حدیث کی روایت کی اور بنا کے معنی ہیں دخول ساتھ بیوی کے اور یہ جو کہا کہ جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ خطاب پردے کے پیچھے سے تھا یعنی دونوں کے درمیان پردہ تھا یا یہ حکم پردے کی آیت اترنے سے پہلے تھا یا جائز ہے دیکھنا واسطے حاجت کے یا وقت امن کے فتنے سے اور اخیر قول معتمد ہے یعنی فتنے سے امن تھا اور جو ظاہر ہوا ہے واسطے ہمارے قوی دلیلوں سے یہ ہے کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی اور اس کو دیکھنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور یہی ہے جواب صحیح قصے ام حرام کے سے کہ حضرت ﷺ اس کے گھر میں تشریف لے گئے اور اس کے پاس سو گئے اور اس نے آپ کو کنگھی کی اور حالانکہ وہ نہ آپ کی منکوحہ تھی اور نہ محرم اور ندبہ کے معنی ہیں ذکر کرنا مردے کے اوصاف کا ساتھ ثنا کے اوپر اس کے اور گننا اس کی خوبیوں کا ساتھ سخاوت اور بہادری کے اور مانند اس کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یعنی چھوڑ دے اس چیز کو جو متعلق ہے ساتھ مدح میری کے جس میں حد سے زیادہ تعریف ہے جو منع ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا کوئی جو کل ہوگا سوائے اللہ تعالیٰ کے سو یہ اشارہ ہے طرف علت منع کے اور یہ جو فرمایا کہ جو پہلے کہتی تھی تو اس میں اشارہ ہے طرف جواز سننے مدح کے اور مرثیہ کے اس قسم سے کہ نہ ہو اس میں مبالغہ جو نوبت پہنچاتا ہے طرف غلو کی اور کہا مہلب نے اس حدیث میں اعلان نکاح کا ہے ساتھ دف کے اور راگ مباح کے اور اس میں آنا امام کا ہے طرف شادی کے اگرچہ اس میں کھیل ہو جب تک حد مباح سے نہ نکلے اور یہ کہ مرد کے سامنے تعریف کرنی جائز ہے جب تک کہ نہ نکلے طرف اس چیز کے جو اس میں نہیں اور غریب بات کہی ہے ابن تین نے سو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ مدح آپ کی حق ہے اور مطلوب نکاح میں کھیل ہے سو جب داخل کیا گیا امر حق کھیل میں تو اس کو منع فرمایا اسی طرح کہا ہے اس نے اور تمام خبر کا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے رد کرتا ہے اوپر اس کے اور سیاق قصے کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اگر وہ مرثیوں پر بدستور رہتیں تو ان کو منع نہ کرتے اور اکثر اچھے مرثیوں میں قصد ہوتا ہے نہ کھیل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اوپر اس کے واسطے اس کے جو ذکر کیا گیا ہے بے حد تعریف کرنے سے جب کہ اس نے حضرت ﷺ کے واسطے غیب کا علم مطلق ثابت کیا اور وہ ایک صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ﴾ اور فرمایا ﴿ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر﴾ اور جس جس چیز کی حضرت ﷺ غیب سے خبر دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کروا دیتا تھا نہ یہ کہ وہ اس کے معلوم کرنے میں مستقل تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول﴾ اور راگ کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَآتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ وَاَدْنٰى مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور دو عورتوں کو ان کے مہر خوش سے اور بیچ بیان بہت باندھنے مہر کے اور کم سے کم کتنا مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور دیا ہو تم نے ایک عورت کو ڈھیر مال تو نہ پھیر لو اس میں سے کچھ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقرر کر چکے ہو واسطے ان کے مہر، اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس کے کہ کم سے کم مہر کا کوئی اندازہ معین نہیں اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیوں اور حنفیوں نے اور وجہ استدلال کی اس چیز سے کہ ذکر کی مطلق ہونا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿صدقاتھن نحلۃ﴾ اور قول اس کے کا ﴿فریضۃ﴾ اور قول حضرت ﷺ کے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اور بہر حال قول اس کا کثرۃ المھر سو وہ ساتھ زبر کے عطف ہے اوپر اس آیت کے کہ پڑھا اس کو اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وآتیتم احداھن قنطارا﴾ اس میں اشارہ ہے طرف بہت ہونے مہر کے اور البتہ استدلال کیا ساتھ اس کے اس عورت نے جس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے عبدالرحمن سلمی کے طریق سے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ عورتوں کا مہر زیادہ مت باندھو تو ایک عورت نے کہا کہ اے عمر! یہ کہنا تجھ کو نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے ایک عورت کو ڈھیر سونا دیا ہو تو اس سے پھیر نہ لو اور اسی طرح ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یعنی اس میں من ذھب کا لفظ زیادہ ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت نے عمر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تو وہ اس پر غالب ہوگئی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ کم تر درجہ مہر وہ چیز ہے کہ مال ٹھہرائی جائے یعنی جس کو مال سمجھا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ کم تر وہ ہے جس میں ہاتھ کا ٹنا واجب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس درہم یا پچاس درہم اور جس میں ہاتھ کا ٹنا واجب ہوتا ہے اس میں بھی اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تین درہم اور بعض کہتے ہیں پانچ اور بعض کہتے ہیں دس درہم۔ (فتح)

٤٧٥١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَاٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ.

۴۷۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شادی کی خوشی کا نشان دیکھا سو اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے بربر سونے پر یعنی من ذہب کا لفظ زیادہ کیا ہے۔

فائدہ: مراد بخاری رحمہ اللہ کی دوسری روایت سے یہ ہے کہ عبدالعزیز نے انس رضی اللہ عنہ سے نواۃ کا لفظ مطلق ذکر کیا ہے اور قتادہ رحمہ اللہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ گٹھلی کے برابر سونے پر۔

بَابُ التَّزْوِيْجِ عَلَى الْقُرْاٰنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ.

نکاح کرنا قرآن پر اور بغیر مہر کے۔

٤٧٥٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ إِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْكِحْنِيْهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ

۴۷۵۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک میں لوگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک عورت آ کھڑی ہوئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو دیکھیے اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر کھڑی ہوئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک اس نے اپنی جان آپ کو بخشی سو دیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پھر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا سو وہ عورت تیسری بار کھڑی ہوئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی سو دیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پس ایک مرد اٹھا اور کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا اور تلاش کیا پھر آیا اور کہا کہ میں نے

حَدِيْدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا قَالَ اِذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

کچھ چیز نہیں پائی اور لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے فرمایا جا میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخشی حضرت ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی اور ایک گھڑی بیٹھی رہی پھر وہ اٹھی فرمایا بیٹھ جا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے ہم کو تیری حاجت نہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اس عورت نے آپ کا بہت ادب کیا باوجود اس کے کہ اس کو نہایت رغبت تھی اس واسطے کہ نہ مبالغہ کیا اس نے طلب میں اور اس نے حضرت ﷺ کے چپ رہنے سے سمجھ لیا کہ آپ کو رغبت نہیں لیکن جب وہ رد سے ناامید نہ ہوئی تو بیٹھ گئی واسطے انتظار کشادگی کے اور حضرت ﷺ کا چپ رہنا یا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ اس کو سامنے جواب دینے سے شرمائے اور حضرت ﷺ نہایت شرم کرنے والے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ کو کنواریوں سے زیادہ شرم تھی اور یا واسطے انتظار وحی کے اور یا واسطے فکر کرنے کے جواب میں جو مقام کے مناسب ہو اور ایک روایت میں اعتل کا لفظ آیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے عذر کیا کہ میں نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی اور یہ جو کہا کہ هل معك من القرآن شیء تو ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے تو یہ بعد اس قول کے ہے هل معك من القرآن شیء یعنی کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے پھر اس کا اندازہ پوچھا کہ کتنا ہے چنانچہ فرمایا ما ذا معك من القرآن یعنی تجھ کو کتنا قرآن یاد ہے اور معمر کی روایت میں دونوں لفظ واقع ہوئے ہیں سو فرمایا کہ تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا فلانی فلانی سورت اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد ساتھ معیت کے اور یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا تجھ کو حفظ یاد ہے اور یہ جو کہا فلانی فلانی سورت تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا قرآن کی دو سورتوں پر کہ اس کو سکھلا دے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! سورہ بقرہ اور جو اس کے ساتھ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح کر دیا سورہ بقرہ پر اور اس کے پاس اور کچھ چیز نہ تھی اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا ایک سورت پر مفصل سے اور اس کو اس کا مہر ٹھہرایا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ اس کو بیس آیتیں سکھلا دے اور وہ تیری عورت ہوئی اور جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا

ہاں مجھ کو سورۂ ﴿انا اعطیناك الكوثر﴾ یاد ہے فرمایا یہی اس کو مہر میں پڑھا دے اور تطبیق ان الفاظ میں یہ ہے کہ یا قصہ متعدد ہے یا بعض راویوں کو یاد رہا اور بعض کو نہیں رہا اور اس حدیث میں اور بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو باب باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الوکالہ اور فضائل قرآن میں اور چند باب نکاح میں اور بیان کی ہے میں نے ہر ایک میں توجیہ ترجمہ کے واسطے حدیث کے اور وجہ استنباط کی اس سے اور توحید اور لباس میں بھی اس پر ترجمہ باندھا ہے کما سیاتی تقریرہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کم سے کم مہر کی کوئی حد نہیں کہا ابن منذر نے کہ اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ کم تر درجہ مہر کا دس درہم ہیں اور اسی طرح اس پر جو چوتھائی دینار کی کہتا ہے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی اس کے مساوی نہیں اور کہا مازری نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے نکاح کو ساتھ کم تر کے چوتھائی دینار سے اس واسطے کہ وہ نکلا ہے طرف تعلیل کی لیکن قیاس کیا ہے اس کو مالک نے ہاتھ کاٹنے پر چوری میں اور کہا عیاض نے اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے مالک حجاز والوں سے سند اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ان تبتغوا باموالكم﴾ اور ﴿ومن لم يستطع منكم طولا﴾ اس واسطے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ واسطے اس کے قدر ہے مال سے اور ادنیٰ درجہ اس کا وہ چیز ہے کہ مباح ہوتا ہے ساتھ اس کے قطع کرنا عضو ادب والے کا کہا عیاض نے اور جائز رکھا ہے اس کو تمام علماء نے ساتھ اس چیز کے کہ راضی ہوں اس پر دونوں میاں بیوی یا عقد ہو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں منفعت ہے مانند کوڑے اور جوتی کے اگرچہ اس کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تر ہو اور یہی قول ہے یحییٰ بن سعید اور ابوالزناد اور ربیعہ اور ابن ابی ذئب وغیرہم اہل مدینہ کا (سوائے مالک کے اور اس کے تابعداروں کے) اور ابن جریج اور مسلم بن خالد وغیرہ کا اہل مکہ سے اوزاعی کا اہل شام میں اور لیث کا اہل مصر میں اور ثوری اور ابن ابی لیلیٰ عراقیوں کا (سوائے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے تابعداروں کے) اور شافعی رحمہ اللہ اور داؤد اور فقہاء اہل حدیث کا اور ابن وہب کا مالکیوں سے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ کم تر درجہ اس کا دس درہم ہیں اور کہا ابن شبرمہ نے کہ کم تر درجہ اس کا پانچ درہم ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ کہ کم تر درجہ اس کا تین درہم ہیں یا چوتھائی دینار کی بنا پر اپنے اختلاف کے بیچ اندازے اس چیز کے کہ واجب ہوتا ہے ساتھ اس کے کاٹنا ہاتھ کا کہا قرطبی نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے قیاس کیا ہے اس کو ساتھ نصاب سرقہ کے ساتھ اس طور کے کہ وہ عضو آدمی کا ادب والا ہے تو اس سے کم تر کے ساتھ مباح نہ ہوگا واسطے قیاس کرنے کے چور کے ہاتھ پر اور تعاقب کیا ہے اس کا جمہور نے ساتھ اس طور کے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں سو نہ صحیح ہوگا اور ساتھ اس طور کے کہ ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور جدا ہوتا ہے اور نہیں ہے اس طرح شرم گاہ اور ساتھ اس طور کے کہ واجب ہوتا ہے چور پر پھیر دینا چرائی ہوئی چیز کا باوجود کاٹ ڈالنے ہاتھ کے اور نہیں ہے اس طرح مہر اور مالکیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے سو کہا ابوالحسن لخمی نے کہ قیاس قدر مہر کا ساتھ نصاب چوری

کے ظاہر نہیں اس واسطے کہ ہاتھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کاٹا گیا ہے بیچ چوتھائی دینار کے واسطے غیرت نافرمانی کے اور نکاح مباح کیا گیا ہے ساتھ وجہ جائز کے ہاں قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ومن لم یستطع منکم طولا﴾ دلالت کرتا ہے کہ مہر آزاد عورت کا ضروری ہے کہ ہو وہ چیز کہ بولا جاتا ہے اس پر نام مال کا جس کی کوئی قدر ہوتا کہ حاصل ہو فرق درمیان اس کے اور درمیان مہر لونڈی کے اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ان تبتغوا باموالکم﴾ تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر شرط ہونے اس چیز کے کہ نام رکھا جاتا ہے مال فی الجملہ تھوڑا ہو یا بہت اور بعض مالکیوں نے اس کی حد مقرر کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے اس میں زکوٰۃ اور یہ قوی ہے قیاس کرنے اس کے سے اوپر نصاب چوری کے اور قوی تر اس سے رد کرنا اس کا ہے طرف رواج کے اور کہا ابن عربی نے کہ لوہے کی انگوٹھی کا وزن چوتھائی دینار کے برابر نہیں ہوتا اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس کا کوئی جواب نہیں اور نہ کوئی اس میں عذر ہے لیکن ہمارے ساتھیوں سے تحقیق والوں نے نظر کی ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ومن لم یستطع منکم طولا﴾ یعنی جو تم میں سے مالداری کی طاقت نہ رکھتا ہو سو اللہ تعالیٰ نے منع کیا اس کو جو مالداری کی طاقت رکھتا ہو کہ لونڈی سے نکاح نہ کرے سو اگر مالداری ایک وہم ہوتا تو کسی پر مشکل نہ ہوتا پھر تعاقب کیا ہے اس نے اس کا ساتھ اس کے کہ تین درہموں کا بھی یہی حال ہے یعنی سو نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے حد مقرر کرنے کے اور خاص کر یہ کہ اختلاف ہے کہ طول سے کیا مراد ہے؟ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہبہ نکاح میں خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے کہنے اس مرد کے کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور اس نے یہ نہ کہا کہ مجھ کو بخش دیجیے اور واسطے قول اس عورت کے حضرت ﷺ سے کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ اس پر چپ رہے تو دلالت کی اس پر کہ ہبہ کا جائز ہونا ساتھ حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے باوجود قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خالصة لك من دون المؤمنين﴾ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہبہ کے لفظ سے حضرت ﷺ کے نکاح کا منعقد ہونا جائز ہے اور حضرت ﷺ کے سوا کسی کا نکاح امت میں سے جائز نہیں یہ ایک وجہ ہے نزدیک شافعیوں کے اور ایک وجہ یہ کہ ضروری ہے لفظ نکاح اور تزویج کا وسیاتی البحث فیہ اور یہ کہ امام نکاح کر دے جس کا کوئی خاص ولی نہ ہو ساتھ اس شخص کے جس کو اس کا کفو دیکھے لیکن ضروری ہے کہ عورت کی رضامندی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس مرد کے ساتھ تیرا نکاح کر دوں اگر تو راضی ہو؟ اس نے کہا کہا جو آپ نے میرے واسطے پسند کیا میں اس سے راضی ہوں اور یہ کہ جائز ہے سوچنا اور غور کرنا عورت کی خوبیوں میں واسطے ارادے نکاح اس کے کی اگرچہ نہ واقع ہوئی ہو اول رغبت بیچ نکاح کرنے اس کے کی اور نہ واقع ہوا ہو پیغام نکاح اس کے کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور وہ صیغہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے اور اس سے پہلے نہ حضرت ﷺ نے اس کو پیغام نکاح کا کیا تھا اور نہ اس میں رغبت واقع ہوئی تھی پھر فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی حاجت نہیں اور اگر نہ قصد ہوتا یہ کہ جب اس سے کوئی

چیز دیکھیں جو آپ کو خوش لگے تو اس کو قبول کریں تو اس کے تامل میں مبالغہ کرنے کے کوئی معنی نہ ہوتے اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ دعویٰ خصوصیت کے واسطے آپ کے واسطے محل عصمت کے اور جو ہمارے نزدیک ثابت ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بیگانی مسلمان عورتوں کو دیکھنا حرام نہ تھا برخلاف آپ کے غیر کے اور یہ کہ نہیں پورا ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ قبول کے اس واسطے کہ جب اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ نے قبولیت نہ فرمایا یعنی نہ فرمایا کہ میں نے قبول کیا تو نہ پورا ہوا مقصود اس کا اور اگر اس کو قبول فرماتے تو وہ حضرت ﷺ کی بیوی ہو جاتی اسی واسطے نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اس شخص پر جس نے کہا کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور یہ کہ جائز ہے نکاح کا پیغام کرنا اس شخص کی منگنی پر جس نے نکاح کا پیغام بھیجا ہو جب کہ نہ واقع ہو درمیان دونوں کے مائل خاص کر جب کہ رد کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہوں اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض وغیرہ نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں پہلے گزرا ہے اس پر کوئی خطبہ یعنی پیغام نکاح کا واسطے کسی کے اور مائل بلکہ اس نے ارادہ کیا کہ حضرت ﷺ سے نکاح کریں تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا اور جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حاجت نہیں تو اس مرد نے پہچانا کہ آپ نے اس کو قبول نہیں کیا، میں کہتا ہوں احتمال ہے یہ کہ اشارہ ہو طرف اس کے کہ جو حکم ذکر کیا ہے اس نے اس کو استنباط کیا ہو اس قصے سے اس واسطے کہ اگر صحابی سمجھتا کہ حضرت ﷺ کو اس کی رغبت ہے تو اس کو طلب نہ کرتا سو اسی طرح جو سمجھے کہ اس کو رغبت ہے کسی عورت کے نکاح میں تو نہیں لائق ہے واسطے غیر اس کے کی کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے یہاں تک کہ ظاہر ہو کہ اس کو اس میں رغبت نہیں یا ساتھ تصریح کے یا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حکم میں ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے دلیل حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ جماع کرے کسی فرج میں کہ بخشا گیا ہو واسطے اس کے سوائے مملوکہ کے بغیر مہر کے اور اولیٰ یہ ہے کہ ذکر کرے مہر کو بیچ عقد کے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر کاٹنے والا ہے واسطے جھگڑے کے اور بہت نفع دینے والا ہے واسطے عورت کے اور اگر عقد کرے بغیر ذکر مہر کے تو عقد صحیح ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے مہر مثل ساتھ دخول کے صحیح قول پر اور عورت کا اس میں زیادہ نفع اس واسطے ہے کہ ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے آدھا مہر مقرر اگر اس کو دخول سے پہلے طلاق ملے اور یہ کہ مستحب ہے اس کو جلدی سپرد کرنا مہر کا اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی بغیر طلب کرنے قسم کے واسطے تاکید کے لیکن مکروہ ہے بغیر ضرورت کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے اور اس نے کہا کہ نہیں تو اس میں دلیل ہے اوپر خاص کرنے عموم کے ساتھ قرینے کے اس واسطے کہ لفظ شے کا شامل ہے بہت اور تھوڑی چیز کو اور تھوڑی چیز تو اس کے پاس پائی جاتی تھی جیسے گٹھلی کھجور کی اور مانند اس کے لیکن اس نے سمجھا کہ مراد وہ چیز ہے جس کے واسطے فی الجملہ قیمت ہے اسی واسطے اس نے نفی کی کہ اس کے پاس ہو اور نقل کیا ہے عیاض

نے اجماع اس پر کہ جو چیز کہ مال نہ سمجھی جاتی ہو اور نہ اس کی کوئی قیمت ہو تو وہ مہر نہیں ہو سکتی ہے اور نہیں حلال ہوتا ہے ساتھ اس کے نکاح سو اگر ثابت ہو نقل اس کی تو خلاف کیا اس اجماع کا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے سو اس نے کہا کہ جائز ہے نکاح ساتھ ہر چیز کے جس کو شے کہا جائے اگرچہ جو کا ایک دانہ ہو اور تائید کرتا ہے سب علماء کی قول حضرت ﷺ کا کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو اس واسطے کہ وارد کیا ہے اس کو جگہ تقلیل کے بہ نسبت اس چیز کے کہ اس سے اوپر ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ لوہے کی انگوٹھی کے واسطے قیمت ہے اور وہ اعلیٰ ہے گٹھلی سے اور جو کے دانہ سے اور سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی چیز کم تر اس سے کہ حلال ہو ساتھ اس کے فرج اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں کم تر مہر میں کہ ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ایک درہم پر نکاح کیا اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو عورت کو ستو یا کھجوریں دے البتہ اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جائز رکھا نکاح ایک عورت کا دو جوتیوں پر اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ پیلو کی مسواک ہو اور قوی تر اس باب میں یہ حدیث ہے جو مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک مٹھی کھجور اور آٹے سے نکاح متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا کہا بیہقی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مدت معین تک نکاح کرنے کو منع کیا تھا نہ مقدار مہر سے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا اور اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا لوہے کی انگوٹھی پر اور جو اس کی قیمت کی نظیر ہے کہا ابن عربی نے مالکیوں میں سے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں شک ہے کہ لوہے کی انگوٹھی چوتھائی دینار کے برابر نہیں اس کا جواب کسی کے پاس اور نہ کوئی اس میں عذر ہے اور بعض مالکیوں نے اس کا جواب کئی طور سے دیا ہے باوجود اس کے کہ یہ اعتراض ابن عربی کا بڑا پکا ہے ان میں سے ایک یہ جواب ہے کہ قول اس کا اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو نکلا ہے جگہ مبالغے کی بیچ طلب کرنے آسانی کے اوپر اس کے یعنی مراد اس پر آسانی کرنی ہے اور ہو بہو لوہے کی انگوٹھی مراد نہیں اور نہ اندازہ قیمت اس کی کا حقیقۃ اس واسطے کہ جب اس نے کہا کہ میں کچھ چیز نہیں پاتا تو حضرت ﷺ نے پہچانا کہ اس نے سمجھا ہے کہ مراد ساتھ شے کے وہ چیز ہے جس کی کوئی قیمت ہو سو کہا گیا واسطے اس کے کہ اگرچہ کم تر ہو جس کی کچھ قیمت نہ ہو مانند لوہے کی انگوٹھی کے اور مثل اس کی ہے یہ حدیث کہ خیرات کرو اگرچہ کھر جلا ہوا ہو باوجود اس کے کہ نہیں نفع اٹھایا جاتا ساتھ اس کے اور نہ خیرات کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور ایک جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ طلب کی حضرت ﷺ نے اس سے وہ چیز جو جلدی دی جاتی ہے نقد پہلے دخول کے نہ یہ کہ تمام مہر یہی تھا اور یہ جواب ابن قصار کا ہے اور لازم آتا ہے اس سے رد اوپر ان کے جس جگہ کہ مستحب رکھا ہے انہوں نے اول دینا چوتھائی دینار کا یا اس کی قیمت کا پہلے دخول کے نہ کم تر اور ایک جواب یہ ہے کہ یہ مقدار خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ

خصوصیت محتاج ہے طرف دلیل خاص کے اور ایک یہ جواب ہے کہ احتمال ہے کہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی کی قیمت تین درہم یا چوتھائی دینار کی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہو بنوانا لوہے کی انگوٹھی کا اور پہننا اس کا وسیاتی بحثه فی کتاب اللباس اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے دینا مہر کا پہلے دخول کے اس واسطے کہ اگر اس کی تاخیر جائز ہوتی تو البتہ اس سے سوال کرتے کہ کیا قادر ہے اوپر حاصل کرنے اس چیز کے کہ اس کو مہر دے بعد اس کے کہ اس پر داخل ہو اور برقرار رہے یہ اس کے ذمے میں اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اولیٰ کے ساتھ اشارہ کیا اور باعث اس تاویل پر ثابت ہونا جواز نکاح ملوضہ کا اور ثابت ہونا جواز نکاح کا اوپر مہر معین کے جو ذمہ میں ہو، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث میں ہے کہ مہر دینا اس چیز کا کہ مال سمجھی جاتی ہے نکالتا ہے اس کو اس کے مالک کے ہاتھ سے یہاں تک کہ جو کسی لونڈی کو مثلا مہر دے تو حرام ہوتی ہے اس پر وطی اس کی اور اسی طرح خدمت لینی اس سے بغیر اجازت اس شخص کے کہ جو کو اس نے مہر دیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز ٹھہرانے منفعت کے مہر اگرچہ ہو تعلیم قرآن کی کہا مازری نے کہ یہ مبنی ہے اس پر کہ باواسطے عوض کے ہے جیسے کہ تو کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنا کپڑا بیچا ساتھ ایک دینار کے اور یہی ظاہر ہے نہیں تو اگر ہوتی باساتھ معنی لام کے بنا بر معنی تکریم اس کی کے واسطے ہونے اس کے کی حامل قرآن کا تو ہو جاتی عورت ساتھ معنی موہوبہ کے اور موہوبہ عورت خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور کہا طحاوی وغیرہ نے کہ یہ حکم اس مرد کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ جائز تھا حضرت ﷺ کو نکاح کرنا ساتھ واہبہ کے جس نے حضرت ﷺ کو اپنی جان بخشی اسی طرح حضرت ﷺ کو یہ بھی جائز تھا کہ جس کے ساتھ چاہیں اس کا نکاح کر دیں بغیر مہر کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ قریب تر ہیں ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی حضرت ﷺ کو مسلمانوں کی جانوں پر زیادہ شفقت ہے بہ نسبت شفقت ان کی کے اپنی جانوں پر اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا تو نہ اس عورت سے مشورہ لیا اور نہ اس سے اجازت مانگی اور یہ قول طحاوی کا ضعیف ہے اس واسطے کہ اول اس عورت نے اپنی جان کا اختیار حضرت ﷺ کو دے دیا تھا جیسا کہ باب کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا کہ آپ دیکھیں آپ کی میرے حق میں کیا رائے ہے؟ اور سوائے اس کے اور الفاظ سے جن کو ہم نے ذکر کیا اسی واسطے نہ حاجت ہوئی پھر پوچھنے کی اس سے بیچ مقرر کرنے مہر کے اور ہوگئی جیسے کوئی عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا ساتھ اس چیز کے کہ چاہے مہر سے کم ہو یا زیادہ اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس قول کے ساتھ اس کے جو نعمان ازدی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح کیا ایک عورت کا قرآن کی ایک سورت پر اور فرمایا کہ تیرے بعد یہ کسی کا مہر نہ ہوگا اور باوجود مرسل ہونے اس کے کی اس میں ایک راوی ہے جو غیر معروف ہے اور کہا عیاض نے کہ یہ جو فرمایا کہ بما معك من القرآن یعنی بدلے اس چیز کے کہ تجھ کو

یاد ہے قرآن سے تو اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ سکھلا دے اس جو اس کو یاد ہو قرآن سے یعنی قرآن غیر معین تھوڑا ہو یا بہت اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور یا مراد قرآن معین ہے اور ہو یہ مہر اس کا اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو پوچھا کہ اے فلانے! کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! اور نہیں میرے پاس کچھ جس کے ساتھ میں نکاح کروں فرمایا کیا نہیں تیرے پاس قل ھو اللہ احد الحدیث اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی کہ باء واسطے عوض کے ہے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے قول دوسرے کے یعنی مراد مقدار معین ہے طریق نظر سے ساتھ اس طور کے کہ جب واقع ہو نکاح مجہول چیز پر تو ہوگا جیسے معین نہ کیا پس حاجت ہوگی رجوع کرنے کی طرف معلوم کے اور اصل مجمع علیہ یہ ہے کہ اگر مرد کوئی مرد کو مزدور ٹھہرائے اس پر کہ اس کو قرآن کی ایک سورت سکھلا دے بدلے ایک درہم کے تو صحیح نہ ہوگا اس واسطے کہ اجارہ نہیں صحیح ہے مگر عمل معین پر مانند دھونے کپڑے کے یا وقت معین پر اور تعلیم کے وقت کی مقدار معلوم نہیں کبھی تھوڑے زمانے میں سیکھ لیتا ہے اور کبھی دراز زمانہ کی حاجت پڑتی ہے اسی واسطے اگر گھر بیچے اس پر کہ اس کو قرآن کی سورت سکھلا دے تو نہیں صحیح ہوتی ہے بیع اور جب تعلیم کے آدمی ساتھ اعیان کا مالک نہیں ہوتا تو اس کے ساتھ منافع کا بھی مالک نہیں ہوگا اور جواب اس چیز سے کہ ذکر کی یہ ہے کہ مشروط تعلیم معین ہے جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں آ چکا ہے اور بہر حال حجت پکڑنی ساتھ اس کے کہ تعلیم کی مدت مجہول ہے تو احتمال ہے کہ کہا جائے کہ یہ معاف ہے زوجین کے باب میں اس واسطے کہ اصل بدستور رہنا ان کی عشرت کا ہے اور اس واسطے کہ بیس آیتوں کی تعلیم کے مقدار میں عورتوں کی فہم غالبا مختلف نہیں ہوتی خاص کر باوجود ہونے اس عورت کے عربی اہل زبان سے جو اس کو نکاح کرتا ہے اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ نکاح کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا اس عورت سے بسبب اس چیز کے کہ اس کو یاد تھی قرآن سے اور چپ رہے مہر سے سو ہوگا مہر ثابت اس کے ذمہ میں جب میسر ہو ادا کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تجھ کو روزی دے تو اس کا معاوضہ دے سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو ہوگی اس میں تقویت واسطے اس قول کے لیکن وہ ثابت نہیں سو اگر کہا جائے کہ کس طرح صحیح ہے ٹھہرانا تعلیم قرآن کا مہر اور حالانکہ کبھی وہ نہیں سیکھتی جواب یہ ہے کہ جس طرح لکھنا سکھانا مہر ہو سکتا ہے اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے اور حالانکہ کبھی وہ لکھنا نہیں سیکھتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اختلاف نزدیک اس شخص کے جائز رکھتا ہے ٹھہرانا منفعت کا مہر یعنی جو منفعت کو مہر ٹھہراتا ہے کیا شرط ہے کہ جانے ذکاوت سیکھنے والے کی یا نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہونا اجارے کا مہر اور اگر وہ عورت مہر باندھی گئی مستاجرہ ہو سو قائم ہوگی منفعت اجارے سے مقام مہر کے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ کا اور مالکیوں کے نزدیک اس میں اختلاف ہے اور منع کیا ہے اس کو حنفیوں نے آزاد مرد میں اور جائز رکھا ہے غلام میں مگر تعلیم قرآن کے اجارے میں سو انہوں نے اس کو

مطلق منع کیا ہے بنا بر اپنے اصل کے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینی جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے عیاض نے سب علماء سے سوائے حنفیوں کے کہ قرآن کی تعلیم کے واسطے اجرت لینا جائز ہے اور روایت کی ہے یحییٰ نے مالک سے کہ یہ اجرت ہے اس کی تعلیم پر اور ساتھ اس کے جائز ہے لینا اجرت کا قرآن کی تعلیم پر اور ساتھ دونوں وجہوں کے کہا ہے شافعی رحمہ اللہ نے اور جب قرآن کا عوض لینا جائز ہے تو جائز ہے کہ قرآن خود عوض ہو اور جائز رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے ایک جہت سے تو لازم ہے کہ اس کو دوسری جہت سے بھی جائز رکھے اور کہا قرطبی نے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علمها یعنی سکھلا اس کو نص ہے بیچ امر کرنے کے ساتھ تعلیم کے اور سیاق شہادت دیتا ہے کہ یہ سبب نکاح کے ہے سو نہیں ہے التفات اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ یہ واسطے اکرام اس مرد کے تھا اس واسطے کہ حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ برخلاف اس کے کی اور یہ جو بعض کہتے ہیں کہ با ساتھ معنی لام کے ہے تو یہ صحیح نہیں نہ باعتبار لغت کے اور نہ باعتبار سیاق کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو کسی کو کہے کہ میرا نکاح فلانی عورت سے کر دے اور وہ کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے اتنے مہر کے بدلے کر دیا تو یہ کفایت کرتا ہے اور اس کی حاجت نہیں کہ خاوند کہے کہ میں نے قبول کیا کہا ہے اس کو ابو بکر رازی نے حنفیہ میں سے اور بعض نے اس کو مشکل جانا ہے اس جہت سے کہ ایجاب وقبول کے درمیان بہت فاصلہ ہو گیا تھا وہ شخص اٹھ کر اس مجلس سے چلا گیا تھا واسطے تلاش کرنے اس چیز کے جو اس کو مہر دے اور جواب دیا ہے مہلب نے ساتھ اس کے کہ سیاق قصے کا اس سے بے پرواہ کرتا ہے اور اسی طرح ہر رغبت کرنے والا نکاح میں جب جواب مانگے اور جواب دیا جائے ساتھ کسی شے معین کے اور وہ چپ رہے تو کفایت کرتا ہے جب کہ نہ ظاہر ہو اس سے قرینہ قبول کا نہیں تو شرط پہچاننا اس کی رضا مندی کا ساتھ قدر مذکور کے یعنی ساتھ اس کے کہ خاوند کہے میں نے قبول کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا تزویج اور نکاح کے لفظ کے بغیر اور خلاف کیا ہے اس کا شافعی رحمہ اللہ نے اور مالکیوں میں سے ابن دینار وغیرہ نے اور مشہور مالکیوں سے جواز اس کا ہے ساتھ ہر لفظ کے جو اس کے معنی پر دلالت کرے جب کہ مقرون ہو ساتھ ذکر مہر کے یا قصد کرے نکاح کا مانند تملیک کے اور ہبہ کے اور صدقہ کے اور بیع کے اور نہیں صحیح ہے نزدیک ان کے ساتھ لفظ اجارے کے اور نہ عاریت کے اور نہ وصیت کے اور اختلاف ہے نزدیک ان کے اباحت اور احلال میں اور جائز رکھا ہے اس کو حنفیوں نے ساتھ ہر لفظ کے کہ تقاضا کرے تابید کا ساتھ قصد کے اور جگہ دلیل کی اس حدیث سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا لیکن ایک روایت میں اس کے بدلے یہ لفظ آیا ہے زوجتکها، کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ لفظ ایک ہے قصے ایک میں اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس کے باوجود ایک ہونے مخرج حدیث کے پس ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایک لفظ واقع ہوا ہے سو ٹھیک بات ایسی جگہ میں یہ ہے کہ ترجیح کی طرف نظر کی جائے اور منقول ہے دار قطنی سے کہ ٹھیک روایت ان راویوں کی

ہے جنہوں نے لفظ زوجتکھا کا روایت کیا ہے اس واسطے کہ وہ اکثر ہیں اور زیادہ یاد رکھنے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو ساتھ لفظ تزویج کے روایت کیا ہے خاص کر ان میں حفاظ ہیں مثل مالک رحمہ اللہ کے اور کہا بغوی نے شرح سنہ میں کہ نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے منعقد ہونا نکاح کا ساتھ لفظ تملیک کے اس واسطے کہ عقد ایک تھا سو نہ تھا لفظ مگر ایک اور اختلاف کیا ہے راویوں نے اس لفظ میں جو واقع ہوا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ ساتھ لفظ تزویج کے تھا موافق قول مخاطب کے اور اس نے کہ زوجنیھا اس واسطے کہ یہی غالب ہے عقود کے امر میں اس واسطے کہ اس میں میاں بیوی کے لفظ کا اختلاف کم ہوتا ہے اور جس نے تزویج کے لفظ کے سوا اور لفظ سے اس کو روایت کیا ہے نہیں قصد کی اس نے روایت لفظ کی جس کے ساتھ عقد ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا ہے اس نے خبر دینے کا جاری ہونے عقد کے سے اوپر تعلیم قرآن کے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ منعقد ہوتا ہے نکاح ساتھ لفظ کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور یہی قول ہے حنفیہ اور مالکیہ کا اور ایک روایت احمد کی اور اکثر نصوص احمد کے دلالت کرتے ہیں اوپر موافقت جمہور کے اور استدلال کیا ہے ابن عقیل نے ان میں سے واسطے صحیح ہونے پہلی روایت کے ساتھ اس حدیث کے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اس واسطے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے نص کی ہے اس پر کہ جو کہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو اس کا نکاح اس سے منعقد ہو جاتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رغبت کرے بیچ نکاح اس عورت کے جو قدر میں اس سے زیادہ ہو تو نہیں کچھ ملامت اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ در پے اس کے ہیں کہ اس کی بات مانی جائے گی مگر یہ کہ ہو اس قسم سے کہ یقین ہو عادت میں ساتھ رد کرنے اس کے کی جیسے کوئی بازاری بادشاہ کی بیٹی کے نکاح کا پیغام کرے اور یہ کہ جو عورت کہ رغبت کرے بیچ نکاح اس شخص کے جو اس سے قدر میں اونچا ہو اس پر بالکل کوئی عار نہیں خاص کر جب کہ ہو وہاں کوئی غرض صحیح یا قصد نیک یا واسطے فضیلت دینی کے مخطوب میں یا واسطے خواہش کے کہ اس میں ہے کہ خوف ہے کہ اگر اس سے چپ رہے تو گناہ میں واقع ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر صحیح ہونے قول اس شخص کے جو ٹھہراتا ہے لونڈی کی آزادی کو عوض اس کی شرم گاہ کے کذا ذکرہ الخطابی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چپ رہنا اس عورت کا جس پر عقد کیا گیا اور وہ چپ ہو لازم ہے جب کہ نہ منع کرے کلام اس کی سے خوف یا حیا یا غیر ان کا اور یہ کہ جائز ہے نکاح عورت کا بغیر اس کے کہ سوال کیا جائے اس سے کہ کیا وہ کسی مرد کی عصمت میں ہے یا اس کی عدت میں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس حکم کا اس حدیث سے نکالنا ٹھیک نہیں ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کی حقیقت حال پر اطلاع ہو گئی ہو یا کسی نے حاضرین مجلس میں سے آپ کو اس کی خبر دی ہو اور باوجود اس احتمال کے نہیں قائم ہوتی حجت اور نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے اس پر کہ نہیں جائز واسطے حاکم کے کہ نکاح کر دے کسی عورت کا یہاں تک کہ گواہی دیں دو گواہ عادل کہ اس کا کوئی ولی خاص

نہیں اور نہ کسی مرد کی عصمت میں ہے اور نہ عدت میں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے بیچ صحیح ہونے عقد کے پہلے ہونا خطبے کا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے اس حدیث کے کسی طریق میں حمد اور نہ تشہد اور نہ کوئی چیز سوائے ان کے ارکان خطبے سے اور ظاہر یہ اس میں مخالف ہیں سو انہوں نے اس خطبے کو واجب ٹھہرایا ہے اور شافعیوں میں سے ابوعوانہ بھی ان کے موافق ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم کفو ہونا آزادی اور دین اور نسب میں ہے مال میں نہیں اس واسطے کہ مرد کے پاس کچھ چیز نہ تھی اور حالانکہ وہ عورت اس کے ساتھ راضی ہوئی اسی طرح کہا ہے ابن بطال نے اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ عورت مالدار تھی اور یہ کہ جو کسی حاجت کا طالب ہو اس کو یہ لائق نہیں کہ اس کا پیچھا کرے بلکہ طلب کرے اس کو نرمی اور رفق سے اور داخل ہوتا ہے اس میں طالب دنیا اور دین کا جو فتوئی پوچھنے والا ہو اور سائل ہو اور علم کی بحث کرنے والا ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے فقیر کے نکاح کرنا اس عورت سے جو اس کے حال کو جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے جب کہ ہو پانے والا مہر کا اور اس کے سوائے اور حقوق سے عاجز ہو اس واسطے کہ تکرار واقع ہوا تھا بیچ پانے مہر کے اور نہ پانے اس کے کی نہ قدر زائد میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس مرد کے حال پر اطلاع ہوئی ہو کہ وہ اپنی قوت اور اپنی عورت کی قوت کمانے پر قادر ہے خاص کر باوجود اس کے کہ اس زمانے کے لوگ تنگدست تھے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتے تھے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر گواہوں کے اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ یہ نکاح صحابہ کی ایک جماعت کے موجود ہونے کے وقت ہوا کما تقدم ظاهرا في اول الحديث اور کہا ابن حبیب نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے لا نكاح الا بولي وشاهدى عدل اور تعاقب کیا گیا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس کا کوئی ولی خاص نہ ہو اور جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی امام ہے اور اس حدیث میں نظر کرنی امام کی ہے اپنی رعیت کی بھلائیوں میں اور ان کو راہ بتلانا طرف اس چیز کے جو ان کو سنوارے اور نیز اس حدیث میں تکرار کرنا ہے مہر میں اور منگنی کرنا مرد کی واسطے نفس اپنے کے اور یہ کہ نہیں واجب ہے بچانا مسلمان کا حرام سے ساتھ نکاح کے جیسے کہ اس کو کھلانا اور پلانا واجب ہے اور واقع ہوئی ہے تخصیص اس پر کہ حضرت ﷺ نے نکاح کر دیا ایک مرد کا ایک عورت سے لوہے کی انگوٹھی پر اور یہی ہے نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے لوہے کی انگوٹھی کو سوائے غیر اس کے کی عروض سے روایت کی بغوی نے معجم صحابہ میں کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت فلاں عورت مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مہر کیا دے گا؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں فرمایا لوہے کی انگوٹھی کس کی ہے؟ اس نے کہا میری فرمایا: یہ اس کو دے دے سو اس کو نکاح کر دیا اور اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن داخل ہوتی ہے ایسی امہات میں۔ (فتح الباری)

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِّنْ حَدِيْدٍ. — مہر باندھنا ساتھ اسباب کے اور لوہے کی انگوٹھی کے۔

فائدہ: عروض جمع عرض کی ہے اور عرض وہ چیز ہے کہ نقد کے مقابل ہو یعنی اقسام متاع اور اسباب سوائے چاندی سونے کے یہ جو کہا لوہے کی انگوٹھی تو یہ ذکر خاص کا ہے بعد عام کے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی بھی منجملہ عروض کے ہے اور ترجمہ ماخوذ ہے باب کی حدیث سے واسطے انگوٹھی کے ساتھ تخصیص کے اور عروض کے ساتھ الحاق کے۔ (فتح)

٤٧٥٣ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِّنْ حَدِيْدٍ.

۴۷۵۳۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد کو نکاح کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی سے ہو۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی کہ نکاح کریں ہم عورت سے کپڑے پر اور پہلے باب میں چند حدیثیں گزر چکی ہیں۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ. — باب ہے بیچ بیان شرطوں کے نکاح میں یعنی جو شرطیں کہ حلال اور معتبر ہیں۔

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ. — یعنی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ حقوق کے قطع ہونے کی جگہ یا ان کا قطع ہونا شرطوں کے موجود ہونے کے وقت ہے۔

فائدہ: سعید بن منصور رحمہ اللہ نے عبدالرحمن بن غنم سے روایت کی ہے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا سو ایک مردان کے پاس آیا تو اس نے کہا اے امیر المومنین! میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور شرط کیا تھا میں نے واسطے اس کے گھر اس کا یعنی وہ اپنے گھر میں رہے گی دوسری جگہ نہیں جائے گی اور میرا ایکا ارادہ ہے کہ میں فلانی فلانی زمین کی طرف انتقال کروں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واسطے اس کے ہے شرط اس کی یعنی تجھ کو اس شرط کا پورا کرنا لازم ہے کہ اس کو کسی اور جگہ نہ لے جائے تو اس مرد نے کہا کہ مرد ہلاک ہوئے اس واسطے کہ جو عورت ان سے چاہے گی اپنے خاوند کو طلاق دے دے گی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں نزدیک جگہ قطع ہونے اپنے حقوق کے۔

وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ

اور کہا مسور نے کہ سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنے ایک داماد کو ذکر کیا سو اس داماد کی تعریف کی سو خوب تعریف کی فرمایا اس نے مجھے بات کہی سو سچ کہا اور مجھ

حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي. سے وعدہ کیا سو پورا کیا۔

فائدہ: مراد صہر سے ابو العاص رضی اللہ عنہ ہے اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالی اور غرض اس سے اس جگہ تعریف کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اوپر اس کے اس سبب سے کہ اس نے جو شرط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اس کو پورا کیا تھا۔

٤٧٥٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ.

۴۷۵۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب شرطوں میں سے جن کا تم کو پورا کرنا چاہیے اس شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس سبب سے تم نے عورتوں کی شرم گاہیں حلال کیں۔

فائدہ: یعنی سب شرطوں سے زیادہ تر پورا کرنے کے لائق نکاح کی شرطیں ہیں اس واسطے کہ امر اس کا احوط ہے اور دروازہ اس کا تنگ ہے کہا خطابی نے کہ نکاح میں شرطیں مختلف ہیں سو بعض تو ان میں سے ایسی ہیں جن کا پورا کرنا بالاتفاق واجب ہے اور وہ شرط وہ ہے جو حکم کیا ہے اللہ تعالی نے ساتھ اس کے کہ رکھنا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا ساتھ اچھی طرح کے اور اسی پر حمل کیا ہے بعض نے اس حدیث کو اور بعض ایسی شرطیں ہیں کہ ان کا پورا کرنا بالاتفاق جائز نہیں جیسے عورت شرط کرے کہ مرد پہلی عورت کو طلاق دے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن میں اختلاف ہے جیسے کہ شرط کرنا کہ اس پر کوئی اور عورت نکاح نہ کرے یا لونڈی نہ رکھے یا نہ نقل کرے اس کی اس کی جگہ سے دوسری جگہ کی طرف اور شافعیوں کے نزدیک نکاح کی شرطیں دو قسم ہیں ان میں سے بعض ایسی ہیں جو مہر کی طرف پھرتی ہیں سو ان کو پورا کرنا واجب ہے اور بعض وہ ہیں جو اس سے خارج ہیں سو ان میں حکم مختلف ہوتا ہے سو ان میں سے بعض وہ شرط ہے جو خاوند کے حق کے ساتھ متعلق ہے وسیاتی بیانہ اور بعض وہ ہے جو شرط کرتا ہے عاقد اپنے نفس کے واسطے خارج مہر سے اور بعض اس کا نام حلوان یعنی شیرینی رکھتے ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ مطلق عورت کے واسطے ہے اور یہ قول عطاء اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے واسطے ہے جس نے شرط کی (یعنی نکاح باندھنے والے کے واسطے) یہ قول مسروق اور علی بن حسین کا ہے اور بعض نے کہا کہ خاص ہے یہ ساتھ عورت کے باپ کے اس کے سوائے اور کسی ولی کے واسطے نہیں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو واجب ہے واسطے عورت کے مہر مثل اور اگر عقد سے خارج واقع ہو تو نہیں واجب ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ اگر عقد کی حالت میں واقع ہو تو منجملہ مہر کے ہے یا اس سے خارج ہے تو وہ اس شخص کے لیے ہے جس کو ہبہ ہوئی اور آیا ہے یہ مرفوع حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت کہ نکاح کی

جائے اوپر مہر کے یا حباء کے یا وعدہ کے پہلے عقد نکاح کے تو وہ واسطے عورت کے ہے اور جو بعد نکاح کے ہو تو وہ واسطے اس شخص کے ہے جو دیا گیا اور زیادہ تر لائق اکرام کے سسر ہے یا سالہ، کہا ترمذی نے بعد روایت کرنے اس کے کہ عمل اسی پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے اصحاب میں سے ان میں سے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کہا جب نکاح کرے مرد عورت سے اور شرط کرے کہ اس کو باہر نہ لے جائے تو یہ شرط لازم ہو جاتی ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور نقل میں شافعی رحمہ اللہ سے غریب ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے ان شرطوں پر جو عقد کے مخالف نہ ہوں بلکہ اس کے مقاصد سے ہوں مانند شرط ہونے عشرت کے موافق دستور کے اور خرچ کرنے کے اور لباس کے اور گھر کے اور یہ کہ نہ قصور کرے اس کے حق میں سے کچھ باری وغیرہ سے اور جیسے مرد اس پر شرط کرے کہ نہ نکلے اپنے گھر سے مگر اس کی اجازت سے اور نہ منع کرے اس کو اپنی جان سے اور نہ دست اندازی کرے اس کے مال میں مگر اس کی رضامندی سے اور بہر حال جو شرط کہ مقتضی نکاح کے مخالف ہو جیسے کہ اس کے واسطے باری نہ ٹھہرائے یا اس پر لونڈی نہ رکھے اور اس پر خرچ نہ کرے اور مانند اس کے تو نہیں واجب ہے پورا کرنا اس کا بلکہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو لغو ہو جاتی ہے اور صحیح ہو جاتا ہے نکاح ساتھ مہر مثل کے اور کہا احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے کہ واجب ہے پورا کرنا شرط کا مطلق اور مشکل جانا ہے ابن دقیق العید نے حمل کرنے اس حدیث کے کو ان شرطوں پر جو نکاح کے مقتضی سے ہوں اور کہا کہ نہیں اثر کرتی ہیں شرطیں ان امروں کے واجب کرنے میں سو نہ سخت ہوگی حاجت طرف تعلیق حکم کے ساتھ شرط ہونے ان کے کی اور سیاق حدیث کا اس کے خلاف کو تقاضا کرتا ہے اس واسطے کہ لفظ احق الشروط کا تقاضا کرتا ہے کہ بعض شرطیں وفا کا تقاضا کرتی ہیں اور بعض سخت ہیں بعض سے تقاضا میں اور جو شرطیں کہ عقد کے مقتضاء سے ہیں ان سب کا پورا کرنا برابر واجب ہے نہ یہ کہ ایک کا پورا کرنا زیادہ واجب ہے دوسرے سے اور کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ آگے بڑھ گئی ہے شرط اللہ کی عورت کی شرط سے اور یہی قول ہے ثوری اور بعض اہل کوفہ کا اور مراد حدیث میں جائز شرطیں ہیں نہ وہ جو منع ہیں اور کہا لیث اور ثوری اور جمہور نے ساتھ قول علی رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اگر اس کا مہر مثل سو روپیہ ہو اور وہ پچاس کے ساتھ راضی ہو جائے اس شرط پر کہ اس کو گھر سے نہ نکالے تو جائز ہے اس کو نکالنا اس کا اور نہیں آتا واسطے عورت کے مگر مہر مقرر اور کہا حنفیوں نے کہ عورت کے واسطے جائز ہے کہ رجوع کرے اوپر اس کے ساتھ اس چیز کے کہ کم کیا ہے اس نے واسطے مرد کے مہر سے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نکاح صحیح ہوتا ہے اور شرط لغو ہو جاتی ہے اور لازم ہے اس پر مہر مثل اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ اگر شرط کرے عورت اوپر اس کے کہ اس سے جماع نہ کرے تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں اور اسی طرح یہ بھی اور حدیث محمول ہے مذہب پر اور قوی کرتا ہے اس حمل کو جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں آئے گا کہ جو شرط کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اور جماع کرنا اور بسانا وغیرہ حقوق زوج سے جب شرط کی جائے

مرد پر کہ کوئی چیز ان میں سے عورت سے ساقط کرے تو ہوگی یہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں سو باطل ہوگی اور پہلے گزر چکا ہے بیوع میں اشارہ اس حدیث کی طرف کہ مسلمان لوگ اپنی شرطوں پر ہیں مگر جو شرط کہ حلال کو حرام کرے اور حرام کو حلال کرے اور فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں جو حق کے موافق ہو۔ (فتح)

بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِیْ لَا تَحِلُّ فِی النِّکَاحِ. بیان ہے ان شرطوں کا جو نکاح میں حلال نہیں۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے حدیث ماضی کے جو عام ہے بیچ عموم ترغیب پورا کرنے شرط کے ساتھ اس چیز کے کہ مباح ہو نہ ساتھ اس چیز کے کہ منع ہے اس واسطے کہ فاسد شرطوں کا پورا کرنا واجب نہیں سو نہیں مناسب ہے رغبت دلانی اوپر اس کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا. اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نہ شرط کرے عورت اپنی بہن کی طلاق کا۔

۴۷۵۵ ۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ زَکَرِیَّاءَ هُوَ ابْنُ أَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

۴۷۵۵ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال واسطے کسی عورت کے مانگے اپنی بہن کی طلاق کو تا کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے سو اس کو تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور چاہیے کہ نکاح کرے خاوند مذکور سے بغیر اس شرط کے کہ اگلی کو طلاق دے اور یہ جو کہا کہ نہیں حلال ہے تو یہ ظاہر ہے اس کے حرام ہونے میں اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب کہ نہ ہو وہاں کوئی سبب جو اس کو جائز رکھے مانند رشک کے عورت میں کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے کہ مرد کے نکاح میں بدستور رہے اور ہو یہ بطور محض نصیحت کے یا واسطے کسی ضرر کے کہ حاصل ہو اس کو خاوند سے یا خاوند کو اس سے یا ہو سوال اس کا ساتھ اس کے ساتھ عوض کے اور مرد کو اس کی رغبت ہو سو ہو مانند خلع کے ساتھ اجنبی کے اور سوائے اس کے مقاصد مختلفہ سے کہا ابن حبیب نے کہ حمل کیا ہے علماء نے اس نہی کو ندب پر سو اگر کرے تو نکاح نہیں ٹوٹتا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطال نے ساتھ اس کے کہ نفی حل کی صریح ہے تحریم میں لیکن لازم آتا ہے اس سے فسخ ہونا نکاح کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تغلیظ اور سختی ہے عورت پر یہ کہ اپنی بہن کی طلاق کو مانگے اور چاہیے کہ راضی ہو ساتھ اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی اور یہ جو کہا اپنی بہن تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی عورت کو کسی مرد سے کہے کہ اپنی اگلی عورت کو طلاق دے اور اس سے

نکاح کرلے اور جو خرچ کہ مطلقہ کو ملتا تھا سو اس کو ملے سو تعبیر کیا ساتھ قول اپنے کے کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے اور مراد بہن سے غیر ہے برابر ہے کہ اس کی بہن نسبت سے ہو یا رضاعت کے علاقہ سے یا دین سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کافرہ عورت حکم میں اگرچہ دین میں بہن نہ ہو یا اس واسطے کہ وہ غالب ہے یا اس واسطے کہ بہن اس کی ہے آدمی کی جنس سے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اُخت سے مراد سوکن ہے اور یہ ممکن ہے اس روایت میں جس میں لاتسأل کا لفظ آیا ہے اور جس میں شرط کا لفظ آیا ہے تو اور ظاہر ہے کہ مراد اجنبی عورت ہے جو ابھی نکاح میں نہ آئی ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ لفظ کہ چاہیے کہ نکاح کرے مرد مذکور سے بغیر اس شرط کے بنا پر اس کے سو مراد بہن سے بہن دینی ہے اور کہا بعض شافعیوں نے کہ یہ حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمان عورت کے اور ابن قاسم نے کہا کہ اگر پہلی عورت فاسقہ ہو تو وہ مستثنیٰ ہے اور جمہور کے نزدیک کوئی فرق نہیں اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ نکاح کرے تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ چاہیے کہ نکاح کرے وہ عورت اس مرد کو بغیر اس کے کہ درخواست کرے واسطے نکالنے اپنی سوکن کے اس کے نکاح سے بلکہ سپرد کرے کام کو اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی ہے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ اگرچہ وہ اس کا سوال کرے اور شرط کرے لیکن نہیں واقع ہوگا مگر جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے پس لائق ہے کہ نہ خواہش کرے وہ عورت واسطے اس گناہ کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز اس سے ساتھ مجرد ارادے اس کے کی اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ نسبی اور رضائی بہن اس میں داخل نہیں ہوتی اس واسطے کہ اگر اخت سے مراد بہن ہوتی تو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا اور حالانکہ اس کو حکم کیا کہ اس کو نکاح کرے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس مرد کو چھوڑ دے اور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے یا مراد وہ معنی ہیں جو دونوں امر کو شامل ہوں اور معنی یہ ہیں کہ چاہیے کہ نکاح کرے جو میسر ہو سو اگر اگلی عورت اجنبی ہو تو چاہیے کہ اس مرد سے نکاح کرے اور اگر اس کی بہن ہو تو اکو چھوڑ کر اور مرد کو نکاح کرے۔ (فتح)

بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

زردی لگانا واسطے نکاح کرنے والے کے روایت کیا ہے اس بات کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس کو ساتھ نکاح کرنے والے کے اور اس میں اشارہ ہے طرف تطبیق کے درمیان حدیث باب کے اور حدیث نہی کی کہ مردوں کو زردی لگانی منع ہے۔ (فتح)

۴۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ

۴۷۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

خبر دی کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے۔

٤٧٥٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ فَأَتٰى حُجَرَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْعُوْ وَيَدْعُوْنَ لَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَأٰى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا أَدْرِيْ أَخْبَرْتُهٗ أَوْ أُخْبِرَ بِخُرُوْجِهِمَا.

۴۷۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا سو مسلمان کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا پھر نکلے جیسے کہ آپ کا نیا نکاح کرنے کے وقت عادت تھی سو اپنی بیویوں کے حجروں میں آئے دعا کرتے اور وہ دعا کرتیں پھر پلٹے سو دو مردوں کو دیکھا میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی نے خبر دی ان کے نکلنے کے ساتھ۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کرنے کے قصے میں زردی کا ذکر واقع نہیں سو گویا کہ وہ کہتا ہے کہ نکاح کرنے والے کے واسطے زردی جائز ہے نہ یہ کہ شرط ہے واسطے ہر نکاح کرنے والے کے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُدْعٰى لِلْمُتَزَوِّجِ.

کس طرح دعا کی جائے واسطے نکاح کرنے والے کے

٤٧٥٨ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ إِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ

۴۷۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر، فرمایا اللہ تجھ پر برکت کرے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

اللهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس باب کے اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے رد کرنا عام لوگوں کے قول کو جو شادی کے وقت کہتے تھے بالرفاء والبنین اور رفاء کے معنی ہیں پیوند یا یہ دعا ہے واسطے خاوند کے ساتھ میل اور الفت کے یعنی اللہ تعالی تم دونوں کو آپس میں جوڑے اور یہ ایک کلمہ تھا کہ کفر کی حالت میں لوگ اس کو کہا کرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو منع ہوا چنانچہ ایک مرد تمیمی سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت کے وقت میں کہتے تھے بالرفاء والبنین پھر جب اسلام آیا تو حضرت ﷺ نے ہم کو سکھلایا فرمایا یوں کہا کرو بارك الله لكم وبارك فيكم وبارك عليكم اور اختلاف ہے بیچ علت نہی کے کہ اس کے منع ہونے کا کیا سبب ہے سو کہا بعض نے اس واسطے کہ نہ اس میں حمد ہے نہ ثناء اور نہ ذکر اللہ کا اور بعض نے کہا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف بغض بیٹیوں کے واسطے خاص کرنے بیٹوں کے ساتھ ذکر کے کہا ابن منیر نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس لفظ کو مکروہ جانا اس واسطے کہ اس میں جاہلیت کے قول کی موافقت ہے اس واسطے کہ وہ اس کو بطور فال لینے کے کہتے تھے نہ بطور دعا کے سو ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بطور دعا کے کہا جائے تو اس میں کچھ کراہت نہیں جیسے اللهم الف بينهما وارزقهما بنين صالحين مثلا یا مانند اس کے اور دلالت کرتا ہے فعل بخاری رحمہ اللہ کا اس پر کہ دعا واسطے نکاح کرنے والے کے ساتھ برکت کے مشروع ہے اور نہیں ہے کوئی شک کہ یہ لفظ برکت کا جامع ہے داخل ہوتا ہے اس میں ہر مقصود اولاد وغیرہ سے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو پہلے گزری کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا بارك الله لك اور حدیثیں اس باب میں معروف ہیں۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِي يَهْدِيْنَ الْعَرُوْسَ وَلِلْعَرُوْسِ.

باب ہے بیچ بیان دعا کرنے کے واسطے ان عورتوں کے جو راہ دکھلاتی ہیں دلہن کی طرف خاوند کے اور دعا واسطے دولہا اور دلہن کے۔

فائدہ: يهدين ساتھ فتح اول کے ہدایت سے ہے اور ساتھ ضمہ اس کے ہدیہ سے اور چونکہ دلہن تیار کی جاتی ہے اپنے گھر والوں کے نزدیک سے طرف خاوند کی تو محتاج ہوئی طرف اس شخص کے جو اس کو خاوند کی طرف راہ دکھلائے یا اطلاق کیا گیا ہے اس پر کہ وہ ہدیہ ہے اور بہر حال قول اس کا واسطے عروس کے سو یہ اسم ہے واسطے دولہا اور دلہن کے وقت اول جمع ہونے ان کے کی شامل ہے مرد اور عورت کو اور وہ داخل ہے بیچ قول عورتوں کے على الخير والبركة اس واسطے کہ یہ شامل ہے مرد کو اور اس کو بیوی کو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو وارد ہوئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعض طریقوں میں اور اس میں ہے کہ اس کی ماں نے جب اس کو حضرت ﷺ کی گود میں بٹھلایا تو کہا یہ آپ کی بیوی ہے اللہ آپ کو ان میں برکت کرے۔ (فتح)

۴۷۵۹ ۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّيْ فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَآئِرٍ.

۴۷۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی تو اس نے مجھ کو حضرت ﷺ کے گھر میں داخل کیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ انصار کی چند عورتیں گھر میں تھیں سو انہوں نے دعا کی خیر اور برکت ہو اور بہتر نصیب پر۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پورے طور سے پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس حدیث کا مخالف ہے واسطے ترجمے کے اس واسطے کہ اس میں دعا ہے عورتوں کی جس کے لیے دلہن ہدیہ کی گئی یعنی خاوند نہ دعا واسطے ان کے کہا کرمانی نے کہ ماں ہے راہ دکھانے والی واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو تیار کی گئی ہے سو انہوں نے دعا کی واسطے ماں کے اور واسطے اس کے جو اس کے ساتھ تھی اور واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے جب کہ انہوں نے کہ تم خیر پر آئے ہو اور یہ جواب خوب ہے حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے مناسبت واسطے ترجمہ کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ عورتوں کے وہ عورت ہے جو راہ دکھلائے دلہن کو برابر ہے کہ تھوڑی ہوں یا بہت اور یہ کہ جو وہاں موجود ہو وہ دعا کرے واسطے اس کے جو دلہن کو حاضر کرے اور نہیں ہے مراد اس کی دعا کرنی واسطے ان عورتوں کے جو گھر میں حاضر ہوں دلہن کے آنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ ہو لام ساتھ معنی با کے اوپر حذف کے یعنی دعا جو خاص کی گئی ہے ساتھ عورتوں کے اور احتمال ہے کہ وہ الف لام بدل ہو مضاف الیہ سے اور تقدیر یہ ہے کہ دعا داعی عورتوں کے واسطے مہدی عورتوں کے اور احتمال ہے کہ ہو لام ساتھ من کے یعنی دعا جو صادر ہے عورتوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نبی جدرہ کی چند لڑکیوں میں گزرے جو کہتی تھیں فحیونا نحییکم نبی ﷺ نے فرمایا یوں کہو حیانا اللہ وحیاکم پس اس میں دعا ہے واسطے ان عورتوں کے جو دلہن کو راہ دکھلاتی ہیں یا اس کو بطور تحفہ کے اس کے خاوند کے پاس بھیجتی ہیں۔ (فتح) اور خیر طائر سے مراد فال نیک ہے اور طائر آدمی کا عمل ہے جو اس کے گلے کا ہار ہے اور ابن سیرین نے کہا کہ طائر آدمی کا وہ ہے جو اس کو علم میں حاصل ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبِنَآءَ قَبْلَ الْغَزْوِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو دوست رکھتا ہے اپنی عورت کی صحبت کو جس سے اس نے صحبت نہیں کی جہاد سے پہلے یعنی جب کہ حاضر ہو جہاد میں تاکہ اس کا دل جمع ہو۔

۴۷۶۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا.

۴۷۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد کیا پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے سو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا اور وہ چاہتا ہو کہ اپنی عورت سے صحبت کرے اور ابھی تک اس نے صحبت نہیں کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اختلاف ہے اس پیغمبر کے نام میں کہ داؤد علیہ السلام تھے یا یوشع علیہ السلام؟ کہا ابن منیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے رد عام لوگوں پر اس امر میں کہ حج کو نکاح میں مقدم کرتے ہیں اس گمان سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعفف پکا ہوتا ہے بعد حج کے بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ تعفف اختیار کرے پھر حج کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو عورت سے صحبت کرے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی ہو۔

۴۷۶۱ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

۴۷۶۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان سے صحبت کی اور حالانکہ وہ نو برس کی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ.

سفر میں شادی کرنے کا بیان۔

۴۷۶۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى وَلِيْمَتِهِ

۴۷۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینے کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت کی سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت چمڑے کے دستر خوان

فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

بچھانے کا حکم کیا سو اس میں کچھ کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈالا گیا سو یہ آپ ﷺ کا ولیمہ ہوا تو مسلمانوں نے کہا صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ایک ماں ہے یعنی حضرت ﷺ کی ایک بیوی ہے آزاد عورتوں میں سے یا لونڈی؟ سو انہوں نے کہا کہ اگر حضرت ﷺ نے اس کو پردہ کیا تو وہ حضرت ﷺ کی بیویوں میں سے ہے اور اگر اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈیوں میں سے ہے سو جب حضرت ﷺ نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سنت اقامت کی پاس شوہر دیدہ عورت کے نہیں خاص ہے ساتھ وطن کے اور نہیں مقید ہے ساتھ اس شخص کے کس کی کوئی اور عورت بھی ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جواز تاخیر اشغال عامہ کا واسطے شغل خاص کے جب کہ اس کے ساتھ کوئی غرض فوت نہ ہوتی ہو اور اہتمام ساتھ کھانے شادی کے اور قائم کرنا سنت نکاح کا ساتھ خبر دینے اس کے کی اور سوائے اس کے اس قسم سے جو پہلے گزرا۔ (فتح)

بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَّلَا نِيرَانٍ.

لانا دلہن کا خاوند کے گھر میں یا داخل ہونا دولہا کا دلہن پر دن کو بغیر سواری اور آگ جلانے کے۔

٤٧٦٣ ـ حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى.

۴۷۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی سو وہ مجھ کو گھر میں لائی سو اچانک نہ پایا اور ڈرایا مجھ کو مگر حضرت ﷺ نے یعنی اچانک میرے پاس اندر آئے چاشت کے وقت۔

فائدہ: یہ جو کہا دن کو تو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ بیوی پر داخل ہونا نہیں خاص ہے ساتھ رات کے اور یہ جو کہا بغیر مرکب ولا نیران تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو روایت کی ہے سعید بن منصور نے کہ عبداللہ بن قرط پر اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص پر عامل تھا دولہا اور دلہن گزرے اور لوگ ان کے آگے آگ جلاتے تھے یعنی مشعلیں سو ان کو دُرّے مارے سے مارا یہاں تک کہ لوگ دولہا دلہن سے جدا ہوئے پھر خطبہ پڑھا سو کہا کہ تم دولہا

دلہن کے آگے آگ جلاتے ہو اور کافروں کی مشابہت کرتے ہو اور اللہ ان کی روشنی کو بجھانے والا ہے۔ (فتح) اور مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ دن کو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے بغیر سواری اور آگ کے۔ (فتح)

بَابُ الْاَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَآءِ. پکڑنا انماط کو اور جو اس کے مانند ہو واسطے عورتوں کے۔

فائدہ: انماط جمع نمط کی ہے اور نمط ایک قسم کا کپڑا اور فرش ہوتا ہے بہت باریک اور نفیس کبھی اس کو کجاوے پر ڈالتے ہیں اور کبھی اس کا پردہ بناتے ہیں۔

فائدہ: انماط کا بیان علامات النبوۃ میں گزر چکا ہے اور مراد نحوہ سے کلال اور پردے اور فرش ہیں اور جو ان کے معنی میں ہے۔

٤٧٦٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ اَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنّٰى لَنَا اَنْمَاطٌ قَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ.

۴۷۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے انماط کو پکڑا ہے؟ میں نے کہا یا حضرت! ہم کو انماط کہاں میسر ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ میسر ہوں گے۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے وجہ استدلال کی اس حدیث سے جواز پر اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ ایک جنگ میں تھے سو میں نے نمط لیا اور اس کو دروازے پر لٹکایا یعنی زینت کے واسطے سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے اور پردے کو دیکھا تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک میں ناخوشی پہچانی سو حضرت ﷺ نے اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا لپیٹیں سو میں نے اس کو کاٹ کر دو تکیے بنائے پس حضرت ﷺ نے مجھ پر عیب نہ کیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں مکروہ ہے پکڑنا انماط واسطے ذات اس کی کے بلکہ واسطے اس چیز کے کہ کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور استدلال کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ کی عورت نے ساتھ اس کے اوپر جواز کے۔ (فتح)

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ يَهْدِيْنَ الْمَرْاَةَ اِلٰى زَوْجِهَا وَدُعَآئِهِنَّ بِالْبَرَكَةِ. باب ہے بیچ بیان میں ان عورتوں کے جو عورت کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچاتی ہیں۔

٤٧٦٥ ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا زَفَّتِ

۴۷۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو ایک انصاری مرد یعنی اس کے خاوند کے پاس سنوار کے بھیجا یعنی بعد نکاح کر دینے کے تو حضرت ﷺ نے

امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ.

فرمایا کہ اے عائشہ! تمہارے پاس کھیل نہ تھا اس واسطے کہ انصاریوں کو کھیل خوش معلوم ہوتا ہے یعنی دف بجانا اور شعر گانا جس میں خلاف شرع مضمون نہ ہو۔

فائدہ: ابو الشیخ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک یتیم لڑکی کی ایک انصاری سے شادی کر دی اور میں بھی ان میں تھی جنہوں نے اس کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچایا سو جب ہم پھرے تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا ہم نے سلام کیا اور برکت کی دعا کی پھر ہم پھرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کیوں نہ بھیجا تم نے ساتھ اس کے لونڈی کو جو دف بجاتی اور گاتی؟ میں نے کہا کیا گاتی فرمایا یہ گاتی:

اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم ولولا الحنطة السمراء لم تسمن عذاراکم

اور نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو رخصت دی ساتھ کھیل کے وقت شادی کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور طبرانی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے سو کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ اس میں اجازت دیتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ نکاح ہے زنا نہیں پکارو نکاح کو اور حاکم کی روایت میں ہے کہ مشہور کرو نکاح کرو اور اس پر دف بجاؤ اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حلال اور حرام کے درمیان فرق دف بجانا ہے اور یہ جو فرمایا کہ دف بجاؤ تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ عورتوں کے لیکن یہ ضعیف ہے اور قوی حدیثوں سے صرف عورتوں کے واسطے اجازت ہے سو نہ ملحق ہوں گے ساتھ ان کے مرد واسطے عام ہونے نہی کے ان کے ساتھ مشابہت کرنے سے۔ (فتح)

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوْسِ.

دلہن کو ہدیہ اور تحفہ بھیجنے کا بیان یعنی جس دن وہ اپنے خاوند کے گھر میں لائی جائے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ

ابو عثمان سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ ہم پر گزرے بنی رفاعہ کی مسجد میں یعنی بصرے میں سو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس گزرتے تو اس پر داخل ہوتے اور اس کو سلام کرتے پھر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ دولہا تھا یعنی اور زینب رضی اللہ عنہا دلہن تھی جب حضرت ﷺ کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ہم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا
افْعَلِيْ فَعَمَدَتْ إِلٰى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ
فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِيْ بُرْمَةٍ فَأَرْسَلَتْ بِهَا
مَعِيَ إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِيْ
ضَعْهَا ثُمَّ أَمَرَنِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ رِجَالًا
سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ قَالَ
فَفَعَلْتُ الَّذِيْ أَمَرَنِيْ فَرَجَعْتُ فَإِذَا
الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى تِلْكَ
الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ
جَعَلَ يَدْعُوْ عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُوْنَ مِنْهُ
وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَأْكُلْ
كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ حَتّٰى تَصَدَّعُوْا
كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ
وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ
ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْوَ الْحُجُرَاتِ وَخَرَجْتُ فِيْ إِثْرِهِ
فَقُلْتُ إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ
الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَإِنِّيْ لَفِي
الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ
لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ
إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ
فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ
ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ

حضرت ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو خوب ہو تو میں
نے اس سے کہا کہ کر جو کہتی ہے تو اس نے کھجور اور گھی
اور پنیر کی طرف قصد کیا سو ان کا ہانڈی میں حلوہ بنایا اور
مجھ کو دے کر آپ ﷺ کی طرف بھیجا سو میں ان کو لے
کر حضرت ﷺ کی طرف چلا یعنی سو جب میں
حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ اس کو رکھ دے پھر مجھ کو حکم دیا سو فرمایا کہ مردوں کو
میرے پاس بلا آپ نے ان کا نام لیا اور فرمایا میرے
پاس بلا لا جس سے تو ملے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے میں نے کیا
جو آپ ﷺ نے مجھ کو حکم دیا پھر میں پھرا سو اچانک میں
نے دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے سو میں نے
حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے
پر رکھے پھر کلام کیا جو اللہ نے چاہا یعنی اس کے واسطے
برکت کی دعا کی پھر دس دس مرد کو بلانے لگے اس سے
کھاتے تھے اور ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو
اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے قریب طرف سے کھائے یعنی
برتن کے بیچ سے نہ کھائے اور نہ دوسرے کی طرف سے
یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے سو نکلا ان میں سے جو
نکلا اور باقی رہے چند مرد بات کرتے، انس رضی اللہ عنہ نے کہا
سو میں غمناک ہونے لگا پھر حضرت ﷺ اپنی بیویوں
کے حجروں کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے نکلا
سو میں نے کہا کہ وہ چلے گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور
گھر میں داخل ہوئے اور پردہ ڈالا اور البتہ میں حجرے
میں تھا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے یعنی آیت پڑھتے
تھے کہ اے ایمان والو! مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں

مِنكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ﴾ قَالَ أَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ أَنَسٌ إِنَّهُ خَدَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ.

میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو کھانے کے واسطے نہ انتظار کرتے اس کے پکنے کا لیکن جب تم بلائے جاؤ تب جاؤ پھر جب تم کھا چکو تو چلے جائے اور نہ آپس میں جی لگاتے باتوں میں بے شک تمہاری یہ بات ایذا دیتی تھی پیغمبر ﷺ کو سو وہ تم سے شرماتا تھا اور اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا حق بات سے، کہا ابو عثمان نے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کی دس برس خدمت کی۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے علامات النبوۃ میں بیان معجزے آپ کے کا بیچ بہت ہونے کھانے کے اور مشکل جانا ہے عیاض نے اس چیز کو جو واقع ہوئی ہے اس حدیث میں کہ زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ حلوے کے ساتھ تھا جو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف تحفہ بھیجا سو حضرت ﷺ نے اس پر دعا کی اور دس دس کو بلا کر کھلایا یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے اور مشہور یہ روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ روٹی اور گوشت سے کیا اور نہیں واقع ہوا ہے اس قصے میں بہت ہونا طعام کا بلکہ اس میں صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ تطبیق دونوں روایتوں میں ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ جنہوں نے روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھایا تھا وہ اور تھے اور جنہوں نے حلوہ کھایا تھا وہ اور لوگ تھے جو اس کے بعد بلائے تھے اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے حلوے کا آنا اور روٹی گوشت کا موجود ہونا ایک وقت میں واقع ہوا تھا سو سب لوگوں نے سب کھانے سے کھایا روٹی گوشت سے بھی اور حلوے سے بھی اور بڑا تعجب ہے کہ عیاض روٹی گوشت کے قصے میں طعام کے بہت ہونے سے کس طرح انکار کرتا ہے باوجود اس کے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس پر بکری کے ساتھ ولیمہ کیا اور کہتا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور بکری کی کیا قدر ہوتی ہے تا کہ سب مسلمان پیٹ بھر کر کھائیں اور سب سیر ہو جائیں اور حالانکہ وہ اس وقت ہزار کے برابر تھے اگر نہ ہوتی برکت حاصل ہوئی منجملہ آپ کے معجزوں کے بیچ بہت ہونے طعام کے اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں غمناک ہونے لگا تو اس کا سبب وہ چیز ہے جو کبھی حضرت ﷺ نے شرم کی کہ ان کو اٹھنے کے ساتھ حکم کریں اور غافل ہونے ان کے سے ساتھ بات کرنے کے عمل کرنے سے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے اس وقت تخفیف سے۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوْسِ وَغَيْرِهَا.

دولہا دلہن کے واسطے کپڑے وغیرہ مانگ کے لینے کا بیان۔

۴۷۶۶ ـ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ

۴۷۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجُعِلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةٌ.

اسماء سے ہار مانگ کر لیا وہ گم ہوا تو حضرت ﷺ نے چند اصحاب کو اس کی تلاش کے واسطے بھیجا سو ان کو نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھی پھر جب حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی سو تیمم کی آیت اتری تو اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالی تجھ کو نیک بدلہ دے قسم ہے اللہ کی کہ تجھ پر کبھی کوئی مصیبت نہیں اتری مگر کہ اللہ تعالی نے واسطے تیرے اس سے خلاصی ٹھہرائی اور مسلمانوں کے واسطے اس میں برکت کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التیمم میں گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس کے معنی کی جہت سے ہے جو جامع ہے درمیان ہار کے اور غیر اس کے اقسام لباس سے کہ زینت کی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے زوج کے عام تر اس سے کہ شادی کے وقت ہو یا بعد اس کے اور کتاب الھبہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث گزر چکی ہے جو اس سے خاص تر ہے اور وہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں میرے پاس ایک روئی کی چادر تھی سو نہ تھی کوئی عورت مدینے میں جو زینت کی جاتی کہ اس کو مجھ سے منگوا بھیجتی اور ترجمہ باندھا ہے اس پر بخاری رحمہ اللہ نے الاستعارۃ للعرس عند البناء اور لائق ہے کہ اس ترجمہ کو اور اس کی اس حدیث کو اس جگہ دل میں حاضر رکھا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ.

جب مرد اپنی بیوی سے صحبت کرے تو کیا کہے؟۔

٤٧٦٧ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَأْتِي أَهْلَهُ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذٰلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

۴۷۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ اللھم سے ما رزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الہی! بچائے رکھ مجھ کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو ہماری اولاد سے سو اگر بیوی، خاوند کے درمیان اس صحبت سے کوئی لڑکا قسمت میں ہو گا تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب کوئی اپنی عورت سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ مفسر ہے واسطے اور روایتوں کے اور دلالت کرتا ہے کہ قول پہلے شروع کے ہے اور اختلاف ہے بیچ ضرر کے جس کی نفی کی گئی کہ اس سے کیا مراد ہے بعد اتفاق کے اس پر کہ یہ ضرور عموم پر محمول نہیں کہ ہر قسم کے ضرر کو شامل ہو اگرچہ ہے وہ ظاہر بیچ حمل کرنے کے اوپر عموم احوال کے صیغے نفی کے سے ساتھ تائید کے اور اس کا سبب وہ ہے جو بدء الخلق میں پہلے گزر چکا ہے کہ شیطان ہر آدمی کو پیدا ہونے کے وقت پیٹ میں چوکتا ہے مگر جو اس سے مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ یہ چوکنا بھی ایک قسم کا ضرر ہے باوجود اس کے کہ وہ سبب ہے اس کے چلانے کا پھر اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ نہیں قابو پاتا ہے اوپر اس کے بسبب برکت بسم اللہ پڑھنے کے بلکہ ہوتا ہے منجملہ ان بندوں کے جس کے حق میں کہا گیا **ان عبادی لیس لك علیهم سلطان** اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کو بیہوش نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ نہیں ضرر کرتا اس کو بدن میں اور کہا ابن دقیق العید نے کہ احتمال ہے کہ اس کو دین میں بھی ضرر نہ کرے لیکن بعید کرتا ہے اس کو انتفا عصمت کا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خاص ہونا اس شخص کا کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ عصمت کے بطریق وجوب کے ہے نہ بطور جواز کے سو نہیں ہے کوئی مانع کہ پایا جائے وہ شخص کہ نہ صادر ہو اس سے گناہ جان بوجھ کے اگرچہ اس کے واسطے واجب نہیں اور کہا داؤد نے کہ معنی **لم یضرہ** کے یہ ہیں کہ نہیں فتنے میں ڈالتا اس کو اس کے دین سے طرف کفر کی اور یہ مراد نہیں کہ وہ گناہ سے معصوم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہیں ضرر کرتا اس کو یعنی نہیں شریک ہوتا اس کے باپ کو اس کی ماں کے جماع میں اور مجاہد سے روایت ہے کہ جو جماع کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کی احلیل پر لپٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہو کر جماع کرتا ہے اور شاید یہ قریب تر ہے سب جوابوں سے اور تائید کرتا ہے پہلے جواب کی کہ بہت لوگ جو اس فضیلت عظیم کو پہنچانتے ہیں جماع کے وقت اس سے غافل ہوتے ہیں اور تھوڑے جو اس کو کرتے ہیں تو اس کے ساتھ حمل واقع نہیں ہوتا سو جب یہ نادر ہے تو نہیں ہے بعید اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مستحب ہونا بسم اللہ اور دعا کا ہے اور محافظت کرنا اوپر اس کے یہاں تک کہ جماع کی حالت میں بھی اور اس میں پنجہ مارنا ہے ساتھ ذکر اللہ کے اور دعا اس کی کے شیطان سے اور برکت ساتھ نام اس کے اور پناہ مانگنے ساتھ اس کے سب بدیوں سے اور اس میں اشعار ہے کہ وہی ہے آسان کرنے والا اس عمل کو اور مدد دینے والا اوپر اس کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ شیطان ملازم ہے واسطے آدمی کے نہیں ہٹتا اس سے مگر جب اللہ کا ذکر کرے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ بے وضو اللہ کا ذکر کرنا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَلِيمَةِ حَقٌّ. ولیمہ یعنی شادی بیاہ کا کھانا کرنا حق ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو طبرانی نے روایت کی ہے بطور رفع کے کہ ولیمہ حق ہے اور دوسرے دن کا کھانا موافق دستور کے ہے اور تیسرے دن کا کھانا فخر ہے اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدتر کھانوں میں

ولیمہ کا کھانا ہے کہ مالدار کو بلایا جائے اور مسکین کو چھوڑ دیا جائے اور وہ حق ہے اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ولیمہ حق اور سنت ہے سو جو اس کی طرف بلایا جائے اور وہ دعوت قبول نہ کرے تو اس نے نافرمانی کی، اور احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کا کھانا کرنا ضروری ہے کہا ابن بطال نے کہ ولیمہ حق ہے یعنی باطل نہیں ہے بلکہ اس کی طرف بلایا جائے اور یہ سنت فضیلت کی ہے اور حق سے مراد وجوب نہیں پھر کہا اس نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو واجب کہا ہو اور کہا بعض شافعیوں نے کہ وہ واجب ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم دیا اور اس واسطے کہ اس کا قبول کرنا واجب ہے تو واجب ہوگا اور جواب یہ ہے کہ وہ کھانا واسطے خوشی کے ہے جو نئی پیدا ہوئی سو مشابہ ہوگا باقی طعاموں کو اور وہ محمول ہے اوپر استحباب کے ساتھ دلیل اس چیز کے جو ہم نے ذکر کی اور اس واسطے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بکری کے اور بکری بالاتفاق واجب نہیں اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ ولیمہ واجب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

اور کہا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد اس سے وارد کرنا امر کے صیغے کا ہے ساتھ ولیمہ کے اور یہ کہ اگر اس کے ترک کرنے کی رخصت ہوتی تو البتہ نہ واقع ہوتا ساتھ پورا کرنے اس کے بعد گزر جانے دخول کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ وقت اس کے کہ کیا وہ وقت عقد کے ہے یا بعد اس کے یا وقت دخول کے یا بعد اس کے یا فراخ ہے وقت اس کا ابتداء عقد سے انتہاء دخول تک اس میں کئی قول ہیں صحیح تر مالکیوں کے مستحب ہونا اس کا ہے بعد دخول کے اور مالکیوں کی ایک جماعت سے یہ روایت ہے کہ وقت عقد کے ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ وہ عقد کے وقت ہے اور بعد دخول کے اور کہا ابن سبکی نے کہ ہمارے ساتھیوں کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت فراخ ہے عقد کے وقت سے پہلے اور پیچھے کہا اس نے اور منقول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے یہ ہے کہ وہ دخول کے بعد ہے شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف قصے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اس باب میں صریح ہے اس میں کہ وہ دخول کے بعد ہے واسطے قول اس کے بیچ اس کے صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت عروسی میں ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے سو لوگوں کو بلایا اور کہا بعض مالکیوں نے کہ مستحب ہے کہ ہو وقت بنا کے اور واقع ہو دخول بعد اس کے اور اسی پر ہے عمل لوگوں کا آج کے دن، پس حاصل یہ ہے کہ وہ وقت دخول کے ہے اور بعد اس کے۔ (فتح)

٤٧٦٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ وَكَانَ أَوَّلَ مَا أُنْزِلَ فِي مُبْتَنَى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَقُوْمُوْا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ

۴۷۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دس برس کا تھا وقت آنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں سو میری مائیں اور خالہ وغیرہ ہمیشہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھتی تھیں یا مجھ کو خدمت پر رغبت دیتی تھیں سو میں نے دس برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور حالانکہ میں بیس برس کی عمر کا تھا اور میں پردے کا حال سب لوگوں سے زیادہ تر جانتا تھا جب کہ اتارا گیا اور تھا پہلے پہل اترنا اس کا بیچ وقت بنا کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس حال میں کہ دولہا تھے سو لوگوں کو بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر باہر نکلے اور ان میں سے ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باقی رہی سو وہ بہت دیر تک بیٹھے رہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر باہر نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تا کہ وہ نکلیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر آئے پھر آپ نے گمان کیا کہ وہ نکل گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پلٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ پلٹا یہاں تک کہ جب زینب رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اچانک دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں اٹھے نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے اور گمان کیا کہ وہ باہر نکلے سو پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک دیکھا کہ وہ نکل گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کا حکم اتارا گیا۔

خَرَجُوا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ وَأَنْزَلَ الْحِجَابَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ احزاب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْوَلِيْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ. ولیمہ کرنا اگرچہ ایک بکری ہو یعنی واسطے اس شخص کے جو مالدار ہو۔

۴۷۶۹ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ كَمْ أَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَى الْأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَلٰى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ أُقَاسِمُكَ مَالِيْ وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتَيَّ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ إِلَى السُّوْقِ فَبَاعَ وَاشْتَرٰى فَأَصَابَ شَيْئًا مِّنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۴۷۶۹ ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور اس نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا تھا کہ تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے کہا کہ گٹھلی کے برابر سونا، اور حمید سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو مہاجرین انصاریوں کے پاس اترے سو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس اترا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میں اپنی ایک عورت کو تیرے لیے طلاق دیتا ہوں اس نے کہا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے سو وہ بازار کی طرف نکلا سو اس نے خرید و فروخت کی سو حاصل کی کچھ چیز پنیر اور گھی سے پھر نکاح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

فائدہ: طبرانی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش یعنی مہاجرین اور انصاریوں کے درمیان برادری کرائی سو سعد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا سو سعد رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر لے گیا اور کھانا منگوایا اور دونوں نے مل کر کھایا پھر کہا کہ انصاریوں کو معلوم ہے کہ میں ان میں زیادہ مالدار ہوں سو میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میری دو عورتیں ہیں سو دیکھ تو کس کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لینا سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے تیرے اہل اور مال میں برکت کرے مجھ کو بازار کی راہ بتلا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا کوئی بازار ہے جس میں سوداگری ہوتی ہو؟ اس نے کہا ہاں بازار

قینقاع کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ہم ٹھہرے جتنا اللہ نے چاہا پھر وہ آیا اور اس پر زردی کا داغ تھا اور وضر کے معنی ہیں اثر اور صفرۃ سے مراد زردی خلوق کی ہے اور خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے اور ایک روایت میں ودغ زعفران کا لفظ آیا ہے یعنی وہبہ زعفران کا اور ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ مہیم اور اس کے معنی ہیں کیا حال ہے تیرا کیا ہے یہ؟ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں خبر دے اور یہ جو کہا کہ نواۃ کے برابر سونا تو اس میں اختلاف ہے کہ نواۃ سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کھجور کی ایک گٹھلی مراد ہے اور یہ کہ اس کی قیمت اس وقت پانچ درہم تھی اور بعض نے کہا کہ اس وقت اس کا اندازہ چوتھائی دینار کے برابر تھا اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ کھجور کی گٹھلی مختلف ہوتی ہے کوئی بڑی ہوتی ہے اور کوئی چھوٹی سو یہ معیار نہیں ہو سکتی اور بعض نے کہا کہ نواۃ ذھب اس چیز سے مراد ہے جس کی قیمت چاندی کے پانچ درہم ہوں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اور نقل کیا ہے اس کو عیاض نے اکثر علماء سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ بیہقی کی روایت میں ہے کہ کہا قتادہ رحمہ اللہ نے نواۃ ذہب کی قیمت پانچ درہم ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد سونے کے پانچ درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن فارس نے اور بعض نے کہا کہ اس کی قیمت پونے چار درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے احمد نے اور بعض نے کہا کہ ساڑھے تین درہم بعض نے کہا کہ سوا تین درہم اور بعض مالکیوں سے روایت ہے کہ نواۃ مدینے والوں کے نزدیک چوتھائی دینار کی ہے اور اس کی تائید کرتا ہے جو طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کا وزن چوتھائی دینار کی ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مراد چوتھائی نش کی ہے اور نش آدھا اوقیہ ہے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو نواۃ کا وزن پانچ درہم ہوگا اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے ابو عوانہ اور دوسرے لوگوں نے اور یہ جو فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو تو یہ استناعیہ نہیں ہے بلکہ واسطے تقلیل کے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اگر میں پتھر اٹھاتا تو امید رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سے سونا یا چاندی پاؤں تو گویا کہ اشارہ کیا اس نے اس کی طرف جو دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کی تھی کہ اس کے مال میں برکت ہو سو قبول ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی ہر ایک بیوی کو لاکھ لاکھ آیا یعنی درہم یا دینار، میں کہتا ہوں کہ وہ چار عورتیں چھوڑ مرا تھا سو ہوگا سارا ترکہ بتیس لاکھ اور یہ ترکہ بہ نسبت ترکہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جس کی شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے نہایت تھوڑا ہے سو احتمال ہے کہ مراد عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ترکے میں اشرفیاں ہوں اور مراد زبیر رضی اللہ عنہ کے ترکے میں درہم ہوں اس واسطے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے مال کا بہت ہونا نہایت مشہور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مؤکد ہونے امر ولیمہ کے وقت تقدم البحث فیہ اور اس پر کہ وہ دخول کے بعد ہو اور نہیں دلالت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اگر فوت ہو تو دخول کے بعد اس کو قضا کیا جائے اور اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ

اس چیز کا ہے جو کفایت کرتی ہے مالدار سے اور اگر اس کا ثبوت نہ ہوتا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بعض بیویوں پر بکری سے کم کے ساتھ ولیمہ کیا ہے تو البتہ ممکن تھا استدلال کیا جاتا ساتھ اس کے اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ ہے اس چیز کا کہ کفایت کرتی ہے ولیمہ میں اور باوجود اس کے پس ضروری ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور مستفاد ہوتا ہے سیاق سے جو قادر ہو وہ ولیمہ میں بہت کھانا پکائے اور بہت لوگوں کو کھلائے ، کہا عیاض نے اجماع ہے اس پر کہ ولیمہ کے اکثر اور کم تر کی کوئی حد نہیں جو میسر ہو کفایت کرتا ہے خواہ بہت ہو یا تھوڑا اور مستحب یہ ہے کہ وہ موافق حال خاوند کے ہے اور البتہ میسر ہوئی ہے واسطے مالدار کے بکری اور اس سے زیادہ اور نیز اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو اپنی جان پر مقدم کیا اور واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے اپنے آپ کو دور کھینچا اس چیز سے کہ اس سے پرہیز کرنا حیا اور مروت کو مستلزم ہے اگرچہ اس کی طرف محتاج ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مستحب ہے آپس میں بھائی بننا اور خوبی مقدم کرنے مالدار کی واسطے محتاج کے یہاں تک کہ اپنی ایک بیوی سے بھی اور مستحب ہے پھیر دینا ایسی چیز کا اس پر جو مقدم کرے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ غالب ہے عادت میں ایسے تکلف سے اور اگر تحقیق ہو کہ وہ تکلف نہیں کرتا تو جائز ہے اور یہ کہ جو چھوڑ دے اس کو ساتھ قصد صحیح کے اس کو اللہ اس کا بہتر بدلہ دیتا ہے اور یہ کہ مستحب ہے کسب کرنا اور یہ کہ نہیں ہے نقص اس شخص پر جو لے دے اس قسم سے ساتھ مروت مثلاً اس کی کے اور مکروہ ہے قبول کرنا اس چیز کا کہ اس سے ذلت کی توقع ہو ہبہ وغیرہ سے اور یہ کہ گزران مرد کی ساتھ تجارت یا پیشہ کے اولیٰ ہے واسطے پاک ہونے اخلاق کے گزران سے ساتھ ہبہ وغیرہ کے اور اس حدیث میں مستحب ہونا دعا کا ہے واسطے نکاح کرنے والے کے اور یہ پوچھنا امام کا اپنے یاروں اور تابعداروں کو ان کے احوال سے خاص کر جب ان سے کوئی بات غیر معروف دیکھے اور یہ کہ جائز ہے باہر نکلنا دولہا کا اس حال میں کہ اس پر شادی کا نشان ہو خلوق وغیرہ سے یعنی زردی وغیرہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے لگانا زعفران یعنی کیسر کا واسطے دولہا دلہن کے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے عموم نہی کا کہ مردوں کو زعفران لگانا منع ہے کما سیاتی فی کتاب اللباس اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ یہ زردی اس کے کپڑوں میں ہو نہ اس کے بدن میں اور یہ جواب مالکیوں کا بنا بر ان کے طریق کے ہے کہ کپڑے میں زردی کا لگانا جائز ہے اور بدن میں زردی لگانا جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے مدینے کے علماء سے اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث مرفوع کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن پر زردی وغیرہ سے کچھ چیز ہو روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو بدن کے سوائے ہے اس کو وعید شامل نہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور ان کے تابعداروں نے اس کو کپڑے میں بھی منع کیا ہے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں اور وہ صحیح ہیں اور ان میں وہ چیز ہے جو صریح ہے

مدعا میں کما سیاتی بیانہ اوراس بنا پر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے قصے سے کئی طرح پر جواب دیا گیا ہے ایک یہ کہ یہ واقعہ نہی سے پہلے تھا اور یہ محتاج ہے طرف تاریخ کے دوم یہ کہ جو زردی کا نشان عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پر تھا وہ اس کی بیوی کی جہت سے لگ گیا تھا نہ یہ کہ اس نے خود قصداً زردی لگائی تھی یعنی یہ استفہام انکاری ہے یعنی تو نے زردی کیوں لگائی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ زردی قصداً نہیں لگائی بلکہ مجھ کو عورت کے بدن سے لگ گئی اور ترجیح دی ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے اور منسوب کیا ہے اس کو طرف اہل تحقیق کے اور ٹھہرایا ہے اس کو بیضاوی نے اصل کہ رد کیا ہے اس نے طرف اس کی ایک احتمال کو اور دوسرا احتمال ہے کہ معنی مبہم کے یہ ہیں کہ کیا سبب ہے اس زردی کے لگنے کا میں جو تجھ پر دیکھتا ہوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے نکاح کیا ہے، سوم یہ کہ البتہ حاجت ہوئی تھی اس کو خوشبو لگانے کی واسطے داخل ہونے کے اپنی بیوی پر سو اس وقت اس نے مردوں کی خوشبو سے کچھ چیز نہ پائی تو اس نے عورت کی خوشبو لگائی اور اتفاقاً اس میں زردی پائی تو اس نے تھوڑی زردی کو اس سے مباح جانا وقت نہ ہونے غیر اس کے کی واسطے تطبیق کے دونوں دلیلوں میں اور وارد ہوا ہے امر ساتھ خوشبو لگانے کے دن جمعہ کے اگرچہ عورت کی خوشبو سے ہو سو اس کا اثر اس پر باقی رہا، چہارم یہ کہ وہ خوشبو نہایت کم تھی اور نہ باقی رہا تھا مگر اس کا اثر اسی واسطے اس پر انکار نہ کیا، پنجم یہ کہ وہ وہ ہے جو خوشبو ہو مانند زعفران وغیرہ اقسام خوشبو کے اور جس میں خوشبو نہ ہو وہ مکروہ نہیں، چھٹی یہ کہ تھی لگانی زعفران کی خوشبو واسطے مردوں کے تحریم کے واسطے نہیں دلالت ساتھ برقرار رکھنے اس کے واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے اس حدیث میں، ساتویں یہ کہ دولہا اس سے مستثنیٰ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس سے پوچھا تو اس میں دلالت ہے کہ یہ شادی نکاح کے ساتھ خاص نہیں کہ دولہا کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے اور ایک روایت میں بشاشۃ العروس کا لفظ آیا ہے تو اس کے معنی ہیں اثر اس کا اور خوبی اس کی یا فرح اور خوشی اس کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے پوچھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے اندازے سے نہ اس کے ہونے اور نہ ہونے سے اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ مراد خبر پوچھنی ہے بہت ہونے اور تھوڑے ہونے سے تا کہ خبر دیں اس کو اس کے بعد ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حال کے موافق ہے سو جب اس نے اندازہ کے موافق کہا تو اس پر انکار نہ کیا بلکہ اس کو برقرار رکھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز وعدہ کرنے کے واسطے اس شخص کے جو ارادہ کرتا ہے کہ عورت سے نکاح کرے جب کہ اس کا خاوند اس کو طلاق دے اور عدت پوری کرے واسطے قول سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ دیکھ تو میری کسی عورت کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لے اور واقع ہوئی ہے تقریر اس کی لیکن اطلاع اوپر احوال ان کے کی اس وقت تقاضا کرتی ہے کہ اس کی دونوں عورتوں نے اس بات کو جان لیا تھا اس واسطے کہ یہ واقعہ آیت پردے کے اترنے سے پہلے تھا اور اکٹھے تھے اور ذکر سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی رضامندی کا اعتماد نہ ہوتا تو اس کے ساتھ یقین نہ کرتا اور

کہا ابن منیر نے کہ دو مردوں کا آپس میں وعدہ کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ عورت اور اجنبی مرد کے درمیان وعدہ واقع ہو اس واسطے کہ جب عدت میں اس کو نکاح کا صریح پیغام کرنا منع ہے تو اس میں بطریق اولیٰ منع ہوگا اس واسطے کہ جب اس کو طلاق ملے تو وہ قطعا عدت میں داخل ہوئی لیکن اگر عورت کو اس کی اطلاع ہو تو اس کو عدت گزارنے کے بعد اختیار ہے اور نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے درمیان اجنبی مرد اور عورت کے یا ولی اس کے کی نہ ساتھ اور اجنبی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دیکھنا مرد کا عورت کو نکاح کرنے سے پہلے۔

۴۷۷۰ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

۴۷۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ولیمہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا اپنی عورتوں میں جو زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

فائدہ: اور یہ باعتبار اتفاق کے ہے نہ بطور حد مقرر کرنے کے اور لیا جاتا ہے صاحب تنبیہ کی عبارت سے جو شافعیوں میں سے ہے کہ بکری حد ہے واسطے اکثر ولیمہ کے یعنی اس کا اعلیٰ درجہ ہے لیکن نقل کیا ہے عیاض نے اجماع اس پر کہ اکثر ولیمہ کی کوئی حد مقرر نہیں اور کہا ابن ابی عصرون نے کہ ادنیٰ درجہ اس کا واسطے مالدار کے ایک بکری ہے اور یہ قول عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق ہے۔

۴۷۷۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ.

۴۷۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور حیس سے اس کا ولیمہ کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ چمڑے کے دستر خوان پر کچھ کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈالا گیا اور ان دونوں کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ یہ حیس کے اجزاء میں سے ہیں لغت والوں نے کہا کہ حیس بنایا جاتا ہے اس طور سے کہ کھجوروں کی گٹھلی نکالی جاتی ہے اور اس کو پنیر یا آٹے یا ستو سے ملایا جاتا ہے اور اگر اس میں گھی ڈالا تو حیس کے نام سے نہیں نکلا یعنی تو بھی اس کو حیس ہی کہا جاتا ہے۔ (فتح)

۴۷۷۲ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا إِلَى الطَّعَامِ.

۴۷۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت یعنی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا میں نے لوگوں کو کھانے کے واسطے بلایا۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ.

بیان اس شخص کا جو ولیمہ کرتا ہے اپنی بعض عورتوں پر زیادہ بعض سے۔

٤٧٧٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيْجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِسَآئِهٖ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

۴۷۷۳۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا نکاح کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زینب رضی اللہ عنہا سے نزدیک انس رضی اللہ عنہ کے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کسی عورت کا ولیمہ کیا ہو جو ولیمہ کیا زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا اس کا ایک بکری سے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ہے اس نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو سیاق اس کا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ نہیں واقع ہوا ہے یہ ساتھ قصد فضیلت دینے بعض عورتوں کے بعض پر بلکہ یہ اتفاقاً واقع ہوا ہے اور یہ کہ اگر ان میں سے ہر ایک کے واسطے بکری پائی جاتی تو البتہ اس کے ساتھ ولیمہ کرتے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ ترسخی تھے لیکن نہ مبالغہ کرتے تھے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ امر دنیا کے رونق میں اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ یہ بیان جواز کے واسطے کیا ہو میں کہتا ہوں کہ نفی کرنی انس رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اس چیز پر کہ جس کا اس کو علم پہنچا یا واسطے اس چیز کے واقع ہوئی برکت سے بیچ ولیمہ اس کے کی جب کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا ایک بکری سے نہیں تو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ قضا میں میمونہ رضی اللہ عنہا حارث کی بیٹی سے نکاح کیا تو اس کا ولیمہ کیا اور مکے والوں کو بلایا اور وہ حاضر نہ ہوئے کہ اس کا ولیمہ ایک بکری سے زیادہ کیا ہو کیونکہ اس وقت آپ کا ہاتھ کشادہ تھا اس واسطے کہ خیبر کے فتح ہونے کے بعد تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت کشائش کی تھی جب سے وہ فتح ہوا، کہا ابن منیر نے لے جاتی ہے تفضیل بعض عورتوں کی سے بعض پر ولیمہ میں جواز تخصیص بعض ان کی کے سوائے بعض کے ساتھ تحفوں اور ہدیوں کے اور اس کی بحث ہبہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ.

بیان اس شخص کا جو بکری سے کم تر کے ساتھ ولیمہ کرے

فائدہ: اس ترجمے کا حکم اگرچہ مستفاد ہے پہلے ترجمے سے لیکن جو اس میں واقع ہوا ہے وہ تصریح کے ساتھ ہے۔

٤٧٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ.

۴۷۷۴۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض عورتوں کا ولیمہ دو مد جو سے کیا۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد بعض عورتوں سے یہاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہو اس واسطے کہ واقدی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پیغام کیا اور مجھ سے نکاح کیا سو مجھ کو زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل کیا سو اچانک اس میں ایک تھیلا تھا اس میں کچھ جو تھے سو میں نے اس کو بھگویا پھر اس کو ہانڈی میں ڈالا پھر میں نے کچھ چربی لے کر سالن بنایا سو تھا یہ کھانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احتمال ہے کہ مراد عورتوں سے عام تر ہوں بیویوں سے یعنی جو منسوب ہے طرف آپ کی عورتوں میں سے فی الجملہ سو البتہ طبرانی نے اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا ہے کہا کہ البتہ ولیمہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سو اس زمانے میں کوئی ولیمہ ان کے ولیمہ سے افضل نہیں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو رکھی کے بدلے آدھے صاع جو کے پس موافق نہ ہوگا اس قصے کو جو باب میں ہے اور ہوگی نسبت ولیمہ کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجازی یا تو اس واسطے کہ جو کی قیمت یہودی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے پاس سے دیا یا کسی اور سبب کے واسطے۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ.

باب ہے بیچ بیان وجوب قبول کرنے ولیمہ اور دعوت کے۔

فائدہ: عطف کیا ہے دعوت کو اوپر ولیمہ کے سو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ ولیمہ خاص ہے ساتھ کھانے بیاہ اور نکاح کے یعنی ولیمہ صرف اسی کھانے کو کہتے ہیں جو شادی نکاح کے وقت کھایا جاتا ہے پس یہ عطف عام کا ہے خاص پر اور لیکن خاص کر اس کھانے کا نام ولیمہ ہونا سو یہ قول اہل لغت کا ہے نقل کیا ہے اس کو ان سے ابن عبدالبر نے اور یہی منقول ہے خلیل وغیرھم سے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ واقع ہوتا ہے ولیمہ ہر دعوت پر جو پکڑی جاتی ہے واسطے خوشی حادث یعنی نو پیدا ہونے والی کے نکاح ہو یا ختنہ یا غیر ان کا لیکن مشہور تر استعمال اس کا وقت اطلاق کے نکاح میں ہے اور اس کے واسطے اور چیز میں مقید کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے ولیمہ ختان کا اور ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے واسطے پیروی عیاض کے کہ ولیمہ آٹھ قسم کا ہے ایک اعذار ہے اور وہ واسطے ختنہ کے ہے اور عقیقہ ہے واسطے لڑکا پیدا ہونے کے اور خرس واسطے سلامتی عورت کے ہے دردزہ سے اور عقیقہ ساتویں دن ہے اور نقیعہ واسطے آنے مسافر کے ہے اور وکیرہ واسطے سکونت اختیار کرنے کے ہے نئے گھر میں اور وضیمہ واسطے مصیبت کے ہے اور یہ وہ دعوت ہے جو بلا سبب ہو اور یہ جو کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہا حق اجابۃ تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کے دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر اور نووی رحمہ اللہ نے اتفاق اس پر کہ دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور اس میں نظر ہے ہاں مشہور علماء کے اقوال سے وجوب ہے اور تصریح کی ہے جمہور شافعیوں اور حنبلیوں نے کہ وہ فرض عین ہے اور بعض شافعیہ وغیرہ سے ہے کہ وہ مستحب ہے اور صاحب ہدایہ کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ وہ واجب ہے باوجود تصریح کرنے اس کے کی کہ وہ سنت ہے تو شاید اس کی مراد یہ ہے کہ اس کا واجب ہونا سنت سے ثابت ہوا ہے اور نہیں ہے فرض

جیسا کہ ان کے قاعدے سے معلوم ہے اور بعض شافعیوں اور حنبلیوں سے ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور حکایت کی ہے ابن دقیق العید نے شرح الالمام میں کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ دعوت عام ہو یعنی اس وقت فرض کفایہ ہے اور جب خاص کیا جائے ہر ایک ساتھ دعوت کے تو قبول کرنا متعین ہوتا ہے اور شرط واجب ہونے اس کے کی یہ ہے کہ ہو دعوت کرنے والا مسلمان مکلف آزاد رشید اور یہ کہ نہ خاص کرے مالداروں کو سوائے فقیروں کے اور یہ کہ نہ ظاہر کرے قصد دوستی کا کسی خاص سے واسطے رغبت کرنے کے بیچ اس کے یا ڈرنے کے اس سے اور یہ کہ خاص ہو ساتھ دن پہلے کے مشہور قول پر اور یہ کہ پہلے اور کسی نے اس کی دعوت نہ کی ہو سو جو پہلے دعوت کرے متعین ہوتا ہے قبول کرنا اس کا سوائے دوسرے کے اور اگر دونوں آئیں تو ناتے دار کو مقدم کیا جائے قریب تر ہمسائے پر اور اگر برابر ہوں تو قرعہ ڈالا جائے اور یہ کہ نہ ہو وہاں وہ شے کہ ایذا ہوتی ہو اس کے حاضر ہونے سے منکر وغیرہ سے اور یہ کہ اس کو کوئی عذر نہ ہو اور ضبط کیا ہے ماوردی نے ساتھ اس چیز کے کہ رخصت دی جاتی ہے ساتھ اس کے بیچ چھوڑ دینے نماز جماعت کے اور یہ سب شادی کے ولیمے میں ہے اور دعوت کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ. اور جو ولیمہ کرے سات دن اور مانند اس کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے حفصہ بنت سیرین سے کہ جب میرے باپ نے نکاح کیا تو اصحاب کو سات دن بلایا سو جب انصار کا دن ہوا تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ایک روایت میں آٹھ دن کا ذکر آیا ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے ونحوہ اور بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اگرچہ ذکر نہیں کیا لیکن مائل کی ہے طرف ترجیح اس کی کے واسطے مطلق ہونے امر کے ساتھ قبول کرنے دعوت کے بغیر قید کرنے کے جیسے کہ تصریح کی اس نے ساتھ اس کے تاریخ میں۔ (فتح)

وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَّلَا يَوْمَيْنِ. یعنی اور نہیں وقت مقرر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کا ایک دن اور نہ دو دن یعنی نہیں ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ولیمے کے کوئی وقت معین کہ خاص ہو ساتھ اس کے ایجاب یا استحباب اور لیا ہے اس نے اس کو اطلاق سے۔

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعوت ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے اور نہیں خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کو اور نہ اس کے غیر کو اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اپنا ولیمہ سات دن کیا اور اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا اس نے دعوت قبول کی اور یہ حدیث صحیح تر ہے زہیر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کرنا پہلے دن حق ہے اور دوسرے دن معروف ہے اور تیسرے دن ریا اور سنانا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ترمذی اور

طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور ان حدیثوں کا اگرچہ کوئی طریقہ کلام سے خالی نہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے شافعیوں اور حنبلیوں نے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر تین دن ولیمہ کرے تو تیسرے دن دعوت قبول کرنا مکروہ ہے اور دوسرے دن قطعا واجب نہیں اور نہیں ہے مستحب ہونا اس کا مانند مستحب ہونے اس کے کی پہلے دن میں اور صاحب تمیز نے کہا کہ دوسرے دن بھی واجب ہے اور ساتھ اس کے یقین کیا ہے جرجانی نے واسطے وصف کرنے اس کے کی ساتھ معروف کے اور سنت کے اور کہا حنبلیوں نے کہ پہلے دن واجب ہے اور دوسرے دن قبول کرنا سنت ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ظاہر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے دوسرے دن کی اجابت کو سنت کہا ہے اور بہر حال قبول کرنا اس کا تیسرے دن میں سو بعض نے تو اس کو بنا بر ظاہر حدیث کے مطلق مکروہ کہا ہے اور کہا بعض نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو اس وقت ہے جب کہ بلائے تیسرے دن میں اور نہیں لوگوں کو جن کو پہلے دن بلایا تھا اور یہ بعید نہیں اس واسطے کہ اس کا مطلق ریا اور سمعہ ہونا مشعر ہے کہ یہ کام اس نے فخر کے واسطے کیا ہے اور جب لوگ بہت ہوں اور ہر دن میں اور لوگوں کو بلائے جن کو آگے نہیں بلایا تو اس میں غالبا فخر نہیں ہوتا اور جس طرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مائل کی ہے یہی مذہب ہے مالکیوں کا، کہا عیاض نے کہ ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ مالداروں اور کشائش والوں کو مستحب ہے کہ سات دن ولیمہ کریں ساتھ دن لگا تار لوگوں کو کھانا کھلائیں اور کہا بعض نے کہ محل اس کا وہ ہے کہ جب بلائے ہر دن ان لوگوں کو جن کو آگے نہیں بلایا اور مشابہ ہے اس کے جو پہلے گزرا اور جب حمل کریں ہم امر کو تیسرے دن کی کراہت میں اس پر کہ جب کہ ہو وہاں ریا اور سنانا اور فخر کرنا تو اس طرح چوتھے دن اور اس کے پیچھے بھی مکروہ ہوگا سو جو سلف سے دو دن سے زیادہ ولیمہ کرنا واقع ہوا ہے تو یہ محمول ہے اس وقت پر جب کہ اس سے امن ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیسرے دن کی دعوت کو مکروہ کہا واسطے ہونے اس کے کی غالب، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٧٧٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا.

۴۷۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شادی کے کھانے کے واسطے بلایا جائے تو چاہیے کہ جائے یعنی اس کی جگہ میں۔

فائدہ: اس کی بحث آئندہ آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٤٧٧٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ

۴۷۷۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھڑاؤ قیدی کو اور دعوت قبول کرو دعوت کرنے

سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيْبُوا الدَّاعِيَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ.

والے کی اور خبر پوچھو بیمار کی۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد دعوت کرنے والے سے ولیمہ کی دعوت کرنے والا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو پہلے گزری یعنی بیچ خاص کرنے امر اتیان کے ساتھ بلانے کے طرف ولیمہ کے اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا داعی عام ہے اور کہا جمہور نے کہ واجب ہے قبول کرنا ولیمہ میں اور مستحب ہے اس کے غیر میں پس لازم آئے گا استعمال کرنا لفظ کا ایجاب اور ندب میں اور یہ منع ہے اور جواب یہ ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے اس کو جائز رکھا ہے اور اس کے غیر نے اس کو عموم مجاز پر حمل کیا ہے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگرچہ یہ لفظ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خاص ہے یعنی وجوب اور ولیمہ کے سوا اور دعوت کا مستحب ہونا تو یہ اور دلیل سے ثابت ہے۔ (فتح)

٤٧٧٧ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ تَابَعَهُ أَبُوْ عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ فِيْ إِفْشَاءِ السَّلَامِ.

۴۷۷۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا اور سات چیزوں سے منع کیا ہم کو حکم دیا بیمار کی تیمار داری کرنے کا اور جنازے کے ساتھ جانے کا اور چھینکنے والے کو جواب دینے کا اور قسم کے سچا کرنے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور سلام کے عام کرنے کا اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور ہم کو منع کیا سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور چاندی کے برتن اور زین پوش اور قسی کے کپڑے اور دیباج اور اطلس کے استعمال کرنے سے متابعت کی ہے اس کی ابوعوانہ اور شیبانی نے اشعث سے بیچ افشاء السلام کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اور جگہ سوائے روایت ان تینوں کے اس میں افشاء السلام کے بدلے رد السلام کا لفظ آیا ہے پس یہی نکتہ ہے بیچ اقتصار کے۔

٤٧٧٨ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُرْسِهٖ وَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

۴۷۷۸۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں بلایا اور اس کی عورت یعنی دلہن اس دن ان کی خادمہ تھی اور وہی دلہن تھی اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا؟ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رات کو کھجوریں بھگو رکھیں تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا چکے تو اس نے وہ شربت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٤٧٧٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۷۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بدتر کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو نہ بلایا جائے اور جس نے دعوت چھوڑی یعنی قبول نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

فائدہ: اور لام الدعوۃ میں واسطے عہد کے ہے ولیمہ مذکورہ سے اور پہلے گزر چکا ہے کہ جب دعوت مطلق ہو تو مراد اس سے ولیمہ ہوتا ہے برخلاف اور دعوتوں کے کہ وہ مقید ہوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ بدتر کھانا ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ بدتر اس وقت ہے جب کہ ہو ساتھ اس صفت کے اسی واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو حکم ہے کہ جب مالداروں کو خاص کیا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے تو ہم دعوت قبول نہ کریں اور کہا ابن بطال نے کہ اگر مالداروں کو محتاجوں سے الگ کر کے کھانا کھلائے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا طیبی نے کہ الف لام الولیمہ میں عہد خارجی ہے اس واسطے کہ جاہلیت کی رسم تھی کہ مالداروں کو بلاتے تھے اور محتاجوں کو نہیں بلاتے تھے اور ومن ترك الدعوة الخ حال ہے یعنی

بلایا جاتا ہے مالداروں کو اور حالانکہ اجابت واجب ہے سو ہوگا بلانا سبب واسطے کھانے مدعو کے شر الطعام کو اور یہ جو کہا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو یہ دلیل ہے واسطے وجوب اجابت کے اس واسطے کہ عصیان نہیں بولا جاتا مگر اوپر ترک واجب کے اور جملہ یدعی بھی حال ہے طعام الولیمۃ سے اور بیان ہے واسطے ہونے اس کے بدتر طعام اور اگر داعی دعوت عام کرے تو پھر وہ کھانا بدتر نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَابَ إِلٰى كُرَاعٍ. جو بکری کے ہاتھ کی دعوت کو قبول کرتا ہے۔

٤٧٨٠ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيْتُ إِلٰى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

۴۷۸۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے دست پاچہ کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ قبول کروں، اور اگر بکری کے ہاتھ یا پاؤں کا مجھ کو تحفہ دیا جائے تو البتہ میں قبول کروں۔

فائدہ: اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مراد کراع سے اس جگہ دست پاچہ بکری کا ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر حسن خلق حضرت ﷺ کے اور تواضع آپ کی کے اور جبر کرنے آپ کے کی واسطے دل لوگوں کے اور اوپر قبول کرنے ہدیہ کے اور قبول کرنے دعوت اس شخص کی کے جو آدمی کو اپنے گھر کی طرف بلائے اگرچہ مدعو کو معلوم ہو کہ وہ تھوڑی چیز ہے، کہا مہلب نے کہ نہیں باعث ہوتا اوپر دعوت کے مگر سچا ہونا محبت کا اور خوش ہونا داعی کا ساتھ کھانے مدعو کے اس کے طعام سے اور محبت پیدا کرنی طرف اس کے ساتھ باہم کھانے کے اور پکا کرنا حق دوستی کا ساتھ اس کے ولیمہ کے سبب سے اسی واسطے ترغیب دی حضرت ﷺ نے قبول کرنے کی اور اس میں ترغیب ہے باہم ملنے پر اور محبت اور الفت کرنے پر اور دعوت کے قبول کرنے پر کم ہو یا بہت اور اسی طرح ہدیہ کا قبول کرنا بھی۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِيْ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهٖ. دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں

٤٧٨١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِيْ

۴۷۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو اس دعوت کو جب تم اس کی طرف بلائے جاؤ، کہا نافع رحمہ اللہ نے اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ آتے دعوت میں شادی میں اور غیر شادی میں اور حالانکہ وہ روزے دار ہوتے۔

الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَآئِمٌ۔

فائدہ: لام الدعوۃ میں احتمال ہے کہ ہو واسطے عہد کے اور مراد ولیمہ عرس کا ہے اور تائید کرتی ہے اس کو دوسری روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جب کوئی ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ وہاں جائے اور مقرر ہو چکا ہے کہ جب ایک حدیث کے الفاظ مختلف ہوں اور بعض کا بعض پر حمل کرنا ممکن ہو تو یہ متعین ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو لام واسطے عموم کے اور یہی ہے جس کو حدیث کے راوی نے سمجھا ہے سو وہ ہر دعوت میں جاتے تھے ولیمہ کی ہو یا کوئی اور دعوت ہوتی اور یہ جو نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر دعوت میں جاتے تھے شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوا کوئی اور دعوت ہو تو ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو بلائے اور دعوت کرے تو چاہیے کہ اس کو قبول کرے بیاہ شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوائے کوئی اور دعوت ہو اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا اور یہ کہ دعوت قبول کرنے کا حکم نہیں خاص ہے ساتھ کھانے شادی کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر حدیث کے بعض شافعیوں نے سو کہا انہوں نے کہ واجب ہے قبول کرنا دعوت کا مطلق شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور ساتھ شرط اس کی کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے عبیداللہ بن حسن عنبری سے اور گمان کیا ہے ابن حزم رحمہ اللہ نے کہ وہ قول جمہور اصحاب اور تابعین کا ہے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر جو ہم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور وہ مشہور اصحاب میں سے ہے کہ اس نے کہا ختنے کی دعوت میں کہ اس کے واسطے بلائے نہ جاتے تھے لیکن ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ یہ نہیں منع کرتا وجوب کے ساتھ قائل ہونے کو اگر بلائے جائیں اور حنفیہ اور مالکیہ اور جمہور شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ ولیمہ کے سواء اور دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور مبالغہ کیا ہے سرخسی نے ان میں سے سو کہا اس نے کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ولیمہ کے سوا کسی دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر اس کو قبول نہ کرے تو میرے نزدیک وہ گنہگار نہیں جیسا کہ ولیمہ میں گنہگار ہے اور یہ جو کہا کہ وہ روزے دار ہوتے تو ایک روایت میں ہے کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ چاہیے کہ دعا کرے اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے اس کے ظاہر پر سو کہا کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ مشغول ہو ساتھ نماز کے تاکہ حاصل ہو واسطے اس کے فضیلت اس کی اور واسطے گھر والوں کے اور حاضرین کے برکت اس کی اور اس میں نظر ہے واسطے عام ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں نماز ہوتی ہے وقت موجود ہونے کھانے کے لیکن ممکن ہے تخصیص اس کی ساتھ غیر روزے دار کے اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ ولیمہ میں حاضر ہوئے اور وہ روزے دار تھے تو ثناء کہی اور دعا کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ دعوت میں بلائے جاتے تو دعوت قبول کرتے پھر اگر روزے دار نہ ہوتے تو کھانا کھاتے اور اگر روزے دار ہوتے تو ان کے واسطے دعا کرتے اور برکت مانگتے پھر پھرتے اور حضور میں اور بہت فائدے ہیں مانند تبرک کے ساتھ مدعو کے اور رونق حاصل کرنے

کے ساتھ اس کے اور فائدہ اٹھانے کے ساتھ اشارے اس کے اور نگہبانی اس چیز کی سے کہ نہ حاصل ہوتی تھی نگہبانی اس کی اگر وہ حاضر نہ ہوتا اور دعوت نہ قبول کرنے میں یہ سب فائدے فوت ہو جاتے ہیں اور نہیں پوشیدہ ہے جو واقع ہوتا ہے واسطے داعی کے تشویش سے اور یہ جو کہا کہ پس چاہیے کہ دعا کرے واسطے ان کے تو اس سے پہچانا جاتا ہے حاصل ہونا مقصود کا دعوت قبول کرنے سے اور یہ کہ نہیں واجب ہے کھانا اوپر مدعو کے اور اگر اس کا روزہ نفلی ہو تو کیا مستحب ہے کہ اس کو کھول ڈالے؟ کہا اکثر شافعیہ اور بعض حنبلیوں نے کہ اگر دعوت والے پر اس کا روزہ دشوار گزرے تو افضل ہے کہ روزہ کھول ڈالے نہیں تو روزہ افضل ہے اور کہا رویانی وغیرہ نے کہ مستحب ہے مطلق اور یہ بنا بررائے اس شخص کی ہے جو جائز رکھتا ہے نفلی روزے کے کھول ڈالنے کو اور بہر حال جو اس کو واجب کہتا ہے تو اس کے نزدیک روزہ توڑنا جائز نہیں جیسا کہ فرض روزے میں ہے خاص کر جب کہ افطار کا وقت قریب ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے لیا جاتا ہے کہ روزہ نہیں عذر ہے بیچ نہ قبول کرنے دعوت کے خاص کر باوجود وارد ہونے امر کے واسطے روزے دار کے ساتھ حاضر ہونے کے دعوت میں ہاں اگر عذر کرے ساتھ اس کے مدعو دعوت والا اس کے عذر کو قبول کرے واسطے ہونے اس کے کہ دشوار ہو اس پر کہ نہ کھائے جب حاضر ہو یا کسی اور سبب سے تو ہو گا یہ عذر بیچ پیچھے رہنے کے اور واقع ہوا ہے مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی کھانے کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو روزے دار نہ ہو اس پر کھانا واجب نہیں اور یہ صحیح تر قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے حنبلیوں نے اور اختیار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے وجوب کو اور ساتھ اسی کے قائل ہیں اہل ظاہر اور حجت ان کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے مسلم کی ایک روایت میں کہ اگر روزے دار نہ ہو تو چاہیے کہ کھائے اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت روزے دار پر محمول ہے اور تائید کرتی ہے اس کو روایت ابن ماجہ کی کہ جو کھانے کی طرف بلایا جائے اور وہ روزے دار ہو تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے اور متعین ہے حمل اس کا نفل روزے دار پر اور ہو گی اس میں حجت واسطے اس شخص کے کہ جو مستحب جانتا ہے واسطے اس کے یہ کہ اپنے روزے کو توڑ ڈالے اور تائید کرتی ہے اس کو جو طیالسی اور طبرانی نے اوسط میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دعوت کی تو ایک مرد نے کہا کہ میں روزے دار ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے تمہارے واسطے تکلف کیا روزہ کھول ڈال اور اس کے بدلے ایک دن روزہ رکھ اگر تو چاہے تو اس کی سند میں ضعف ہے لیکن اس کی متابعت کی گئی ہے۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرْسِ. عورتوں اور لڑکوں کا شادی کی طرف جانا۔

فائدہ: شاید بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ نہ خیال کرے کوئی اس کے مکروہ ہونے کا سو مراد اس کی یہ ہے کہ یہ جائز ہے بغیر کراہت کے۔ (فتح)

٤٧٨٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبْصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءً وَصِبْيَانًا مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ.

۴۷۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور لڑکوں کو دیکھا سامنے لوٹے آتے شادی سے سو کھڑے ہوئے ان کی طرف قوت سے یعنی جلدی واسطے خوش ہونے کے ساتھ ان کے سو فرمایا الٰہی! گواہ رہنا تم میرے نزدیک سب لوگوں سے محبوب تر ہو۔

فائدہ: اور تقدیم اللھم کی واقع ہوتی ہے واسطے تبرک کے یا واسطے گواہ کرنے اللہ کے۔

بَابُ هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَاٰى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ. جب کوئی دعوت میں برا کام دیکھے تو کیا پلٹ آئے؟۔

فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے باب کو ساتھ صورت استفہام کے اور پکا حکم نہیں کیا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے احتمال سے، کما سیاتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

وَرَاٰى أَبُوْ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ.

یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کسی کے گھر میں تصویر دیکھی سو پلٹ آئے اور اس کے گھر میں داخل نہ ہوئے۔

فائدہ: روایت کی ہے بیہقی نے کہ ایک مرد نے کھانا پکایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ کیا گھر میں کوئی تصویر ہے؟ اس نے کہا ہاں! سو کہا کہ میں گھر میں داخل نہیں ہوتا یہاں تک کہ توڑی جائے۔

وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ أَبَا أَيُّوْبَ فَرَاٰى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَآءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ أَخْشٰى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ أَخْشٰى عَلَيْكَ وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

اور دعوت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی تو اس نے گھر میں ایک دیوار پر پردہ دیکھا (سو اس پر انکار کیا) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عورتیں اس کام میں ہم پر غالب ہوئیں یعنی یہ کام عورتوں نے ہم سے زور کے ساتھ کیا ہے ہمارا کہا نہیں مانتیں تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اس کام میں کسی پر ڈرتا تھا تو تم پر نہیں ڈرتا تھا یعنی میں نہیں مانتا کہ عورتیں اس کام میں تم پر غالب ہوسکیں اور تم مجبور ہو جاؤ بلکہ تم ان کو منع کر سکتے ہو قسم ہے اللہ کی میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا پھر ابو ایوب رضی اللہ عنہ پلٹ آئے اور کھانا نہ کھایا۔

فائدہ: اور البتہ واقع ہوا ہے مانند اس کے واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعد اس کے سو انہوں نے اس پر انکار کیا اور دور کیا

برے کام کو اور نہ پھرے جیسا کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کیا، احمد کی کتاب الزھد میں روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرد کے گھر میں داخل ہوئے جس نے ان کو دعوت شادی کے واسطے بلایا تھا سو اچانک دیکھا کہ اس کا گھر نقش دار کپڑوں سے مزین ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے فلانے! کب سے خانہ کعبہ تیرے گھر میں بدل آیا؟ پھر جو اصحاب ان کے ساتھ تھے ان کو حکم دیا کہ چاہیے کہ پھاڑ ڈالے ہر مرد اپنے قریب طرف سے۔

٤٧٨٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَآئِكَةُ.

۴۷۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے تو میں نے آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی میں نے کہا یا حضرت! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے، آپ گھر میں داخل نہیں ہوتے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا حال ہے اس تکیہ کا، کہاں سے آیا؟ میں نے کہا میں نے اس کو آپ کی خاطر خریدا ہے تا کہ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور جگہ ترجمہ کی اس سے قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے رہے اور اندر نہ آئے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے داخل ہونا اس دعوت میں جس میں برا کام ہو جس سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اوپر رضامندی اس کی کے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے اس نے قدماء کے مذاہب کو بیچ اس کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی حرام کام ہو اور اس کے دور کرنے پر قادر ہو اور اس کو دور کر دے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور اگر اس کے دور کرنے

پر قادر نہ ہو تو چاہیے کہ پلٹ جائے اور اگر وہ کام اس قسم سے ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے تو نہیں حرام اور پرہیز گاری یہی ہے کہ نہ بیٹھے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے میں واقع ہوا ہے کہ اصحاب نے اختلاف کیا بیچ داخل ہونے کے اس گھر میں جس کی دیواریں کپڑے سے ڈھانکی گئیں تھیں یعنی اور اصحاب اس گھر میں داخل ہوئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ داخل نہ ہوئے اور اگر حرام ہوتا تو نہ بیٹھتے وہ اصحاب جو بیٹھے اور نہ اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کرتے سو ہوگا فعل ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا محمول کراہت تنزیہی پر واسطے تطبیق کے درمیان دونوں فعل کے اور احتمال ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ اس کو حرام جانتے ہوں اور جن اصحاب نے اس پر انکار نہ کیا وہ اس کو مباح جانتے ہوں اور البتہ تفصیل کیا ہے اس کو علماء نے انہوں نے کہا کہ اگر ہو کھیل اس قسم سے کہ اس میں اختلاف ہے تو جائز ہے حاضر ہونا اور اولی ترک ہے اور اگر ہو حرام جیسے شراب کا پینا تو نظر کی جائے سو اگر ہو مدعو ان لوگوں میں سے کہ اگر حاضر ہوگا تو وہ اس کے سبب سے دور ہو جائے گا تو چاہیے کہ حاضر ہو اور اگر اس طرح نہ ہو تو اس میں شافعیوں کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حاضر ہو اور بحسب قدرت انکار کرے اگرچہ اولی یہ ہے کہ حاضر نہ ہو اور یہی ہے ظاہر نص شافعی کی اور کہا صاحب ہدایہ نے حنفیوں میں سے کہ نہیں ڈر ہے کہ بیٹھے اور کھائے جب کہ اس کے ساتھ پیروی نہ کی جاتی ہو اور اگر وہ مقتدا ہو اور نہ قادر ہو ان کے منع کرنے پر تو چاہیے کہ نکلے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دین کے عیب سے اور گناہ کا دروازہ کھولنے سے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حکی ہے کہ وہ بیٹھے اور یہ محمول ہے اس پر کہ واقع ہوا یہ واسطے ان کے پہلے اس سے کہ مقتدا بنیں اور یہ سب بعد حاضر ہونے کے ہے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم ہو تو نہیں لازم ہے اس پر قبول کرنا دعوت کا اور دوسرا قول شافعیوں کا یہ ہے کہ حاضر ہونا حرام ہے اس واسطے کہ وہ مانند راضی ہونے کے ہے ساتھ برے کام کے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم نہ ہو یہاں تک کہ حاضر ہو تو چاہیے کہ ان کو منع کرے اور اگر نہ باز رہیں تو چاہیے کہ نکلے مگر کہ اپنی جان پر ڈرتا ہو اور یہی قول ہے حنبلیوں کا اور اسی طرح اعتبار کیا ہے مالکیوں نے بیچ واجب ہونے اجابت کے اور اگر نہ ہو وہاں کوئی برا کام اور اگر پرہیز گار ہو تو اس کو ایسی جگہ میں حاضر ہونا بالکل لائق نہیں، حکایت کیا ہے اس کو ابن بطال نے مالک سے اور تائید کرتی ہے منع حضور کو حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور تائید کرتی ہے اس کو باوجود امر حرام کے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو اللہ اور پچھلے دن کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نہ بیٹھے اس دستر خوان پر جس پر شراب گھومتی ہو روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس کی سند جید ہے اور بہر حال گھروں اور دیواروں کے ڈھانکنے کا حکم سو اس کے جائز ہونے میں قدیم سے اختلاف ہے جمہور شافعیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور تصریح کی ہے شیخ ابو نصر نے ان میں سے ساتھ تحریم کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ہم کو حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا لپیٹیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کپڑے کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہا بیہقی نے یہ لفظ دلالت کرتا ہے اس پر کہ دیوار کو کپڑے سے ڈھانکنا مکروہ ہے اگرچہ حدیث کے بعض الفاظ میں ہے کہ منع بسبب صورت کے تھا اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں ہے سیاق میں وہ چیز جو دلالت کرے تحریم پر اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا یعنی امر کی نفی کی ہے اور نفی امر کی نہیں دلالت کرتی ہے اوپر ثابت ہونے نہی کے لیکن ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ فعل حضرت ﷺ کے کہ آپ نے اس کو پھاڑ ڈالا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں دیواروں کے ڈھانکنے کی صریح نہی آ چکی ہے اور نہ ڈھانکو دیواروں کو کپڑے سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور واسطے اس کے شاہد مرسل ہے سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موقوف کہ انہوں نے انکار کیا ڈھانکنے گھر سے اور کہا کہ کیا خانہ کعبہ تمہارے گھر میں آ گیا ہے میں اس میں داخل نہیں ہوں گا یہاں تک کہ پھاڑا جائے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ کیا حال ہو گا تمہارا جب تم اپنے گھروں کو ڈھانکو گے۔ (فتح)

بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرِّجَالِ فِي الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ.

قائم ہونا عورت مردوں پر شادی میں اور خود آپ اپنی جان سے ان کی خدمت کرنی۔

٤٧٨٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَّلَا قَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ إِلَّا امْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاثَتْهُ لَهُ فَسَقَتْهُ تُتْحِفُهُ بِذٰلِكَ.

۴۷۸۴۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو اسید رضی اللہ عنہ نے شادی کی دعوت کی تو حضرت ﷺ کو اور آپ کے اصحاب کو بلایا سو نہ ان کے واسطے کھانا تیار کیا اور نہ ان کے آگے رکھا مگر اس کی عورت نے جس نام ام اسید رضی اللہ عنہا تھا اس نے رات کے وقت کھجوروں کو پتھر کے ایک برتن میں بھگویا سو جب حضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے اس کو آپ کے واسطے ملا اور آپ کو پلایا بطور تحفہ دینے کے ساتھ اس کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنی اپنے خاوند کی اور جس کو وہ دعوت کے واسطے بلائے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وقت امن کے ہے فتنے سے ساتھ رعایت کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر پردے سے اور جائز ہے مرد کو خدمت لینی اپنی عورت سے ایسے کام میں اور پینا اس چیز کا کہ نہیں نشہ لاتی ولیمہ میں اور یہ کہ جائز ہے خاص کرنا قوم کے سردار کا ولیمے میں ساتھ ایک چیز کے سوائے ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ ہوں۔ (فتح)

بَابُ النَّقِيعِ وَالشَّرَابِ الَّذِي لَا يُسْكِرُ فِي الْعُرْسِ.

باب ہے بیچ بیان نقیع اور شراب کے جو مسکر نہ ہو ولیمے میں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ مسکر ہو تو استنباط کیا ہے اس کو قریب ہونے وقت بھگونے کے سے واسطے قول اس کے کی کہ اس نے اس کو رات سے بھگویا اس واسطے کہ وہ ایسی مدت میں رات سے دن تک شراب نہیں ہوتا اور جب شراب نہ ہو تو مسکر بھی نہیں ہوگا۔ (فتح)

فائدہ: اور نقیع یہ ہے کہ انگور یا کھجور پانی میں ڈال دے بغیر پکانے کے تا کہ اس کی شیرینی پانی میں آ جائے یعنی شربت بن جائے وہ نہایت لذیذ اور نافع بدن ہوتا ہے۔

٤٧٨٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوسُ فَقَالَتْ أَوْ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ.

۴۷۸۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اپنے ولیمے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا سو اس دن ان کی خادم اس کی عورت تھی اور وہی دلہن تھی اس عورت نے کہا یا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز کا نقوع پلایا تھا؟ اس نے آپ کے واسطے رات کو ایک برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَآءِ.

بیان نیک و نرمی کا ساتھ عورتوں کے۔

فائدہ: اصل مداراۃ کے معنی ہیں الفت اور دلوں کو اپنی طرف جھکانا۔

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عورت مانند پسلی کے ہے۔

٤٧٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ.

۴۷۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت مانند پسلی کی ہے یعنی ٹیڑھی ہے اگر تو اس کو سیدھا کرے تو توڑ ڈالے اور اگر تو چاہے کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھائے تو تو فائدہ اٹھا اس حال میں کہ ہو اس میں کجی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے ہرگز نہیں سیدھی ہوگی وہ واسطے تیرے ایک راہ پر یعنی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی کبھی کسی حالت میں ہو جاتی ہے اور کبھی کسی حالت میں، کبھی شکر کرتی ہے اور کبھی ناشکری یعنی عورتوں کو نرمی سے پیش آؤ ان پر سختی نہ کرو اور یہ توقع نہ رکھو کہ بالکل درست ہو جائیں۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَآءِ.

عورتوں کے مقدمے میں وصیت کرنے کا بیان۔

٤٧٨٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَآئِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهُ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا.

۴۷۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے دن کے تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور وصیت قبول کرو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی اس واسطے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی اور پسلی میں زیادہ تر کجی اور ٹیڑھا پن اوپر کی طرف میں ہے سو اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے تو توڑ ڈالے گا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے گا تو ہمیشہ کجی میں رہے گی سو نصیحت مانو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حواء حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں اور وہ سوتے تھے روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مبتدا میں تو معنی یہ ہوں گے کہ پیدا ہوئیں ہیں عورتیں اس اصل سے کہ ٹیڑھی چیز سے پیدا ہوئی یعنی حوا سے کہ وہ آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں اور نہیں مخالف ہے یہ حدیث پہلی حدیث کے کہ عورت مانند پسلی کے ہے بلکہ مستفاد ہوتا ہے اس سے نکتہ تشبیہ کا اور یہ کہ وہ پسلی کس طرح ٹیڑھی ہے اس واسطے کہ وہ اصل اس کی ہے اور یہ جو کہا کہ پسلی کی اوپر کی طرف زیادہ ٹیڑھی ہے تو ذکر کیا ہے اس کو واسطے تاکید منع توڑنے کے اس واسطے کہ سیدھا ہونا امر اس کا ظاہر تر ہے اوپر کی طرف میں یا یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ یہ پسلی کی زیادہ ٹیڑھی جزء سے پیدا ہوئیں واسطے مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے اس صفت کے واسطے ان کے اور ضمیر کسرتہ اور کسرتھا میں پسلی کی طرف پھرتی ہے اور احتمال ہے کہ مراد کسر سے طلاق ہو اور استوصوا کے معنی یہ ہیں کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی سو قبول کرو میری نصیحت کو ان کے حق میں اور عمل کرو ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ بھلائی کرنے کی تو اس میں اشارہ ہے طرف سیدھا کرنے کے ساتھ نرمی کے کہ نہ ایسا مبالغہ کرے کہ ٹوٹ جائے اور نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور اپنی کجی پر بنی رہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ اس کے بعد یہ باب باندھا قوا انفسکم واھلیکم نارا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ چھوڑے اس کو اپنی کجی پر

جب کہ بڑھ جائے اس چیز سے کہ پیدا ہوئی ہے اوپر اس کے نقص سے طرف لینے دینے نافرمانی کے ہے ساتھ مباشرت اس کی کے یا ترک کرنے واجب کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ چھوڑے ان کو اپنی کجی پر مباح کاموں میں اور اس حدیث میں بلاتا ہے طرف مداراۃ اور نرمی کرنے کے واسطے استمالت نفوس اور الفت دلوں کے اور اس میں سیاست عورتوں کی ہے ساتھ لینے عفو کے ان سے یعنی ان سے درگزر کرے اور ان کی کجی پر صبر کرے اور یہ کہ جو ان کے سیدھا کرنے کا قصد کرے فوت ہوتا ہے اس سے فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے باوجود اس کے کہ نہیں ہے کوئی چارہ واسطے مرد کے عورت سے کہ اس کی طرف آرام پکڑے اور مدد لے ساتھ اس کے اپنی معاش پر سو گویا کہ فرمایا کہ فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ صبر کرنے کے اوپر بدمزاجی ان کی کے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ عورت کی اصل پسلی ہے وہ پسلی سے پیدا ہوئی اور پسلی کا بالکل سیدھا ہونا ممکن نہیں تو عورت کا بھی بالکل سیدھا ہونا اور اس کی سب عادتوں کا بدل جانا محال ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے اپنی امت کو ان کے حق میں وصیت کی کہ مرد عاقل کو لازم ہے کہ عورت سے اپنا مطلب نکالے اور اس کی بدمزاجی پر صبر کرے اور ٹال جایا کرے حکمت کی چال چلے نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور کجی ہی بنی رہے نہ ہر بات میں مؤاخذہ کرے کہ زندگی تلخ ہو اس واسطے کہ اگر اس کو ہر بات میں سیدھا کرنا چاہے تو یہ ممکن نہیں پس آخر کو طلاق کی نوبت پہنچے گی خلاصہ یہ ہے کہ مقدمات خانہ داری میں ان کی رعایت کرے اور ان سے اچھی طرح معاملہ رکھے لیکن کفر شرک اور ترک فرائض اور کبیرے گناہوں میں ان کی رعایت ہرگز نہ کرے۔

٤٧٨٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ إِلٰى نِسَآئِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةَ أَنْ يُّنْزَلَ فِيْنَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

۴۷۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں ہم عورتوں سے کلام اور ان کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے سے پرہیز کرتے تھے اس ڈر سے کہ ہمارے حق میں کچھ چیز اترے سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو ہم نے کلام کیا یعنی جو چاہا اور میل جول میں فراخی کی جس طرح سے چاہی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو اس میں اشارہ ہے کہ وہ جس چیز کو چھوڑتے تھے مباح کام تھا لیکن داخل تھا برأت اصلی میں سو ڈرتے تھے کہ اس میں منع یا تحریم اترے اور حضرت ﷺ کے فوت ہونے کے بعد اس سے بے خوف ہوئے سو اس کو کیا واسطے تمسک کرنے کے ساتھ برأت اصلی کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر

نَارًا﴾. — والوں کو آگ سے۔

٤٧٨٩ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ.

۴۷۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد حاکم ہے اپنے گھر والوں پر تو وہ بھی پوچھا جائے اور بیوی اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی اور غلام اور نوکر حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی پوچھا جائے گا، خبردار ہو تم میں ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس واسطے کہ مرد کے گھر والے اور اس کا نفس منجملہ اس کی رعیت کے ہیں اور وہ ان سے پوچھا جائے گا اس واسطے کہ وہ حکم کیا گیا ہے کہ حرص کرے ان کے بچانے پر آگ سے اور بجا لانے حکموں اللہ تعالیٰ کے اور پرہیز کرنے کے اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْأَهْلِ. — گھر والوں کے ساتھ نیک صحبت رکھنا اور اچھا برتاؤ کرنا

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ تنبیہ کی بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے اس پر کہ وارد کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حکایت کو یعنی ام زرع کی حدیث کو نہیں خالی ہے فائدے شرعیہ سے اور وہ احسان ہے بیچ معاشرت اہل کے، میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے اس چیز میں کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وارد کیا ہے حکایت کو۔

٤٧٩٠ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ

۴۷۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں سو انہوں نے اس کا قول و قرار کیا (یعنی لازم کیا انہوں نے اپنے نفس پر عہد کو اور قول اقرار کیا سچ بولنے پر اپنے دل سے) کہ اپنے خاوندوں کی خبریں کچھ بھی نہ چھپائیں یعنی انہوں نے اس پر بیعت کی پہلی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے دبلے اونٹ کا گوشت پہاڑ کی چوٹی پر جس کی چڑھائی

أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ الْأُولٰى زَوْجِيْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِيْنٍ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِيْ لَا أَبُثُّ خَبَرَهٗ إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهٗ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهٗ وَبُجَرَهٗ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَّلَا قُرٌّ وَّلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِيْ إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِيْ إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِيْ غَيَايَآءُ أَوْ عَيَايَآءُ طَبَاقَآءُ كُلُّ دَآءٍ لَهٗ دَآءٌ شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَّكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَّالرِّيْحُ رِيْحُ زَرْنَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِيْ رَفِيْعُ الْعِمَادِ طَوِيْلُ النِّجَادِ عَظِيْمُ الرَّمَادِ قَرِيْبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِيْ مَالِكٌ وَّمَا مَالِكٌ مَّالِكٌ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكِ لَهٗ إِبِلٌ كَثِيْرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيْلَاتُ الْمَسَارِحِ وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِيْ أَبُوْ زَرْعٍ وَّمَا أَبُوْ زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ

سخت ہو نہ راہ آسان ہے اور نہ زمین برابر ہے کہ چڑھ جائے اور نہ موٹا گوشت ہے کہ لایا جائے۔

دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے خاوند کی خبر ظاہر نہ کروں گی میں ڈرتی ہوں خبر کے چھوٹ رہنے سے یعنی بڑا قصہ ہے مجھ سے بیان نہ ہو سکے گا اگر بیان کروں تو اس کے ظاہر باطن کے سب عیب بیان کروں۔

تیسری عورت نے کہا کہ میرا خاوند لمبا ہے اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو ادھڑ ڈالے جاؤں نہ روٹی دے نہ کپڑا۔

چوتھی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے تہامہ کے ملک کی رات نہ گرمی نہ سردی نہ خوف نہ اداسی۔

پانچویں عورت نے کہا کہ اگر میرا خاوند گھر میں آئے تو چیتے کی طرح سو رہے اور اگر باہر نکلے تو شیر بن جائے اور نہ پوچھے عہد شکنی سے یعنی حلیم اور کریم ہے عہد شکنی کا مؤاخذہ نہیں کرتا۔

چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند اگر کھائے تو سب سمیٹ جائے اور اگر پیئے تو بالکل پی جائے اور اگر لیٹے تو اپنا بدن لپیٹے اور نہ میرے غلاف کے اندر ہاتھ ڈالے کہ میرے دکھ درد کو جانے یعنی بیل کی طرح اس کو سوائے کھانے اور پینے اور سونے کے کچھ خبر نہیں ہوتی یعنی بہت بے حد کھاتا پیتا ہے اور اس میں شفقت نہیں اگر مجھ کو بیمار دیکھے تو میری خبر نہیں پوچھتا یا مجھ سے جماع نہیں کرتا اپنے گھر والوں سے اچھی صحبت نہیں رکھتا۔

ساتویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند نامرد ہے یا شریر نہایت احمق ہے کہ کلام نہیں کر جانتا سب جہان بھر کے عیب اس میں

عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ وَلَا تُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا

موجود ہیں یا اس کا ہر عیب نہایت کو پہنچا ہے ایسا ظالم ہے کہ تیرا سر پھوڑ دے یا ہاتھ توڑے یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑے۔

آٹھویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں نرم جیسے خرگوش اور اس کی خوشبو جیسے زرنب کی خوشبو زرنب ایک خوشبو دار گھاس کا نام ہے یعنی میرا خاوند ظاہر کا بھی اچھا ہے اور باطن کا بھی اچھا یعنی نیک خو ہے اور نرم طبیعت ہے ساتھ اس طور کے کہ اس کا پسینہ خوشبودار ہے واسطے بہت ہونے ستھرائی اس کی کے اور استعمال کرنے اس کے خوشبو کو یا وہ خوش کلام ہے اور شریں زبان ہے۔

نویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند اونچے محل لمبے پر تلے والا یعنی قد آور بڑی راکھ والا یعنی سخی ہے اس کا باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے تو راکھ بہت نکلتی ہے اس کا گھر نزدیک ہے مجلس اور مسافر خانے سے یعنی سردار اور سخی ہے اس کا لنگر ہمیشہ جاری ہے اور دستور ہے کہ اشراف لوگ اپنے گھروں کو اونچا کرتے ہیں اور اونچی جگہوں میں بناتے ہیں تا کہ راہی لوگ اور ایلچی ان کا قصد کریں پس ان کے گھروں کا اونچا ہونا بسبب زیادہ ہونے شرافت کے ہے یا بسبب دراز ہونے قد ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ وہ بلند قد والا ہے اور اس کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ وصف کیا اس نے اس کو ساتھ سرداری کے اور کرم کے اور حسن خلق کے اور خوش گزران اور برتاؤ کے۔

دسویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے اور کیا خوب مالک یعنی کیا کریم اور عظیم ہے مالک افضل ہے میری اس تعریف سے اس کے اونٹوں کے بہت شتر خانے ہیں اور کم تر چراگاہیں یعنی چونکہ اکثر اوقات مہمانوں کی ضیافت کے واسطے ان کے ذبح کرنے کی حاجت پڑتی ہے تو اس واسطے

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَأَتَقَمَّحُ بِالْمِيْمِ وَهٰذَا أَصَحُّ.

نہیں جاتے طرف چراگاہوں کی مگر تھوڑے ان میں سے اور باقی اس کے صحن میں چھوڑے جاتے ہیں کہ اگر اچانک کوئی مہمان آ جائے تو ان کو ذبح کر کے ان کی ضیافت کرے یا مراد یہ ہے کہ مہمان اکثر آتے ہیں سو جس دن کوئی مہمان آئے اس دن وہ چرنے کو نہیں جاتے یہاں تک کہ مہمان کی حاجت اس سے پوری ہو اور جس دن کوئی مہمان نہ آئے یا وہ خود موجود نہ ہو تو اس دن سب چرنے کو چلے جاتے ہیں سو مہمان کے آنے کے دن اکثر ہیں ان کے نہ آنے کے دنوں سے اسی واسطے وہ کم چرنے کو جاتے ہیں یا مراد یہ ہے کہ اصل میں اونٹ بہت تھے اسی واسطے ان کے مبارک یعنی بیٹھنے کی جگہ بھی بہت تھی پھر جب چرنے کو جاتے تو تھوڑے ہو جاتے بسبب ان اونٹوں کے کہ ان میں جاتے یا مراد یہ ہے کہ جب اکٹھے ہو کے بیٹھتے ہیں تو بہت ہوتے ہیں اور جب تنہا تنہا چرتے ہیں تو بہ نسبت ان کے کم ہوتے ہیں جب کہ اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو اپنے ذبح ہونا کا یقین کر لیتے ہیں یعنی ضیافت میں راگ اور باجے کا معمول تھا اس سبب سے باجے کی آواز سن کے اونٹوں کو ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا۔

گیارھویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام ابو زرع ہے سو واہ کیا خوب ابو زرع ہے اس نے زیور سے میرے دونوں کان جھلائے اور چربی سے میرے دونوں بازو بھرے یعنی میرے بدن کو چربی سے موٹا کیا اور مجھ کو خوش کیا سو میری جان بہت چین میں رہی مجھ کو اس نے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے سو اس نے مجھ کو گھوڑے اور اونٹ اور کھیت اور خرمن کا مالک کر دیا یعنی میں نہایت ذلیل اور محتاج تھی اس نے مجھ کو باعزت اور مالدار کر دیا سو میں اس

کے پاس بات کرتی ہوں تو مجھ کو برا نہیں کہتا اور میری بات کو
نہیں پھیرتا اور سوتی ہوں تو فجر کر دیتی ہوں یعنی کچھ کام کاج
نہیں کرنا پڑتا لونڈی غلام کام کرتے ہیں اور پیتی تو تو سیراب
ہو جاتی ہوں یعنی نہیں قطع ہوتا مجھ پر مشروب میرا یہاں تک کہ
میری خواہش پوری ہو ان ابو زرع کی سو کیا خوب ماں ہے ابو
زرع کی اس کی بڑی بڑی گھڑیاں اور کشادہ گھر بیٹا ابو زرع کا
سو کیا خوب ہے بیٹا ابو زرع کا اس کو خواب گاہ جیسے تلوار کا
میان یعنی نرم و نازک بدن ہے اس کو آسودہ کر دیتا ہے حلوان
کا ہاتھ یعنی کم خور ہے، بیٹی ابو زرع کی سو کیا خوب ہے بیٹی ابو
زرع کی اپنے ماں باپ کی تابعدار اپنے لباس کی بھرنے والی
یعنی خوب موٹی اور اپنی سوکن کی رشک یعنی اپنے خاوند کی
پیاری ہے اس واسطے کہ اس کی سوکن اس سے جلتی ہے لونڈی
اور ابو زرع کی سو کیا خوب ہے لونڈی ابو زرع کی ہماری بات
مشہور نہیں کرتی ظاہر کر کے اور ہمارا کھانا نہیں لے جاتی اٹھا
کر اور ہمارا گھر گندہ نہیں رکھتی کوڑے سے ابو زرع باہر نکلا
جب کہ اپنے دودھ کے برتنوں میں دودھ متھا جاتا تھا یعنی رڑکا
جاتا تھا واسطے گھی نکالنے کے یعنی صبح کے وقت یا ارزانی کے
دنوں میں سو وہ ایک عورت سے ملا جس کے ساتھ اس کے دو
لڑکے تھے جیسے دو چیتے اس کی گود میں دو اناروں سے کھیلتے
تھے سو ابو زرع نے مجھ کو طلاق دی اور اس عورت سے نکاح
کیا پھر میں نے اس کے بعد ایک سردار مرد سے نکاح کیا عمدہ
گھوڑے کا سوار اور نیزہ باز اس نے مجھ کو چوپائے جانور بہت
دیئے اور اس نے مجھ کو ہر ایک مویشی سے جوڑا جوڑا یعنی
بہت مال دیا اور اس نے مجھ کو کہا اے ام زرع! کھا اور اپنے
لوگوں کو کھلا یعنی اپنے ناتے داروں سے سلوک کر اور جو

چاہے کھا اور جس کو چاہے کھلا، ام زرع نے کہا سو اگر میں جمع کروں جو کچھ مجھ کو دوسرے خاوند نے دیا تو ابو زرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ پہنچے یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم تر ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابو زرع تھا ام زرع کے حق میں۔

فائدہ: تشبیہ دی ہے اس نے دو چیزوں کو ساتھ دو چیزوں کے تشبیہ دی اس نے اپنے خاوند کو ساتھ گوشت دبلے کے اور تشبیہ دی اس کی بدخوئی کو ساتھ پہاڑ کے جس کی چڑھائی سخت ہو پھر اس اجمال کی تفسیر کی سو گویا کہ اس نے کہا کہ نہ پہاڑ آسان ہے تا کہ آسان ہو چڑھنا اوپر اس کے واسطے لینے گوشت کے اگرچہ دبلا ہو اس واسطے کہ جس چیز کی رغبت نہ ہو کبھی لی جاتی ہے جب کہ ہاتھ آئے بغیر مشقت کے پھر اس نے کہا کہ نہ گوشت موٹا ہے تا کہ اٹھائی جائے مشقت بیچ چڑھنے پہاڑ کے واسطے حاصل کرنے اس کے کہا علماء نے کہ وصف کیا ہے اس کو عورت نے ساتھ کم ہونے خیر کے اور دور ہونے اس کے کی باوجود کم ہونے کے سو تشبیہ دی اس نے اس کو ساتھ اس گوشت کے کہ خالی ہو گئی ہوں ہڈیاں اس کی گودے سے اور ناپاک ہو گیا ہے مزہ اس کا اور بو اس کی باوجود ہونے اس کے کی بلند جگہ میں کہ وہاں پہنچنا مشکل ہے سو نہیں رغبت کرتا اس کے طلب کرنے میں بیچ کہ ان کو وہاں سے لے آئے باوجود بہت ہونے باعث لوگوں کے اوپر لینے چیز ردی کے مفت، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ تفسیر کیا ہے اس کو جمہور نے کہ اس میں بھلائی نہیں کئی وجہ سے ایک ہونا اس کا مانند اونٹ کے گوشت کے نہ مانند بھیڑ کے گوشت کے اور ایک یہ کہ وہ باوجود اس کے مہزول اور ردی ہے اور ایک یہ کہ مشکل ہاتھ آتا ہے نہیں پہنچا جاتا ہے طرف اس کی مگر ساتھ سخت مشقت کے اور کہا خطابی نے مراد یہ ہے کہ وہ بدخو ہے اور یہ کہ تکبر کرتا ہے اور اپنے آپ کو اونچا جانتا ہے۔ (فتح)

فائدہ: یعنی میں ڈرتی ہوں یہ کہ نہ چھوڑوں اس کی خبر سے کچھ چیز پس ضمیر اوز واسطے خبر کے ہے یعنی واسطے دراز ہونے اور بہت ہونے اس کے کہ اگر میں اس کو شروع کروں تو نہیں قادر میں اس کے پورا کرنے پر سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارے کے طرف عیبوں اس کے کی واسطے اس خوف کے کہ دراز ہو قصہ ساتھ وارد کرنے تمام عیبوں کے اور بعض نے کہا کہ ضمیر اس کے خاوند کی طرف پھرتی ہے اور اسی طرح ضمیر عجرہ و بجرہ کی یعنی گویا کہ وہ ڈری کہ جب اس کے عیبوں کو بیان کرے اور یہ خبر اس کے خاوند کو پہنچ جائے تو وہ اس کو چھوڑ دے تو گویا کہ اس نے کہا کہ میں ڈرتی ہوں کہ اس کے چھوڑنے پر قادر نہ ہوں واسطے علاقے میرے کے ساتھ اس کے اور اولاد میری کے اس سے سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ اس کے واسطے بہت عیب ہیں واسطے پورا کرنے اس چیز

کے کہ اس کا التزام کیا تھا کچ بولنے سے اور چپ رہی اس کی تفسیر سے واسطے ان معنی کے کہ عذر کیا اس نے ساتھ ان کے اور یہ جو کہا عجرہ وبجرہ خطابی نے کہا کہ مراد اس کے عیب ظاہرہ اور باطنہ ہیں اور شاید وہ ظاہر میں مستور الحال تھا باطن میں ردی تھا اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اس کے خاوند میں بہت عیب ہیں اس کو اچھے کاموں سے نفرت ہے۔ (فتح)

فائدہ: کہا ابو عبید اور ایک جماعت نے کہ عشنق کے معنی ہیں لمبا اور کہا ثعلبی نے لمبا بے ڈول اور کہا خلیل نے کہ لمبی گردن والا اور بعض نے کہا مراد اس کی یہ کہ بدخو ہے اور کہا اصمعی نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں نزدیک اس کے اکثر طول اس کے سے بغیر نفع کے اور بعض نے کہا کہ مذمت کی اس نے اس کی ساتھ لمبا ہونے کے اس واسطے کہ اکثر اوقات لمبا آدمی بے وقوف ہوتا ہے اور کہا ابن انباری نے کہ احتمال ہے کہ مراد اس عورت کی یہ ہو کہ اس کی خو اچھی ہے اور اس کی ڈول ڈیل بری ہے کہا ابو سعید ضریر نے کہ صحیح یہ ہے کہ عشنق لمبا نجیب ہے کہ اپنے نفس کا مالک ہو عورتیں اس میں حکم نہ کر سکیں بلکہ حکم کرے وہ ان میں جو چاہے سو اس کی عورت اس سے ڈرتی ہے کہ اس کے سامنے بولے سو وہ چپ رہتی ہے اور یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ میں اس سے ڈرتی ہوں، کہا زمخشری نے کہ یہ شکایت بلیغ ہے اور یہ جو کہا کہ اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑی جاؤں یعنی اگر میں اس کے عیبوں کو ظاہر کروں اور اس کو ان کی خبر پہنچے تو طلاق دے اور اگر چپ رہوں تو میں اس کے نزدیک معلق ہوں نہ خاوند والی کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں اور نہ مطلقہ کہ غیر کے واسطے خالی ہوں تو میں بلندی اور پستی کے درمیان لٹکی ہوئی ہوں اور میری نزدیک دوسری شق میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر اس کی مراد یہ ہوتی تو البتہ بولتی تا کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور راحت پاتی اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا کہ میں اس کے نزدیک بدحال میں ہوں سو اشارہ کیا طرف بدخوئی اس کے کی اور یہ کہ وہ اس کی کلام کا متحمل نہیں ہوتا اور وہ جانتی ہے کہ اگر کوئی چیز اس کے پاس ذکر کرے تو وہ اس کو طلاق دے دے گا اور وہ نہیں اختیار کرتی اس کی طلاق کو واسطے محبت عورت کے بیچ اس کے پھر تعبیر کی ساتھ جملے دوسرے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ اگر وہ چپ رہے صبر کرتی اس حال میں تو ہو گی وہ نزدیک اس کے مانند معلق عورت کے نہ خاوند والی ہے اور نہ بیوہ۔ (فتح)

فائدہ: تہامہ ملک عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ ہے وہاں کی رات مشہور ہے وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ خوب عشرت کے اور اعتدال حال کے اور سلامتی باطن کے یعنی نہیں ایذا نزدیک اس کے اور نہ مکروہ اور میں اس سے نہ ڈروں سو میں اس کے فساد سے نہیں ڈرتی اور نہیں ملال نزدیک اس کے کہ میری صحبت سے اس کو اداسی ہو سو میں خوش گزران ہوں نزدیک اس کے جیسے اہل تہامہ اپنی رات معتدل سے خوش ہوتے ہیں۔

فائدہ: وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ غفلت کے وقت داخل ہونے کے گھر میں اور کہا ابن حبیب نے کہ تشبیہ

دی اس نے اس کو بیچ نرم ہونے اس کے کی ساتھ چیتے کے اس واسطے کہ وہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ شرم کے اور کم ہونے شر کے اور بہت سونے کے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو کودتا ہے مجھ پر جیسے چیتا کودتا ہے اور جب نکلتا ہے تو شیر کی طرح چلتا ہے بنا بر اس کے پس کہا جا سکتا ہے کہ مراد اس کی مدح اور مذمت دونوں ہوں پس اول اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اس سے بہت جماع کرتا یعنی یہ عورت اس کو نہایت محبوب ہے جب اس کو دیکھتا ہے تو صبر نہیں کر سکتا اور مذمت اس جہت سے ہو سکتی ہے کہ وہ کڑے مزاج کا ہے اس کے پاس ملاعبت نہیں یعنی جماع سے پہلے مجھ سے بوس وکنار نہیں کرتا وحشی جانوروں کی طرح مجھ سے جماع کرتا ہے یا بدخو ہے مجھ کو مارتا پیٹتا ہے اور جب نکلتا ہے تو سخت ہوتا ہے امر اس کا جرأت اور اقدام اور ہیبت میں اور اسی طرح لایسئل عما عہد بھی مدح اور ذم دونوں کا احتمال رکھتا ہے مدح ان معنی سے ہے کہ وہ بہت کریم ہے اور نہایت چشم پوش ہے اگر اس کا کچھ مال جاتا رہے تو اس کی پڑتال نہیں کرتا اگر گھر میں کوئی عیب دیکھے تو اس کی طرف التفات نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور مذمت ان معنوں سے ہے کہ وہ عورت کے حال کی پرواہ نہیں کرتا یہاں تک کہ اگر بچانے کہ عورت بیمار ہے تو بھی اس کا حال نہیں پوچھتا اور نہ اس کو اپنے اہل و مال کی کچھ خبر ہے لیکن اکثر شارحوں نے اس کو مدح پر حمل کیا ہے۔ (فتح)

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے تو ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں تجھ کو طلاق نہیں دیتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بلکہ آپ میرے حق میں ابو زرع سے بھی بہتر ہو اور یہ ایک گاؤں تھا ملک یمن میں جس جگہ کی عورتیں تھیں اور اس حدیث کا سبب نسائی میں یوں واقع ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اپنے باپ کے مال کا فخر کیا اور وہ دس ہزار اوقیہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! چپ رہ کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسا کہ ابو زرع ام زرع کے حق میں تھا اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے نیک صحبت رکھنی اپنے اہل سے ساتھ لگاؤ کے اور باہم بات چیت کرنے کے ساتھ مباح امروں کے جب تک کہ ممنوع چیز کی طرف نوبت نہ پہنچے اور یہ کہ جائز ہے خوش طبعی کرنی کبھی کبھی اور کھولنا نفس کا ساتھ اس کے اور کھیلنا مرد کا اپنی بیوی سے اور اس کو معلوم کرواتا کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں جب تک کہ نہ مرتب ہو اس پر کوئی مفسدہ جیسے کہ عورت اس سے منہ پھیرے اور یہ کہ منع ہے فخر کرنا ساتھ مال کے اور بیان جواز فضل کا ساتھ کام دین کے اور خبر دینا مرد کا اپنے گھر والوں کو ساتھ صورت حال اس کے کی ساتھ ان کے اور یاد دلاتا ان کو ساتھ اس کے خاص کر وقت موجود ہونے اس چیز کے کہ پیدا ہوئی ہیں عورتیں اوپر اس کے کفران احسان سے اور اس میں ذکر کرنا عورت کا ہے اپنے خاوند کے احسان کو اور یہ کہ جائز ہے اکرام کرنا مرد کا اپنی بعض عورتوں کو سامنے اس کی سوکنوں کے ساتھ اس چیز کے کہ خاص کرے اس کو ساتھ اس کے قول سے یا فعل سے محل اس کا وقت سلامت ہونے کے ہے جھکنے سے جو پہنچاتا ہے طرف

ظلم کے اور پہلے گزر چکا ہے ہبہ کے بابوں میں جواز تخصیص بعض عورتوں کا ساتھ تحفے اور لطف کے جب کہ پورا کیا جائے واسطے دوسرے کے حق اس کا اور یہ کہ جائز ہے بات چیت کرنا ساتھ اپنی بیوی اپنی کے اس کی غیر نوبت میں اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنا پہلی امتوں سے اور بیان کرنا مثالوں کا ساتھ ان کے واسطے عبرت کے اور یہ کہ جائز ہے دل لگانا ساتھ ذکر اخبار کے اور کم یاب چیزوں کے واسطے خوش کرنے دلوں کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے عورتوں کو ساتھ وفا کرنے کے اپنے خاوندوں کے واسطے اور بند کرنا آنکھ کا اوپر ان کے اور شکر کرنا واسطے ان کی خوبی کے اور وصف کرنا عورت کا اپنے خاوند کو ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی ہے اس کو خوب اور ناخوب سے اور جائز ہونا مبالغہ کا اوصاف میں اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ نہ ہو عادت اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتی ہے طرف خرابی مروت کے اور اس میں تفسیر ہے اس چیز کی کہ جس کو مجمل کرتا ہے مخبر خبر سے اور یہ کہ جائز ہے ذکر کرنا مرد کا ساتھ اس چیز کے کہ ہو اس میں عیب سے جب کہ ہو مقصود نفرت دلانا اس فعل سے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابو عبداللہ تیمی نے ساتھ اس طور کے استدلال کرنا ساتھ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمام ہوتا ہے جب کہ حضرت ﷺ نے سنا ہو اپنے خاوند کی غیبت کرتی اور اس کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حکایت اس شخص کی جو حاضر نہ ہو تو یہ غیبت نہیں اور شاید یہی مراد ہے خطابی کی اور کہا مازری نے کہ بعض نے کہا کہ ان میں سے بعض عورتوں نے اپنے خاوندوں کی وہ چیز ذکر کی جس کو وہ برا جانیں اور نہ ہوئی یہ غیبت اس واسطے کہ نہ پہچانی جاتی تھی وہ اپنے خاص شخصوں اور ناموں سے کہا مازری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس عذر کی حاجت اس وقت ہے اگر اس شخص نے جس کے نزدیک حدیث بیان ہوئی سنا ہو ان کی کلام کو بیچ غیبت کرنے اپنے خاوندوں کے اور ان کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حالانکہ واقع اس کے برخلاف ہے اور وہ یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکایت کی مجہول عورتوں کی جو غائب ہیں تو یہ غیبت نہیں اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی وہ چیز بیان کرے کہ جس کو وہ برا جانے تو البتہ ہوگی یہ غیب حرام اس پر جو اس کو کہے اور سنے مگر یہ کہ ہو بیچ جگہ شکایت کے اس سے نزدیک حاکم کے اور یہ معین شخص کے حق میں ہے اور بہر حال مجہول آدمی جو نہ پہچانا جاتا ہو تو نہیں حرج اس کی غیبت سننے میں اس واسطے کہ وہ نہیں ایذا پاتا مگر جب کہ پہچانتا ہو کہ جس کے سامنے اس کی شکایت ہوئی وہ اس کو پہچانتا ہے پھر یہ سب مرد مجہول ہیں نہ ان کے نام پہچانے جاتے ہیں اور نہ ان کے اشخاص چہ جائیکہ ان کے نام معلوم ہوں اور نہیں ثابت ہوا واسطے ان عورتوں کے اسلام تاکہ جاری ہو ان پر حکم غیبت سو باطل ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور اس میں تقویت ہے اس شخص کے قول کی جو مکروہ جانتا ہے نکاح کرنا اس عورت سے جس کا خاوند ہو یعنی شوہر دیدہ ہو واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی اعتراف ام زرع کے سے کہ دوسری خاوند نے اس کو بقدر اپنی طاقت کے اکرام کیا اور باوجود اس کے حقیر اور ناچیز جانا اس نے اس کو بہ نسبت پہلے خاوند کے اور اس حدیث میں ہے کہ محبت برائی کو چھپا دیتی ہے اس واسطے کہ باوجود

اس کے کہ ابو زرع نے ام زرع سے ساتھ برائی کی تھی کہ اس کو طلاق دے دی تھی نہ منع کیا اس کو اس نے مبالغہ کرنے سے اس کے وصف میں یہاں تک کہ پہنچی حد افراط اور غلو کو اور اس کے بعض طریقوں میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابو زرع اس کے طلاق دینے پر پشیمان ہوا اور یہ کہ جائز ہے وصف کرنی عورتوں اور ان کی خوبیوں کی واسطے مرد کے لیکن محل اس کا وہ ہے جب کہ مجہول ہوں لیکن منع تو صرف وصف کرنی عورت معین کی ہے سامنے مرد کے یا ذکر کرے اس کے وصف سے وہ چیز کہ نہیں جائز ہے واسطے مردوں کے دیکھنا اس کی طرف ساتھ قصد کے اور یہ کہ تشبیہ مستلزم ہے اس کو کہ مشبہ مشبہ بہ کے ساتھ مساوی ہو ہر وجہ سے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابو زرع تھا ام زرع کے حق میں اور مراد وہ چیز ہے کہ بیان کیا اس کو ہیثم کی روایت میں الفت میں نہ ہر چیز میں کہ موصوف تھا ساتھ اس کے ابو زرع مالداری زائدہ اور بیٹے اور خادم سے اور جو نہیں مذکور ہے دین کے سب کاموں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنایت سے طلاق نہیں پڑتی مگر ساتھ نیت کے اس واسطے کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے اپنے آپ کو ساتھ ابو زرع کے اور حالانکہ اس نے طلاق دی ہوئی تھی تو اس سے طلاق کا واقع ہونا لازم نہ آیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کا قصد نہ کیا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پیروی کرنی ساتھ اہل فضل کے ہر امت سے اس واسطے کہ ام زرع نے ابو زرع کی معاشرت کی خوبی بیان کی اور حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور اس کو اچھا جانا اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اس واسطے کہ خبر دی ام زرع نے ساتھ حال ابو زرع کے اور حضرت ﷺ اس کو بجا لائے یعنی اس کو اس پر برقرار رکھا اور اس پر انکار نہ کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کہ کہنا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، وسیاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنا مرد کا سامنے اس کے جب کہ جانے کہ یہ اس کو فاسد نہیں کرتا اور یہ کہ جائز ہے کہنا واسطے نکاح کرنے والے کے بالرفاء والبنین کما تقدم اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا یہ حال ہے کہ جب آپس میں بات چیت کرتی ہیں تو اکثر اوقات ان کی بات مردوں ہی کے حق میں ہوتی ہے اور یہ برخلاف حال مردوں کے ہے کہ اکثر ان کی باتیں نہیں ہوتیں مگر اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ کاموں معاش کے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا ساتھ الفاظ غریبہ کے اور استعمال کرنا سجع کا کلام میں جب کہ نہ ہو اس میں تکلف اور کہا عیاض نے کہ بیچ کلام ان عورتوں کے فصاحت الفاظ سے اور بلاغت عبارت سے اور بدیع سے وہ چیز ہے کہ اس پر کوئی زیادتی نہیں خاص کر ام زرع کی کلام میں اس واسطے کہ وہ باوجود کثرت فصلوں کے اور قلت فضول کی اس کے کلمے مختصر ہیں۔ (فتح)

۴۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْحَبَشُ

۴۷۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حبشی اپنی برچھیوں سے کھیلتے تھے سو حضرت ﷺ نے مجھ کو پردہ کیا اور میں ان کی طرف دیکھتی تھی سو ہمیشہ رہی میں دیکھتی یہاں تک

يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فَسَتَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَنْظُرُ فَمَا زِلْتُ اَنْظُرُ حَتّٰى كُنْتُ اَنَا اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ.

کہ میں خود پھری سو اندازہ کرو قدر کم عمر لڑکی کا کہ کھیل کو سنے یعنی بہت دیر تک رہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عیدین میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت پندرہ برس کی تھیں۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا.

نصیحت کرنا مرد کا اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے واسطے یعنی بسبب اس کے خاوند کے۔

۴۷۹۲ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِإِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ

۴۷۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو ہمیشہ اس کی حرص اور آرزو تھی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں ایک سال ٹھہرا ارادہ کرتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں سو میں اس کی ہیبت کے مارے اس سے نہ پوچھ سکا نام دو عورتوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تو خوش ہو سو البتہ ٹیڑے ہوئے ہیں تمہارے دل یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا اور وہ راہ سے پھرے یعنی جس میں لوگ چلتے ہیں طرف اس راہ کے جس میں غالبا کوئی نہیں چلتا یعنی پاخانے کے واسطے اور میں بھی ان کے ساتھ چھاگل لے کے پھرا پھر پاخانے سے فراغت کر کے آئے سو میں نے اس سے ان کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا انہوں نے وضو کیا تو میں نے کہا اے مسلمانوں کے سردار! کون ہیں وہ دونوں عورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو تو خوش ہو سو البتہ ٹیڑھے ہو گئے ہیں تمہارے دل

بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ
وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا
نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ
مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ
ذٰلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ
فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ
نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ
نِسَآءِ الْأَنْصَارِ فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي
فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ
وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ
إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ
فَأَفْزَعَنِي ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ
فَعَلَ ذٰلِكِ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي
فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ
حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ
فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ أَفَتَأْمَنِينَ أَنْ
يَغْضَبَ اللَّهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِي لَا تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ
وَلَا تَهْجُرِيهِ وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا
يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ
وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ کو عجب ہے اے عباس کے بیٹے!
وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ایک روایت میں
اتنا زیادہ ہے کہ ایک برس سے میرا ارادہ تھا کہ میں تجھ سے یہ
پوچھوں سو تمہاری ہیبت کے مارے تم سے نہ پوچھ سکا، کہا پھر
ایسا مت کر جو تجھ کو گمان ہو کہ میرے پاس علم ہے تو مجھ سے
پوچھ لینا اگر مجھ کو خبر ہو گی تو میں تجھ کو خبر دوں گا پھر سامنے
ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث کے اس کو بیان کرتے یعنی اس
قصے کو جو سبب ہے اس آیت کے اترنے کا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے کہ میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ دونوں قبیلے بنی امیہ
میں رہتے تھے اور وہ مدینے کی بلندی کی طرف بستیوں میں
رہتے تھے عوالی وہ گاؤں ہیں جو مدینے کے قریب ہیں مشرق
کی طرف کہ وہ بلندی میں واقع ہیں اور ہم باری باری سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن وہ آتا تھا
اور ایک دن میں آتا تھا سو جب میں آتا تو اس کے پاس اس
دن کی خبر لاتا جو نیا پیدا ہوتا وحی وغیرہ سے یعنی ان حادثوں
سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیدا ہوتے اور جب وہ اترتا تو
اسی طرح کرتا اور ہم گروہ قریش کے عورتوں پر غالب تھے یعنی
حکم کرتے تھے اور وہ ہم پر نہ کرتی برخلاف انصار کے کہ وہ
برعکس تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم عورتوں سے کچھ
اختیار نہ گنتے تھے اور نہ ان کو اپنے کاموں میں داخل کرتے
تھے سو جب ہم مدینے میں انصار کے پاس آئے تو اچانک
دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں سو
ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کی خو بو سیکھنے لگیں سو میں اپنی
عورت پر چلایا اور میں نے اس کو غصے سے جھڑکا سو اس نے
مجھ سے تکرار کیا سو میں نے انکار کیا کہ مجھ سے تکرار کرے اور

يُرِيْدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ
غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي
الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً
فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ أَثَمَّ هُوَ
فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ
الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَاءَ غَسَّانُ
قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَهْوَلُ طَلَّقَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهُ وَقَالَ
عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ
فَقَالَ اعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ
قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَا يُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ
فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَهُ
فَاعْتَزَلَ فِيْهَا وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا
هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ أَلَمْ أَكُنْ
حَذَّرْتُكِ هٰذَا أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِيْ هَا هُوَ ذَا
مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى
الْمِنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِيْ بَعْضُهُمْ
فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ
فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ
لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

جھگڑے اس نے کہا اور تو کیوں برا مانتا ہے یہ کہ میں تجھ سے
تکرار کروں (اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کیا ہے
تکلف تیرا اس کام میں کہ میں اس کا ارادہ کرتا ہوں اور ایک
روایت میں ہے کہ جب اسلام آیا تو ہم نے جانا کہ ان کے
واسطے ہم پر حق ہے سوائے اس کے کہ ہم ان کو اپنے کسی کام
میں داخل کریں اور میری اور میری عوت کے درمیان کچھ گفتگو
تھی سو میں نے اس کو سخت کہا اور میں نے اس کو چھڑی ماری)
سو قسم ہے اللہ کی بے شک حضرت ﷺ کی بیویاں آپ سے
تکرار کرتی ہیں اور البتہ ایک ان میں سے سارا دن حضرت ﷺ
سے کلام نہیں کرتی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا تو
کب ہمارے کام میں دخل دیتی تھی تو اس نے کہا اے خطاب
کے بیٹے! کوئی تجھ سے کلام نہیں کر سکتا اور حالانکہ تیری بیٹی
حضرت ﷺ سے کلام کرتی ہے یہاں تک کہ سارا دن
غضبناک رہتے ہیں تو میں اس سے گھبرایا اور میں نے اس سے
کہا کہ ناامید اور خراب ہوئی جس نے یہ ان میں سے کیا پھر
میں نے اپنے سب کپڑے پہنے اور چلا سو میں اترا اور اپنی بیٹی
حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا میں نے اس سے کہا اے حفصہ! کیا تم
میں سے کوئی حضرت ﷺ کو غصہ دلاتی ہے تمام دن رات
تک؟ اس نے کہا، ہاں! میں نے کہا البتہ ناامید ہوئی اور
خسارے میں پڑی کیا تم نڈر ہو اس سے کہ غضبناک ہو اللہ
تعالیٰ اپنے رسول کے غضب کے سبب سے سو تو ہلاک ہو
حضرت ﷺ سے بہت نہ مانگا کر اور نہ کسی چیز میں آپ سے
تکرار اور مقابلہ کیا کر اور نہ آپ سے ترک کلام کیا کر یعنی
اگرچہ حضرت ﷺ تجھ سے کلام نہ کریں اور مانگ مجھ سے جو
تجھ کو ظاہر ہو اور نہ فریب دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ فَقَالَ قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لَا

زیادہ خوبصورت اور حضرت ﷺ کو بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نہ دھوکا کھانا ساتھ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ کرتی ہے جس سے میں نے تجھ کو منع کیا اور حضرت ﷺ اس کو اس سبب سے مؤاخذہ نہیں کرتے اس واسطے کہ وہ گھمنڈ کرتی ہے اپنی خوبصورتی سے اور حضرت ﷺ کی محبت سے کہ آپ کو اس کے ساتھ ہے سو نہ مغرور ہو تو ساتھ اس کے واسطے اس احتمال کے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک تیرا یہ مرتبہ ہو سو تجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح گھمنڈ کرنا جائز نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ پھر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا سو میں نے اس سے کہا جو حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہا تو اس نے کہا عجب ہے اے خطاب کے بیٹے! داخل ہوا تو ہر چیز میں یعنی لوگوں کے کاموں میں یہاں تک کہ تو چاہتا ہے کہ حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو کیا حضرت ﷺ اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے تا کہ تو ان کو وعظ کرتا ہے سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو روکا اس سے جو میں ارادہ کرتا تھا توڑا اس نے مجھ کو بعض اس چیز سے کہ میں پاتا تھا یعنی اس نے مجھ کو اپنی زبان سے ایسا پکڑا کہ مجھ کو اپنے مقصد اور کلام سے ہٹایا کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ہم چرچا کرتے تھے کہ غسان کا بادشاہ گھوڑوں کو نعلیں باندھتا ہے تا کہ ہم سے لڑے یعنی ہم کو اس کا خوف تھا سو میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے دن اترا یعنی حضرت ﷺ کے پاس گیا سو عشاء کو ہماری طرف پھرا اور اس نے میرے دروازے کو سخت دستک دی اور کہا کہ کیا وہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ یہاں ہے تو میں گھبرا کر اس کی طرف نکلا یعنی واسطے سخت دستک دینے اس کے دروازے کو برخلاف عادت کے تو اس نے کہا کہ آج ایک بڑا امر پیدا ہوا میں نے کہا وہ کیا ہے کیا غسانی آیا؟ اس

يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فِيْ بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيْ بَيْتِهٖ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِيْ هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أُولٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَهٗ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّكَانَ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَّإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بہت بڑا اور بہت ہولناک یعنی بہ نسبت عمر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی بیٹی حضرت ﷺ کے نکاح میں تھی حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں نے کہا نا امید ہوئی حفصہ رضی اللہ عنہا اور خسارے میں پڑی البتہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہوگا تو میں نے اپنے سب کپڑے اپنے اوپر پہنے سو میں نے فجر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی پھر حضرت ﷺ اپنے ایک بالا خانے میں داخل ہوئے اور اس میں گوشہ گیر ہوئے اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ روتی ہے میں نے کہا کہ تو کس سبب سے روتی ہے، کیا میں نے تجھ کو اس سے نہ ڈرایا تھا، کیا حضرت ﷺ نے تم کو طلاق دی ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتی یعنی تو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے کہا خبردار وہ بالا خانے میں گوشہ گیر ہیں سو میں نکلا اور منبر کے پاس آیا تو اچانک دیکھا کہ اس کے گرد ایک جماعت ہے ان میں سے بعض روتے ہیں سو میں تھوڑا سا ان کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا تھا یعنی مشغول ہونے دل کے سے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو پہنچی کہ حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے اور یہ نہ ہوگا مگر حضرت ﷺ کے غصے سے اور واسطے احتمال صحیح ہونے اس چیز کے کہ مشہور ہوئی کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی اور منجملہ ان کے حفصہ رضی اللہ عنہا تھی عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تو ان کے درمیان علاقہ ٹوٹ جائے گا (اور اس میں جو مصیبت ہے سو پوشیدہ نہیں) سو میں اس بالا خانے میں آیا جس میں حضرت ﷺ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک حضرت ﷺ ایک بالا خانے میں تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا اور آپ کا ایک غلام کالا

لَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةَ التَّخْيِيْرِ فَبَدَأَ بِيْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ مِّنْ نِّسَآئِهٖ فَاخْتَرْتُهٗ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَآئَهٗ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

سیڑھی کے سر پر بیٹھا تھا اس کا نام رباح تھا تو میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا کہ اجازت مانگ عمر رٹائٹۂ کے واسطے، سو وہ غلام داخل ہوا سو اس نے حضرت مَلَاثِیْم سے کلام کیا پھر پھرا سو اس نے کہا کہ میں نے حضرت مَلَاثِیْم سے کلام کیا اور تیرا ذکر حضرت مَلَاثِیْم سے کیا سو آپ چپ رہے سو میں پھرا یہاں تک کہ بیٹھا میں ساتھ اس جماعت کے جو منبر کے پاس بیٹھے تھے پھر غالب ہوا مجھ پر جو پاتا تھا پھر میں آیا سو میں نے غلام سے کہا کہ عمر رٹائٹۂ کے واسطے اجازت مانگ، سو وہ اندر گیا پھر پھرا سو اس نے کہا کہ میں نے حضرت مَلَاثِیْم کے پاس تیرا ذکر کیا تھا حضرت مَلَاثِیْم چپ رہے سو میں پھرا اور بیٹھا ساتھ ان لوگوں کے جو منبر کے پاس تھے پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا ہوں تو میں غلام کے پاس آیا یہی اس سے کہا میرے واسطے اجازت مانگ سو وہ اندر گیا پھر پھرا تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت مَلَاثِیْم کے پاس تیرا ذکر کیا تھا لیکن آپ چپ رہے سو جب میں پھرا پیٹھ دے کر تو اچانک دیکھا کہ غلام مجھ کو بلاتا ہے سو اس نے کہا کہ حضرت مَلَاثِیْم نے تجھ کو اجازت دی سو میں حضرت مَلَاثِیْم کے پاس اندر گیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت مَلَاثِیْم چٹائی پر لیٹے ہیں آپ کے اور اس کے درمیان کوئی بستر نہیں چٹائی نے آپ کے پہلو میں اثر کیا ہے یعنی آپ کے پہلو میں چٹائی کے نقش پڑ گئے ہیں تکیہ کیے ہیں چمڑے کے ایک تکیہ پر کہ بجائے روئی کے اس کے اندر کھجور کی چھیل بھری ہے سو میں نے آپ مَلَاثِیْم کو سلام کیا پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا کہ یا حضرت! کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی ہے؟ سو حضرت مَلَاثِیْم نے اپنی آنکھ میری طرف اٹھائی اور فرمایا نہیں، میں نے اللہ اکبر کہا یعنی

اس خبر کے بے اصل ہونے سے تعجب کیا یا بطور شکریہ کے اللہ اکبر کہا یعنی اس کا شکریہ ادا کیا کہ حضرت مَنَّاتِیَّام نے طلاق نہیں دی پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا لگاؤ چاہتا تھا یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھتے اور ہم گروہ قریش کے تھے عورتوں پر غالب تھے سو جب ہم مدینے میں آئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں تو حضرت مَنَّاتِیَّام نے تبسم فرمایا پھر میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھیں اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ نہ دھوکا دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضرت مَنَّاتِیَّام کے نزدیک بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تو حضرت مَنَّاتِیَّام نے دوسری بار تبسم فرمایا سو میں بیٹھا جب کہ یعنی دیکھا کہ آپ نے تبسم فرمایا پھر میں نے اپنے کو آپ گھر میں آنکھ کو اٹھایا سو قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے اس میں کچھ چیز جو آنکھ کو رد کرے سوائے تین کچی کھالوں کے سو میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ آپ کی امت پر روزی کشادہ کرے سو بے شک فارس اور روم والوں پر روزی کشادہ کی گئی ہے اور ان کو دنیا ملی اور حالانکہ وہ اللہ کو نہیں پوجتے یعنی ہم اللہ کو پوجتے ہیں تو ہم کو بطریق اولیٰ دنیا ملنی چاہیے سو حضرت مَنَّاتِیَّام سیدھے ہو کر بیٹھے اور پہلے تکیہ کیے بیٹھے تھے سو فرمایا کہ کیا تجھ کو اس میں شک ہے اے خطاب کے بیٹے کہ آخرت کی کشائش بہتر ہے دنیا کی کشائش سے بے شک ان کافروں کے واسطے ستھری اور عیش کی چیزیں جلد دی گئیں دنیا کی زندگی میں کیا تو راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت سو میں نے کہا یا حضرت! میرے لیے بخشش مانگیے یعنی میری جرأت سے کہ

میں نے آپ کے سامنے کہی یا میرے اس اعتقاد سے کہ دنیا کی چیزیں مرغوب فیہا ہیں سو حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے بسبب اس بات کے جب کہ ظاہر کیا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی انتیس رات اور حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا بسبب سخت غضبناک ہونے آپ کے کی اوپر ان کے جب اللہ نے آپ کو عتاب کیا سو جب انتیس راتیں گزر چکیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور اس سے شروع کیا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا کہ یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہم پر داخل نہیں ہوں گے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے صبح کی انتیس راتوں سے میں ان کو گنتی رہی ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر اللہ نے تخییر کی آیت اتاری سو حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں میں سے پہلے پہل مجھ سے شروع کیا میں نے آپ کو اختیار کیا پھر آپ نے سب عورتوں کو اختیار دیا سو انہوں نے کہا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاخانے کے واسطے پیلو کے درختوں میں داخل ہوئے اور اپنی حاجت پوری کی تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مسافر جب قضاء حاجت کے واسطے خالی میدان نہ پائے تو پردہ کرے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہو اس کو پردہ کرنا ساتھ اس کے جنگ کے درختوں سے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو تعجب ہے اے ابن عباس! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعجب کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باوجود مشہور ہونے اس کے کی ساتھ علم تفسیر کے کس طرح پوشیدہ رہا اس پر یہ قدر باوجود مشہور ہونے اس کے کی اور عظمت اس کی کے عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اور مقدم کرنے اس کے علم میں اس کے غیر پر اور باوجود اس کے کہ تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما مشہور ساتھ اس کے حرص سے اوپر طلب علم کے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی تو شاید جزم کرنا ساتھ اس کے واقع ہوا ہے مشہور کرنے بعض منافقوں کے سے سو لوگوں نے اس کو ایک دوسرے سے نقل کیا ہے اور اس کی اصل وہ چیز ہے جو واقع ہوئی حضرت ﷺ کے الگ ہونے سے اپنی عورتوں سے اور حضرت ﷺ کی یہ عادت نہ تھی سو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ نے ان کو طلاق

دی اسی واسطے نہ عتاب کیا عمر رضی اللہ عنہ نے انصاری کو اس چیز پر کہ جزم کیا اس نے ساتھ واقع ہونے اس کے پس مراد ساتھ اذاعت کے اللہ کے قول ﴿اذاعوا به﴾ یہ قول ان کا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی بغیر تحقیق کے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال پر اطلاع پائی اور یہ جو کہا نا امید ہوئی حفصہ رضی اللہ عنہا اور خسارے میں پڑی تو اس کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ اس کی بیٹی تھی اور تھوڑے دن ہوئے تھے کہ اس کو اس سے ڈرایا تھا اور یہ جو کہا کہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہوگا تو یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ پہلے گزر چکی تھی واسطے ان کے کہ ان کا تکرار کبھی پہنچاتا ہے طرف غضب کی جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو ایک روایت میں ہے کہ میں پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو میں نے اس کو کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی! تیری شان اس حد کو پہنچی کہ تو حضرت ﷺ کو ایذا دیتی ہے؟ تو اس نے کہا اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو مجھ سے کیا ہے تو اپنی بیٹی کو سمجھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہونے سے پردہ کا اٹھانا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ آدمی دروازے سے داخل ہوتا ہے اور پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے تجھ کو نہیں ڈرایا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت ﷺ تجھ سے محبت نہیں رکھتے اور اگر میں نہ ہوتا تو حضرت ﷺ تجھ کو طلاق دیتے تو حفصہ رضی اللہ عنہا سخت روئیں واسطے اس چیز کے کہ جمع ہوئی نزدیک اس کے غم سے حضرت ﷺ کی جدائی پر اور واسطے اس چیز کے کہ اس کو توقع تھی کہ اس کا باپ اس پر سخت غضبناک ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اگر حضرت ﷺ نے تجھ کو طلاق دی تو میں تجھ سے کبھی نہیں بولوں گا اور یہ جو کہا رمال حصیر تو مراد یہ ہے کہ آپ کی چارپائی بنی ہوئی تھی ساتھ اس چیز کے کہ بنی جاتی ہے ساتھ اس کے چٹائی اور یہ جو کہا کہ اگر آپ مجھ کو دیکھیں تو یہ استفہام ہے بطور اجازت مانگنے کے یعنی میں بات کرنے کی اجازت مانگتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچی کھالوں کو دیکھ کر روئے حضرت ﷺ نے فرمایا تیرے رونے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا قیصر اور کسریٰ نہروں اور میووں میں عیش کرتے ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کا یہ حال ہے اور یہ جو کہا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے ظاہر کیا تو نہیں ہے مذکور اس حدیث میں جو چیز حفصہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کی تھی عتاب سے اللہ کا یہ قول ہے ﴿یاایها النبی لم تحرم ما احل الله لك﴾ الآیات اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ حرام کیا تھا اس کو حضرت ﷺ نے اپنی جان پر یعنی وہ کیا چیز تھی جس کے حرام کرنے پر آپ کو عتاب ہوا جیسا کہ اختلاف بیچ سبب قسم کھانے آپ کے کی اس پر کہ اپنی عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے چند اقوال پر سو جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے یہ ہے کہ وہ شہد تھا کما مضی فی سورة التحریم اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو شہد کا چھتہ تحفہ بھیجا حضرت ﷺ اس کے پاس ٹھہرتے تھے اور شہد پیتے تھے اور باقی سب بیویوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضرت ﷺ تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ ہم آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہیں جب

حضرت ﷺ ان کے پاس آئے تو سب بیویوں نے اسی طرح کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ شہد ہے قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں کھاؤں گا اور ابن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے نکلیں تو حضرت ﷺ اپنی لونڈی کو جس کا نام ماریہ قبطیہ تھا لے کر حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے اس کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں وہ چپکے سے دیکھتی رہیں یہاں تک کہ لونڈی اندر سے نکلی حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خبردار البتہ میں نے دیکھا جو آپ نے کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ حال کسی سے مت کہنا اور وہ مجھ پر حرام ہوئی تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے دن میں آپ قبطیہ سے صحبت کرتے ہیں اور آپ کی باقی عورتوں کے دن سلامت رہتے ہیں تو یہ آیت اتری اور آیا ہے بیچ سبب غصے ہونے حضرت ﷺ کے اوپر ان کے اور قسم کھانے کے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے قصہ اور روایت کی ہے ابن سعد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ کو کسی نے تحفہ بھیجا حضرت ﷺ نے اس کو بیویوں میں تقسیم کیا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اس کا حصہ بھیجا اس نے تھوڑا دیکھ کے پھیر دیا حضرت ﷺ نے دوسری بار دگنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا حضرت ﷺ نے تین گنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا تو حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے اور مسلم میں ہے کہ آپ کی بیویوں نے آپ سے زیادہ خرچ مانگا تو حضرت ﷺ ایک مہینہ ان سے الگ ہوئے اور تخییر کی آیت اتری اور احتمال ہے کہ یہ سب چیزیں حضرت ﷺ کے الگ ہونے کا سبب ہوں اور یہی لائق ہے ساتھ مکارم اخلاق حضرت ﷺ کے اور یہ کہ نہیں واقع ہوتا یہ حضرت ﷺ سے یہاں تک کہ مکرر ہو ان سے موجب اس کا اور راجح سب اقوال میں سے قصہ ماریہ کا ہے واسطے خاص ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے برخلاف شہد کے اس واسطے کہ اس میں سب بیویاں جمع تھیں اور احتمال ہے کہ سب اسباب جمع ہوئے ہوں سو اشارہ کیا گیا طرف اہم کی اور تائید کرتا ہے اس کی شامل ہونا قسم کا واسطے سب کے اور اگر فقط مثلا ماریہ کے قصے میں ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہوتا اور اس کی باقی شرح طلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں سوال کرنا عالم سے ہے اس کے گھر والوں کے بعض کاموں سے اگرچہ اس پر اس میں کچھ نقص ہو جب کہ ہو اس میں کوئی سنت جو نقل کی جائے یا مسئلہ جو یاد رکھا جائے اور اس میں عزت کرنی عالم کی ہے اور ڈرنا اس سے پوچھنے اس چیز کے سے جس کے ذکر سے اس کے تغیر کا ڈر ہو اور انتظار کرنا عالم کی خلوت اور تنہائی کا تاکہ پوچھے اس سے وہ چیز کہ اگر اس کو لوگوں کے سامنے پوچھے تو شاید سائل پر اس کا انکار کرے اور لی جاتی ہے رعایت مروت کی اور اس میں ہے کہ عورتوں پر سخت پابندی کرنی مذموم ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے لیا انصاریوں کی خصلت کو ان کی عورتوں کے حق میں اور اپنی قوم کی خصلت چھوڑ دی اور اس میں ادب دینا مرد کا ہے اپنی بیٹی کو اور اپنی قرابت والی عورت کو ساتھ قول کے بسبب سنوار نے اس کے کی واسطے خاوند اس کے کی اور اس میں بیان کرنا قصے کا ہے اپنے

طور پر اگرچہ سائل نے اس سے نہ پوچھا ہو جب کہ ہو اس میں کوئی مصلحت زیادتی شرح اور بیان سے خاص کر جب کہ عالم جانے کہ طالب اس کو اختیار کرتا ہے اور اس میں ڈرنا طالب کا ہے عالم سے اور تواضع کرنی عالم کی واسطے اس کے اور صبر کرنا اس کا اوپر مسئلے کے کی اگرچہ اس سے کسی چیز میں اس پر نقص اور عار ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مارنا دروازے کو اور کوشا اس کا جب کہ اندر والا بغیر اس کے نہ سنے اور داخل ہونا باپوں کا بیٹیوں پر اگرچہ ہو بغیر اجازت خاوند کے اور کریدنا ان کے احوال سے خاص کر جو متعلق ہو ساتھ نکاح والیوں کے اور اس میں حسن تلطف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور شدت حرص اس کے کی اوپر اطلاع پانے کے فنون تفسیر پر اور اس میں طلب کرنا علو سند کا ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دراز مدت ٹھہرے رہے انتظار کرتے عمر رضی اللہ عنہ کی خلوت کو تا کہ ان سے یہ حدیث سیکھیں اور ان کے واسطے ممکن تھا کہ سیکھتے اس کو عمر رضی اللہ عنہ سے ساتھ واسطہ اس شخص کے جو اس سے سوال میں نہیں ڈرتا جیسا وہ عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتے تھے اور اس میں حرص اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہے اوپر طلب علم کے اور ضبط کرنے اور یاد رکھنے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں ہے کہ ٹھہرائے طالب علم واسطے نفس اپنے کے ایک وقت کہ فارغ ہو اس میں واسطے امر معاش کے اور حال اپنے گھر والوں کے اور اس میں بحث کرنا ہے علم کی راہوں میں اور خلوتوں میں اور بیٹھے اور چلتے اور اس میں اختیار کرنا ڈھیلے لینے کا ہے سفروں میں اور باقی رکھنا پانی کا واسطے وضو کے اور اس میں ذکر کرنا عالم کا ہے اس چیز کو کہ واقع ہو اس کے نفس سے اور اس کے اہل سے ساتھ اس چیز کے کہ مرتب ہو اس پر فائدہ دینی اگرچہ ہو اس کی حکایت میں وہ چیز کہ مکروہ ہے اور جواز امر صالح کا واسطے بیان کرنے حدیث کے اپنے طور پر یعنی بتمامہ اور بیان ذکر وقت اٹھانے کے اور اس میں صبر کرنا ہے عورتوں پر اور چشم پوشی کرنی ان کے خطاب سے اور درگزر کرنی اس چیز سے کہ ان سے واقع ہو زلل سے مرد کے حق میں سوائے اس چیز کے کہ اللہ کے حق میں ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے وقت خلوت کے ٹھہرانا دربان کا کہ منع کرے جو بغیر اجازت کے اس پر داخل ہو اور جنازے کے بیان میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو وعظ کیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا پھر وہ سن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کے واسطے کوئی دربان نہ پایا تو یہ محمول ہے ان وقتوں پر جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے واسطے بیٹھے تھے اور اس میں ہے کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ پردہ کرے اپنے رفیقوں اور خاص لوگوں سے وقت کسی کام کے کہ راہ پائے طرف اس کی گھر والوں کی طرف سے یہاں تک کہ اس کا غصہ جاتا رہے اور نکلے طرف لوگوں کی اور حالانکہ وہ کشادہ پیشانی ہو سو بے شک اگر بڑا شخص پردہ کرے تو نہیں اچھا ہے داخل ہونا طرف اس کے بغیر اجازت کے اگرچہ ہو جو ارادہ کرتا ہے اس پر داخل ہونے کا جلیل القدر عظیم مرتبہ نزدیک اس کے اور اس میں نرمی کرنی ہے ساتھ سسر کے اور شرمانا ان سے جب کہ واقع ہو واسطے مرد کے اس کے گھر والوں سے وہ چیز جو تقاضا کرتی ہے ان کے عتاب کو اور اس میں ہے کہ چپ رہنا کبھی ابلغ ہوتا ہے کلام سے اور افضل ہے بعض

وقتوں میں اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ غلام کو حکم کرتے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو رد کر دے تو عمر رضی اللہ عنہ کو بار بار اجازت مانگنا جائز نہ ہوتا سو جب حضرت ﷺ چپ رہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے مطلق اس کے رد کرنے کو اختیار نہیں کیا اور اس میں ہے کہ جب دربان اجازت کا منع ہونا جانے محجوب کے چپ رہنے سے تو نہ اجازت دے اور اس میں مشروع ہونا استئذان کا ہے یعنی مشروع ہے اجازت لینا آدمی پر اگرچہ اکیلا ہو واسطے اس احتمال کے کہ ایسی حالت پر ہو کہ برا جانتا ہو اطلاع پانے کو اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے مکرر اجازت مانگنا جس کو اجازت نہ ہو جب اس کو اجازت کے حاصل ہونے کی امید ہو اور یہ کہ تین بار اجازت مانگنے سے آگے نہ بڑھے اور یہ کہ جس لذت اور شہوت کو آدمی دنیا میں پورا کر لے وہ اس کو جلدی دی گئی ہے آخرت کی نعمتوں سے اور یہ کہ اگر وہ اس کو چھوڑتا تو وہ اس کے واسطے آخرت میں جمع رہتی اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے اختیار کرنا فقر کا مالدار پر اور خاص کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ اس شخص کے جو خرچ کرے اس کو بیچ وجہوں اس کی کے اور خرچ کرے اس کو اس کی راہوں میں کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ رکھنے اس کے کی بیچ اس کے کہا عیاض نے کہ حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے جو فضیلت دیتا ہے فقیر کو غنی پر واسطے مفہوم اس قول کے کہ جو دنیا میں نعمت دیا جائے اس قدر اس سے آخرت میں فوت ہو جاتی ہے اور کہا اور لوگوں نے کہ مراد آیت سے یہ ہے کہ حصہ کافروں کا وہ ہے جو پایا انہوں نے دنیا کی نعمتوں سے اس واسطے کہ آخرت میں ان کا حصہ نہیں اور اس مسئلے میں سلف اور خلف کو اختلاف ہے اور اس کا دامن دراز ہے اور اس کی کچھ بحث رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور یہ کہ جب مرد اپنے ساتھی کو غمناک دیکھے تو مستحب ہے کہ بیان کرے اس سے جو اس کے غم کو دور کر دے اور اس کے جی کو خوش کر دے واسطے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ البتہ میں ایسی چیز کہتا ہوں جو حضرت ﷺ کو ہنسا دے اور مستحب ہے یہ کہ ہو بعد اس کے کہ بزرگ سے اس کی اجازت طلب جیسے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اور یہ کہ جائز ہے مدد لینی وضو میں ساتھ پانی ڈالنے کے وضو کرنے والے پر اور خدمت کرنی چھوٹے کی بڑے کو اگرچہ چھوٹا نسب میں بڑے سے اشرف ہو اور اس میں تجمل اور زینت کرنا ہے ساتھ کپڑے اور عمامے کے وقت ملنے اکابر کے اور یہ کہ قسم کھانے والے کو اس کی قسم یاد دلائے جب کہ واقع ہو اس سے وہ چیز کہ ظاہر اس کا بھولنا ہے خاص اس شخص سے کہ اس کو اس کے ساتھ تعلق ہو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوف کیا کہ حضرت ﷺ محلوف علیہ کی مقدار ہو گئے ہوں اور وہ مہینہ ہے اور مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے یا انتیس دن کا اور اس میں تقویت ہے واسطے قول اس شخص کے کہ حضرت ﷺ کی قسم اتفاقاً مہینے کی ابتدا میں واقع ہوئی تھی اسی واسطے انتیس دن پر اقتصار کیا نہیں تو اگر مہینے کے بیچ میں قسم کھانے کا اتفاق ہوتا تو جمہور اس پر ہیں کہ نہیں حاصل ہوتی ہے برأت مگر ساتھ تیس دن کے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ انتیس دن ہی کافی ہیں واسطے لینے کے ساتھ کم تر اس چیز کے کہ صادق آتا ہے اس پر نام اور شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قصہ محمول

ہے اس پر کہ مہینے کے ابتدا میں داخل ہوئے اور یہ کہ جائز ہے رہنا سیڑھیاں والے بالا خانوں میں اور بنانا خزانے کا واسطے اسباب اور اشیاء گھر کے اور اس میں باری باری سے آنا ہے عالم کی مجلس میں جبکہ نہ میسر ہو ہمیشگی اوپر حضور اس کے کی واسطے کسی شغل شرعی کے دینی امر ہو یا دنیاوی اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اگرچہ لینے والا فاضل ہو اور جس سے لی گئی وہ مفضول ہو اور روایت بڑے کی چھوٹے سے اور یہ کہ جو خبریں کہ مشہور ہوتی ہیں اگرچہ اس کے ناقل بہت ہوں اگر نہ ہو مرجع اس کا طرف امر حسی کے مشاہدے سے یا سماع سے نہیں مستلزم ہے صدق کو اس واسطے کہ جزم کرنا انصاری کا ایک روایت میں ساتھ واقع ہونے طلاق کے اور اسی طرح یقین کرنا ان لوگوں کا جن کو عمر رضی اللہ عنہ نے منبر کے پاس دیکھا محمول ہے اس پر کہ مشہور ہوا ہو درمیان ان کے یہ ایک شخص ہے جس نے اس کو تو ہم پر بنا کیا اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے الگ ہوئے سو اس نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت اس کے ساتھ جاری نہ تھی سو اس نے شائع کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دی سو یہ مشہور ہوا اور لوگوں نے اس کے ساتھ چرچا کیا اور اس میں اکتفا کرنا ہے ساتھ معرفت حکم کے ساتھ لینے اس کے کی ساتھی سے باوجود امکان لینے اس کے کی اس شخص سے جس سے ساتھی نے سیکھا ہے اور اس میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب رضی اللہ عنہم اوپر اس کے محبت اطلاع سے اوپر حالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑی ہو یا کم اور اہتمام کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ اہتمام کرتے واسطے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے مطلق کہنے انصاری کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے الگ ہوئے مشعر ہوا نزدیک اس کے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق دی جو تقاضا کرتا ہے واقع ہونے غم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کو ساتھ اس کے بہت بڑا آنے بادشاہ غسانی کے سے ساتھ لشکر اپنے کے مدینے میں واسطے لڑنے کے اس شخص سے جو مدینے میں ہے اور تھا یہ نظر اس کے کہ انصاری کو تحقیق تھا کہ ان کا دشمن اگرچہ ان پر آپڑے مغلوب ہوگا اور شکست کھائے گا اور اس کے خلاف کا احتمال ضعیف ہے برخلاف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس چیز کے کہ وہم کیا اس کو طلاق دینے سے جو تحقیق ہے ساتھ اس کے حاصل ہونا غم کا اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کی رعایت نہایت منظور تھی یہ کہ آپ کو تشویش ہو اگرچہ کم ہو اور بے قرار ہوتے تھے واسطے اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے قرار کرے اور غمناک ہوتے تھے واسطے اس چیز کے جو آپ کو غمناک کرے اور اس میں ہے کہ غصہ اور غم باعث ہوتے ہیں مرد باوقار کو اوپر ترک کرنے نرمی کے جو اس کی عادت ہو واسطے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ پھر غالب ہوئی مجھ پر وہ چیز جو میں پاتا ہوں تین بار اور اس میں شدت جزع اور فزع کی ہے واسطے اہم کاموں کے اور جائز ہے واسطے آدمی کے نظر کرنی اپنے ساتھی کے گھر کی طرفوں میں جب کہ جانے کہ وہ اس کو برا نہیں جانتا اور اس میں کراہت سخت نعمت کی ہے اور حقیر جاننے اس چیز کے کی کہ انعام کی اللہ نے اوپر اس کے اگرچہ کم ہو اور بخشش مانگنی اس کے واقع ہونے سے اور طلب کرنا استغفار کا اہل فضل سے اور اختیار کرنا قناعت کا اور نہ دیکھنا طرف اس

چیز کی کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے غیر اس کا دنیا فانی کی چیزوں سے اور اس میں عتاب ہے اوپر ظاہر کرنے راز ظاہر کرنے والے کے ساتھ لاحق ہو۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا. عورت کو اپنے خاوند کی اجازت سے نفلی روزہ رکھنا جائز ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس اصل کو کتاب الصیام میں۔

٤٧٩٣ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

۴۷۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت نفلی روزہ نہ رکھے اور حالانکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے۔

فائدہ: یہ لفظ خبر کا ہے یعنی لا تصوم اور مراد ساتھ اس کے نہی ہے اور ایک روایت میں صریح لفظ نہی کا آچکا ہے، لاتصم۔

بَابُ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا. جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر سوئے یعنی بغیر کسی سبب کے تو اس کو یہ جائز نہیں۔

٤٧٩٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ.

۴۷۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مرد اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے اور نہ آئے تو اس عورت کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ مراد فراش سے جماع ہے اور کنایت ان چیزوں سے کہ شرم کی جاتی ہے ان سے بہت ہیں قرآن اور حدیث میں اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لعنت خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ یہ اس سے رات کے وقت واقع ہو واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ صبح تک اور شاید راز مؤکد ہونا اس حال کا ہے رات میں اور قوی ہونا باعث کا اوپر اس کے رات میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو دن میں خاوند سے انکار کرنا درست ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے رات کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ جگہ ظن کی ہے واسطے اس کے اور مسلم میں ہے کہ یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ

کوئی مرد نہیں جو اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ اس سے انکار کرے مگر کہ جو آسمان میں ہے اس پر غضبناک ہوتا ہے یعنی اللہ اور اس کے فرشتے یہاں تک کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی نیکی آسمان پر چڑھتی ہے ایک غلام بھاگا ہوا یہاں تک کہ پھر آئے اور دوسرا مست نشے سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے تیسری عورت جس کا خاوند اس پر ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو سو یہ حدیثیں مطلق ہیں رات اور دن دونوں کو شامل ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ آنے سے انکار کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خاوند رات بھر غصے میں رہا اور ساتھ اس زیادتی کے باوجہ ہوگا واقع ہونا لعنت کا اس واسطے کہ اس وقت اس کی نافرمانی کا ثبوت تحقیق ہوگا برخلاف اس کے جب کہ وہ اس سے غصے نہ ہو اس واسطے کہ یہ یا تو اس واسطے ہوتا ہے کہ اس نے اس کو معذور جانا اور یا اس واسطے کہ اس نے اپنا حق چھوڑا اور یہ جو کہا کہ اس کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں تو ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ رجوع کرے اور اس کا فائدہ زیادہ ہے اور پہلا لفظ محمول ہے غالب پر کہا مہلب نے کہ یہ حدیث واجب کرتی ہے کہ منع حقوق کا بدنوں میں ہو یا مالوں میں اس قسم سے ہے جو واجب کرتا ہے اللہ کے غضب کو مگر یہ کہ اللہ اس کو اپنی معافی سے ڈھانکے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنا مسلمان گنہگار پر جب کہ ہو بطور ڈرانے کے اوپر اس کے تاکہ نہ واقع کرے فعل کو اور جب اس کو واقع کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعا کی جائے واسطے اس کے ساتھ توبہ اور ہدایت کے میں کہتا ہوں کہ یہ قید نہیں مستفاد ہے اس حدیث سے بلکہ اور دلیلوں سے اور یہ جو استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز لعن عاصی معین کے تو اس میں نظر ہے اور حق یہ ہے کہ جو لعنت کو منع کرتا ہے اس کی مراد اس کے لغوی معنی ہیں یعنی دور کرنا رحمت سے اور یہ لائق نہیں ہے کہ دعا کی جائے ساتھ اس کے اوپر مسلمان کے بلکہ طلب کی جائے واسطے اس کے توبہ اور ہدایت اور رجوع کرنا گناہ سے اور جس نے اس کو جائز رکھا ہے اس کی مراد اس کے عرفی معنی ہیں اور وہ مطلق گالی دینا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو ساتھ اس حیثیت کے کہ باز رہے گنہگار ساتھ اس کے اور باب کی حدیث میں تو صرف اتنا ہے کہ فرشتے یہ کرتے ہیں اور اس سے اس کا مطلق جائز ہونا لازم نہیں آتا اور اس حدیث میں ہے کہ فرشتے بددعا کرتے ہیں گنہگاروں پر جب تک کہ وہ گناہوں میں نہ ہوں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ بندگی کرنے والوں کے واسطے دعا مانگتے ہیں جب تک کہ بندگی میں ہوں اسی طرح کہا ہے مہلب نے اور اس میں بھی نظر ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ کیا جو فرشتے لعنت کرتے ہیں وہ محافظ ہیں یا کوئی اور ہیں اس میں دونوں احتمال ہیں۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ بعض اس پر مؤکل ہوں اور راہ دکھاتا ہے طرف تعمیم کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا الذی فی السماء اگر ہوں مراد ساتھ اس کے رہنے والے اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کی دعا قبول ہے نیک ہو یا بد اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ڈرایا اور اس میں

اشارہ ہے طرف موافقت خاوند کی اور اس کی مرضی طلب کرنا اور یہ کہ صبر کرنا مرد کا اوپر ترک جماع کے ضعیف تر ہے صبر عورت کے سے اور اس میں ہے کہ مرد پر سب تشویشوں سے زیادہ تر نکاح کی تشویش ہے اور اسی واسطے خاص کیا ہے شارع نے عورتوں کو اوپر موافق ہونے مردوں کے بیچ اس کے یا سبب بیچ اس کے رغبت دلانا ہے تناسل اور پاور راہ دکھلاتی ہیں طرف اس کی وہ حدیثیں جو اس میں وارد ہیں کما تقدم فی النکاح اور اس اشارہ ہے طرف ملازمت کے اللہ کی بندگی پر اور صبر کرنا اس کی عبادت پر بدلہ اس کی رعایت کرنے کا واسطے بندے اپنے کے اس سبب سے کہ اللہ نے نہیں چھوڑی حق اس کے سے کوئی چیز مگر کہ ٹھہرایا واسطے اس کے جو اس کے ساتھ قائم ہو یہاں تک کہ ٹھہرایا فرشتوں کو کہ لعنت کریں اس شخص کو جس پر اس کا بندہ غضبناک ہو جو منع کرے ایک شہوت کو اس کی شہوتوں میں سے پس لازم ہے بندے پر یہ کہ اپنے رب کے حقوق کو پورا دے جو اس نے اس سے طلب کیے نہیں تو کیا بدتر بدسلوکی ہے فقیر محتاج سے طرف مالدار بہت احسان کرنے والے کی ملخصا من کلام ابی جمرة۔ (فتح)

٤٧٩٥ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ.

۴۷۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کاٹے عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر تو اس کو فرشتے لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ رجوع کرے طرف خاوند کی۔

بَابُ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

عورت اپنے خاوند کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے اس کے حکم کے بغیر۔

فائدہ: مراد خاوند کے گھر سے وہ مکان ہے جس میں وہ رہتا ہو برابر ہے کہ اس کے ملک میں ہو یا نہ ہو۔

٤٧٩٦ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدّٰى إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي

۴۷۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی عورت کو نفل روزہ رکھنا خاوند کے ہوتے ہوئے اس کے حکم کے بغیر اور اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے مگر اس کے حکم سے اور جو خاوند کی کمائی سے بغیر اس کے حکم کے اللہ کی راہ میں دے گی تو خاوند کو اس کا آدھا ثواب ملے گا۔

هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا خاوند لحق ہے ساتھ اس کے سردار بہ نسبت لونڈی کے جس کی صحبت اس کو حلال ہے اور یہ جو کہا کہ بغیر اس کے حکم کے روزہ نہ رکھے یعنی رمضان کے روزوں کے سوائے اور روزوں میں اور اسی طرح بیچ غیر رمضان کے واجب ہے کہ جب تک ہو وقت اور البتہ خاص کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ میں جو اس باب سے پہلے گزر چکا ہے ساتھ نفل روزے کے اور شاید لیا ہے اس کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے جس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نہ روزہ رکھے عورت غیر رمضان کا اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ خاوند کے حق سے بیوی پر یہ ہے کہ نفل روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت سے اور اگر روزہ رکھے تو اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا اور دلالت کرتی ہے روایت باب کی اوپر حرام ہونے روزے مذکور کے اوپر اس کے اور یہ قول جمہور کا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں کہ ہمارے بعض ساتھی کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور صحیح پہلا قول ہے سو اگر بغیر اس کے حکم کے روزہ رکھے تو صحیح ہو جاتا ہے روزہ اور گنہگار ہوتی ہے وہ عورت واسطے مختلف ہونے جہت کے اور اس کا قبول ہونا نہ ہونا اللہ کی طرف ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور تقاضا مذہب کا نہ ہونا ثواب کا ہے اور تاکید کرتا ہے حرام ہونے کو ثابت ہونا حدیث کا ساتھ لفظ نہی کے اور وارد ہونا اس کا ساتھ لفظ خبر کے اس کو منع نہیں کرتا بلکہ وہ بلیغ تر ہے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر مؤکد ہونے امر کے ساتھ اس کے سو ہوگا تاکد اس کا ساتھ حمل کرنے اس کے کی اوپر تحریم کے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں کہ سبب اس تحریم کا یہ ہے کہ واسطے خاوند کے حق فائدہ اٹھانے کا ہے ساتھ اس کے ہر وقت میں اور حق اس کا واجب ہے فوراً سو نہ فوت ہوگا اس سے ساتھ نفل کے اور نہ ساتھ واجب کے کہ اس کا ادا کرنا مہلت کے ساتھ ہے اور جب اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہے تو جائز ہے اور فاسد کرے روزہ اس کا اس واسطے کہ عادت مسلمانوں کی یہ ہے کہ ڈرتا ہے پھاڑتے روزے کے ساتھ فاسد کرنے کے اور نہیں شک ہے اس میں کہ یہ خلاف اولیٰ ہے اگر نہ ثابت ہو دلیل کراہت کی ہاں اگر مسافر ہو تو حدیث کا مفہوم بیچ مقید کرنے اس کے کی ساتھ شاہد کے تقاضا کرتا ہے کہ عورت کو نفل روزہ رکھنا جائز ہے جب کہ اس کا خاوند مسافر ہو پھر اگر اس نے روزہ رکھا اور روزے کے بیچ ہی اس کا خاوند آ گیا تو اس کو اس کے روزے کا توڑ ڈالنا جائز ہے بغیر کراہت کے اور غائب ہونے کے معنی نہیں ہے یہ کہ بیمار ہو ساتھ اس طور کے کہ جماع نہ کر سکتا ہو اور کہا مہلب نے کہ یہ حدیث محمول ہے نہی تنزیہی پر سو کہا کہ وہ از قسم حسن معاشرت ہے اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ کرے فرضوں کے سوا بغیر اس کے حکم کے جو نہ ضرر کرے اس کو اور نہ منع کرے اس کو اس کی واجب چیزوں سے اور نہیں واسطے اس کے یہ کہ باطل کرے اللہ کی بندگی سے کچھ چیز جب کہ داخل ہو بیچ اس کے بغیر اس کے حکم کے اور یہ قول مہلب کا خلاف ہے ظاہر حدیث کا اور اس حدیث میں ہے کہ حق خاوند کا زیادہ مؤکد ہے عورت پر نفل سے اس واسطے

کہ اس کا حق واجب ہے اور واجب مقدم ہے اوپر قائم ہونے کے ساتھ نفل کے اور یہ جو کہا کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اور اس کا خاوند موجود ہو بغیر اس کے حکم کے اور اس قید کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ باعتبار غالب کے ہے نہیں تو خاوند کا غائب ہونا نہیں تقاضا کرتا اس کو کہ جائز ہے واسطے عورت کے کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے بلکہ اس وقت اس کا منع ہونا زیادہ مؤکد ہے واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے جو وارد ہیں بیچ نہی کے اوپر ان عورتوں کے جن کا خاوند ان سے غائب ہے اور احتمال ہے کہ اس کے واسطے مفہوم ہو اور وہ یہ ہے کہ جب وہ موجود ہو تو اس کی اجازت میسر ہوتی ہے اور اگر موجود نہ ہو تو دشوار ہوتی ہے سو اگر اس پر داخل ہونے کی ضرورت پڑے تو اس کے حکم کی حاجت نہیں واسطے دشوار ہونے اس کے کی اور یہ سب متعلق ہے ساتھ داخل ہونے کے عورت پر اور بہر حال مطلق داخل ہونا گھر میں ساتھ اس طور کے کہ اجازت دے کسی شخص کو بیچ داخل ہونے کسی جگہ کے گھر کے حقوق سے جس میں وہ رہتی ہے یا اس گھر میں جو اس کے رہنے سے علیحدہ ہو تو ظاہر ہے کہ یہ بھی پہلے کے ساتھ ملحق ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس چیز پر جس کے ساتھ خاوند کی رضا مندی معلوم نہ ہو اور بہر حال اگر خاوند کی رضا مندی معلوم ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں مانند اس شخص کی کہ جاری ہو عادت اس کے ساتھ داخل کرنے مہمانوں کی اس جگہ میں کہ ان کے واسطے تیار کی ہوئی ہو برابر ہے کہ حاضر ہو یا غائب سو ان کے داخل کرنے کے واسطے خاص اجازت کی حاجت نہیں بلکہ اجازت سابق کافی ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس کی اجازت لینا ضروری ہے اجمالا ہو یا تفصیلا اور یہ جو کہا بغیر اس کے حکم کے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اور کیا رضا مندی کی علامت بھی صریح اجازت کے قائم مقام ہوتی ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور مراد شطر سے نصف ہے یعنی آدھا اور مراد آدھا ثواب ہے جیسا کہ دوسری روایت میں صریح آ چکا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اس قدر معین میں اور نہیں نفی کرتا یہ وجود اجازت سابق کو جو شامل ہو اس قدر کو اور جو اس کے سوائے ہے یا صریح یا ساتھ عرف کے اور معین کرتا ہے اس تاویل کو یہ کہ ثواب کو دونوں کے درمیان آدھا آدھا ٹھہرایا اور یہ معلوم ہے کہ جب خرچ کرے عورت بغیر اس کے صریح حکم کے اور بغیر اجازت عرف کے تو اس کو اجر نہیں ہوتا بلکہ اس کو گناہ ہوتا ہے پس متعین ہوگی یہ تاویل اور جاننا چاہیے کہ یہ سب فرض کیا گیا ہے اس چیز کے حق میں جس کی مقدار تھوڑی ہو اور باعتبار عرف کے خاوند کی رضا مندی اس کے ساتھ معلوم ہو اور اگر اس پر زیادہ کرے تو جائز نہیں اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو بیوع میں گزر چکی ہے کہ جب خرچ کرے عورت اپنے گھر کے کھانے سے اس حال میں کہ نہ فاسد کرنے والی ہو سو اشارہ کیا اس کی طرف کہ اس قدر کے ساتھ خاوند کی رضا مندی عرف سے معلوم ہے اور نیز تنبیہ کی ساتھ طعام کے اوپر اس کے اس واسطے کہ سہولت کی جاتی ہے ساتھ اس کے عادت میں برخلاف نقدی کے یعنی چاندی، سونے کے بہت لوگوں کے حق میں

بہت احوال میں اور میں نے اس کا بیان زکوٰۃ میں بسط سے کیا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ آدھا آدھا کرنے کے باپ کی حدیث میں محمل کرنا ہو اس مال پر کہ دے مرد عورت کو خرچ میں سو جب خرچ کرے اس کو عورت بغیر اس کے علم کے تو اس کا ثواب دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا اس واسطے کہ وہ اصل میں مرد کی کمائی سے ہے اور اس واسطے کہ مرد کو ثواب ملتا ہے اس پر جو خرچ کرتا ہے اس کو اپنے گھر والوں پر اور ایک روایت میں تر چیز کا ذکر آیا ہے سو مراد یہ ہے کہ جو چیز ذخیرہ نہ کھا سکے اس کو خرچ کرے اور جو طعام ذخیرہ کیا سکتا ہو اس کو خرچ نہ کرے اور یہ جو کہا کہ روایت کیا ہے اس کو نیز ابو زناد نے موسیٰ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ روایت شعیب کی ابو زناد سے اعرج سے شامل ہے تین حکموں پر اور یہ کہ واسطے ابو زناد کے بیچ ایک تین احکام کے اور وہ روزہ عورت کا ہے اور سند ہے اور اس حدیث میں حجت ہے مالکیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے واسطے باپ کے اور اس کی مانند کے داخل ہونا عورت کے گھر میں بغیر اجازت اس کے خاوند کے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ یہ معارض ہے صلہ رحمی کو اور یہ کہ دونوں حدیثوں کے درمیان من وجہ عموم خصوص ہے پس حاجت ہے طرف مرجح کی اور ممکن ہے کہ کہا جائے بیچ جواب مالکیوں کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صلہ رحمی مستحب ہے ساتھ اس چیز کے کہ اصل اس کا مالک ہو اور دست اندازی خاوند کی گھر میں نہیں مالک ہے اس کی عورت مگر خاوند کی اجازت سے سو جس طرح کہ نہیں جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ سلوک کرے اپنے گھر والوں سے اپنے خاوند کے مال سے بغیر اس کے حکم کے تو اسی طرح ان کو گھر میں آنے کے واسطے اجازت دینا بھی جائز نہیں ہوگا۔ (فتح)

٤٧٩٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ.

۴۷۹۷۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اس کے داخل ہونے والوں میں اکثر محتاج لوگ تھے اور دولت مند عیش والے بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں مگر دوزخ والوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ اس کے داخل ہونے والے اکثر عورتیں تھیں۔

فائدہ: اور مناسبت اس کی پہلے باب سے اس جہت سے ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ عورتیں اکثر اوقات اس نہی مذکورہ کی مرتکب ہوتی ہیں اسی واسطے اکثر دوزخی بھی ہوئیں۔

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيْطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ فِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیچ بیان کفران نعمت عشیر کے اور عشیر سے مراد خاوند ہے اور عشیر خلیط یعنی شریک کو بھی کہتے ہیں ماخوذ ہے معاشرت سے اس میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی لفظ عشیر کا دو چیزوں پر بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ عشیر کے اس جگہ خاوند ہے اور مراد ساتھ اس کے آیت میں یعنی ﴿ولبئس العشير﴾ میں مخالط ہے۔

۴۷۹۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ

۴۷۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گہن لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور لوگ آپ کے ساتھ تھے سو قیام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کرنا دراز یعنی بہت دیر سیدھے کھڑے رہے بقدر سورۂ بقرہ پڑھنے کے پھر رکوع کیا رکوع دراز پھر رکوع سے سر اٹھایا سو قیام کیا قیام دراز وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع دراز اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور قیام کیا قیام دراز اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع دراز اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا سو قیام کیا قیام دراز اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر رکوع کیا رکوع دراز وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر سجدہ کیا پھر نماز سے پھرے اور حالانکہ سورج روشن ہو چکا تھا پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں پڑتا سو جب تم اس کو دیکھا کرو تو اللہ کو یاد کیا کرو لوگوں نے کہا یا حضرت! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے، سو فرمایا کہ بے شک میں نے بہشت کو دیکھا یا فرمایا کہ مجھ کو بہشت دکھائی گئی تو میں نے اس میں سے انگور کا ایک گچھا لیا اور اگر میں اس کو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ أَخَذْتُهٗ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

پکڑتا تو البتہ تم اس میں سے ہمیشہ کھاتے جاتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی اور میں نے دوزخ کو دیکھا سو میں نے ایسی بد شکل چیز کبھی نہیں دیکھی جیسے آج دیکھی اور میں نے اس کے رہنے والی اکثر عورتیں دیکھیں لوگوں نے کہا یا حضرت! کس سبب سے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی؟ فرمایا کہ ان کے کفر کے سبب سے کہا گیا کہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا کہ خاوندوں کی نعمت کا کفر کرتی ہیں اور ان کا احسان نہیں مانتیں اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ ہمیشہ نیکی کرتا رہے پھر وہ تجھ سے کچھ چیز دیکھے یعنی بدی تو کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کسوف میں گزر چکی ہے اور قول لو احسنت الخ اس میں اشارہ ہے وجود سبب تعذیب کی اس واسطے کہ یہ سبب اس کے مانند اصرار کرنے والے کی ہے اوپر کفر نعمت کے اور گناہ پر اصرار کرنا عذاب کرنے کے سبب سے ہے۔

٤٧٩٩ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِيْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ تَابَعَهٗ أَيُّوْبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ.

۴۷۹۹۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں، متابعت کی اس کی ایوب اور اسلم نے۔

بَابُ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَهٗ أَبُوْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے کہا ہے اس کو ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٤٨٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۸۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو

يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.

دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! یا حضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا سو ایسا نہ کیا کر سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سو یا بھی کر اس واسطے کہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ جب پہلے باب میں خاوند کا حق بیوی پر ذکر کیا تو اس میں اس کے برعکس ذکر کیا اور یہ کہ نہیں لائق ہے کہ سختی کرے اپنی جان پر عبادت میں تاکہ ضعیف ہو جائے قائم ہونے سے ساتھ حق اس کے کی جماع سے اور کمائی سے اور اختلاف ہے علماء کو اس شخص کے حق میں جو اپنی بیوی کے جماع سے باز رہے اگر بغیر ضرورت کے ہو تو اس کو اس پر لازم کیا جائے یا ان کے درمیان تفریق کی جائے اور اسی طرح احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ یہ اس پر واجب نہیں اور بعض نے کہا کہ یہ ہر چار راتوں میں ایک بار واجب ہے اور بعض نے کہا کہ ہر چار راتوں میں ایک بار اور بعض نے کہا کہ ہر طہر میں ایک بار۔ (فتح)

بَابُ الْمَرْأَةِ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا.

عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر میں۔

٤٨٠١ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

۴۸۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا بادشاہ حاکم ہے سب ملک پر اور مرد حاکم ہے اپنے گھر والوں پر اور عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر پر اور اس کی اولاد پر سو تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ مرد حاکم ہیں عورتوں پر بہ سبب اس کے کہ بڑائی دی ہے اللہ نے ایک کو ایک پر اللہ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

فائدہ: ساری آیت کا ترجمہ یہ ہے اور بہ سبب اس کے کہ خرچ کیا ہے انہوں نے اپنے مال سے پھر جو نیک بخت عورتیں ہیں سو حکم بردار ہیں خبر داری کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی خبر داری سے اور جن کی بدخوئی کا تم کو ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو ان کو سونے میں پھر اگر تمہارا حکم مانیں تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کا بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

فائدہ: اور ساتھ سیاق کے آیت کے ظاہر ہوتی ہے مطابقت ترجمہ کی اس واسطے کہ مراد اس جگہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اور جدا کرو ان کو سونے میں پس یہی ہے جو مطابق ہے حضرت ﷺ کے قول کو کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ قسم کھائی اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے ہجرت کی اور ان سے جدا ہوئے۔ (فتح)

۴۸۰۲ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا وَّقَعَدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ.

۴۸۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں سے ایک مہینہ قسم کھائی یعنی ان سے جدا ہوئے اور اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھے پھر انتیس دن کے بعد بالا خانے سے اترے تو کسی نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے ایک مہینے کی قسم کھائی تھی فرمایا مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے یعنی اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

فائدہ: اور قائل اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، کما تقدم اور پوشیدہ رہی ہے اسماعیلی پر وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے سواس نے کہا نہیں ظاہر ہوا داخل ہونا اس حدیث کا اسی باب میں اور نہ تفسیر آیت کی جس کو ذکر کیا ہے۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهٗ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ.

جدا ہونا حضرت ﷺ کا اپنی بیویوں سے ان کے گھروں کے سوائے اور جگہ میں۔

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے کہ ﴿واهجروهن في المضاجع﴾ نہ کہ اس کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور یہ کہ جائز ہے جدا ہونا زیادہ اس سے جیسا کہ واقع ہوا واسطے حضرت ﷺ کے کہ آپ اپنی عورتوں سے بالا خانے میں جدا ہوئے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے، کما سیاتی۔

وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفْعُهُ غَيْرَ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

اور ذکر کیا جاتا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بطور رفع کے لیکن نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول زیادہ تر صحیح ہے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے اور اس میں ہے کہ کیا حق ہے عورت کا مرد پر فرمایا اس کو کھلائے جب وہ کھائے اور اس کو پہنائے جب کہ پہنے اور نہ مارے اس کو منہ پر اور نہ اس کو برا کہے اور نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول یعنی انس رضی اللہ عنہ کی حدیث زیادہ تر صحیح ہے اور یہ اس طرح ہے لیکن تطبیق ممکن ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری تقاضا کرتی ہے کہ یہ طریق صلاحیت رکھتا ہے واسطے حجت پکڑنے کے اگرچہ صحت میں اس سے کم ہے، کہا ابن منیر نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ عورت سے جدا ہونا جائز ہے کہ ہو گھر میں اور غیر گھر میں اور یہ کہ جو حصر کہ مذکور ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہیں عمل کیا گیا ہے ساتھ اس کے بلکہ گھروں کے سوائے اور جگہ میں بھی جدا ہونا جائز ہے جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے سو بہت وقت گھر میں جدا رہنا سخت تر ہوتا ہے جدا ہونے سے بیچ غیر گھر کے اور بالعکس بلکہ غالب یہ ہے کہ گھر کے سوا اور جگہ میں جدا ہونا زیادہ تر درد پہنچانے والا ہے واسطے نفوس کے اور خاص کر عورتوں کے واسطے ضعیف ہونے ان کے دل کے اور اختلاف کیا ہے تفسیر والوں نے کہ آیت میں ہجران سے کیا مراد ہے سو جمہور اس پر ہیں کہ وہ ترک کرنا دخول کا ہے اوپر ان کے اور ٹھہرنے کا نزدیک ان کے یعنی نہ ان پر داخل ہو اور نہ ان پر ٹھہرو بنا بر ظاہر آیت کے اور وہ ماخوذ ہے ہجران سے ساتھ معنی دور ہونے کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ نہ لیٹے اور بعض نے کہا کہ لیٹے اور اس سے اپنی پیٹھ پھیرے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ جماع نہ کرے اور بعض نے کہا کہ اس سے جماع کرے لیکن اس کے ساتھ کلام نہ کرے اور بعض نے کہا کہ ان سے سخت بات کہے اور بعض نے کہا کہ ان کو گھروں میں باندھو اور مارو یہ قول طبری کا ہے۔ (فتح)

٤٨٠٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا

۴۸۰۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ اپنی بعض عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہ ہوں سو جب انتیس دن گزر چکے تو صبح کو یا دوپہر سے پیچھے ان کے پاس گئے تو کسی نے کہا یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا.

٤٨٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ يَعْفُوْرٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الضُّحٰى فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَّنِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ أَهْلُهَا فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ مَلَآنُ مِنَ النَّاسِ فَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ غُرْفَةٍ لَّهُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَآئَكَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهِ.

۴۸۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نے صبح کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں روتی تھیں ان میں سے ہر عورت کے پاس اس کے گھر والے تھے سو میں مسجد کی طرف نکلا سو اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد آدمیوں سے بھری ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چڑھے اور وہ اپنے بالا خانے میں تھے سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلام کیا سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا پھر سلام کیا پھر بھی کسی نے ان کو سلام کا جواب نہ دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اندر داخل ہوئے سو عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! لیکن میں نے ان سے ایک مہینہ قسم کھائی ہے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتیس دن ٹھہرے پھر اپنی عورتوں پر داخل ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں مسجد کی طرف نکلا تو مسجد آدمیوں سے بھری تھی تو اس سے معلوم ہوا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس قصے میں موجود تھے اور اس کی دراز حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں پہچانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس قصے کو مگر عمر رضی اللہ عنہ سے لیکن احتمال ہے کہ اس کو مجمل طور سے پہچانا ہو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو مفصل بیان کیا جب کہ انہوں نے دو عورتوں کا حال پوچھا جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کی تھی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَآءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ أَيْ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ.

باب ہے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے مارنے عورتوں کے سے اور بیان میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ ان کو مارو یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو یعنی مراد مارنے سے آیت میں وہ مار ہے جو سخت نہ ہو۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ان کو مارنا مطلق مباح نہیں بلکہ بعض مار مکروہ تنزیہی ہے اور بعض مکروہ تحریمی کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو تو یہ تفسیر نکالی گئی ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے ضرب العبد کما سیاتی اور البتہ آیا ہے یہ صریح عمرو بن احوص کی حدیث میں کہ وہ حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر تھا سو ذکر کی اس نے حدیث دراز اس میں ہے کہ اگر ایسا کریں تو جدائی کرو ان سے خواب گاہوں میں اور مارو ان کو ایسی مار جو سخت نہ ہو، الحدیث روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی دراز حدیث میں ہے کہ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو ان کو ہلاک نہ کر ڈالے میں کہتا ہوں پہلے گزر چکا ہے کہ منہ کو مارنا منع ہے۔ (فتح)

۴۸۰۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ.

۴۸۰۵۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر اس سے صحبت کرے دن کے آخر میں۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے جیسے لونڈی کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے جیسے اونٹ کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شاید دن کے آخر میں اس سے صحبت کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ادب سکھانا غلام کو ساتھ مار سخت کے اور اشارہ ہے طرف اس کے کہ عورتوں کو اس سے کم مارنا جائز ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے غیر مبرح اور سیاق میں بعید جاننا وقوع دونوں امروں کا ہے یعنی ان دونوں امروں کا عاقل سے واقع ہونا بعید ہے کہ اپنی عورت کے مارنے میں مبالغہ کرے پھر اس سے صحبت کرے اسی دن یا اسی رات کے آخر میں اور صحبت اور باہم لیٹنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خوب ہوتی ہے ساتھ میل نفس کے اور رغبت کے بیچ عشرت کے اور جس کو مار پڑے وہ اکثر نفرت کرتا ہے مارنے والے سے سو واقع ہوا اشارۃً طرف برائی اس کی کے اور یہ کہ اگر مارنے کی ضرورت ہو تو چاہیے کہ تھوڑی مار مارے ساتھ اس طور کے کہ نہ حاصل ہو اس سے نفرت پوری سو نہ زیادتی کرے مار میں اور نہ زیادتی کرے تادیب میں کہا مہلب نے بیان کیا حضرت ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے جیسے غلام کو مارتا ہے کہ غلام کی مار زیادہ ہے آزاد کی مار سے واسطے جدا جدا ہونے حالت دونوں کے اور اس واسطے کہ مارنا عورت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مباح ہوا ہے اس سبب سے کہ اس نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی اس چیز میں جو واجب تھی اس کے حق میں اوپر اس کے اور وارد ہوئی ہے نہی مارنے عورتوں کے سے مطلق سو احمد اور ابوداؤد اور نسائی میں عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ مارو اللہ کی

لونڈیوں کو یعنی عورتوں کو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ عورتوں نے اپنے خاوندوں پر سرکشی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مارنے کی اجازت دی مردوں نے ان کو مارا سو بہت عورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھومیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ پیغمبر کے گرد ستر عورتیں گھومیں سب اپنے خاوندوں کا گلہ کرتی ہیں یہ لوگ تم میں بہتر نہیں ہیں کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ نہی بنا بر اختیار کے ہو اور اجازت واسطے اباحت کے ہو اور احتمال ہے کہ پہلے مارنا منع ہو پھر مارنے کی آیت اتری تو مارنے کی اجازت دی اور یہ جو فرمایا کہ جو تم میں بہت بہتر ہے وہ نہیں مارتا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ ان کا مارنا فی الجملہ مباح ہے اور محل اس کا یہ ہے کہ مارے اس کو واسطے تادیب کے جب اس سے مکروہ چیز دیکھے اس چیز میں جو عورت پر واجب ہے کہ اگر جھڑکنے وغیرہ کے ساتھ کفایت کرے تو افضل ہے اور جب تک کہ ممکن ہو پہنچا طرف غرض کے ساتھ وہم دلانے کے تو نہ عدول کیا جائے اس سے طرف فعل کے واسطے اس چیز کے کہ بیچ واقع ہونے اس کے کی ہے نفرت سے جو ضد ہے واسطے حسن معاشرت کے جو مطلوب ہے نکاح اور زوجیت میں مگر اس وقت جب کہ ہو بیچ ایسے کام کے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ متعلق ہے اور روایت کی ہے نسائی نے باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی کسی اپنی عورت کو مارا اور نہ غلام کو اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی حرمت نہ رہے سو اللہ تعالیٰ کے واسطے بدلہ لیتے۔ (فتح)

بَابٌ لَا تُطِيْعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ.

عورت اپنے خاوند کا کہانہ مانے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں۔

فائدہ: چونکہ پہلا باب مشعر ہے ساتھ بلانے عورت کے طرف فرمانبرداری اپنے خاوند کی کے ہر چیز میں کہ اس کو مکروہ جانے تو خاص کیا اس کو ساتھ اس چیز کے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو سو اگر مرد اپنی عورت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے تو واجب ہے اس پر کہ باز رہے سو اگر اس پر مارے تو مرد کو گناہ ہوگا۔ (فتح)

٤٨٠٦ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعَرُ رَأْسِهَا فَجَآءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِيْ أَنْ أَصِلَ فِيْ شَعَرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ

۴۸۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی نکاح کر دی یعنی ایک مرد کو تو اس کے سر کے بال گر پڑے تو وہ عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو کہا کہ اس کے خاوند نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اس کے بالوں میں اور بال جوڑوں یعنی اس کا کیا حکم ہے، درست ہے یا نہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں تحقیق شان یہ ہے کہ

الْمُوْصِلَاتُ. لعنت کی گئیں وہ عورتیں جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑیں یا جو اپنے بال میں بال جوڑائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباب میں آئے گی اور مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس طور سے ہے کہ ساس کا بال جوڑنا بھی بجائے جوڑنے عورت کے ہے تو گویا کہ یہ بھی اپنے خاوند کا حکم ماننا ہے اس واسطے کہ وہ اس کے خاوند کے حکم سے اس پر آمادہ ہوئی تھی سو ایسے کام میں خاوند کی فرمانبرداری جائز نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾. باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کی سرکشی سے یا جی بھر جانے سے۔

فائدہ: یہ باب اور اس کی حدیث سورہ نساء کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس کا سیاق اس جگہ بہت پورا ہے اور میں نے ذکر کیا ہے اس جگہ سبب اترنے اس کے کا اور کس کے حق میں اتری اور جب دونوں راضی ہو جائیں اس پر کہ عورت کے واسطے باری نہیں تو کیا عورت کے واسطے جائز ہے کہ اس میں رجوع کرے؟ سو کہا شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور علی رحمہ اللہ اور ابراہیم رحمہ اللہ اور مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اگر رجوع کرے یعنی اپنی باری مانگے تو لازم ہے مرد پر کہ اس کے واسطے باری تقسیم کرے اور اگر چاہے تو اس سے جدا ہو اور حسن سے روایت ہے کہ نہیں ہے واسطے عورت کے کہ قول اقرار توڑے اور یہ قیاس قول مالک کا ہے۔ (فتح)

۴۸۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيْدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا تَقُوْلُ لَهُ أَمْسِكْنِيْ وَلَا تُطَلِّقْنِيْ ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِيْ فَأَنْتَ فِيْ حِلٍّ مِّنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِيْ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾.

۴۸۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی سرکشی یا روگردانی سے ڈرے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد وہ عورت ہے جو مرد کے پاس ہو کہ وہ اس سے بہت صحبت نہیں رکھتا اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو طلاق دے اور اس کے سوائے اور عورت سے نکاح کرے وہ کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور طلاق نہ دے اور میرے سوائے اور عورت سے نکاح کر لے میں نے تجھ کو اپنا خرچ اور اپنی باری معاف کر دی سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے سو نہیں گناہ ان پر کہ دونوں آپس میں صلح کریں اور صلح بہتر ہے۔

بَابُ الْعَزْلِ. باب ہے عزل کے بیان میں۔

فائدہ: عزل یہ ہے کہ عورت سے صحبت کرے جب منی نکلنے کا وقت ہو تو عورت کی شرم گاہ سے ذکر کو باہر نکال کے

منی ڈالے۔

۴۸۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۰۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ عزل کے حکم سے پوچھے گئے تو تب انہوں نے یہ کہا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عزل کرتے تھے اور حالانکہ قرآن اترتا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کرتے تھے اور قرآن اترتا تھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا سفیان نے جب کہ اس حدیث کو روایت کیا کہ اگر حرام ہوتا تو اس میں قرآن اترتا اور یہ سفیان کا استنباط ہے اور بعض نے اس کو جابر رضی اللہ عنہ کا قول ٹھہرایا ہے اور کہا ابن دقیق العید نے ہم کہ استدلال جابر رضی اللہ عنہ کا ساتھ تقریر کے اللہ تعالیٰ سے غریب ہے اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ تقریر رسول کے لیکن یہ شرط ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانا ہو انتہی ، اور کافی ہے بیچ جاننے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کو قول صحابی کا کہ اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا یعنی صحابہ کا یہ کہنا کافی ہے واسطے ثابت کرنے اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانا اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور حدیث کے علم میں کہ صحابی جب اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی طرف منسوب کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے نزدیک اکثر کے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا واسطے بہت ہونے باعث ان کے اوپر پوچھنے احکام کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اگر اس کو منسوب نہ کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے اور نزدیک ایک قوم کے اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے تصریح کی ہے ساتھ واقع ہونے اس کے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں جن میں تصریح ہے اس کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ جس نے اس کو استنباط کیا خواہ جابر رضی اللہ عنہ ہو یا سفیان رضی اللہ عنہ ارادہ کیا ہے اس نے ساتھ اترنے قرآن کے جو پڑھا جائے عام تر اس سے کہ ہو جس کی تلاوت عبادت ہے غیر اس کا اس قسم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوتی تھی سو گویا

کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اس کو تشریع کے زمانے میں کیا اور اگر حرام ہوتا تو ہم اس پر برقرار نہ رکھے جاتے اور نیز روایت کی ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ہم کو منع نہ کیا اور مسلم کی ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری ایک لونڈی ہے میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور میں برا جانتا ہوں کہ اس کو حمل ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزل کر اس سے اگر تو چاہے سو جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے اس کو ہوگا پھر کچھ دن کے بعد وہ مرد آیا سو اس نے کہا کہ لونڈی کو حمل ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھ کو خبر دی تھی سو ان طریقوں میں وہ چیا ہے جو بے پرواہ کرتی ہے استنباط سے اس واسطے کہ ایک میں تو تصریح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور دوسری میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی اگرچہ سیاق مشعر ہے کہ خلاف اولیٰ ہے۔ (فتح)

٤٨٠٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَوَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ.

۴۸۰۹۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے غزوہ بنی مصطلق میں قیدی پائے یعنی کافروں کی عورتیں بندی پکڑی آئیں سو ہم عزل کیا کرتے تھے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کرتے ہو یہ آپ نے تین بار فرمایا کوئی روح ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہوگی۔

فائدہ: اور سبب عزل کا دو چیزیں ہیں ایک مکروہ جاننا اس بات کا کہ لونڈی سے اولاد پیدا ہو اور وہ یا عار ہے اس سے اور یا تاکہ نہ دشوار ہو بیع لونڈی کے جب کہ ہو ام ولد دوسرے یہ کہ حاملہ ہو وہ عورت جو صحبت کی جاتی ہو اور حالانکہ وہ دودھ پلاتی ہے سو یہ لڑکے شیر خوار کو ضرر کرے اور ایک روایت میں ہے **لا علیکم** ان **لا تفعلوا** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گناہ تم پر عزل کرنے میں یا نہیں واجب تم پر چھوڑنا اس کا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں کوئی حرج تم پر اس کے نہ کرنے میں سو اس میں نفی حرج کی ہے عدم فعل سے پس مفہوم ہوا ثبوت حرج کا عزل کے کرنے میں اور اگر ہو مراد نفی حرج کی فعل سے تو فرماتے **لا علیکم** ان **تفعلوا** خلاصہ یہ ہے کہ یہ تمہارا خیال عام ہے جو روح ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی اور تمہاری تدبیر کچھ نہ چلے گی سو عزل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس روح کا پیدا ہونا مقرر کیا ہے اس کو عزل روک نہیں سکتا سو کبھی سبقت کرتی ہے منی اور عازل کو مطلق کچھ خبر نہیں ہوتی پس حاصل ہوتا ہے علوق اور لاحق ہوتا ہے اس کو ولد اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے اس کو کوئی پھیرنے والا نہیں اور اولاد کے حصول سے بھاگنا بہت اسباب کے واسطے ہوتا ہے ایک خوف علوق اس

بیوی کا جو لونڈی ہوتا کہ نہ ہو اولاد غلام یا داخل ہونا ضرر کا اوپر بچے شیر خوار کے جب کہ موطورہ دودھ پلانے والی ہو یا واسطے بھاگنے کے بہت ہونے عیال کے سے جب کہ ہو مرد تنگ گزران اور کوئی چیز ان میں سے اللہ کی تقدیر کو نہیں روک سکتی اور احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پانی سے اولاد پیدا ہو گی اگر تو اس کو پتھر پر ڈالے تو البتہ اللہ اس سے اولاد نکالے اور نہیں سب صورتوں میں جن کے سبب سے عزل واقع ہوتا ہے وہ چیز کہ عزل اس میں راجح ہو سوائے پہلی صورت کے جو مسلم کی حدیث میں ہے اور وہ یہ خوف ہے کہ دودھ پلانے والی کو حمل ہو جائے اور حمل شیر خوار بچے کو ضرر کرے اس واسطے کہ وہ اس قسم سے ہے کہ تجربہ کیا گیا ہے سو اس نے غالبا ضرر کیا لیکن واقع ہوا ہے باقی حدیث میں نزدیک مسلم کہ اس سبب سے عزل کرنا فائدہ نہیں دیتا واسطے اس احتمال کے کہ واقع ہو حمل بغیر اختیار کے اور مسلم میں ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں واسطے شفقت کرنے کے اس کے بچے پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس طرح ہے تو نہ عزل کر نہیں ضرر کرتا یہ فارس اور روم والوں کو اور نیز عزل میں داخل کرنا ضرر کا ہے عورت پر اس واسطے کہ اس میں اس کی لذت کا فوت کرنا ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ حکم عزل کے کہا ابن عبدالبر نے کہ علماء کو اس میں اختلاف نہیں یعنی علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ نہ عزل کرے آزاد بیوی سے مگر اس کی اجازت سے اس واسطے کہ جماع اس کا حق ہے اور واسطے اس کے مطالبہ ہے ساتھ اس کے اور نہیں ہے جماع معروف مگر وہ چیز کہ نہ لاحق ہو اس کو عزل اور موافق ہوا ہے اس کو اجماع کے نقل کرنے میں ابن ہبیرہ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف شافعیوں کے نزدیک یہ ہے کہ عورت کے واسطے جماع میں بالکل حق نہیں پھر خاص اس مسئلے میں نزدیک شافعیوں کے خلاف مشہور ہے بیچ جائز ہونے عزل کے آزاد عورت سے بغیر اس کی اجازت کے، کہا غزالی وغیرہ نے کہ جائز ہے اور یہی صحیح ہے نزدیک متاخرین کے اور حجت پکڑی ہے جمہور نے واسطے اس کے ساتھ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور وجہ دوسری واسطے شافعیہ کے جزم ہے ساتھ منع کے جب کہ باز رہے اور جب راضی ہو تو صحیح تر قول جواز ہے اور یہ سب اختلاف آزاد عورت میں ہے اور لیکن لونڈی سو اگر بیوی ہو تو وہ مرتب ہے آزاد عورت پر اگر اس میں جائز ہے تو لونڈی میں بطریق اولیٰ جائز ہو گا اور اگر باز رہے تو دو وجہ ہیں صحیح تر جواز ہے واسطے پرہیز کرنے کے غلام بنانے اولاد کے سے اور اگر سریہ ہو تو ان کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے مگر ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا کہ مطلق منع ہے اور اگر لونڈی سے اولاد طلب کی گئی ہو تو اس میں راجح جواز ہے مطلق اور اتفاق ہے تینوں مذہبوں کا اس پر کہ نہ عزل کیا جائے آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے اور اگر لونڈی ہو تو اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل کرنا جائز ہے اور اختلاف ہے اس لونڈی میں جو نکاح کی گئی ہو سو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے سردار سے

اجازت لینے کی حاجت ہے اور یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور راجح نزدیک احمد کے اور ابو یوسف اور محمد نے کہا کہ اجازت اس عورت کے واسطے ہے یعنی اس کے اختیار میں ہے اور یہ ایک روایت میں احمد سے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ دونوں کی اجازت لے اور ایک روایت میں ہے کہ عزل موؤدخفی ہے لیکن مراد اس سے نہی تنزیہی ہے اور اختلاف بیچ علت نہی کے عزل سے کہ منع کیوں ہے سو بعض نے کہا کہ واسطے فوت کرنے حق عورت کے اور بعض نے کہا کہ واسطے معاندہ اور مقابلہ تقدیر کے اور اسی کو تقاضا کرتی ہیں اکثر حدیثیں جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور قول اول مبنی ہے اوپر صحیح ہونے حدیث کے جو فرق کرنے والی ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور کہا امام الحرمین نے کہ اگر اتفاقاً بغیر قصد کے عورت کے فرج سے باہر انزال کرے تو اس کے ساتھ نہی متعلق نہیں ہوتی اور عزل کے حکم سے نکالا جاتا ہے حکم اس عورت کا جو نطفے کے گرانے کے واسطے علاج کرے پہلے پھونکنے روح کے سو جو اس جگہ منع کرتا ہے وہ اس جگہ بطریق اولیٰ منع کرتا ہے اور جو عزل کو جائز کہتا ہے تو ممکن ہے کہ لاحق ہو ساتھ اس کے یہ اور ممکن ہے کہ فرق کیا جائے ساتھ اس طور کے کہ عمل کرنا مستحب تر ہے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے عزل میں استعمال کرنا اسباب کا اور معالجہ نطفے کے گرانے کا واقع ہوتا ہے بعد استعمال کرنے اسباب کے اور ملحق ہے ساتھ اس مسئلے کے استعمال کرنا عورت کا اس چیز کو جو بالکل حمل کو قطع کر ڈالے کہ کبھی حمل نہ ٹھہرے اور فتویٰ دیا ہے بعض متاخرین شافعیوں نے ساتھ منع کے اور وہ مشکل ہے اوپر قول ان کے کی ساتھ مباح ہونے عزل کے مطلق اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عمدہ عورتیں عرب کی پائیں اور دراز ہوا ہم پر مجرد رہنا اور ہم نے چاہا کہ متعہ کریں اور ہم نے فداء چاہا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے عرب لوگوں کی لونڈی غلام بنانے کو، وقد تقدم بیانہ فی العتق اور واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے مشرک عورت کی صحبت ساتھ ملک یمین کے اگرچہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ میں سے نہ ہو اس واسطے کہ قوم بنی مصطلق بت پرست تھی لیکن احتمال ہے کہ قید عورتیں صحبت سے پہلے مسلمان ہوگئی ہوں اور مراد فداء سے ارادہ قیمت کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَآءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا.

عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالنا جب کہ سفر کا ارادہ کرے۔

٤٨١٠ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۸۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے سو حاصل ہوا قرعہ واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے یعنی قرعہ ان کے نام پر نکلا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات ہوتی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلتے اس کے ساتھ بات چیت کرتے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ أَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَأَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ وَلَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ لَهٗ شَيْئًا.

کہا کہ کیا تو نہیں سوار ہوتی آج رات میرے اونٹ پر اور سوار ہوں میں تیرے اونٹ پر تو میرے اونٹ کو دیکھے اور میں تیرے اونٹ کو دیکھوں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہیں! سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف بڑھے اور اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں سو ان کو سلام کیا پھر چلے یہاں تک کہ اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گم کیا یعنی اتفاقا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا پڑیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو میسر نہ ہوئی پھر جب اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں پاؤں اذخر کے گھاس میں ڈالے اور کہتی تھی الٰہی! غالب کر مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو جو مجھ کو کاٹے اور میں اس کو کچھ نہ کہہ سکوں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بچھو مجھ کو کاٹے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہوں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ کہہ سکوں پس اس پر محمول ہوگا اس کا قول کہ میں آپ کو کچھ کہہ نہ سکتی یعنی میں اپنا واقعہ ان کے پاس حکایت نہ کر سکوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اس میں معذور نہ جانتے اور میرا عذر قبول نہ کرتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو مفہوم اس کا خاص ہونا قرعہ کا ساتھ حالت سفر کے اور نہیں اپنے عموم پر بلکہ تا کہ مقرر کرے قرعہ اس عورت کو جس کو سفر میں ساتھ لے جائے اور نیز جاری ہوتا ہے قرعہ جب کہ ارادہ کرے تقسیم کا درمیان اپنے بیویوں کے سوا ایسا نہ کرے کہ جس کے ساتھ چاہے شروع کرے بلکہ ان کے درمیان قرعہ ڈالے جس کے نام پر قرعہ نکلے اس سے شروع کرے مگر یہ کہ کسی چیز کے ساتھ راضی ہوں تو بغیر قرعہ کے ہی جائز ہے اور ایک روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب قرعہ میرے سوائے کسی اور کے نام پر نکلتا تو آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی جاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے قرعہ کے بیچ قسمت کے درمیان شریکوں کے اور سوائے اس کے اور مشہور مالکیوں اور حنفیوں سے یہ ہے کہ قرعہ کا اعتبار نہیں، کہا عیاض نے یہی مشہور ہے مالک رحمہ اللہ اور اس کے ساتھیوں سے اس واسطے کہ وہ از قسم جوا ہے اور حنفیوں سے اس کی اجازت بھی حکی ہے اور البتہ کہا ہے انہوں نے باب کے مسئلے میں اور حجت پکڑی ہے جو منع کرتا ہے مالکیوں میں سے کہ بعض عورتیں زیادہ فائدہ پہنچانے والی ہیں سفر میں بعض سے سو اگر قرعہ اس عورت کے نام پر نکلے جس میں نفع نہیں تو مرد کے حال کو ضرر کرے اور اسی طرح بالعکس بعض عورتیں خانہ داری میں زیادہ ہوشیار ہوتی ہیں بعض سے اور طارت کے معنی ہیں حاصل ہوا اور

جنائز میں گزر چکا ہے قول ام العلاء کا طارلنا عثمان بن مظعون یعنی حاصل ہوا ہمارے حصے میں مہاجرین میں سے عثمان رضی اللہ عنہ اور یہ جو کہا کہ جب رات ہوتی تو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلتے اس کے ساتھ گفتگو کرتے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مہلب نے اس پر کہ نوبت ٹھہرانا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ وطن میں نوبت ٹھہرانے کی جگہ رات ہے اور سفر میں اترنے کا وقت ہے اور بہر حال چلنے کا وقت سو وہ اس قسم سے نہیں نہ رات کو نہ دن کو اور ابوداؤد نے اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کم دن مگر کہ حضرت ﷺ سب پر گھومتے سو بوسہ لیتے اور بدن سے بدن لگاتے سوائے جماع کے پھر جب نوبت والی کے پاس آتے تو اس کے پاس رات کاٹتے اور یہ جو کہا کہ کیا تو میرے اونٹ پر سوار نہیں ہوتی الخ، تو گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا واسطے اس چیز کے کہ شوق دلایا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا طرف اس کے دیکھنے اس چیز کے ہے کہ وہ نہ دیکھتی تھیں اور یہ مشعر ہے کہ وہ دونوں چلتے وقت پاس پاس نہ چلتی تھیں بلکہ ہر ایک دونوں میں سے ایک طرف ہوتی جیسے کہ عادت ہے کہ سفر میں قطاریں باندھ کر چلتے ہیں نہیں تو اگر دونوں اکٹھی ہوتیں تو نہ خاص ہوتی ایک دونوں میں سے ساتھ دیکھنے اس چیز کے کہ اس کو دوسری نہ دیکھتی تھی اور احتمال ہے کہ دیکھنے سے مراد اونٹ کی چال ہو یعنی میں دیکھوں کہ تیرا اونٹ کیسا چلتا ہے اور میرا کیسا چلتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا تو حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کلام کی اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس واقعہ کا الہام ہوا ہو یا اتفاقاً واقع ہوا ہو اور احتمال ہے کہ کلام کیا ہو اور منقول نہ ہوا ہو اور یہ جو کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں پاؤں کو گھاس میں ڈالا تو شاید اس نے جب پہچانا کہ یہ قصور میرا ہے کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا تو اس قصور پر اپنی جان کو ملامت کی اور اذخر ایک گھاس ہے اس میں اکثر سانپ بچھو وغیرہ کاٹنے والے کیڑے ہوتے ہیں، کہا داودی نے کہ احتمال ہے کہ ہو باہم چلنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا رات میں اس واسطے غالب ہوئی اس پر حیرت اور اپنی جان پر موت کے ساتھ بددعا کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لازم آتا ہے اس سے کہ واجب ہو نوبت مقرر کرنی باہم چلنے میں اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو باہم چلنے کے ساتھ خاص نہ کرتے سوائے حفصہ رضی اللہ عنہا کے تاکہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس حیلے کی محتاج ہوئیں اور نہیں یا وجہ ہے قسم چلنے کی حالت میں مگر جب کہ ہو خلوت نہ حاصل ہوتی مگر بیچ اس کے ساتھ اس طور کے کہ ان کے ساتھ کجاوے میں سوار ہو اور اترنے کے وقت خیمے میں سب جمع ہوتے ہیں سو اس وقت نوبت کی جگہ سیر ہوگا نہ باہم چلنا اور یہ سب مبنی ہے اس پر کہ نوبت مقرر کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا اور یہی ہے جس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور تائید کرتا ہے قول قرعہ ڈالنے کی یہ کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ سفری مدت حساب میں نہیں آتی اور جو عورت گھر میں مقیم ہو اس کو مجرا نہیں دی جاتی بلکہ جب سفر سے پھرے تو آئندہ کے واسطے از سر نو باری شروع کرے اور اگر کسی کو بغیر

قرعہ کے اپنے ساتھ لے جائے اور بعض کو نوبت میں مقدم کرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ جب پھرے تو پچھلی تو اس کا حق پورا دے اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع کو اس پر کہ واجب نہیں پس ظاہر ہوا کہ قرعہ کے واسطے فائدہ ہے اور وہ یہ کہ نہ اختیار کرے بعض عورتوں کو ساتھ خواہش کے مترتب ہوتا ہے اس پر ترک کرنا عدل کا درمیان ان کے اور کہا شافعی نے قدیم قول میں کہ اگر مسافر پچھلی کے واسطے نوبت تقسیم کرتا تو قرعہ کے کوئی معنی نہ تھے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دن خالص اس کے واسطے ہوں جس کا نام قرعہ میں نکلا اور پوشیدہ ہے کہ محل اطلاق کا بیچ ترک کرنے قضاء کے سفر میں ہے تب تک ہے جب تک نام سفر کا موجود ہو سو اگر سفر کرے کسی شہر کی طرف اور اس میں بہت زمانہ ٹھہرے پھر سفر کرے تو پلٹتا تو لازم ہے اس پر قضاء کرنا مدت اقامت کا اور رجوع کی مدت میں شافعیہ کو اختلاف ہے اور معنی بیچ ساقط ہونے قضاء کے یہ ہیں کہ جتنی اس عورت نے خاوند کی صحبت پائی ہے اتنی سفر کی مصیبت اور مشقت بھگتی ہے اور جو عورت گھر میں مقیم ہے وہ دونوں امروں میں اس کے برعکس ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يَقْسِمُ ذٰلِكَ.

عورت اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند سے اپنی سوکن کو بخشے اور کس طرح نوبت مقرر کرے یعنی کس طرح باری مقرر کرے؟۔

فائدہ: من متعلق ہے ساتھ یومها کے نہ ساتھ تهب کے یعنی اپنا دن اس کے ساتھ خاص ہے کہا علماء نے کہ جب عورت اپنی باری کا دن اپنی سوکن کو بخش دے تو خاوند اس کے واسطے اس کی باری کا دن بانٹے سو اگر اس کی باری کے ساتھ متصل ہو تو باری کے ساتھ بانٹے نہیں تو نہ مقدم کرے اس کو اس کے رتبے سے نوبت بانٹنے میں مگر باقی عورتوں کی رضامندی سے اور انہوں نے کہا کہ جب وہ اپنی نوبت کا دن اپنی سوکن کو بخش دے پھر اگر خاوند قبول کر لے تو نہیں ہے واسطے موہوبہ کے کہ باز رہے اور اگر نہ قبول کرے تو اس کو اس پر جبر نہ کیا جائے اور جب اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند کو بخشے اور سوکن کا نام نہ لے تو کیا خاوند کو جائز ہے کہ ایک کو خاص کرے اگر اس کے پاس دو یا زیادہ عورتیں ہو یا اس کو باقی عورتوں کے درمیان بانٹے اور جائز ہے واسطے بخشنے والی کے سب احوال میں رجوع کرنا اس سے جب چاہے لیکن آئندہ زمانے میں نہ ماضی میں۔ (فتح)

٤٨١١ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ.

۴۸۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نوبت کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا یعنی واسطے چاہنے رضامندی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے دو دن بانٹتے تھے ایک دن اس کا اور ایک دن سودہ رضی اللہ عنہا کا۔

فائدہ: سودہ رٹی ہیا حضرت مٹی ہی کی بیوی ہیں جب حضرت مٹی ہی کے میں تھے یعنی ہجرت سے پہلے اس سے نکاح کیا تھا بعد فوت ہونے خدیجہ رٹی ہیا کے اور دخول کیا حضرت مٹی ہی نے ساتھ اس کے اور ہجرت کی سودہ رٹی ہیا نے ساتھ آپ کے اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رٹی ہیا نے کہا کہ حضرت مٹی ہی نے میرے بعد اس سے نکاح کیا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ عقد کیا اس پر بعد اس کے کہ عائشہ رٹی ہیا سے عقد کیا اور بہر حال داخل ہونا اوپر اس کے سو عائشہ رٹی ہیا پر داخل ہونے سے بالاتفاق پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے جو ابوداود کی روایت میں آیا ہے کہ جب سودہ رٹی ہیا بوڑھی ہوئی اور ڈریں کہ حضرت مٹی ہی اس کو طلاق دیں تو کہا کہ یا حضرت! میں اپنا دن عائشہ رٹی ہیا کو بخشتی ہوں حضرت مٹی ہی نے قبول کیا سو اس کے اور اس کی مانند عورتوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿وان امرأة خافت من بعلها نشوزا﴾ الآیۃ اور ایک روایت میں ہے کہ سودہ رٹی ہیا نے کہا یا حضرت! قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا مجھ کو مرد کی حاجت نہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی بیویوں کے ساتھ اٹھائی جاؤں۔ (فتح)

بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَآءِ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاسِعًا حَكِيْمًا﴾.

عورتوں کے درمیان انصاف کرنا اور تم سے کبھی نہیں ہو سکے گا کہ عورتوں کے درمیان انصاف کرو واسعا حکیما تک۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے طرف اس کے کہ آیت میں نفی عدل کی ہے جو ہر وجہ سے ہو اور ساتھ حدیث کے طرف اس کے کہ مراد ساتھ عدل کے ان کے درمیان برابری کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ ہر ایک کے ان میں سے سو جب پورا دے ہر ایک کو ان میں سے کپڑا ان کا اور خرچ ان کا اور ٹھکانا پکڑنے کو طرف اس کے تو نہیں ضرر کرتا جو اس پر زیادہ ہو ان کی محبت سے یا احسان سے ساتھ تحفہ کے اور ترمذی نے عائشہ رٹی ہیا سے روایت کی ہے کہ حضرت مٹی ہی اپنی عورتوں کے درمیان نوبت بانٹتے سو عدل کرتے اور فرماتے الٰہی! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں سو نہ ملامت کر مجھ کو اس میں جس کا میں مالک نہیں ترمذی نے کہا کہ مراد محبت ہے اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو اہل علم نے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ.

جب نکاح کرے کنواری سے شوہر دیدہ پر تو کس طرح کرے؟

۴۸۱۲ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ قَالَ السُّنَّةُ إِذَا

۴۸۱۲۔ حضرت انس رٹی ہی سے روایت ہے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں حضرت مٹی ہی نے فرمایا لیکن کہا سنت ہے کہ جب کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے اور جب شوہر دیدہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے۔

تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا.

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ.

جب نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو کس طرح کرے؟۔

۴۸۱۴ ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نکاح کرے مرد کنواری عورت سے شوہر دیدہ پر تو اس کے پاس سات دن رہے پھر اس کے بعد نوبت تقسیم کرے اور جب نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو اس کے پاس تین دن رہے پھر نوبت بانٹے کہا ابو قلابہ نے اگر میں چاہوں تو کہوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے اس کو مرفوع کیا ہے یعنی اگر میں اس کے مرفوع ہونے کے ساتھ تصریح کرتا تو اس میں سچا ہوتا اور ہوتی روایت بالمعنی اور یہ اس کے نزدیک جائز ہے لیکن اس نے دیکھا کہ محافظت لفظ پر اولی ہے یا اس نے گمان کیا کہ اس نے اس کو انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع سنا ہے لیکن بوجہ تقوی کے اس سے پرہیز کیا۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہا خالد نے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا ہے۔

فائدہ: شاید مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ روایت سفیان ثوری سے مختلف ہے بیچ منسوب ہونے اس قول کے کہ کیا وہ ابو قلابہ کا قول ہے یا خالد کا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ زیادتی خالد کی روایت میں ابو قلابہ سے ہے سوائے روایت ایوب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عدل خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ واسطے اس کے بیوی ہو پہلے جدید عورت سے کہا ابن عبدالبر نے کہ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ یہ حق ہے واسطے عورت کے بسبب زفاف کے برابر ہے کہ آگے اس کے پاس بیوی ہو یا نہ ہو حکایت کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ مستحب ہے جب کہ اس کے پاس اس کے سوائے کوئی بیوی نہ ہو نہیں تو واجب ہے اور اختیار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ کوئی فرق نہیں اور اطلاق شافعی رحمہ اللہ کا اس کو قوی کرتا ہے اور راجح قول جمہور کا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا باب کی حدیث میں ثم

قسم اس واسطے کہ نوبت بانٹنا نہیں ہوتا مگر واسطے اس کے جس کی آگے اور بیوی ہو اور اس میں حجت ہے کوفیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ کنواری اور شوہر دیدہ برابر ہیں تین دن میں یعنی سب کے پاس تین تین دن رہے تین دن سے زیادہ نہ رہے اور حجت ہے اوزاعی پر کہ وہ کہتا ہے کہ کنواری کے واسطے تین دن ہیں اور شوہر دیدہ کے واسطے دو دن ہیں اور خاص کیا ہے باب کی حدیث کے عموم سے جب کہ ارادہ کرے شوہر دیدہ کہ اس کے پاس پورے سات دن رہے اس واسطے کہ اگر خاوند اس کا کہنا قبول کرے تو ساقط ہوتا ہے حق عورت کا تین دن سے یعنی تین دن اس کے واسطے خاص تھے وہ بھی اس کے باطل ہوئے واسطے اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس سے نکاح کیا تو اس کے پاس تین دن رہے اور فرمایا کہ البتہ تیرے خاوند پر کچھ تیری خواری اور بے قدری نہیں سو اگر تو چاہے تو سات دن تیرے پاس رہوں اور اگر تیرے پاس سات دن رہوں گا تو اور بیویوں کے پاس بھی سات دن رہوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو چاہے تو تین دن تیرے پاس رہوں پھر گھوموں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ تین دن رہیں اور یہی قول ہے اکثر کا کہ اگر عورت سات دن اختیار کرے تو سب کو قضاء کرے اور اگر بغیر اس کے اختیار کے رہے تو چار دن جو زیادہ ہیں ان کو قضاء کرے۔

تنبیہ: مکروہ ہے یہ کہ تاخیر کرے سات دن میں یا تین دن میں جماعت کی نماز سے اور تمام نیکی کے عملوں سے جن کو کرتا تھا کہا ہے یہ شافعی رحمہ اللہ نے اور کہا رافعی نے یہ دن میں ہے رات میں نہیں اس واسطے کہ نفل کے واسطے واجب نہیں چھوڑا جاتا اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر تو جماعت کی طرف نکلے تو سب کی باریوں میں نکلے نہیں تو بالکل نہ نکلے اور کہتے ہیں کہ یہ عذر ہے واسطے چھوڑنے جماعت کے اور واجب ہے موالاۃ سات میں یا تین یعنی پے در پے رہے بیچ میں کوئی دن نہ چھوڑے اور اگر فرق کرے تو نہیں حساب کیا جائے گا راجح قول پر یعنی جو دن کہ اس کے پاس رہا وہ محسوب نہیں ہو گا پھر از سر نو سارے دن پورے کرے اور نہیں فرق ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور بعض نے کہا کہ لونڈی کے واسطے آدھا آزاد کا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَافَ عَلٰی نِسَآئِهٖ فِیْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ.

جو اپنی سب عورتوں پر گھومے ایک غسل میں۔

٤٨١٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَطُوْفُ عَلٰی نِسَآئِهٖ فِی اللَّیْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ یَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۴۸۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے یعنی ان سے صحبت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دن نو بیویاں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الغسل میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ نوبت بانٹنا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ عصر کے بعد ایک گھڑی تھی اس میں تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی اور رد کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ آپ اپنی عورتوں پر ایک رات میں گھومتے تھے اور ذکر کیا ہے عیاض نے شفا میں کہ حضرت ﷺ جو ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ ان کے احصان کرنے کے واسطے تھا اور شاید ارادہ کیا ہے اس نے نہ جھانکنے ان کے کا واسطے نکاح کرنے کے اس واسطے کہ احصان کے معنی ہیں اسلام اور آزاد ہونا اور عفت اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تھا یہ واسطے ارادے عدل کے درمیان ان کے اگرچہ یہ واجب نہیں ، کما تقدم شي من ذلك اور جو تعلیل اس نے ذکر کیا ہے اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے بعد ان کو دوسرا نکاح کرنا حرام ہے اور ان میں سے بعض بیوی حضرت ﷺ کے بعد پچاس برس تک زندہ رہی۔ (فتح)

بَابُ دُخُولِ الرَّجُلِ عَلٰی نِسَآئِهٖ فِی الْیَوْمِ.

داخل ہونا مرد کا اپنی عورتوں پر دن میں۔

٤٨١٥ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰی نِسَآئِهٖ فَیَدْنُوْ مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰی حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ یَحْتَبِسُ.

۴۸۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب عصر کی نماز سے پھرتے تو اپنی عورتوں پر داخل ہوتے سو ان میں سے ہر ایک کے قریب ہوتے یعنی بغیر جماع کے سو حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو رکے رہے زیادہ معمولی رکنے سے۔

بَابُ إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَآئَهٗ فِیْ أَنْ یُّمَرَّضَ فِیْ بَیْتِ بَعْضِهِنَّ فَأَذِنَّ لَهٗ.

جب اجازت مانگے مرد اپنی عورتوں سے اس کی کہ بیمار داری کیا جائے یعنی خدمت کیا جائے اپنی بیماری میں ان میں سے بعض کے گھر میں اور وہ اس کو اجازت دیں تو ان کی نوبت ساقط ہو جاتی ہے۔

٤٨١٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَسْأَلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ أَیْنَ أَنَا

۴۸۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی مرض الموت میں پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا میں کل کہاں ہوں گا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی نوبت کا دن تھا یعنی اس کی باری کب ہے سو آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ رہیں جس جگہ چاہیں سو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر

غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِيْ.

میں رہے یہاں تک کہ اس کے نزدیک فوت ہوئے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو فوت ہوئے اس دن جس میں مجھ پر گھومتے تھے یعنی میری باری کے دن میں میرے گھر میں سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کی اور بے شک آپ کا سر میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان تھا اور آپ کی تھوک مبارک میری تھوک سے ملی۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ ان کی نوبت ان کی اجازت سے ساقط ہو جاتی ہے سو گویا کہ انہوں نے اپنا دن بخش دیا اس عورت کو جس کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور بعض طریقوں میں اس کی تصریح آ چکی ہے۔

بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَآئِهٖ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ.

اگر مرد اپنی بعض بیوی کے ساتھ بعض سے زیادہ محبت رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٤٨١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ يَا بُنَيَّةِ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ.

۴۸۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو کہا اے بیٹی نہ فریب دے تجھ کو یہ عورت جس کو اپنی خوبصورتی خوش لگی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے محبت رکھنا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سو میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور مسکرائے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهٰى مِنَ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ.

اپنے آپ کو آراستہ کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو نہیں ملی یعنی خلاف نمائی کرنے والا اور منع ہے فخر کرنے سوکن کے سے۔

٤٨١٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۱۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا حضرت! میری ایک سوکن ہے سو کیا مجھ پر اس بات میں کچھ گناہ ہے کہ میں کہوں کہ میرے خاوند نے مجھ کو دی ہے جو

ح حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَآءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ.

چیز درحقیقت نہیں دی یعنی اپنے خاوند کی طرف سے اس چیز کا دینا ظاہر کروں جو حقیقت میں اس نے نہیں دی یعنی تا کہ سوکن جلے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ ملی چیز سے اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا جیسے مکر کا جوڑا پہننے والا یعنی یہ صاف مکاری اور خلاف نمائی ہے یہ ہرگز درست نہیں کہ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر میں بیان کی ہے کہ متشبع سے مراد زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس کے پاس نہیں اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا اور زینت کرنے والا ساتھ باطل کے مثل عورت کے ہے کہ مرد کے پاس ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں سو وہ ظاہر کرے کہ مجھ کو خاوند سے یہ چیز ملی اور درحقیقت نہ ملی ہو مراد اس کی سوکن کا جلانا ہو اور بہر حال قول اس کا کلابس ثوبی زور تو وہ ایک مرد ہے کہ پہنتا ہے کپڑے جو مشابہ ہوتے ہیں زاہدوں کے کپڑوں کے لوگوں کو وہم دلاتا ہے کہ وہ ان میں سے ہے اور مراد ساتھ اس کے نفس مرد کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد جھوٹے گواہ ہیں کہ عمدہ کپڑے پہن کر گواہی دیتے ہیں تو کپڑوں کی خوبی سے اس کی گواہی قبول ہوتی ہے اور پہلے معنی لائق تر ہیں کہا ابن تین نے کہ وہ یہ ہے کہ پہلے کپڑے امانت یا عاریت کے گمان کریں لوگ کہ یہ خود اس کے اپنے کپڑے ہیں اور وہ ہمیشہ نہیں رہتے اور رسوا ہوتا ہے اپنے جھوٹ سے اور مراد ساتھ اس کے نفرت دلانا عورت کا ہے اس چیز سے کہ ذکر کی واسطے خوف فساد کے درمیان اپنے خاوند کے اور سوکن کے، اور ان کے درمیان عداوت کو پیدا کرے سو ہو جائے مانند جادو کے جو جدائی کرتا ہے درمیان مرد کے اور اس کی بیوی کے اور کہا زمخشری نے کہ متشبع کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرا ہے اور حالانکہ اس کا پیٹ بھرا نہیں اور استعارہ کیا گیا واسطے متزین ہونے کے ساتھ فضیلت کے جو اس کو نہیں ملی اور تشبیہ دی ساتھ اس کے جو مکر کے کپڑے پہنے یعنی مکار کے اور وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو نیکیوں کی شکل بنائے اور اپنے آپ کو نیکیوں کی صورت میں دکھلائے واسطے ریا کے اور منسوب کیا دونوں کپڑوں کو طرف اس کی اس واسطے کہ وہ مانند ملبوس کے ہیں اور ارادہ کیا ہے ساتھ تشبیہ کے زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس میں نہیں مانند اس شخص کے ہے جو مکر کے دو کپڑے پہنے ایک کی چادر بنادے ایک کا تہ بند پس اشارہ ساتھ تہ بند اور چادر کے طرف اس کے ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک مکر کے ساتھ متصف ہے اور احتمال ہے کہ ہو تثنیہ اشارہ طرف اس کے کہ حاصل ہوئی ہیں واسطے متشبع نے دو حالتیں مذموم ایک نہ ہونا اس چیز کا جس کے ساتھ اپنے آپ کو آسودہ دکھلاتا ہے دوسرا باطل کا ظاہر کرنا اور بعض

نے کہا کہ وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ وہ سیر ہے اور حالانکہ وہ اس طرح نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ الْغَيْرَةِ. باب ہے غیرت کے بیان میں۔

فائدہ: کہا عیاض وغیرہ نے کہ وہ مشتق ہے دل کے بدلنے سے اور غضب کے جوش مارنے سے بسبب مشارکت کے اس چیز میں کہ اس کے ساتھ خاص ہونا ہے اور سخت تر غیرت میاں بیوی کی درمیان ہوتی ہے یہ تو آدمی کے حق میں ہے اور بہر حال اللہ تعالیٰ کے حق میں سو یہ خوب تر یہ ہے کہ تفسیر کیا جائے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ تفسیر کی گئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آئندہ آتی ہے اور وہ قول اس کا کہ غیرت اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ کرے ایماندار وہ چیز جو حرام کی ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو غیرت اللہ تعالیٰ کے حق میں اشارہ طرف تغییر حال فاعل اس کے کی اور بعض نے کہا کہ غیرت در اصل حمیت اور عار ہے اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم تغیر کے پس رجوع کرے گا طرف غضب کے اور البتہ منسوب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں غضب اور رضا طرف نفس اپنے کے اور کہا ابن عربی نے کہ تغیر محال ہے اللہ تعالیٰ پر ساتھ دلالت قطعی کے پس لازم ہے تاویل اس کی ساتھ لازم کے مانند وعید کے اور واقع کرنے عقوبت کے ساتھ فاعل کے اور سب آدمیوں میں زیادہ غیرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی اسی واسطے غیرت کرتے تھے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے دین اور اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَّعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ.

کہا وراد نے مغیرہ سے کہ کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اس کو اس کی چوڑائی سے واسطے ڈرانے اور جھڑکنے کے بلکہ مارنے والا اس کو اس کی دھار اور تیزی سے واسطے قتل کرنے کے یا نہ گزر کرنے والا اس سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب نہیں کرتے سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے۔

فائدہ: مسلم میں روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو اس کو مہلت دوں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت اتری ﴿والذین یرمون المحصنات﴾ الآیۃ تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس طرح اتری سو اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ پاؤں تو اس کو نہ ہلاؤں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں سو قسم ہے اللہ کی جب تک میں چار گواہ لاؤں

تب تک وہ اپنی حاجت پوری کرے گا حضرت ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم نہیں سنتے جو تمہارا سردار کہتا ہے اصحاب نے کہا یا حضرت! اس کو ملامت نہ کیجیے اس واسطے کہ یہ مرد بڑا غیرت کرنے والا ہے اس نے کبھی کوئی عورت نکاح نہیں کی مگر کنواری اور نہ کسی کو طلاق دی کہ کوئی مرد ہم میں سے اس کے نکاح کی جرأت کرے اس کے سخت غیرت کے سبب سے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں جانتا ہوں کہ وہ حق ہے اور وہ اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں تعجب کرتا ہوں کہ گواہوں کے لانے تک وہ اپنی حاجت پوری کر لے۔ (فتح)

٤٨١٩ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ.

۴۸۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی سبب سے اس نے بے حیائی کے سب کام منع کیے اور اور اللہ سے زیادہ تر کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو۔

٤٨٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَرٰى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ تَزْنِيْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.

۴۸۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ کی امت! اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں یہ کہ اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کرتے دیکھے اے محمد ﷺ کی امت! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

فائدہ: اس کی شرح کسوف میں گزر چکی ہے۔

٤٨٢١ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ.

۴۸۲۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والی نہیں۔

٤٨٢٢ ـ وَعَنْ يَحْيٰى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى

۴۸۲۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَّأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ.

اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ کرے ایماندار جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کی ہے۔

٤٨٢٣ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَّالٍ وَّلَا مَمْلُوْكٍ وَّلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ وَّغَيْرَ فَرَسِهِ فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ وَأَسْتَقِي الْمَاءَ وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِّيْ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَّكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِيْ وَهِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَّالنَّوٰى عَلٰى رَأْسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضٰى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۸۲۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا اور اس کے واسطے زمین نہ مال تھا نہ غلام نہ کچھ اور چیز سوائے اونٹ پانی سینچنے والے کے اور سوائے اس کے گھوڑے کے سو میں اس کے گھوڑے کو گھاس کھلاتی تھی اور پانی لاتی تھی اور اس کے ڈول کو سیتی تھی اور آٹا گوندھتی تھی اور میں اچھی طرح روٹی نہ پکا سکتی تھی اور میری ایک ہمسائی عورت روٹی پکاتی تھی اور انصاری عورتیں سچ کی عورتیں تھیں (منسوب کیا ان کو طرف سچ کے واسطے مبالغہ کے بیچ تلبس ان کے کی ساتھ اس کے حسن معاشرت میں اور وفا کرنے کے ساتھ عہد کے) اور میں کھجور کی گٹھلیوں کو اپنے سر پر اٹھاتی تھی زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جاگیر دی تھی اور وہ میرے گھر سے ایک میل پر تھی سو میں ایک دن آئی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا پھر اپنی اونٹنی سے کہا کہ بیٹھ جا بیٹھ جا اخ اخ ایک کلمہ ہے کہ اونٹ کے بٹھلانے کے واسطے بولتے ہیں تا کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں سو میں شرمائی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں اور میں نے زبیر رضی اللہ عنہ اور اس کی غیرت کو یاد کیا اور وہ لوگوں میں زیادہ غیرت کرنے والا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ میں شرمائی سو گزرے سو میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی میں نے کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَأْسِي النَّوٰى وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوٰى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكِ مَعَهٗ قَالَتْ حَتّٰى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ تَكْفِيْنِيْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِيْ.

حضرت ﷺ مجھ سے ملے تھے اور میرے سر پر کھجور کی گٹھلیاں تھیں اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے سو آپ نے اونٹنی بٹھلائی تا کہ میں سوار ہوں سو میں آپ سے شرمائی اور میں نے تیری غیرت پہچانی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ اٹھانا تیرا گٹھلیوں کو مجھ پر سخت تر تھا تیرے سوار ہونے سے ساتھ حضرت ﷺ کے اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد میرے پاس خادم بھیجا جو کفایت کرے مجھ کو گھوڑے کی نگہبانی سے سو گویا کہ اس نے مجھ کو آزاد کر دیا۔

فائدہ: عطف مملوک کا مال پر بنا بر اس کے کہ مراد ساتھ مال کے اونٹ یا زمینیں ہیں جن میں کھیتی کی جاتی ہے اور مراد ساتھ مملوک کے لونڈی غلام ہیں اور قول اس کا لاشیء عطف عام کا ہے خاص پر شامل ہے ہر چیز کو جو ملک میں آ سکتی ہو یا مال بن سکتی ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ نہیں ارادہ کیا اس نے داخل کرنے اس چیز کے کا کہ نہیں کوئی چارا اس سے گھر اور کپڑے اور کھانے سے اور راس مال تجارت کے سے اور دلالت کرتا ہے سیاق اس کا کہ جس زمین کا آگے ذکر آتا ہے وہ زبیر رضی اللہ عنہ کی ملکیت نہ تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاگیر تھی سو وہ اس کے منافع کا مالک تھا نہ اس کے رقبہ کا اسی واسطے نہ استثناء کیا اس نے اس کو جیسے کہ مستثنیٰ کیا گھوڑے اور اونٹ کو اور یہ جو کہا کہ میری ایک ہمسائی انصاری روٹی پکاتی تھی تو یہ محمول ہے اس پر کہ اس کی کلام میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ نکاح کیا مجھ سے زبیر رضی اللہ عنہ نے مکے میں اور حالانکہ وہ ساتھ صفت مذکور کے تھا اور بدستور اس پر رہا یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے اور میں اس طرح کرتی تھی آخر حدیث تک اس واسطے کہ انصار کی عورتیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہمسائی ہوئیں ان کے بعد آنے ان کے مدینے میں قطعا اور جو زمین حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جاگیر دی تھی یہ یہود بنی نضیر کے مالوں میں سے تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر عطاء کی تھی بغیر دوڑانے گھوڑوں کے اور یہ جو کہا کہ تا کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں تو شاید سمجھا اس کو اسماء رضی اللہ عنہا نے قرینے حال کے سے نہیں تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کی مراد یہ ہو کہ اسماء رضی اللہ عنہا تنہا اس پر سوار ہوں اسی واسطے شرمائیں نہیں تو دوسرے احتمال پر رفاقت متعین نہیں اور یہ جو کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ لوگوں میں زیادہ تر غیرت کرنے والا تھا تو یہ بہ نسبت اس کے علم کے ہے یعنی ارادہ کیا اس نے کہ اس کو اپنے جنس کے لوگوں پر فضیلت دے یا من محذوف ہے یعنی زیادہ غیرت کرنے والوں میں سے تھا اور یہ جو کہا کہ تیرا حضرت ﷺ کے ساتھ سوار ہونا الخ تو وجہ ایک دوسرے پر سخت ہونے کی ہے کہ تیرے حضرت ﷺ کے ساتھ سوار

ہونے میں بڑا امر غیرت کا پیدا نہیں ہوتا یعنی کچھ ایسی بڑی بات نہیں اس واسطے کہ وہ حضرت ﷺ کی سالی تھی سو اس حالت میں آپ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اگرچہ خاوند سے خالی ہو سو نہ باقی رہا مگر یہ احتمال کہ واقع ہو واسطے اس کے بعض مردوں سے مزاحمت بغیر قصد کے اور یہ کہ ظاہر ہو واسطے اس کے وقت بیٹھنے کے وہ چیز جس کے ظاہر ہونے کا وہ ارادہ نہیں کرتی اور مانند اس کے اور یہ سب ہلکا ہے اس چیز سے کہ تحقیق ہوئی اس کی ذلت سے ساتھ اٹھانے گٹھلیوں کے اپنے سر پر دور جگہ سے اس واسطے کہ یہ وہم دلاتی ہے نفس کی خست کو اور وفاءت ہمت کو اور قلت غیرت کو لیکن تھا سبب باعث اوپر صبر کرنے کے اس پر مشغول ہونا اس کے خاوند اور باپ کا ساتھ جہاد وغیرہ کے اس قسم سے کہ حکم کرتے تھے ان کو حضرت ﷺ ساتھ اس کے اور نہیں فارغ ہوتے تھے واسطے کارسازی گھروں کے کہ اس کو خود کریں اور واسطے تنگی کے کہ ان کے پاس لونڈی غلام نہ تھے جو ان کو اس سے کفایت کریں سو بند ہوا امر ان کی عورتوں میں سو وہ کفایت کرتی تھیں ان کو گھر کے کاموں سے واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے مدد اسلام کی سے باوجود اس کے کہ یہ عادت میں عار نہیں سمجھی جاتی تھی اور استدلال کیا گیا ساتھ اس قصے کے اس پر کہ لازم ہے عورت پر قائم ہونا ساتھ تمام اس چیز کے کہ محتاج ہوتا ہے طرف اس کی خاوند خدمت سے اور یہی مذہب ہے ابو ثور کا اور حمل کیا ہے اس کو باقی لوگوں نے اس پر کہ اس نے یہ کام بطور نفل کے کیا اور یہ لازم نہ تھا اشارہ کیا ہے طرف اس کے مہلب نے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ واقع اور جو اس کے مانند ہے ضرورت کے وقت میں تھا پس نہ عام ہوگا حکم اس کے غیر میں جس کا حال اس کے مثل نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی کی شکایت کی اور اپنے باپ سے خادم مانگا سو حضرت ﷺ نے ان کو وہ چیز بتلائی جو اس سے بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور راجح یہ ہے کہ یہ محمول ہے شہروں کی عادتوں پر اس واسطے کہ وہ مختلف ہیں اس باب میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حجاب حضرت ﷺ کی بیویوں کے ساتھ خاص تھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ تھا پہلے اترنے حجاب کے سے اور شروع ہونے اس کے سے اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب سورہ نور اتری ﴿ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن﴾ تو عورتوں نے اپنی چادروں کو کناروں سے پکڑ کر پھاڑا ان کے ساتھ اپنے گریبان کو ڈھانکا اور ہمیشہ رہی عادت عورتوں کی پہلے زمانے میں اور پچھلے زمانے میں کہ اپنے منہ کو بیگانے مردوں سے ڈھانکتی تھیں اور اس میں غیرت کرنی مرد کی ہے اپنے گھر والوں پر وقت خراب اور میلے ہونے ان کے حال کے اس چیز میں کہ دشوار ہے خدمت سے اور اس میں عار ہے اس کے نفس کی ایسے کام سے خاص کر جب کہ شریف نسب ہو اور اس میں فضیلت ہے واسطے اسماء رضی اللہ عنہا کے اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور انصاری عورتوں کے۔ (فتح)

۴۸۲۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۸۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے تو مسلمانوں کی ایک ماں یعنی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ أُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ إِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كَسَرَتْ.

زینب رضی اللہ عنہا نے ایک رکابی بھیجی جس میں کھانا تھا سو مارا اس بیوی نے جس کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کو سو رکابی گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکابی کے ٹکڑوں کو اکٹھا کیا پھر اس میں کھانا جمع کرنے لگے جو رکابی میں تھا اور فرماتے تھے کہ تمہاری ماں کو غیرت آئی پھر خادم کو روکا یہاں تک کہ لائے رکابی ثابت اس عورت کے پاس سے جس کے گھر میں تھے سو ثابت رکابی اس کو دی جس کی رکابی توڑی گئی تھی اور ٹوٹی رکابی کو توڑنے والی کے گھر میں رکھا۔

فائدہ: غارت امکم یہ خطاب ساتھ حاضرین کے ہے اور مراد ساتھ ماں کے وہ بیوی ہے جس نے رکابی توڑی تھی اور وہ ایک مسلمانوں کی ماؤں میں سے ہے اور اسی پر حمل کیا ہے اس کو تمام لوگوں نے جنہوں نے اس حدیث کی شرح کی ہے اور انہوں نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عدم مواخذہ غیرت دار عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو اس سے اس واسطے کہ اس حالت میں اس کی عقل پردے میں ہوتی ہے ساتھ شدت غضب کے کہ اٹھایا ہے اس کو غیرت اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ غیرت دار عورت نالے کی اوچان توان کو نہیں دیکھتی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت لکھی ہے سو جو صبر کرے اس کو شہید کا ثواب ہوگا اور کہا داؤدی نے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی امکم سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہے تو گویا کہ معنی یہ ہیں کہ تعجب کرو اس سے جو واقع ہوا ہے اس سے غیرت سے سو اس سے پہلے تمہاری ماں کو غیرت آئی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اس کی ماں کے ساتھ اس نالے کی طرف نکالا جس میں کھیتی نہیں ہوتی اور یہ اگرچہ اچھی توجیہ ہے لیکن رکابی توڑنے والی اور نیز مخاطبین ہاجر کی اولاد سے ہیں نہ سارہ کی اولاد سے۔ (فتح)

٤٨٢٥ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

۴۸۲۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا سو میں نے ایک محل دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ إِلَّا عِلْمِيْ بِغَيْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَوَعَلَيْكَ أَغَارُ.

نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو میں نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہوں یعنی اس کے اندر جا کر دیکھوں سو نہ منع کیا مجھ کو مگر جاننے میرے نے تیری غیرت کو یعنی مجھ کو تیری غیرت یاد آئی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے پیغمبر! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

۴۸۲۶ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ أَوَعَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ.

۴۸۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو بہشت میں دیکھا سو اچانک دیکھا کہ ایک عورت محل کے پاس وضو کرتی ہے میں نے کہا یہ کس کا محل ہے؟ کہا یہ محل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے سو مجھ کو تیری غیرت یاد آئی سو میں پھر آیا پشت دے کر سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور وہ مجلس میں تھے پھر کہا یا حضرت! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

فائدہ: پہلی حدیث میں دو احتمال تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہشت میں خواب میں داخل ہوتے ہوں یا بیدار میں سو اس حدیث نے بیان کیا کہ یہ واقعہ خواب میں تھا اور خطابی وغیرہ نے گمان کیا ہے کہ لفظ توضأ تصحیف ہے یعنی بدلا ہوا ہے اصل میں کچھ اور تھا پھر بدل کر کچھ اور ہو گیا اس واسطے کہ حوریں پاک ہیں ان پر وضو نہیں اور اسی طرح جو بہشت میں داخل ہو اس میں طہارت نہیں اور میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں خطابی کی ساتھ اس کے بہت بحث کی ہے جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور استدلال کیا ہے داؤد نے ساتھ اس کے کہ حوریں بہشت میں وضو کرتی ہیں اور نماز پڑھتی ہیں میں کہتا ہوں یہ جو آیا ہے کہ بہشت تکلیف کی جگہ نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ صادر ہو کسی سے کچھ عبادت ساتھ اختیار اپنے کے جو چاہے انواع عبادت سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جانے اپنے

ساتھ سے خلق کو تو نہیں لائق ہے کہ تعرض کرے واسطے اس چیز کے کہ اس کو نفرت دلائے اور اس میں ہے کہ جو نسبت کرے طرف اس شخص کی جو موصوف ہو ساتھ صفت صلاح کے جو اس کے مخالف ہو تو اس پر انکار کیا جائے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہشت اب موجود ہے اور حوریں بی اور باقی شرح اس کی بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ. باب ہے بیان میں غیرت عورتوں کے اور ان کے غصے کے۔

فائدہ: یہ باب خاص تر پہلے باب سے ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کوئی پکا حکم نہیں کیا اس واسطے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور اصل غیرت عورتوں کی کسبی نہیں لیکن جب زیادتی کرے اس میں ساتھ قدر زائد کے اوپر اس کے تو ملامت کی جائے اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جو جابر بن عتیک کی حدیث میں آ چکا ہے کہ بعض غیرت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور بعض غیرت وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے سو جو غیرت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے وہ غیرت شک میں ہے اور جس غیرت کو دوست نہیں رکھتا وہ غیرت غیر شک میں ہے اور یہ تفصیل محض مردوں کے حق میں ہے واسطے ضرورت منع ہونے دو خاوندوں کے واسطے عورت کے ساتھ طریق حلال ہونے کے اور بہرحال عورت سو جب غیرت کرے اپنے خاوند سے بیچ اختیار کرنے حرام چیز کے یا ساتھ زنا کے مثلاً یا ساتھ کم کرنے حق اس کے اور ظلم کرنے اس کے کی اوپر اس کے واسطے سوکن اس کی کے اور اختیار کرنے اس کے کی اوپر اس کے سو جب یہ تحقیق ہو یا ظاہر ہو قرینہ تو یہ غیرت مشروع ہے اور اگر واقع ہو یہ مجرد وہم سے بغیر دلیل سے تو یہ غیرت غیر شک میں ہے اور بہرحال جب کہ ہو خاوند انصاف کرنے والا عادل اور دونوں سوکنوں میں سے ہر ایک کا حق ادا کرے تو غیرت ان دونوں سے اگر ہو واسطے طبیعت بشری کے جس سے کوئی عورت سلامت نہیں تو اس میں اس کو معذور رکھا جائے جب تک نہ بڑھے طرف اس چیز کے کہ حرام ہے اس پر قول سے یا فعل سے اور بہرحال محمول ہے جو سلف صالح کی عورتوں سے اس میں آیا ہے۔ (فتح)

٤٨٢٧ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا

۴۸۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے کہا کہ بھلا آپ اس کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی اور جب تو ناخوش ہوتی ہے

وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَّإِذَا كُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

تو بات چیت میں یوں کہتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں ابراہیم علیہ السلام کے رب کی میں نے کہا کہ ہاں سچ ہے میں ناخوشی میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل سے نہیں چھوڑتی۔

فائدہ: لیا جاتا ہے اس سے استقراء مرد کا عورت کے حال کو اس کے فعل اور قول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ مائل کرنے کے طرف اس مرد کے اور نہ مائل ہونے کے اور حکم کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کریں اس کے قرینے بیچ اس کے اس واسطے کہ جزم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ راضی ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ناراض ہونے اس کے کی ساتھ مجرد ذکر کرنے عائشہ رضی اللہ عنہا کے آپ کے نام شریف کو سو بنا کیا دو حالتوں کو یعنی ذکر اور سکوت کے تغیر دو حالتوں کے کو راضی ہونے اور ناخوش ہونے کو اور احتمال ہے کہ جوڑی گئی ہو طرف اس کے کوئی اور چیز جو اس سے صریح تر ہو لیکن نہ منقول ہوئی ہو اور قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں کہا طیبی نے کہ یہ نہایت لطیف ہے اس واسطے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب وہ غصے کی حالت میں ہوتی ہے جو عاقل کے اختیار کو دور کرتا ہے تو اس وقت بھی محبت مستقرہ سے متغیر نہیں ہوتی اور کہا ابن منیر نے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ وہ لفظی نام چھوڑ دیتی تھیں اور نہ چھوڑتا تھا دل ان کا اس تعلق کو جو اس کو حضرت ﷺ کی ذات مبارک کے ساتھ تھا دوستی اور محبت سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابراہیم علیہ السلام کا نام لیا کسی اور پیغمبر کا نام نہ لیا تو اس میں دلالت ہے اوپر زیادہ ہونے باوجیہ اس کی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں بہ نسبت اور لوگوں کے جیسا کہ نص کی ہے اس پر قرآن نے سو جب نہ تھا واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کوئی چارہ آپ کے اسم شریف چھوڑنے کا تو بدلا اس کو ساتھ اس شخص کے جس کے ساتھ آپ کو کچھ تعلق ہے تا کہ فی الجملہ تعلق کے دائرے سے خارج نہ ہو۔ (فتح) اور کہا مہلب نے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس پر کہ اسم مسمی کا غیر ہے یعنی اسم اور چیز ہے اور مسمی اور چیز ہے اس واسطے کہ اگر اسم مسمی کا عین ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے چھوڑنے سے ذات کا چھوڑنا لازم آتا اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس مسئلے کی بحث توحید میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالی۔

٤٨٢٨ - حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ

۴۸۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جیسے مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ اس کو بہت یاد کرتے تھے اور اس کی ثناء کرتے تھے اور البتہ حضرت ﷺ کو وحی ہوئی کہ بشارت دیں اس کو ایک گھر کی

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا وَثَنَائِهِ عَلَيْهَا وَقَدْ أُوْحِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَهَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.

بہشت میں جو موتیوں اور یاقوت سے بنا ہو۔

فائدہ: عائشہ رٹانٹھا نے بیان کیا کہ اس غیرت کا سبب یہ ہے کہ حضرت مُلَاثِیْم اس کو بہت یاد کرتے تھے اور باوجود اس کے کہ خدیجہ رٹانٹھا موجود نہ تھیں اور عائشہ رٹانٹھا بے خوف تھیں اس سے کہ خدیجہ رٹانٹھا ان کو حضرت مُلَاثِیْم کی ذات میں شریک ہوں اس واسطے کہ وہ عائشہ رٹانٹھا سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں لیکن حضرت مُلَاثِیْم کا اس کو بہت یاد کرنا تقاضا کرتا ہے ترجیح ان کی کو نزدیک حضرت مُلَاثِیْم کے سو یہی ہے وہ چیز جو غضب کی باعث ہوئی ہے جس نے غیرت کو جوش دلایا، کہا عائشہ رٹانٹھا نے جو خدیجہ رٹانٹھا کے مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے بہتر بدلا دیا مراد رکھتی تھیں عائشہ رٹانٹھا اپنے نفس کو سو حضرت مُلَاثِیْم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس سے بہتر بدلا نہیں دیا اور باوجود اس کے منقول نہیں کہ حضرت مُلَاثِیْم نے عائشہ رٹانٹھا پر مواخذہ کیا ہو واسطے قائم ہونے عذر اس کے کی ساتھ غیرت کے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں۔ (فتح)

بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِنْصَافِ.

دفع کرنا اور دور کرنا مرد کا غیرت کو اپنی بیٹی سے اور طلب کرنا انصاف کا اس کے واسطے۔

۴۸۲۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْا فِيْ أَنْ يُّنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ أَنْ يُّطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا هٰكَذَا قَالَ.

۴۸۲۹۔ حضرت مسور بن مخرمہ رٹائٹھ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مُلَاثِیْم سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ بے شک ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھ سے اس کی اجازت مانگتے ہیں کہ اپنی بیٹی کو علی بن ابی طالب رٹائٹھ سے نکاح کر دیں سو میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا یعنی حضرت علی رٹائٹھ یہ چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے مجھ کو وہی چیز رنج دیتی ہے جو اس کو رنج دیتی ہے اور مجھ کو تکلیف دیتی ہے جو اس کو تکلیف دیتی ہے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں کہ سبب خطبے کا ہشام کی اولاد کا اجازت مانگنا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سو یہ خبر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے واسطے غصہ نہیں کرتے اور یہ علی رضی اللہ عنہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں اسی طرح بولا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ کے حق میں صیغہ اسم فاعل کا بطور مجاز کے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے نکاح کا پکا ارادہ کیا تھا سو اتارا اس کو جگہ اس شخص کی جو فعل کرے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا تو اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہم تجھ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نکاح نہیں کر دیں گے میں کہتا ہوں شاید یہی سبب تھا ان کے اجازت مانگنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے خود ہی اجازت مانگی اور شاید علی رضی اللہ عنہ نے خطبے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تھی اور خطبے کے وقت علی رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت نہ دی تو نہ تعرض کیا علی رضی اللہ عنہ نے بعد اس کے واسطے طلب اس کی کے اسی واسطے آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام چھوڑ دیا اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار کہا کہ میں ان کو اجازت نہیں دیتا تو یہ واسطے تاکید کے ہے اور اس میں اشارہ طرف اس کے کہ میں ان کو کبھی اجازت نہیں دوں گا اور شاید مراد اٹھانا احتمال کا ہے واسطے اسی احتمال کے کہ محمول کی جائے نفی اوپر مدت معین کے سو فرمایا کہ پھر بھی میں ان کو اجازت نہ دوں گا یعنی اگرچہ گزر جائے مدت فرض کی گئی تقدیر ا میں اس کے بھی اجازت نہ دوں گا پھر اسی طرح ہمیشہ تک اور یہ جو کہا کہ مگر یہ کہ ابوطالب کا بیٹا چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے الخ تو یہ محمول ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے بعض دشمنوں نے کہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کا پکا ارادہ نکاح کرنے کا ہے نہیں تو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ وہ بدستور رہے منگنی پر بعد اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منع کریں اور زہری کی روایت میں ہے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کروں اور حرام کو حلال کروں لیکن قسم ہے اللہ کی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے نکاح میں کبھی جمع نہ ہوں گی یا ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی کہا ابن تین نے کہ صحیح تر وہ چیز ہے جس پر یہ قصہ محمول کیا جائے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ پر حرام کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور ابوجہل کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع کرے اس واسطے کہ اس کی علت یہ بیان کی کہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے اور معنی **لا احرم حلالا** کے یہ ہیں کہ یہ اس کے واسطے حلال ہے اگر اس کے نکاح میں فاطمہ رضی اللہ عنہا نہ ہو اور بہر حال دونوں کو جمع کرنا جو مستلزم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذا کو واسطے ایذا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تو نہیں اور یہ جو فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ماں مر گئی تھی پھر ان کی بہنیں ایک کے بعد دوسری سو نہ باقی رہا ان کا کوئی جس کے ساتھ وہ دل لگا دیں اور تسلی پکڑیں اور اپنا راز اس کے آگے ظاہر کریں وقت حاصل ہونے غیرت کے اور نہیں بعید ہے کہ یہ

حضرت ﷺ کا خاصہ ہو کہ آپ کی بیٹیوں پر نکاح نہ کیا جائے اور احتمال ہے کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہو اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ راضی ہوتیں تو علی رضی اللہ عنہ کو اس کے نکاح کرنے سے منع نہ کیا جاتا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حرام ہے ایذا دینا اس شخص کو جس کے ایذا دینے سے حضرت ﷺ کو ایذا پہنچے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے تھوڑی ہو یا بہت اور حضرت ﷺ نے جزم کیا کہ آپ کو تکلیف دیتی ہے وہ چیز جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دیتی ہے سو جس شخص سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں ایسی چیز واقع ہو جس کے ساتھ ان کو تکلیف ہو تو وہ حضرت ﷺ کو تکلیف دیتی ہے ساتھ شہادت اس حدیث صحیح کے اور نہیں ہے کوئی چیز بڑی بیچ ایذا دینے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس کے بیٹے کو قتل کرنے سے یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے یعنی اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذا دے اور اسی واسطے استقرار سے پہچانا گیا ہے کہ جس شخص نے ان کے قتل کرنے میں دست اندازی کی اس کو سزا جلدی دی گئی دنیا کی زندگی میں اور وہ دنیا کے اندر جیسے بھی بلا میں مبتلا ہوا اور البتہ عذاب آخرت کا سخت تر ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ بند کرنے ذریعہ کے اس واسطے کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا درست ہے جب تک کہ نہ بڑھے چار سے اور باوجود اس کے پس منع کیا اس سے حال میں واسطے اس کے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر ضرر انجام میں اور اس حدیث میں باقی رہنا عار باپوں کا ہے ان کی پشتوں میں واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ اللہ کے دشمن کی بیٹی سو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ واسطے وصف کے تاثیر ہے منع میں باوجود اس کے کہ وہ مسلمان تھی پکے اسلام والی اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو منع کرتا ہے کفو اس شخص کی کو جس کے باپ کو غلامی پہنچی پھر آزاد ہو ساتھ اس شخص کے جس کے باپ کو غلام ہونا نہیں پہنچا اور جس کو غلامی پہنچی ساتھ اس کے جس کو وہ نہیں پہنچی بلکہ فقط اس کے باپ کو پہنچی اور اس میں ہے کہ جب غیرت دار عورت پر خوف ہو کہ اس کے دین میں فتنہ ڈالا جائے تو اس کے ولی کو لائق ہے کہ اس کے دور کرنے میں کوشش کرے اور ممکن ہے کہ اس میں یہ شرط زیادہ کی جائے کہ نہ ہو اس کے پاس جس کے ساتھ وہ تسلی پکڑے اور اس سے بوجھ ہلکا ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جواب اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے خاص ہونے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کو ساتھ اس کے باوجود اس کے کہ غیرت حضرت ﷺ پر قریب تر ہے طرف خوف فتنے کے دین میں اور باوجود اس کے پس حضرت ﷺ بہت نکاح کرتے تھے اور ان سے غیرت پائی جاتی تھی جیسا کہ ان حدیثوں میں ہے اور باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے ان کے حق کی رعایت کی جیسے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اس کی رعایت کی اور محصل جواب کا یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اس وقت کوئی بہن بھائی وغیرہ نہ تھا جس کے ساتھ وہ دل لگائیں اور ان کی وحشت دور ہو ماں سے یا بہن سے برخلاف امہات المومنین کے کہ ان سب کے بہن بھائی تھے کہ وہ دل لگانے اور تسلی پکڑنے کے واسطے ان کی طرف رجوع کرتی تھیں اور اس پر زیادتی یہ کہ حضرت ﷺ ان کے خاوند تھے جو سب خلقت سے زیادہ

مہربان تھے اور آپ کے لطف اور تطییب قلوب سے غیرت جلدی دور ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی کو نکاح میں جمع کرنا منع ہے اور پکڑا جاتا ہے حدیث سے اکرام اس شخص کا جو منسوب ہو طرف خیر کے یا شرافت کے یا دیانت کے۔ (فتح)

بَابُ يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَآءُ وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَى الرَّجُلَ الْوَاحِدَ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَآءِ.

مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یعنی اخیر زمانے میں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا جائے گا ایک مرد اس کے ساتھ چالیس عورتیں ہوں گی اس کے ساتھ پناہ ڈھونڈیں گی بسبب کم ہونے مردوں کے اور بہت ہونے عورتوں کے یعنی اس واسطے کہ وہ عورتیں اس کے نکاح میں ہوں گی اور اس کی لونڈیاں ہوں گی اور یا اس کی رشتہ دار ہوں گی یا سب سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پچاس عورتیں ہوں گی کہیں گی اسے بندے اللہ کے! مجھ کو ڈھانک مجھ کو جگہ دے۔

۴۸۲۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ أَحَدٌ غَيْرِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

۴۸۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں تم کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ میرے سوائے کوئی تم کو وہ حدیث بیان نہیں کرے گا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا یعنی علماء مر جائیں گے اور جہالت اور بے علمی ظاہر ہو گی اور حرام کاری بہت ہو گی اور شراب پی جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا مرد رہ جائے گا۔

فائدہ: اس یہ حدیث نہیں مخالف ہے پہلی حدیث کو اس واسطے کہ پچاس میں چالیس بھی داخل ہیں اور شاید عدد معین مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے عورتوں کے بہت ہو جانے میں بہ نسبت مردوں کے اور قیم سے مراد وہ شخص ہے جو ان

کے کام کے ساتھ قائم ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ طلب نکاح کے واسطے اس کے ساتھ ہوں گی کہ ان سے نکاح کرلے حلال ہو یا حرام اور اس حدیث میں خبر دینا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ واقع ہوگی سو واقع ہوا جیسے حضرت ﷺ نے خبر دی اور صحیح اس سے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مطلق بغیر تعیین وقت کے اور جس میں تعیین وقت کی ہے وہ صحیح نہیں۔

بَابُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُوْ مَحْرَمٍ وَّالدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَةِ.

نہ اکیلا ہو مرد ساتھ بیگانی عورت کے مگر محرم اور داخل ہونا اس عورت پر جس کا خاوند غائب ہو۔

فائدہ: پہلا حکم باب میں صریح موجود ہے اور دوسرا حکم باب کی حدیثوں سے بطور استنباط کے لیا جاتا ہے اور ترمذی نے مرفوع روایت کی ہے کہ مت اندر جاؤ پاس ان عورتوں کے جن کا خاوند موجود نہ ہو اس واسطے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی جگہ چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے مگر ایک یا دو مرد اس کے ساتھ ہوں۔

٤٨٣١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ.

۴۸۳۱۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو عورتوں کے پاس جانے سے تو ایک انصاری مرد نے پوچھا کہ یا حضرت! بھلا خاوند کے رشتہ داروں کا حال تو فرمائیے کہ یہ لوگ عورت کے پاس جائیں یا نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرد کے رشتہ داروں کا عورت کے پاس جانا موت ہے۔

فائدہ: ایاکم ساتھ نصب کے ہے تحذیر پر اور وہ تنبیہ ہے واسطے مخاطب کے محذور پر تا کہ اس سے پرہیز کرے اور ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کے پاس اندر مت جایا کرو اور بغل گیر ہے منع ہونا دخول کا منع ہونے خلوت کو ساتھ اس کے بطریق اولی اور یہ جو کہا کہ حمو موت ہے تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حمو خاوند کے رشتہ دار ہیں سوائے اس کے باپ اور بیٹوں کے اس واسطے کہ وہ عورت کے محرم ہیں جائز ہے واسطے ان کے خلوت کرنی ساتھ اس کے اور نہیں وصف کیے جاتے ساتھ موت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد خاوند کا بھائی ہے یعنی دیور، بھتیجی اور بھتیجا اور چچا اور چچا کا بیٹا اور بھانجا اور جوان کے مانند ہیں ان لوگوں میں سے کہ حلال ہے واسطے اس کے نکاح کرنا اس کا اگر اس کے نکاح میں نہ ہو اور جاری ہوئی ہے عادت عورتوں کی ساتھ سستی کے بیچ اس کے سو خلوت کرنا بھائی کا ساتھ بھائی کی بیوی کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے اور وہ اولی ہے ساتھ منع کے اجنبی سے اور یہ جو کہا کہ حمو موت ہے تو بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ خلوت کرنا ساتھ دیور، جیٹھ کے کبھی نوبت پہنچاتا ہے طرف ہلاکت دین کے اگر واقع ہو گناہ یا طرف موت کے حقیقۃ اگر واقع ہو گناہ اور واجب ہو سنگسار کرنا یا طرف ہلاک ہونے عورت کے ساتھ جدا

ہونے کے اپنے خاوند سے جب کہ باعث ہو اس کو غیرت او پر طلاق دینے اس کے کی اشارہ کیا ہے طرف ان سب معنوں کے قرطبی نے اور کہا طبری نے کہ معنی یہ ہیں کہ مرد کا اپنے بھائی کی عورت کے ساتھ خلوت کرنا اتارا جاتا ہے بجائے موت کے اور عرب مکروہ چیز کو موت کے ساتھ موصوف کرتے ہیں اور کہا صاحب مجمع الغرائب نے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ عورت جب تنہا ہو تو وہ محل آفت کا ہے اور نہیں امن ہے اس پر کسی سے پس چاہیے کہ ہو دیور اس کا موت یعنی نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کے ساتھ خلوت کرے مگر موت جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بہتر سسرال قبر ہے اور یہ لائق ہے ساتھ کمال غیرت کے اور کہا ابوعبیدہ نے کہ معنی حموالموت کے یہ ہیں کہ چاہیے کہ مر جائے اور یہ نہ کرے اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے سو کہا کہ یہ کلام فاسد ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنی اکثر ہے خلوت کرنے سے ساتھ غیر ان کے کی اور بہ نسبت غیر کی بدی کے امید اس سے زیادہ ہے اور فتنہ ساتھ اس کے زیادہ ممکن ہے واسطے قادر ہونے اس کے کی او پر پہنچنے کے پاس عورت کے بغیر انکار کے اس پر بخلاف اجنبی مرد کے کہ اس سے یہ بات متصور نہیں اور کہا عیاض نے معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنا پہنچانے والا ہے طرف فتنے کے اور ہلاکت دین کے پس ٹھہرایا اس کو مانند ہلاک موت کے اور وارد کیا کلام کو جگہ تشدید کے اور کہا قرطبی نے کہ معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کا عورت پر داخل ہونا مشابہ ہے موت کے قباحت اور مفسدے میں یعنی پس وہ حرام ہے اس کا حرام ہونا معلوم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مبالغہ کیا بیچ زجر کے اس سے اور تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے واسطے آسان جاننے لوگوں کے ساتھ اس کے خاوند اور بیوی کے جہت سے واسطے الفت ان کی کے ساتھ اس کے یہاں تک کہ گویا وہ عورت سے اجنبی نہیں پس نکلا ہے یہ قول جگہ نکلنے قول عرب کے کہ شیر موت ہے اور حرب موت ہے یعنی اس کا ملنا موت کی طرف نوبت پہنچاتا ہے اور اسی طرح عورت پر داخل ہونا کبھی پہنچاتا ہے طرف موت دین کے یا موت اس کی کے ساتھ طلاق اس کی کے وقت غیرت خاوند کے یا طرف سنگسار کرنے کے اگر واقع ہو فاحشہ۔

تنبیہ: عورت کا محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو جیسے باپ بھائی چچا بھتیجا بھانجا بیٹا نواسہ پوتا مگر ماں اس عورت کی جس کی وطی شبہ سے ہوئی ہو اور لعان کرنے والی کہ وہ دونوں ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور نہیں محرم ہوتا اس جگہ اور اسی طرح حضرت ﷺ کی بیویاں بھی ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور ہمیشہ کی قید لگانے سے عورت کی بہن اور پھوپھی اور خالہ نکل گئی اور اسی طرح اس کی بیٹی بھی نکل گئی جب کہ نکاح کرے ماں کو اور اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو۔ (فتح)

٤٨٣٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ

۴۸۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز خلوت نہ کرے کوئی مرد ساتھ

عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَّاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

کسی عورت کے مگر ساتھ محرم کے سو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میری عورت حج کو نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں جنگ میں لکھا گیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پلٹ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ أَنْ يَّخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ.

جو جائز ہے یہ کہ خلوت کرے مرد ساتھ بیگانی عورت کے پاس لوگوں کے۔

فائدہ: یعنی نہ خلوت کرے ساتھ اس کے اس طور سے کہ دونوں کے بدن لوگوں سے چھپ جائیں بلکہ اس طور سے کہ لوگ ان کی کلام کو نہ سنیں جب کہ ہو ساتھ اس چیز کے جو چھپائی جاتی ہے مانند اس چیز کہ کہ شرماتی ہے عورت ذکر کرنے اس کے سے درمیان لوگوں کے اور لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول اپنے کو نزدیک لوگوں کے اس کے قول سے جو بعض طریقوں میں ہے کہ تنہا ہوئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے بعض راہوں یا کوچوں میں جو نہیں خالی ہوتے اکثر اوقات لوگوں کے چلنے سے۔

٤٨٣٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّكُنَّ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ.

۴۸۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو حضرت ﷺ اس کے ساتھ اکیلے ہوئے سو فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے پیاری ہو۔

فائدہ: شرح کی روایت میں انکم ہے کہا مہلب نے کہ نہیں ارادہ کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ تنہا ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اپنے ساتھ والوں کی آنکھ سے غائب ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اکیلے ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اس کے گلے کو حاضرین نہ سن سکیں اور نہ جو ان کے درمیان بات چیت ہوتی اس واسطے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اخیر کلام کو سنا اور اس کو نقل کیا اور جو ان کے درمیان بات ہوئی اس کو نقل نہ کیا اس واسطے کہ اس کو نہ سنا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت تھی اس کی عقل میں کچھ چیز تھی سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو آپ سے کچھ کام ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ماں فلانے کی دیکھ جو کچھ تو چاہے کہ میں تنہا ہو کے تیری حاجت

ادا کروں اور اس حدیث سے وسیع ہوتا آپ کی برداشت اور تواضع کا ہے اور آپ کے صبر کا اور پھر ادا کرنے حاجت چھوٹی اور بڑی کے اور یہ کہ بات چیت کرنا ساتھ عورت بیگانی کے چھپ کر نہیں قدح کرتا ہے اس کے دین میں وقت امن ہونے کے فتنے کے سے لیکن یہ اس طرح ہے جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میں کوئی ہے کہ اپنی حاجت کا مالک ہو؟ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کے مالک تھے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دُخُوْلِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

جو مرد کہ اپنے آپ کو بہ تکلف عورتوں کے مشابہ کرے اس کو عورت کے پاس اندر آنا منع ہے یعنی بغیر اس کے خاوند کے اور جس جگہ مثلا وہ عورت مسافر ہو۔

٤٨٣٤ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِيْ أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّآئِفَ غَدًا أَدُلُّكَ عَلٰى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُنَّ.

۴۸۳۴۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور ان کے گھر میں یعنی جس گھر میں وہ رہتی تھیں ایک زنانہ مرد تھا سو مخنث نے عبداللہ بن ابی امیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہا کہ اگر کل اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے طائف کو فتح کیا کہ میں تم کو بتلاؤں گا غیلان کی بیٹی اس واسطے کہ بے شک وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز اندر نہ آیا کرے تمہارے پاس یہ یعنی زنانہ مرد۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک زنانہ مرد تھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس اندر آتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان نہ تھا کہ وہ عورتوں کی کوئی چیز جانتا ہے جو مرد جانتے ہیں اور نہ یہ گمان تھا کہ اس کو عورتوں کی حاجت ہے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو فرمایا مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ یہ خبیث جانتا ہے جو میں سنتا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں سے فرمایا کہ یہ تمہارے پاس اندر نہ آیا کرے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے سے بند کیا گیا اور ابو داؤد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زنانہ مرد لایا گیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں ری سے رنگے تھے تو کسی نے کہا یا حضرت! یہ شخص عورتوں کے مشابہ ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نقیع کی ف نکال دیا تو کسی نے کہا کیا ہم اس کو مار نہ ڈالیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو منع ہوا نمازیوں کے مارنے ے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ہے کہ سخت غضب ہوا اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی برائش سے منہ پھیرا اور بہ تکلف اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ کیا اور مخنث اس کو کہتے ہیں کہ مشابہ ہو ساتھ عورتوں

کے عادات اور کلام میں اور حرکات وسکنات میں جس کو یہاں زنانہ کہتے ہیں اور عورتوں کے مشابہ ہونا کبھی پیدائشی ہوتا ہے سو اگر پیدائشی ہو تو اس پر کچھ ملامت نہیں اور اس پر لازم ہے کہ اس کے دور کرنے میں تکلف کرے اور کبھی مشابہ ہونا تکلف اور قصد سے ہوتا ہے سو یہ برا ہے اور بولا جاتا ہے اس پر نام مخنث کا برابر ہے کہ بے حیائی کرے یا نہ کرے اور اس مخنث کا نام ہیت تھا اور یہ کہا کہ وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کے پیٹ میں چار شکن ہیں جب سامنے سے آتی ہے تو معلوم ہوتے ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو ان شکنوں کے سرے دونوں پہلو کی طرف سے معلوم ہوتے ہیں چار ایک طرف سے اور چار ایک طرف سے اور حاصل یہ ہے کہ وہ بڑی موٹی اور فربہ ہے اور فربہ عورت کی طرف عرب کے مردوں کو بہت رغبت ہوتی ہے۔ کہا مہلب نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روکا حضرت ﷺ نے اس کو داخل ہونے سے عورتوں پر واسطے اس کے کہ سنا اس کو کہ صفت کرتا ہے عورت کی ساتھ اس صفت کے جو جوش دلاتی ہے مردوں کے دل کو سو اس کو اندر آنے سے منع کیا کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کو لوگوں کے آگے بیان نہ کرے پس ساقط ہوں معنی حجاب کے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ذات کے واسطے بھی منع کیا واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ یہ پہچانتا ہے جو اس جگہ ہے اور واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ اس کو عورتوں کی حاجت نہیں جب اس نے وصف مذکور کو ذکر کیا تو اس نے دلالت کی کہ وہ حاجت یعنی شہوت والوں میں سے ہے سو اس کو اس واسطے نکال دیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے پردہ کرنا عورتوں کا اس شخص سے جو عورتوں کی خوبیوں کو جانتے اور یہ حدیث اصل ہے بیچ دور کرنے اس شخص کے جس سے کسی کام میں شک پڑے، کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے ذات موصوف کی بیع کو واسطے قائم ہونے صفت کے مقام دیکھنے کے جب کہ وصف اس کی سب حالات کو حاوی ہو اور نکالنا اس کا اس حدیث سے ظاہر ہے اور نیز اس حدیث میں تعزیر ہے واسطے اس شخص کے جو بہ تکلف عورتوں کے مشابہ ہو ساتھ نکال دینے کے گھروں سے اور نفی کی جب کہ متعین ہو یہ طریق واسطے منع کرنے اس کے کی اور ظاہر امر سے اس کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور مشابہ ہونا عورتوں کا ساتھ مردوں کے اور مشابہ ہونا مردوں کا ساتھ عورتوں کے قصد اور اختیار سے اتفاقاً حرام ہے، وسیاتی فی اللباس۔ (فتح) اور خصی مرد اور مجبوب کا بھی یہی حکم ہے خصی وہ مرد ہے جس کے خصیوں کو کوٹ کر خصی کیا گیا ہو اور مجبوب وہ ہے جس کا ذکر کاٹا گیا ہو۔

بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ.

دیکھنا عورت کا طرف حبشیوں کے اور جو ان کی مانند ہیں بغیر شک کے یعنی جائز ہے۔

فائدہ: ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو بیگانے مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے برخلاف

عکس اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اختلاف کیا گیا ہے اس کی ترجیح میں اور حدیث باب کی موافق ہے اس شخص کے جو اس کو جائز رکھتا ہے اور جو اس کو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو مشہور ہے کہ کیا تم دونوں اندھے ہو اور قوی کرتا ہے جواز کو ہمیشہ بدستور رہنا عمل اس پر کہ جائز ہو نکلنا عورتوں کو طرف مسجدوں اور بازاروں اور سفروں کے نقاب ڈال کرتا کہ مردان کو نہ دیکھیں اور مردوں کو نقاب ڈالنے کا کبھی حکم نہیں ہوا تا کہ ان کو عورتیں نہ دیکھیں تو اس نے دلالت کی کہ وہ دونوں گروہ کے حکم جدا جدا ہیں اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے امام غزالی رحمہ اللہ نے اوپر جواز کے سو کہا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا منہ عورت کے حق میں چھپانے کی چیز ہے جیسے کہ عورت کا منہ مرد کے حق میں چھپانے کی چیز ہے بلکہ وہ مانند منہ بے ریش کے ہے مرد کے حق میں پس حرام ہے نظر وقت خوف فتنے کے اور نہیں تو نہیں اور ہمیشہ قدیم زمانے سے دستور چلا آتا ہے کہ مرد کھلے منہ ہوتے ہیں اور عورتوں کے منہ پر نقاب ہوتے ہیں سو اگر دونوں گروہ برابر ہوتے تو مردوں کو نقاب کا حکم ہوتا یا عورتوں کو نکلنے سے منع کیا جاتا۔

٤٨٣٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيْسٰى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَآئِهٖ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا الَّتِيْ أَسْأَمُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ.

۴۸۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مجھ کو اپنی چادر سے چھپاتے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھتی تھی مسجد میں برچھیوں سے کھیلتے یہاں تک کہ میں خود ہی طول اور دل گیر ہوتی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو نہ فرماتے کہ بس کر بلکہ میں خود ہی جب تھک جاتی تو بس کرتی سو اندازہ کرو کم سن لڑکی کے مقدار کو جو کھیل پر حرص کرنے والی ہو کہ کتنی دیر تک دیکھتی رہتی ہے یعنی میں بہت دیر تک دیکھتی رہتی تھی۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ لِحَوَآئِجِهِنَّ.

عورتوں کو اپنی حاجتوں کے لیے باہر نکلنا جائز ہے۔

٤٨٣٦ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَاٰهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ إِنَّكِ وَاللّٰهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ وَهُوَ فِيْ حُجْرَتِيْ يَتَعَشّٰى وَإِنَّ فِيْ

۴۸۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی رات کو قضاء حاجت کے واسطے باہر نکلیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور پہچانا سو کہا قسم ہے اللہ کی اے سودہ! بے شک تو ہم پر چھپی نہیں رہتی سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹ آئیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور البتہ آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی

يَدِهٖ لَعَرْقًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قَدْ أَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَآئِجِكُنَّ.

سو آپ پر وحی اتاری گئی پھر آپ سے وہ حالت موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ فرماتے تھے کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی کہ اپنی حاجتوں کے واسطے باہر نکلا کرو۔

فائدہ: البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی اور وجہ تطبیق کی درمیان اس کے اور درمیان دوسری حدیث اس کی کے بیچ اترنے حجاب کے سورۂ احزاب کی تفسیر میں اور ذکر کیا ہے میں نے وہاں تعاقب عیاض پر کہ اس نے گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں پر اپنے جسم کا ظاہر کرنا حرام تھا اگرچہ منہ پر نقاب ڈالے ہوں اور چادریں لپیٹی ہوں اور حاصل بیچ رد کرنے قول اس کے بہت ہونا حدیثوں کا ہے جو وارد ہیں اس میں کہ وہ حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور مسجدوں کی طرف نماز کے واسطے نکلتی تھیں حضرت ﷺ کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد بھی۔ (فتح)

بَابُ اِسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوْجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ.

اجازت مانگنا عورت کا اپنے خاوند سے مسجد وغیرہ کی طرف نکلنے کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ نکلنے کے طرف مسجد وغیرہ کے یعنی ترجمہ عام ہے مسجد وغیرہ کو اور باب کی حدیث میں صرف مسجد کا ذکر ہے اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ اس نے مسجد کے غیر کو مسجد پر قیاس کیا ہے اور جامع ان کے درمیان ظاہر ہے اور سب میں یہ شرط ہے کہ فتنے سے امن ہو۔ (فتح)

٤٨٣٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا.

۴۸۳۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی عورت نماز کے واسطے مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اس کو اجازت دے اور منع نہ کرے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُوْلِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَآءِ فِي الرَّضَاعِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے داخل ہونے اور نظر کرنے سے طرف عورتوں کے رضاعت کے سبب سے

٤٨٣٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ جَآءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهٗ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

۴۸۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میرا چچا رضائی آیا اور اس نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اس کو اجازت دوں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے پوچھوں سو حضرت ﷺ آئے سو میں نے آپ سے اس کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِيْ لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

وہ تیرا چچا ہے سو اس کو اجازت دے میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو تو صرف عورت نے دودھ پلایا ہے مجھ کو مرد نے دودھ نہیں پلایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ تیرا چچا ہے سو اس کو تیرے پاس اندر آنا جائز ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ حال بعد اس کے تھا کہ ہم پر پردہ اتارا گیا یعنی یہ واقعہ پردہ اترنے کے بعد تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے جننے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح کے اول میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ رضاعت کے واسطے نسب کا حکم ہے کہ جائز ہے عورتوں کے پاس اندر جانا اور سوائے اس کے احکام سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا.

نہ لگائے بدن ایک عورت دوسری عورت سے پھر بیان کرے اس کی صورت کو اپنے خاوند سے۔

فائدہ: استعمال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے لفظ حدیث کا ترجمہ میں بغیر زیادتی کے اور ذکر کیا ہے حدیث کو دو طریقوں سے۔

۴۸۳۹ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

۴۸۳۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت سے پھر بیان کرے اس کی شکل اور صورت کو اپنے خاوند سے اس طرح کہ جیسے اس کو دیکھا ہے۔

۴۸۴۰ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

۴۸۴۰۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کپڑے میں کہا قابسی نے کہ یہ حدیث اصل ہے واسطے مالک کے بیچ

بند کرنے ذریعوں کے اس واسطے کہ حکمت بیچ اس نہی کے خوف ہے اس بات کا کہ خوش لگے خاوند کو وصف مذکور سو نوبت پہنچائے یہ طرف طلاق دینے اس عورت کے جو صفت کرتی ہے یا مفتون ہونے کے ساتھ اس عورت کے جس کی صفت کی گئی اور واقع ہوا ہے بیچ روایت نسائی کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت کے بدن سے اور نہ بدن لگائے مرد دوسرے مرد کے بدن سے اور مسلم اور اصحاب سنن نے یہ حدیث اس لفظ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور ایک عورت دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ اکٹھا ہو ایک مرد ساتھ دوسرے مرد کے ایک کپڑے میں اور نہ جمع ہو ایک عورت ساتھ دوسری عورت کے ایک کپڑے میں کہا نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرد کو دوسرے مرد کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور اسی طرح عورت کو بھی دوسری عورت کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور اسی طرح دیکھنا مرد کو طرف ستر عورت کے اور عورت کے طرف ستر مرد کے حرام ہے بالاجماع اور تنبیہ کی حضرت ﷺ نے ساتھ دیکھنے مرد کے طرف ستر مرد کے اور دیکھنے عورت کے طرف ستر عورت کے اوپر اس کے ساتھ طریق اولی کے یعنی یہ بطریق اولی حرام ہے اور مستثنیٰ ہیں اس سے میاں بیوی کہ ایک کو اپنے ساتھی کا ستر دیکھنا جائز ہے مگر شرم گاہ میں اختلاف ہے اور صحیح تر قول ہے کہ جائز ہے لیکن بغیر سبب کے مکروہ ہے اور بہر حال جو محرم ہیں پس صحیح یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے دیکھنا جائز ہے اور یہ سب حرام جو ہم نے ذکر کیا اس جگہ ہے جس جگہ حاجت نہ ہو اور جائز اس جگہ ہے جس جگہ شہوت نہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے مرد کو بدن لگانا دوسرے مرد کے بدن سے بغیر پردے کے مگر وقت ضرورت کے اور مستثنیٰ ہے اس سے مصافحہ اور حرام ہے چھونا غیر کے ستر کو جس جگہ سے ہو اس کے بدن میں سے بالاتفاق کہا نووی رحمہ اللہ نے اور اس قسم سے ہے کہ عام لوگ اس میں مبتلا ہیں اور بہت لوگ اس سے سستی کرتے ہیں جمع ہونا ہے حمام میں سو واجب ہے اس شخص پر جو اس میں ہو یہ کہ بچائے اپنی نظر اور ہاتھ وغیرہ کو غیر کے ستر سے اور یہ کہ بچائے اپنے ستر کو غیر کی نظر سے اور واجب ہے انکار اس کے فاعل پر واسطے اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور نہیں ساقط ہوتا انکار ساتھ گمان عدم قبول کے مگر یہ کہ اپنی جان پر فتنے سے ڈرے اور بہت مسئلے اس باب کے طہارت میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَآئِيْ.

مرد کا یہ کہنا کہ میں آج رات اپنی سب عورتوں پر گھوموں گا یعنی سب سے صحبت کروں گا۔

فائدہ: کتاب الطہارۃ میں پہلے گزر چکا ہے من دار علی نسائه في غسل واحد اور وہ قریب ہے اس ترجمہ کے معنی سے اور حکم شریعت محمدی میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے یہ بیویوں میں مگر یہ کہ شروع کرے نوبت بانٹنے کو بایں طور کے سب سے ایک بار اکٹھا نکاح کرے یا سفر سے آئے اور اسی طرح جائز ہے جب کہ اس کو اجازت دیں اور اس

کے ساتھ راضی ہو جائیں۔

٤٨٤١ ـ حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَأَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ أَرْجٰى لِحَاجَتِهٖ.

۴۸۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ میں آج کی رات سو عورت پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا ان میں سے ہر ایک عورت لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو فرشتے نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ کہہ یعنی اگر اللہ چاہے گا سو اس نے انشاء اللہ نہ کہا اور کہنا بھول گیا پھر ان سو عورتوں پر گھوما سو ان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا آدمی جنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو اس کی بات پوری ہوتی اور اپنے مطلب کا زیادہ تر امیدوار ہوتا۔

فائدہ: جب لوگوں نے جہاد میں سستی کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کثرت اولاد کی آرزو کی جہاد میں غیروں کی حاجت نہ رہے مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے پس مراد پوری نہ ہوئی معلوم ہوا کہ جس کسی کام کا ارادہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہہ لے اس واسطے کہ اللہ کی مدد کے بغیر آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا پیغمبر ہو یا ولی یا حکیم ہو یا بادشاہ اور یہ جو کہا لم یحنث تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مراد پوری ہوتی اس واسطے کہ حانث نہیں ہوتا مگر قسم سے اور احتمال ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر قسم کھائی ہو۔ میں کہتا ہوں اتاری گئی تاکید جو مستفاد ہے قول اس کے سے لاطوفن بجائے قسم کے، کہا ابن رشد نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ متصل ہونا استثناء کا ساتھ قسم کے تاثیر کرتا ہے بیچ اس کے اگرچہ نہ قصد کرے اس کو پہلے فارغ ہونے کے قسم سے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهٗ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ مَخَافَةَ أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ.

جب کوئی سفر میں گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے بسبب اس خوف کے کہ ان کو خیانت کی طرف نسبت کرے یا ان کی لغزشوں اور عیبوں کو تلاش کرے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں آچکا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

٤٨٤٢ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

۴۸۴۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوقًا.

حضرت ﷺ مکروہ جانتے تھے کہ مرد اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آئے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ رات کو گھر میں نہ آتے بلکہ دوپہر سے پہلے آتے یا پیچھے کہا لغت والوں نے کہ طروق کے معنی ہیں رات کو آنا سفر وغیرہ سے بے خبر۔

۴۸۴۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا.

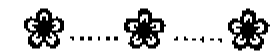
۴۸۴۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو رات کو گھر والوں کے پاس نہ آئے۔

فائدہ: قید کرنا ساتھ دراز ہونے غیبت کے اشارہ کرتا ہے طرف اس کے کہ علت نہی کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے اس وقت پس حکم دائر ہے ساتھ علت اپنی کے وجودا و عدما سو جب تھا وہ شخص جو اپنی حاجت کے واسطے مثلا دن کو باہر نکلے اور رات کو پھر آئے نہ حاصل ہوتا تھا واسطے اس کے جو خوف کیا جاتا ہے اس شخص سے جو بہت مدت اپنے گھر سے غائب رہے تو ہوگا دراز ہونا غیبت کا جگہ گمان امن کی ہجوم سے پس واقع ہوگا واسطے اس شخص کے جو ہجوم کرے بعد دراز ہونے غیبت کے اکثر اوقات جو برا لگے اس کو یا تو پائے گا اپنی عورت کو بغیر ستھرائی اور زینت کے جو مطلوب ہے عورت سے تو ہوگا یہ سبب نفرت کا درمیان دونوں کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے آئندہ باب کی حدیث میں کہ تا کہ زیر ناف کے بال لے جس کا خاوند غائب ہے اور کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی اور اس سے لی جاتی ہے کراہت مباشرت عورت کی اس حال میں جس میں ستھری نہ ہوتا کہ نہ مطلع ہو اس سے اس چیز پر جو ہو سبب نفرت کا عورت سے اور یا اس کو مکروہ حالت پر پائے اور شرع رغبت دلانے والی ہے اوپر پردہ پوشی کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے کہ ان کو خیانت کی طرف منسوب کرے یا ان کے عیبوں کو ڈھونڈے بنا بر اس کے پس جو شخص کہ اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع دے اور یہ کہ وہ فلانے فلانے وقت میں پہنچے گا تو اس کو نہی شامل نہیں یعنی اس کو رات کے وقت گھر آنا درست ہے کہ وہ پہلے اطلاع کر چکا ہے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں پھر روایت کی اس نے کہ حضرت ﷺ ایک جنگ سے پلٹ کر آئے تو ایک شخص کو اطلاع کے واسطے آگے بھیج دیا کہ وہ آتے ہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ مسافر کو رات کے وقت بے خبر اپنے گھر والوں کے پاس آنا منع ہے جب کہ پہلے ان کو اپنے آنے کی خبر نہ کی ہو اور سبب اس کا وہ ہے جس کی طرف حدیث میں اشارہ واقع ہوا ہے اور بعض نے اس حکم کا خلاف کیا یعنی بے خبر رات کو اپنے گھر میں آئے سو اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا سو اس کو مخالفت کی سزا ملی چنانچہ ابن خزیمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دو مرد رات کو اپنے گھر میں آئے سو دونوں نے اپنی عورت کے ساتھ مرد کو پایا اور اس حدیث میں رغبت دلاتا ہے باہم دوستی اور محبت رکھنے پر خاص کر میاں بیوی کے درمیان اس واسطے کہ اکثر اوقات ایک کو دوسرے کا کوئی عیب پوشیدہ نہیں ہوتا اور باوجود اس کے آنے سے منع کیا تا کہ نہ مطلع ہو اس چیز پر جس کے سبب سے اس کو عورت سے نفرت ہو تو اس کی رعایت غیر زوجین میں بطریق اولیٰ ہوگی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ زیر ناف کے بال لینا اور مانند اس کے اس قسم سے کہ زینت کرتی ہے ساتھ اس کے عورت نہیں داخل ہے نہی میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش کے بدلنے سے اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر ترک تعرض کے واسطے اس چیز کے کہ واجب کرے بدگمانی کو ساتھ مسلمان کے۔ (فتح)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ ترجمہ اکیسویں پارے صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین، آمین۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب النکاح

